إنما شفاء العي السؤال

آپ کے مسائل اور اُن کا حل

جلد پنجم

زکوٰۃ کے مسائل، پیداوار کا عشر
صدقہ فقراء وغیرہ سے متعلق
مدینہ منورہ کی حاضری
قربانی کے مسائل، ایامِ قربانی
قربانی کے حصے دار، ذبح کرنے
اور گوشت سے متعلق مسائل
قربانی کی کھالوں کے مصارف
عقیقہ، شکار، حلال اور حرام
جانوروں کے مسائل
قسم کھانے کے مسائل

اضافہ وتخریج شدہ ایڈیشن

حضرت مولانا
محمد یوسف لدھیانوی شہید رحمہ اللہ تعالیٰ

ترتیب وتخریج
حضرت مولانا سعید احمد جلالپوری شہید رحمہ اللہ تعالیٰ

إِنَّمَا شِفَاءُ الْعِيِّ السُّؤَالُ (الحديث)

لاعلمی کی شفا سوال کرنے میں ہے

۵

آپ کے مسائل اور اُن کا حل

اضافہ وتخریج شدہ ایڈیشن

حضرت مولانا

محمد یوسف لدھیانوی شہید رحمہ اللہ تعالیٰ

ترتیب وتخریج

حضرت مولانا سعید احمد جلالپوری شہید رحمہ اللہ تعالیٰ

مکتبہ لدھیانوی

18- سلام کتب مارکیٹ بنوری ٹاؤن کراچی، دفتر ختم نبوت پرانی نمائش ایم اے جناح روڈ کراچی

0321-2115502, 0321-2115595,02134130020

نام کتاب	:	آپ کے مسائل اور اُن کا حل
مصنف	:	حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانوی شہید
ترتیب وتخریج	:	حضرت مولانا سعید احمد جلالپوری شہید
قانونی مشیر	:	منظور احمد میو راجپوت (ایڈووکیٹ ہائی کورٹ)
طبع اوّل	:	۱۹۸۹ء
اضافہ وتخریج شدہ ایڈیشن	:	مئی ۲۰۱۱ء
کمپوزنگ	:	محمد عامر صدیقی
پرنٹنگ	:	شمس پرنٹنگ پریس

مکتبہ لدھیانوی

18- سلام کتب مارکیٹ بنوری ٹاؤن کراچی

دفتر ختم نبوت پرانی نمائش ایم اے جناح روڈ کراچی

0321-2115502, 0321-2115595, 02134130020

فہرست

زکوٰۃ کے مسائل

زکوٰۃ کس پر فرض ہے؟

زکوٰۃ کا نصاب اور شرائط

زکوٰۃ ادا کرنے کا طریقہ

کن لوگوں کو زکوٰۃ دے سکتے ہیں؟ (مصارفِ زکوٰۃ)

پیداوار کا عشر

زکوٰۃ کے متفرق مسائل

صدقۂ فطر

منّت و صدقہ

نفلی صدقات

صدقہ، فقراء وغیرہ سے متعلق مسائل

حج وعمرہ کی فضیلت

حج اور عمرہ کی فرضیت

ناجائز ذرائع سے حج کرنا

عمرہ

حج و عمرہ کی اِصطلاحات

حجِ بدل

بغیر محرَم کے حج

اِحرام باندھنے کے مسائل

طواف

حج کے اعمال

رَمی

(شیطان کو کنکریاں مارنا)

حج کے دوران قربانی

حلق

(بال منڈوانا)

طوافِ زیارت و طوافِ وداع

مدینہ منوّرہ کی حاضری

حج کے متفرّق مسائل

عیدالاضحیٰ کے موقع پر قربانی کے مسائل کی تفصیل

قربانی کس پر واجب ہے؟

اَیامِ قربانی

کن جانوروں کی قربانی جائز ہے یا ناجائز؟

قربانی کے حصے دار

قربانی کے لئے دُعا

ذبح کرنے اور گوشت سے متعلق مسائل

قربانی کا گوشت

قربانی کی کھالوں کے مصارف

غیرمسلم کے ذبیحے کا حکم

قربانی کے متفرق مسائل

عقیقہ

حلال اور حرام جانوروں کے مسائل

شکار

خشکی کے جانوروں اور متعلقات کا شرعی حکم

دریائی جانوروں کا شرعی حکم

پرندوں اور ان کے انڈوں کا شرعی حکم

تلی، اوجھڑی، کپورے وغیرہ کا شرعی حکم

کتا پالنا

قسم کھانے کے مسائل

قسم کھانے کی مختلف صورتیں

جھوٹی قسم کا کفارہ اِستغفار ہے

قسم توڑنے کا کفارہ

مختلف قسمیں جن سے کفارہ واجب ہوا

کن الفاظ سے قسم نہیں ہوتی؟

بِسْمِ اللهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

زکوٰۃ کے مسائل

زکوٰۃ، دولت کی تقسیم کا اِنقلابی نظام

سوال:…زکوٰۃ سے عوام کو کیا فوائد ہیں؟ یہ بھی ایک قسم کا ٹیکس ہے جس کو رفاہِ عامہ پر خرچ کرنا چاہئے، اس موضوع پر تفصیل سے روشنی ڈالئے۔

جواب:…میں آپ کے مجمل سوال کو پانچ عنوانات پر تقسیم کرتا ہوں، زکوٰۃ کی فرضیت، زکوٰۃ کے فوائد، زکوٰۃ ٹیکس نہیں بلکہ عبادت ہے، زکوٰۃ کے ضروری مسائل اور زکوٰۃ کے مصارف۔

زکوٰۃ کی فرضیت:

زکوٰۃ، اسلام کا اہم ترین رُکن ہے، قرآنِ کریم میں اس کی بار بار تاکید کی گئی ہے، اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشاد میں بھی اس کی اہمیت وافادیت اور اس کے ادا نہ کرنے کے وبال کو بہت ہی نمایاں کیا گیا ہے۔

قرآنِ کریم میں ہے:

”وَالَّذِيْنَ يَكْنِزُوْنَ الذَّهَبَ وَالْفِضَّةَ وَلَا يُنْفِقُوْنَهَا فِيْ سَبِيْلِ اللهِ فَبَشِّرْهُمْ بِعَذَابٍ اَلِيْمٍ۔ يَوْمَ يُحْمٰى عَلَيْهَا فِيْ نَارِ جَهَنَّمَ فَتُكْوٰى بِهَا جِبَاهُهُمْ وَجُنُوْبُهُمْ وَظُهُوْرُهُمْ هٰذَا مَا كَنَزْتُمْ لِاَنْفُسِكُمْ فَذُوْقُوْا مَا كُنْتُمْ تَكْنِزُوْنَ۔“ (التوبہ:۳۴، ۳۵)

ترجمہ:…”جو لوگ سونے اور چاندی کا ذخیرہ جمع کرتے ہیں اور اسے اللہ کے راستے میں خرچ نہیں کرتے، انہیں دردناک عذاب کی خوشخبری سنادو۔ جس دن ان سونے، چاندی کے خزانوں کو جہنم کی آگ میں تپا کر ان کے چہروں، ان کی پشتوں اور ان کے پہلوؤں کو داغا جائے گا، (اور ان سے کہا جائے گا کہ) یہ تھا تمہارا مال جو تم نے اپنے لئے جمع کیا تھا، پس اپنے جمع کئے کی سزا چکھو۔“

حدیث میں ارشاد ہے کہ: ”اسلام کی بنیاد پانچ چیزوں پر ہے، ۱:اس بات کی شہادت دینا کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی معبود نہیں، اور یہ کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم اس کے بندے اور رسول ہیں۔ ۲:نماز قائم کرنا۔ ۳:زکوٰۃ ادا کرنا۔ ۴:بیت اللہ کا حج کرنا۔ ۵:رمضان المبارک کے روزے رکھنا۔

”قال عبدالله: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: بني الإسلام على خمس: شهادة ان لا إله إلّا الله وان محمدا عبده ورسوله، وإقام الصلوٰة وايتاء الزكوٰة وحج البيت وصوم رمضان۔“ (رواہ البخاری ومسلم واللفظ لہ ج:۱ ص:۳۲)

ایک اور حدیث میں ہے کہ: ”جس شخص نے اپنے مال کی زکوٰۃ ادا کردی، اس نے اس کے شر کو دُور کردیا۔“

”من ادّى زكوٰة ماله فقد ذهب عنه شره۔“ (کنزالعمال حدیث:۱۵۷۷۸، مجمع الزوائد ج:۳ ص:۶۳، وقال الهيثمى رواه الطبرانى فى الاوسط واسناده حسن وان كان فى بعض رجاله كلام)

ایک اور حدیث میں ہے کہ: ”جب تم نے اپنے مال کی زکوٰۃ ادا کردی تو تم پر جو ذمہ داری عائد ہوتی تھی، اس سے تم سبکدوش ہوگئے۔“

”عن ابى هريرة رضى الله عنه ان رسول الله صلى الله عليه وسلم قال: اذا ادّيت زكوٰة مالك فقد قضيت ما عليك۔“ (ترمذی ج:۱ ص:۷۸، ابنِ ماجہ ص:۱۲۸، مطبوعہ نور محمد کارخانہ کراچی)

ایک اور حدیث میں ہے کہ: ”اپنے مالوں کو زکوٰۃ کے ذریعہ محفوظ کرو، اپنے بیماروں کا صدقے سے علاج کرو، اور مصائب کے طوفانوں کا دُعا و تضرع سے مقابلہ کرو۔“[۱]

ایک حدیث میں ہے کہ: ”جو شخص اپنے مال کی زکوٰۃ ادا نہیں کرتا، قیامت میں اس کا مال گنجے سانپ کی شکل میں آئے گا، اور اس کی گردن سے لپٹ کر گلے کا طوق بن جائے گا۔“

”عن عبدالله بن مسعود رضى الله عنه عن رسول الله صلى الله عليه وسلم قال: ما من احد لا يؤدّى زكوٰة ماله الّا مثل له يوم القيامة شجاعًا اقرع حتى يطوق عنقه۔“

(سننِ نسائی ج:۱ ص:۳۳۳، وسننِ ابنِ ماجہ ص:۱۲۸، واللفظ لہ)

اس مضمون کی بہت سی احادیث ہیں، جن میں زکوٰۃ نہ دینے پر قیامت کے دن ہولناک سزاؤں کی وعیدیں سنائی گئی ہیں۔

زکوٰۃ کے فوائد:

حق تعالیٰ شانہ نے جتنے اَحکام اپنے بندوں کے لئے مقرّر فرمائے ہیں ان میں بے شمار حکمتیں ہیں جن کا انسانی عقل احاطہ نہیں کرسکتی، چنانچہ اللہ تعالیٰ نے زکوٰۃ کا فریضہ عائد کرنے میں بھی بہت سی حکمتیں رکھی ہیں، اور سچی بات یہ ہے کہ یہ نظام ایسا پاکیزہ و مقدس اور اتنا اعلیٰ و ارفع ہے کہ انسانی عقل اس کی بلندیوں تک رسائی حاصل کرنے سے قاصر ہے، یہاں چند عام فہم فوائد کی طرف اشارہ کرنا چاہتا ہوں۔

۱:... آج پوری دُنیا میں سوشلزم کی بات ہورہی ہے، جس میں غریبوں کی فلاح و بہبود کا نعرہ لگاکر انہیں متمول طبقے کے خلاف

---

(۱) عن الحسن قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: حصنوا أموالكم بالزكوٰة وداووا مرضاكم بالصدقة واستقبلوا أمواج البلاء بالدعاء والتضرع۔ (مراسيل أبى داؤد ص:۸، طبع ايج ايم سعيد)۔

اُکسایا جاتا ہے، اس تحریک سے غریبوں کا بھلا کہاں تک ہوتا ہے؟ یہ ایک مستقل موضوع ہے، مگر یہاں یہ کہنا چاہتا ہوں کہ امیر وغریب کی یہ جنگ صرف اس لئے پیدا ہوئی کہ اللہ تعالیٰ نے متمول طبقے کے ذمہ پسماندہ طبقے کے جو حقوق عائد کئے تھے ان سے انہوں نے پہلوتہی کی، اگر پورے ملک کی دولت کا چالیسواں حصہ ضرورت مندوں میں تقسیم کردیا جائے اور یہ عمل ایک وقتی سی چیز نہ رہے، بلکہ ایک مسلسل عمل کی شکل اختیار کرلے، اور امیر طبقہ کسی ترغیب وتحریص اور کسی جبر واکراہ کے بغیر ہمیشہ یہ فریضہ ادا کرتا رہے اور پھر اس رقم کی منصفانہ تقسیم مسلسل ہوتی رہے تو کچھ عرصے کے بعد آپ دیکھیں گے کہ غرباء کو امیروں سے شکایت ہی نہیں رہے گی، اور امیر وغریب کی جس جنگ سے دُنیا جہنم کدہ بنی ہوئی ہے، وہ اس نظام کی بدولت راحت وسکون کی جنت بن جائے گی۔

میں صرف پاکستان کی ملتِ اسلامیہ سے نہیں، بلکہ دُنیا بھر کے انسانوں اور معاشروں سے کہتا ہوں کہ وہ اسلام کے نظامِ زکوٰۃ کو نافذ کرکے اس کی برکات کا مشاہدہ کریں اور سرمایہ دار ملکوں کی جتنی دولت کمیونزم کا مقابلہ کرنے پر صَرف ہورہی ہے وہ بھی اسی مد میں شامل کرلیں۔

۲:... مال ودولت کی حیثیت انسانی معیشت میں وہی ہے جو خون کی بدن میں ہے، اگر خون کی گردش میں فتور آجائے تو انسانی زندگی کو خطرہ لاحق ہوجاتا ہے، اور بعض اوقات دِل کا دورہ پڑنے سے انسان کی اچانک موت واقع ہوجاتی ہے۔ ٹھیک اسی طرح اگر دولت کی گردش منصفانہ نہ ہو، تو معاشرے کی زندگی خطرے میں ہوتی ہے، اور کسی وقت بھی حرکتِ قلب بند ہوجانے کا خوف طاری رہتا ہے۔ حق تعالیٰ نے دولت کی منصفانہ تقسیم اور عادلانہ گردش کے لئے جہاں اور بہت سی تدبیریں ارشاد فرمائی ہیں، ان میں سے ایک زکوٰۃ وصدقات کا نظام بھی ہے، اور جب تک یہ نظام صحیح طور پر نافذ نہ ہو اور معاشرہ اس نظام کو پورے طور پر ہضم نہ کرلے تب تک نہ دولت کی منصفانہ گردش کا تصور کیا جاسکتا ہے، اور نہ معاشرہ اختلال وزوال سے محفوظ رہ سکتا ہے۔

۳:... پورے معاشرے کو ایک اکائی تصور کیجئے، اور معاشرے کے افراد کو اس کے اعضاء سمجھئے، آپ جانتے ہیں کہ کسی حادثے یا صدمے سے کسی عضو میں خون جمع ہوکر منجمد ہوجائے تو وہ گل سڑکر پھوڑے پھنسی کی شکل میں پیپ بن کر بہ نکلتا ہے۔ اسی طرح جب معاشرے کے اعضاء میں ضرورت سے زیادہ خون جمع ہوجاتا ہے تو وہ بھی سڑنے لگتا ہے، اور پھر کبھی تعیش پسندی اور فضول خرچی کی شکل میں نکلتا ہے، کبھی عدالتوں اور وکیلوں کے چکر میں ضائع ہوتا ہے، کبھی بیماریوں اور اسپتالوں میں لگتا ہے، کبھی اُونچی اُونچی بلڈنگوں اور محلات کی تعمیرات میں برباد ہوجاتا ہے (اور اس بربادی کا احساس آدمی کو اس وقت ہوتا ہے جب اس کی گرفتاری کے وارنٹ جاری ہوجاتے ہیں اور اسے بیک بنی ودوگوش یہاں سے باہر نکال دیا جاتا ہے)۔

قدرت نے زکوٰۃ وصدقات کے ذریعہ ان پھوڑے پھنسیوں کا علاج تجویز کیا ہے، جو دولت کے انجماد کی بدولت معاشرے کے جسم پر نکل آتی ہیں۔

۴:... اپنے بنی نوع سے ہمدردی، انسانیت کا عمدہ ترین وصف ہے، جس شخص کا دِل اپنے جیسے انسانوں کی بے چارگی، غربت

وافلاس، بھوک، فقر وفاقہ اور تنگ دستی وزبوں حالی دیکھ کر نہیں پسیجتا، وہ انسان نہیں جانور ہے، اور چونکہ ایسے موقعوں پر شیطان اور نفس، انسان کو انسانی ہمدردی میں اپنا کردار ادا کرنے سے باز رکھتے ہیں، اس لئے بہت کم آدمی اس کا حوصلہ کرتے ہیں، حق تعالیٰ شانہ نے اپنے کمزور بندوں کی مدد کے لئے امیر لوگوں کے ذمہ یہ فریضہ عائد کردیا ہے، تاکہ اس فریضۂ خداوندی کے سامنے وہ کسی نادان دوست کے مشورے پر عمل نہ کریں۔

۵:... مال، جہاں انسانی معیشت کی بنیاد ہے، وہاں انسانی اخلاق کے بنانے اور بگاڑنے میں بھی اس کو گہرا دخل ہے، بعض دفعہ مال کا نہ ہونا انسان کو غیرانسانی حرکات پر آمادہ کردیتا ہے، اور وہ معاشرے کی ناانصافی کو دیکھ کر معاشرتی سکون کو غارت کرنے کی ٹھان لیتا ہے۔

بعض اوقات وہ چوری، ڈکیتی، سٹہ اور جوأ جیسی قبیح حرکات شروع کردیتا ہے، کبھی غربت وافلاس کے ہاتھوں تنگ آکر وہ اپنی زندگی سے ہاتھ دھولینے کا فیصلہ کرلیتا ہے، کبھی وہ پیٹ کا جہنم بھرنے کے لئے اپنی عزّت وعصمت کو نیلام کرتا ہے، اور کبھی فقر وفاقہ کا مداوا ڈھونڈنے کے لئے اپنے دین وایمان کا سودا کرتا ہے، اسی بنا پر ایک حدیث میں فرمایا گیا ہے:

"**كاد الفقر أن يكون كفرًا۔**" (رواه البيهقي في شعب الإيمان، مشكوٰة ص:۴۲۹، وعزاه في الدر المنثور ج:۶ ص:۴۲۰، إلى ابن ابي شيبة والبيهقي في شعب الايمان وذكره الجامع الصغير، معزيًا الى ابي نُعيم في الحلية، وقال السخاوي طرفه كلها ضعيف كما في المقاصد الحسنة وفيض القدير شرح جامع الصغير ج:۴ ص:۵۴۲، وقال العزيزي (ج:۴ ص:۲) هو حديث ضعيف، وفي تذكرة الموضوعات للشيخ محمد طاهر الفتني (۱۷۴) ضعيف ولكن صح من قول ابي سعيد)

یعنی "فقر وفاقہ آدمی کو قریب قریب کفر تک پہنچادیتا ہے۔" اور فقر وفاقہ میں اپنے منعمِ حقیقی کی ناشکری کرنا تو ایک عام بات ہے۔

یہ تمام غیرانسانی حرکات، معاشرے میں فقر وفاقہ سے جنم لیتی ہیں، اور بعض اوقات گھرانوں کے گھرانوں کو برباد کرکے رکھ دیتی ہیں، ان کا مداوا ڈھونڈنا معاشرے کی اجتماعی ذمہ داری ہے، اور صدقات وزکوٰۃ کے ذریعے خالقِ کائنات نے ان بُرائیوں کا سدِ باب بھی فرمایا ہے۔

۶:... اس کے برعکس بعض اخلاقی خرابیاں وہ ہیں جو مال ودولت کے افراط سے جنم لیتی ہیں، امیرزادوں کو جو جو چونچلے سوجھتے ہیں، اور جس قسم کی غیرانسانی حرکات ان سے سرزد ہوتی ہیں، انہیں بیان کرنے کی حاجت نہیں، صدقات وزکوٰۃ کے ذریعے حق تعالیٰ نے مال ودولت سے پیدا ہونے والی اخلاقی برائیوں کا بھی انسداد فرمایا ہے، تاکہ ان لوگوں کو غرباء کی ضروریات کا بھی احساس رہے اور غرباء کی حالت ان کے لئے تازیانۂ عبرت بھی ہے۔

۷:... زکوٰۃ وصدقات کے نظام میں ایک حکمت یہ بھی ہے کہ اس سے وہ مصائب وآفات ٹل جاتی ہیں جو انسان پر نازل ہوتی

رہتی ہیں، اسی بنا پر بہت سی احادیثِ شریفہ میں بیان فرمایا گیا ہے کہ صدقہ سے رَدِّ بلا ہوتا ہے، اور انسان کی جان و مال آفات سے محفوظ رہتی ہے۔[1]

عام لوگوں کو دیکھا گیا ہے کہ جب کوئی شخص بیمار پڑ جائے تو صدقے کا بکرا ذبح کردیتے ہیں، وہ مسکین یہ سمجھتے ہیں کہ شاید بکرے کی جان کی قربانی دینے سے مریض کی جان بچ جائے گی، ان لوگوں نے صدقے کے مفہوم کو نہیں سمجھا، صدقہ صرف بکرا ذبح کردینے کا نام نہیں، بلکہ اپنے پاک مال سے کچھ حصہ خدا تعالیٰ کی رضا کے لئے کسی ضرورت مند کے حوالے کردینے کا نام ہے، جس میں ریا و تکبر اور فخر و مباہات کی کوئی آلائش نہ ہو، اس لئے جب کوئی آفت پیش آئے، صدقے سے اس کا علاج کرنا چاہئے، آپ جتنی ہمت و استطاعت رکھتے ہیں تو بازار سے اس کی قیمت معلوم کرکے اتنی قیمت کسی محتاج کو دے دیجئے، یا بکرا ہی خرید کر کسی کو صدقہ کردیجئے، الغرض بکرے کو ذبح کرنے کو رَدِّ بلا میں کوئی دخل نہیں، بلکہ بلا تو صدقے سے ٹلتی ہے، اس لئے صرف شدید بیماری نہیں، بلکہ ہر آفت و مصیبت میں صدقہ کرنا چاہئے، بلکہ آفتوں اور مصیبتوں کے نازل ہونے سے پہلے صدقے سے ان کا تدارک ہونا چاہئے، ہمارا متمول طبقہ جس قدر دولت میں کھیلتا ہے، بدقسمتی سے آفات و مصائب کا شکار بھی اسی قدر زیادہ ہوتا ہے۔

اس کا سبب بھی یہی ہے کہ وہ اپنے مال کی زکوٰۃ ٹھیک ٹھیک ادا نہیں کرتے، اور جتنا اللہ تعالیٰ نے ان کو دیا ہے، اتنا اللہ تعالیٰ کی راہ میں خرچ نہیں کرتے۔

۸:... زکوٰۃ و صدقات کا ایک فائدہ یہ بھی ہے کہ اس سے مال و دولت میں برکت ہوتی ہے، اور زکوٰۃ و صدقات میں بخل کرنا آسمانی برکتوں کے دروازے بند کردیتا ہے، حدیث میں ہے کہ: ''جو قوم زکوٰۃ روک لیتی ہے، اللہ تعالیٰ اس پر قحط اور خشک سالی مسلط کردیتا ہے، اور آسمان سے بارش بند ہوجاتی ہے'' (طبرانی، حاکم)۔[2]

ایک اور حدیث میں ہے کہ چار چیزوں کا نتیجہ چار چیزوں کی شکل میں ہوتا ہے:

۱:- جب کوئی قوم عہد شکنی کرتی ہے تو اس پر دُشمنوں کو مسلط کردیا جاتا ہے۔

۲:- جب وہ ما انزل اللہ کے خلاف فیصلے کرتی ہے، تو قتل و خونریزی اور موت عام ہوجاتی ہے۔

۳:- جب کوئی قوم زکوٰۃ روک لیتی ہے تو ان سے بارش روک لی جاتی ہے۔

---

(۱) عن أنس بن مالک رضی اللہ عنہ قال: قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم: إن الصدقة لتطفیٔ غضب الرّبّ وتدفع میتة السوء۔ رواہ الترمذی۔ (الترغیب والترھیب ج:۲ ص:۱۲، الترغیب فی الصدقة رقم الحدیث:۲۱)۔ وروی عن نافع بن خدیج رضی اللہ عنہ قال: قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ سلم: الصدقة تسدّ سبعین بابًا من السوء۔ (رواہ الطبرانی فی الکبیر)۔ وعن أنس بن مالک رضی اللہ عنہ قال: قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم: باکروا بالصدقة، فإن البلاء لا یتخطّی الصدقة۔ رواہ البیھقی۔ (الترغیب والترھیب ج:۲ ص:۱۹، رقم الحدیث:۳۷، طبع دار إحیاء التراث العربی)۔

(۲) وعن بریدة رضی اللہ عنہ قال: قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم: ما منع قوم الزکاة إلّا ابتلاھم اللہ بالسنین۔ رواہ الطبرانی فی الأوسط ورجاله ثقات۔ (مجمع الزوائد ج:۳ ص:۱۵۳، کتاب الزکاة، باب فرض الزکاة، طبع بیروت)۔

۴:- جب کوئی قوم ناپ تول میں کمی کرتی ہے تو زمین کی پیداوار کم ہوجاتی ہے اور قوم پر قحط مسلط ہوجاتا ہے (طبرانی)۔[1]

خلاصہ یہ کہ خداتعالیٰ کا تجویز فرمودہ نظامِ زکوٰۃ وصدقات انقلابی نظام ہے، جس سے معاشرے کو راحت وسکون کی زندگی نصیب ہوسکتی ہے، اور اس سے انحراف کا نتیجہ معاشرے کے افراد کی بے چینی و بےاطمینانی کی شکل میں رونما ہوتا ہے۔

۹:... یہ تمام اُمور تو وہ تھے جن کا تعلق دُنیا کی اسی زندگی سے ہے، لیکن ایک مؤمن جو سچے دِل سے اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان رکھتا ہو، یہ دُنیوی زندگی ہی اس کا منتہائے نظر نہیں، بلکہ اس کی زندگی کی ساری تگ ودو آخرت کی زندگی کے لئے ہے، وہ اس دارِفانی کی محنت سے اپنا آخرت کا گھر سجانا چاہتا ہے، وہ اس تھوڑی سی چندروزہ زندگی سے آخرت کی دائمی زندگی کی راحت وسکون کا متلاشی ہے۔ عام انسانوں کی نظر صرف اس دُنیا تک محدود ہے، اور وہ جو کچھ کرتے ہیں صرف اسی دُنیا کی فلاح وبہبود کے لئے کرتے ہیں، جس منصوبے کی تشکیل کرتے ہیں، محض اس زندگی کے خاکوں اور نقشوں کو سامنے رکھ کر کرتے ہیں، اللہ تعالیٰ نے صدقات وزکوٰۃ کے ذریعہ اہلِ ایمان کو آخرت کے بینک میں اپنی دولت منتقل کرنے کا گُر بتایا ہے، زکوٰۃ وصدقات کی شکل میں جو رقم دی جاتی ہے وہ براہِ راست آخرت کے بینک میں جمع ہوتی ہے، اور یہ آدمی کو اس دن کام آئے گی جب وہ خالی ہاتھ یہاں کی چیزیں یہیں چھوڑ کر رُخصت ہوگا:

"سب ٹھاٹھ پڑا رہ جاوے گا، جب لاد چلے گا بنجارا"

اس لئے بہت ہی خوش قسمت ہیں وہ لوگ جو اپنی دولت یہاں سے وہاں منتقل کرنے میں پیش قدمی کرتے ہیں۔

۱۰:... انسان دُنیا میں آتا ہے تو بہت سے تعلقات اس کے ساتھ وابستہ ہوتے ہیں، ماں باپ کا رشتہ، بہن بھائیوں کا رشتہ، عزیز واقارب کا رشتہ، اہل وعیال کا رشتہ وغیرہ وغیرہ۔

لیکن مؤمن کا ایک رشتہ اپنے خالق ومحسن اور محبوبِ حقیقی سے بھی ہے، اور یہ رشتہ تمام رشتوں سے مضبوط بھی ہے اور پائیدار بھی، دُوسرے سارے رشتے توڑے بھی جاسکتے ہیں اور جوڑے بھی جاسکتے ہیں، مگر یہ رشتہ کسی لمحے نہ توڑا جاسکتا ہے نہ اس کا چھوڑنا ممکن ہے، یہ دُنیا میں بھی قائم ہے، نزع کے وقت بھی رہے گا، قبر کی تاریک کوٹھری میں بھی رہے گا، میدانِ محشر میں بھی اور جنت میں بھی، جوں جوں زندگی کے دور گزرتے اور بدلتے رہیں گے، یہ رشتہ قوی سے قوی تر ہوتا جائے گا، اور اس کی ضرورت کا احساس بھی سب رشتوں پر غالب آتا جائے گا۔ اس رشتے کی راہ میں سب سے بڑھ کر انسان کی نفسانی خواہشات حائل ہوتی ہیں، اور ان خواہشات کی بجاآوری کا سب سے بڑا ذریعہ مال ہے، زکوٰۃ وصدقات کے ذریعہ اللہ تعالیٰ اس کی خواہشات کو کم سے کم کرنا چاہتے ہیں، اور بندے کا جو رشتہ اس کے ساتھ ہے اس کو زیادہ سے زیادہ مضبوط بنانا چاہتے ہیں، اس لئے جو صدقہ کسی فقیر ومسکین کو دیا جاتا ہے، وہ دراصل اس کو

---

(۱) عن ابن عباس رضی اللہ عنہما قال: قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم: خمس بخمس! قیل: یا رسول اللہ! وما خمس بخمس؟ قال: ما نقض قوم العهد إلّا سلط علیهم عدوهم، وما حکموا بغیر ما أنزل اللہ إلّا فشا فیهم (الفقر، ولأظهرت فیهم الفاحشة إلّا فشا فیهم) الموت، ولَا منعوا الزکاة إلّا حبس عنهم المطر، ولَا طففوا المکیال إلّا حبس عنهم النبات وأخذوا بالسنین. أخرجه الطبرانی فی الکبیر. (مجمع الزوائد ج:۳ ص:۱۵۳، کتاب الزکاة، باب فرض الزکاة، طبع دار الکتب العلمیة).

نہیں دیا جاتا، بلکہ یہ اپنی مالی قربانی کا حقیر سا نذرانہ ہے، جو بندے کی طرف سے محبوبِ حقیقی کی بارگاہ میں پیش کیا جاتا ہے، چنانچہ حدیث میں آتا ہے کہ جب بندہ صدقہ کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ اسے اپنے دستِ رضا سے قبول فرماتے ہیں اور پھر اس کی پرورش فرماتے رہتے ہیں، قیامت کے دن وہ صدقہ رائی سے پہاڑ بنا کر بندے کو واپس کردیا جائے گا۔[1] پس حیف ہے! ہم بارگاہِ رَبّ العزّت میں اتنی معمولی سی قربانی پیش کرنے سے بھی ہچکچائیں اور حق تعالیٰ شانہ کی بے پایاں عنایتوں اور رحمتوں سے خود کو محروم رکھیں۔

زکوٰۃ ٹیکس نہیں:

اُوپر کی سطور سے یہ حقیقت بھی عیاں ہوگئی کہ زکوٰۃ ٹیکس نہیں، بلکہ ایک اعلیٰ ترین عبادت ہے، بعض لوگوں کے ذہن میں زکوٰۃ کا ایک نہایت گھٹیا تصوّر ہے، وہ اس کو حکومت کا ٹیکس سمجھتے ہیں، جس طرح کہ تمام حکومتوں میں مختلف قسم کے ٹیکس عائد کئے جاتے ہیں، حالانکہ زکوٰۃ کسی حکومت کا عائدہ ٹیکس نہیں، نہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسلامی حکومت کی ضروریات کے لئے اس کو عائد کیا ہے، بلکہ حدیث میں صاف طور پر ارشاد ہے کہ زکوٰۃ مسلمانوں کے متموّل طبقے سے لے کر ان کے تنگ دستوں کو لوٹادی جائے گی۔[2]

اسی طرح یہ سمجھنا بھی غلط ہے کہ زکوٰۃ دینے والے فقراء و مساکین پر کوئی احسان کرتے ہیں، ہرگز نہیں! بلکہ خود فقراء و مساکین کا مالداروں پر احسان ہے کہ ان کے ذریعے سے ان لوگوں کی رُقوم خدائی بینک میں جمع ہو رہی ہیں، اگر آپ کسی کو بینک میں جمع کرانے کے لئے کوئی رقم سپرد کرتے ہیں تو کیا آپ اس پر احسان کر رہے ہیں؟ اگر یہ احسان نہیں تو غرباء کو زکوٰۃ دینا بھی ان پر احسان نہیں!

پہلی اُمتوں میں جو مال اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں نذرانے کے طور پر پیش کیا جاتا تھا، اس کا استعمال کرنا کسی کے لئے بھی جائز نہیں تھا، بلکہ وہ سوختنی قربانی کہلاتی تھی، اسے قربان گاہ میں رکھ دیا جاتا تھا، اب اگر آسمان سے آگ آکر اسے راکھ کر جاتی تو یہ قربانی کے قبول ہونے کی علامت تھی، اور اگر وہ چیز اسی طرح پڑی رہتی تو اس کے مردود ہونے کی نشانی تھی۔[3] حق تعالیٰ نے اس اُمتِ مرحومہ پر یہ خاص عنایت فرمائی ہے کہ اُمراء کو حکم دیا گیا ہے کہ وہ جو چیز حق تعالیٰ کی بارگاہ میں پیش کرنا چاہیں اسے ان کے فلاں فلاں بندوں (فقراء و مساکین) کے حوالے کردیں۔ اس عظیم الشان رحمت کے ذریعہ ایک طرف فقراء کی حاجات کا انتظام کردیا گیا اور دُوسری طرف اس اُمتِ مرحومہ کے لوگوں کو رُسوائی اور ذِلت سے بچالیا گیا، اب خدا ہی جانتا ہے کہ کون پاک مال سے صدقہ کرتا ہے؟ اور کون

---

(۱) عن أبی هریرة رضی الله عنه قال: قال رسول الله صلی الله علیه وسلم: من تصدّق بعدل تمرة من كسب طيّب ولَا يقبل الله إلّا الطّيّب فإن الله يتقبّلها بيمينه ثم يربّيها لصاحبها كما يربّى أحدكم فلوّه حتّى تكون مثل الجبل. متفق عليه. (مشكوٰة ص:۱۶۷، باب فضل الصدقة، كتاب الزكاة، طبع قديمى).

(۲) عن ابن عباس رضى الله عنه أن رسول الله صلى الله عليه وسلم بعث معاذًا إلى اليمن فقال .... فاعلمهم ان الله قد فرض عليهم صدقةً تؤخذ من أغنيائهم فترد إلى فقرائهم ...إلخ. متفق عليه. (مشكوٰة ص:۱۵۵، كتاب الزكاة).

(۳) واتل عليهم نبأ ابنى ادم بالحق إذ قرّبا قربانًا فتقبّل من أحدهما ولم يتقبّل من الآخر. (المائدة:۲۷). وفى التفسير المظهرى: والقربان اسم ما يتقرب بها إلى الله تعالىٰ من ذبيحة أو غيرها .... وكانت القربان إذا قبلت نزلت نار من السماء بيضاء فأكلته وإذا لم تقبل لم تتنزل النار وأكله الطير والسباع. (تفسير مظهرى ج:۳ ص:۷۹ طبع دهلى).

ناپاک مال سے؟ کون ایسا ہے جو محض رضائے الٰہی کے لئے دیتا ہے؟ اور کون ہے جو نام و نمود اور شہرت و ریا کے لئے؟ الغرض زکوٰۃ ٹیکس نہیں، بلکہ اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں نذرانہ ہے، یہی وجہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں اسے قرضِ حسن فرمایا ہے: ''کون ہے جو اللہ کو قرضِ حسن دے؟ پس وہ اس کے لئے اس کو کئی گنا بڑھادے'' (البقرہ)۔[1]

یہاں صدقات کو ''قرضِ حسن'' سے اس لئے تعبیر کیا گیا ہے کہ جس طرح قرض واجب الادا ہے، اسی طرح صدقہ کرنے والوں کو مطمئن رہنا چاہئے کہ ان کا یہ صدقہ بھی ہزاروں برکتوں اور سعادتوں کے ساتھ انہیں واپس کردیا جائے گا۔ یہ مطلب نہیں کہ خدا تعالیٰ کو کسی کی احتیاج ہے، یہی وجہ ہے کہ صدقہ فقیر کے ہاتھوں میں جانے سے پہلے اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں پہنچ جاتا ہے، اور فقیر گویا اس دینے والے سے وصول نہیں کررہا، بلکہ یہ اس کی طرف سے دیا جارہا ہے جو سب کا داتا ہے۔

زکوٰۃ حکومت کیوں وصول کرے؟

رہا یہ سوال کہ جب زکوٰۃ ٹیکس نہیں، بلکہ خالص عبادت ہے، تو حکومت کو اس کا انتظام کیوں تفویض کیا جائے؟ اس سوال کا جواب ایک مستقل مقالے کا موضوع ہے، مگر یہاں مختصر طور پر اتنا سمجھ لینا چاہئے کہ اسلام پورے معاشرے کو ایک اکائی قرار دے کر اس کا نظم و نسق اسلامی حکومت کے سپرد کرتا ہے۔ اس لئے وہ فقراء و مساکین جو اسلامی معاشرے کا جز ہیں ان کی ضروریات کا تکفل بھی اسلامی معاشرے کی قوتِ مقتدرہ کے سپرد کرتا ہے، اور اس کفالت کے لئے اس نے صدقات و زکوٰۃ کا نظام رائج فرمایا ہے، فقراء و مساکین کی کفالت کی سب سے بڑی ذمہ داری حکومت پر عائد کی گئی ہے، اس لئے اس مد کے لئے مخصوص رقم کا بندوبست بھی حکومت کا فریضہ ہوگا۔ یہی وجہ ہے کہ جو لوگ حکومت کی جانب سے صدقات کی وصولی و انتظام پر مقرّر ہوں، حدیثِ پاک میں ان کو ''غازی فی سبیل اللہ'' کے ساتھ تشبیہ دی گئی ہے۔[2] (ابوداوٴد، ترمذی) جس میں ایک طرف ان کی خدمات کو سراہا گیا ہے، اور دُوسری طرف ان کی نازک ذمہ داری کا بھی انہیں احساس دلایا گیا ہے۔ یعنی اگر وہ اس فریضے کو جہاد فی سبیل اللہ سمجھ کر ادا کریں گے تب اپنی ذمہ داری سے سبکدوش ہوں گے، اور اگر انہوں نے اس مال میں ایک پیسے کی بھی خیانت روا رکھی تو انہیں اچھی طرح سمجھ لینا چاہئے کہ وہ خدائی مال میں خیانت کے مرتکب ہورہے ہیں، جو ان کے لئے آتشِ دوزخ کا سامان ہے، چنانچہ ایک حدیث میں ارشاد ہے کہ: ''جس شخص کو ہم نے کسی کام پر مقرّر کیا، اور اس کے لئے ایک وظیفہ بھی مقرّر کردیا، اس کے بعد اگر وہ اس مال سے کچھ لے تو وہ غنیمت میں خیانت کرنے والا ہوگا'' (ابوداوٴد)۔

زکوٰۃ کے چند مسائل:

زکوٰۃ ہر صاحبِ نصاب مسلمان پر فرض ہے، اس کے مسائل حضراتِ علمائے کرام سے اچھی طرح سمجھ لینے چاہئیں، میں

---

(۱) قال تعالیٰ: "من ذا الذی یقرض اللہ قرضًا حسنًا فیضٰعفه له أضعافًا کثیرة" (البقرة:۲۴۵).

(۲) عن رافع بن خدیج رضی اللہ عنه قال: قال رسول اللہ صلی اللہ علیه وسلم: العامل علی الصدقة بالحق کالغازی فی سبیل اللہ حتّی یرجع إلٰی بیته. رواہ أبوداوٗد والترمذی. (مشکٰوة ص:۱۵۷). عن عبداللہ بن بریدة عن أبیه عن النبی صلی اللہ علیه وسلم قال: من استعملنا علٰی عمل فرزقناہ رزقًا فما أخذ ذٰلک فهو غلول. (سنن أبی داوٗد ج:۲ ص:۵۲).

یہاں چند مسائل درج کرتا ہوں، مگر عوام صرف اپنے فہم پر اعتماد نہ کریں، بلکہ اہلِ علم سے اچھی طرح تحقیق کرلیں۔

۱:...اگر کسی شخص کی ملکیت میں ساڑھے باون تولے (۶۱۲ء۳۵ گرام) چاندی یا ساڑھے سات تولے (۸۷ء۵ گرام) سونا ہے، یا اتنی مالیت کا نقد روپیہ ہے یا پھر اتنی مالیت کا مالِ تجارت ہے، تو اس پر زکوٰۃ فرض ہے۔ [۱]

۲:...اگر کسی شخص کے پاس کچھ چاندی ہو، کچھ سونا ہو یا کچھ روپیہ یا کچھ مالِ تجارت ہو، اور ان سب کی مجموعی مالیت ساڑھے باون تولے (۶۱۲ء۳۵ گرام) چاندی کے برابر ہو تو اس پر بھی زکوٰۃ فرض ہوگی۔ [۲]

۳:...کارخانے اور فیکٹری وغیرہ کی مشینوں پر زکوٰۃ نہیں، لیکن ان میں جو مال تیار ہوتا ہے اس پر زکوٰۃ ہے، اسی طرح جو خام مال کارخانے میں موجود ہو، اس پر بھی زکوٰۃ ہے۔ [۳]

۴:...سونے چاندی کی ہر چیز پر زکوٰۃ ہے، چنانچہ سونے چاندی کے زیور، سونے چاندی کے برتن حتیٰ کہ سچا گوٹا، ٹھپا، اصلی زری، سونے چاندی کے بٹن، خواہ کپڑوں میں لگے ہوئے ہوں، ان سب پر زکوٰۃ فرض ہے۔ [۴]

۵:...کارخانوں اور ملوں کے حصص پر بھی زکوٰۃ واجب ہے، جبکہ ان حصص کی مقدار بقدرِ نصاب ہو یا دُوسری قابلِ زکوٰۃ چیزوں کو ملا کر نصاب بن جاتا ہو، البتہ مشینری اور فرنیچر وغیرہ استعمال کی چیزوں پر زکوٰۃ نہیں ہوگی، اس لئے ہر حصے دار کے حصے میں اس کی جتنی قیمت آتی ہے، اس کو مستثنیٰ کرکے باقی کی زکوٰۃ ادا کرنا ہوگی۔ [۵]

۶:...سونا چاندی، مالِ تجارت اور کمپنی کے حصص کی جو قیمت زکوٰۃ کا سال پورا ہونے کے دن ہوگی، اس کے مطابق زکوٰۃ ادا کی جائے گی۔ [۶]

۷:...سال کے اوّل و آخر میں نصاب کا پورا ہونا شرط ہے، اگر درمیان سال میں رقم کم ہوجائے تو اس کا اعتبار نہیں۔ [۷]

مثلاً: ایک شخص سال شروع ہونے کے وقت تین ہزار روپے کا مالک تھا، تین مہینے کے بعد اس کے پاس پندرہ سو روپے رہ گئے، چھ مہینے بعد چار ہزار روپے ہوگئے، اور سال کے ختم پر ساڑھے چار ہزار روپے کا مالک تھا، تو سال پورا ہونے کے وقت اس پر

(۱) نصاب الذهب عشرون مثقالًا والفضة مئتا درهم ...إلخ. (درمختار مع الشامی، باب زكٰوة المال ج:۲ ص:۲۹۵).

(۲) وقيمة العروض للتجارة تضم إلى الثمنين لأن الكل للتجارة وضعا وجعلا ويضم الذهب إلى الفضة وعكسه يجامع الثمنية قيمة ...إلخ. (درمختار مع الشامی ج:۲ ص:۳۰۳، وأيضًا فی الهندية ج:۱ ص:۱۷۹، كتاب الزكاة).

(۳) فليس فی دور السكنى .... وكذا كتب العلم إن كان من أهله وآلات المحترفين. (هندية ج:۱ ص:۱۷۲).

(۴) قال القدوری: وفی تبر الذهب والفضة وحليهما وأوانيهما الزكٰوة ...إلخ. (هداية ج:۱ ص:۱۷۵، كذا فی الهندية ج:۱ ص:۱۷۸، كتاب الزكاة).

(۵) ایضاً حاشیہ نمبر۱ ملاحظہ ہو۔

(۶) وتعتبر القيمة عند حولان الحول ...إلخ. (عالمگیری ج:۱ ص:۱۷۹، كتاب الزكاة، الفصل الثانی فی العروض).

(۷) وإذا كان النصاب كاملًا فی طرفی الحول فنقصانه فيما بين ذٰلك لَا يسقط الزكٰوة كذا فی الهداية. (عالمگیری ج:۱ ص:۱۷۵، كتاب الزكاة، الباب الأوّل).

ساڑھے چار ہزار روپے کی زکوٰۃ واجب ہوگی، درمیان سال میں اگر رقم گھٹتی بڑھتی رہی، اس کا اعتبار نہیں۔

(نوٹ: آج کل ساڑھے باون تولے چاندی کی قیمت پونے تین ہزار روپے ہے)

۸:... پراویڈنٹ فنڈ پر وصول یابی کے بعد زکوٰۃ فرض ہے، وصول یابی سے پہلے سالوں کی زکوٰۃ فرض نہیں۔ [۱]

۹:...صاحبِ نصاب اگر پیشگی زکوٰۃ ادا کردے، تب بھی جائز ہے، لیکن سال کے دوران اگر مال بڑھ گیا تو سال ختم ہونے پر زائد رقم ادا کردے۔ [۲]

زکوٰۃ کے مصارف:

۱:...زکوٰۃ صرف غرباء ومساکین کا حق ہے، [۳] حکومت اس کو عام رفاہی کاموں میں استعمال نہیں کرسکتی۔ [۴]

۲:...کسی شخص کو اس کے کام یا خدمت کے معاوضے میں زکوٰۃ کی رقم نہیں دی جاسکتی، [۵] لیکن زکوٰۃ کی وصولی پر جو عملہ حکومت کی طرف سے مقرر ہو، ان کا مشاہرہ اس فنڈ سے ادا کرنا صحیح ہے۔ [۶]

۳:...حکومت صرف اموالِ ظاہرہ کی زکوٰۃ وصول کرے گی، اموالِ باطنہ کی زکوٰۃ ہر شخص اپنی صوابدید کے مطابق ادا کرسکتا ہے۔ [۷] (کارخانوں اور ملوں میں تیار ہونے والا مال، تجارت کا مال اور بینک میں جمع شدہ سرمایہ ''اموالِ ظاہرہ'' ہیں، اور جو سونا، چاندی، نقدی گھروں میں رہتی ہے، ان کو ''اموالِ باطنہ'' کہا جاتا ہے)۔

۴:...کسی ضرورت مند کو اتنا روپیہ دے دینا جتنے پر زکوٰۃ فرض ہوتی ہے، مکروہ ہے، لیکن زکوٰۃ ادا ہوجائے گی۔ [۸]

زکوٰۃ ادا کرنے کے فضائل اور نہ دینے کا وبال

سوال:...زکوٰۃ دینے پر کیا خوشخبری اور نہ دینے پر کیا وعید ہے؟

---

(۱) ومنها كون النصاب ناميا حقيقة .... أو تقديرا بأن يتمكن من الإستمناء كون المال في يده أو في يد نائبه ...إلخ. (هندية ج:۱ ص:۱۷۴، كتاب الزكاة، الباب الأوّل).

(۲) ويجوز تعجيل الزكوٰة بعد ملك النصاب فلا يجوز قبله كذا في الخلاصة. (عالمگیری ج:۱ ص:۱۷۶، كتاب الزكاة).

(۳) الباب السابع في المصارف. منها الفقير .... ومنها المسكين ...إلخ. (هندية ج۱ ص:۱۸۷).

(۴) ولَا يجوز أن ينبي بالزكوٰة .... القناطر والسقايات واصلاح الطرقات وكرى الأنهار ...إلخ. (هندية ج:۱ ص:۱۸۸، الباب السابع في المصارف).

(۵) اما تفسيرها (اى الزكوٰة) فهي تمليك المال من فقير مسلم غير هاشمي ولَا مولَاة بشرط قطع المنفعة عن المملك من كل وجه الله تعالىٰ هذا في الشرع كذا في التبيين. (هندية ج:۱ ص:۱۷۰) أيضًا: ولو نوى الزكوٰة بما يدفع المعلم إلى الخليفة ولم يستأجره إن كان الخليفة بحاله لو لم يدفعه يعلم الصبيان أيضًا أجزأه وإلّا فلا. (هندية ج:۱ ص:۱۹۰).

(۶) ومنها العامل وهو من نصبه الإمام لِاستيفاء الصدقات والعشور كذا في الكافي. (هندية ج:۱ ص:۱۸۸).

(۷) قوله الظاهرة والباطنة فإن مال الزكوٰة نوعان ظاهر، وهو المواشي وما يمر به التاجر على العاشر وباطن: وهو الذهب والفضة، وأموال التجارة في مواضعها بحر. .... أما الباطنة التي في بيته لو أخبر بها العاشر فلا يأخذ منها ...إلخ. (شامي، قبيل مطلب ما ورد في ذم العشار ج:۲ ص:۳۱۰).

(۸) ويكره أن يدفع إلىٰ رجل مائتي درهم فصاعدا وإن دفعه جاز كذا في الهداية. (عالمگیری ج:۱ ص:۱۸۸).

جواب:... زکوٰۃ دینے سے مال پاک ہوتا ہے، اور حق تعالیٰ کی رضا حاصل ہوتی ہے، اور نہ دینے سے مال ناپاک رہتا ہے، اور خدا تعالیٰ ناراض ہوتا ہے۔[1] قرآنِ کریم اور حدیثِ نبوی میں زکوٰۃ نہ دینے کے بہت سے وبال بیان فرمائے گئے ہیں، ایسا مال سانپ کی شکل میں مال دار کو کاٹے گا اور کہے گا کہ میں تیرا وہی مال ہوں جس کو تو جمع کرتا تھا اور خدا تعالیٰ کے راستے میں خرچ نہیں کرتا تھا۔

قرآنِ کریم اور احادیثِ شریفہ میں زکوٰۃ و صدقات کے بڑے فضائل بیان کئے گئے ہیں، اور زکوٰۃ نہ دینے پر شدید وعیدیں وارد ہوئی ہیں، ان کی تفصیل حضرت شیخ سیّدی و مرشدی مولانا محمد زکریا کاندھلوی مہاجر مدنی نوراللہ مرقدہٗ کی کتاب ''فضائلِ صدقات'' میں دیکھ لی جائے، یہاں اختصار کے پیشِ نظر ایک ایک آیت اور حدیث فضائل میں، اور ایک ایک آیت اور حدیث وعید میں نقل کرتا ہوں۔

زکوٰۃ و صدقات کی فضیلت:

''مَثَلُ الَّذِیْنَ یُنْفِقُوْنَ اَمْوٰلَهُمْ فِیْ سَبِیْلِ اللهِ كَمَثَلِ حَبَّةٍ اَنْۢبَتَتْ سَبْعَ سَنَابِلَ فِیْ كُلِّ سُنْۢبُلَةٍ مِّائَةُ حَبَّةٍ، وَاللهُ یُضٰعِفُ لِمَنْ یَّشَآءُ، وَاللهُ وَاسِعٌ عَلِیْمٌ. اَلَّذِیْنَ یُنْفِقُوْنَ اَمْوٰلَهُمْ فِیْ سَبِیْلِ اللهِ ثُمَّ لَا یُتْبِعُوْنَ مَآ اَنْفَقُوْا مَنًّا وَّلَآ اَذًى لَّهُمْ اَجْرُهُمْ عِنْدَ رَبِّهِمْ وَلَا خَوْفٌ عَلَیْهِمْ وَلَا هُمْ یَحْزَنُوْنَ۔'' (البقرہ:۲۶۱، ۲۶۲)

ترجمہ:... ''جو لوگ اللہ کی راہ میں اپنے مالوں کو خرچ کرتے ہیں، ان کے خرچ کئے ہوئے مالوں کی حالت ایسی ہے جیسے ایک دانے کی حالت جس سے (فرض کرو) سات بالیں جمیں (اور) ہر بالی کے اندر سو دانے ہوں اور یہ افزونی خدا تعالیٰ جس کو چاہتا ہے عطا فرماتا ہے اور اللہ تعالیٰ بڑی وسعت والے ہیں جاننے والے ہیں۔ جو لوگ اپنا مال اللہ کی راہ میں خرچ کرتے ہیں پھر خرچ کرنے کے بعد نہ تو (اس پر) اِحسان جتاتے ہیں اور نہ (برتاؤ سے) اس کو آزار پہنچاتے ہیں، ان لوگوں کو ان (کے اعمال) کا ثواب ملے گا ان کے پروردگار کے پاس، اور نہ ان پر کوئی خطر ہوگا اور نہ یہ مغموم ہوں گے۔'' (ترجمہ: حضرت تھانویؒ)

حدیث:... ''عن ابی هریرة رضی الله عنه قال: قال رسول الله صلی الله علیه وسلم: من تصدق بعدل تمرة من کسب طیب، ولا یقبل الله الّا الطیب، فان الله یتقبلها بیمینه ثم

(۱) أن الزكاة تطهر نفس المؤدى عن أنجاس الذنوب وتزكى أخلاقه بتخلق الجود والكرم وترک الشح والضن إذ الأنفس مجبولة على الضن بالمال فتتعود السماحة وترتاض لأداء الأمانات وإيصال الحقوق إلى مستحقيها وقد تضمن ذالک كله خذ من أموالهم صدقة تطهرهم وتزكيهم بها۔ (بدائع الصنائع ج:۲ ص:۳، كتاب الزكاة)۔ ولا تجب على الأنبياء لأن الزكاة طهرة لمن عساه أن يتدنس والأنبياء مبرؤن منه .... لأن مقتضى جعل عدم الزكاة من خصوصياتهم أنه لا فرق بين زكاة المال والبدن۔ (ردالمحتار ج:۲ ص:۲۵۶ كتاب الزكاة)۔

یربیها لصاحبها کما یربی احدکم فلوه حتی تکون مثل الجبل۔ متفق علیه۔"

(صحیح بخاری و مسلم، مشکوٰۃ ص:۱۶۷ باب فضل الصدقۃ)

ترجمہ:... "حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ: آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ: جو شخص ایک کھجور کے دانے کے برابر پاک کمائی سے صدقہ کرے، اور اللہ تعالیٰ صرف پاک ہی کو قبول فرماتے ہیں، تو اللہ تعالیٰ اس کو اپنے دست میں لے کر قبول فرماتے ہیں، پھر اس کے مالک کے لئے اس کی پرورش فرماتے ہیں، جس طرح کہ تم میں سے ایک شخص اپنی گھوڑی کے بچے کی پرورش کرتا ہے، یہاں تک کہ وہ (ایک کھجور کے دانے کا صدقہ قیامت کے دن) پہاڑ کے برابر ہوجائے گا۔"

زکوٰۃ ادا نہ کرنے پر وعید:

"وَالَّذِیْنَ یَکْنِزُوْنَ الذَّهَبَ وَالْفِضَّةَ وَلَا یُنْفِقُوْنَهَا فِیْ سَبِیْلِ اللهِ فَبَشِّرْهُمْ بِعَذَابٍ اَلِیْمٍ۔ یَوْمَ یُحْمٰی عَلَیْهَا فِیْ نَارِ جَهَنَّمَ فَتُکْوٰی بِهَا جِبَاهُهُمْ وَجُنُوْبُهُمْ وَظُهُوْرُهُمْ هٰذَا مَا کَنَزْتُمْ لِاَنْفُسِکُمْ فَذُوْقُوْا مَا کُنْتُمْ تَکْنِزُوْنَ۔" (التوبہ:۳۴، ۳۵)

ترجمہ:... "جو لوگ سونا چاندی جمع کر کر رکھتے ہیں اور ان کو اللہ کی راہ میں خرچ نہیں کرتے، سو آپ ان کو ایک بڑی دردناک سزا کی خبر سنا دیجئے۔ کہ اس روز واقع ہوگی کہ ان کو دوزخ کی آگ میں (اوّل) تپایا جاوے گا، پھر ان سے ان لوگوں کی پیشانیوں اور ان کی کروٹوں اور ان کی پشتوں کو داغ دیا جائے گا، یہ وہ ہے جس کو تم نے اپنے واسطے جمع کر کے رکھا تھا، سو اَب اپنے جمع کرنے کا مزہ چکھو۔" (ترجمہ: حضرت تھانویؒ)

حدیث:... "عن ابن مسعود رضی الله عنه عن النبی صلی الله علیه وسلم قال: ما من رجل لَا یؤدّی زکٰوة ماله الّا جعله الله یوم القیامة فی عنقه شجاعًا۔ ثم قرأ علینا مصداقه من کتاب الله: ولَا یحسبن الذین یبخلون بما اٰتٰهم الله من فضله۔ الآیة۔"

(رواہ الترمذی والنسائی وابن ماجہ، مشکوٰۃ ص:۱۵۷، کتاب الزکوٰۃ)

ترجمہ:... "حضرت ابنِ مسعود رضی اللہ عنہ، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد نقل کرتے ہیں کہ: جو شخص اپنے مال کی زکوٰۃ ادا نہیں کرتا، قیامت کے دن اس کا مال گنجے سانپ کی شکل میں اس کی گردن میں ڈال دیا جائے گا۔ پھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس مضمون کی آیت ہمیں پڑھ کر سنائی۔ آیت کا ترجمہ یہ ہے: اور ہرگز خیال نہ کریں ایسے لوگ جو ایسی چیز میں بخل کرتے ہیں جو اللہ تعالیٰ نے ان کو اپنے فضل سے دی ہے کہ یہ بات کچھ ان کے لئے اچھی ہوگی، بلکہ یہ بات ان کی بہت بُری ہے، وہ لوگ قیامت کے روز طوق پہنا دیئے جائیں گے اس کا جس میں انہوں نے بخل کیا تھا۔" (آل عمران:۱۸۰، ترجمہ: حضرت تھانویؒ)

زکوٰۃ کی فرضیت کے منکر کے ساتھ کیا معاملہ کیا جائے؟

سوال:... میرا ایک دوست محمد صدیق ہے، جس کے ساتھ میری زکوٰۃ کے بارے میں بات ہوئی۔ میں نے اس سے کہا کہ زکوٰۃ اسلام کے پانچ ارکان میں سے ایک رُکن ہے اور ہر مسلمان پر فرض ہے۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے زکوٰۃ نہ دینے والوں کے خلاف جہاد کا حکم دیا تھا۔ اور جس مال میں سے زکوٰۃ نہ دی جائے وہ حرام ہوجاتا ہے۔ اسی طرح جس طرح کہ ہر مسلمان پر شراب اور خنزیر حرام ہے۔ وہ بولتا ہے کہ صرف ایک حضرت ابوبکر صدیقؓ نے ہی حکم دیا تھا، باقی تین خلفائے راشدینؓ، اس کے بعد بنو اُمیہ، اس کے بعد بنوعباسیہ، اس کے بعد عثمانیہ، خلفاؤں میں سے کسی نے حکم نہیں دیا۔ یعنی جہاد کا حکم نہیں دیا۔ اور جو زکوٰۃ ادا نہیں کرتا، نہ وہ مرتد ہے اور نہ کسی بھی قسم کے اور زُمرے میں آتا ہے۔ وہ اپنے آپ کو بہت پڑھا لکھا تصوّر کرتا ہے۔

جواب:... زکوٰۃ اِسلام کا قطعی فریضہ اور اِسلام کا اہم ترین رُکن ہے۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے زمانے میں جن لوگوں نے زکوٰۃ دینے سے اِنکار کیا، آپؓ نے ان کے خلاف جہاد کیا۔ بعد کے خلفائے راشدین رضی اللہ عنہم کے زمانے میں کسی نے اس سے انکار ہی نہیں کیا، اس لئے ان کو اس کی خاطر جہاد کرنے کی ضرورت پیش نہیں آئی۔ اس لئے آپ کے دوست کا اِستدلال غلط ہے۔

قرآنِ کریم میں ہے: ''اور جو لوگ سونے چاندی کا خزانہ جمع کرتے ہیں اور اسے اللہ کی راہ میں خرچ نہیں کرتے (یعنی زکوٰۃ ادا نہیں کرتے) ان کو دردناک عذاب کی خوشخبری دیجئے۔ جس دن اس سونے چاندی کو دوزخ کی آگ میں تپایا جائے گا، پھر اس سے ان کی پیشانیوں، ان کے پہلوؤں کو اور ان کی پشتوں کو داغا جائے گا، اور ان سے کہا جائے گا کہ یہ ہے وہ خزانہ جو تم اپنے لئے جمع کرتے تھے، سو آج اس خزانے کے جمع کرنے کا مزہ چکھو'' (التوبۃ: ۳۴، ۳۵)۔[۱] جو شخص زکوٰۃ کی فرضیت کو مانتا ہے، لیکن غفلت اور بخل کی وجہ سے زکوٰۃ ادا نہیں کرتا، وہ مرتد تو نہیں، لیکن فاسق اور بدکار ہے، اور اس کی سزا قبر اور حشر میں وہ ہوگی جو قرآنِ کریم کی مندرجہ بالا آیت میں ذِکر کی گئی ہے۔ اور جو شخص زکوٰۃ کو ضروری ہی نہیں سمجھتا، نہ اسے فرض سمجھتا ہے، وہ بلاشبہ مرتد ہے۔[۲] جب تک کہ وہ توبہ نہ کرے اس کے ساتھ وہی معاملہ کیا جائے گا جو حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے منکرینِ زکوٰۃ کے ساتھ کیا تھا۔[۳]

---

(۱) ''وَالَّذِیْنَ یَکْنِزُوْنَ الذَّھَبَ وَالْفِضَّةَ وَلَا یُنْفِقُوْنَھَا فِیْ سَبِیْلِ اللهِ فَبَشِّرْھُمْ بِعَذَابٍ اَلِیْمٍ۔ یَوْمَ یُحْمٰی عَلَیْھَا فِیْ نَارِ جَھَنَّمَ فَتُکْوٰی بِھَا جِبَاھُھُمْ وَجُنُوْبُھُمْ وَظُھُوْرُھُمْ ھٰذَا مَا کَنَزْتُمْ لِاَنْفُسِکُمْ فَذُوْقُوْا مَا کُنْتُمْ تَکْنِزُوْنَ'' (التوبة: ۳۴، ۳۵)۔

(۲) وأما صفتها فهي فريضة محكمة يكفر جاحدها ويقتل مانعها، هٰكذا في محيط السرخسي۔ وتجب على الفور عند تمام الحول حتّٰى يأثم بتأخيره من غير عذر وفي رواية الرازي على التراخي حتّٰى يأثم عند الموت والأوّل أصح، كذا في التهذيب۔ (عالمگیری ج: ۱ ص: ۱۷۰، كتاب الزكاة)۔

(۳) فالدليل علٰى فرضيتها الكتاب والسنة والإجماع والمعقول ...إلخ۔ (بدائع ج: ۲ ص: ۲)، وعن ابن عمر رضي الله عنهما قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: بُني الإسلام علٰى خمس: شهادة أن لَا إلٰه إلّا الله وأن محمدًا عبده ورسوله، وإقام الصلٰوة، وإيتاء الزكاة، والحج، وصوم رمضان۔ متفق عليه۔ (مشكٰوة ص: ۱۲)۔ عن أبي هريرة رضي الله عنه قال: لما توفي رسول الله صلى الله عليه وسلم واستخلف ابوبكر بعده وكفر من كفر من العرب۔ قال عمر بن الخطاب لأبي بكر: كيف تقاتل الناس وقد قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: أُمرتُ أن أُقاتل الناس حتّٰى يقولوا لَا إلٰه إلّا الله، .... (باقی اگلے صفحے پر)

زکوٰۃ کے ڈر سے غیرمسلم لکھوانا

سوال:... ایک صاحب نے ایک بیوہ عورت کو مشورہ دیا ہے کہ اگر وہ اپنے آپ کو غیرمسلم لکھوادیں تو زکوٰۃ نہیں کٹے گی، کیا ایسا کرنے سے ایمان پر اثر نہیں ہوگا؟

جواب:... کسی شخص کا اپنے آپ کو غیرمسلم لکھوانا کفر ہے۔[۱] اور زکوٰۃ سے بچنے کے لئے ایسا کرنا ڈبل کفر ہے، اور کسی کو کفر کا مشورہ دینا بھی کفر ہے۔[۲] پس جس شخص نے بیوہ کو غیرمسلم لکھوانے کا مشورہ دیا اس کو اپنے ایمان اور نکاح کی تجدید کرنی چاہئے، اور اگر بیوہ نے اس کے کفریہ مشورہ پر عمل کرلیا ہو تو اس کو بھی ازسرِنو ایمان کی تجدید کرنی چاہئے۔[۳]

اسی کے ساتھ حکومت کو بھی اپنے اس نظامِ زکوٰۃ پر نظرِ ثانی کرنی چاہئے جو لوگوں کو مرتد کرنے کا سبب بن رہا ہے۔ اس کی آسان صورت یہ ہے کہ حکومت مسلمانوں کے مال سے جتنی مقدار "زکوٰۃ" کے نام سے وصول کرتی ہے (یعنی اڑھائی فیصد) اتنی ہی مقدار غیرمسلموں کے مال سے "رفاہی ٹیکس" کے نام سے وصول کرلیا کرے، اس صورت میں کسی کو زکوٰۃ سے فرار کی راہ نہیں ملے گی اور غیرمسلموں پر رفاہی ٹیکس کا عائد کرنا کوئی ظلم و زیادتی نہیں، کیونکہ حکومت کے رفاہی کاموں سے استفادے میں غیرمسلم برادری بھی برابر کی شریک ہے، اور اس فنڈ کو غیرمسلم معذوروں کی مدد و اعانت اور خبرگیری میں خرچ کیا جاسکتا ہے۔

عورتوں کے لئے سونے چاندی کا استعمال جائز ہے

سوال:... پچھلے دنوں ایک ماہنامہ بنام "حکایت" میں ایک مضمون پڑھا جس کو پروفیسر رفیع اللہ شہاب نے تحریر کیا تھا! اس مضمون میں پروفیسر صاحب نے ابوداوٴد کی چند ایک احادیث کا حوالہ دے کر سونے کے زیورات کو عورتوں پر بھی حرام قرار دے دیا، احادیث کے حوالے پیش خدمت ہیں:

۱:... حضرت اسماء رضی اللہ عنہا بنت یزید نے روایت بیان کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس عورت نے بھی اپنے گلے میں سونے کا گلوبند پہنا تو قیامت کے دن اسے ویسا ہی آگ کا گلوبند پہنایا جائے گا، اور جو عورت بھی اپنے کانوں میں

(بقیہ حاشیہ صفحۂ گزشتہ)............ فمن قال لَا إلٰه إلّا الله عصم مِنّي ماله ونفسه إلّا بحقه وحسابه على الله. فقال أبوبكر: لأُقاتلنّ من فرّق بين الصلٰوة والزكٰوة فإن الزكٰوة حق المال والله! لو منعوني عناقًا كانوا يؤدونها إلٰى رسول الله صلى الله عليه وسلم لقاتلتهم علٰى منعها، قال عمر: والله ما هو إلّا رأيت أن الله شرح صدر أبي بكر للقتال فعرفت أنه الحق. متفق عليه. (مشكٰوة ص:۱۵۷، كتاب الزكاة، الفصل الثالث).

(۱) مسلم قال: أنا ملحد، يكفر، ولو قال: ما علمت أنه كفر، لَا يعذر بهٰذا. (عالمگيري ج:۲ ص:۲۷۹). أيضًا الإقرار بالكتابة كالإقرار باللسان. (شرح المجلة ص:۹۰۰، الكتاب كالخطاب، أيضًا ص:۴۹، المادة ۶۹).

(۲) إذا لقن الرجل رجلًا كلمة الكفر فإنه يصير كافرًا وإن كان وجه اللعب، وكذا إذا أمر رجل امرأة الغير أن ترتدّ وتبين من زوجها يصير هو كافرًا. (عالمگيري ج:۲ ص:۲۷۵، ۲۷۶، الباب التاسع في أحكام المرتدين).

(۳) ما يكون كفرًا إتفاقًا يبطل العمل والنكاح .... وما فيه خلاف يؤمر بالإستغفار والتوبة وتجديد النكاح. (درمختار ج:۴ ص:۲۴۶، باب المرتد، عالمگيري ج:۲ ص:۲۸۳، كتاب السير).

سونے کی بالیاں پہنے گی تو قیامت کے دن انہیں کی مانند آگ اس کے کانوں میں ڈالی جائے گی۔

۲:... حضرت حذیفہؓ کی ایک بہن سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اے عورتوں کی جماعت! تم چاندی کے زیورات کیوں نہیں پہنتیں کیونکہ تم میں سے جو عورت سونے کا زیور پہنے گی اور اس کی نمائش کرے گی تو قیامت کے دن اسے اس زیور سے عذاب دیا جائے گا (سنن ابوداؤد جلد نمبر ۲ صفحہ نمبر ۲۱۰ مصری ایڈیشن)۔

مولانا صاحب! مندرجہ بالا احادیث سے تو پروفیسر صاحب کی تحقیق صحیح ثابت ہوئی جب کہ ہمارے علمائے کرام کا فیصلہ اس کے بالکل برعکس ہے، صحیح احادیث سے فیصلہ فرما کر اس مسئلہ کو واضح فرمائیں۔

جواب:... ابوداؤد ج:۲ ص:۲۲۵ (مطبوعہ ایچ، ایم، سعید، کراچی) کے حاشیہ میں ہے:

"هذا الحديث وما بعده وكل ما شاكله منسوخ، وثبت اباحته، للنساء بالأحاديث الصريحة الصحيحة وعليه انعقد الإجماع، قال الشيخ ابن حجر: النهى عن خاتم الذهب او التختم به مختص بالرجال دون النساء، فقد انعقد الإجماع علىٰ اباحته للنساء، والله تعالىٰ اعلم وعلمه احكم واتم۔"

ترجمہ:... "یہ حدیث، اس کے بعد کی حدیث اور اس مضمون کی دوسری احادیث منسوخ ہیں، اور سونے کا عورتوں کے لئے جائز ہونا صریح اور صحیح احادیث سے ثابت ہے، اور اس پر امت کا اجماع منعقد ہو چکا ہے، شیخ ابن حجرؒ فرماتے ہیں کہ: "سونے کی انگوٹھی اور اس کے پہننے کی ممانعت صرف مردوں کے لئے ہے، عورتوں کے لئے نہیں، چنانچہ اس پر اجماع منعقد ہو چکا ہے کہ سونے کا پہننا عورتوں کے لئے جائز ہے۔"

ابوداؤد کی شرح **بذل المجهود** (ج:۵ ص:۸۷ مطبوعہ کتب خانہ یحیوی، سہارنپور) میں ہے:

"قال ابن رسلان هذا الحديث الذى ورد فيه الوعيد علىٰ تحلى النسا بالذهب يحتمل وجوهًا من التاويل: احدها انه منسوخ كما تقدم من ابن عبدالبر، والثانى انه فى حق من تزينت به وتبرجت واظهرته والثالث ان هذا فى حق من (لَا) تؤدى زكوته دون من اداها، الرابع انه انما منع منه فى حديث الأسورة والفتخات، لما رائى من غلظه فانه من مظنة الفخر والخيلاء۔"

ترجمہ:... "ابن رسلان کہتے ہیں: یہ حدیث جس میں عورتوں کے سونے کے زیور پہننے پر وعید آئی ہے اس میں چند تاویلوں کا احتمال ہے، ایک یہ کہ یہ منسوخ ہے، جیسا کہ امام ابن عبدالبر کے حوالے سے گزر چکا ہے، دوم یہ کہ یہ وعید اس عورت کے حق میں ہے جو اپنی زینت کی عام نمائش کرتی پھرتی ہو، سوم یہ کہ یہ اس عورت کے حق میں ہے جو اس کی زکوٰۃ نہ دیتی ہو، اس کے بارے میں نہیں جو زکوٰۃ ادا کرتی ہو، چہارم یہ کہ ایک حدیث میں کنگنوں اور پازیبوں کی ممانعت کی گئی ہے، کیونکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے دیکھا کہ یہ بڑے موٹے

موٹے زیور فخر وتکبر کا ذریعہ ہوسکتے ہیں۔''

ان دونوں حوالوں سے معلوم ہوا کہ عورتوں کے لئے سونے کے استعمال کی ممانعت کی احادیث یا تو منسوخ ہیں یا مؤوّل ہیں، اور یہ بھی معلوم ہوا کہ عورتوں کے لئے سونے کے استعمال کی اجازت احادیث صحیحہ سے ثابت ہے اور یہ کہ اس پر امت کا اجماع ہے، اب اجازت کی دو حدیثیں لکھتا ہوں:

اوّل:... ''**عن علی رضی الله عنه ان نبی الله صلی الله علیه وسلم اخذ حریرا فجعله فی یمینه واخذ ذهبًا فجعله فی شماله ثم قال ان هذین حرام علی ذکور اُمّتی۔ و فی روایة ابن ماجة: حل لإناثهم۔**'' (ابوداؤد ج:۲ ص:۲۲۵ نسائی ج:۲ ص:۲۸۴، ابن ماجہ ص:۲۵۷)

ترجمہ:... ''حضرت علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے دائیں ہاتھ میں ریشم اور بائیں ہاتھ میں سونا لیا، پھر فرمایا کہ یہ دونوں چیزیں میری امت کے مردوں پر حرام ہیں، اور ابن ماجہ کی روایت میں ہے کہ میری امت کی عورتوں کے لئے حلال ہیں۔''

دوم:... ''**عن ابی موسی الأشعری رضی الله عنه ان رسول الله صلی الله علیه وسلم قال: حرم لباس الحریر والذهب علی ذکور امتی واحل لإناثهم۔**'' (ترمذی ج:۱ ص:۲۰۵، نسائی ج:۲ ص:۲۸۴) **وقال الترمذی: وفی الباب عن عمر، وعلی، وعقبة بن عامر، وام هانیء، وانس، وحذیفة، وعبدالله بن عمرو، وعمران بن حصین، وعبدالله بن الزبیر وجابر، وابی ریحانة، وابن عمر، والبراء، هذا حدیث حسن صحیح۔**''

ترجمہ:... ''حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ، سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''ریشمی لباس اور سونا میری امت کے مردوں پر حرام ہے اور ان کی عورتوں کے لئے حلال ہے۔'' امام ترمذی فرماتے ہیں کہ یہ حدیث حسن صحیح ہے اور اس باب میں مندرجہ ذیل صحابہؓ سے بھی احادیث مروی ہیں، حضرت عمر، حضرت علی، حضرت عقبہ بن عامر، حضرت ام ہانی، حضرت انس، حضرت حذیفہ، حضرت عبداللہ بن عمرو، حضرت عمران بن حصین، حضرت عبداللہ بن زبیر، حضرت جابر، حضرت ابوریحانہ، حضرت ابن عمر، اور حضرت براء رضی اللہ عنہم۔''

زکوٰۃ کس پر فرض ہے؟

بالغ پر زکوٰۃ

سوال:... زکوٰۃ کتنی عمر کے لوگوں پر واجب ہے؟

جواب:... زکوٰۃ بالغ پر واجب ہے،(۱) اور بلوغ کی خاص علامتیں مشہور ہیں، اگر لڑکا لڑکی پندرہ سال کے ہوجائیں مگر کوئی علامت بلوغ کی ظاہر نہ ہو تو پندرہ سال کی عمر پوری ہونے پر وہ بالغ تصوّر کئے جائیں گے۔(۲)

نابالغ بچے کے مال پر زکوٰۃ

سوال:... حکومت نے بینک اکاؤنٹ میں سے زکوٰۃ منہا کرنے کے احکامات صادر فرمائے ہیں، تو یہ فرمائیں کہ چھوٹے بچوں کے نام سے ان کے مستقبل کے لئے جو رقم بینک میں جمع کرائی جاتی ہے یا مختلف تقریبات میں ان کو ملتی ہے، اور وہ بھی بینک میں جمع ہوتی ہے، تو اس پر زکوٰۃ ادا ہوتی ہے یا نہیں؟

جواب:... نابالغ بچے کے مال میں زکوٰۃ نہیں، حکومت اگر نابالغ بچوں کے مال سے زکوٰۃ کاٹ لیتی ہے تو یہ صحیح نہیں۔(۳)

نابالغ کی ملکیت پر زکوٰۃ نہیں

سوال:... میں اپنی بچی کے لئے کچھ رقم پس انداز کرتا ہوں جو کہ اس کی ملکیت تصوّر کی جارہی ہے، مگر وہ ابھی تک نابالغ ہے، زکوٰۃ ادا کرنا مجھ پر فرض ہے یا نہیں؟

جواب:... جو رقم نابالغ بچی بچے کی ملکیت ہو، اس پر اس کے بالغ ہونے تک زکوٰۃ نہیں دی جائے گی، بالغ ہونے کے بعد جب سال گزر جائے تب اس پر زکوٰۃ فرض ہوگی۔(۴)

---

(۱) وشرط افتراضها عقل وبلوغ۔ (قوله: عقل وبلوغ) فلا تجب علٰی مجنون وصبی لأنها عبادة محضة وليسا مخاطبين بها ...إلخ۔ (درمختار مع الشامی ج:۲ ص:۲۵۸، کتاب الزکاة)۔

(۲) وبلوغ الغلام بالإحتلام والإحبال والإنزال والأصل هو الإنزال .... فإن لم يوجد فيهما شیء فحتی يتم لكل منهما خمس عشرة سنة به يفتٰی ...إلخ۔ (درمختار مع الشامی ج:۶ ص:۱۵۳، کتاب الحجر)۔

(۳) ومنها العقل والبلوغ فليس الزكٰوة علٰی صبی ومجنون ...إلخ۔ (هندية ج:۱ ص:۱۷۲، کتاب الزکاة، الباب الأوّل، وأيضًا فی الدر المختار مع ردالمحتار ج:۲ ص:۲۵۸، کتاب الزکاة)۔

(۴) ایضاً۔

اگر نابالغ بچیوں کے نام سونا کردیا تو زکوٰۃ کس پر ہوگی؟

سوال:... میری تین بیٹیاں ہیں، عمر ۱۲ سال، ۱۰ سال اور ۸ سال۔ میں نے ان کی شادی کے لئے ۲۰ تولے سونا لے رکھا ہے، اس کے علاوہ اور دُوسری چیزیں مثلاً برتن کپڑے وغیرہ بھی آہستہ آہستہ جمع کر رہے ہیں، کیا ان چیزوں پر بھی زکوٰۃ دینا پڑے گی؟ بچیوں کے نام پر کوئی پیسہ وغیرہ جمع نہیں ہے۔

جواب:... اگر آپ نے اس سونے کا مالک اپنی بچیوں کو بنادیا ہے تو ان کے جوان ہونے تک تو ان پر زکوٰۃ نہیں،[1] جوان ہونے کے بعد ان میں جو صاحبِ نصاب ہوں ان پر زکوٰۃ فرض ہوگی۔[2] اور اگر بچیوں کو مالک نہیں بنایا، ملکیت آپ ہی کی ہے، تو اس سونے پر زکوٰۃ فرض ہے، برتن کپڑے وغیرہ استعمال کی جو چیزیں آپ نے ان کے لئے رکھی ہیں، ان پر زکوٰۃ نہیں۔[3]

یتیم نابالغ بچے پر زکوٰۃ نہیں

سوال:... بچے عمر اور زینب جو بالغ نہیں، اب زید کے انتقال کے بعد ان کے ولی مثلاً بکر کو شریعت یہ اجازت دیتی ہے کہ عمر اور زینب کے مال سے زکوٰۃ عید وغیرہ ادا کرے، ان کے لئے یا کوئی اور صدقہ وغیرہ جائز ہے یا نہیں؟

جواب:... نابالغ بچے کے مال پر زکوٰۃ واجب نہیں،[4] البتہ صدقۂ فطر یتیم نابالغ کی طرف سے ادا کرنا بھی ضروری ہے، جبکہ وہ نابالغ صاحبِ مال ہو۔[5] اس کے علاوہ کوئی اور صدقہ یتیم کے مال میں سے کرنا جائز نہیں۔

یتیم کے مال پر زکوٰۃ نہیں

سوال:... کیا یتیموں کے مال پر بھی زکوٰۃ فرض ہے؟ والد صاحب نے اِنتقال سے پہلے ہم تین بہنوں کی شادی کے لئے رقم ہمارے نام سے رکھوائی تھی، آج کل مہنگائی کے لحاظ سے وہ رقم بہت کم ہے، ہم سفید پوش لوگ ہیں، ہمیں ضروریاتِ زندگی بھی پوری طرح میسر نہیں ہیں، پھر بھی اللہ کا شکر ہے کہ عزّت سے رہ رہے ہیں۔ قرآن وسنت کی روشنی میں کیا اس رقم پر زکوٰۃ فرض ہے؟

جواب:... جو بچیاں نابالغ ہیں ان کے ذمے زکوٰۃ نہیں، اور جو بالغ ہوگئی ہیں، ان پر زکوٰۃ فرض ہے۔[6]

---

(۱) ومنها العقل والبلوغ فليس الزكٰوة على صبى ومجنون ...إلخ. (هندية ج:۱ ص:۱۷۲). وفى الفتاوى الشامية (ج:۲ ص:۲۵۸) كتاب الزكاة: (قوله عقل وبلوغ) فلا تجب على مجنون وصبى لأنها عبادة محضة، وليسا مخاطبين بها.

(۲) وسببه أى سبب افتراضها ملك نصاب حولى ...إلخ. (درمختار مع الشامى ج:۲ ص:۲۵۹، كتاب الزكاة).

(۳) ولَا فى ثياب البدن وأثاث المنزل ودور السكنى ونحوها .... إذا لم تنو للتجارة. (الدر المختار ج:۲ ص:۲۶۴). قوله ونحوها أى كثياب البدن الغير المحتاج إليها. (ردالمحتار ج:۲ ص:۲۶۵).

(۴) ایضاً حاشیہ نمبر۱۔

(۵) حتّى تجب على الصبى والمجنون إذا كان لهما مال ويخرجها الولى من مالهما ...إلخ. (شامى، باب صدقة الفطر ج:۲ ص:۳۵۹).

(۶) ایضاً حاشیہ نمبر۱ ملاحظہ ہو۔

مجنون پر زکوٰۃ نہیں ہے

سوال:... مجنون شخص پر نماز فرض نہیں، اگر کوئی مجنون بہت سی دولت کا مالک ہو تو کیا اس کے مال سے زکوٰۃ کی رقم کاٹنا جائز ہے؟

جواب:... مجنون کے مال پر زکوٰۃ نہیں۔ [۱]

زیور کی زکوٰۃ

سوال:... جبکہ مرد حضرات پیسہ کماتے ہیں تو بیوی کے زیورات کی زکوٰۃ شوہر کو دینی چاہئے یا بیوی کو اپنے جیب خرچ سے جوڑ کر؟ اگر شوہر زکوٰۃ ادا نہ کریں اگرچہ بیوی چاہتی ہو اور بیوی کے پاس روپیہ بھی نہ ہو کہ زکوٰۃ دے سکے تو گناہ کس کو ملے گا؟

جواب:... زیور اگر بیوی کی ملکیت ہے تو زکوٰۃ اسی کے ذمہ واجب ہے، اور زکوٰۃ نہ دینے پر وہی گناہگار ہوگی۔ شوہر کے ذمہ اس کا ادا کرنا لازم نہیں، [۲] بیوی یا تو اپنا جیب خرچ بچا کر زکوٰۃ ادا کرے یا زیوارت کا ایک حصہ زکوٰۃ میں دے دیا کرے۔ [۳]

عورت پر زیور کی زکوٰۃ

سوال:... آپ نے اپنے کالم میں ایک صاحب کو ان کی بیوی کے زیورات پر زکوٰۃ کی ادائیگی ان کی بیوی کی ذمہ داری بتائی ہے۔ عرض یہ ہے کہ عورت تو شوہر پر انحصار کرتی ہے، اس کی تمام تر ذمہ داری شوہر پر ہوتی ہے، عورت کی کفالت تو مرد کرتا ہے، تو کیا ان زیورات پر جو عورت کو جہیز میں یا تحفے میں ملے ہیں، ان پر زکوٰۃ کی ذمہ داری شوہر پر نہیں ہے؟ اگر نہیں ہے تو پھر عورت کو کیا کرنا چاہئے کہ عورت زکوٰۃ ادا کر سکے؟

جواب:... زکوٰۃ جن زیورات پر فرض ہو، وہ اگر عورت کی ملکیت ہے تو ظاہر ہے کہ زکوٰۃ مالک ہی پر فرض ہوگی، اور زکوٰۃ ادا کرنے کی ذمہ داری بھی مالک ہی پر ہوگی۔ شوہر اگر اس کے کہنے پر زکوٰۃ ادا کرے تو ادا ہو جائے گی، ورنہ عورت پر لازم ہے کہ زکوٰۃ میں ان زیورات کا حصہ بقدرِ زکوٰۃ نکال دیا کرے۔ [۴]

---

(۱) گزشتہ صفحے کا حاشیہ نمبر ۱ ملاحظہ ہو۔

(۲) قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: ما من صاحب ذهب ولَا فضة لَا يؤدى منها حقها إلّا إذا كان يوم القيامة صفحت له صفائح من نار، فَأُحْمِيَ عليها في نار جهنم فيكوىٰ بها جَنْبُه وَجَبِيْنُه وظهره ... إلخ۔ (صحيح مسلم ج:۱ ص:۳۱۸، كتاب الزكاة، باب إثم مانع زكاة)۔ أيضًا: لم يختلفوا أن الحلى إذا كان فى ملك الرجل تجب فيه الزكاة، فكذالک إذا كان فى المرأة كالدراهم والدنانير، وأيضًا لَا يختلف حكم الرجل والمرأة فيما يلزمها من الزكاة فوجب ان لَا يختلف فى الحلى۔ (أحكام القرآن للجصاص ج:۳ ص:۱۰۷، ۱۰۸، باب زكاة الحلى، طبع سهيل اكيڈمى)۔

(۳) ولو كان له إبريق فضة، وزنه مائتان وقيمته لصاينه ثلث مائة إن أدى من العين يؤدى ربع عشره، وهو خمسة قيمتها سبعة ونصف، وإن أدى خمسةً، قيمتها خمسة، جاز، ولو أدى من خلاف جنسه يعتبر القيمة إجماعًا۔ (فتاوىٰ عالمگيرى ج:۱ ص:۱۷۹، كتاب الزكاة، الفصل الأوّل فى زكاة الذهب والفضة، طبع رشيديه)۔

(۴) ایضاً۔

بیوی کی زکوٰۃ شوہر کے ذمہ نہیں

سوال:... ایک قلیل آمدنی والے شخص کی بیوی شادی کے موقع پر دس تولے سونا زیورات کی شکل میں لاتی ہے، کیا شوہر کے لئے ضروری ہے کہ ہر حال میں اس پر زکوٰۃ ادا کرے؟

جواب:... چونکہ یہ زیورات بیگم صاحبہ کی ملکیت ہیں، اس لئے اس زیور کی زکوٰۃ بیگم صاحبہ کے ذمہ ہے، غریب شوہر کے ذمہ نہیں۔ عورت کو چاہئے کہ ان زیورات کا بقدرِ واجب حصہ زکوٰۃ میں دے دیا کرے، اپنی زکوٰۃ شوہر کے ذمہ نہ ڈالے۔ [1]

بیوی کے زیور کی زکوٰۃ کا مطالبہ کس سے ہوگا؟

سوال:... اگر شوہر کی ذاتی ملکیت میں کوئی زیور ایسا نہ ہو کہ اس پر زکوٰۃ واجب ہوتی ہو، لیکن جب اس کی بیوی شادی ہوکر اس کے گھر آئے تو اتنا زیور لے آئے کہ اس پر زکوٰۃ واجب الادا ہو، اور بیوی شوہر کے یہ حالات جانتے ہوئے بھی کہ وہ مقروض ہے اور اس کی اتنی تنخواہ بہرحال نہیں ہے کہ وہ زکوٰۃ کی رقم نکال سکے، تو کیا شوہر پر بغیر بیوی کی طرف سے کسی قربانی کے زکوٰۃ وقربانی واجب رہے گی اور اللہ میاں شوہر ہی کا گریبان پکڑیں گے؟ اور کیا بیوی صاحبہ یہ کہہ کر بری الذمہ ہوجائیں گی کہ شوہر ہی ان کے آقا ہیں اور انہی سے سوال وجواب کئے جائیں؟

جواب:... چونکہ زیور بیوی کی ملکیت ہے، اس لئے قربانی وزکوٰۃ کا مطالبہ بھی اسی سے ہوگا، اور اگر وہ ادا نہیں کرتی تو گناہگار بھی وہی ہوگی، شوہر سے اس کا مطالبہ نہیں ہوگا۔ [2]

کیا شوہر کی طرف سے دیئے گئے زیور کی زکوٰۃ بیوی کے ذمے ہے؟

سوال:... میرے شوہر کے اِنتقال کو تقریباً چار سال ہوگئے ہیں، میں اپنی سسرال میں رہتی ہوں، میرے دو بچے ہیں، ایک لڑکی، ایک لڑکا۔ اب مجھے معلوم یہ کرنا ہے کہ شادی پر میری سسرال کی طرف سے تقریباً چھ تولے سونا چڑھا اور بعد میں، میں نے خود بھی کچھ بنایا، تقریباً تین تولے، اس طرح آٹھ نو تولے سونا میرے پاس موجود ہے۔

اب مسئلہ یہ ہے کہ میں اسکول میں جاب کرتی ہوں، میری تنخواہ ایک ہزار ہے، پانچ سو روپے میرے سسر مجھے دیتے ہیں، اب کھانے کے علاوہ میں اپنے بچوں کی ساری ذمہ داری ان روپوں سے پوری کرتی ہوں، اس میں اسکول کی فیس، کپڑے وغیرہ بیماری غرض صرف کھانے کے سوا ساری ذمہ داری میری ہے۔ اب آپ مجھے یہ بتائیں کہ کیا مجھ پر زکوٰۃ فرض ہے؟ ویسے میں نے کبھی بھی زیور پر زکوٰۃ نہیں نکالی، لیکن ویسے جو بھی بنتا ہے میں غریبوں کو دیتی رہتی ہوں۔

جواب:... اس زیور کے بارے میں یہ بات تصفیہ طلب ہے کہ وہ آپ کی ملکیت ہے یا مرحوم شوہر کی ملکیت تھا؟ عام طور پر

---

(۱) گزشتہ صفحے کا حاشیہ نمبر ۲، ۳ ملاحظہ ہو۔

(۲) ایضاً۔

گھر میں جو زیور ہو وہ شوہر کی ملکیت سمجھا جاتا ہے، اگر یہ آپ کے شوہر کی ملکیت تھا تو مرحوم کی وفات کے بعد اس میں آٹھواں حصہ آپ کا ہے،[۱] چھٹا حصہ مرحوم کی ماں اور باپ کا،[۲] اور باقی لڑکے اور لڑکی کا۔ (کل زیور کے ۲۷ حصے ہوں گے، ۹ حصے بیوہ کے، ۱۲، ۱۲ ماں اور باپ کے، ۲۶ لڑکے کے، ۱۳ لڑکی کے)۔ آپ کے ذمہ اپنے حصے کی زکوٰۃ واجب ہے، (جبکہ اس زیور کے علاوہ بھی روپیہ پیسہ آپ کے پاس رہتا ہو)۔[۳] بچے جب تک نابالغ ہیں، ان کے ذمے زکوٰۃ نہیں۔[۴] اور اگر یہ زیور کل کا کل آپ کی ملکیت ہے، تو اس کی زکوٰۃ آپ کے ذمے ہے، بلکہ گزشتہ سالوں کی بھی۔ زکوٰۃ کی نیت سے جو پیسہ دیا جائے اس سے زکوٰۃ ادا ہوتی ہے، بغیر نیت زکوٰۃ کے صدقہ کرنے سے زکوٰۃ ادا نہیں ہوتی۔[۵]

زیور کی زکوٰۃ کس پر ہوگی؟

سوال:... میں نے چند ماہ پیشتر اپنے بیٹے کی شادی کی، حق مہر لکھواتے ہوئے میں نے لڑکی والوں کو کہا کہ حق مہر شرعی ہوگا، لیکن عین موقع پر لڑکی والوں نے کہا کہ سونا لڑکی کے نام لکھوادیں۔ میں نے اِنکار کردیا، لیکن میرے لڑکے نے کہا کہ لکھوادیں، ہم نے کونسا سونا واپس لینا ہے۔ میں نے اِجازت دے دی۔ اب صورتِ حال یہ ہے کہ لڑکی سونے کی مالک بن کر صاحبِ نصاب ہوچکی ہے، جبکہ وہ ایک گھریلو خاتون ہے، اور کہیں ملازمت نہیں کرتی، اور نہ ہی اس کی کوئی جائیداد ہے، اب زکوٰۃ کی ادائیگی کون کرے گا؟ اور کس طرح کرے گا؟

جواب:... لڑکی صاحبِ نصاب ہے تو لڑکی کے مال کی زکوٰۃ بھی لڑکی کے ذمے ہے،[۶] خواہ وہ اپنا زیور بیچ کر زکوٰۃ دیا کرے، یا اپنے شوہر سے لے کر،[۷] واللہ اعلم!

---

(۱) قال تعالىٰ: "فإن كان لكم ولد فلهن الثمن" (النساء: ۱۲).

(۲) قال تعالىٰ: "ولأبويه لكل واحد منهما السدس مما ترك إن كان له ولد" (النساء: ۱۱).

(۳) واما شروط وجوبها منها كون المال نصابا فلا تجب في أقل منه. (عالمگیری ج: ۱ ص: ۱۷۲، كتاب الزكاة).

(۴) فليس الزكوٰة على صبي ومجنون. (عالمگیری ج: ۱ ص: ۱۷۲، كتاب الزكاة، الباب الأوّل).

(۵) وأما شرط أدائها فنية مقارنة للأداء .... فإذا نوى أن يؤدي الزكوٰة ولم يعزل شيئًا .... ولم تحضره النية لم يجز عن الزكوٰة. (عالمگیری ج: ۱ ص: ۱۷۰، كتاب الزكاة، الباب الأوّل، طبع رشيديه).

(۶) وأما شروط وجوبها ... إلخ. منها العقل والبلوغ ومنها كون المال نصابًا فلا تجب في أقل منه ... إلخ. (عالمگیری ج: ۱ ص: ۱۷۳). أيضًا: لم يختلفوا أن الحلي إذا كان في ملك الرجل تجب فيه الزكاة، فكذالك إذا كان في ملك المرأة كالدراهم والدنانير، وأيضًا لَا يختلف حكم الرجل والمرأة فيما يلزمها من الزكاة فوجب أن لَا يختلفا في الحلي. (أحكام القرآن للجصاص ج: ۳ ص: ۱۰۷، ۱۰۸، باب زكاة الحلي، طبع سهيل اكيڈمی).

(۷) ولو كان له إبريق فضة، وزنه مائتان، وقيمته لصيانه ثلث مأة إن أدّى من العين يؤدي ربع عشره وهو خمسة قيمتها سبعه ونصف وإن أدى خمسةً قيمتها خمسة جاز، ولو أدى من خلاف جنسه يعتبر القيمة إجماعًا. (فتاویٰ عالمگیری ج: ۱ ص: ۱۷۹، كتاب الزكاة، الباب الثالث، أيضًا: رد المحتار ج: ۲ ص: ۲۷۵، كتاب الزكاة).

شوہر اور بیوی کی زکوٰۃ کا حساب الگ الگ ہے

سوال:... شادی پر لڑکیوں کو جو زیورات ملتے ہیں وہ ان کی ملکیت ہوتے ہیں، لیکن وہ زکوٰۃ اپنے شوہروں کی کمائی ہوئی رقم سے ادا کرتی ہیں، تو کیا اس صورت میں اگر شوہروں کے پاس بھی کچھ رقم ہو، لیکن نصاب سے وہ کم ہو تو کیا اس رقم کو بیویوں کے زیورات کی مالیت میں شامل کر کے زکوٰۃ دی جاسکتی ہے یا دونوں کا حساب الگ الگ ہوگا؟

جواب:... دونوں کا الگ الگ حساب ہوگا۔[1]

شوہر بیوی کے زیور کی زکوٰۃ ادا کر سکتا ہے

سوال:... میں نے شادی کے وقت اپنی بیوی کو حق المہر میں ۱۳ تولے سونا دیا تھا، کیا یہ جائز ہے؟ اور ۳ تولے سونا وہ اپنے میکے سے لائی تھیں، چونکہ کل سونا ۱۶ تولے پڑا، اب میری بیوی اگر زکوٰۃ ۱۶ تولے پر نہیں دے سکتی تو کیا اس کی یہ زکوٰۃ میں اپنے خرچ سے دے سکتا ہوں؟ اور پھر یاد رہے کہ یہ حق المہر بھی میں نے ہی ادا کیا تھا؟

جواب:... چونکہ سونا آپ کی بیوی کی ملکیت ہے، اس لئے اس کی زکوٰۃ تو اسی کے ذمہ ہے،[2] لیکن اگر آپ اس کے کہنے پر اس کی طرف سے زکوٰۃ ادا کردیں تو ادا ہوجائے گی۔[3]

سوال:... میرے پاس آٹھ تولے سونا ہے جو کہ پچھلے سال شادی پر ملا تھا، اور وہ میری بیوی کی ملکیت میں ہے، اس کے ساتھ ساتھ مجھ پر قرضہ بھی ہے، اس صورت میں ان زیورات کی زکوٰۃ مجھ پر ہوگی یا بیوی پر؟ ۲: زیورات پر زکوٰۃ جبکہ آمدنی کا ذریعہ میں ہی ہوں قرض کی رقم نکال کر ادا کی جائے یا صرف زیورات کی رقم پر ادا کی جائے؟

جواب:... ۱:... جب زیورات آپ کی بیوی کی ملکیت ہے تو زکوٰۃ بھی اسی کے ذمہ ہے۔[4] ۲:... زیور آپ کی بیوی کا ہے، اور قرض آپ کے ذمہ ہے، اس لئے زکوٰۃ ادا کرتے وقت اس قرض کو منہا نہیں کیا جائے گا، بلکہ پورے زیور کی زکوٰۃ ادا کرے گی، البتہ اگر آپ کی بیوی کے ذمہ قرض ہو تو قرض منہا کیا جائے گا۔[5]

---

(۱) گزشتہ صفحے کا حاشیہ نمبر ۶ دیکھیں۔

(۲) ایضاً۔

(۳) وشرط صحة أدائها نية مقارنة له: أی للأداء، ولو كانت المقارنة حكمًا. (درمختار). وأما المقارنة للدفع إلى الوكيل فهي من الحكمية. (رد المحتار ج:۲ ص:۲۶۸، كتاب الزكاة، مطلب فی زكاة ثمن المبيع وفاء).

(۴) ایضاً گزشتہ صفحے کا حاشیہ نمبر ۶ دیکھیں۔

(۵) وإن كان ماله أكثر من دينه، زكی الفاضل إذا بلغ نصابًا لفراغه عن الحاجة الأصلية، والمراد به دين له مطالب من جهة العباد. (هداية مع فتح القدير ج:۱ ص:۴۸۶، كتاب الزكاة، طبع دار صادر). وفی الدر المختار (ج:۲ ص:۲۶۳) كتاب الزكاة: فلا زكاة على مكاتب .... ومديون للعبد بقدر دينه، فيزكی الزائد إن بلغ نصابًا (قوله ومديون للعبد) الأولىٰ: ومديون بدين يطالبه به العبد يشمل دين الزكاة والخراج لأنه لله تعالىٰ مع أنه يمنع لأن له مطالبًا من جهة العباد.

مرحوم شوہر کی زکوٰۃ بیوی پر فرض نہیں

سوال:... اگر کسی کا شوہر فوت ہوگیا ہو اور میاں بیوی نے اپنی زندگی میں کبھی زکوٰۃ نہ دی ہو، مگر خیرات برابر کرتے رہے ہوں، تو کیا اب اس بیوہ کا فرض ہے کہ وہ گزرے دنوں کی زکوٰۃ ادا کرے؟

جواب:... مرحوم شوہر کی زکوٰۃ بیوہ کے ذمہ فرض نہیں، اس کے مرحوم شوہر کے ذمہ ہے، وہی گناہگار ہوگا،[1] اس کی طرف سے وارث ادا کردیں تو اچھا ہے۔[2]

سوال:... اور کیا اپنی بھی زکوٰۃ وہ مرنے تک دیتی رہے، جبکہ اس کا ذریعہ آمدنی کوئی نہیں ہے؟

جواب:... اگر اس کی اپنی ملکیت میں ساڑھے باون تولے چاندی کی مالیت ہے، اس پر زکوٰۃ فرض ہے،[3] یعنی اس کے اپنے حصے کی مالیت اتنی ہو، (اگر مرحوم کے بچے یتیم ہوں تو ان کے مال کی زکوٰۃ نہیں)۔[4]

زیور کی زکوٰۃ اور اس پر حقِ وراثت

سوال:... زیور کی زکوٰۃ کس کو دینا ہوگی؟ میری بیوی اپنے جہیز میں دس تولے سونے کے زیورات لائی تھی، جو اَب تک وہ استعمال کر رہی ہے، میری شادی کو پانچ سال گزر چکے ہیں، میرے گھر جب سے آئی ہے ایک پیسہ بھی اس نے زکوٰۃ نہیں دیا ہے، زیور پہنتی ضرور ہے، لیکن میں اس کا حق دار نہیں ہوں، اور نہ ہی میں اس پر اپنا کوئی حق سمجھتا ہوں، مرنے کے بعد یہ حق اس نے اپنے بیٹے کو دیا ہے، وہ جس طرح چاہے اسے استعمال کرے، میرے بیٹے کی عمر اس وقت چار سال ہے، اب آپ مجھے تفصیل سے یہ بتائیں کہ اس زیور کی زکوٰۃ کس کو ادا کرنا چاہئے؟

جواب:... اس زیور کی زکوٰۃ آپ کی بیوی کے ذمہ ہے۔ ان سے کہئے کہ اگر ان کے پاس پیسے نہیں تو زیور بیچ کر پانچ سال کی زکوٰۃ ادا کریں،[5] اور مرنے کے بعد بیٹے کو حق دار بنانا بھی شرعاً غلط ہے،[6] اس کے مرنے کے وقت جتنے وارث ہوں گے، حصہ اس

---

(۱) وإذا لم يؤدّ إلٰى آخر عمره يتضيق عليه الوجوب، حتّى لو لم يؤدّ حتّى مات يأثم۔ (رد المحتار ج:۲ ص:۲۷۱)۔

(۲) في الدر المختار: ولَا تؤخذ من تركته بغير وصيّة لفقد شرطها وهو النية وإن أوصى بها اعتبر من الثلث إلّا أن يجيز الورثة۔ وفي الشرح: أي إذا أوصٰى بها وزادت على الثلث يؤخذ الزائد إلّا أن يجيز الورثة۔ (الدر المختار مع الرد المحتار ج:۲ ص:۲۹۴)۔

(۳) ص:۶۷ کا حاشیہ نمبر۶ ملاحظہ فرمائیں۔

(۴) (قوله عقل وبلوغ) فلا تجب علٰى مجنون وصبي لأنهما عبادة محضة۔ (شامی ج:۲ ص:۲۵۸، كتاب الزكاة)۔

(۵) ص:۶۷ کا حاشیہ نمبر۶،۷ ملاحظہ فرمائیں۔

(۶) عن أبي أمامة رضي الله عنه قال: سمعت رسول الله صلى الله عليه وسلم يقول في خطبته عام حجة الوداع: إن الله قد أعطٰى كل ذي حق حقه فلا وصيّة لوارث۔ رواه أبوداؤد۔ (مشكوٰة ص:۲۶۵)۔ وعن أنس قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: من قطع ميراث وارثه قطع الله ميراثه من الجنّة يوم القيامة۔ (مشكوٰة ج:۱ ص:۲۶۶ باب الوصايا)۔

میں سب کا ہوگا۔[1]

بیٹی کے لئے زیور پر زکوٰۃ

سوال:... میں زکوٰۃ کے بارے میں کچھ زیادہ محتاط ہوں، اس لئے اس فرض کو باقاعدگی کے ساتھ ادا کرتی ہوں، تو قبلہ! میں نے لوگوں کی زبانی سنا ہے کہ ''ماں اگر اپنا زیور اپنی لڑکی کے لئے اُٹھا رکھے یا یہ نیت کرے کہ یہ سونا میں اپنی بیٹی کو جہیز میں دوں گی تو اس پر زکوٰۃ واجب نہیں ہوتی، اور جب یہ زیور یا سونا لڑکی کو ملے تو وہ اس کو پہن کر یا استعمال میں لاکر زکوٰۃ ادا کرے'' آپ یہ وضاحت کریں کہ لڑکی کے لئے کوئی زیور بنوا کر رکھا جائے تو زکوٰۃ دی جائے یا نہیں؟

جواب:... اگر لڑکی کو زیور کی مالک بنادیا تو جب تک وہ لڑکی نابالغ ہے اس پر زکوٰۃ نہیں،[2] بالغ ہونے کے بعد لڑکی کے ذمہ زکوٰۃ واجب ہوگی، جبکہ صرف یہ زیور یا اس کے ساتھ کچھ نقدی نصاب کی مقدار کو پہنچ جائے، صرف یہ نیت کرنے سے کہ یہ زیور لڑکی کے جہیز میں دیا جائے گا، زکوٰۃ سے مستثنیٰ نہیں قرار دیا جاسکتا، جب تک کہ لڑکی کو اس کا مالک نہ بنادیا جائے، اور لڑکی کو مالک بنادینے کے بعد پھر اس زیور کا خود پہننا جائز نہیں ہوگا۔[3]

گزشتہ سالوں کی زیور کی زکوٰۃ

سوال:... میری شادی کو نو سال ہوگئے ہیں، میری بیگم کے پاس جب سے اب تک تقریباً ۸۰ تولے سونا ہے، اور ہم نے ابھی تک اس پر زکوٰۃ ادا نہیں کی، کیونکہ میری آمدنی اتنی نہیں کہ کچھ بچ جائے تو زکوٰۃ ادا کروں۔ میری دو بچیاں بھی ہیں، وہ سونا میری بیوی کو جہیز میں ملا تھا، اور اگر اب میں زکوٰۃ ادا کرنا چاہوں تو کیسے ادا کروں؟ اور مجھ پر یا میری بیگم پر زکوٰۃ ضروری ہے جبکہ اتنی آمدنی نہیں؟

جواب:... اس اَسّی تولے کی زکوٰۃ آپ کے ذمہ نہیں، بلکہ آپ کی بیوی کے ذمہ ہے، اگر زکوٰۃ ادا کرنے کے پیسے نہ ہوں تو

---

(۱) تتعلق بتركة الميت حقوق أربعة .... ثم يقسم الباقي بين ورثته بالكتاب والسُّنَّة وإجماع الأُمّة، فيبدأ بأصحاب الفروض وهم الذين لهم سهام مقدرة في كتاب الله. (السراجي في الميراث ص:۲، ۳).

(۲) وأما شرط وجوبها .... ومنها العقل والبلوغ فليس الزكٰوة على صبي ومجنون ...إلخ. (هندية ج:۱ ص:۱۷۲، كتاب الزكاة). أيضًا: وشرط إفتراضها عقل وبلوغ وإسلام. (قوله عقل وبلوغ) فلا تجب على مجنون وصبي لأنها عبادة محضة وليسا مخاطبين بها. (رد المحتار على الدر المختار ج:۲ ص:۲۵۸، كتاب الزكاة، مطلب في أحكام المعتوه).

(۳) كتاب الزكاة (هي) لغة الطهارة والنماء، وشرعًا (تمليك) خرج الإباحة، فلو أطعم يتيمًا ناويًا الزكاة لَا يجزيه إلّا إذا دفع إليه المطعوم .... (جزء مال) خرج المنفعة .... (عينه الشارع) وهو ربع عشر نصاب حولي .... (من مسلم فقير) ولو معتوها غير هاشمي ولَا مولَاه مع قطع المنفعة عن المملك من كل وجه. (درمختار مع تنوير الأبصار ج:۲ ص:۲۵۶ تا ۲۵۸، كتاب الزكاة، طبع ايچ ايم سعيد كراچي).

اتنا حصہ زیور کا دے دیا جائے۔[1] بہر حال گزشتہ نو سالوں کی زکوٰۃ آپ کی بیوی کے ذمہ لازم ہے، ہر سال کا حساب کرکے جتنی زکوٰۃ بنتی ہے ادا کی جائے۔[2]

نصاب میں اِنفرادی ملکیت کا اعتبار ہے

سوال:... کسی گھر میں تین بھائی اکٹھے رہتے ہوں، ایک ہی جگہ کھاتے ہوں، لیکن کماتے الگ ہوں، ہر ایک کی بیوی کے پاس اڑھائی یا تین تولے سونا ہو اور سب کا ملا کر تقریباً ساڑھے آٹھ تولے سونا بنتا ہو تو کیا ان کو اس زیور کی زکوٰۃ ادا کرنی ہوگی؟

جواب:... اگر ان کے پاس اور کوئی مال نہیں جس پر زکوٰۃ فرض ہو اور وہ نصاب کی حد کو پہنچتا ہو تو ان پر زکوٰۃ فرض نہیں، کیونکہ نصابِ زکوٰۃ میں اِنفرادی ملکیت کا اعتبار ہے، اور یہاں کسی کی اِنفرادی ملکیت بقدرِ نصاب نہیں۔[3]

خاندان کی اجتماعی زکوٰۃ

سوال:... ایک خاندان کے چند افراد جو سب برسرِ روزگار ہیں، ان کی اپنی ملکیت میں اتنا مال نہیں کہ جس پر زکوٰۃ دیں، لیکن اگر سب اپنا مال جمع کرلیں تو وہ نصاب کے مطابق قابلِ زکوٰۃ بن جاتا ہے، تو اس سلسلے میں کیا حکم ہے؟ زکوٰۃ کس حساب سے نکالی جائے؟

جواب:... ہر شخص کا الگ الگ صاحبِ نصاب ہونا شرط ہے، ورنہ زکوٰۃ فرض نہیں ہوتی۔[4] اس لئے آپ نے جو صورت لکھی ہے اس پر زکوٰۃ فرض نہیں۔ البتہ اگر عرفاً ساری ملکیت خاندان کے سربراہ کی سمجھی جاتی ہے، چونکہ یہ فردِ واحد کی ملکیت ہوئی اور بقدرِ نصاب بھی ہے، تو اس پر زکوٰۃ فرض ہوگی، یہ اس صورت میں ہے کہ خاندان کے سربراہ کو واقعتاً مالک سمجھا بھی جاتا ہو۔

مشترکہ گھرداری میں زکوٰۃ کب واجب ہوگی؟

سوال:... ہمارے گھر میں یہ طریقہ ہے کہ سب بھائی تنخواہ لاکر والدہ کو دیتے ہیں، جو گھر کا خرچہ چلاتی ہیں، جبکہ زیور اور کچھ بچت کی رقم ہمارے پاس ہوتی ہے، آیا زکوٰۃ دینی ہمارے ذمہ ہے یا والدہ محترمہ کے؟

---

(۱) ص:۶۷ کا حاشیہ نمبر ۶، ۷ ملاحظہ فرمائیں۔

(۲) إمداد الفتاویٰ ج:۲ ص:۳۴ کتاب الزکاۃ والصدقات، طبع مکتبہ دار العلوم کراچی۔

(۳) الزکٰوۃ واجبة علی الحر العاقل البالغ المسلم إذا ملک نصابًا ملکًا تامًّا وحال علیه الحول۔ (هدایة ج:۱ ص:۱۸۵)۔ وسببه أی سبب إفتراضها ملک نصاب حولی .... تام ... إلخ۔ (الدر المختار مع الرد ج:۲ ص:۲۵۹)۔ ومنها الملک التام وهو ما اجتمع فیه الملک والید وأما إذا وجد الملک دون الید کالصداق قبل القبض أو وجد الید دون الملک کملک المکاتب والمدیون لَا تجب فیه الزکٰوۃ کذا فی السراج الوهاج۔ (عالمگیری ج:۱ ص:۱۷۲، کتاب الزکاۃ)۔

(۴) ایضاً۔

جواب:... اگر وہ سونا اور بچت کی رقم اتنی ہو کہ اگر اس کو تقسیم کیا جائے تو سب بھائی صاحبِ نصاب ہو سکتے ہیں تو زکوٰۃ واجب ہے، ورنہ نہیں۔ [۱]

مشترکہ خاندان میں بیوی، بیٹی، بہوؤں کی زکوٰۃ کس طرح دی جائے؟

سوال:... میں گھر کا سربراہ ہوں، میرے دونوں لڑکے صاحبِ روزگار ہیں، اور میری دونوں بہوؤں کے ہاں کم سے کم ۱۲، ۱۲ تولے فی کس زیورات ہیں، اور بیوی کے ہاں ۵ تولے کے زیور اور کنواری لڑکی کی شادی کے لئے ۳ تولے کے زیورات ہیں، جس کو ایک سال سے خرید کر رکھا ہوا ہے، دُوسرے آج کل مشترکہ خاندان میں بھی زیور ہر متعلقہ عورت کی ذاتی ملکیت ہی شمار ہوتا ہے، ایک عورت کا زیور دُوسری عورت مستقل طور سے نہیں لے سکتی، حتیٰ کہ ساس اپنی بہو کا زیور اپنی لڑکی کو نہیں دے سکتی، کیا ایسی صورت میں مجھے گھر کے تمام زیور کی مالیت کے مطابق زکوٰۃ نکالنا چاہئے یا فرداً فرداً کے حساب سے؟

جواب:... زکوٰۃ کے واجب ہونے میں ہر شخص کی اِنفرادی ملکیت کا اعتبار ہے۔[۲] اب آپ کی بہوؤں کے پاس جو زیور ہے، دیکھنا یہ ہے کہ اس کا مالک کون ہے؟ آپ کی بہوؤں کا زیور اگر ان کی ملکیت ہے تو زکوٰۃ ان کے ذمہ واجب ہے، اور اگر لڑکوں کی ملکیت ہے تو زکوٰۃ ان کے ذمہ واجب ہے، اور اگر کچھ زیور بہوؤں کی ملکیت ہے، مثلاً: جو زیور ان کے میکے سے ملا ہے، اور کچھ لڑکوں کی طرف سے، تو اگر ہر ایک کی ملکیت نصاب کو پہنچتی ہے تو زکوٰۃ واجب ہے، ورنہ نہیں۔ اسی طرح آپ کی اہلیہ کے پاس جو سونا ہے وہ اگر اس کی مالک ہیں اور اس کے سوا ان کی ملکیت میں کوئی روپیہ پیسہ نہیں تو ان کے ذمہ زکوٰۃ نہیں، اور اگر وہ سونا آپ کی ملکیت ہے تو دُوسرے اموالِ زکوٰۃ کے ساتھ اس زیور کی زکوٰۃ بھی آپ کے ذمہ ہوگی۔ آپ نے لڑکی کے لئے جو سونا خرید کر رکھا ہوا ہے، اس کے بارے میں یہ بھی دیکھنا ہوگا کہ آپ نے وہ سونا لڑکی کی ملکیت کردیا ہے یا نہیں؟ اگر لڑکی کی ملکیت نہیں تو اس کی زکوٰۃ آپ کے ذمہ ہے، اور اگر لڑکی کی ملکیت ہے اور اس کے پاس کوئی نقد روپیہ پیسہ نہیں تو اس پر زکوٰۃ نہیں، اور اگر کچھ روپیہ پیسہ بھی اس کے پاس ہے تو زکوٰۃ اس کے ذمہ واجب ہے۔[۳]

شراکت والے کاروبار کی زکوٰۃ کس طرح ادا کی جائے گی؟

سوال:... میرا ایک بھائی ہے، اس کو اس کے بھائی نے چھ ہزار روپے میں کھلونوں کی دُکان کھول دی ہے، اب اس کی زکوٰۃ کون ادا کرے، جبکہ یہ کاروبار شراکت میں ہوگیا، یعنی رقم ایک بھائی کی ہے اور چلاتا دُوسرا بھائی ہے، نفع برابر ہے۔ اس آدمی نے جس نے یہ دُکان کھولی ہے ایک قطعہ زمین برائے دُکان دس ہزار روپے میں خریدی ہے، اب اس کی زکوٰۃ کی کیا شکل ہوگی؟

---

(۱) گزشتہ صفحے کا حاشیہ نمبر ۳ ملاحظہ فرمائیں۔

(۲) الزکٰوۃ واجبة علی الحر العاقل البالغ المسلم إذا ملک نصابًا ملکًا تامًّا وحال علیه الحول۔ (هدایة ج:۱ ص:۱۸۵)، وسببه أی سبب إفتراضها ملک نصاب حولی .... تام ... إلخ۔ (الدر المختار ج:۲ ص:۲۵۹، کتاب الزکاة)۔

(۳) وتضم قیمة العروض إلی الثمنین والذهب إلی الفضة قیمة کذا فی الکنز۔ (عالمگیری ج:۱ ص:۱۷۹)۔

جواب:... پہلے یہ سمجھ لیجئے کہ جب کسی کو کاروبار کے لئے مال دیا جائے اور نفع میں حصہ رکھا جائے تو شرعی اصطلاح میں اس کو "مضاربت" کہتے ہیں، اور ہمارے یہاں عام طور سے اس کو "شراکت" کہہ دیا جاتا ہے، جبکہ آپ نے بھی یہی لفظ استعمال کیا ہے۔ اس کاروبار میں ایک اصل رقم ہوتی ہے اور ایک اس کا منافع۔ اصل رقم کی زکوٰۃ اس کے اصل مالک کے ذمہ ہے، اور اس کے ذمہ منافع کے اس حصے کی زکوٰۃ بھی واجب ہے جو اُسے ملے گا،[1] اور جو نفع پر کام کرتا ہے اگر اس کا نفع نصاب کی مقدار کو پہنچے اور اس پر سال بھی گزر جائے تو اپنے حصے کی زکوٰۃ اس پر بھی ہوگی۔ جو قطعہ زمین دُکان کے لئے خریدا ہے اس پر زکوٰۃ نہیں۔[2] کھلونے اگر مجسّموں کی شکل کے ہوں تو ان کا کاروبار دُرست نہیں۔[3]

قرض کی زکوٰۃ کس کے ذمہ ہے؟

سوال:... دس ماہ پیشتر زید نے بکر کو ۲۰,۰۰۰ روپے قرضِ حسنہ دیا، ادائیگی کی مدّت لامحدود ہے، بکر نے ۱۰,۰۰۰ روپے مکان خریدنے میں اور ۱۰,۰۰۰ روپے کاروبار میں لگائے۔ رقم منافع کے ساتھ اب ۱۰,۰۰۰ روپے سے بڑھ کر ۱۳,۰۰۰ روپے ہوگئی ہے، کیا اس صورت میں زکوٰۃ واجب ہوگئی؟ اور اگر ہوگئی تو کس صورت میں؟

جواب:... اُصول یہ ہے کہ جو رقم کسی کو قرض کے طور پر دی جائے، اس کی زکوٰۃ قرض دینے والے کے ذمہ ہوتی ہے، قرض لینے والے کے ذمہ نہیں ہوتی، پس زید نے جو بیس ہزار کی رقم بکر کو قرض دے رکھی ہے، اس کی زکوٰۃ زید کے ذمہ ہے۔[4]

بکر کے پاس جو سرمایہ ہے خواہ وہ کاروبار میں لگا ہوا ہو یا سونے چاندی اور نقدی کی شکل میں اس کے پاس موجود ہو، اس

---

(۱) من كان له نصاب فاستفاد في أثناء الحول مالًا من جنسه ضمه إلى ماله وزكاه ... إلخ. (عالمگیری ج:۱ ص:۱۷۵، كتاب الزكاة، الباب الأوّل)، أيضًا: واعلم أن الديون عند الإمام ثلاثة: قوىٌ ومتوسط وضعيف، فتجب زكاتها إذا تم نصابًا وحال الحول لٰكن لَا فورًا بل عند قبض أربعين درهما من الدين القوى كقرض وبدل مال تجارة فكلما قبض أربعين درهما يلزمه درهم ... إلخ. (الدر المختار مع الرد ج:۲ ص:۳۰۵، باب زكاة المال).

(۲) وليس في دور السكنى .... وسلاح الإستعمال زكٰوة لأنها مشغولة بالحاجة الأصلية وليست بنامية أيضًا وعلٰى هٰذا كتب العلم لأهلها وآلات المحترفين لما قلنا ... إلخ. (هداية ج:۱ ص:۱۸۶، كتاب الزكاة). وفارغ عن حاجته الأصلية .... تحقيقًا .... أو تقديرًا كالعين فإن المديون محتاج إلٰى قضائه .... كآلات الحرفة وأثاث المنزل ... إلخ. (شامى ج:۲ ص:۲۶۲، مطلب في زكاة ثمن المبيع وفاء).

(۳) وظاهر كلام النووى في شرح مسلم الإجماع علٰى تحريم تصوير الحيوان وقال: وسواء صنعه لما يمتهن أو لغيره فصنعته حرام بكل حال لأن فيه مضاهاة لخلق الله تعالٰى. (شامى ج:۱ ص:۶۴۷، مطلب إذا تردد الحكم بين ... إلخ).

(۴) ولو كان الدين علٰى مقر .... فوصل إلٰى ملكه لزم زكٰوة ما مضٰى. (الدر المختار ج:۲ ص:۲۶۶، ۲۶۷، كتاب الزكاة). أيضًا: واعلم أن الديون عند الإمام ثلاثة: قوى، ومتوسط، وضعيف، فتجب زكاتها إذا تم نصابًا وحال الحول لٰكن لَا فورًا بل عند قبض أربعين درهمًا من الدين القوى كقرض، وبدل مال تجارة، فكلما قبض أربعين درهمًا يلزمه درهم. (الدر المختار مع رد المحتار ج:۲ ص:۳۰۵، فتاوىٰ هندية ج:۱ ص:۱۷۵، كتاب الزكاة).

تمام سرمایہ کی مجموعی رقم میں سے بیس ہزار روپے منہا کردیا جائے، جو اس کے ذمہ قرض ہے۔[۱] باقی سرمایہ اگر ساڑھے باون تولے چاندی کی مالیت کے برابر ہے تو اس کے ذمہ اس کی زکوٰۃ واجب ہے۔[۲]

سوال:... اگر کچھ رقم کسی کو قرض دی ہوئی ہو تو کیا اس رقم پر زکوٰۃ دینی ہوگی؟

جواب:... جی ہاں! اس رقم پر بھی ہر سال زکوٰۃ واجب ہے، البتہ آپ کو یہ اختیار ہے کہ ہر سال جب دُوسرے مال کی زکوٰۃ دیتے ہیں اسی کے ساتھ قرض پر دی ہوئی رقم کی زکوٰۃ دے دیا کریں، اور یہ بھی اختیار ہے کہ جب قرض وصول ہوجائے تو گزشتہ تمام سالوں کی زکوٰۃ، جو اس قرض کی رقم پر واجب ہوئی تھی، وہ یک مشت ادا کردیں۔[۳]

سوال:... میرے والدین نے اپنے مکان کی تعمیر کے سلسلے میں ۲۰,۰۰۰ روپے قرض لیا تھا، جو ابھی لوٹایا نہیں گیا ہے، اگرچہ وہ رقم ہمارے پاس جمع شدہ نہیں ہے، بلکہ مکان کی تعمیر وغیرہ کے سلسلے میں خرچ ہوگئی، تو کیا ہم پر اس کی زکوٰۃ دینا فرض ہوگی؟ کیونکہ اس سلسلے میں معلوم کرنے پر ہمیں یہ بات معلوم ہوئی کہ جس شخص کی رقم ہوگی وہی زکوٰۃ ادا کرنے کا ذمہ دار ہوگا۔ اس سلسلے میں ہم نے اس شخص سے بھی معلوم کیا جس کی یہ رقم ہے، تو انہوں نے صاف طور پر زکوٰۃ ادا کرنے سے انکار کیا، اور کہا کہ زکوٰۃ آپ خود ادا کریں کیونکہ یہ رقم آپ کے کام آئی ہے۔

جواب:... قرض کی رقم کی زکوٰۃ قرض دینے والے کے ذمہ ہوتی ہے،[۴] قرض لینے والے کے ذمہ نہیں ہوتی،[۵] اس لئے اس رقم کی زکوٰۃ آپ لوگوں کے ذمہ نہیں، قرض دینے والے کو چاہئے کہ اس کی زکوٰۃ ادا کرے۔

تجارت کے لئے منافع پر دی گئی رقم کی زکوٰۃ کس کے ذمے ہے؟

سوال:... جہاں تک میرے علم میں ہے، شرعی لحاظ سے اگر کسی شخص کی قابلِ زکوٰۃ رقم سال یا سال سے اُوپر کسی دُوسرے شخص کے پاس رہتی ہے اور اس عرصے کے بعد اسے وہ رقم واپس ہوتی ہے، تو اس تمام عرصے کی زکوٰۃ اس شخص پر واجب الادا ہوگی جو اس رقم کا مالک ہوگا۔ ایک دُکان دار نے جو بذاتِ خود صوم و صلوٰۃ کا پابند اور رمضان المبارک میں اِعتکاف میں بیٹھنے والا ہے، مجھ سے پچاس ہزار روپے کی رقم اپنی تجارت میں منقسمہ منافع کی شرائط پر لگانے کے لئے لی، مگر چند ماہ منافع ادا کرنے کے بعد من جملہ رقم مع منافع روک لی ہے، روکے ہوئے اب ڈیڑھ سال سے اُوپر ہوگیا ہے، اور یہ شخص دونوں میں سے مختلف جھوٹ و حیلہ بہانہ کچھ ادا کرنے

---

(۱) ومن كان عليه دين يحيط بما له فلا زكٰوة عليه .... وإن كان ماله أكثر من دينه زكى الفاضل إذا بلغ نصابًا. (هداية، كتاب الزكٰوة ج:۱ ص:۱۸۶).

(۲) الزكٰوة واجبة في عروض التجارة كائنة ما كانت إذا بلغت قيمتها نصابا من الورق والذهب كذا في الهداية. (عالمگیری ج:۱ ص:۱۷۹، كتاب الزكاة، الباب الثالث).

(۳) ولو كان الدين على مقر .... فوصل إلى ملكه لزم زكٰوة ما مضى. (الدر المختار ج:۲ ص:۲۶۶، ۲۶۷).

(۴) ایضاً نیز گزشتہ صفحے کا حاشیہ نمبر ۴ ملاحظہ فرمائیں۔

(۵) لو استقرض ألفا فكفل عنه عشرة ولكل ألف في بيته وحال الحول فلا زكٰوة على واحد منهم لشغله بدين الكفالة ...إلخ. (البحر الرائق ج:۲ ص:۲۲۰، كتاب الزكاة).

کو تیار نہیں۔ سوال یہ ہے کہ ایسی رقم جو بلا معاوضہ دُوسرے کی تحویل میں رہے، اور جس سے وہ شخص خواہ تمام تجارتی فوائد حاصل کرتا رہا ہو، اس کل رقم پر زکوٰۃ کی ادائیگی کس پر واجب ہوگی؟ یہاں یہ بات عرض کرتا چلوں کہ جب تک منافع ملتا رہا، میں اس کی زکوٰۃ خود اَدا کرتا رہا ہوں۔

جواب:... اس رقم کی زکوٰۃ تو آپ کے ذمے واجب ہے، کیونکہ وہ رقم آپ کی ملکیت ہے، اور اس شخص کے پاس امانت ہے، زکوٰۃ مالک کے ذمے واجب ہوتی ہے، امین کے ذمے نہیں۔ البتہ آپ کو یہ اِختیار ہے کہ اس رقم کی زکوٰۃ سال کے سال ادا کرتے رہیں، یا جب وہ رقم وصول ہوجائے تو گزشتہ تمام سالوں کی زکوٰۃ یکمشت ادا کردیں۔ (۱)

مشترکہ کاروبار کی زکوٰۃ

سوال:... دو اَفراد نے مشترکہ کاروبار اس شرط پر کیا کہ جس آدمی کی کاروبار میں رقم ہوگی، منافع کی رقم سے اس کو دو حصے ملیں گے، جبکہ دُوسرا شخص جو صرف کاروبار میں محنت کرے گا اس کو منافع کی رقم سے ایک حصہ۔ چند سال بعد پھر معاہدہ ہوا کہ مالک رقم نے دُوسرے ساتھی سے کہا کہ میں اب کاروبار میں پوری طرح ڈیوٹی انجام نہ دے سکوں گا، اس لئے رقم میری ہوگی، کاروبار تم اکیلے کو کرنا ہوگا۔ منافع کی رقم نصف نصف ہوگی۔ پوچھنا یہ چاہتا ہوں کہ ہم دُکان کا کرایہ، بجلی وغیرہ کا بل سب مشترکہ کاروبار سے بخوشی ادا کرتے ہیں، جبکہ مالک رقم شروع ہی سے اس کاروباری رقم کی جس کا وہ منافع کماتا ہے، زکوٰۃ بھی مشترکہ کھاتے سے دیتا ہے، جبکہ معاہدے میں بھی یہ بات نہیں تھی۔ جو شخص کاروبار چلا رہا ہے اس کو اِعتراض ہے کہ تم زکوٰۃ اپنے پاس سے دو، دُکان سے دینی ہے تو اپنے نام وہ رقم لکھو، مگر مالک کہتا ہے اس علاقے میں یہ رواج ہے کہ مشترکہ کاروبار ہی سے زکوٰۃ ادا کی جاتی ہے۔

جواب:... دونوں کو اپنے اپنے حصے کی زکوٰۃ ادا کرنی چاہئے، رقم والے شخص کا مشترکہ کھاتے سے زکوٰۃ ادا کرنا صحیح نہیں۔ (۲)

چھ ماہ قرض دار اور چھ ماہ مالک کے پاس رہنے والی رقم پر زکوٰۃ کس طرح ہے؟

سوال:... میرے پاس کچھ رقم ہے، جو کہ میں نے کسی کو قرض دی ہوئی ہے، چونکہ زکوٰۃ کا مسئلہ ایک سال رکھنے پر ہے، اب اگر چھ ماہ میرے پاس رقم رہی اور چھ ماہ قرض دار کے پاس، اس کی زکوٰۃ کس طرح ادا کروں؟

جواب:... جو رقم کسی کو قرض دی گئی ہو، اس کی زکوٰۃ قرض دینے والے کے ذمے ہے، اس لئے اس رقم کی زکوٰۃ ادا کریں۔ (۳)

اُدھار دی ہوئی چار سال بعد ملنے والی رقم پر کتنی زکوٰۃ ہے؟

سوال:... چار سال پہلے ہم نے ایک صاحب کو کچھ رقم بطور قرض دی تھی، اب وہ رقم ہمیں ملنے والی ہے، عرض یہ ہے کہ جب پوری رقم ہمیں مل جائے تو اس میں سے ہمیں زکوٰۃ نکالنی ہوگی؟ اگر نکالنی ہو تو کتنی رقم نکالیں؟

---

(۱) گزشتہ صفحے کا حاشیہ نمبر ۳ ملاحظہ فرمائیں، نیز دیکھئے ص:۷۳ کا حاشیہ نمبر ۴۔

(۲) وليس لكل واحد من الشريكين أن يؤدى زكوٰة مال الآخر إلّا باذنه. (الجوهرة النيرة ص: ۲۹۲، كتاب الزكاة)۔

(۳) وتجب الزكوٰة فى الدين مع عدم القبض. (بدائع ج:۲ ص:۹، كتاب الزكاة، أيضًا حاشية رد المحتار ج:۲ ص:۲۶۷)۔

جواب:... اس رقم پر آپ کو چار سال کی زکوٰۃ دینی پڑے گی۔ [1]

نادہند قرض دار کو دی گئی قرض کی رقم پر زکوٰۃ

سوال:... سائل سے عرصہ چار پانچ سال ہوئے اپنے ہی دوستوں یا رشتہ داروں نے کچھ رقم اُدھار لی تھی، جن کے واپس دینے کی کوئی مدّت طے ہوئی اور نہ کوئی تحریر لکھی گئی تھی۔ سائل نے اس عرصے میں کتنی ہی بار پیسوں کی واپسی کا مطالبہ کیا تو جواب ملا کہ کیا ہوا دے دیں گے ایسے ہی ہوتے ہوتے پانچ سال گزر گئے ہیں، لیکن پیسے واپس ملنے کی کوئی اُمید پختہ نظر نہیں آتی ہے، ہوسکتا ہے کہ مزید اور زیادہ عرصہ گزر جائے، نااُمید ہوکر میں نے بھی پیسے مانگنے چھوڑ دیئے ہیں۔ برائے مہربانی آگاہ فرمائیں کہ اس رقم کی زکوٰۃ جو عرصہ پانچ سال سے میرے پاس نہیں، دینی ہوگی یا نہیں؟

جواب:... جو رقم کسی کو قرض دی ہو اس پر زکوٰۃ لازم ہے، البتہ یہ اختیار ہے کہ چاہے تو ہر سال ادا کردیا کرے، یا وصول ہونے کے بعد گزشتہ تمام سالوں کی زکوٰۃ یکمشت ادا کردے۔ [2] البتہ اگر مقروض قرضہ سے منکر ہو اور قرض دہندہ کے پاس گواہ بھی نہ ہوں تو وصول ہونے سے پہلے اس کی زکوٰۃ لازم نہیں اور وصول ہونے کے بعد بھی گزشتہ سالوں کی زکوٰۃ نہیں۔ [3]

سوال:... میرے ایک دوست نے آج سے پانچ سال پہلے ڈیڑھ لاکھ روپیہ تجارت میں لگانے کے لئے لیا تھا، اس نے وہ تمام روپیہ خردبُرد کردیا، آج پانچ سال کے بعد اس نے مجھے پندرہ ہزار روپیہ واپس کیا ہے، کیا ان پندرہ ہزار روپیہ پر زکوٰۃ واجب ہے؟ کیا پانچ سال کی زکوٰۃ ادا کرنی چاہئے یا صرف اسی سال کی؟ اور جو باقی کا روپیہ اس نے ادا نہیں کیا، اس پر بھی زکوٰۃ ادا کرنی چاہئے؟

جواب:... اس پندرہ ہزار روپے پر گزشتہ تمام سالوں کی زکوٰۃ واجب ہے، اسی طرح جو روپیہ آپ کے دوست سے ملتا جائے اس کی گزشتہ سالوں کی زکوٰۃ ادا کرتے رہئے۔ [4]

اَمانت کی رقم پر زکوٰۃ

سوال:... میرے پاس کسی کی امانت ہے، تو اس پر زکوٰۃ دینا میرا فرض ہے یا جس کی رقم ہے وہ زکوٰۃ دے گا؟ دُوسری بات عرض خدمت یہ ہے کہ مجھ سے کسی نے قرض مانگا اور وہ اپنے وقت پر نہ دے اور اُمید بھی کم ہے تو اس رقم پر بھی زکوٰۃ فرض ہے یا نہیں؟

جواب:... جس شخص کی امانت آپ کے پاس ہے، آپ کے ذمہ اس کی زکوٰۃ نہیں، بلکہ اس کی زکوٰۃ امانت رکھوانے والے کے ذمہ لازم ہے۔ اگر اس نے آپ کو زکوٰۃ دینے کا اختیار دیا ہے تو آپ بھی اس رقم میں سے ادا کرسکتے ہیں۔ کسی کے ذمہ جو آپ کا

---

(۱) ولو کان الدین علٰی مقر .... فوصل إلٰی ملکه لزم زکٰوة ما مضی۔ (تنویر الأبصار ج:۲ ص:۲۶۶، ۲۶۷)۔

(۲) ایضاً۔

(۳) والدین المجحود إذا لم یکن علیه بیّنة ثم صارت له بیّنة بعد سنین بأن أقرّ عند الناس لَا تجب علیه الزکٰوة هٰکذا فی التبیین۔ (عالمگیری ج:۱ ص:۱۷۵، کتاب الزکاة، الباب الأوّل)۔

(۴) ایضاً حاشیہ نمبر۱ ملاحظہ ہو۔

قرض ہے اگر وہ تسلیم کرتا ہے کہ مجھے قرض دینا ہے تو آپ کے ذمہ اس کی زکوٰۃ لازم ہے، خواہ ہر سال ادا کرتے رہیں یا جب وصول ہو جائے تب گزشتہ تمام سالوں کی ادا کردیں۔ [۱]

اگر امانت کی رقم سے حکومت زکوٰۃ کاٹ لے؟

سوال:... دُوسرے شہروں کے لوگ اپنی تجارت اور امانت کے طور پر کسی کے پاس جو رقم جمع کراتے ہیں تو حفاظت کے خیال سے وہ شخص اپنے نام سے اس کو بینک میں رکھ دیتا ہے، اور وقتاً فوقتاً ان لوگوں کی ہدایت کے پیشِ نظر رقم نکالتا بھی رہتا ہے، تو حکومت کیا ان رقوم پر زکوٰۃ منہا کرنے کی حق دار ہے یا نہیں؟

جواب:... جس شخص کی امانت ہے، اس کے ذمہ زکوٰۃ فرض ہوگی۔[۲] مگر چونکہ حکومت آپ کے اکاؤنٹ سے زبردستی زکوٰۃ کاٹ لیتی ہے، اس لئے امانت رکھوانے والوں کو چاہئے کہ آپ کو زکوٰۃ ادا کرنے کا اختیار دے دیں، اس اختیار دینے کے بعد ان کی رقم سے جو زکوٰۃ کٹے گی وہ ان کی طرف سے ہوگی،[۳] اور آپ (زکوٰۃ کی رقم جو کاٹ لی گئی) اس کو منہا کرکے باقی رقم ان کو واپس کریں گے۔[۴]

زرِضمانت کی زکوٰۃ

سوال:... جو رقم ہمارے پاس امانتاً رکھی ہو، اس پر زکوٰۃ کون ادا کرے گا؟ ہم ادا کریں گے یا اصلی مالک؟ مکان کے کرایہ پر جو رقم بطور زرِضمانت پیشگی کرایہ دار سے لی جاتی ہے، وہ قابلِ واپسی ہے، اور کئی سال مالکِ مکان کے پاس امانت رہتی ہے، اس پر کون زکوٰۃ ادا کرے گا؟

جواب:... جو شخص رقم کا مالک ہو اس کے ذمہ زکوٰۃ ہے، پس امانت کی رقم کی زکوٰۃ امین پر نہیں، بلکہ امانت رکھوانے والے مالک کے ذمہ ہے، اور زرِضمانت کا مالک کرایہ دار ہے، اس کی زکوٰۃ بھی اسی کے ذمہ ہے۔[۵]

سنار کو دینے کے لئے رکھے ہوئے پیسوں پر زکوٰۃ آئے گی؟

سوال:... پچھلے رمضان المبارک سے ایک دن قبل میں نے اپنے بیٹے کی شادی کے لئے سونے کا سیٹ بننے کو دِیا، جس میں ساڑھے پانچ تولے سونا اپنی چوڑیوں کا دِیا، اور اسی سال سے بیسی ڈال دی۔ اگست میں بیسی نکل آئی، لیکن سونے کا سیٹ ابھی سنار کے پاس ہی ہے، جبکہ پیسے رکھے ہوئے چار مہینے ہوگئے ہیں، زکوٰۃ اس صورتِ حال میں دینی ہوگی یا نہیں؟

---

(۱) گزشتہ صفحے کا حاشیہ نمبر ا ملاحظہ فرمائیں۔

(۲) وسببه أی سبب إفتراضها ملک نصاب حولی .... تام ...إلخ۔ (الدر المختار مع الرد ج:۲ ص:۲۵۹)۔

(۳) إذا وكل رجلًا بدفع زكوة ماله ونوى المالك عند الدفع إلى الوكيل فدفع الوكيل بلا نية فإنه يجزئه لأن المعتبر نية الآمر لأنه المؤدى حقيقة۔ (البحر الرائق ج:۲ ص:۲۲۶، كتاب الزكاة)۔

(۴) ولو أدى زكوة غيره بغير أمره فبلغه فأجاز لم يجز لأنها وجدت نفاذًا على المتصدق لأنها ملكه ولم يصر نائبًا عن غيره فنفذت عليه ولو تصدق عنه بأمره جاز ويرجع بما دفع ...إلخ۔ (البحر الرائق ج:۲ ص:۲۲۷، كتاب الزكاة)۔

(۵) ایضاً حاشیہ نمبر ۲ ملاحظہ ہو۔

جواب:... جتنی رقم زکوٰۃ کی بنتی ہے، ان سب پر زکوٰۃ واجب ہے، واللہ اعلم![1]

کیا ایک سال گزرنے کے بعد زرِ ضمانت پر زکوٰۃ ہے؟

سوال:... کرایہ دار نے زَرِ ضمانت اس شرط پر جمع کرایا ہے کہ مکان خالی کرتے وقت رقم واپس کرنا ہوگی، کیا زَرِ ضمانت ایک سال گزرنے کے بعد مالک مکان کو اس پر زکوٰۃ دینی ہوگی؟

جواب:... زَرِ ضمانت پر زکوٰۃ واجب ہے، مگر وہ کرایہ دار کے ذمے ہے،[2] مالکِ مکان کے پاس وہ امانت ہے، اس کے ذمے نہیں۔

---

(۱) تجب في كل مائتي درهم خمسة دراهم وفي كل عشرين مثقال ذهب نصف مثقال. (عالمگیری ج:۱ ص:۱۷۸، كتاب الزكاة، باب في زكوة الذهب والفضة والعروض، طبع رشيديه كوئٹه).

(۲) گزشتہ صفحے کا حاشیہ نمبر ۲ ملاحظہ فرمائیں۔

زکوٰۃ کا نصاب اور شرائط

زکوٰۃ کن چیزوں پر فرض ہے؟

سوال:...زکوٰۃ کس کس چیز پر فرض ہے؟

جواب:...زکوٰۃ مندرجہ ذیل چیزوں پر فرض ہے:

۱:...سونا، جبکہ ساڑھے سات تولہ (۸۷ء۴۷۹ گرام) یا اس سے زیادہ ہو۔

۲:...چاندی جبکہ ساڑھے باون تولہ (۶۱۲ء۳۵ گرام) یا اس سے زیادہ ہو۔[۱]

۳:...روپیہ، پیسہ اور مالِ تجارت، جبکہ اس کی مالیت ساڑھے باون تولہ چاندی (۶۱۲ء۳۵ گرام) کے برابر ہو۔[۲]

نوٹ:...اگر کسی کے پاس تھوڑا سا سونا ہے، کچھ چاندی ہے، کچھ نقد روپے ہیں، کچھ مالِ تجارت ہے، اور ان کی مجموعی مالیت ساڑھے باون تولے (۶۱۲ء۳۵ گرام) چاندی کے برابر ہے تو اس پر بھی زکوٰۃ فرض ہے۔ اسی طرح اگر کچھ سونا ہے، کچھ چاندی ہے، یا کچھ سونا ہے، کچھ نقد روپیہ ہے، یا کچھ چاندی ہے، کچھ مالِ تجارت ہے، تب بھی ان کو ملاکر دیکھا جائے گا کہ ساڑھے باون تولے چاندی کی مالیت بنتی ہے یا نہیں؟ اگر بنتی ہے تو زکوٰۃ واجب ہے، ورنہ نہیں۔ الغرض سونا، چاندی، نقدی، مالِ تجارت میں سے دو چیزوں کی مالیت جب چاندی کے نصاب کے برابر ہو تو اس پر زکوٰۃ فرض ہے۔[۳]

۴:...ان چیزوں کے علاوہ چرنے والے مویشیوں پر بھی زکوٰۃ فرض ہے،[۴] اور بھیڑ بکری، گائے، بھینس اور اُونٹ کے الگ

---

(۱) الفصل الأوّل في زكٰوة الذهب والفضة: تجب في كل مائتي درهم خمسة دراهم وفي كل عشرين مثقال ذهب نصف مثقال مضروبًا كان أو لم يكن۔ (فتاویٰ عالمگیری ج:۱ ص:۱۷۸، كتاب الزكاة، الباب الثالث)۔

(۲) الزكٰوة واجبة في عروض التجارة كائنة ما كانت إذا بلغت قيمتها نصابًا من الورق والذهب كذا في الهداية۔ (عالمگیری ج:۱ ص:۱۷۹، كتاب الزكاة، الباب الثاني، الفصل الثاني)۔

(۳) وتضم قيمة العروض إلى الثمنين والذهب إلى الفضة قيمة كذا في الكنز حتّى لو ملك مأة درهم وخمسة دنانير قيمتها مأة درهم تجب الزكٰوة عنده خلافًا لهما۔ (الفتاوى العالمگيرية، كتاب الزكاة، الباب الثالث في زكٰوة الذهب والفضة والعروض ج:۱ ص:۱۷۹، وهٰكذا في رد المحتار ج:۲ ص:۳۰۳، والبحر، باب زكٰوة المال ج:۲ ص:۴۰۰)۔

(۴) الباب الثاني في صدقة السوائم، وفيه خمسة فصول، الفصل الأوّل في المقدمة: تجب الزكٰوة في ذكورها وإناثها ومختلطهما والسائمة هي التي تسام في البراري ...إلخ۔ (الفتاوى الهندية، كتاب الزكٰوة ج:۱ ص:۱۷۶)۔

الگ نصاب ہیں، ان میں چونکہ تفصیل زیادہ ہے، اس لئے نہیں لکھتا، جو لوگ ایسے مویشی رکھتے ہوں وہ اہلِ علم سے دریافت کریں۔

۵:...عشری زمین کی پیداوار پر بھی زکوٰۃ فرض ہے، جس کو "عشر" کہا جاتا ہے،[1] اس کی تفصیلات آگے ملاحظہ کریں۔

نصاب کی واحد شرط کیا ہے؟

سوال:...عام طور سے زکوٰۃ کے لئے شرطِ نصاب جو سننے میں آتا ہے، وہ ہے ساڑھے باون تولے چاندی یا ساڑھے سات تولے سونا یا ان کی مالیت۔ مسئلہ یہ ہے کہ ایک شخص جس کے پاس نہ سونا ہے، نہ چاندی، بلکہ پانچ ہزار روپے نقد ہیں، اسے کس نصاب پر عمل کرنا چاہئے، سونے پر یا چاندی پر؟ اور مالیت کا حساب لگائے تو کس چیز کے مطابق؟ اگر چاندی کی شرط پر عمل کرتا ہے تو وہ صاحبِ نصاب ٹھہرے گا، لیکن اگر سونے کی شرط پر عمل کرتا ہے تو ہرگز صاحبِ زکوٰۃ نہیں ٹھہرتا، لہٰذا وہ زکوٰۃ کی ادائیگی کا ذمہ دار قرار نہیں دیا جاسکتا۔ وضاحت فرمائیں کہ ایسے شخص کو کون سی راہ اختیار کرنی چاہئے؟

آج کل نصاب کے دو معیار کیوں چل رہے ہیں؟ جبکہ حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں تو ایک ہی معیار تھا، یعنی دو سو درہم (چاندی) کی مالیت بیس دینار (سونے) کی مالیت کے برابر تھے، آج ان کی مالیتوں میں زمین و آسمان کا فرق ہے، لہٰذا کس شرط پر عمل کرنا لازمی ہے؟ نصاب کی واحد شرط کیا ہے؟

جواب:...آپ کے سوال کے سلسلے میں چند باتیں سمجھ لینا ضروری ہے:

اوّل:...کس مال میں کتنی مقدار واجب الادا ہے؟ کس مال میں کتنے نصاب پر زکوٰۃ واجب ہوتی ہے؟ یہ بات محض عقل و قیاس سے معلوم نہیں ہوسکتی، بلکہ اس کے لئے ہمیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشادات کی طرف رُجوع کرنا ناگزیر ہے۔ پس آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جس مال کا جو نصاب مقرّر فرمایا ہے اس کو قائم رکھنا ضروری ہے، اور اس میں ردّ و بدل کی گنجائش نہیں، ٹھیک اسی طرح، جس طرح کہ نماز کی رکعات میں ردّ و بدل کی گنجائش نہیں۔[2]

دوم:...آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے چاندی کا نصاب دو سو درہم (یعنی ساڑھے باون تولے یعنی تقریباً ۶۱۲ء۳۵ گرام) اور سونے کا نصاب بیس مثقال (ساڑھے سات تولے یعنی تقریباً ۸۷ء۵ گرام) مقرّر فرمایا ہے۔[3] اب خواہ سونے چاندی کی قیمتوں

---

(۱) (وقوله تعالٰى) ومما أخرجنا لكم من الأرض: عموم فى ايجابه الحق فى قليل ما تخرجه الأرض وكثيره فى سائر أصناف الخارجة منها ويحتج به لأبى حنيفة رضى الله عنه فى ايجابه العشر .... مما تقصد الأرض بزراعتها۔ (أحكام القرآن للجصاص، باب المكاسبة ج:۱ ص:۴۵۸، طبع سهيل اكيڈمى لاهور، وأيضًا فى اللباب فى شرح الكتاب ج:۱ ص:۱۴۶، كتاب الزكاة، باب زكاة الزروع والثمار)۔

(۲) فى شرح المنار أن مقادير الزكوات ثبتت بالتواتر كنقل القرآن وأعداد الركعات ...إلخ۔ (البحر الرائق، باب زكوة المال ج:۲ ص:۲۴۳، طبع دار المعرفة بيروت)۔

(۳) (قوله يجب فى مائتى درهم، وعشرون مثقالًا ربع العشر وهو خمسة دراهم فى المائتين ونصف مثقال فى العشرين .... لحديث مسلم: ليس فيما دون خمس أوراق من الورق صدقة والأوقية أربعون درهمًا كما رواه الدارقطنى ولحديث علىّ وغيره فى الذهب ...إلخ۔ (البحر الرائق، باب زكوة المال ج:۲ ص:۲۴۲، طبع دار المعرفة بيروت)۔

کے درمیان وہ تناسب جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں تھا قائم رہے یا نہ رہے، سونے چاندی کے ان نصابوں میں تبدیلی کرنے کا ہمیں کوئی حق نہیں، جس طرح فجر کی نماز میں دو کے بجائے چار رکعتیں اور مغرب کی نماز میں تین کے بجائے دو یا چار رکعتیں پڑھنے کا کوئی اختیار نہیں۔

سوم:...جس کے پاس نقد روپیہ پیسہ ہو یا مالِ تجارت ہو تو یہ ظاہر ہے کہ اس کے لئے سونے چاندی میں سے کسی ایک کے نصاب کو معیار بنانا ہوگا، رہا یہ کہ چاندی کے نصاب کو معیار بنایا جائے یا سونے کے نصاب کو؟ اس کے لئے فقہائے اُمت نے، جو درحقیقت حکمائے اُمت ہیں، یہ فیصلہ دیا ہے کہ ان دونوں میں سے جس کے ساتھ بھی نصاب پورا ہوجائے اسی کو معیار بنایا جائے گا، مثلاً: چاندی کی قیمت سے نصاب پورا ہوجاتا ہے، مگر سونے سے نصاب پورا نہیں ہوتا (اور یہی آپ کے سوال کا بنیادی نکتہ ہے)، تو چاندی کی قیمت سے حساب لگایا جائے گا، اور اس کی دو وجہیں ہیں، ایک یہ کہ زکوٰۃ فقراء کے نفع کے لئے ہے، اور اس میں فقراء کا نفع زیادہ ہے، دوم یہ کہ اس میں احتیاط بھی زیادہ ہے کہ جب ایک نقدی (یعنی چاندی) کے ساتھ نصاب پورا ہوجاتا ہے اور دُوسری نقدی (یعنی سونے) کے ساتھ پورا نہیں ہوتا تو احتیاط کا تقاضا یہ ہوگا کہ جس نقدی کے ساتھ نصاب پورا ہوجاتا ہے اسی کا اعتبار کیا جائے۔[1]

زکوٰۃ کے نصاب کی حد

سوال:...آج کل بہت سی خواتین کی ملکیت میں دو تولے یا تین یا چار تولے یا پانچ یا چھ تولے سونا ہوتا ہے، ساڑھے سات تولے سے کم اور ساتھ ہی ان کی ملکیت میں کچھ چاندی یا کچھ مالِ تجارت یا کچھ نقد رقم ضرور ہوتی ہے، چاندی یا مالِ تجارت زیادہ نہیں ہوتا، لیکن نقد رقم تو یقیناً ہوتی ہی ہے، کوئی عورت ایسی ملنا مشکل ہے، جس کی ملکیت میں دو یا تین سو روپے یا اس سے کم پیسے موجود نہ ہوں، یقیناً موجود ہوتے ہیں، اور ایسی اکثر خواتین یہ سمجھتی ہیں کہ ہماری ملکیت میں سونا ساڑھے سات تولے سے کم ہے، اس لئے ہم پر زکوٰۃ فرض نہیں ہے، اور وہ اپنے ایک یا دو یا تین یا چار یا پانچ یا چھ تولے سونے کی زکوٰۃ نہیں نکالتیں، حالانکہ مجھے ایک معتبر عالمِ دِین سے معلوم ہوا ہے اور ''معارف القرآن'' میں سورۂ توبہ کی تفسیر میں بھی اس کا ذِکر پڑھ چکی ہوں؟

جواب:...جس شخص کی ملکیت سونا ساڑھے سات تولے سے کم ہو اور اس کے ساتھ کچھ چاندی یا نقد روپے پیسے یا مالِ تجارت بھی ہو اور سونے کے ساتھ مل کر ان کی مجموعی قیمت ساڑھے باون تولے چاندی کے برابر ہو، اس پر زکوٰۃ فرض ہے، ایسی خواتین

---

(۱) وفي عروض تجارة قيمة نصاب .... من ذهب أو ورق أى فضة مضروبة .... مقوما بأحدهما إن استويا فلو أحدهما أروج تعين التقويم به ولو بلغ بأحدهما نصابًا دون الآخر تعين ما يبلغ به ولو بلغ بأحدهما نصابًا وخمسًا وبالآخر أقل قومها بالأنفع للفقير. (درمختار ج:۲ ص:۲۹۹، كتاب الزكاة). وفي اللباب في شرح الكتاب ج:۱ ص:۱۴۵ الزكٰوة واجبة في عروض التجارة كائنة ما كانت .... إذا بلغت قيمتها نصابًا من الورق أو الذهب يقومها صاحبها بما هو أنفع للفقراء والمساكين منهما أى النصابين، إحتياطًا لحق الفقراء، حتّى لو وجبت الزكٰوة ان قومت بأحدهما دون الآخر قومت بما تجب فيه دون الآخر. (اللباب، باب زكٰوة العروض ج:۱ ص:۱۴۵، طبع قديمى).

کو زکوٰۃ ادا کرنی چاہئے۔ (۱)

زکوٰۃ کب واجب ہوئی؟

سوال:...میرے پاس سال بھر سے کچھ رقم تھی، جسے میں خرچ بھی کرتی رہی، شوال کے مہینے سے رجب تک میرے پاس دس ہزار روپے بچے، اور رجب میں ہی ۳۵ ہزار روپے کی آمدنی ہوئی، اب یہ بتائیں کہ رمضان میں صرف دس ہزار کی زکوٰۃ نکالنی ہوگی یا ۳۵ ہزار بھی اس میں شامل کئے جائیں گے جبکہ ۳۵ ہزار پر رمضان تک صرف تین ماہ کا عرصہ گزرا ہوگا؟

جواب:...جو آدمی ایک بار نصاب کا مالک ہوجائے تو جب اس نصاب پر ایک سال گزرے گا تو سال کے دوران حاصل ہونے والے کل سرمائے پر زکوٰۃ واجب ہوگی، ہر رقم پر الگ الگ سال گزرنا شرط نہیں، اس لئے رمضان المبارک میں آپ پر کل رقم کی زکوٰۃ واجب ہوگی جو اس وقت آپ کے پاس ہو۔ (۲)

سوال:...اگر کسی کے پاس ۶۸ ہزار روپیہ اور ۶ تولہ سونا ہے تو اس سونے پر بھی زکوٰۃ دی جائے گی یا صرف روپے کی ہی زکوٰۃ نکالنی ہوگی؟

جواب:...اس صورت میں زکوٰۃ سونے پر بھی واجب ہے، سال پورا ہونے کے دن سونے کی جو قیمت ہو، اس کے حساب سے ۶ تولے سونے کی مالیت کو بھی رقم میں شامل کرکے زکوٰۃ ادا کی جائے۔ (۳)

نقد اور مالِ تجارت کے لئے چاندی کا نصاب معیار ہے

سوال:...نصاب ساڑھے سات تولہ سونا، ساڑھے باون تولہ چاندی کا ہے، اس سلسلے میں جاننا چاہوں گا کہ نقدی اور مال کا حساب کس کے معیار پر کیا جائے چاندی یا سونا؟

جواب:...چاندی کے نصاب کا اعتبار کیا جائے۔ (۴)

---

(۱) ولو ضم أحد النصابين إلى الآخر حتّى يؤدى كله من الذهب أو من الفضة لَا بأس به لٰكن يجب أن يكون التقويم بما هو أنفع للفقراء قدرًا ورواجًا۔ (عالمگیری ج:۱ ص:۱۷۹، كتاب الزكاة، الباب الثالث في زكاة الذهب والفضة والعروض، طبع رشيديه)، الزكٰوة واجبة في عروض التجارة كائنة ما كانت .... إذا بلغت قيمتها نصابًا من الورق أو الذهب يقومها صاحبها بما هو أنفع للفقراء والمساكين منهما اى النصابين احتياطًا لحق الفقراء، حتّى لو وجبت الزكٰوة ان قومت بأحدهما دون الآخر قومت بما تجب فيه دون الآخر۔ (اللباب في شرح الكتاب ج:۱ ص:۱۴۵، باب زكاة العروض، طبع قديمى)۔

(۲) ومن كان له نصاب فاستفاد في أثناء الحول مالًا من جنسه ضمه إلى ماله وزكاه سواء كان المستفاد من نمائه أولا وبأىّ وجه استفاد ضمه سواء كان بميراث أو هبة ...إلخ۔ (فتاوىٰ عالمگیری ج:۱ ص:۱۷۵، كتاب الزكاة، الباب الأوّل)۔

(۳) ایضاً حاشیہ نمبر۱ ملاحظہ ہو۔

(۴) حاشیہ نمبر۱ ملاحظہ ہو۔ وأيضًا: وتضم قيمة العروض إلى الثمنين والذهب إلى الفضة قيمة كذا في الكنز۔ (عالمگیری ج:۱ ص:۱۷۹، كتاب الزكاة، الباب الثالث في زكاة الذهب والفضة)۔

نوٹ:... ساڑھے سات تولہ سونا مساوی ہے ۸۷ء۴۷۹ گرام کے، اور ساڑھے باون تولے چاندی ۶۱۲ء۳۵ گرام کے برابر ہے۔

سوال:... آج کل کم سے کم کتنی رقم کی ملکیت پر زکوٰۃ فرض ہوگی؟

جواب:... ساڑھے باون تولے چاندی کی بازار میں جتنی قیمت ہو اتنی مالیت پر، چونکہ چاندی کا بھاؤ بدلتا رہتا ہے، اس لئے اس کی مالیت کا لکھنا بے سود ہے، جس دن زکوٰۃ واجب ہو، اس دن کی قیمت کا اعتبار ہے۔ [۱]

نصاب سے کم اگر فقط سونا ہو تو زکوٰۃ واجب نہیں

سوال:... اگر کسی عورت کے پاس ساڑھے سات تولہ سونا اور ساڑھے باون تولہ چاندی ہو تو اس پر زکوٰۃ واجب ہے، اس سے کم پر زکوٰۃ واجب نہیں ہے، اگر کسی عورت کے پاس ۵، ۶ تولہ سونا ہو چاندی اور نقدی وغیرہ کچھ نہ ہو اور وہ زکوٰۃ نہیں دیتی، یہ صحیح ہے یا نہیں؟

جواب:... اگر صرف سونا ہو، اس کے ساتھ چاندی یا نقد روپیہ اور دیگر کوئی چیز قابلِ زکوٰۃ نہ ہو تو ساڑھے سات تولے (۸۷ء۵ گرام) سے کم سونے پر زکوٰۃ نہیں۔ [۲]

ساڑھے سات تولے سونے سے کم پر نقدی ملا کر زکوٰۃ واجب ہے

سوال:... میری چار لڑکیاں بالغ ہیں، ہر ایک کے پاس ۴ تولہ سونا زائد یا کم ہے، میں نے ہمیشہ کے لئے دے دیا تھا، اور ہر ایک کے پاس روپیہ چار سو ریال، چھ سو، ایک ہزار ریال جمع رہتا ہے، کیا ان سب پر زکوٰۃ، قربانی، فطرہ علیحدہ ادا کرنا واجب ہے یا نہیں؟

جواب:... آپ نے جو صورت لکھی ہے، اس میں آپ کی سب لڑکیوں پر الگ الگ زکوٰۃ، قربانی، صدقۂ فطر لازم ہے، کیونکہ سونا اگرچہ نصاب سے کم ہے، مگر نقدی کے ساتھ سونے کی قیمت ملائی جائے تو ساڑھے باون تولے (۶۱۲ء۳۵ گرام) چاندی کی قیمت بن جاتی ہے۔ [۳]

زیور اور رقم ملا کر اگر ۹ ہزار روپے ہو جائیں تو زکوٰۃ اور قربانی واجب ہے

سوال:... ہم لوگ غریب ہیں، جہیز اور مہر اس شخص نے واپس نہیں کیا، البتہ ایک ڈیڑھ تولے کا سیٹ میرے پاس ہے، اور

---

(۱) تعتبر القيمة يوم الوجوب إجماعًا ...إلخ۔ (عالمگیری ج:۱ ص:۱۸۰، كتاب الزكاة، الباب الثالث في زكاة العروض)۔

(۲) باب زكٰوة الذهب: ليس فيما دون عشرين مثقالًا من الذهب صدقة لِانعدام النصاب فإذا كانت عشرين مثقالًا شرعيًا .... وحال عليها الحول ففيها ربع العشر۔ (اللباب للميداني ج:۱ ص:۱۴۴، باب زكاة الذهب)۔

(۳) وتضم قيمة العروض إلى الثمنين والذهب إلى الفضة قيمة .... وفي المحيط لو كان له مائة درهم وعشرة دنانير قيمتها أقل من مائة تجب الزكاة عندهما .... فإن حاصله إعتبار القيمة من جهة كل من النقدين لَا من جهة أحدهما عينا فإنه إن لم يتم النصاب باعتبار قيمة الذهب بالفضة يتم باعتبار قيمة الفضة بالذهب ...إلخ۔ (البحر الرائق ج:۲ ص:۲۴۷، باب زكاة المال)، نیز گزشتہ صفحے کا حاشیہ نمبر۱ ملاحظہ ہو۔

کچھ ملاکر تقریباً ۹ ہزار کا سونا میرے پاس موجود ہے۔ میرا بیٹا ہے اس کے اخراجات میرے والدین برداشت کرتے ہیں، صرف اسکول فیس اس کے باپ کے ذمے ہے، میں اسکول میں جاب کرتی ہوں، ۵۰۰ روپے میری تنخواہ ہے، جو کہ سب ختم ہوجاتی ہے۔ مجھے آپ سے پوچھنا یہ ہے کہ مجھ پر زکوٰۃ فرض ہے یا نہیں؟ کیونکہ کچھ عرصے پہلے میں نے آپ کے کالم میں پڑھا تھا کہ (اگر آدمی کے پاس اتنی رقم ہو جو ساڑھے باوَن تولے چاندی کی مالیت کے برابر ہو تو اس پر زکوٰۃ فرض ہے، اور تین ہزار روپے کی رقم اس مالیت کے برابر ہے)۔ میرے پاس چونکہ ۹ ہزار کا سونا ہے، اس لئے اس سال میں نے تین تین ہزار کا حساب کرکے زکوٰۃ نکالی تھی، اب اس لئے بھی ڈر لگتا ہے کہ اگر مجھ پر زکوٰۃ فرض نہ ہو تو اللہ تعالیٰ کہیں گے کہ میں نے جب چھوٹ دی ہے تو اس کا فائدہ کیوں نہیں اُٹھا رہے؟ اگر زکوٰۃ فرض ہے تو کیا قربانی بھی فرض ہے؟ کیونکہ قربانی کا بھی یہی حکم ہے، لیکن شاید میرے حالات اس بات کی اجازت نہیں دیتے ہیں، سونے کے علاوہ اور کوئی رقم میرے پاس نہیں ہے۔

جواب:... یہ نو ہزار روپے کا زیور اگر آپ کی ملکیت ہے تو آپ پر زکوٰۃ (پورے نو ہزار کی) فرض ہے، اور قربانی بھی۔ [1]

اگر کسی کے پاس تھوڑا سونا اور تھوڑی سی چاندی ہو تو کیا یہ صاحبِ نصاب ہے؟

سوال:... اگر کسی کے پاس نہ تو پوری مقدار چاندی کی ہے نہ سونے کی، بلکہ تھوڑی سی چاندی ہے اور چار پانچ تولے سونا ہے، تو کیا ایسا شخص صاحبِ نصاب ہے؟

جواب:... دونوں کو ملاکر اگر چاندی کا نصاب بن جائے تو زکوٰۃ واجب ہے۔ [2]

سونا بیچ کر کاروبار کرلیا تو اس پر بھی زکوٰۃ ہوگی

سوال:... اگر میں سونا بیچ کر اپنے کاروبار میں لگاؤں جس سے مجھے بہت فائدہ ہو، کیا ایسا کرنے سے مجھے زکوٰۃ دینی ہوگی؟ کاروبار میں پیسا چلتا رہتا ہے، ایک جگہ نہیں ہوتا، کبھی اِدھر، کبھی اُدھر، کیا ایسا کرسکتا ہوں؟

جواب:... مالِ تجارت پر زکوٰۃ ہے، اللہ تعالیٰ آپ کو نفع عطا فرمائیں تو زکوٰۃ سے کیوں گھبرائیں...؟ [3]

---

(۱) ولو ضم أحد النصابين إلى الآخر حتّى يؤدى كله من الذهب أو من الفضة لَا بأس به لٰكن يجب أن يكون التقويم بما هو أنفع للفقراء۔ (عالمگيرى ج:۱ ص:۱۷۹، كتاب الزكاة، الباب الثالث)۔ ان أحد النقدين يضم إلى الآخر وان العروض للتجارة تضم إلى النقدين للجنسية باعتبار قيمتها۔ (البحر الرائق ج:۲ ص:۲۲۲، كتاب الزكاة، باب زكاة المال)۔

(۲) وتضم قيمة العروض إلى الثمنين والذهب إلى الفضة قيمة۔ (عالمگيرى ج:۱ ص:۱۷۹، كتاب الزكاة، الباب الثالث)۔ ولو ضم أحد النصابين إلى الآخر حتّى يؤدى كله من الذهب أو من الفضة لَا بأس به لٰكن يجب أن يكون التقويم بما هو أنفع للفقراء۔ (عالمگيرى ج:۱ ص:۱۷۹، البحر الرائق ج:۲ ص:۲۲۲، كتاب الزكاة)، ويضم الذهب إلى الفضة للمجانسة من حيث الثمنية۔ (هداية ج:۱ ص:۱۹۲، كتاب الزكاة، باب زكاة المال)۔

(۳) الزكٰوة واجبة فى عروض التجارة كائنة ما كانت إذا بلغت قيمتها نصابًا من الورق والذهب۔ (فتاویٰ عالمگیری ج:۱ ص:۱۷۹، كتاب الزكاة، الباب الثالث فى زكاة الذهب والفضة والعروض)۔

کس رقم پر زکوٰۃ ہے؟

سوال:... فرض کریں میں نے ایک لاکھ روپے سے کاروبار شروع کیا تھا، اور سال کے اِختتام پر میرا کاروبار بڑھ کر پانچ لاکھ روپے تک ہوگیا، تو کیا کاروبار جس رقم سے شروع کیا تھا اس پر زکوٰۃ فرض ہوگی یا جو آخر میں موجود ہیں؟

جواب:... سال کے بعد جب زکوٰۃ ادا کرنے کا موقع آئے تو جتنی رقم یا مالیت آپ کے پاس موجود ہے اس پر زکوٰۃ ادا کریں۔[۱]

سونا ساڑھے سات تولے سے کم ہو اور کچھ رقم بھی ہو تو زکوٰۃ واجب ہے

سوال:... اس سے پہلے بھی پوچھا تھا کہ آج کل بہت سی خواتین کی ملکیت میں دو تولے یا تین تولے یا چار تولے یا پانچ تولے یا چھ تولے سونا ہوتا ہے، ساڑھے سات تولے سے کم کم اور ساتھ ہی ان کی ملکیت میں کچھ مالِ تجارت یا کچھ نقد رقم ضرور ہوتی ہی ہے، کوئی عورت ایسی ملنا مشکل ہے جس کی ملکیت میں دو یا تین روپے یا ہزار سے بھی کم پیسے موجود نہ ہو، یقیناً موجود ہوتے ہیں، اور اکثر ایسی خواتین یہ سمجھتی ہیں کہ چونکہ ہماری ملکیت میں سونا ساڑھے سات تولے سے کم ہے، اس لئے ہم پر زکوٰۃ فرض نہیں ہے، اور وہ اپنے ایک یا دو یا تین یا چار یا پانچ یا چھ تولے سونے کی زکوٰۃ نہیں نکالتیں۔ حالانکہ مجھے ایک معتبر عالمِ دِین سے معلوم ہوا ہے کہ مذکورہ صورت میں بلاشبہ زکوٰۃ فرض ہے۔ برائے مہربانی آپ اس مسئلے پر تفصیل سے روشنی ڈالیں، تاکہ آپ کے جواب کے ذریعے بے شمار خواتین وحضرات زکوٰۃ نہ ادا کرنے کے گناہ سے بچ سکیں، کیونکہ وہاں کا عذاب بہت سنگین ہے، اللہ تعالیٰ آپ کو اس کی جزا دے، آمین۔

جواب:... آپ کو کسی نے مسئلہ صحیح بتایا ہے، جس شخص کے پاس ساڑھے سات تولے سے کم سونا ہو، لیکن اس کے ساتھ کچھ نقد روپیہ یا چاندی یا مالِ تجارت ہو، خواہ وہ کتنی ہی کم مقدار میں ہو، لیکن اس کو سونے کی قیمت کے ساتھ ملانے سے ساڑھے باون تولے چاندی کی مالیت بن جاتی ہو، تو اس پر زکوٰۃ فرض ہے، جس شخص نے ادا نہ کی ہو، وہ گزشتہ سالوں کا حساب کرکے ان کی بھی زکوٰۃ ادا کرے۔[۲]

سونے کی زکوٰۃ سے بچنے کے لئے بیچ کر ٹی وی، پلنگ وغیرہ خریدنا

سوال:... میرے پاس ۹ تولے سونا ہے، جس پر زکوٰۃ بھی ہوتی ہے، وہ میں دیتا ہوں۔ میں چاہتا ہوں سونا بیچ کر گھر کی ڈیکوریشن کروں، مثلاً: ٹی وی، پلنگ وغیرہ وغیرہ ان چیزوں پر زکوٰۃ نہیں ہوتی، کیا ایسا کرنا جائز ہے؟

جواب:... ٹی وی کا خریدنا ناجائز ہے،[۳] باقی چیزوں کا خریدنا صحیح ہے، اور ان پر زکوٰۃ بھی نہیں ہوگی۔[۴] لیکن بغیر ضرورت کے سونے کے بدلے یہ چیزیں لینا گھاٹے کا سودا ہے۔

---

(۱) ومن كان له نصاب فاستفاد في أثناء الحول مالًا من جنسه ضمه إلى ماله وزكاه۔ (عالمگیری ج:۱ ص:۱۷۵)۔

(۲) گزشتہ صفحے کا حاشیہ نمبر ۲ ملاحظہ فرمائیں۔

(۳) وقدمنا ثمة معزيًا للنهر أن ما قامت المعصية بعينه يكره بيعه تحريمًا۔ (الدر المختار مع الرد ج:۶ ص:۳۹۱)۔

(۴) فليس في دور السكنى وثياب البدن وأثاث المنازل .....زكوٰة۔ (عالمگیری ج:۱ ص:۱۷۲، کتاب الزکاۃ)۔

پورے مالِ تجارت پر زکوٰۃ ہے خواہ کم بکتا ہو یا زیادہ

سوال:... میں آگ بجھانے کے آلات خریدنے اور بیچنے کا کاروبار کرتا ہوں، ہمارا مالی سال رمضان سے شروع اور شعبان پر ختم ہوتا ہے۔ سال کے ختم پر مال کا حساب لگایا تو کل سامان کی مالیت دو کروڑ نکلی۔ بہت سا مال میرے پاس ایسا ہے جو میں بیچتا رہا، اور وہی مال خریدتا رہا، بہت سا مال ایسا ہے جو کہ پورا سال فروخت نہیں ہوا۔ معلوم یہ کرنا ہے کہ ہم زکوٰۃ کس مال کی نکالیں؟

۱:... وہ جس کی پورے سال خرید و فروخت ہوتی رہی۔

۲:... وہ جو پورا سال پڑا رہا اور فروخت نہیں ہوا۔

۳:... اس پورے سال کے مال کی، جس کا حساب لگانے کے بعد دو کروڑ مالیت ہوئی۔

۴:... زکوٰۃ مال کی قیمتِ خرید پر ادا کرنا ہوگی یا قیمتِ فروخت پر؟

جواب:... زکوٰۃ تو پورے مالِ تجارت پر فرض ہے، خواہ وہ بکتا ہو یا نہ بکتا ہو، کم بکتا ہو یا زیادہ بکتا ہو، اور زکوٰۃ کے حساب کرنے میں نہ قیمتِ خرید کا اِعتبار ہے، نہ قیمتِ فروخت کا، بلکہ جس دن زکوٰۃ ادا کرنی ہو، اس دن بازار کی قیمت کا اِعتبار ہے، یعنی اس مال کی آج کے دن بازار میں کیا قیمت ہے؟ اس کے مطابق زکوٰۃ ادا کی جائے گی، واللہ اعلم![1]

ایک ہزار روپے ماہانہ جیب خرچ والے پر زکوٰۃ

سوال:... میرے والد صاحب مجھے ماہوار ۱۰۰۰ روپے مکان کے کھاتے میں سے دیتے ہیں، جب میں نے دُکان جانا شروع کیا تو انہوں نے یہ رقم مقرّر کردی، جیب خرچ کہہ لیں یا کام کی اُجرت، کیا مجھ پر زکوٰۃ واجب ہے؟

جواب:... اگر آپ صاحبِ نصاب ہیں تو زکوٰۃ واجب ہے، ورنہ نہیں۔[2]

کیا نصاب سے زائد میں، نصاب کے پانچویں حصے تک چھوٹ ہے؟

سوال:... میرے پاس صرف سونے کے تین زیورات ہیں، ایک کا وزن ۷۸ تولہ، دُوسرے کا ۲ تولہ، تیسرے کا ایک تولہ ۵ ماشہ۔ کل ۸۱ تولہ ۵ ماشہ کے زیورات ہیں، میں چاہتا ہوں کہ صرف چالیسواں کی شرح سے دو تولہ کی زکوٰۃ نکال دوں، اور وہ اس طرح کہ دو تولہ کا ایک زیور ہی اپنی غریب پھوپھی کو دے دوں، کیا ایسا ہوسکتا ہے؟ کچھ لوگ کہتے ہیں کہ ۱۷ ماشہ پر زکوٰۃ معاف ہے، کیونکہ نصاب کے پانچواں حصہ سے کم ہے، مگر ایک صاحب فرماتے ہیں کہ دورِ حاضر میں ڈھائی فیصد کی شرح زکوٰۃ کی ہوگئی ہے، چالیسواں کی اصطلاح منسوخ ہوگئی، اب مجھ کو ڈھائی فیصد کے حساب سے کل نو سو ستتر ماشے کا ڈھائی فیصد یعنی ۲۴ء۴۲۵ ماشہ دینا ہوگا

---

(۱) الزكٰوة واجبة في عروض التجارة كائنة ما كانت إذا بلغت قيمتها نصابًا من الورق والذهب۔ (عالمگیری ج:۱ ص:۱۷۹، كتاب الزكاة، الباب الثالث في زكاة الذهب والفضة والعروض)، لأنّ الواجب الأصلي عندهما هو ربع عشر العين وانّما له ولَاية النقل إلى القيمة يوم الأداء فتعتبر قيمتها يوم الأداء۔ (بدائع ج:۲ ص:۲۲، كتاب الزكاة)۔

(۲) وأما شروط وجوبها ...إلخ (منها كون المال نصابًا) فلا تجب في أقل منه۔ (عالمگیری ج:۱ ص:۱۷۲)۔

نہ کہ صرف ۲۴ ماشہ یعنی ۲ تولہ؟ خلش دُور کریں۔

جواب:... ڈھائی فیصد اور چالیسواں حصہ تو ایک ہی چیز ہے، اصطلاحیں بدلتی تو رہتی ہیں، منسوخ نہیں ہوا کرتیں، دراصل اس مسئلے میں حضرت اِمام ابوحنیفہؒ اور صاحبین (اِمام ابویوسفؒ اور اِمام محمدؒ) کا اختلاف ہے کہ نصاب سے رقم کچھ زیادہ ہو تو زائد پر زکوٰۃ ہے یا نہیں؟ حضرت اِمامؒ کے نزدیک نصاب سے زائد جب پانچواں حصہ ہوجائے تو اس پر زکوٰۃ ہے، نصاب اور پانچویں حصے کے درمیان کی مالیت پر ''چھوٹ'' ہے، اسی طرح پانچویں حصے سے پانچویں حصے تک ''چھوٹ'' ہے، جب مزید پانچواں حصہ ہوجائے گا تب اس پر زکوٰۃ آئے گی۔

صاحبینؒ فرماتے ہیں کہ نصاب سے زائد جتنی بھی مالیت ہو، خواہ کم یا زیادہ اس پر زکوٰۃ ہے۔ پس حضرت اِمامؒ کے قول کے مطابق آپ کے ذمہ صرف اَسّی تولہ پر زکوٰۃ ہے اور زائد مقدار جو سترہ ماشے کی ہے، وہ چونکہ نصاب کے پانچویں حصے سے کم ہے، اس پر زکوٰۃ نہیں، جبکہ صاحبینؒ کے نزدیک اس زائد سترہ ماشے پر بھی اس کے حساب سے زکوٰۃ ہے۔ [1]

عوام کے لئے زیادہ باریکی میں جانا مشکل ہے، ان کے لئے سیدھی سی بات یہ ہے کہ کل مالیت کا چالیسواں حصہ (یا اڑھائی فیصد) ادا کردیا کریں، لہٰذا آپ دو تولے اپنی پھوپھی صاحبہ کو دے دیں، یہ اَسّی تولے کی زکوٰۃ ہوگئی، اور ایک تولہ ۱۵ ماشے جو زائد ہیں، ان کی قیمت لگاکر اس کا چالیسواں حصہ ادا کردیں۔

سوال:... میں بزرگوں سے سنتا چلا آرہا ہوں اور کتابوں میں پڑھتا ہوں کہ زکوٰۃ چاندی سونا پر ہے، اگر کسی کے پاس روپے ہوں یا نوٹ ہوں، تو ان کو بھی چاندی سونا میں حساب کرلو، اب پھر دیکھو ساڑھے باون تولہ چاندی یا ساڑھے سات تولہ سونا کے برابر ہوئے کہ نہیں؟ اگر ہوگئے تو صاحبِ نصاب ہوگئے اور اب اس کا چالیسواں حصہ زکوٰۃ نکال دو، یعنی چالیس سے تقسیم کردو اور اگر باقی کچھ بچ جائے تو اگر وہ نصاب کے پانچویں حصے سے کم ہے تو اس کو چھوڑ دو، اس پر زکوٰۃ معاف ہے۔ میرے پاس مثلاً: ۱۲۰ تولہ چاندی کے زیورات ہیں، اور ۴۵۰ روپے بینک میں ہیں، جن پر ایک سال مکمل گزر گیا، اب ۴۵۰ روپے کا میں نے نو تولہ چاندی بشرح ۵۰ روپے فی تولہ بنالیا، گویا میرے پاس کل ایک سو انتیس تولے چاندی یا کل چھ ہزار چار سو پچاس روپے نقدی ہیں، اگر میں صرف ان کو چاندی سمجھ کر چالیسواں حصہ نکالتا ہوں تو صرف تین تولہ چاندی یعنی ایک سو پچاس روپے زکوٰۃ واجب ہے، ۹ تولہ بڑھتری پر جو نصاب کے پانچویں حصے سے کم ہے زکوٰۃ واجب نہیں، اگر میں دُوسرے طریقے سے یعنی ۶۴۵۰ روپے پر اڑھائی فیصد کے حساب سے نکالتا ہوں تو اس پر ۱۶۱ روپے ۲۵ پیسے زکوٰۃ آئے گی، بتایئے کون سی رقم ۱۵۰ روپے یا ۱۶۱ روپے ۲۵ پیسے صحیح ہیں؟ شکوک رفع فرمائیں۔

---

(۱) قوله ثم في كل خمس بحسابه .... أفاد المصنف أنه لَا شيء فيما نقص عن الخمس فالعفو من الفضة بعد النصاب تسعة وثلاثون فإذا ملك نصابًا وتسعة وسبعين درهما فعليه ستة والباقي عفو وهٰكذا ما بين الخمس إلى الخمس عفو في الذهب وهٰذا عند أبي حنيفة وقالَا يجب فيما زاد بحسابه من غير عفو ...إلخ۔ (البحر الرائق، باب زكٰوة المال ج:۲ ص:۲۴۳، طبع دار المعرفة بيروت)۔

جواب:... جو سونا چاندی نصاب سے زائد ہو مگر نصاب کے پانچویں حصے سے کم ہو اس میں زکوٰۃ واجب ہونے یا نہ ہونے میں اختلاف ہے، احتیاط کی بات یہی ہے کہ اس کو بھی واجب سمجھ کر ادا کیا جائے، اس لئے آپ کی ذکر کردہ مثال میں ۱۶۱ روپے ۲۵ پیسے ہی ادا کرنا چاہئے۔[۱]

نصاب سے زیادہ سونے کی زکوٰۃ

سوال:... اگر کسی شخص کے پاس نصاب سے زیادہ سونا ہے، تو اس صورت میں کیا زکوٰۃ پوری مقدار پر فرض ہے یا نصاب سے زائد مقدار پر؟

جواب:... پوری مقدار پر۔[۲] بعض لوگ زکوٰۃ کو انکم ٹیکس پر قیاس کرکے یہ سمجھتے ہیں کہ نصاب سے کم مقدار پر چونکہ زکوٰۃ نہیں، اس لئے جب نصاب سے زیادہ ہو جائے تو صرف زائد پر زکوٰۃ ہے اور نصاب کی مقدار ''چھوٹ'' میں داخل ہے، مگر یہ خیال صحیح نہیں، بلکہ جتنا بھی سونا، چاندی یا روپیہ پیسہ ہو اس سب کی زکوٰۃ لازم ہے، جبکہ نصاب کو پہنچ جائے۔

نوٹ پر زکوٰۃ

سوال:... فی زمانہ تمام ممالک میں سکہ کے بجائے کاغذی نوٹ رائج ہیں، جن کی حیثیت وعدے یا اقرار نامے کی ہے، کیا یہ کاغذی نوٹ سکہ میں شمار ہو سکتا ہے؟ اگر سکے میں شمار نہیں ہو سکتا تو اس پر زکوٰۃ بھی واجب نہیں، کیونکہ اللہ تعالیٰ نے سکہ رائج الوقت پر زکوٰۃ لازم کی ہے۔

جواب:... نوٹ یا تو خود سکہ ہے یا مالیت کی رسید ہے، اس لئے زکوٰۃ تو نوٹوں پر ہر حال میں لازم ہے، البتہ نوٹ سے زکوٰۃ کے ادا ہونے کا مسئلہ محلِ نظر رہا ہے، بہت سے اکابر کی رائے میں یہ خود سکہ نہیں، بلکہ رسید ہے، اس لئے زکوٰۃ اس سے ادا نہیں ہوتی، اور بعض اہلِ علم کے نزدیک اس کو دورِ جدید میں سکہ کی حیثیت حاصل ہے، اس لئے زکوٰۃ ادا ہو جاتی ہے، پہلے قول پر اِحتیاط زیادہ ہے اور دُوسرے قول میں سہولت زیادہ ہے۔[۳]

زکوٰۃ بچت کی رقم پر ہوتی ہے تنخواہ پر نہیں

سوال:... فوجی سپاہی کو تنخواہ ملتی ہے، اس کے ساتھ مکان کا کرایہ، ٹرانسپورٹ کا کرایہ وغیرہ ملتا ہے، ۱۳۰۰ روپے تک نقد

---

(۱) گزشتہ صفحے کا حاشیہ نمبر۱ ملاحظہ فرمائیں۔

(۲) تجب فی کل مائتی درهم خمسة دراهم وفی کل عشرین مثقال ذهب نصف مثقال .... وکذا فی حق الوجوب یعتبر أن یبلغ وزنها نصابًا ولَا یعتبر فیه القیمة بالإجماع ... إلخ۔ (عالمگیری ج:۱ ص:۱۷۸، ۱۷۹، الباب الثالث)۔

(۳) دورِ حاضر کے اکثر مفتیانِ کرام کا اس بات پر اِتفاق ہو چکا ہے کہ اب یہ نوٹ قرض کی دستاویز (مالیت کی رسید) کی حیثیت نہیں رکھتے، بلکہ اس پر مروّجہ سکوں کے اَحکام جاری ہوں گے، تفصیل کے لئے ملاحظہ ہو: فقہی مقالات ج:۱ ص:۳۰، طبع میمن اسلامک پبلشرز، قاموس الفقه ج:۳ ص:۵۷ تا ۶۲۔

لے لیتے ہیں، کیا اس رقم پر زکوٰۃ ہوتی ہے؟ جبکہ روپے اکٹھے اس کے پاس آتے ہیں، لیکن بڑی مشکل سے گزارہ ہوتا ہے۔

جواب:... زکوٰۃ بچت کی رقم پر ہوتی ہے، جبکہ بچت کی رقم ساڑھے باون تولے یعنی ۶۱۲ء۳۵ گرام چاندی کی مالیت کو پہنچ جائے، جب کچھ بچتا ہی نہیں تو اس پر زکوٰۃ کیا ہوگی...؟

زکوٰۃ ماہانہ تنخواہ پر نہیں، بلکہ بچت پر سال گزر جانے پر ہے

سوال:... اپنی تنخواہ کی کتنی فیصد رقم زکوٰۃ میں دینی چاہئے؟ ہماری کل تنخواہ صرف پانچ سو ہے۔

جواب:... اگر بچت نصاب کے برابر ہوجائے اور اس پر سال بھی گزر جائے تو ½ ۲ فیصد زکوٰۃ واجب ہے، ورنہ نہیں۔[1]

تنخواہ کی رقم جب تک وصول نہ ہو، اس پر زکوٰۃ نہیں

سوال:... میں جس کمپنی میں کام کرتا ہوں، اس کمپنی پر میری کچھ رقم (تنخواہ کی مد میں) واجب ہے، موجودہ ظاہری صورتِ حال کے مطابق اس کے ملنے کی کوئی خاص اُمید نہیں، لیکن اگر اللہ پاک کے فضل وکرم سے یہ رقم مل جاتی ہے تو احقر کا ارادہ ہے کہ اس سے اپنی ذاتی ضرورت کے لئے ایک مکان یا فلیٹ خرید لے (میرے پاس اپنا ذاتی مکان نہیں ہے)، کیا مجھے اس رقم پر زکوٰۃ ادا کرنی چاہئے؟ واضح رہے کہ یہ رقم کمپنی پر ایک سال سے زیادہ کے عرصے سے واجب الادا ہے۔

جواب:... تنخواہ کی رقم جب تک وصول نہ ہو، اس پر زکوٰۃ نہیں۔[2] تنخواہ کی رقم ملنے کے بعد اس پر سال پورا ہوگا تب اس پر زکوٰۃ واجب ہوگی،[3] اور اگر آپ پہلے سے صاحبِ نصاب ہیں تو جب نصاب پر سال پورا ہوگا اس کے ساتھ اس تنخواہ کی وصول شدہ رقم پر بھی زکوٰۃ واجب ہوجائے گی۔[4]

زکوٰۃ کس حساب سے ادا کریں؟

سوال:... یہ فرمائیں کہ زکوٰۃ جمع شدہ رقم پر ادا کی جاتی ہے، مثلاً: کسی ماہ ایک شخص کے پاس ۲ ہزار روپے ہیں، تیسرے یا چوتھے ماہ میں وہ پندرہ سو روپے رہ جاتے ہیں، اور جب سال مکمل ہوتا ہے تو وہ رقم دو ہزار پانچ سو ہوتی ہے، تو اب کس حساب سے زکوٰۃ

---

(۱) گزشتہ صفحے کا حاشیہ نمبر ۲ ملاحظہ فرمائیں۔

(۲) کتاب الزکٰوۃ .... وأما شروط وجوبها .... ومنها الملک التام وهو ما اجتمع فيه الملک واليد وأما إذا وجد الملک دون اليد کالصداق قبل القبض .... لَا تجب فيه الزکٰوة۔ (فتاویٰ عالمگیری ج:۱ ص:۱۷۲)۔

(۳) الزکاة .... هی واجبة والمراد بالوجوب الفرض .... علی الحر المسلم البالغ العاقل إذا ملک نصابًا فارغًا عن دين له مطالب وعن حاجته الأصلية ناميًا ولو تقديرًا ملکًا تامًّا وحال عليه الحول۔ (اللباب فی شرح الکتاب للميدانی، کتاب الزکٰوة ج:۱ ص:۱۳۶)، وفی الهندية: ومنها حولَان الحول علی المال العبرة فی الزکٰوة للحول القمری کذا فی القنية۔ (فتاویٰ هندية ج:۱ ص:۱۷۵، کتاب الزکاة، الباب الأوّل فی تفسيرها وصفتها)۔

(۴) ومن کان له نصاب فاستفاد فی أثناء الحول مالًا من جنسه ضمه إلٰی ماله وزکاه ...إلخ۔ (عالمگیری ج:۱ ص:۱۷۵، وأيضًا فی الجوهرة النيرة، باب زکٰوة الخيل ج:۱ ص:۱۲۳)۔

ادا کرنا ہوگی؟ تفصیل سے مطلع فرمائیں۔

جواب:... پہلے یہ اُصول سمجھ لیجئے کہ جس شخص کے پاس تھوڑی تھوڑی بچت ہوتی رہی، جب تک اس کی جمع شدہ پونجی ساڑھے باون تولہ (۶۱۲ء۳۵ گرام) چاندی کی مالیت کو نہ پہنچے، اس پر زکوٰۃ واجب نہیں، اور جب اس کی جمع شدہ پونجی اتنی مالیت کو پہنچ جائے (اور وہ قرض سے بھی فارغ ہو) تو اس تاریخ کو وہ "صاحبِ نصاب" کہلائے گا، اب سال کے بعد اسی قمری تاریخ کو اس پر زکوٰۃ واجب ہوجائے گی، اس وقت اس کے پاس جتنی جمع شدہ پونجی ہو (بشرطیکہ نصاب کے برابر ہو) اس پر زکوٰۃ واجب ہوگی۔[1] سال کے دوران اگر وہ رقم کم و بیش ہوتی رہی اس کا اعتبار نہیں، بس سال کے اوّل و آخر میں نصاب کا ہونا شرط ہے۔[2]

کاروبار میں لگائی ہوئی رقم پر زکوٰۃ واجب ہے

سوال:... میں خود ایک کمپنی میں نوکری کرتا ہوں، اس کے ساتھ میں نے کچھ پیسہ شراکت میں کاروبار میں لگایا ہوا ہے، جس سے کچھ آمدنی ہوجاتی ہے، جس سے ہمارا خرچ چلتا ہے، اور کچھ بچت (زیادہ سے زیادہ ۱۰، ۱۲ ہزار روپے سالانہ) ہوجاتی ہے، کیا کاروبار میں لگائے ہوئے پیسے پر زکوٰۃ دینا ہوگی جبکہ ہم بچت کی ہوئی رقم پر پورے سال کی زکوٰۃ دیتے ہیں؟

جواب:... کاروبار میں لگے ہوئے روپے پر بھی زکوٰۃ ہے۔[3]

اصل رقم اور منافع پر زکوٰۃ

سوال:... زید نے ۵ ہزار روپے ایک جائز تجارت میں لگائے ہیں، سال گزرنے کے بعد زید کتنی رقم زکوٰۃ میں دے گا؟ اصل رقم پر زکوٰۃ ادا کی جائے گی، اس کل منافع پر جو سال بھر کمایا؟

جواب:... سال گزرنے پر اصل رقم مع منافع کے جتنی رقم بنتی ہو، اس پر زکوٰۃ ہے۔[4]

قابلِ فروخت مال اور نفع دونوں پر زکوٰۃ واجب ہے

سوال:... مجھے دُکان چلاتے ہوئے تقریباً ۳ سال ہوگئے ہیں، دُکان کھولے تو زیادہ عرصہ ہوگیا ہے، لیکن پہلے بچوں کا سامان وغیرہ تھا، میرا سوال یہ ہے میں نے زکوٰۃ کبھی نہیں دی، آپ مجھے بتلایئے کہ میں کس طرح سے زکوٰۃ دوں؟ دُکان کے پورے

---

(۱) گزشتہ صفحے کا حاشیہ نمبر ۳ ملاحظہ فرمائیں۔

(۲) واذا كان النصاب كاملًا في طرفي الحول فنقصانه فيما بين ذٰلك لَا يسقط الزكٰوة كذا في الهداية. (عالمگیری ج:۱ ص:۱۷۵، كتاب الزكاة، الباب الأوّل).

(۳) الزكٰوة واجبة في عروض التجارة كائنة ما كانت إذا بلغت قيمتها نصابًا من الورق والذهب كذا في الهداية. (عالمگیری ج:۱ ص:۱۷۹، الباب الثالث في زكاة العروض).

(۴) ومن كان له نصاب فاستفاد في أثناء الحول مالًا من جنسه ضمه إلٰى ماله وزكاه سواء كان المستفاد من نمائه أو لَا وبأي وجه استفاد ضمه سواء كان بميراث أو هبة أو غير ذٰلك. (الجوهرة النيرة ج:۱ ص:۱۲۳، كتاب الزكاة، وأيضًا في الفتاوى الهندية ج:۱ ص:۱۷۵، كتاب الزكاة، الباب الأوّل في تفسيرها).

مال پر زکوٰۃ ہے یا اس سے جو سالانہ منافع ہوتا ہے؟ اور اس سے پہلے جو میں نے زکوٰۃ نہیں دی، اس کا کیا کروں؟ کیونکہ میرے والد صاحب کا حج کا بھی فارم بھروادیا ہے، اس میں میں نے بھی کچھ رقم دی ہے۔

جواب:... آپ کی دُکان میں جتنا قابلِ فروخت سامان ہے، اس کا حساب لگاکر اور منافع جوڑ کر سال کے سال زکوٰۃ دیا کیجئے، اور اس کے ساتھ گھر میں جو قابلِ زکوٰۃ چیز ہو، اس کی زکوٰۃ بھی اس کے ساتھ ادا کردیا کیجئے۔[1] گزشتہ سالوں کی زکوٰۃ بھی آپ کے ذمہ واجب الادا ہے، اس کو بھی حساب کرکے ادا کیجئے۔[2] سال کے اندر جو رقم گھر کے مصارف اور دیگر ضروریات میں خرچ ہوجاتی ہے، اس پر زکوٰۃ نہیں۔[3]

کاروبار میں قرضہ کو منہا کرکے زکوٰۃ دیں

سوال:... صورتِ حال یہ ہے کہ میں اسپیئر پارٹس کا کاروبار کرتا ہوں، میں کراچی سے مال لے کر آتا ہوں، اور آگے چھوٹے چھوٹے گاؤں میں سپلائی کرتا ہوں، میں جن سے مال لیتا ہوں ان کا قرضہ میرے اُوپر تقریباً ۳۰,۰۰۰ روپے ہے، اور دُوسروں کے اُوپر میرا قرضہ تقریباً ۱۸,۰۰۰ روپے ہے، اور میرے پاس تقریباً ۸۰,۰۰۰ روپے کا مال موجود ہے۔ سوال یہ ہے کہ میں کس طرح سے زکوٰۃ نکالوں؟ ایک جگہ میں نے پڑھا ہے کہ کل رقم میں سے قرض نکال کر جو بچے اس پر زکوٰۃ ادا کرنی پڑتی ہے، لیکن وہ رقم جو کہ دُوسروں پر قرضہ ہو، اس کے لئے کیا حکم ہے؟ اور وہ رقم جو میں نے قرضہ دے رکھی ہو؟

جواب:... جتنی مالیت آپ کے پاس موجود ہے، خواہ نقدی کی شکل میں ہو یا مالِ تجارت کی شکل میں، نیز آپ کے وہ قرضے جو لوگوں کے ذمہ ہیں، ان سب کو جمع کرلیا جائے، اس مجموعی رقم میں سے وہ قرضہ جات منہا کردیئے جائیں جو آپ کے ذمہ ہیں، منہا کرنے کے بعد جتنی مالیت باقی رہے، اس کی زکوٰۃ ادا کردیا کریں۔[4] صورتِ مسئولہ میں ۶۸ ہزار روپے کی زکوٰۃ آپ کے ذمہ واجب ہے۔

---

(۱) گزشتہ صفحے کا حاشیہ نمبر ۳، ۴ ملاحظہ فرمائیں۔

(۲) وسبب لزوم أدائها توجه الخطاب یعنی قوله تعالٰی اٰتوا الزکٰوة۔ أی الخطاب المتوجه إلی المکلفین بالأمر بالأداء۔ (شامی ج:۲ ص:۲۶۷)، أیضًا: وشرطه أی شرط افتراض أدائها حولان الحول وهو فی ملکه وثمنیة المال کالدراهم والدنانیر لتعیینهما للتجارة بأصل الخلقة فتلزم الزکٰوة کیفما امسکهما ...إلخ۔ (الدر المختار ج:۲ ص:۲۶۷، وأیضًا فتاویٰ دار العلوم دیوبند ج:۶ ص:۴۴، طبع دیوبند)۔

(۳) وشرط فراغه عن الحاجة الأصلیة، لأن المال المشغول بها کالمعدوم وفسرها فی شرح المجمع لإبن الملک بما یدفع الهلاک عن الإنسان .... کالنفقة ودور السکنی ...إلخ۔ (البحر الرائق، کتاب الزکٰوة ج:۲ ص:۲۲۲)۔

(۴) ومن کان علیه دین یحیط بماله فلا زکٰوة علیه .... وإن کان ماله أکثر من دینه زکی الفاضل إذا بلغ نصابًا بالفراغ عن الحاجة والمراد به دین له مطالب من جهة العباد۔ (الهدایة مع شرح البنایة ج:۴ ص:۱۶، ۱۷، کتاب الزکاة، طبع مکتبه حقانیه، وهٰذا فی فتح القدیر ج:۱ ص:۴۸۶، کتاب الزکاة، طبع دار صادر، بیروت)۔

قابلِ فروخت مال کی قیمت سے قرض منہا کر کے زکوٰۃ دی جائے

سوال:... زید نے قرض کے پیسوں سے ایک دُکان کھولی، سال پورا ہونے پر حساب کر کے ۹۵,۰۰۰ روپے کا مال موجود ہے، جبکہ شروع میں ۱,۱۰,۰۰۰ کا مال ڈالا تھا، اور قرض جو دُکان پر ۶۰,۰۰۰ روپے کا بقایا ہے، اور نقد دو ہزار روپے پڑے ہوئے ہیں، تو کیا ان پر زکوٰۃ ادا ہوسکتی ہے یا نہیں؟ اگر ہوسکتی ہے تو کتنی؟

جواب:... جتنی مالیت کا سامان قابلِ فروخت ہے، اس کی قیمت میں سے قرض کی رقم منہا کر کے باقی ماندہ رقم میں دو ہزار روپے جمع کر کے اس کی زکوٰۃ ادا کر دیجئے۔[1]

صنعت کا ہر قابلِ فروخت مال بھی مالِ زکوٰۃ ہے

سوال:... صنعت کے سلسلے میں کون سا مال زکوٰۃ سے مستثنیٰ ہے اور کون سے مال پر زکوٰۃ واجب ہے؟

جواب:... صنعت کار کے پاس دو قسم کا مال ہوتا ہے، ایک خام مال، جو چیزوں کی تیاری میں کام آتا ہے، اور دُوسرا تیار شدہ مال، ان دونوں قسم کے نالوں پر زکوٰۃ ہے، البتہ مشینری اور دیگر وہ چیزیں جن کے ذریعہ مال تیار کیا جاتا ہے، ان پر زکوٰۃ نہیں۔[2]

سال کے دوران جتنی بھی رقم آتی رہے، لیکن زکوٰۃ اختتامِ سال پر موجود رقم پر ہوگی

سوال:... زکوٰۃ کے لئے رقم یا مال پر پورا سال گزر جانا ضروری ہے، جبکہ مالِ تجارت میں فائدہ سے جو اضافہ ہوتا ہے اس تمام پر بارہ ماہ کا پورا عرصہ نہیں گزرتا، مثلاً: ایک شخص کے پاس جنوری ۸۴ء تک کل سرمایہ ۲۰ ہزار روپے تھا، جو تین ماہ تک اندازاً ۲۲ ہزار ہوگیا، چھ ماہ گزرنے پر ۲۵ ہزار روپے ہوگیا، نو ماہ گزرنے پر ۲۸ ہزار ہوگیا، اور بارہویں مہینے کے اختتام تک اس کی رقم بڑھ کر ۳۰ ہزار روپے ہوگئی، اب زکوٰۃ کس رقم پر واجب ہوگی؟ جبکہ وہ شخص ہمیشہ اپنی زکوٰۃ و دیگر آمدنی کے لئے حساب شمسی سال کے اختتام پر کرتا ہے۔

جواب:... یہاں دو مسئلے ہیں، ایک یہ کہ زکوٰۃ میں قمری سال کا اعتبار ہے، شمسی سال کا اعتبار نہیں۔[3] اب یا تو حساب قمری سال کے اعتبار سے کرنا چاہئے، اور اگر شمسی سال کے اعتبار سے حساب کرنا ہی ناگزیر ہو تو دس دن کی زکوٰۃ مزید ادا کر دینی چاہئے۔

---

(۱) ومدیون العبد بقدر دینه، فیزکی الزائد إن بلغ نصابًا ... إلخ۔ (قوله ومدیونا لعبد) الأولیٰ: ومدیون بدین یطالبه به العبد۔ (رد المحتار مع الدر المختار، کتاب الزکٰوة ج:۲ ص:۲۶۳)، نیز گزشتہ صفحے کا حاشیہ نمبر ۴ دیکھئے۔

(۲) الزکٰوة واجبة فی عروض التجارة کائنة ما کانت إذا بلغت قیمتها نصابًا من الورق والذهب کذا فی الهدایة۔ (عالمگیری ج:۱ ص:۱۷۵، کتاب الزکاة)، وکذٰلک (لَا زکٰوة فی) آلات المحترفین إلّا ما بقی أثر عینه کالعصفر لدبغ الجلد ففیه الزکٰوة۔ (الدر المختار ج:۲ ص:۲۶۵)، وأیضًا: ومنها فراغ المال عن حاجته الأصلیة فلیس فی دور السکنی .... وسلاح الإستعمال زکٰوة ..... وکذا ..... آلات المحترفین، وهٰذا فی الآلات التی ینتفع بنفسها ولَا یبقٰی أثرها فی المعمول۔ (الفتاوی العالمگیریة ج:۱ ص:۱۷۲، طبع رشیدیه، وأیضًا فی البحر ج:۲ ص:۲۲۲، رد المحتار ج:۲ ص:۲۶۵)۔

(۳) العبرة فی الزکٰوة للحول القمری کذا فی القنیة۔ (فتاویٰ عالمگیری ج:۱ ص:۱۷۵، کتاب الزکاة)۔

دُوسرا مسئلہ یہ ہے کہ قمری سال کے ختم ہونے پر اس کے پاس جتنا مال ہو، اس سب پر زکوٰۃ واجب ہوجائے گی۔ مثلاً: کسی کا سالِ زکوٰۃ یکم محرّم سے شروع ہوتا ہے، تو اگلے سال یکم محرّم کو اس کے پاس جتنا مال ہو، اس پر زکوٰۃ ادا کرے، خواہ اس میں سے کچھ حصہ دو مہینے پہلے ملا ہو یا دو دن پہلے۔ الغرض سال کے دوران جو مال آتا رہے اس پر سال گزرنے کا حساب الگ سے نہیں لگایا جائے گا، بلکہ جب اصل نصاب پر سال پورا ہوگا تو سال کے اختتام پر جس قدر بھی سرمایہ ہو، اس پورے سرمائے پر زکوٰۃ واجب ہوجائے گی، خواہ اس کے کچھ حصوں پر سال پورا نہ ہوا ہو۔[1]

جب نصاب کے برابر مال پر سال گزر جائے تو زکوٰۃ واجب ہوگی

سوال:... عمر کا ایسا کاروبار ہے کہ اسے روزانہ سو روپے بچت ہوتی ہے، وہ یہ سو روپے بینک میں رکھتا ہے، مثلاً: دس رجب سے عمر نے یہ پیسے جمع کرنے شروع کئے، اور دُوسرے سال دس رجب کو اس نے حساب کیا تو تقریباً ۳۶,۰۰۰ روپے تھے، اب ان پیسوں میں رمضان، شوال وغیرہ کے پیسے بھی ہیں، جن پر ابھی سال نہیں گزرا، اب سوال یہ ہے کہ آیا عمر دس رجب کو ۳۶ ہزار روپے کی زکوٰۃ اکٹھی نکالے گا یا دس رجب سے اڑھائی روپے روزانہ نکالے گا؟ کیونکہ اس کی روزانہ بچت سو روپیہ ہے، کیا اکٹھی زکوٰۃ نکالنے سے وہ دُوسرے رجب تک زکوٰۃ سے مستثنیٰ ہوجائے گا اور یوں اس کی زکوٰۃ ادا ہوجائے گی، جب کہ مالِ زکوٰۃ پر سال گزرنا شرط ہے؟

جواب:... جب نصاب پر سال پورا ہوجائے تو سال کے بعد جتنا روپیہ ہو سب پر زکوٰۃ واجب ہوتی ہے، خواہ کچھ روپیہ درمیانِ سال میں حاصل ہوا ہو۔ پورے سال کی زکوٰۃ کا حساب ایک ہی وقت کیا جاتا ہے، الگ الگ دنوں کا حساب نہیں کیا جاتا۔[2] مثلاً: آپ نے جو صورت لکھی ہے ایک شخص نے دس رجب کو سو روپے روزانہ جمع کرنے شروع کئے، اگلے سال دس رجب کو اس کے پاس ۳۶,۰۰۰ روپے ہوگئے، اس کا سال اس وقت سے شروع ہوگا جب اس کی اتنی رقم جمع ہوجائے جو ساڑھے باون تولے (۶۱۲ء۳۵ گرام) چاندی کی مالیت کے برابر ہو، جس تاریخ کو اتنی مالیت جمع ہوگی اس سے اگلے سال اسی تاریخ کو جمع شدہ پوری رقم کی زکوٰۃ اس کے ذمہ واجب ہوجائے گی۔

زکوٰۃ اندازاً دینا صحیح نہیں ہے

سوال:... دُکان کی زکوٰۃ اندازاً ادا کرنا جائز ہے یا نہیں؟ یعنی اگر کپڑا ہے تو اس کو پورا ناپنا چاہئے یا اندازاً ادا کردیا جائے؟

جواب:... زکوٰۃ پورا حساب کرکے دینی چاہئے، اگر اندازہ کم رہا تو زکوٰۃ کا فرض ذمہ رہے گا، اگر پورے طور پر حساب کرنا

---

(۱) ومن كان له نصاب فاستفاد في أثناء الحول مالًا من جنسه ضمه إلى ماله وزكاه سواء كان المستفاد من نمائه أو لا، وبأي وجه استفاد، ضمه سواءً كان بميراث أو هبة أو غير ذالك۔ (الجوهرة النيرة ج:۱ ص:۱۲۳، كتاب الزكاة، وأيضًا الفتاوى الهندية ج:۱ ص:۱۷۵، كتاب الزكاة، الباب الأوّل في تفسيرها وصفتها)۔

(۲) وشرط كمال النصاب .... في طرفي الحول في الإبتداء للإنعقاد وفي الإنتهاء للوجوب۔ (الدر المختار ج:۲ ص:۳۰۲، كتاب الزكاة، وأيضًا في الحاشية الطحطاوي على الدر المختار ج:۱ ص:۴۰۹، طبع رشيديه)۔ أيضًا: ومنها حولان الحول على المال، العبرة في الزكاة للحول القمري، كذا في القنية۔ (عالمگيری ج:۱ ص:۱۷۵)۔

ممکن نہ ہو تو زیادہ سے زیادہ کا اندازہ لگانا چاہئے۔[1]

کسی خاص مقصد کے لئے بقدرِ نصاب مال پر زکوٰۃ

سوال:... اگر میں نے نصاب کے بقدر رقم کسی خاص مقصد، مثلاً: بہن وغیرہ کی شادی کے لئے جمع کر رکھی ہو تو بھی کیا اس پر زکوٰۃ واجب ہے؟

جواب:... جی ہاں! واجب ہے۔[2]

اگر پانچ ہزار روپیہ ہو اور نصاب سے کم سونا ہو تو زکوٰۃ کا حکم

سوال:... زکوٰۃ کس پر فرض ہے؟ اگر کسی شخص کے پاس پانچ ہزار روپیہ ہو اور نصاب سے کم سونا ہو تو کیا اس پر زکوٰۃ دینی پڑے گی؟ اگر ہاں تو کتنی؟

جواب:... چونکہ پانچ ہزار روپے اور سونا دونوں مل کر ساڑھے باون تولے یعنی ۶۱۲ء۳۵ گرام چاندی کی مالیت سے بہت زیادہ ہیں، اس لئے اس شخص پر زکوٰۃ فرض ہے۔[3] اس کو چاہئے کہ سونے کی ''آج کے بھاؤ'' سے قیمت لگالے اور اس کو پانچ ہزار میں جمع کر کے اڑھائی فیصد کے حساب سے زکوٰۃ ادا کردے۔[4]

زیور کی زکوٰۃ قیمتِ فروخت پر

سوال:... واجب زکوٰۃ سونے کی قیمت پر کیسے لگائی جائے؟ آیا بازار کی موجودہ قیمتِ فروخت (جس پر سنار بیچتے ہیں) یا وہ قیمت لگائی جائے جو اگر ہم بیچنا چاہیں تو ملے (جو سنار ادا کریں)؟

---

(۱) المال الذی تجب فیه الزکوٰة إن أدی زکوٰته من خلاف جنسه أدی قدر قیمة الواجب إجماعًا۔ (عالمگیری ج:۱ ص:۱۸۰، کتاب الزکاة، وأیضًا فتاویٰ دارالعلوم دیوبند ج:۶ ص:۴۴ طبع دیوبند)۔ أیضًا: أنه یتحری فی مقدار المؤدی کما لو شک فی عدد الرکعات فما غلب علٰی ظنه أنه أداه سقط عنه وأدی الباقی ...إلخ۔ (شامی ج:۲ ص:۲۹۵)۔

(۲) (وشرط وجوبها العقل والبلوغ والإسلام والحریة) .... وملک نصاب حولی فارغ عن الدین وحوائجه الأصلیة نام ولو تقدیرًا لأنه علیه السلام قدر السبب به وقد جعله المصنف شرط للوجوب مع قولهم ان سببها ملک مال معد مرصد للنماء والزیادة فاضل عن الحاجة الأصلیة کذا فی المحیط۔ (البحر الرائق ج:۲ ص:۲۱۸، کتاب الزکاة، وکذا فی الهندیة ج:۱ ص:۱۷۲، کتاب الزکاة، تبیین الحقائق ج:۲ ص:۱۸، کتاب الزکاة)۔

(۳) وتضم قیمة العروض إلی الذهب والفضة وکذا یضم بعضها إلٰی بعض وإن اختلفت أجناسها وکذٰلک الذهب إلی الفضة بالقیمة حتّٰی یتم النصاب عند أبی حنیفة کما إذا کان معه مائة درهم وخمسة مثاقیل قیمتها مائة درهم فعلیه الزکوٰة عند أبی حنیفة ...إلخ۔ (الجوهرة النیرة ج:۱ ص:۱۲۸، کتاب الزکاة، کذا فی الشامی ج:۲ ص:۳۰۴، باب زکاة المال)۔

(۴) وجاز دفع القیمة فی زکوٰة .... وتعتبر القیمة یوم الوجوب وقالا یوم الأداء، وفی السوائم یوم الأداء إجماعًا وهو الأصح، ویقوم فی البلد الذی المال فیه (قوله وهو الأصح) .... وفی المحیط یعتبر یوم الأداء بالإجماع وهو الأصح، فهو تصحیح للقول الثانی الموافق لقولهما، وعلیه فاعتبار یوم الأداء یکون متفقًا علیه عنده وعندهما۔ (درمختار مع رد المحتار، کتاب الزکوٰة ج:۲ ص:۲۸۶، باب زکاة الغنم)۔

جواب:...جس قیمت پر زیور فروخت ہوسکتا ہے، اتنی قیمت پر زکوٰۃ واجب ہوگی۔ (۱)

زیورات کی زکوٰۃ کی شرح

سوال:...۱:عورتوں کے پہننے کے زیور پر زکوٰۃ کی شرح کیا ہے؟

۲:...زیورات کی قیمت موجودہ بازار کے نرخ پر لگائی جائے گی یا جس قیمت پر خریدے گئے ہیں؟

۳:...سات تولہ سے زائد اگر سونے کے زیورات ہوں تو پورے زیورات پر زکوٰۃ لگے گی یا سات تولہ اس میں سے کم کردیئے جائیں گے؟

جواب:...سونے چاندی کے زیورات کی قیمت لگاکر اڑھائی فیصد کے حساب سے زکوٰۃ ادا کی جائے، قیمت کا حساب زکوٰۃ واجب ہونے کے دن بازار کی قیمت سے ہوگا، (۲) پورے زیورات پر زکوٰۃ ہوگی، سات تولے کم کرکے نہیں۔ (۳)

اِستعمال والے زیورات پر زکوٰۃ

سوال:...زیورات جو عموماً عورت کے استعمال میں رہتے ہیں، کیا ان پر زکوٰۃ ہے یا نہیں؟ کیونکہ استعمال میں رہنے والی اشیاء پر زکوٰۃ نہیں ہے، میرے ایک عزیز جدہ میں رہتے ہیں، ان کا بیان ہے کہ جدہ کے عرب لوگ زیور پر زکوٰۃ نہیں دیتے، اور کہتے ہیں کہ یہ روزمرّہ استعمال کی چیز ہے، وغیرہ۔

جواب:...اِمام ابوحنیفہؒ کے نزدیک ایسے زیورات پر بھی زکوٰۃ ہے جو اِستعمال میں رہتے ہوں، عربوں کے مسلک میں نہیں ہوگی۔ (۴)

زیورات اور اَشرفی پر زکوٰۃ واجب ہے

سوال:...میرے پاس سونا چاندی کے زیورات ہیں، جو کہ زیرِ اِستعمال ہیں، اور کچھ سونا و چاندی اپنی اصل حالت پر یعنی اشرفی کی صورت میں ہے، اب آیا زکوٰۃ دونوں اقسام کے سونا، چاندی پر ہے یا صرف اشرفی کی شکل کے سونے اور چاندی پر؟ بعض لوگوں کا خیال ہے کہ زیرِ اِستعمال زیورات پر زکوٰۃ نہیں، اصل صورتِ حال سے مطلع فرمائیں۔

---

(۱) المال الذی تجب فیه الزکٰوة ان أدّی زکٰوته من خلاف جنسه أدی قدر قیمة الواجب إجماعًا. (عالمگیری ج:۱ ص:۱۸۰، کتاب الزکاة، الباب الثالث فی زکاة الذهب والفضة).

(۲) وإن أدی القیمة تعتبر قیمتها یوم الوجوب ...إلخ. (عالمگیری ج:۱ ص:۱۸۰، الباب الثالث فی زکاة الذهب).

(۳) تجب فی کل مائتی درهم خمسة دراهم وفی کل عشرین مثقال ذهب نصف مثقال مضروبا کان أو لم یکن مصوغا أو غیر مصوغ حلیا کان للرجال أو للنساء تبرا کان أو سکة کذا فی الخلاصة. (عالمگیری ج:۱ ص:۱۷۸، کتاب الزکاة، الباب الثالث، کذا فی الدر المختار ج:۲ ص:۲۹۸، باب زکاة المال).

(۴) وفی تبر الذهب والفضة وحلیها والآنیة منهما زکٰوة التبر التی أخرجت من المعدن وهو غیر المضروب قوله وحلیها وقال الشافعی کل حلی معد للباس المباح لَا تجب فیه الزکٰوة. (الجوهرة النیرة ج:۱ ص:۱۲۶، کتاب الزکاة).

جواب:... زیرِ اِستعمال زیورات پر بھی زکوٰۃ ہے، لہٰذا صورتِ مذکورہ میں زکوٰۃ دونوں پر واجب ہے، یعنی زیورات اور اشرفی دونوں پر۔[۱]

زیور کے نگ پر زکوٰۃ نہیں، لیکن کھوٹ سونے میں شمار ہوگا

سوال:... کیا زکوٰۃ خالص سونے پر لگائیں گے یا زیورات جس میں نگ وغیرہ بھی شامل ہوں اس نگ کے وزن کو شامل کرتے ہوئے زکوٰۃ لازم ہوگی؟ اور اس طرح سے کھوٹ کا کیا مسئلہ ہے؟

جواب:... سونے میں جو نگ وغیرہ لگاتے ہیں ان پر زکوٰۃ نہیں[۲] کیونکہ ان کو الگ کیا جاسکتا ہے، البتہ جو کھوٹ ملادیتے ہیں وہ سونے کے وزن ہی میں شمار ہوگا،[۳] اس کھوٹ ملے سونے کی بازار میں جو قیمت ہوگی اس کے حساب سے زکوٰۃ ادا کی جائے گی۔[۴]

سونے کی زکوٰۃ

سوال:... زکوٰۃ جو مال کے چالیسویں حصے کی صورت میں ادا کی جاتی ہے، اگلے سال اگر مال میں اضافہ نہیں ہوا تو کیا ادا کردہ مال کم کرکے دی جائے گی؟ مثلاً: ساڑھے سات تولہ سونا پر زکوٰۃ واجب ہے، موجودہ ریٹ کے حساب سے رقم کا اڑھائی فیصد ادا کردیتی ہوں۔ فرض کریں سونے کی مالیت ۱۵,۰۰۰ ہے، اور اڑھائی فیصد کے حساب سے ۳۲۵ روپے بنتی ہے، اب اگلے سال جبکہ میرے پاس سونا ساڑھے سات تولے سے زیادہ نہیں ہوا، کیا اس سونے پر زکوٰۃ ہوگی جو میں ۳۲۵ روپے کی صورت میں گزشتہ سال ادا کرچکی ہوں (کیونکہ مال کا چالیسواں حصہ تو نکل چکا ہے) یا اس سال بھی ساڑھے سات تولہ پر دوں گی؟ میری خالہ بیوہ ہے، اس کے پاس ساڑھے سات تولے سے زائد سونا ہے، کیا اس پر زکوٰۃ واجب ہے؟ وہ زکوٰۃ کی رقم لے سکتی ہیں؟ کیا ان کی یتیم بیٹی (نابالغ) کو رقم دینا صحیح ہے؟

جواب:... سال پورا ہونے کے بعد آدمی کے پاس جتنی مالیت ہے، اس پر زکوٰۃ لازم آتی ہے۔[۵] آپ کی تحریر کردہ صورت میں آپ نے ساڑھے سات تولے سونے پر ۳۲۵ روپے زکوٰۃ کے اس سال ادا کردیئے، لیکن سونے کی یہ مقدار تو آپ کے پاس محفوظ

---

(۱) گزشتہ صفحے کا حاشیہ نمبر ۴ ملاحظہ ہو۔

(۲) لَا زكٰوة في اللآلي والجواهر وان ساوت ألفا إتفاقًا إلّا أن تكون للتجارة والأصل ان ما عد الحجرين والسوائم انما يزكي بنية التجارة ... إلخ. (الدر المختار ج:۲ ص:۲۷۳، كتاب الزكاة، وأيضًا في الهندية ج:۱ ص:۱۸۰، كتاب الزكاة).

(۳) الدراهم إذا كانت مغشوشة فإن كان الغالب هو الفضة فهي كالدراهم الخالصة وإن غلب الغش فليس كالفضة كالستوقة فينظر إن كانت رائجة أو نوى التجارة اعتبرت قيمتها فإن بلغت نصابًا من ادنى الدراهم التي تجب فيها الزكٰوة وهي التي غلبت فضتها وجبت فيها الزكٰوة. (فتاویٰ عالمگیری ج:۱ ص:۱۷۹، كتاب الزكاة، الباب الثالث في زكاة الذهب والفضة).

(۴) ایضاً، نیز گزشتہ صفحے کا حاشیہ نمبر ۲، ۳ ملاحظہ فرمائیں۔

(۵) الزكٰوة واجبة على الحر المسلم البالغ العاقل إذا ملك نصابًا فارغًا عن دين له مطالب وعن حاجته الأصلية ناميًا ولو تقديرًا ملكًا تامًّا وحال عليه الحول ... إلخ. (اللباب في شرح الكتاب، كتاب الزكٰوة ج:۱ ص:۱۳۶).

ہے اور سال پورا ہونے تک محفوظ رہے گی، اس لئے آئندہ سال بھی اس پوری مالیت پر زکوٰۃ لازم ہوگی۔[1] البتہ اگر آپ سونے ہی کا کچھ حصہ زکوٰۃ میں ادا کردیتیں اور باقی ماندہ سونا بقدرِ نصاب نہ رہتا ہو تو اس صورت میں یہ دیکھنا ہوگا کہ اس سونے کے علاوہ آپ کے پاس کوئی ایسی چیز نہیں جس پر زکوٰۃ فرض ہے، مثلاً: نقد روپیہ یا تجارتی مال یا کسی کمپنی کے حصص وغیرہ، پس اگر سونے کے علاوہ کوئی اور چیز بھی موجود ہو جس پر زکوٰۃ آتی ہے اور وہ سونے کے ساتھ مل کر نصاب کی مقدار کو پہنچ جاتی ہے تو زکوٰۃ فرض ہوگی۔[2] آپ کی خالہ کے پاس اگر ساڑھے سات تولہ سونا موجود ہو تو اس پر زکوٰۃ فرض ہے، اس کو زکوٰۃ دینا جائز نہیں۔[3] یتیم نابالغ لڑکی اگر نصاب کی مالک نہ ہو تو اس کو زکوٰۃ دے سکتے ہیں۔[4]

سونے کی زکوٰۃ کی سال بہ سال شرح

سوال:... فرض کریں میرے پاس نصاب کا سونا ۸ تولہ ہے، میں نے آٹھ تولے کی زکوٰۃ ادا کی، آئندہ سال تک میں نے اس میں کوئی اضافہ نہیں کیا، اور پچھلے سال کی زکوٰۃ نکال کر اب یہ سونا نصاب سے کم ہے، یعنی موجودہ تو آٹھ تولے ہی ہے، لیکن چونکہ میں آٹھ تولے کا چالیسواں حصہ ادا کرچکا ہوں تو وہ چالیسواں حصہ نکال کر پھر نصاب بنے گا یا ہر سال آٹھ تولے پر ہی زکوٰۃ دینا ہوگی؟ وضاحت کردیں۔

جواب:... پہلے سال آپ کے پاس آٹھ تولے سونا تھا، آپ نے اس کی زکوٰۃ اپنے پاس کے پیسوں سے ادا کردی، اور وہ سونا جوں کا توں آٹھ تولے محفوظ رہا، تو آئندہ سال بھی اس پر زکوٰۃ واجب ہوگی۔[5] ہاں! اگر آپ نے سونا ہی زکوٰۃ میں دے دیا ہوتا اور سونے کی مقدار ساڑھے سات تولے سے کم ہوگئی ہوتی اور آپ کے پاس کوئی اور اثاثہ بھی نہ ہوتا، جس پر زکوٰۃ آتی ہو تو اس صورت میں آپ پر زکوٰۃ واجب نہ ہوتی۔[6]

زیورات پر گزشتہ سالوں کی زکوٰۃ

سوال:... میرے پاس دس تولہ سونے کا زیور ہے، جو مجھے جہیز میں ملا تھا، اب ہمارے پاس اتنا پیسہ نہیں ہوتا کہ ہم اس کی

---

(۱) وشرطه أي شرط افتراض أدائها حولان الحول وهو في ملكه وثمنية المال كالدراهم والدنانير لتعيينهما للتجارة بأصل الخلقة فتلزم الزكوٰة كيفما أمسكهما ... إلخ۔ (الدر المختار ج:۲ ص:۲۶۷، كتاب الزكاة)۔

(۲) (قوله عكسه) وهو ضم الفضة إلى الذهب، وكذا يصح العكس في قوله وقيمة العرض تضم إلى الثمنين۔ (الدر المختار ج:۲ ص:۳۰۳، باب زكاة المال)۔

(۳) ولا (يصرف) إلى غني يملك قدر نصاب فارغ عن حاجة الأصلية ... إلخ۔ (الدر المختار ج:۲ ص:۳۴۷)۔

(۴) ولا يجوز دفعها إلى ولد الغني الصغير كذا في التبيين۔ (عالمگیری ج:۱ ص:۱۸۹) ولا إلى طفله ... إلخ أي الغني فيصرف إلى البالغ ولو ذكرا صحيحًا قهستاني، فأفاد أن المراد بالطفل غير البالغ ذكرًا كان أو أنثى في عيال أبيه أو لا على الأصح لما أنه يعد غنيا بغناه نهر۔ (شامی ج:۲ ص:۳۵۰، باب المصرف)۔

(۵) گزشتہ صفحے کا حاشیہ نمبر ۵ ملاحظہ ہو۔

(۶) ومديون للعبد بقدر دينه فيزكي الزائد إن بلغ نصابًا (قوله ومديون للعبد) الأولى ومديون بدين يطالبه به العبد يشمل دين الزكوٰة والخراج لأنه لله تعالى مع أنه يمنع لأن له مطالبًا من جهة العباد۔ (رد المحتار مع الدر المختار ج:۱ ص:۲۶۳)۔

زکوٰۃ ادا کریں، ہماری شادی کو بھی تقریباً بیس سال ہوگئے ہیں، اسی عرصے میں کسی سال ہم نے زکوٰۃ ادا کی اور کسی سال نہیں، اب میں یہ چاہتی ہوں کہ یہ سونا اپنے دونوں لڑکوں کے نام پر پانچ پانچ تولہ تقسیم کردوں، اس طرح پانچ تولے پر زکوٰۃ ادا نہیں کرنی پڑے گی، اب اس بارے میں تفصیل سے جواب عنایت کریں کہ یہ جائز ہے کہ نہیں؟

جواب:... گزشتہ جتنے سالوں کی زکوٰۃ آپ نے نہیں دی، وہ تو سونا فروخت کرکے ادا کردیجئے۔[۱] آئندہ اگر آپ اپنے بیٹوں کو ہبہ کردیں گی تو آپ پر زکوٰۃ نہیں ہوگی، بیٹے اگر صاحبِ نصاب ہوئے تو ان پر ہوگی، ورنہ ان پر بھی نہیں ہوگی۔[۲] لیکن بیٹوں کو ہبہ کرنے کے بعد اس زیور سے آپ کا کوئی تعلق نہیں ہوگا۔

بچیوں کے نام پانچ پانچ تولہ سونا کردیا، اور ان کے پاس چاندی اور رقم نہیں، تو کسی پر بھی زکوٰۃ نہیں

سوال:... اگر کوئی شخص اپنی بچیوں کے نام الگ الگ پانچ پانچ تولے سونا رکھ دے تاکہ ان کے بیاہ شادی میں کام آسکے تو یہ شرعاً کیسا ہے؟ کیا مجموعہ پر زکوٰۃ واجب ہوگی یا یہ الگ الگ ہونے کی صورت میں واجب نہ ہوگی؟

جواب:... چونکہ زیور بچیوں کے نام کردیا گیا ہے، اس لئے وہ اس کی مالک بن گئیں، اس لئے اس شخص کے ذمہ اس کی زکوٰۃ نہیں، اور ہر ایک بچی کی ملکیت چونکہ حدِ نصاب سے کم ہے، اس لئے ان کے ذمہ بھی زکوٰۃ نہیں۔[۳] البتہ جو لڑکی بالغ ہو اور اس کے پاس اس زیور کے علاوہ بھی کچھ نقد روپیہ پیسہ خواہ اس کی مقدار کتنی ہی کم ہو، اور اس پر سال بھی گزر جائے تو اس لڑکی پر زکوٰۃ لازم ہوگی، کیونکہ جب سونے چاندی کے ساتھ کچھ نقدی مل جائے اور مجموعہ کی قیمت ساڑھے باون تولہ چاندی کے برابر ہوجائے تو زکوٰۃ فرض ہوجاتی ہے۔[۴] اور جو لڑکی نابالغ ہے اس کی ملکیت پر زکوٰۃ نہیں، جب تک کہ وہ بالغ نہیں ہوجاتی۔[۵]

سابقہ زکوٰۃ معلوم نہ ہو تو اندازے سے ادا کرنا جائز ہے

سوال:... اگر زکوٰۃ واجب الادا تھی، لیکن کم علمی کی بنا پر ادا نہ کی جاسکی، زکوٰۃ کے واجب الادا ہونے کی مدّت کا تو شمار ہے،

---

(۱) وسبب لزوم أدائها توجه الخطاب يعني قوله تعالىٰ اٰتوا الزكٰوة. أي الخطاب المتوجه إلى المكلفين بالأمر بالأداء. (شامي ج:۲ ص:۲۶۷، كتاب الزكاة)، أيضًا: وشرطه أي شرط افتراض أدائها حولان الحول وهو في ملكه وثمنية المال كالدراهم والدنانير لتعيينهما للتجارة بأصل الخلقة فتلزم الزكٰوة كيفما امسكهما ...إلخ. (الدر المختار ج:۲ ص:۲۶۷، كتاب الزكاة، طبع ايچ ايم سعيد، وأيضًا فتاوىٰ دار العلوم ديوبند ج:۶ ص:۴۴، طبع ديوبند).

(۲) ایضاً، نیز ص:۹۶ کا حاشیہ نمبر ۵ ملاحظہ فرمائیں۔

(۳) باب زكٰوة الفضة: ليس فيما دون مائتي درهم صدقة لعدم بلوغ النصاب فإن كانت مائتي درهم شرعي .... وحال عليها الحول ففيها ربع العشر خمسة دراهم. (اللباب في شرح الكتاب ج:۱ ص:۱۴۳، كتاب الزكاة).

(۴) حوالہ گزر چکا ہے، عنوان: ''اگر پانچ ہزار روپیہ ہو اور نصاب سے کم سونا ہو تو زکوٰۃ کا حکم'' کے تحت۔

(۵) وشرط إفتراضها عقل وبلوغ (درمختار) (قوله وبلوغ) فلا تجب على مجنون وصبي لأنها عبادة محضة وليسا مخاطبين بها. (فتاوىٰ شامي ج:۲ ص:۲۵۸، كتاب الزكاة).

جبکہ زکوٰۃ کی رقم کا ٹھیک ٹھیک حساب کرنا دُشوار ہے، کیونکہ اس مدّت کے سونے کا بھاؤ حاصل کرنا ناممکن تو نہیں مگر مشکل ضرور ہے، تو پھر زکوٰۃ کیونکر اور کس طرح ادا کی جائے؟ اگر یہ مدّت ۱۹۷۰ء سے ہو تو۔

جواب:... اس صورت میں تخمینہ اور اندازہ ہی کیا جاسکتا ہے کہ قریباً اتنی رقم واجب الادا ہوگی، احتیاطاً اندازے سے کچھ زیادہ دیں۔

کیا سسرال اور ماں باپ کی طرف سے دیئے گئے دونوں زیوروں پر زکوٰۃ ہوگی؟

سوال:... میرے پاس دس تولے سونا ہے، اس میں سے تقریباً پانچ تولے میرے والدین نے مجھے عنایت کیا ہے، اور باقی سسرال کا ہے۔ ہم سب ایک ساتھ رہتے ہیں، سسرال والوں نے جو پانچ تولے سونا دِیا تھا، یہ معلوم نہیں کہ وہ میری ملکیت میں دے دیا ہے یا صرف اِستعمال کے لئے دیا ہے؟ براہِ مہربانی مجھے بتایئے کہ اس سونے کی مجھے زکوٰۃ ادا کرنی ہوگی؟

جواب:... یہ تو بہت آسان بات ہے، سسرال والوں سے دریافت کرلیا جائے کہ یہ سونا انہوں نے آپ کی ملکیت میں دیدیا ہے یا محض پہننے کے لئے آپ کو دِیا گیا ہے۔ علاوہ ازیں اگر پانچ تولے سونا آپ کے پاس ہو اور اس کے ساتھ کچھ نقد روپیہ پیسہ بھی رہتا ہو، تو اس پر بھی زکوٰۃ واجب ہوجاتی ہے، البتہ اگر صرف سونا ہو اور اس کے ساتھ روپیہ پیسہ نہ ہو تو پھر پانچ تولے سونے پر زکوٰۃ واجب نہیں ہوتی۔[1]

نابالغ پر زکوٰۃ نہیں، جب ہوجائے گی تو زکوٰۃ دینی ہوگی

سوال:... میرے پاس ۱۰ گرام کی ٦ سونے کی چوڑیاں اور کوئی ۲۵۰۰ روپے کی بالیاں وغیرہ ہیں، عرصہ پانچ سال سے جب میری عمر بارہ سال تھی میری ملکیت میں ہیں، اس دوران ۲ یا ۳ ہزار کئی بار جمع ہونے پر سال پورا ہونے سے پہلے خرچ ہوگئے، اب میرے پاس ایک ماہ سے ۲۵۰۰ روپے موجود ہیں، جن میں دو تین ماہ کے اندر اِضافہ کرکے چار ہزار کی چین بنوانا چاہتی ہوں، پوچھنا یہ ہے کہ مجھے پانچ سال کی کتنی زکوٰۃ ادا کرنی ہوگی؟ اور چار ہزار کی مالیت کے اِضافے کے بعد ہر سال کتنی زکوٰۃ ادا کی جائے گی؟ اگر آدمی بچپن سے ملکیت کا مالک ہو تو کس عمر میں پہنچ کر زکوٰۃ فرض ہوگی؟ میری کفالت میرے والد صاحب کرتے ہیں۔

جواب:... نابالغ بچے کے مال پر زکوٰۃ نہیں، ۹ برس کے بعد لڑکی اور ۱۲ برس کے بعد لڑکا بالغ ہوسکتا ہے، بشرطیکہ بالغ ہونے کی علامتیں ظاہر ہوجائیں، اور اگر کوئی علامت ظاہر نہ ہو تو ۱۵ برس پورے ہونے کے بعد لڑکا اور لڑکی دونوں شرعاً بالغ تصوّر کئے جائیں گے۔ پس اگر آپ ۱۵ برس کی عمر سے پہلے جوان ہوچکی تھیں (مثلاً: ایام شروع ہوچکے تھے) تو جوان ہونے کے وقت سے سال پورا ہونے پر زکوٰۃ فرض ہوگئی، ورنہ ۱۵ برس کے بعد تو ہر حال میں زکوٰۃ فرض ہوگی، جوان ہونے کے بعد جتنے سال گزرے ہوں اتنے

---

(۱) وأما شروط وجوبها منها كون المال نصابًا فلا تجب في أقلّ منه ومنها الملك التامّ وهو ما اجتمع فيه الملك واليد۔ (عالمگیری ج:۱ ص:۱۷۳، کتاب الزکاۃ، الباب الأوّل فی تفسیرها وصفتها، طبع رشیدیه کوئٹه)۔

سالوں کی زکوٰۃ آپ کے ذمے فرض ہے۔[1]

۱۳ تولے سونا اگر تین بیٹیوں میں برابر تقسیم کردوں تو کیا زکوٰۃ ہوگی؟

سوال:... میرے پاس تقریباً ۱۲، ۱۳ تولے سونا ہے، جو زیورات کی شکل میں ہے، اور میرے معاشی حالات اس قابل نہیں ہیں کہ میں زکوٰۃ ادا کرسکوں، لیکن اس کے باوجود میں بہت ہی پابندی سے زکوٰۃ ہر مہینے دیتی ہوں اپنے جیب خرچ سے، کیونکہ میں قرآن شریف ترجمے سے بھی پڑھتی ہوں اور اس میں نماز اور زکوٰۃ کا جگہ جگہ ذِکر ہے، اس لئے مجھ پر ایک خوف رہتا ہے کہ چاہے کچھ بھی ہو، مجھے زکوٰۃ دینی ہے۔ میرے شوہر زکوٰۃ کے پیسے نہیں دیتے ہیں، بلکہ کبھی جو مجھے تھوڑے بہت پیسے بطور جیب خرچ کے دیتے ہیں، میں اس میں سے زکوٰۃ ادا کرتی ہوں، اب میں نے یہ سوچا تھا کہ کچھ زیورات بیچ کر ان سے کچھ گھر کی ضرورت کی چیزیں خرید لیتی ہوں، لیکن میرے ساتھ مسئلہ یہ ہے کہ میری تین بیٹیاں ہیں، جو جوان ہیں، سب نے مجھے یہ مشورہ دیا ہے کہ میں یہ زیور کے تین تین حصے کرکے یا ایک ایک سیٹ اپنی بیٹیوں کے نام کردوں، اس صورت میں تو میں زکوٰۃ سے بچ سکتی ہوں، کیونکہ مجھے زیور پہننے کا اتنا شوق بھی نہیں ہے، میں صرف بالی اور دو عدد ہلکی چوڑیاں پہنے رہتی ہوں، اس کے علاوہ کچھ نہیں اِستعمال کرتی۔ جنابِ عالی! اب آپ یہ بتائیں کہ میں اگر اپنی بیٹیوں کے نام کردوں یا انہیں دے دوں اور پھر زکوٰۃ نہ دوں تو میں گنہگار تو نہیں ہوں گی؟

جواب:... سونے کا نصاب ساڑھے سات تولے ہے،[2] اس لئے ساڑھے سات تولے سے کم پر زکوٰۃ نہیں، بشرطیکہ اس کے ساتھ کچھ اور نقدی یا کوئی اور مال جس پر زکوٰۃ آتی ہے، موجود نہ ہو۔ اگر سونا ساڑھے سات تولے سے کم ہے مگر اس کے ساتھ کچھ چاندی بھی ہے، یا کچھ روپیہ پیسہ بھی پاس رہتا ہے، اور سونے کے ساتھ ملاکر ان سب کی قیمت ساڑھے باون تولے چاندی کے برابر ہوجاتی ہے، تب بھی زکوٰۃ واجب ہے۔[3] اور اگر سونے کے ساتھ کوئی دُوسری نقدی نہیں، یا سونا اتنا کم ہے کہ سب کی مجموعی قیمت ساڑھے باون تولے چاندی کے برابر نہیں بنتی تو اس پر زکوٰۃ نہیں، لہٰذا اگر آپ یہ سونا بچیوں میں تقسیم کردیں اور ان کے پاس کوئی اور روپیہ پیسہ نہ رہا کرے تو ان پر زکوٰۃ نہیں ہوگی۔

---

(۱) بلوغ الغلام بالإحتلام والإحبال والإنزال والجارية بالإحتلام والحيض والحبل، فإن لم يوجد فيهما شيء فمتى يتم لكل منهما خمس عشرة سنة به يفتىٰ۔ (درمختار ج:۲ ص:۱۵۳)، وشرط إفتراضها عقل وبلوغ (قوله وبلوغ) فلا تجب علىٰ مجنون وصبي لأنها عبادة محضة وليسا مخاطبين بها۔ (رد المحتار مع الدر المختار ج:۲ ص:۲۵۸)، وشرطه أي شرط إفتراض أدائها حولان الحول وهو في ملكه وثمنية المال كالدراهم والدنانير لتعيينهما للتجارة بأصل الخلقه فتلزم الزكوٰة كيفما أمسكهما ...إلخ۔ (الدر المختار ج:۲ ص:۲۶۷، وأيضًا فتاوىٰ دار العلوم ديوبند ج:۶ ص:۴۴)۔

(۲) باب زكوٰة الذهب ليس فيما دون عشرين مثقالًا من الذهب صدقة لِانعدام النصاب، فإذا كانت عشرين مثقالًا شرعيًا .... وحال عليها الحول ففيها ربع العشر وهو نصف مثقال۔ (اللباب ج:۱ ص:۱۴۴)، تجب في كل مائتي درهم خمسة دراهم وفي كل عشرين مثقال ذهب نصف مثقال۔ (عالمگيری ج:۱ ص:۱۷۸، الباب الثالث في زكاة الذهب)۔

(۳) ويضم قيمة العروض التي للتجارة إلى الذهب والفضة للمجانسة من حيث الثمنية لأن القيمة من جنس الدراهم والدنانير وكذٰلك يضم الذهب إلى الفضة لجامع الثمنية بالقيمة حتى يتم النصاب عند أبي حنيفة ...إلخ۔ (اللباب في شرح الكتاب ج:۱ ص:۱۴۵، كتاب الزكاة، باب زكاة العروض)۔

اگر زیور کی زکوٰۃ نہ دی ہو، اور رقم بھی نہ ہو تو کیا کریں؟

سوال:… آج سے دس سال پہلے جب میری شادی ہوئی تو میرے شوہر زیرِ تعلیم تھے، عرصہ آٹھ برس سے میرے سسر صاحب ہمارے تمام اِخراجات اپنے ذمے لئے ہوئے ہیں۔ اب اللہ کی مہربانی سے میرے چار بچے ہیں، میرے والدین اور سسرال کی طرف سے ملاکر تقریباً دس تولے سونے کے زیور ملے۔ پہلا مسئلہ یہ پوچھنا ہے کہ کیا (ان حالات میں مجھ پر زکوٰۃ فرض تھی؟) جبکہ ذاتی طور پر میرے پاس دس روپے بھی نہ تھے؟

دُوسرا مسئلہ یہ ہے کہ اب میرے شوہر ملک سے باہر ہیں اور وہ مجھے صرف اتنا خرچ بھیجتے ہیں جن سے میرے بچوں کی تعلیم کے ضروری اِخراجات پورے ہو پاتے ہیں، میں اپنی ذات پر کوئی خاص خرچہ نہیں کرتی، بہت کفایت سے میں نے دو سال میں کچھ رقم بچا کر رکھی ہے، اب مجھے ان بچت کئے ہوئے پیسوں سے زکوٰۃ دینی ہے؟ یا اپنے شوہر سے زکوٰۃ کے لئے الگ رقم لوں؟ اور گزرے ہوئے دس سال کی زکوٰۃ مجھ پر باقی ہے یا صرف ان دو برسوں کی؟

جواب:… آپ کے میکے اور سسرال سے ملنے والا زیور اگر آپ کی ملکیت ہے تو آپ پر زکوٰۃ اسی وقت سے فرض ہے،[1] اور گزشتہ دس سالوں کی زکوٰۃ آپ کے ذمے واجب الادا ہے۔ اگر آپ کے پاس پیسے نہیں تھے تو زیور کا چالیسواں حصہ ہر سال آپ کو اَدا کرنا چاہئے تھا۔ بہرحال اب دس سال کی زکوٰۃ کا حساب کرکے زکوٰۃ ادا کیجئے۔

کیا الگ الگ زیورات پر زکوٰۃ ہوگی یا اِکٹھے؟

سوال:… میرا اور میری امی کا تمام زیور ملاکر تقریباً نو تولے سونا ہے۔ پوچھنا یہ ہے کہ اس پر زکوٰۃ واجب ہے یا نہیں؟ کیونکہ ہمیں لوگوں نے کہا کہ شادی سے پہلے لڑکی ماں باپ کی ذمہ داری میں ہوتی ہے، اس لئے زکوٰۃ بھی ماں بیٹی کے زیور کو ملاکر دی جائے گی، جبکہ اپنے زیورات میں خود ہی اِستعمال کرتی ہوں اور الگ الگ میرے اور میرے والدہ کے زیورات کی مالیت اتنی نہیں بنتی کہ اس پر زکوٰۃ واجب ہو؟

جواب:… اگر دونوں کا الگ الگ زیور ساڑھے سات تولے سے کم ہے تو دونوں میں کسی پر زکوٰۃ فرض نہیں، البتہ اگر زیور کے ساتھ دونوں کے پاس یا کسی ایک کے پاس کچھ روپیہ پیسہ بھی رہتا ہے اور زیور کی قیمت روپے کے ساتھ ملاکر ساڑھے باون تولے

---

(۱) وفی کل عشرین مثقال ذهب نصف مثقال .... کان للرجال أو للنساء۔ (عالمگیری ج:۱ ص:۱۷۹، کتاب الزکاة)۔ ومراده تملیک جزء من ماله وهو ربع العشر أو ما یقوم مقامه۔ (بحر الرائق ج:۲ ص:۲۱۶، کتاب الزکاة)۔
أیضًا: لم یختلفوا أن الحلی إذا کان فی ملک الرجل تجب فیه الزکاة، فکذالک إذا کان فی ملک المرأة کالدراهم والدنانیر، وأیضًا لَا یختلف حکم الرجل والمرأة فیما یلزمها من الزکاة فوجب ان لَا یختلفا فی الحلی۔ (أحکام القرآن للجصاص ج:۳ ص:۱۵۸، باب زکاة الحلی، طبع قدیمی)۔

چاندی کے برابر ہوجاتی ہے تو اس پر زکوٰۃ فرض ہوگی۔ (۱)

زکوٰۃ کا سال شمار کرنے کا اُصول

سوال:...زکوٰۃ کب تک ادا کی جاتی ہے؟ یعنی عید کی نماز سے پہلے یا پھر بعد میں بھی ادا کی جاسکتی ہے؟

جواب:...جس تاریخ کو کسی شخص کے پاس نصاب کے بقدر مال آجائے، اس تاریخ سے چاند کے حساب سے پورا سال گزرنے پر جتنی رقم اس کی ملکیت ہو، اس کی زکوٰۃ واجب ہے، زکوٰۃ میں عید سے قبل و بعد کا سوال نہیں۔ (۲)

زکوٰۃ کی ادائیگی کا وقت

سوال:...زکوٰۃ کیا صرف ماہِ رمضان ہی میں نکالنا چاہئے یا اگر کسی ضرورت مند کو ہم زکوٰۃ کی مقرّرہ رقم ماہِ شعبان میں دینا چاہیں تو کیا نہیں دے سکتے؟ یہ اس لئے پوچھ رہی ہوں کہ کچھ لوگوں کو جن کو میں یہ رقم دیتی ہوں وہ کہتے ہیں کہ رمضان میں تقریباً ہر چیز مہنگی ہوجاتی ہے، اس لئے اگر رمضان سے پہلے مل جائے تو بچوں وغیرہ کے لئے چیزیں بآسانی خریدی جاسکتی ہیں۔

جواب:...زکوٰۃ کے لئے کوئی مہینہ مقرّر نہیں، اس لئے شعبان میں یا کسی اور مہینے میں زکوٰۃ دے سکتے ہیں، اور زکوٰۃ کا جو مہینہ مقرّر ہو اس سے پہلے زکوٰۃ دینا بھی صحیح ہے۔ (۳)

سوال:...کاروباری آدمی زکوٰۃ کس طرح نکالے؟ فرض کرلیا کہ رمضان المبارک ۱۴۰۰ھ میں ہمارے پاس ایک لاکھ روپیہ ہے، ۲۵۰۰ روپے زکوٰۃ دے دی، اب رمضان المبارک ۱۴۰۱ھ آنے والا ہے، ہمارے پاس ایک لاکھ بیس ہزار روپے ہوگئے، ایک سال میں بیس ہزار روپیہ نفع ہوگیا، تقریباً شوال کے ماہ میں پانچ ہزار، ذی الحجہ میں دس ہزار، اسی طرح ہر ماہ میں نفع ہوا اور سال کے آخر میں بیس ہزار روپے خالص نفع ہوگیا، اب زکوٰۃ کتنی رقم پر نکالیں اور کس طرح نکالیں؟ سنا ہے کہ رقم کو ایک سال پورا ہونا چاہئے۔

جواب:...سال کے ختم ہونے پر جتنی رقم ہو اس کی زکوٰۃ ادا کی جائے، خواہ کچھ رقم چندروز پہلے ہی حاصل ہوئی ہو۔ (۴) عوام کا

---

(۱) شرط وجوبها ... إلخ منها كون المال نصابًا فلا تجب في أقلّ منه. (عالمگیری ج:۱ ص:۱۷۲، كتاب الزكاة)، نصاب الذهب عشرون مثقالًا والفضة مائتا درهم. (حاشية رد المحتار ج:۲ ص:۲۹۵، كتاب الزكاة). وقيمة العرض للتجارة تضم إلى الثمنين. (حاشية ردالمحتار ج:۲ ص:۳۰۳، كتاب الزكاة).

(۲) وشرط كمال النصاب .... في طرفي الحول في الإبتداء للإنعقاد وفي الإنتهاء للوجوب. (الدر المختار ج:۲ ص:۳۰۲، أيضًا حاشية الطحطاوي على الدر المختار ج:۱ ص:۴۰۹). العبرة في الزكاة للحول القمري كذا في القنية. (عالمگیری ج:۱ ص:۱۷۵، كتاب الزكاة، الباب الأوّل).

(۳) ويجوز تعجيل الزكٰوة بعد ملك النصاب ولَا يجوز قبله كذا في الخلاصة. (عالمگیری ج:۱ ص:۱۷۶).

(۴) ومن كان له نصاب فاستفاد في اثناء الحول من جنسه ضمه إلٰى ماله وزكاه سواءً كان المستفاد من نمائه أو لَا وبأى وجه استفاد ضمه سواء كان بميراث أو هبة أو غير ذٰلك. (الجوهرة النيرة ج:۱ ص:۱۲۳، الفتاوى العالمگيرية ج:۱ ص:۱۷۵، كتاب الزكاة، الباب الأوّل في تفسيرها وصفتها).

خیال ہے کہ زکوٰۃ کا سال رمضان مبارک ہی سے شروع ہوتا ہے، اور بعض رجب کے مہینے کو "زکوٰۃ کا مہینہ" سمجھتے ہیں، حالانکہ یہ خیال بالکل غلط ہے۔

شرعی مسئلہ یہ ہے کہ سال کے کسی مہینے بھی جس تاریخ کو کوئی شخص نصاب کا مالک ہوا ہو، ایک سال گزرنے کے بعد اسی تاریخ کو اس پر زکوٰۃ واجب ہوجائے گی، خواہ محرّم کا مہینہ ہو یا کوئی اور، اور اس شخص کو سال پورا ہونے کے بعد اس پر زکوٰۃ ادا کرنا لازم ہے، اور سال کے دوران جو رقم اس کو حاصل ہوئی، سال پورا ہونے کے بعد جب اصل نصاب کی زکوٰۃ فرض ہوگی اس کے ساتھ ہی دورانِ سال حاصل ہونے والی رقم پر بھی زکوٰۃ فرض ہوگی۔

سوال:...زکوٰۃ کی ادائیگی کے لئے سال کی ایک تاریخ کا تعین ضروری ہے یا اس مہینے کی کسی تاریخ کو حساب کرلینا چاہئے؟

جواب:...اصل حکم یہ ہے کہ جس تاریخ سے آپ صاحبِ نصاب ہوئے، سال کے بعد اسی تاریخ کو آپ پر زکوٰۃ فرض ہوگی، تاہم زکوٰۃ پیشگی ادا کرنا بھی جائز ہے،[1] اور اس میں تأخیر کی بھی گنجائش ہے،[2] اس لئے کوئی تاریخ مقرّر کرلی جائے، اگر کچھ آگے پیچھے ہوجائے تب بھی کوئی حرج نہیں۔

سوال:...زکوٰۃ سنِ عیسوی کے سال پر یا سنِ ہجری کے سال پر نکالی جائے؟

جواب:...زکوٰۃ میں قمری سال کا اعتبار ہے، شمسی سال کا اعتبار نہیں،[3] حکومت نے اگر شمسی سال مقرّر کرلیا ہے تو غلط کیا ہے۔

سال پورا ہونے سے پہلے زکوٰۃ ادا کرنا صحیح ہے

سوال:...جناب ہم زکوٰۃ شبِ براءت یا رمضان المبارک میں نکالتے ہیں، شرعی نقطۂ نظر سے معلوم کرنا ہے کہ مجبوری کے تحت زکوٰۃ قبل از وقت نکالی جاسکتی ہے؟

جواب:...جب آدمی نصاب کا مالک ہوجائے تو زکوٰۃ اس کے ذمہ واجب ہوجاتی ہے، اور سال گزرنے پر اس کا ادا کرنا لازم ہوجاتا ہے، اگر سال پورا ہونے سے پہلے زکوٰۃ ادا کردے یا آئندہ کے کئی سالوں کی اکٹھی زکوٰۃ ادا کردے تب بھی جائز ہے۔[4]

---

(۱) دیکھئے گزشتہ صفحے کا حاشیہ نمبر ۳۔

(۲) وتجب على الفور عند تمام الحول حتّى يأثم بتأخيره من غير عذر وفي رواية على التراخي حتّى يأثم عند الموت۔ (عالمگیری ج:۱ ص:۱۷۰، كتاب الزكاة، الباب الأوّل في تفسيرها وصفتها)۔

(۳) العبرة في الزكاة للحول القمري كذا في القنية۔ (عالمگیری ج:۱ ص:۱۷۵، الباب الأوّل في تفسيرها وصفتها)۔

(۴) ولو عجل ذو نصاب زكوته لسنين أو لنصب صح لوجود السبب۔ (الدر المختار ج:۲ ص:۲۹۳، كتاب الزكاة)۔ وفي الهندي: وكما يجوز التعجيل بعد ملك نصاب واحد عن نصاب واحد يجوز عن نصب كثيرة كذا في فتاوىٰ قاضي خان۔ (فتاوىٰ عالمگیری ج:۱ ص:۱۷۶، كتاب الزكاة)۔

زکوٰۃ نہ ادا کرنے پر سال کا شمار

سوال:... گزشتہ سال کی زکوٰۃ جو کہ فرض تھی کسی وجہ سے ادا نہ کی جاسکی، دُوسرا سال شروع ہوگیا تو نئے سال کا حساب کس طرح کیا جائے گا؟

جواب:... جس تاریخ کو پہلا سال ختم ہوا، اس دن جتنی مالیت تھی اس پر پہلے سال کی زکوٰۃ فرض ہوگی، اگلے دن سے دُوسرا سال شروع سمجھا جائے گا۔[۱]

درمیانِ سال کی آمدنی پر زکوٰۃ

سوال:... میں نے دس ہزار روپے تجارت میں لگائے، اور ایک سال کے بعد ستمبر میں زکوٰۃ کی مطلوبہ رقم نکال دی، زکوٰۃ نکالنے کے دو ماہ بعد نومبر میں ایک پلاٹ بیچ کر مزید پندرہ ہزار روپے تجارت میں لگادیئے، اب میں مجموعی رقم پچیس ہزار روپے پر آئندہ سال کس ماہ میں زکوٰۃ نکالوں؟ یا پھر الگ الگ رقم پر الگ الگ مہینے میں زکوٰۃ ادا کروں؟

جواب:... زکوٰۃ انگریزی مہینوں کے حساب سے نہیں نکالی جاتی، بلکہ اسلامی قمری مہینوں کے حساب سے نکالی جاتی ہے، جب پہلی رقم پر سال پورا ہوجائے تو پوری رقم جو درمیانِ سال میں حاصل ہوئی اس کی زکوٰۃ بھی لازم ہوجاتی ہے، ہر ایک کے لئے الگ الگ حساب نہیں کیا جاتا، اس لئے جب آپ کے سال پورا ہونے کی تاریخ آئے تو آپ پچیس ہزار روپے اور اس پر جو منافع حاصل ہوا اس سب کی زکوٰۃ ادا کیجئے۔[۲]

گزشتہ سال کی غیرادا شدہ زکوٰۃ کا مسئلہ

سوال:... میرا مسئلہ یہ ہے کہ میں باقاعدگی سے ہر سال زکوٰۃ ادا کرتا ہوں، اس سال بھی میری نیت بالکل صاف تھی کہ زکوٰۃ ادا کی جائے گی، چونکہ زکوٰۃ دینے کے لئے اوّلین شرط ہے کہ زکوٰۃ کے مہینے میں حساب ہر حال میں کرلیا جائے، مگر زکوٰۃ کے آخری دنوں میں یعنی مہینے کے آخری دس پندرہ دنوں میں ایک پولیس کیس مجھ پر ہوگیا، جس کی بھاگ دوڑ کی وجہ سے زکوٰۃ کے مہینے میں حساب نہ کرسکا، اب آپ سے دریافت کرنا ہے کہ اب جبکہ زکوٰۃ کا مہینہ ختم ہوچکا ہے، اب حساب ان دنوں میں کرکے زکوٰۃ ادا کرسکتا ہوں یا نہیں؟ اور وہ زکوٰۃ قابلِ قبول ہوگی یا نہیں؟ میں چاہتا ہوں کہ زکوٰۃ بہرحال ادا ہونی چاہئے یا اس کے علاوہ اگر دُوسرا طریقۂ کار قرآن اور سنت کی روشنی میں ہو، ویسا کیا جائے۔

---

(۱) الزکٰوة واجبة .... إذا ملک نصابًا فارغًا عن دین .... ملکًا تامًّا وحال علیه الحول۔ (اللباب فی شرح الکتاب ج:۱ ص:۱۳۶)، وأیضًا: فإن استفاد بعد حولَان الحول فإنه لَا یضم ویستأنف له حول آخر بالإتفاق هٰکذا فی شرح الطحاوی۔ (عالمگیری ج:۱ ص:۱۷۵، کتاب الزکاة، الباب الأوّل)۔

(۲) ومنها (أی من شرائط وجوب الزکٰوة) حولَان الحول علی المال، العبرة فی الزکٰوة للحول القمری .... ومن کان له نصاب فاستفاد فی أثناء الحول مالًا من جنسه ضمه إلٰی ماله وزکاه سواء کان المستفاد من نمائه أو لَا وبأی وجه استفاد ضمه۔ (الفتاوی الهندیة ج:۱ ص:۱۷۵، کتاب الزکاة، الباب الأوّل، طبع رشیدیه)۔

جواب:... جب بھی موقع ملے حساب کر کے زکوٰۃ ادا کردیجئے، ادا ہوجائے گی۔ اور زکوٰۃ کا کوئی معین مہینہ نہیں ہوتا، بلکہ قمری سال کے جس مہینے کی جس تاریخ کو آدمی صاحبِ نصاب ہوا ہو، آئندہ سال اسی تاریخ کو اس کا نیا سال شروع ہوگا۔ اور گزشتہ سال کی زکوٰۃ اس کے ذمہ لازم ہوگی،[1] خواہ کوئی مہینہ ہو، بعض لوگ رمضان کو اور بعض لوگ رجب کو زکوٰۃ کا مہینہ سمجھتے ہیں، یہ غلط ہے۔

مال کی نکالی ہوئی زکوٰۃ پر اگر سال گزر گیا تو کیا اس پر بھی زکوٰۃ آئے گی؟

سوال:... کسی نے اپنے مال کی زکوٰۃ نکالی، لیکن اسے کسی مستحق کے حوالے نہیں کیا، اور ایک سال پڑی رہی، تو کیا اس رقم پر بھی زکوٰۃ نکالی جائے گی؟ یعنی زکوٰۃ پر زکوٰۃ نکالی جائے گی؟

جواب:... زکوٰۃ پر زکوٰۃ نہیں،[2] اس رقم کو تو زکوٰۃ میں ادا کردے، اس کے بعد جو رقم باقی بچے اس کی زکوٰۃ ادا کردے۔

کس پلاٹ پر زکوٰۃ واجب، کس پر نہیں؟

سوال:... اگر خالی پلاٹ پڑا ہے اور وہ زیرِ استعمال نہیں ہے، تو زکوٰۃ اس پر عائد ہوتی ہے یا نہیں؟

جواب:... اگر پلاٹ کے خریدنے کے وقت یہ نیت تھی کہ مناسب موقع پر اس کو فروخت کردیں گے تو اس کی قیمت پر زکوٰۃ واجب ہے،[3] اور اگر ذاتی استعمال کی نیت سے خریدا تھا تو زکوٰۃ واجب نہیں۔[4]

خریدشدہ پلاٹ پر زکوٰۃ کب واجب ہوگی؟

سوال:... اگر ایک پلاٹ (زمین) لیا گیا ہو اور اس کے لئے کچھ ارادہ نہیں کیا کہ آیا اس میں ہم رہیں گے یا نہیں تو اس سلسلے میں زکوٰۃ کے لئے کیا حکم ہے؟

جواب:... پلاٹ اگر اس نیت سے لیا گیا تھا کہ اس کو فروخت کریں گے، تب تو وہ مالِ تجارت ہے، اور اس پر زکوٰۃ واجب ہوگی،[5] اور اگر ذاتی ضرورت کے لئے لیا گیا تھا تو اس پر زکوٰۃ نہیں۔[6] اور اگر خریدتے وقت تو فروخت کرنے کی نیت نہیں تھی، لیکن بعد

---

(۱) گزشتہ صفحے کا حاشیہ نمبر ۲ ملاحظہ فرمائیں۔

(۲) وشرط صحة أدائها .... أو مقارنة بعزل ما وجب كله أو بعضه ولَا يخرج عن العهدة بالعزل بل بالأداء للفقراء. (الدر المختار ج:۲ ص:۲۷۰، كتاب الزكاة). ایضاً دیکھئے: كفاية المفتى ج:۴ ص:۲۵۸۔

(۳) وما اشتراه لها أى للتجارة كان لها لمقارنة النية بعقد التجارة ...إلخ. لأن الشرط فى التجارة مقارنتها لعقدها وهو كسب المال بالمال بعقد شراء ...إلخ. (شامى ج:۲ ص:۲۷۲، كتاب الزكاة).

(۴) ومنها (أى من شرائط وجوب الزكٰوة) فراغ المال عن حاجة الأصلية فليس فى دور السكنىٰ .... زكٰوة. (فتاوىٰ عالمگيرى ج:۱ ص:۱۷۲، كتاب الزكاة، الباب الأوّل فى تفسيرها وصفتها).

(۵) ایضاً حاشیہ نمبر ۳ ملاحظہ ہو۔

(۶) ایضاً حاشیہ نمبر ۴ ملاحظہ ہو۔

میں فروخت کرنے کا ارادہ ہوگیا تو جب تک اس کو فروخت نہ کردیا جائے اس پر زکوٰۃ واجب نہیں۔ (۱)

رہائشی مکان کے لئے پلاٹ پر زکوٰۃ

سوال:... میرے پاس زمین کا ایک پلاٹ ۱۵۰ گز کا ہے، جو کہ مجھے چند سال قبل والدین نے خرید کر دیا تھا، اس وقت پلاٹ مبلغ ۳۵,۰۰۰ روپے کا لیا تھا، مگر اب تک صرف قیمتِ فروخت چالیس ہزار سے زیادہ نہیں (جبکہ بیچنے کا ارادہ نہیں، بلکہ مکان کی تعمیر کا ارادہ ہے)، کیا اس پلاٹ پر زکوٰۃ واجب الادا ہے؟ کب سے اور کس حساب سے؟

جواب:... جو پلاٹ رہائشی مکان کے لئے خریدا گیا ہو، اس پر زکوٰۃ نہیں۔ (۲)

تجارتی پلاٹ پر زکوٰۃ

سوال:... اگر مکانات کے پلاٹوں کی خرید و فروخت کی جائے تو کیا یہ مالِ تجارت کی طرح تصوّر ہوں گے، یعنی ان کی کل مالیت پر زکوٰۃ واجب ہے یا صرف نفع پر؟ اگر پلاٹ کئی سال بعد فروخت کیا گیا تو کیا ہر سال اس کی زکوٰۃ ادا کرنا ہوگی یا ایک دفعہ صرف سالِ فروخت میں؟

جواب:... اگر پلاٹوں کی خرید و فروخت کا کاروبار کیا جائے اور فروخت کرنے کی نیت سے پلاٹ خریدا جائے تو پلاٹوں کی حیثیت تجارتی مال کی ہوگی، ان کی کل مالیت پر زکوٰۃ ہر سال واجب ہوگی۔ (۳)

سوال:... کاروباری مقصد کے لئے اور اپنی رہائشی ضرورت کے علاوہ جو زمین اور مکانات خریدے اور قیمت بڑھنے پر فروخت کردیئے، اس سلسلے میں زکوٰۃ کے کیا اَحکامات ہیں؟

جواب:... جو زمین، مکان یا پلاٹ فروخت کی نیت سے خریدا ہو، اس پر ہر سال زکوٰۃ واجب ہے، ہر سال جتنی اس کی قیمت ہو، اس کا چالیسواں حصہ نکال دیا کریں۔ (۴)

---

(۱) لَا یبقی للتجارۃ ما أی عبد مثلًا اشتراہ لھا فنوی بعد ذٰلک خدمتہ ثم ما نواہ للخدمۃ لَا یصیر للتجارۃ وإن نواہ لھا ما لم یبعہ بجنس ما فیہ الزکٰوۃ۔ (الدر المختار ج:۲ ص:۲۷۲، کتاب الزکاۃ)۔

(۲) گزشتہ صفحے کا حاشیہ نمبر ۳ ملاحظہ ہو۔

(۳) باب زکٰوۃ العروض وھو ما سوی النقدین .... الزکٰوۃ واجبۃ فی عروض التجارۃ کائنۃ ما کانت أی کائنۃ أیّ شیء یعنی من جنس ما تجب فیہ الزکٰوۃ کالسوائم أو غیرھا کالثیاب إذا بلغت قیمتھا نصابًا من الورق أو الذھب یقومھا صاحب بما ھو أنفع للفقراء والمساکین منھما أی النصابین إحتیاطًا لحق الفقراء۔ (اللباب فی شرح الکتاب، باب زکٰوۃ العروض ج:۱ ص:۱۴۵)۔

(۴) وما اشتراہ لھا أی للتجارۃ کان لھا المقارنۃ النیۃ لعقد التجارۃ .... فتجب الزکٰوۃ لِاقتران النیۃ بالعمل۔ (الدر المختار ج:۲ ص:۲۷۲، ۲۷۳)، وکذٰلک فی الأشباہ والنظائر ج:۱ ص:۳۰ القاعدۃ الأولٰی: .... قالوا وتشترط نیۃ التجارۃ فی العروض ولَا بد أن تکون مقارنۃ للتجارۃ ...إلخ۔ (طبع إدارۃ القرآن قدیم)۔

تجارت کے لئے مکان یا پلاٹ کی مارکیٹ قیمت پر زکوٰۃ ہے

سوال:... جو مکان یا پلاٹ اپنے پیسوں سے یہ سوچ کر خریدا ہو کہ بعد میں سوچیں گے، اگر رہنا ہوا تو خود رہیں گے ورنہ بیچ دیں گے، ان پلاٹ اور مکان کی تعداد اگر کئی ہو تو آیا زکوٰۃ واجب ہوگی؟ اور اگر ہاں، تو قیمتِ خرید پر یا مارکیٹ ویلیو پر؟

جواب:... جو زمین یا پلاٹ خریدا جائے خریدتے وقت اس میں تین قسم کی نیتیں ہوتی ہیں، کبھی تو یہ نیت ہوتی ہے کہ بعد میں ان کو فروخت کردیں گے، اس صورت میں ان کی قیمت پر ہر سال زکوٰۃ فرض ہوگی[1] اور ہر سال مارکیٹ میں جو ان کی قیمت ہو اس کا اعتبار ہوگا، مثلاً: ایک پلاٹ آپ نے پچاس ہزار کا خریدا تھا، سال کے بعد اس کی قیمت ستر ہزار ہوگئی، تو زکوٰۃ ستر ہزار کی دینی ہوگی۔

اور دس سال بعد اس کی قیمت پانچ لاکھ ہوگئی تو اب زکوٰۃ بھی پانچ لاکھ کی دینی ہوگی، الغرض ہر سال جتنی قیمت مارکیٹ میں ہو، اس کے حساب سے زکوٰۃ دینی ہوگی۔[2]

اور کبھی یہ نیت ہوتی ہے کہ یہاں مکان بنا کر خود رہیں گے، اگر اس نیت سے پلاٹ خریدا ہو تو اس پر زکوٰۃ نہیں۔[3]

اسی طرح اگر خریدتے وقت نہ تو فروخت کرنے کی نیت تھی، اور نہ خود رہنے کی، اس صورت میں بھی اس پر زکوٰۃ نہیں۔[4]

کاروبار کی نیت سے خرید کردہ پلاٹوں پر زکوٰۃ ہے

سوال:... میرا جائیداد کی خرید و فروخت کا کاروبار ہے، میں نے جو پلاٹ خرید کر چھوڑ دیئے ہیں، کیا ان پر زکوٰۃ دینا ہوگی؟ نیز جو پلاٹ بچوں کے لئے خرید کر چھوڑ دیئے ہیں، کیا ان پر بھی زکوٰۃ ہے؟ اور زکوٰۃ قیمتِ خرید پر ہوگی یا آج جو زمین کی قیمت ہے اس پر؟

جواب:... جو پلاٹ بیچنے کی نیت سے لے رکھے ہیں، ان پر زکوٰۃ ہے، اور جس دن زکوٰۃ ادا کرنی ہو، اس دن کی قیمت کا اِعتبار ہوگا۔[5] جو پلاٹ بچوں کے لئے لے کر رکھے ہیں، اگر ان کو بیچنے کی نیت نہ ہو تو ان پر زکوٰۃ نہیں۔[6]

---

(۱) گزشتہ صفحے کا حاشیہ نمبر ۴ ملاحظہ ہو۔

(۲) وجاز دفع القیمة فی الزکٰوة .... وتعتبر القیمة یوم الوجوب وقالا یوم الأداء .... ویقوم فی البلد الذی المال فیه .... وفی المحیط یعتبر یوم الأداء بالإجماع وهو الأصح۔ (الفتاوی الشامیة ج:۲ ص:۲۸۶)۔

(۳) ومنها فراغ المال عن حاجة الأصلیة فلیس فی الدور السکنٰی .... زکٰوة۔ (عالمگیری ج:۱ ص:۱۷۲)۔

(۴) (کما) اشتری خادمًا للخدمة وهو ینوی أنه لو أصاب ربحًا یبیعه فحال علیه الحول لَا زکٰوة فیه۔ (فتاویٰ قاضی خان علٰی هامش الهندیة ج:۱ ص:۲۵۰، أیضًا الدر المختار ج:۲ ص:۲۷۲، کتاب الزکاة)۔

(۵) الزکٰوة واجبة فی عروض التجارة کائنة ما کانت إذا بلغت قیمتها نصابًا من الورق والذهب۔ (عالمگیری ج:۱ ص:۱۸۸)، وأیضًا: وجاز دفع القیمة فی الزکٰوة .... وتعتبر القیمة یوم الوجوب وقالا یوم الأداء .... وفی المحیط: یعتبر یوم الأداء بالإجماع وهو الأصح۔ (الدر المختار مع الرد المحتار ج:۲ ص:۲۸۶، کتاب الزکاة)۔

(۶) فلیس فی دور السکنٰی وثیاب البدن وأثاث المنازل زکٰوة۔ (عالمگیری ج:۱ ص:۱۷۲، الباب الأوّل)۔

رہائش کے لئے خریدی گئی زمین اگر فروخت کردی تو کیا اس کی زکوٰۃ دینی ہوگی؟

سوال:...میں نے اپنی ذاتی رہائش کے لئے دو سال قبل زمین خریدی تھی کہ اس پر تعمیر کرکے رہائش اختیار کروں گا، اس کے علاوہ میرا کوئی مکان یا زمین نہیں ہے، میں یکم رمضان کو زکوٰۃ نکالتا ہوں، اس زمین کا سودا میں نے یکم رمضان سے پہلے ہی کرلیا، اور بیعانہ کی رقم لے لی اور بقیہ رقم ایک ماہ کے وعدے پر مل گئی۔ زمین کی فروخت کے بیع کے ۲۲ دن بعد میں نے رہائش کے لئے بنے ہوئے مکان کی خریداری کا سودا کرلیا، جو اس رقم سے جو کہ زمین کی فروخت سے حاصل ہوئی تھی، زیادہ رقم میں ہوا، اور اس کا بیعانہ خریداری مکان کے مالک کو دے دیا، اس شرط پر یہ کہ جو زمین کی فروخت کی رقم ملے گی، وہ آپ کو کل دے دُوں گا، اور بقیہ چھ ماہ کا عرصہ ادائیگی کے لئے طے ہوگیا۔ اب دریافت طلب مسئلہ یہ ہے کہ جو رقم میں نے بیعانہ کی اپنے پلاٹ کی فروخت کی لی، اس پر یا کل رقم پر جو پلاٹ کی فروخت سے ملی، اس پر زکوٰۃ دینا ہے یا مبرا ہے؟

جواب:...چونکہ وہ زمین فروخت کردی، اس لئے پوری زمین کی قیمت پر زکوٰۃ واجب ہے، واللہ اعلم![1]

رہائش کے لئے خریدے ہوئے پلاٹ پر زکوٰۃ ہے؟

سوال:...ہم نے چند سال پہلے ایک پلاٹ رہائش کی غرض سے لیا تھا، پیسے کی کمی کی وجہ سے ہم اس پر گھر نہیں بنوا سکے، اب ہم وہ پلاٹ بیچ کر ایک چھوٹا سا مکان لینا چاہ رہے ہیں، اس پلاٹ کے اچھے پیسے مل رہے ہیں، آپ سے پوچھنا یہ ہے کہ اس مکان پر بھی ہمیں زکوٰۃ دینی ہے یا نہیں؟ جبکہ پلاٹ بیچ کر جو مکان لیں گے وہ رہنے کی غرض سے لیں گے۔

جواب:...یہ پلاٹ اگر آپ نے رہائش کے لئے یعنی مکان بنانے کے لئے خریدا تھا تو جب تک آپ اس کو فروخت نہیں کردیتے اس وقت تک اس پر زکوٰۃ نہیں، البتہ فروخت کرنے کے بعد اس پر زکوٰۃ لاگو ہوگی بشرطیکہ آپ کا زکوٰۃ کا سال جہاں شروع ہوتا ہے اس وقت آپ اس کو بیچیں، یعنی زکوٰۃ کی رقم میں یہ بھی شامل ہوجائے۔[2]

جو مکان کرایہ پر دیا ہے، اس کے کرایہ پر زکوٰۃ ہے

سوال:...میرے پاس دو مکان ہیں، ایک مکان میں، میں خود رہائش پذیر ہوں، اور دُوسرا کرائے پر، تو آیا زکوٰۃ مکان کی مالیت پر ہے یا اس کے کرائے پر؟ اللہ تعالیٰ آپ کو اَجرِ عظیم نصیب فرمائے۔

---

(۱) ومن كان له نصاب فاستفاد في أثناء الحول مالًا من جنسه ضمّه إلى ماله وزكاه. (عالمگیری ج:۱ ص:۱۷۵).

(۲) فليس في دور السكنى وثياب البدن وأثاث المنازل ودوّاب الركوب .... زكوة. (عالمگیری ج:۱ ص:۱۷۲، درمختار ج:۲ ص:۲۶۵). ومن كان له نصاب فاستفاد في أثناء الحول مالًا من جنسه ضمه إلى ماله وزكاه. (فتاویٰ عالمگیری ج:۱ ص:۱۷۵، كتاب الزكاة، الباب الأوّل في تفسيرها وصفتها).

جواب:... اس صورتِ میں زکوٰۃ مکان کی قیمت پر واجب نہیں، البتہ اس کے کرایہ پر جبکہ نصاب کو پہنچے تو زکوٰۃ واجب ہوگی۔ [۱]

کیا مکان کے کرایہ پر زکوٰۃ ہے؟

سوال:... زید نے اپنا ذاتی مکان ایک ہزار ماہانہ کرایہ پر اُٹھادیا، اور خود پانچ سو ماہوار کرایہ پر رہتا ہے، تو کیا پانچ سو ماہانہ کی بچت پر زکوٰۃ واجب ہوگی؟

جواب:... اگر وہ صاحبِ نصاب ہو تو سال گزرنے پر اس بچت پر بھی زکوٰۃ ہوگی، بشرطیکہ سال بھر پڑی رہے، خرچ نہ ہو۔ [۲]

کاروبار کرنے کی نیت سے خریدی گئی دُکان پر زکوٰۃ

سوال:... میں نے ایک دُکان کاروبار کی نیت سے پگڑی پر خریدی تھی، پورا سال گزر گیا، لیکن کوئی کاروبار نہیں کیا، تو کیا جتنی رقم کی دُکان ہے، اس کی زکوٰۃ نکالنی پڑے گی؟

جواب:... اس پر زکوٰۃ نہیں، واللہ اعلم! [۳]

قرض میں لیا ہوا مکان کرائے پر چڑھادیں تو کیا اس کی آمدنی پر زکوٰۃ ہوگی؟

سوال:... قرض لے کر مکان کرائے پر چڑھادیا، کرایہ کی جو رقم ماہانہ ملتی ہے، اس سے قرض کی قسط ادا کی جاتی ہے، دریافت یہ کرنا ہے کہ کیا اس شخص پر کرایہ کی آمدنی کی زکوٰۃ واجب ہے؟ جبکہ کرایہ کی پوری آمدنی قرض کی ادائیگی میں صَرف ہوجاتی ہے۔

جواب:... اس شخص پر زکوٰۃ نہیں، البتہ اگر زکوٰۃ کی مالیت کا سامان اس کے پاس ہے تو اس پر زکوٰۃ ہوگی۔ [۴]

کرایہ پر دیئے ہوئے ایک سے زائد مکانات پر زکوٰۃ

سوال:... ایک سے زیادہ رہائشی مکان وفلیٹ پر زکوٰۃ کا نصاب ہوگا یا نہیں؟ جو کرایہ پر دیئے گئے ہوں۔

---

(۱) إذا آجر داره أو عبده بمأتي درهم لَا تجب الزكوٰة ما لم يحل الحول بعد القبض في قول أبي حنيفة فإن كانت الدار والعبد للتجارة وقبض أربعين درهمًا بعد الحول كان عليه درهم بحكم الحول الماضي قبل القبض لأن اجرة دار التجارة وعبد التجارة بمنزلة ثمن مال التجارة في الصحيح من الرواية. (قاضي خان علىٰ هامش الهندية ج:۱ ص:۲۵۳)، وأيضًا: فلا زكوٰة علىٰ مكاتب .... ولَا في ثياب البدن المحتاج إليها لدفع الحر والبرد، وأثاث المنزل ودور السكنىٰ ونحوها وكذٰلك الكتب وإن لم تكن لأهلها إذا لم تنو للتجارة ...إلخ. (الدر المختار ج:۲ ص:۲۶۴، كتاب الزكاة).

(۲) (وأما شروط وجوبها) منها كون المال نصابًا فلا تجب في أقل منه .... ومنها حولَان الحول على المال. (عالمگيري ج:۱ ص:۱۷۵، ۱۷۲، كتاب الزكاة، الباب الأوّل في تفسيرها وصفتها).

(۳) ليس في الدور السكنىٰ وثياب البدن وأثاث المنزل ودوّاب الركوب .... زكوٰة. (عالمگيري ج:۱ ص:۱۷۳، كتاب الزكاة، الباب الأوّل).

(۴) من شروط وجوبها إلخ منها الفراغ عن الدين .... كل دين له مطالب من جهة العباد يمنع وجوب الزكوٰة. (عالمگيري ج:۱ ص:۱۷۲، كتاب الزكاة، الباب الأوّل في تفسيرها).

جواب:... جو مکان فروخت کے لئے نہ ہوں، ان پر زکوٰۃ نہیں، البتہ ان سے حاصل ہونے والی آمدنی پر زکوٰۃ ہوگی۔ [۱]

رہائشی مکان اور کاروبار کے دُکان پر زکوٰۃ

سوال:... میرے پاس رہائش کے لئے ایک مکان اور کاروبار کے لئے ایک دُکان ہے، یہ دونوں میرے والد کے نام پر ہیں، جو کہ وفات پاچکے ہیں، میری چار بہنیں اور والدہ بھی حیات ہیں، جو ان دونوں میں حصے دار ہیں۔ اس پر زکوٰۃ لاگو ہوتی ہے یا نہیں؟ جبکہ دُکان میں جو کاروبار کرتا ہوں وہ رقم اور مال بھی ایک طرح سے اُدھار ڈالتا ہوں، ہم کچھ لوگ کمیٹی (بیسی) ڈالتے ہیں اور پہلی کمیٹی بھی میری نکلی ہے، پھر اس سامان سے روزانہ کی کمیٹی ادا کرتا ہوں۔ علاوہ تقریباً ستر ہزار کا قرض دار بھی ہوں۔ اس کے علاوہ میری بیوی کے پاس سونا آٹھ یا دس تولے ہے، میں نے انہیں بھی کہا ہے کہ آپ زکوٰۃ ادا کریں، وہ کہتی ہیں اس میں آدھا میری بیٹی کا ہے۔ اس حال میں آپ بتائیں کہ مجھ پر زکوٰۃ فرض ہے یا نہیں؟ اگر ہے تو اسے کیسے ادا کروں؟ جبکہ میرے پاس رقم یکجا نہیں ہے، کیا قسطوں میں دے سکتا ہوں؟

جواب:... رہائشی مکان اور ذاتی کاروبار کی دُکان پر زکوٰۃ نہیں ہے۔[۲] البتہ اس میں جو موجود مال اگر اتنا ہے کہ قرض اُتار کر اگر آپ کے حصے میں اتنا مال آتا ہے کہ آپ صاحبِ نصاب بن جاتے ہیں، تو آپ پر زکوٰۃ ہے، ورنہ نہیں۔[۳] اسی طرح بیوی کے زیور پر زکوٰۃ ہے، ظاہر ہے آپ خود ہی ادا کریں گے۔ لیکن اگر بیوی نے آدھا زیور بیٹی کے نام کردیا ہے، اور اَب اِستعمال بھی نہیں کرتی اور دونوں کو ساڑھے سات تولے سے کم ملتا ہے، تو دونوں پر زکوٰۃ نہیں۔ [۴]

کرائے پر دیئے گئے مکان کی زکوٰۃ

سوال:... میرا ایک مکان کراچی میں ہے، وہ مکان میرے نام ہے، اگر میں اسے فروخت کروں تو اس کی قیمت اس وقت پچیس لاکھ یا اس سے زیادہ ہوگی، تیس لاکھ تک بھی ہوسکتی ہے۔ وہ میں نے کرائے پر دیا ہوا ہے، اسے کرائے پر دیئے ہوئے نو مہینے ہوگئے ہیں، اس کا کرایہ ساڑھے پانچ ہزار روپے ہے، میں یہ معلوم کرنا چاہتا ہوں کہ اس کرائے کے حساب سے مجھے کتنی زکوٰۃ دینی ہوگی یا مکان کی قیمت کے لحاظ سے؟ نیز کتنی زکوٰۃ سال بھر میں دینی چاہئے؟ مزید یہ کہ میری تین بیٹیاں ہیں، مکان کا کرایہ ان تینوں بیٹیوں کے پاس جاتا ہے، اس مکان کی زکوٰۃ مجھے دینی ہے یا بیٹیوں کو، کیونکہ مکان میرے نام ہے؟

---

(۱) فلیس فی دور السکنٰی وأثاث المنزل .... زکٰوة۔ (عالمگیری ج:۱ ص:۱۷۲، کتاب الزکاة، الباب الأوّل)۔

(۲) فلیس فی دور السکنٰی وثیاب البدن وأثاث المنازل ...... زکٰوة۔ (عالمگیری ج:۱ ص:۱۷۳، کتاب الزکاة)۔

(۳) ومن کان علیه دین یحیط بماله فلا زکٰوة علیه .... وان کان ماله أکثر من دینه زکی الفاضل إذا بلغ نصابًا بالفراغ عن الحاجة والمراد به دین له مطالب من جهة العباد۔ (الهدایة مع شرح البنایة ج:۴ ص:۱۶، طبع حقانیه، کتاب الزکاة، وکذا فی الفتح ج:۱ ص:۴۸۶، کتاب الزکاة)۔

(۴) وأما شروط وجوبها ...الخ منها کون المال نصاب فلا تجب فی أقل منه۔ (عالمگیری ج:۱ ص:۱۷۳)۔ وفی کل عشرین مثقال ذهب نصف مثقال۔ (عالمگیری ج:۱ ص:۱۷۸، کتاب الزکاة، الباب الثالث فی زکاة الذهب)۔

جواب:... سال کے بعد چالیسواں حصہ زکوٰۃ ادا کردیا کریں، یعنی جتنی سال میں آپ کو آمدنی ہوتی ہے، اس کا چالیسواں حصہ زکوٰۃ میں دے دیا کریں۔ اور مکان کا کرایہ آپ ادا کرکے بیٹیوں کو حصہ دے دیا کریں، مکان کی زکوٰۃ بہرحال آپ کے ذمے ہے۔[1]

مکان کی خرید پر خرچ ہونے والی رقم پر زکوٰۃ

سوال:... ایک ماہ قبل مکان کا سودا کرچکے ہیں، ہم نے دو ماہ کا وقت لیا تھا جو کہ رمضان میں ختم ہو رہا ہے، بیعانہ ایڈوانس ادا کرچکے ہیں، اب ادائیگیٔ زکوٰۃ کس طرح ہوگی؟ کیونکہ رقم تو اب ہماری نہیں ہے، مالک مکان کی ہوگئی، اب ہمارا تو صرف مکان ہوگیا، کیا اس رقم سے زکوٰۃ ادا کریں جو کہ مالک کو دینی ہے؟

جواب:... اگر زکوٰۃ ادا کرنے سے قبل مکان کی قیمت ادا کردی تو اس پر زکوٰۃ واجب نہیں،[2] اور اگر سال ختم ہوگیا اب تک مکان کے پیسے ادا نہیں کئے بلکہ بعد میں وقتِ مقرّرہ پر ادا کریں گے تو اس سے زکوٰۃ ساقط نہ ہوگی، اس پر زکوٰۃ واجب ہے۔[3]

حج کے لئے رکھی ہوئی رقم پر زکوٰۃ

سوال:... ایک شخص کے پاس اپنی کمائی کی کچھ رقم تھی، انہوں نے حج کرنے کے ارادے سے درخواست دی اور رقم جمع کرائی، لیکن قرعہ اندازی میں ان کا نام نہیں آیا، اور حکومتِ وقت کی جانب سے ان کی رقم واپس مل گئی، وہ شخص پھر آئندہ سال حج کرنے کا ارادہ رکھتا ہے اور درخواست بھی دینے کا ارادہ ہے، آپ یہ بتائیں کہ حج کرنے کے لئے جو رقم رکھی گئی ہے، اس پر زکوٰۃ ادا کرنا ضروری ہے یا ایسی رقم سے کوئی زکوٰۃ نکالی نہیں جائے گی یا دُوسری رقم کی طرح اس پر بھی زکوٰۃ نکالی جائے گی؟

جواب:... اس رقم پر بھی زکوٰۃ واجب ہے۔[4]

چندے کی زکوٰۃ

سوال:... ہم ایک برادری کے لوگ ایک مشترکہ مقصد کے لئے (یعنی خدانخواستہ اگر انہی لوگوں میں سے کسی کی موت واقع ہوجائے تو اس کی لاش کو اس کے ورثاء کے حوالے کرنے کے لئے جو اخراجات وغیرہ ہوتے ہیں) چندہ اکٹھا کرلیتے ہیں اور یہی چندہ

---

(۱) وتجب على الفور عند تمام الحول. (عالمگیری ج:۱ ص:۱۷۰، کتاب الزكاة، الباب الأوّل). ومراده تمليك جزء من ماله وهو ربع العشر أو ما يقوم مقامه. (بحر الرائق ج:۲ ص:۲۱۶).

(۲) وأما شروط وجوبها فمنها .... كون المال نصابًا فلا تجب في أقل منه، هٰكذا في العيني شرح الكنز. (فتاویٰ عالمگیری ج:۱ ص:۱۷۲)، وإذا كان النصاب كاملًا في طرفي الحول فنقصانه فيما بين ذٰلك لَا يسقط الزكوٰة لأنه يشق اعتبار الكمال في أثنائه أي يشق .... لأنه قد يزيد وقد ينقص .... وأما لَابُد منه أي من كمال النصاب في إبتدائه في إبتداء الحول للإنعقاد أي لِانعقاد السبب وتحقق الغنا. (البناية في شرح الهداية ج:۴ ص:۱۰۶، كتاب الزكاة).

(۳) وسببه أي سبب إفتراضها ملك نصاب حولي نسبة للحول لحولَانه عليه. (الدر المختار ج:۲ ص:۲۵۹).

(۴) ایضاً حوالہ بالا۔

کسی کا زیادہ ہوتا ہے کسی کا کم، لہٰذا حل طلب مسئلہ یہ ہے کہ اگر ایک سال اس چندہ کا گزر جائے اور مجموعی طور پر نصابِ زکوٰۃ پر پورا اُترے تو کیا زکوٰۃ واجب الادا ہوگی یا نہیں؟ اگر زکوٰۃ واجب الادا ہو تو اس کا طریقۂ ادائیگی کیا ہوگا؟

جواب:... جو رقم کسی کارِ خیر کے چندے میں دے دی جائے، اس کی حیثیت مالِ وقف کی ہوجاتی ہے، اور وہ چندہ دینے والوں کی مِلک سے خارج ہوجاتی ہے، اس لئے اس پر زکوٰۃ نہیں۔ (۱)

زیورات کے علاوہ جو چیزیں زیرِ استعمال ہوں ان پر زکوٰۃ نہیں

سوال:... ایک آدمی کے پاس کچھ بھینسیں ہیں، کچھ کشتیاں ہیں جن میں وہ مچھلی کا شکار کرتا ہے، اور جال بھی ہے، جال کی قیمت ساٹھ ستر ہزار روپے ہے، اور تمام چیزوں کی مالیت تقریباً ۴ لاکھ بنتی ہے، ان پر زکوٰۃ دینی ہوگی یا نہیں؟

جواب:... یہ چیزیں استعمال کی ہیں، ان پر زکوٰۃ نہیں، (۲) البتہ زیورات پر زکوٰۃ ہے، خواہ وہ پہنے ہوئے رہتے ہوں۔ (۳)

زیورات کے علاوہ استعمال کی چیزوں پر زکوٰۃ نہیں

سوال:... زکوٰۃ کن لوگوں پر واجب ہے؟ کیا آرام و آسائش کی چیزوں (مثلاً: ریڈیو، ٹی وی، فریج، واشنگ مشین، موٹرسائیکل، وغیرہ) پر بھی زکوٰۃ دینی چاہئے؟

جواب:... زیورات کے علاوہ استعمال کی چیزوں پر زکوٰۃ نہیں۔ (۴)

لائبریری کی کتابوں پر زکوٰۃ نہیں

سوال:... کیا فرماتے ہیں علمائے احناف اس لائبریری کے بارے میں جو آدمی کے لئے دارالمطالعہ ہوتی ہے، اور غالباً اس میں بیس ہزار روپے کی کتب موجود ہوں، کیا اس میں سے زکوٰۃ دینی لازمی ہے؟ جواب سے مشرف کریں عین نوازش ہوگی۔

---

(۱) وسببه أی سبب إفتراضها ملک نصاب حولی تام ...إلخ. (درمختار) (قوله ملک نصاب) لَا زکٰوة فی سوائم الوقف والخیل المسبلة لعدم الملک. (درمختار مع رد المحتار ج:۲ ص:۲۵۹، کتاب الزکاة).

(۲) (ولیس فی دور السکنٰی وثیاب البدن وأثاث المنزل ودواب الرکوب وعبید الخدمة وسلاح الإستعمال زکٰوة لأنها مشغولة بالحاجة الأصلیة ولیست بنامیة أیضًا). الحاجة الأصلیة ما یدفع الهلاک عن الإنسان تحقیقًا أو تقدیرًا .... (وآلات المحترفین لما قلنا) إشارة إلیٰ ما قلنا من قوله لأنها مشغولة بالحاجة الأصلیة ولیست بنامیة، وآلات المحترفین مثل قدر الطباخین والصباغین .... وظروف الأمتعة. (البنایة فی شرح الهدایة ج:۴ ص:۱۹، کتاب الزکاة).

(۳) واللازم .... فی مضروب کل منهما ومعموله ولو تبرًا أو حلیا مطلقًا مباح الإستعمال أو لَا ولو للتجمل والنفقة لأنهما خلقا أثمانا فیزکیهما کیف کانا ...إلخ. (قوله أو حلیا) ما تتحلی به المرأة من ذهب أو فضة ...إلخ. (رد المحتار مع الدر المختار ج:۲ ص:۲۹۸، کتاب الزکاة، باب زکاة المال).

(۴) ایضاً حاشیہ نمبر ۲ ملاحظہ ہو۔

جواب:... مطالعے کی کتابوں پر زکوٰۃ نہیں۔ [۱]

زکوٰۃ ادا کرنے کے دِن کی قیمت کا اِعتبار ہوگا

سوال:... قانون کے مطابق حصص پر زکوٰۃ کے لئے مالیت کا تعین حصص کی اصل مالیت پر کی جاتی ہے، مثلاً کسی کمپنی کے حصص دس روپے کی مالیت کے ہیں اور کسی کے پاس سو حصص ہیں تو اس کی مالیت ایک ہزار روپے ہوگی، اسی طرح زکوٰۃ ایک ہزار روپے پر اَدا کی جائے گی، جبکہ مارکیٹ میں بھاؤ کا اُتار چڑھاؤ رہتا ہے، کبھی دس روپے کے حصص چالیس روپے کے، اور کبھی دس روپے سے بھی کم ہوجاتے ہیں، کیا پہلی صورت دُرست ہے یا دُوسری صورت کے مطابق مالیت کا تعین کرکے زکوٰۃ ادا کی جائے۔

جواب:... زکوٰۃ ادا کرنے کے دن حصص کی جو قیمت بازار میں ہو، اس کے مطابق زکوٰۃ دی جائے۔ [۲]

چھ لاکھ کی گاڑی تین ہزار روپے ماہانہ اَقساط پر فروخت کرنے والے پر کتنی زکوٰۃ آئے گی؟

سوال:... کیا فرماتے ہیں مفتیانِ وعلمائے کرام اس مسئلے کے بارے میں کہ آدمی چھ لاکھ کی گاڑی فروخت کرتا ہے، اور قیمت کی وصولی تین ہزار ماہانہ قسط کی صورت میں کرتا ہے، تو سال میں تقریباً چھتیس ہزار روپے وصول ہوجاتے ہیں، اِحتمال چھتیس ہزار سے کم کا راجح ہے بہ نسبت اس سے زائد کے، تو اس صورت میں بھی زکوٰۃ کس طرح دی جائے گی؟ کیا چھ لاکھ کی یا چھتیس ہزار کی یا چھتیس ہزار سے کم جتنی بھی سال میں وصول ہوجائے۔ ایک بات یہ بھی ہے کہ کبھی کبھار یہ چھ کے چھ لاکھ ضائع بھی ہوجاتے ہیں، یعنی عموماً مل ہی جاتے ہیں لیکن ضائع ہونے کا بھی اِحتمال کچھ نہ کچھ ہے۔ قرآن وحدیث کی روشنی میں مسئلے کی وضاحت فرمائیں۔

جواب:... چونکہ اس شخص نے چھ لاکھ کی گاڑی بیچی ہے تو گویا اس کا چھ لاکھ روپیہ خریدار کے ذمے ہے، ان میں سے چھتیس ہزار تو اس کو سالانہ وصول ہورہے ہیں، اور باقی رقم بذمہ خریدار ہے، اور شریعت کا اُصول یہ ہے کہ جس شخص نے کسی کو اُدھار رقم دی ہو، ایک سال کے لئے یا چند سالوں کے لئے، تو اس رقم کی زکوٰۃ ہر سال مالک کے ذمے یعنی اُدھار دینے والے کے ذمے ہے، واللہ اعلم! [۳]

---

(۱) (اما شروط الوجوب) منها فراغ المال عن حاجة الأصلية .... وكذا كتب العلم إن كان من أهله. (عالمگیری ج:۱ ص:۱۷۲). (وعلىٰ هٰذا كتب العلم لأهلها) أى علىٰ ما ذكرنا من عدم وجوب الزكٰوة حكم كتب العلم لأهلها. (البناية فی شرح الهداية، كتاب الزكٰوة ج:۴ ص:۱۹، وكذا فی رد المحتار ج:۲ ص:۲۶۵، كتاب الزكاة).

(۲) لأنّ الواجب الأصلی عندهما هو ربع عشر العين وإنّما له ولَاية النقل إلى القيمة يوم الأداء فيعتبر قيمتها يوم الأداء. (بدائع ج:۲ ص:۲۲، وكذا فی رد المحتار مع الدر المختار ج:۲ ص:۲۸۶، باب زكاة الغنم).

(۳) واعلم ان الديون عند الإمام ثلاثة: قوی، ومتوسط، وضعيف، فتجب زكٰوتها إذا تم نصابًا وحال الحول لٰكن لَا فورًا بل عند قبض أربعين درهما من الدين القوی كقرض وبدل مال تجارة فكلما قبض أربعين درهمًا يلزمه درهم وعند قبض مأتين منه لغيرها أی من بدل مال لغير تجارة وهو المتوسط كثمن سائمة وعبيد خدمة ونحوهما .... ويعتبر ما مضٰی من الحول قبل القبض فی الأصح. (قوله ويعتبر ما مضٰی من الحول) أی فی الدين المتوسط لأن الخلاف فيه ...إلخ. (درمختار مع رد المحتار ج:۲ ص:۳۰۵، مطلب فی وجوب الزكاة فی دين المرصد، وأيضًا خلاصة الفتاویٰ، الفصل السادس فی الديون ج:۱ ص:۲۳۸).

دس لاکھ کی قسطوں پر فروخت شدہ گاڑی پر کتنی زکوٰۃ ہوگی؟

سوال:... میں نے ایک گاڑی ساڑھے آٹھ سال کے اندر قسطوں کی ادائیگی کے معاہدے کے تحت مبلغ دس لاکھ میں فروخت کی، اس شرط پر کہ وہ لوگ مجھے ایک سال میں صرف ایک لاکھ بیس ہزار دیتے ہیں۔ پوچھنا یہ ہے کہ آیا میں زکوٰۃ ہر سال دس لاکھ روپے کی ادا کروں یا ایک لاکھ بیس ہزار کی ادا کروں؟

جواب:... جب آپ نے دس لاکھ میں گاڑی بیچ دی تو وہ رقم اس شخص کے ذمے قرض ہوگئی، اور قرض کی رقم پر ہر سال زکوٰۃ لازم ہے، اس لئے آپ ہر سال زکوٰۃ ادا کیا کریں۔[1]

اِستعمال کی کار، موٹر سائیکل پر زکوٰۃ نہیں

سوال:... کار اور موٹر سائیکل جو ہمارے اِستعمال میں ہے، اس پر بھی زکوٰۃ دینی ہوگی؟ اگر دینی ہوگی تو قیمت کونسی شمار کی جائے گی؟

جواب:... اِستعمال کی چیزوں پر زکوٰۃ نہیں۔[2]

استعمال کے برتنوں پر زکوٰۃ

سوال:... ایسے برتن (مثلاً: دیگ، بڑے دیگچے وغیرہ) جو سال میں دو تین بار استعمال ہوں، ان کی بھی زکوٰۃ قیمتِ خرید موجودہ پر ہوگی (تانبے کی)، یا اس قیمت پر جس پر کہ دُکاندار پُرانے (غیر شکستہ) برتن خرید کر ادا کرتے ہیں؟

جواب:... ایسے برتن جو استعمال کے لئے رکھے ہوں خواہ ان کے استعمال کی نوبت کم ہی آتی ہو، ان پر زکوٰۃ واجب نہیں۔[3]

---

(۱) واعلم ان الديون عند الإمام ثلاثة: قوى، ومتوسط، وضعيف، فتجب زكوتها إذا تم نصابًا وحال الحول لٰكن لَا فورًا بل عند قبض أربعين درهمًا من الدين القوى كقرض وبدل مال تجارة فكلما قبض أربعين درهمًا يلزمه درهم وعند قبض مأتين منه لغيرهما أى من بدل مال لغير تجارة وهو المتوسط كثمن سائمة وعبيد خدمة ونحوهما .... ويعتبر ما مضٰى من الحول قبل القبض فى الأصح (قوله ويعتبر ما مضى إلخ) اى فى الدين المتوسط لأن الخلاف فيه، أما القوى فلا خلاف فيه لما فى المحيط من أنه تجب الزكوٰة فيه بحول الأصل. (رد المحتار مع الدر المختار ج:۲ ص:۳۰۵، مطلب فى وجوب الزكاة فى دين المرصد، أيضًا خلاصة الفتاوىٰ، كتاب الزكاة، الفصل السادس فى الديون ج:۱ ص:۲۳۸، طبع رشيديه).

(۲) من شرائط وجوبها ...إلخ. فراغ المال عن حاجة الأصلية فليس فى دور السكنٰى .... ودواب الركوب .... زكٰوة. (عالمگيرى ج:۱ ص:۱۷۲، كتاب الزكاة، الباب الأوّل فى تفسيرها وصفتها). وليس فى دور السكنٰى وثياب البدن وأثاث المنزل ودواب الركوب وعبيد الخدمة وسلاح الإستعمال زكٰوة لأنها مشغول بالحاجة الأصلية، والحاجة الأصلية ما يدفع الهلاك عن الإنسان تحقيقًا أو تقديرًا ...إلخ. (البناية فى شرح الهداية ج:۴ ص:۱۹).

(۳) حاشیہ نمبر ۲ ملاحظہ ہو۔

ادویات پر زکوٰۃ

سوال:…دُکان میں پڑی ادویات پر زکوٰۃ لازم ہے یا صرف اس کی آمدنی پر؟

جواب:…ادویات کی قیمت پر بھی لازم ہے۔[۱]

واجب الوصول رقم کی زکوٰۃ

سوال:…میں ایک ایسا کام کرتا ہوں کہ خدمات کی انجام دہی کی رقوم کافی لوگوں کی طرف واجب الوصول رہتی ہیں، اور وصولی بھی پانچ چھ مہینے بعد ہوتی ہے، کچھ لوگوں سے وصولی کی بہت کم اُمید ہوتی ہے، کیا ان واجب وصول رقوم پر زکوٰۃ دینی چاہئے یا جب وصول ہوجائیں اس کے بعد؟

جواب:…کاریگر کو کام کرنے کے بعد جب اس کا حق الخدمت (اُجرت، مزدوری) وصول ہوجائے تب اس کا مالک ہوتا ہے، پس اگر آپ صاحبِ نصاب ہیں تو جب آپ کا زکوٰۃ کا سال پورا ہو، اس وقت تک جتنی رقوم وصول ہوجائیں ان کی زکوٰۃ ادا کردیا کیجئے، اور جو آئندہ سال وصول ہوں گی ان کی زکوٰۃ بھی آئندہ سال دی جائے گی۔[۲]

حصص پر زکوٰۃ

سوال:…میرے پاس ایک کمپنی کے سات سو حصص ہیں، جن کی اصلی قیمت دس روپیہ فی حصص ہے، جبکہ موجودہ قیمت ۳۰ روپے فی حصص ہے، زکوٰۃ کون سی قیمت پر واجب ہوگی؟

جواب:…حصص کی اس قیمت پر جو وجوبِ زکوٰۃ کے دن ہو۔[۱]

سوال:…جمعہ کی اشاعت میں حصص پر زکوٰۃ کی ادائیگی کے بارے میں مسئلہ پڑھا، لیکن سوال یہ ہے کہ تمام محدود کمپنیاں زکوٰۃ وعشر آرڈیننس مجریہ ۱۹۸۰ء کے تحت کمپنی کے اثاثہ جات پر زکوٰۃ منہا کرتی ہیں، اور یہ رقم اس آرڈیننس کی دفعہ ۷ کے مطابق قائم شدہ سنٹرل زکوٰۃ فنڈ کو منتقل کردی جاتی ہیں، نیز یہ اداشدہ زکوٰۃ حصص داران کے حصص کے تناسب کے حساب سے ان کے حاصل شدہ منافع میں سے کاٹ لی جاتی ہے۔ دریافت یہ کرنا ہے کہ ایک مرتبہ اجتماعی کاروبار سے زکوٰۃ منہا ہوجانے کے بعد بھی دوبارہ ہر حصہ دار

---

(۱) وشرطه أى شرط إفتراض أدائها حولَان الحول وهو فى ملكه وثمنية المال ………… أو نية التجارة فى العروض اما صريحًا ولَا بعد من مقارنتها لعقد التجارة كما سيجيئ۔ (الدر المختار علٰى هامش الطحطاوى ج:۱ ص:۳۹۱)۔

(۲) واعلم أن الديون عند الإمام ثلاثة قوى ومتوسط وضعيف، فتجب زكاتها ………… عن قبض مائتين مع حولَان الحول بعد أى بعد القبض من دين ضعيف وهو بدل غير مال كمهر ودية وبدل كتابة وخلع إلَّا إذا كان عنده ما يضم إلى الدين الضعيف۔ وفى الشامية: (قوله إلَّا إذا كان إلخ) إستثناء من إشتراط حولَان الحول بعد القبض ……… والحاصل أنه إذا قبض منه شيئًا وعنده نصاب يضم المقبوض إلى النصاب ويزكيه بحوله ولَا يشترط له حول بعد القبض۔ (رد المحتار مع الدر المختار ج:۲ ص:۳۰۵، ۳۰۶، مطلب فى وجوب الزكاة فى دين المرصد)۔

(۳) وإن أدى القيمة تعتبر قيمتها يوم الوجوب …إلخ۔ (عالمگيرى ج:۱ ص:۱۸۰، كتاب الزكاة، الباب الثالث)۔

کو اپنے ان حصص پر انفرادی طور پر زکوٰۃ ادا کرنی ہوگی؟

جواب:... اگر حصہ داروں کے حصص سے زکوٰۃ وصول کرلی گئی تو ان کو انفرادی طور پر اپنے حصوں کی زکوٰۃ دینے کی ضرورت نہیں، البتہ اس میں گفتگو ہوسکتی ہے کہ حکومت جس انداز سے زکوٰۃ کاٹ لیتی ہے، وہ صحیح ہے یا نہیں؟ اور اس سے زکوٰۃ ادا ہوجاتی ہے یا نہیں؟ بہت سے علماء، حکومت کے طریقِ کار کی تصویب کرتے ہیں، اور اس سے زکوٰۃ ادا ہوجانے کا فتویٰ دیتے ہیں، جبکہ بہت سے علماء کی رائے اس کے خلاف ہے، اور وہ حکومت کی کاٹی ہوئی زکوٰۃ کو ادا شدہ نہیں سمجھتے، ان حضرات کے نزدیک ان تمام رقوم کی زکوٰۃ مالکان کو خود ادا کرنی چاہئے جو حکومت نے وضع کرلی ہو۔ [1]

خرید کردہ بیج یا کھاد پر زکوٰۃ نہیں

سوال:... زمین کے لئے جن پیسوں سے بیج اور کھاد خرید کر رکھا ہے، کیا ان پر بھی زکوٰۃ ادا کرنی چاہئے؟

جواب:... جو کھاد اور بیج خرید کر رکھ لیا ہے، اس پر زکوٰۃ نہیں۔ [2]

پراویڈنٹ فنڈ پر زکوٰۃ

سوال:... میں ایک مقامی بینک میں ملازم ہوں، جہاں میرا فنڈ مبلغ ۲۹ ہزار روپے جمع ہوگیا ہے، اور اس میں سے میں نے کل ۲۷ ہزار روپے بطور لون لیا ہے، کیا اس پر بھی زکوٰۃ دینی ہوگی؟ اگر دینی ہوگی تو کب سے اور کتنی؟

جواب:... پراویڈنٹ فنڈ پر زکوٰۃ اس وقت واجب ہوتی ہے جب وہ وصول ہوجائے، جب تک وہ گورنمنٹ کے کھاتے میں جمع ہے اس پر زکوٰۃ واجب نہیں، [3] اس مسئلے پر حضرت مولانا مفتی محمد شفیع صاحبؒ کا رسالہ لائقِ مطالعہ ہے۔ [4]

کمپنی میں نصاب کے برابر جمع شدہ رقم پر زکوٰۃ واجب ہے

سوال:... میں نے پیسے کسی کمپنی کو دیئے ہیں، جو کہ منافع ونقصان کی بنیاد پر ہر ماہ منافع ادا کرتی ہے، جس سے ہمارے گھر

---

(۱) تفصیل دیکھئے: أحسن الفتاویٰ ج:۴ ص:۳۰۳، طبع ایچ ایم سعید، وخیر الفتاویٰ ج:۳، کتاب الزکاۃ، وجواهر الفتاویٰ۔

(۲) ومنها فراغ المال عن حاجة الأصلية فليس في دور السكنٰى .... زكٰوة وكذا طعام أهله ...إلخ۔ (عالمگیری ج:۱ ص:۱۷۲، کتاب الزکاۃ، الباب الأوّل فی تفسیرها وصفتها وشرائطها)۔

(۳) الديون علٰى ثلاثة مراتب: قوی .... ووسط كبدل مال لم يكن للتجارة وغلة مال لم يكن للتجارة وإنما يخاطب بأداء زكٰوته عند قبض مأتين منها، وضعيف كبدل ما ليس بما وهو المهر .... وإنما يخاطب بأداء زكٰوته إذا قبض مأتين وحال عليها الحول بعد القبض وهٰذا قول أبي حنيفة۔ (خلاصة الفتاویٰ، الفصل السادس فی الدیون ج:۱ ص:۲۳۸ طبع رشیدیہ کوئٹہ، وأیضًا فی الشامیة ج:۲ ص:۳۰۵، ۳۰۶، مطلب فی وجوب الزکاۃ فی دین المرصد)۔

(۴) دیکھئے: جواهر الفقه ج:۱ ص:۳۸۵، ازحضرت مولانا مفتی محمد شفیع صاحبؒ، طبع دارالعلوم کراچی۔ ''پراویڈنٹ فنڈ پر زکوٰۃ اور سود کا مسئلہ'' حضرت مفتی محمد شفیع صاحبؒ۔

کے اخراجات بمشکل پورے ہوتے ہیں۔ میری آمدنی کبھی اتنی نہیں ہوتی کہ بہت ہی ضروری گھر کے اخراجات کے بعد کچھ پس انداز کرلیا جائے، کیونکہ ہم کثیرالاولاد ہیں۔ اب معلوم یہ کرنا ہے کہ زکوٰۃ کس طرح سے ادا ہو؟ اگر ماہانہ آمدنی سے ادا کرتے ہیں تو فاقہ کی صورت پیش آتی ہے، اور اگر اصل مال سے نکلواتے ہیں تو بھی آمدن مزید کم ہوجاتی ہے، اور ہاتھ تو پہلے ہی تنگ رہتا ہے، پھر قرض اُٹھانے کی ضرورت پیش آئے گی، جس سے ہمیشہ بچتا ہوں، اور قرض کبھی نہیں لیتا، رہنمائی فرمائیں۔

جواب:... جو رقم آپ نے کمپنی میں جمع کر رکھی ہے اگر وہ مالیتِ نصاب (ساڑھے باون تولہ چاندی) کے برابر ہے، تو اس کی زکوٰۃ آپ کے ذمہ ہے۔[1] زکوٰۃ ادا کرنے کی جو صورت بھی آپ اختیار کریں۔

تجارتی کمپنیوں میں پھنسی ہوئی رقوم پر زکوٰۃ کا حکم

سوال:... علمائے کرام سے سنتے ہیں کہ قرضہ پر زکوٰۃ فرض ہے۔ گزارش یہ ہے کہ ایک مسلمان کا اگر کسی پر دس ہزار یا کم و بیش قرضہ ہو تو زکوٰۃ وصول ہونے پر ادا کرنے کا حکم ہے، مگر سوال یہ ہے کہ ایک مسلمان کی اگر ساری جمع پونجی قرضہ میں ہو اور اس کا ملنا بھی دُشوار ہو، جس کی کراچی میں کوآپریٹو اسکینڈل .... زندہ مثال موجود ہے کہ نہ تو جن بھائیوں کی رقمیں پھنس گئی ہیں ان کے ملنے کی اُمید ہے اور نہ ہی وہ نااُمید ہو کر صبر کرسکتے ہیں، لہٰذا اب اگر ایک مسلمان کو اپنے قرضہ والی رقم چالیس سال تک نہیں ملتی تو ۴۰ سال اور بعد میں اس کا کیا حکم ہوگا؟ کیونکہ اس طرح اڑھائی فیصد کے حساب سے تو زکوٰۃ کی مد میں جتنی بھی رقم لوگوں پر قرض ہو وہ زکوٰۃ کی مد میں منہا ہوکر ختم ہوجائے گی۔ اب اگر چالیس سال بعد بھی رقم نہیں ملتی تو کیا ۴۰ سال میں مذکورہ رقم جو زکوٰۃ کی مد میں ختم ہوچکی ہے زکوٰۃ میں منہا سمجھی جائے گی اور ۴۰ سال کے بجائے اگر ۵۴ سال کے بعد یہ رقم مل جائے تو کیا کرنا ہوگا؟ ذرا تفصیل سے جواب عنایت فرمائیں۔

جواب:... ان تجارتی کمپنیوں میں لوگوں کی جو رقمیں پھنسی ہوئی ہیں ان کی زکوٰۃ کا کیا حکم ہے؟ اس کو سمجھنے سے پہلے اس پر غور کرلینا مناسب ہوگا کہ شرعی نقطۂ نظر سے ان رُقوم کی نوعیت کیا ہے؟

یہ بات تو ہر خاص و عام کو معلوم ہے کہ جن لوگوں نے ان کمپنیوں میں اپنی پونجی جمع کرائی تھی یہ رقمیں ان کمپنیوں کو بطور قرض کے نہیں دی تھیں بلکہ کاروبار میں شراکت اور منافع میں حصہ داری کے لئے دی تھیں۔ چنانچہ ان کمپنیوں نے ان رُقوم کو کاروبار میں لگایا اور اس کاروبار سے حاصل ہونے والے منافع میں ان رقموں کے مالکان کو شریک کیا۔

ان میں سے بعض کمپنیوں کے بارے میں لوگوں کو معلوم تھا کہ وہ شریعت کے اُصول مضاربت کے مطابق ان رُقوم سے کاروبار کرتی ہیں، اور شریعت کے مطابق کھاتہ داروں کو منافع کا حصہ تقسیم کرتی ہیں۔ انہوں نے بعض لائقِ اعتماد اہلِ علم سے شرعی اُصول مضاربت کے مطابق کام کرنے کا مکمل خاکہ تیار کرایا، اس کے اُصول و قواعد وضع کئے اور پھر اس مرتب نقشے کے مطابق کاروبار شروع

(۱) وشرطه أی شرط إفتراض أدائها حولان الحول وهو فی ملكه وثمنية المال كالدراهم والدنانير لتعينهما للتجارة بأصل الخلقة فتلزم الزكٰوة كيفما أمسكهما ولو للنفقة. (قوله وشرطه) .... وما هنا شرط فی نفس المال المزكی (قوله وهو فی ملكه) أی التام فخرج الضمار. (الدر المختار مع الحاشية الطحطاوی، كتاب الزكٰوة ج: ۱ ص: ۳۹۳، طبع رشيديه).

کیا اور یہ حضرات شدّت کے ساتھ اس اَمر کا لحاظ رکھتے تھے کہ کاروبار میں بھی اور منافع کی تقسیم میں بھی کوئی بات شریعت کے خلاف نہ ہونے پائے۔

الغرض! ایسی کمپنیاں جو کھاتہ داروں کے روپے سے شریعت کے اُصول مضاربت کے مطابق کام کرتی تھیں جو رقمیں ان کو دی گئیں وہ قرض نہیں بلکہ ان کے ہاتھ میں امانت تھیں، اور یہ لوگ کھاتہ داروں کی جانب سے کاروبار کرنے کے لئے وکیل تھے اور ان کے ساتھ نفع میں شریک تھے، چنانچہ حضراتِ فقہائے لکھتے ہیں:

''مضارب، کام شروع کرنے سے پہلے رأس المال کی رقم کا امین ہوتا ہے، کام شروع کرنے کے بعد وہ اس کی جانب سے وکیل بن جاتا ہے، اور نفع حاصل ہوجانے کے بعد وہ اس کے ساتھ منافع میں شریک ہوجاتا ہے۔''(۱)

یہ کمپنیاں اپنے مرتب کردہ نقشے کے مطابق کاروبار کررہی تھیں اور کھاتہ داروں کو بالالتزام منافع تقسیم کررہی تھیں کہ یکا یک حکومت نے ان کی تمام املاک پر قبضہ کرکے ان کو کاروبار کرنے سے روک دیا، وہ دن اور آج کا دن کہ یہ تمام املاک اور اثاثے حکومت کے قبضہ وتحویل میں ہیں، ان کمپنیوں کے مالکان نے ہر چند حکومت سے اپیلیں کیں کہ حکومت ہمیں اپنی نگرانی میں کاروبار کی اجازت دیدے اور ہم سے ایک ایک پیسے کا حساب لے، یا کم ازکم ہمیں اپنے املاک اور اثاثوں کو فروخت کرنے ہی کی اجازت دی جائے تاکہ ہم متأثرین کو ان کی رقمیں لوٹانے کے قابل ہوسکیں، مگر کوئی شنوائی نہیں ہوئی۔ یہاں یہ سوال ہوتا ہے کہ آیا کھاتہ داروں کی طرف سے حکومت کے سامنے ان کمپنیوں کی بدعنوانی کی کوئی شکایت آئی تھی؟ اور انہوں نے حکومت سے مداخلت کی کوئی درخواست کی تھی؟ یا حکومت نے اسکینڈل بناکر ان کمپنیوں پر جبری قبضہ کرلیا؟ جہاں تک کھاتہ داروں کا تعلق ہے ان کی طرف سے ایسی کوئی شکایت منظرِ عام پر نہیں آئی، اور نہ یہ کہ انہوں نے حکومت سے مداخلت کی کوئی درخواست کی ہو، بلکہ اس کے برعکس ان کمپنیوں پر عوام کا اعتماد روز بروز بڑھ رہا تھا اور لوگ سرکاری اداروں اور بینکوں سے رُقوم نکال کر ان نجی تجارتی اداروں میں اپنی رقمیں جمع کرارہے تھے، بلکہ بعض نے اپنے زیورات اور مکانات تک فروخت کرکے ان اداروں میں رقمیں جمع کرانا شروع کردیں، ان اداروں کی یہ عوامی مقبولیت ہی ان اداروں کے لئے جان لیوا ثابت ہوئی:

''اے روشنیٔ طبع تو برمن بلاشدی''

حکومت کے ''ماہرینِ معاشیات'' اور سرکاری ونیم سرکاری مالیاتی اداروں کے بزرجمہروں کو بجاطور پر یہ خطرہ لاحق ہوا کہ اگر ان نجی اداروں کی ساکھ بڑھتی رہی اور ان پر عوام کے اعتماد کا یہی عالم رہا تو حکومت کے مالیاتی ادارے اور سرکاری ونیم سرکاری بینک (جو ان کمپنیوں کی وجہ سے موت وحیات کی کشمکش میں مبتلا ہیں) یکسر مفلوج ہوکر رہ جائیں گے اور حکومت کے سودی نظام سے عوام کا اعتماد بالکل ختم ہوجائے گا۔ سرکار کے مالیاتی اداروں کے اس درد کا مداوا حکومت نے یہ تجویز کیا کہ راتوں رات ان گستاخ نجی اداروں

---

(۱) ثم المدفوع إلى المضارب أمانةٌ في يده لأنه قبضه بأمر مالكه لا على وجه البدل والوثيقة وهو وكيل فيه لأنه يتصرف فيه بأمر مالكه إذا ربح فهو شريك فيه لتملكه جزء من المال۔ (هداية ج:۳ ص:۲۵۷، كتاب البيوع، باب المضاربة)۔

پر قبضہ کرلیا اور اس کو اسکینڈل بناکر ان اداروں کے چلانے والوں کو جرمِ بے گناہی کے الزام میں مجرموں کے کٹہرے میں کھڑا کردیا۔ جس سے سرکارِ عالی کو دو فائدے حاصل ہوئے۔ ایک یہ کہ حکومت کے جو ادارے جان کنی کی حالت میں دَم توڑ رہے تھے، ان نجی اداروں کا گلا گھونٹ کر ان جاں بلب سرکاری اداروں کو آکسیجن مہیا کردی گئی اور انہیں اپنی موت مرنے سے بچالیا گیا۔ دوم یہ کہ ان نجی اداروں کو ان کی گستاخی کی ایسی سزا دی گئی کہ آئندہ دُوسروں کے لئے عبرت ہو۔ اور کوئی شخص حکومت کے سودی نظام کے جال سے نکل کر شریعتِ محمدیہ کے مطابق آزادانہ کاروبار کرنے کی جرأت نہ کرسکے۔ حکومت نے اپنے اس اقدام کے ذریعہ ان نجی کمپنیوں کا جو حشر کیا اس کو دیکھنے کے بعد انسان تو انسان، اگر بالفرض کوئی معصوم فرشتہ بھی آسمان سے نازل ہوجائے اور وہ عوام سے وعدہ کرے کہ وہ ان کی رقموں کو پوری دیانت وامانت کے ساتھ کاروبار میں لگائے گا، شریعتِ خداوندی کے عین مطابق کاروبار کرے گا، اور پوری دیانت داری کے ساتھ وہ حاصل شدہ منافع کو حصہ داروں پر تقسیم کرے گا، تب بھی عوام کو حوصلہ اور جرأت نہیں ہوگی کہ وہ اپنے اثاثے اس معصوم فرشتے کے حوالے کردیں، کیونکہ حکومت کے جبری قبضے کی تلوار ان کے سر پر ہمیشہ لٹکتی رہے گی۔ اس کے مقابلے میں وہ حکومت کے سودی اداروں میں رقمیں جمع کرانے کو ترجیح دیں گے، اور ان سے سودی منافع لے کر اپنے دین وایمان اور اپنے ضمیر کا قتل بہتر سمجھیں گے، شیخ سعدیؒ کے ارشاد: ''سگہا را کشادہ وسنگہا را بستہ'' کی کیسی اچھی تعمیل ہے...؟

ان کمپنیوں پر قبضہ جمانے کے بعد کئی سال سے حکومت، عوام کو رقمیں لوٹانے کے سہانے خواب دِکھا رہی ہے، لیکن آج تک تو وہ شرمندۂ تعبیر نہیں ہوئے، ان غصب شدہ کمپنیوں میں جو نقد اثاثے موجود تھے شنید ہے سرکار دیار میں اثر ورسوخ رکھنے والے حضرات ان سے اپنا حصہ وصول کرچکے ہیں، باقی سامان گلتا رہے، سڑتا رہے، برباد ہوتا رہے، اور غریب بوڑھے پنشنرز، بیوائیں، یتیم بچے اور نادار لوگ چیختے رہیں، چلاتے رہیں، بلبلاتے رہیں، حکومت کے کارپردازوں کو اس کی کیا پروا...؟

بنی اسرائیل کے مظلوموں کی صدائیں فرعون کے بلند وبالا محلات تک کب پہنچتی ہیں؟

دریا کو اپنی موج کی طغیانیوں سے کام
کشتی کسی کی پار ہو یا درمیاں رہے!

الغرض! عوام کی یہ رقمیں جو حکومت کے آہنی چنگل میں پھنسی ہوئی ہیں وہ ان کمپنیوں کے پاس امانت تھیں، اور حکومت نے ان کمپنیوں کو اپنی تحویل میں لے کر ان عوامی امانتوں پر قبضہ جمالیا ہے، اور ایسا مال جس کو حکومت نے زبردستی اپنی تحویل میں لے لیا ہو، وہ حضراتِ فقہاءؒ کی اصطلاح میں ''مالِ ضمار'' کہلاتا ہے،[1] اور ''مالِ ضمار'' کی زکوٰۃ کا حکم[2] یہ ہے کہ جب تک وہ مال دوبارہ وصول نہ ہوجائے اس پر گزشتہ سالوں کی زکوٰۃ واجب نہیں، اور جب وصول ہوجائے تو مالک اگر پہلے سے صاحبِ نصاب ہے تو جب اس کے نصاب پر سال پورا ہوگا، اس وقت اس رقم پر بھی صرف اسی سال کی زکوٰۃ واجب ہوگی۔ اور اگر اس وصول ہونے والی رقم کا مالک پہلے

---

(۱) وهو كل ما بقي في ملكه ولٰكن زال عن يده زوالًا لَا يرجٰى عوده في الغالب۔ (عالمگیری ج:۱ ص:۱۷۴، كتاب الزكاة)۔

(۲) يشترط أن يتمكن من الإستنماء بكون المال في يده أو يد نائبه فإن لم يتمكن من الإستنماء فلا زكٰوة عليه۔ (عالمگیری ج:۱ ص:۱۷۴، كتاب الزكاة، الباب الأوّل في تفسيرها وصفتها، ومنها كون النصاب ناميا)۔

سے صاحبِ نصاب نہیں تھا تو جب اس رقم پر سال پورا ہوجائے گا، تب اس پر اس سال کی زکوٰۃ واجب ہوگی۔ (۱)

تاہم اگر کسی کو ان رُقوم کی وصول کا ظنِ غالب ہو، ان کو گزشتہ سالوں کی زکوٰۃ ادا کرنی چاہئے۔

اس ناکارہ نے یہ مسئلہ اپنے علم و فہم کے مطابق لکھا ہے، اگر اس میں اس کوتاہ فہم سے غلطی ہوئی ہو تو اہلِ علم سے استدعا ہے کہ اس کی تصحیح فرماکر ممنون فرمائیں۔

بینک جو زکوٰۃ کاٹتا ہے اس کا انکم ٹیکس سے کوئی تعلق نہیں

سوال:... ایک شخص کے پاس گھر میں دس ہزار ہیں، بینک میں بھی دس ہزار ہیں، بینک کی رقم سے حکومت زکوٰۃ کاٹتی ہے، اور وہ شخص انکم ٹیکس بھی ادا کرتا ہے، تو کیا وہ رقم جو بینک میں جمع ہے اس پر زکوٰۃ دوبارہ دے گا جبکہ انکم ٹیکس بھی حکومت کو دینا ہے یا صرف وہ رقم جو اس کے گھر میں موجود ہے، صرف اس پر زکوٰۃ ادا کرنی ہوگی؟

جواب:... بینک جو زکوٰۃ کاٹتا ہے، بعض اہلِ علم کے نزدیک زکوٰۃ ادا ہوجاتی ہے، (۲) اور حکومت کو جو انکم ٹیکس دینا ہے اتنی مقدار کو چھوڑ کر باقی رقم کی زکوٰۃ ادا کردی جائے۔ (۳)

مقروض کو دی ہوئی رقم پر زکوٰۃ واجب ہے، اور زکوٰۃ میں قیمتی کپڑے دے سکتے ہیں

سوال:... میرا سوال یہ ہے کہ میں نے گھر خرچ میں سے بچا بچا کر پانچ ہزار روپے جمع کئے ہیں، اور ان میں سے چھ سو روپے تو ایک کو قرض دے دیئے، دو سال ہوگئے اس نے آج تک واپس نہیں کئے ہیں، اور نہ ہی ابھی واپس کرنے کا کوئی ارادہ ہے، باقی رقم بھی کسی ضرورت مند نے مانگی تو میں نے اسے دے دی، اسے بھی ایک سال ہوگیا ہے، اس نے بھی واپس نہیں دی۔ تو پوچھنا یہ ہے کہ کیا اس رقم پر بھی زکوٰۃ دینی ہوگی یا نہیں؟ جواب ضرور دیں۔ اور جو کپڑے میں نے اپنے پہننے کے لئے بنائے ہیں، وہ کپڑے زکوٰۃ میں دے سکتے ہیں یا نہیں؟

جواب:... جو رقم کسی کو قرض دے رکھی ہو اس کی زکوٰۃ ہر سال ادا کرنا ضروری ہے، خواہ رقم کی واپسی سے پہلے ہر سال دیتے رہیں یا رقم وصول ہونے کے بعد گزشتہ تمام سالوں کی زکوٰۃ یکمشت ادا کریں۔ (۴) کپڑوں کی قیمت لگا کر ان کو زکوٰۃ میں دے

---

(۱) الزکٰوۃ واجبة علی الحر العاقل البالغ إذا ملک نصابًا ملکا تاما وحال علیه الحول۔ (ج:۱ ص:۱۸۵، کتاب الزکٰوۃ، هدایة لقوله صلی الله علیه وسلم لَا زکٰوۃ فی مال حتی یحول علیه الحول۔ رواه ابن ماجة عن عائشة۔ (هدایة، کتاب الزکٰوۃ ج:۱ ص:۱۸۵)۔

(۲) وأما أخذ ظلمة زماننا من الصدقات والعشر والخراج والجبایات والمصادرات فالأصح أنه یسقط جمیع ذٰلک عن أرباب الأموال إذا نووا عند الدفع التصدق علیهم کذا فی التتارخانیة فی الفصل الثامن من الزکٰوۃ۔ (عالمگیری ج:۱ ص:۱۹۰، الباب السابع فی المصارف)۔

(۳) وإن کان ماله أکثر من دَینه زکّی الفاضل إذا بلغ نصابًا ...إلخ۔ (هدایة ج:۱ ص:۱۸۶، کتاب الزکاة)۔

(۴) الدیون علٰی ثلاث مراتب: قوی کالقرض وبدل مال التجارة وفیهما الزکٰوۃ وإنما یخاطب بالأداء إذا قبض أربعین منها ...إلخ۔ (خلاصة الفتاویٰ ج:۱ ص:۲۳۸، وأیضًا فی الدر المختار ج:۲ ص:۳۰۵، مطلب فی وجوب الزکاة فی دین المرصد)۔

سکتے ہیں،[۱] لیکن ایسا نہ ہو کہ وہ کپڑے لائقِ استعمال نہ رہنے کی وجہ سے آپ کے دِل سے اُتر گئے ہوں اور آپ سوچیں کہ چلو ان کو زکوٰۃ ہی میں دے ڈالو۔[۲]

ٹیکسی کے ذریعہ کرایہ کی کمائی پر زکوٰۃ ہے، ٹیکسی پر نہیں

سوال:... ایک شخص کے پاس ایک لاکھ روپیہ ہے، اس سے وہ ایک ٹیکسی خریدتا ہے، ایک سال بعد چالیس ہزار روپیہ کمائی ہوگئی، اب زکوٰۃ کتنی رقم پر دے؟

جواب:... اگر گاڑی فروخت کی نیت سے نہیں خریدی، بلکہ کمائی کے لئے خریدی ہے تو سال کے بعد صرف چالیس ہزار کی زکوٰۃ دیں گے، گاڑی کمانے کا ذریعہ ہے، اس پر زکوٰۃ نہیں۔[۳]

اور اگر اس شخص کے پاس گاڑی کی کمائی کے علاوہ کچھ روپیہ پیسہ یا زیور نہ ہو تو اس کی زکوٰۃ کا سال اس دن سے شروع ہوگا جس دن گاڑی کی کمائی ساڑھے باون تولہ چاندی کی مالیت کو پہنچ گئی تھی۔[۴]

سوال:... ایک ٹیکسی ہم نے ۴۸ ہزار کی لی تھی، مالک کو قسطوں کے ذریعہ ہم روپے دے چکے ہیں، پھر یہ ٹیکسی ہم نے ۵۵ ہزار روپے میں فروخت کردی، جس میں ہم نے دس ہزار روپے نقد لئے اور ڈیڑھ ہزار روپے قسط ہم ان سے لے رہے ہیں، تقریباً ۳۲ ہزار روپے ہم وصول کرچکے ہیں اور ۱۳ ہزار روپے باقی ہیں۔ اس پہلے والی ٹیکسی کو فروخت کرکے ویسی ہی دُوسری ٹیکسی اٹھانوے ہزار پانچ سو (۹۸۵۰۰) روپے کی اُدھار لی، تین ہزار روپے قسط وار دیتے ہیں، ڈیڑھ ہزار روپے پہلے والی ٹیکسی کے اور ڈیڑھ ہزار اس نئی ٹیکسی پر کماتے ہیں اور قسط دیتے ہیں، اس ٹیکسی کے ۷۰ ہزار روپے کا حساب یعنی زکوٰۃ ہم کس طرح ادا کریں اور یہ کہ کتنے روپے ہمیں زکوٰۃ کے دینے ہوں گے؟

جواب:... ان گاڑیوں سے جو منافع حاصل ہوجائے اور حدِ نصاب تک پہنچ جائے، تو سال گزرنے کے بعد اس پر زکوٰۃ

---

(۱) المال الذی تجب فیه الزکٰوة إن أدی زکٰوته من خلاف جنسه أدی قدر قیمة الواجب إجماعًا۔ (عالمگیری ج:۱ ص:۱۸۰، کتاب الزکاة، الباب الثالث فی زکاة الذهب، الفصل الثانی فی العروض)۔

(۲) "لَنْ تَنَالُوا الْبِرَّ حَتّٰی تُنْفِقُوْا مِمَّا تُحِبُّوْنَ، وَمَا تُنْفِقُوْا مِنْ شَیْءٍ فَإِنَّ اللّٰهَ بِهٖ عَلِیْمٌ" (آل عمران:۹۲)۔

(۳) وأصل هٰذا أنه لیس علی التاجر زکٰوة فی مسکنه وخدمه ومرکبه وکسوته .... أو متاع لم ینو به التجارة... إلخ۔ (خلاصة الفتاویٰ، الفصل الخامس فی زکٰوة المال ج:۱ ص:۲۳۷)۔ ولیس فی دور السکنی وثیاب البدن وأثاث المنزل ودواب الرکوب وعبید الخدمة وسلاح الإستعمال زکٰوة لأنها مشغول بالحاجة الأصلیة والحاجة الأصلیة ما یدفع الهلاک عن الإنسان تحقیقًا أو تقدیرًا۔ (البنایة فی شرح الهدایة ج:۴ ص:۱۹، کتاب الزکاة)۔

(۴) وتعتبر القیمة عند حولان الحول بعد أن تکون قیمتها فی إبتداء الحول مائتی درهم من الدراهم الغالب علیها الفضة۔ (فتاویٰ عالمگیری، کتاب الزکٰوة ج:۱ ص:۱۷۹، الباب الثالث فی زکاة الذهب، الفصل الثانی فی العروض)۔

آئے گی،[1] صرف گاڑیوں پر زکوٰۃ نہیں آئے گی، کیونکہ یہ حصولِ نفع کے آلات ہیں، ان پر زکوٰۃ نہیں آتی۔[2] لیکن یہ خیال رہے کہ بعض لوگ گاڑی اسی نیت سے خریدتے ہیں کہ جونہی اس کے اچھے دام ملیں گے اس کو فروخت کردیں گے، اور یہ ان کا گویا باقاعدہ کاروبار ہے، ایسی گاڑی درحقیقت مالِ تجارت ہے، اوراس کی قیمت پر زکوٰۃ واجب ہے۔[3]

(۱) لَابُد من ملک مقدار النصاب لأنه صلى الله عليه وسلم قدر السبب به ولَابُد من الحول لأنه لَابُد من مدة يتحقق فيها النماء وقدرها الشارع بالحول لقوله صلى الله عليه وسلم لَا زكٰوة فى مال حتّى يحال عليه الحول. (الهداية مع شرحه البناية ج:۴ ص:۸).

(۲) گزشتہ صفحے کا حاشیہ نمبر ۳ ملاحظہ ہو۔

(۳) وما اشتراه لها أى للتجارة كان لها لمقارنة النية لعقد التجارة ...إلخ. لأن الشرط فى التجارة مقارنتها لعقدها وهو كسب المال بالمال بعقد شراء ...إلخ. (شامى ج:۲ ص:۲۷۲، كتاب الزكاة).

زکوٰۃ ادا کرنے کا طریقہ

یک مشت کسی ایک کو زکوٰۃ بقدرِ نصاب دینا

سوال:... ایک مسئلہ آپ سے معلوم کرنا چاہتا ہوں، وہ یہ ہے کہ میں زکوٰۃ کسی ایک شخص کو دے دیتا ہوں، اور اس کی رقم تقریباً ہزاروں روپے ہوتی ہے، یہ میں اس وجہ سے کرتا ہوں کہ کسی مستحق کا کوئی کام پورا ہوجائے، کیا ایسی صورت میں یہ زکوٰۃ دینا جائز ہے؟

جواب:... زکوٰۃ ادا ہوجاتی ہے، مگر کسی کو یک مشت اتنی زکوٰۃ دے دینا کہ وہ صاحبِ نصاب ہوجائے، مکروہ ہے۔[1]

ایک شخص کو کتنی زکوٰۃ دی جاسکتی ہے؟

سوال:... ایک شخص کو زیادہ سے زیادہ کتنی زکوٰۃ دی جاسکتی ہے؟ ساڑھے باون تولے چاندی اور ساڑھے سات تولے سونے کی قیمت میں بہت فرق ہے، چاندی کے حساب سے ۵,۵۰۰ روپے نصاب، اور سونے کے حساب سے ۴۰,۰۰۰ روپے نصاب بنتا ہے، فی زمانہ ۵,۵۰۰ روپے کی کیا حیثیت ہے۔ ایک غریب آدمی صاحبِ اولاد کو کس طرح رقم دیں؟ کیونکہ اگر دو تین ہزار ایک ساتھ دیں تو بمشکل ایک دو ماہ کا گزارہ ہوگا، اور اگر زیادہ دیں تو وہ صاحبِ نصاب بن جائے گا۔ نیز گائے یا بھینس کا نصاب ۳۰ مقرّر ہے، کیا ایک صاحبِ نصاب آدمی کے پاس ۵ یا ۶ بھینسیں ہوں تو وہ زکوٰۃ دے گا؟ جس طرح سونے چاندی اور نقدی سب کی کل قیمت ملاکر آدمی صاحبِ نصاب ہوجاتا ہے، اس طرح کسی جگہ اس کا ذِکر نہیں آتا سونے اور چاندی کے ساتھ گائے اور بھینس کی قیمت ملاکر نصاب مکمل کیا جائے۔

جواب:... سونے اور چاندی کی قیمت میں فرق کی وجہ سے ایسا ہوسکتا ہے کہ سونے کا نصاب نہ بنے اور چاندی کا نصاب بن جائے، بہرحال اگر چاندی کا نصاب بن جائے تو آدمی صاحبِ نصاب ہوگا اور زکوٰۃ واجب ہوگی۔ اگر اس سے کم ہو تو زکوٰۃ اس کو لینا جائز ہے۔ گائے اور بھینس ہمارے یہاں اتنی نہیں ہوتیں کہ ان پر زکوٰۃ واجب ہوسکے۔[2]

---

(۱) وکرہ إعطاء فقیر نصابًا أو أکثر، إلّا إذا کان المدفوع إلیه مدیونًا أو کان صاحب عیال ...إلخ۔ (الدر المختار، باب المصرف ج:۲ ص:۳۵۳)، ویکرہ أن یدفع إلٰی رجل مائتی درهم فصاعدًا وإن دفعه جاز۔ (عالمگیری ج:۱ ص:۱۸۸)۔

(۲) وتضم قیمة العروض إلی الثمنین والذهب إلی الفضة قیمة۔ (عالمگیری ج:۱ ص:۱۷۹)۔ الزکٰوة واجبة فی عروض التجارة کائنةً ما کانت أی کائنةً أیّ شیء .... إذا بلغت قیمتها نصابًا من الورق أو الذهب یقومها صاحبها بما هو أنفع للفقراء والمساکین منهما أی النصابین إحتیاطًا لحق الفقراء، حتّی لو وجبت الزکٰوة إن قومت بأحدهما دون الآخر قومت بما تجب فیه دون الآخر ...إلخ۔ (اللباب فی شرح الکتاب ج:۱ ص:۱۴۵، کتاب الزکاة، طبع قدیمی)۔

مستحق کی اِجازت سے اس کی طرف سے حج کی رقم پر زکوٰۃ سے جمع کروادینا

سوال:... اگر کسی شخص کی طرف سے اس کی اجازت سے بینک میں حج فارم کے ساتھ اس کے نام سے رقم جمع کرادی جائے اور ہماری نیت زکوٰۃ دینے کی ہے، تو کیا یہ طریقہ مناسب ہے؟ کیا اس طرح زکوٰۃ ادا ہوگئی؟

جواب:... اگر وہ مستحق ہے اور آپ نے اس کے نام رقم جمع کراتے ہوئے اس کو مالک بنادیا ہے تو زکوٰۃ ادا ہوجائے گی، ورنہ نہیں۔[۱]

زکوٰۃ کی رقم سے حج کرانا

سوال:... زکوٰۃ کی رقم سے کسی ایسے شخص کو جو زکوٰۃ کا مستحق بھی ہے، حج کرانا جائز ہے؟ میں نے کہیں پڑھا ہے کہ یہ افضل ہے کیونکہ اس طرح زکوٰۃ بھی ادا ہوجاتی ہے اور کسی کو حج کرانے کا ثواب بھی ملتا ہے۔

جواب:... اگر وہ مستحق ہے تو اس کو زکوٰۃ دینا جائز ہے، لیکن اتنی رقم یکمشت دے دینا کہ وہ صاحبِ نصاب بن جائے مکروہ ہے۔[۲]

صاحبِ مال کے حکم کے بغیر زکوٰۃ ادا کرنا

سوال:... ایک صاحبِ زکوٰۃ نے اپنی زکوٰۃ کے پیسے کا کسی کو وکیل نہیں بنایا اور دُوسرا وکیل صاحبِ مال کی اجازت کے بغیر اَدا کردے تو اَدا ہوگی یا نہیں؟

جواب:... اگر دُوسرا آدمی، صاحبِ مال کے حکم یا اِجازت سے اس کی طرف سے زکوٰۃ ادا کردے تو زکوٰۃ ادا ہوجائے گی، ورنہ نہیں۔[۳]

زکوٰۃ کب ادا کی جائے؟

سوال:... زکوٰۃ دِین کا اہم رُکن اور فرض ہے، اس کی ادائیگی کا کیا طریقہ ہے؟ اور یہ کتنی مدّت میں دے دینی چاہئے؟

جواب:... سال ختم ہونے کے بعد زکوٰۃ فرض ہوجاتی ہے، اس کو اَوّل فرصت میں ادا کرنا ضروری ہے۔ اور سال ختم ہونے سے پہلے اگر آدمی وقتاً فوقتاً دیتا رہے اور سال کے اِختتام پر حساب کرے تو بھی ٹھیک ہے۔[۴]

---

(۱) أما تفسيرها فهي تمليك المال من فقير مسلم غير هاشمي ولَا مولَاه بشرط قطع المنفعة عن المملك من كل وجه لله تعالٰى هٰذا في الشرح كذا في التبيين۔ (فتاویٰ عالمگیری ج:۱ ص:۱۷۰، كتاب الزكاة، الباب الأوّل في تفسيرها وصفتها)۔

(۲) ويكره أن يدفع إلى الرجل مائتي درهم فصاعدًا وان دفعه جاز۔ (عالمگیری ج:۱ ص:۱۸۸، الباب السابع)۔

(۳) وليس لكل واحد من الشريكين ان يؤدي زكٰوة مال الآخر إلّا بإذنه۔ (الجوهرة النيرة، كتاب الوكالة ص:۲۹۲)۔

(۴) وتجب على الفور عند تمام الحول .... وأما شرط أدائها فنية مقارنة للأداء أو لعزل ما وجب۔ (عالمگیری ج:۱ ص:۱۷۰، كتاب الزكاة، الباب الأوّل في تفسيرها وصفتها)۔

مختلف اوقات میں زکوٰۃ کی مد میں اَدا شدہ رقم کو منہا کر کے باقی زکوٰۃ ادا کریں

سوال:...میں نے مختلف اوقات میں تھوڑی تھوڑی رقم زکوٰۃ کی نیت سے دی، مثلاً: کبھی دوسو روپے، کبھی چار سو روپے اور کبھی سو روپے، ماہِ رمضان میں حساب کی رُو سے میرے ذمے دو ہزار پانچ سو روپے کی زکوٰۃ تھی۔ میں نے پہلے سے ادا کردہ رقم کاٹ کر باقی بچنے والی رقم زکوٰۃ کے طور پر اَدا کردی، معلوم یہ کرنا ہے کہ کیا یہ طریقۂ کار صحیح ہے؟

جواب:...جتنی زکوٰۃ وقتاً فوقتاً ادا کرچکی ہیں، اس کو منہا کر کے جتنی باقی ہے اتنی زکوٰۃ ادا کردیں۔ [۱]

غلطی سے زیادہ زکوٰۃ ادا کردی تو آئندہ سال میں شمار کرسکتا ہے؟

سوال:...اگر کسی نے دُگنی زکوٰۃ غلطی سے ادا کردی، یعنی ڈھائی فیصد کے بجائے پانچ فیصد ادا کردی تو کیا وہ شخص اگلے سال نئی زکوٰۃ کی رقم سے زائد ادا کی زکوٰۃ کی رقم منہا کرسکتا ہے؟

جواب:...کرسکتا ہے۔ [۲]

بغیر بتائے زکوٰۃ دینا

سوال:...معاشرے میں بہت اصحاب ایسے ہیں جو زکوٰۃ لینا باعثِ شرم سمجھتے ہیں، اگرچہ یہ نظریہ غلط ہے، تو کیا ایسے اصحاب کو بغیر بتائے اس مد میں سے کسی دُوسرے طریقے سے ادا کی جاسکتی ہے؟ مثلاً: ان کے بچوں کے کپڑے بنوادیئے جائیں، ان کے بچوں کی تعلیم میں امداد کی جائے، اس صورت میں جبکہ زکوٰۃ دینے والے پر اور رقم ممکن نہ ہو۔

جواب:...زکوٰۃ دیتے وقت یہ بتانا ضروری نہیں کہ یہ زکوٰۃ ہے، ہدیہ یا تحفہ کے عنوان سے ادا کی جائے اور ادا کرتے وقت نیت زکوٰۃ کی کرلی جائے، تو زکوٰۃ ادا ہوجائے گی۔ [۳]

سوال:...کسی دوست احباب کی ہم زکوٰۃ کی رقم سے مدد کریں اور اس کو احساس ہوجانے کی وجہ سے ہم بتائیں نہیں، تو زکوٰۃ ہوجائے گی؟

جواب:...مستحق کو یہ بتانا ضروری نہیں کہ یہ زکوٰۃ ہے، اسے کسی بھی عنوان سے زکوٰۃ دے دی جائے اور نیت زکوٰۃ کی کرلی جائے تو زکوٰۃ ادا ہوجائے گی۔ [۴]

---

(۱) وأما شرط أدائها فنية مقارنة للأداء أو لعزل ما وجب. (عالمگیری ج:۱ ص:۱۷۰، کتاب الزکاة، الباب الأوّل).

(۲) وكما يجوز التعجيل بعد ملك نصاب واحد من نصاب واحد يجوز عن نصب كثيرة. (عالمگیری ج:۱ ص:۱۷۶).

(۳) وشرط صحة أدائها نية مقارنة له أي للأداء ...إلخ. وفي شرحه: قوله نية أشار إلى أنه لَا إعتبار للتسمية فلو سماها هبة أو قرضًا تجزيه في الأصح. (شامي ج:۲ ص:۲۶۸، کتاب الزکاة).

(۴) ایضاً۔

ادائے زکوٰۃ کی ایک صورت

سوال:... اگر زکوٰۃ کے روپے ہمارے پاس گھر پر رکھے ہیں، گھر کے باہر اگر کوئی ضرورت مند مل جائے، ہم جیب کے پیسوں میں سے کچھ دے دیں، اور اتنے پیسے ہم گھر آ کر زکوٰۃ کے پیسوں میں سے لے لیں تو زکوٰۃ ہو جائے گی؟

جواب:... ادائیگی ہو جائے گی۔[1]

صاحبِ مال کے حکم کے بغیر، وکیل زکوٰۃ ادا نہیں کرسکتا

سوال:... ایک صاحبِ زکوٰۃ نے اپنی زکوٰۃ کے پیسہ کا کسی کو وکیل نہیں بنایا اور دُوسرا کوئی صاحبِ مال کی اجازت کے بغیر ادا کردے تو ادا ہوگی یا نہیں؟

جواب:... اگر دُوسرا آدمی، صاحبِ مال کے حکم یا اجازت سے اس کی طرف سے زکوٰۃ ادا کردے تو زکوٰۃ ادا ہوجائے گی ورنہ نہیں۔[2]

زکوٰۃ کی تشہیر

سوال:... ''جنگ'' میں ایک فوٹو شائع ہوا ہے کہ بیواؤں میں مشینیں تقسیم کر رہے ہیں، زکوٰۃ کمیٹی کے چیئرمین ہیں، کیا شریعت اس کی اجازت دیتی ہے کہ اس طرح زکوٰۃ کی تشہیر کی جائے؟

جواب:... فوٹو چھاپنا تو آج کل نمائش اور ریاکاری کا محبوب مشغلہ ہے، جن بیواؤں کو سلائی مشینیں تقسیم کی گئیں اگر وہ زکوٰۃ کی مستحق تھیں تو زکوٰۃ ادا ہوگئی، ورنہ نہیں۔[3] زکوٰۃ کی تشہیر اس نیت سے تو دُرست ہے کہ اس سے زکوٰۃ دہندگان کو ترغیب ہو، اور ریاکاری اور نمود و نمائش کی غرض سے زکوٰۃ کی تشہیر جائز نہیں،[4] بلکہ اس سے ثواب باطل ہوجاتا ہے۔

تھوڑی تھوڑی زکوٰۃ دینا

سوال:... اگر کوئی عورت اپنی کل رقم یا سونا جو اس کے پاس ہے اس پر سالانہ زکوٰۃ نہ نکالتی ہو، بلکہ ہر مہینہ کچھ نہ کچھ کسی

---

(۱) وشرط صحة أدائها نية مقارنة له. (الدر المختار ج:۲ ص:۲۶۸، كتاب الزكاة).

(۲) وشرط صحة أدائها نية مقارنة له .... أو نوى عند الدفع للوكيل ثم دفع الوكيل بلا نية ...إلخ. (الدر المختار ج:۲ ص:۲۶۸). رجل أدى زكٰوة غيره عن مال ذٰلك الغير فأجازه المالك فإن كان المال قائمًا في يد الفقير جاز وإلّا فلا. (عالمگيرى ج:۱ ص:۱۷۱، كتاب الزكاة، الباب الأوّل في تفسيرها وصفتها).

(۳) إِنَّمَا الصَّدَقٰتُ لِلْفُقَرَآءِ وَالْمَسٰكِيْنِ وَالْعَامِلِيْنَ ... الآية. (التوبة:۶۰). أيضًا: أما تفسيرها فهي تمليك المال من فقير مسلم غير هاشمي ولَا مولَاه بشرط قطع المنفعة عن المملك من كل وجه لله تعالٰى. (فتاوىٰ هندية ج:۱ ص:۱۷۰).

(۴) إذا أراد الرجل أداء الزكٰوة الواجبة قالوا الأفضل الإعلان والإظهار وفي التطوعات الأفضل هو الإخفاء والإسرار. (عالمگيرى ج:۱ ص:۱۷۱). إذا أراد الرجل أداء الزكٰوة فالأفضل هو الإظهار وفي التطوع الإخفاء. (خلاصة الفتاوىٰ، كتاب الزكاة، الفصل الثامن في أداء الزكٰوة ج:۱ ص:۲۴۱، طبع رشيديه كوئٹه).

ضرورت مند کو دے دیتی ہو، کبھی نقد رقم، کبھی اناج وغیرہ اور وہ اس کا حساب بھی اپنے پاس نہ رکھتی ہو تو اس کا ایسا کرنا زکوٰۃ دینے میں شمار ہوگا یا نہیں؟

جواب:...زکوٰۃ کی نیت سے جو کچھ دیتی ہے اتنی زکوٰۃ ادا ہوجائے گی۔[1] لیکن یہ کیسے معلوم ہوگا کہ اس کی زکوٰۃ پوری ہوگئی یا نہیں؟ اس لئے حساب کر کے جتنی زکوٰۃ نکلتی ہو وہ ادا کرنی چاہئے، البتہ یہ اختیار ہے کہ اکٹھی دے دی جائے یا تھوڑی تھوڑی کر کے سال بھر میں ادا کردی جائے، مگر حساب رکھنا چاہئے۔ اور یہ بھی یاد رکھنا چاہئے کہ زکوٰۃ ادا کرتے وقت زکوٰۃ کی نیت کرنا ضروری ہے، جو چیز زکوٰۃ کی نیت سے نہ دی جائے اس سے زکوٰۃ ادا نہیں ہوگی۔ البتہ اگر زکوٰۃ کی نیت کر کے کچھ رقم الگ رکھ لی، اور پھر اس میں سے وقتاً فوقتاً دیتے رہے، تو زکوٰۃ ادا ہوجائے گی۔[2]

سوال:...اگر کوئی شخص یہ چاہے کہ سال کے آخر میں زکوٰۃ ادا کرنے کے بجائے ہر ماہ کچھ رقم زکوٰۃ کے طور پر نکالتا رہے تو کیا یہ عمل دُرست ہے؟ ایک صاحب کا کہنا ہے کہ اس طرح زکوٰۃ ادا نہیں ہوتی، اس طرح صدقہ نکالنا چاہئے۔

جواب:...ہر مہینے تھوڑی تھوڑی زکوٰۃ نکالتے رہنا دُرست ہے۔[3]

سوال:...عرض ہے کہ میرا وسیع کاروبار ہے، لیکن میں جو سالانہ زکوٰۃ حساب کر کے آہستہ آہستہ مختلف مدارس یا غرباء میں تقریباً آٹھ نو مہینوں میں زکوٰۃ ادا کردیتا ہوں۔ میں نے سنا ہے کہ زکوٰۃ رمضان کے ماہ میں پوری پوری ادا کردینی چاہئے۔ برائے مہربانی قرآن وحدیث کی روشنی میں مکمل بتائیں کہ زکوٰۃ کی رقم کس ماہ میں یا پھر آہستہ آہستہ دے دیں تو کوئی حرج تو نہیں؟ تفصیل کے ساتھ لکھیں۔

جواب:...آپ جب سے صاحبِ نصاب ہوئے اس تاریخ (قمری تاریخ مراد ہے) کے آنے پر زکوٰۃ فرض ہوجاتی ہے،[4] خواہ وہ رمضان ہو یا محرّم۔ بہتر تو یہی ہے کہ حساب کر کے زکوٰۃ کی رقم الگ کرلی جائے، لیکن اگر تھوڑی تھوڑی کر کے سال بھر میں ادا کی جائے تب بھی زکوٰۃ ادا ہوجائے گی، اور جب سال شروع ہوا اسی وقت سے تھوڑی تھوڑی زکوٰۃ پیشگی ادا کرتے رہیں، تو یہ بھی

---

(۱) وشرط صحة أدائها نية مقارنة له أي للأداء ولو .... حكمًا .... أو مقارنة بعزل ما وجب كله أو بعضه ولَا يخرج عن العهدة بالعزل بل بالأداء للفقراء. (الدر المختار ج:۲ ص:۲۷۰، كتاب الزكاة).

(۲) وأما شرط أدائها فنية مقارنة للأداء أو لعزل ما وجب، فإذا نوى أن يؤدي الزكوٰة ولم يعزل شيئًا فجعل يتصدق شيئًا فشيئًا إلى آخر السنة ولم تحضره النية لم يجز عن الزكوٰة كذا في التبيين. إذا كان في وقت التصدق بحال لو سئل عمّا إذا تؤدي يمكنه أن يجيب من غير فكرة فذٰلك يكون نية منه ولو قال ما تصدقت إلى آخر السنة فقد نويت عن الزكوٰة لم يجز كذا في السراجية. (عالمگيري ج:۱ ص:۱۷۱، كتاب الزكاة، الباب الأوّل في تفسيرها وصفتها).

(۳) ايضاً۔

(۴) والمراد بكونه حوليا ان يتم الحول عليه وهو في ملكه .... وفي القنية العبرة في الزكوٰة للحول القمري. (البحر الرائق ج:۲ ص:۲۱۹، كتاب الزكاة، طبع دار المعرفة، بيروت).

دُرست ہے۔[1] تاکہ سال کے ختم ہونے پر زکوٰۃ بھی ادا ہوجائے۔ بہرحال جتنی مقدار زکوٰۃ کی واجب ہو اس کا ادا ہوجانا ضروری ہے۔

سوال:... اگر کوئی زکوٰۃ مہینہ وار قسطوں میں ادا کرنا چاہتا ہے تو دو صورتیں ہوسکتی ہیں، فرض کریں وہ پچھلی زکوٰۃ ادا کرچکا ہے، اب اس پر زکوٰۃ واجب نہیں۔ ۱: پہلی صورت میں وہ ایک سال گزرنے کے بعد حساب لگائے کہ اس پر کتنی زکوٰۃ فرض ہوئی ہے، اور اس رقم کو مہینہ وار قسطوں میں ادا کرنا شروع کردے، لیکن اگر اس دوران وہ مرگیا تو زکوٰۃ کا بوجھ اس پر رہ جائے گا۔ ۲: دُوسری صورت میں وہ حساب لگائے کہ سال کے آخر تک اس پر کتنی زکوٰۃ فرض ہوجائے گی اور قسط وار ادا کرنا شروع کردے جو کمی بیشی ہو وہ آخر مہینے میں برابر کرے، ایسی صورت میں جب وہ مرے گا تو اس پر زکوٰۃ کا بوجھ نہیں ہوگا، لیکن کیا اس طرح زکوٰۃ ادا ہوجائے گی؟

جواب:... پیشگی زکوٰۃ دینا صحیح ہے، اس لئے اس کی زکوٰۃ ادا ہوجائے گی۔[2]

سوال:... میں نے رمضان کے مہینے میں جتنی زکوٰۃ نکلتی تھی، وہ رقم الگ کرکے رکھ دی، اب ایک دو گھروں کو جن کو میں زکوٰۃ دینا چاہتا ہوں ان کو ہر مہینے اس میں سے نکال کر دے دیتا ہوں، کیونکہ اگر ایک ساتھ دے دیئے جائیں تو یہ لوگ خرچ کردیتے ہیں اور پھر پریشان رہتے ہیں۔ آپ شرعی نقطۂ نظر سے بتادیجئے کہ میرا یہ فعل دُرست ہے یا نہیں؟ اس سلسلے میں ایڈوانس زکوٰۃ دینے کے متعلق بھی بتادیں تو عنایت ہوگی۔

جواب:... آپ کا یہ فعل دُرست ہے کہ زکوٰۃ کی رقم نکال کر الگ رکھے، اور حسبِ موقع نکالتا رہے۔[3] اور جو شخص صاحبِ نصاب ہو اگر وہ سال گزرنے سے پہلے زکوٰۃ ادا کردے یا کئی سال کی پیشگی زکوٰۃ ادا کردے تو یہ بھی جائز ہے۔[4]

مجوّزہ پیشگی زکوٰۃ کی رقم سے قرض دینا

سوال:... میں ہر مہینے زکوٰۃ کے روپے نکالتی ہوں، اور رمضان شریف میں دے دیتی ہوں، اگر کوئی عام دنوں میں مجھ سے یہ روپے قرض مانگے تو کیا میں دے سکتی ہوں؟

جواب:... جب تک وہ رقم آپ کے پاس ہے، آپ کی ملکیت ہے، آپ اس کا جو چاہیں کرسکتی ہیں۔[5]

---

(۱) ولو عجل ذو نصاب زکٰوته لسنین أو نصب صح لوجود السبب (درمختار) قوله وکذا لو عجل .... وهی التعجیل لسنة أو لسنین لأنه إذا ملک نصابًا وأخرج زکٰوته قبل أن یحول الحول کان ذٰلک تعجیلًا بعد وجود السبب ...إلخ۔ (شامی ج:۲ ص:۲۹۳، ایضًا خلاصة الفتاویٰ ج:۱ ص:۲۴۱)۔

(۲) ایضاً حوالہ بالا۔

(۳) صفحہ:۱۲۷ کا حاشیہ نمبر ۲ ملاحظہ ہو۔

(۴) ایضاً حاشیہ نمبر ۱ دیکھیں۔

(۵) ولَا یخرج المزکی عن العهدة بالعزل بل بالأداء للفقراء۔ (درمختار ج:۲ ص:۲۷۰، کتاب الزکاة، وفی البحر ج:۲ ص:۳۶۸ طبع رشیدیه)۔

گزشتہ سالوں کی زکوٰۃ

سوال:...ایک شخص پر زکوٰۃ واجب ہے، لیکن وہ زکوٰۃ ادا نہیں کرتا، کچھ عرصے کے بعد وہ خدا کے حضور توبہ اِستغفار کرتا ہے، اور آئندہ زکوٰۃ ادا کرنے کا اپنے خدا سے وعدہ کرتا ہے، پچھلی زکوٰۃ کے بارے میں اس پر کیا حکم ہے؟ کیا وہ پچھلی زکوٰۃ بھی ادا کرے؟ مثلاً: دس سال تک زکوٰۃ ادا نہیں کی جبکہ اس کے پاس ذاتی مکان بھی نہیں ہے، اور تنخواہ بھی صرف گزارے کی ہو، ایسے شخص کے لئے زکوٰۃ کے بارے میں کیا حکم ہے؟

جواب:...نماز، زکوٰۃ، روزہ سب کا ایک ہی حکم ہے، اگر کوئی شخص غفلت اور کوتاہی کی وجہ سے ان فرائض کو چھوڑتا رہا تو صرف توبہ، اِستغفار سے یہ فرائض معاف نہیں ہوں گے، بلکہ حساب کرکے جتنے سالوں کی نمازیں اس کے ذمہ ہیں، تھوڑی تھوڑی کرکے ادا کرنا شروع کردے، مثلاً: ہر نماز کے ساتھ ایک نماز قضا کرلیا کرے، بلکہ نفلوں کی جگہ بھی قضا نمازیں پڑھا کرے، یہاں تک کہ گزشتہ سالوں کی ساری نمازیں پوری ہوجائیں، اسی طرح زکوٰۃ کا حساب کرکے وقتاً فوقتاً ادا کرتا رہے، یہاں تک کہ گزشتہ سالوں کی زکوٰۃ پوری ہوجائے، اسی طرح روزے کا حکم سمجھ لیا جائے، الغرض ان قضا شدہ فرائض کا ادا کرنا بھی ایسا ہی ضروری ہے جیسا کہ ادا فرض کا۔[1]

گزشتہ سالوں کی زکوٰۃ کیسے ادا کریں؟

سوال:...میری شادی تیرہ سال پہلے ہوئی تھی، اس پر میں نے اپنی بیوی کو چھ تولہ سونا اور بیس تولہ چاندی تحفے کے طور پر دی تھی۔ الف: اس مالیت پر کتنی زکوٰۃ ہوگی؟ ب: دو سال بعد اس مالیت میں سونا ایک تولہ کم ہوگیا، یعنی بعد میں ۵ تولہ سونا اور ۲۰ تولہ چاندی رہ گئی ہے، اس کو تقریباً گیارہ سال ہوگئے ہیں، جس کی کوئی زکوٰۃ نہیں دی گئی، اب اس کی کتنی زکوٰۃ دیں حساب کرکے بتائیں، اگر سونا دیں تو کتنا دینا ہے؟

سوال:...میری بہن کے پاس ۹ تولہ سونا ہے اور ۲۰ تولے چاندی ہے، اور یہ سترہ سال سے ہے، آپ بتائیں کہ اس کو اب کتنی زکوٰۃ دینی ہے؟

جواب:...دونوں مسئلوں کا ایک ہی جواب ہے، آپ کی بیوی اور آپ کی بہن کی ملکیت میں جس تاریخ کو سونا اور چاندی

---

(۱) باب قضاء الفوائت (القضا لغة الأحكام) .... الأولٰى ان يقول (اسقاط الحكم الواجب بمثل ما عنده) إعلم ان القضاء وجب بالسبب الذى وجب به الأداء فكل من الأداء والقضاء تسليم عين الواجب إلّا ان الأداء تسليم عن الواجب فى وقته والقضاء تسليم عين الواجب بعد خروج الوقت وهٰذا هو الراجح .... والتأخير بلا عذر كبيرة لَا تزول بالقضاء بل بالتوبة .... وأفاد بذكره الترتيب فى الفوائت والوقتية لزوم القضاء وهو ما عليه الجمهور۔ (حاشية الطحطاوى علٰى مراقى الفلاح، باب قضاء الفوائت ص: ۲۳۹ طبع مير محمد كتب خانه، وأيضًا تيسير الوصول إلٰى علم الأصول ص: ۴۰)۔

آئے، ہر سال اس قمری تاریخ کو ان پر زکوٰۃ فرض ہوتی رہی،[1] جو انہوں نے ادا نہیں کی، اس لئے تمام گزشتہ سالوں کی زکوٰۃ ادا کرنا ان کے ذمہ لازم ہے۔[2]

گزشتہ سالوں کی زکوٰۃ ادا کرنے کا طریقہ یہ ہے کہ پہلے سال سونے اور چاندی کی جو مقدار تھی اس کا چالیسواں حصہ زکوٰۃ میں دیا جائے، پھر دُوسرے سال اس چالیسویں حصے کی مقدار منہا کرکے باقی ماندہ کا چالیسواں حصہ نکالا جائے، اسی طرح سترہ سال کا حساب لگایا جائے، اور ان باقی تمام سالوں کی زکوٰۃ کا مجموعہ جتنی مقدار سونے اور چاندی کی بنے وہ زکوٰۃ میں ادا کردی جائے۔[3] آپ کی بہن کے پاس سترہ سال پہلے ۹ تولے سونا اور ۲۰ تولے چاندی تھی۔ میں نے سترہ سال کی زکوٰۃ کا حساب لگایا تو سونے کی زکوٰۃ کی مجموعی مقدار ۳۶ء۷ گرام بنی، اور چاندی کی زکوٰۃ کی مجموعی مقدار ۸۱ء۱۰۱ گرام بنی، لہٰذا ۹ تولے سونے اور ۲۰ تولے چاندی کی زکوٰۃ میں مندرجہ بالا مقدار کا ادا کرنا آپ کی بہن کے ذمہ لازم ہے، اور آپ کی بیوی کے ذمہ گیارہ سال کی زکوٰۃ میں ۱۴ء۹۵ء۷ گرام سونا اور ۲۵ء۹۰ء۵ گرام چاندی کا ادا کرنا لازم ہے۔

دُکان کی زکوٰۃ کس طرح ادا کی جائے؟

سوال:... میں ایک دُکان کا مالک ہوں، جو کہ آج سے تقریباً چار سال قبل ۲۰ ہزار روپے میں خریدی تھی، اور تقریباً ایک سال قبل میں نے اس میں ۵۰ ہزار روپے کا سامان خرید کر بھرا تھا، جس میں سے تقریباً ۲۰ ہزار روپے کا سامان قرض لیا تھا جو اَب میں نے ادا کردیا ہے، اس دُکان سے مجھ کو جو آمدنی ہوتی ہے، میں وہ پوری دُکان میں ہی لگادیتا ہوں، مارکیٹ کے حساب سے میری دُکان کی قیمت ایک لاکھ روپے سے زیادہ ہے، اور اس میں جو سامان ہے اس کی قیمت بھی ۶۰ یا ۶۵ ہزار روپے بنتی ہے، ماہِ رمضان آنے والا ہے، آپ سے سوال یہ ہے کہ میں اس پر زکوٰۃ کس حساب سے ادا کروں؟ دُکان کی آمدنی سے میں کچھ خرچ نہیں کرتا۔

جواب:... دُکان میں جتنی مالیت کا سامان ہے اس کی قیمت لگاکر، آپ کے ذمہ اگر کچھ قرض ہو اس کو منہا کردیا جائے، اور باقی جتنی رقم بچے اس کا چالیسواں حصہ زکوٰۃ میں ادا کردیا کریں، دُکان کی عمارت، باردانہ اور فرنیچر وغیرہ پر زکوٰۃ نہیں، صرف قابلِ فروخت مال پر زکوٰۃ ہے۔[4]

---

(۱) وشرطه أی شرط افتراض أدائها حولَان الحول وهو فی ملکه وثمنية المال کالدراهم والدنانير لتعيينهما للتجارة بأصل الخلقة فتلزم الزکٰوة کیفما أمسکهما ...إلخ. (الدر المختار مع الشامی ج:۲ ص:۲۶۷).

(۲) .... وفی القنية العبرة فی الزکاة للحول القمری. (البحر الرائق ج:۲ ص:۲۱۹، کتاب الزکاة).

(۳) وذکر فی المنتقی: رجل له ثلث مأة درهم دين حال عليها ثلاثة أحوال فقبض مائتين، فعند أبی حنيفة يزکی للسنة الأولٰی خمسة وللثانية والثالثة أربعة أربعة من مأة وستين ...إلخ. (فتاویٰ شامی ج:۲ ص:۳۰۵، کتاب الزکاة).

(۴) الزکٰوة واجبة فی عروض التجارة کائنة ما کانت أی کائنة أی شیء يعنی من جنس ما تجب فيه الزکٰوة کالسوائم أو غيرها کالثياب إذا بلغت قيمتها نصابًا من الورق أو الذهب ...إلخ. (اللباب فی شرح الکتاب ج:۱ ص:۱۴۵، کتاب الزکاة)، وإن کان حاله أکثر من دينه زکی الفاضل إذا بلغ نصابًا بالفراغ عن الحاجة الأصلية والمراد به دين له مطالب من جهة العباد. (الهداية مع شرح البناية ج:۴ ص:۱۶، ۱۷).

استعمال شدہ چیز زکوٰۃ کے طور پر دینا

سوال:... ایک شخص ایک چیز چھ ماہ استعمال کرتا ہے، چھ ماہ استعمال کے بعد وہی چیز اپنے دِل میں زکوٰۃ کی نیت کرکے آدھی قیمت پر بغیر بتائے مستحقِ زکوٰۃ کو دے دیتا ہے، تو زکوٰۃ ادا ہوجائے گی یا نہیں؟

جواب:... اگر بازار میں فروخت کی جائے اور اتنی قیمت مل جائے تو زکوٰۃ ادا ہوجائے گی۔[۱]

نہ فروخت ہونے والی چیز زکوٰۃ میں دینا

سوال:... ایک دُکان دار سے ایک چیز نہیں بکتی، وہ چیز زکوٰۃ میں دی جاسکتی ہے یا نہیں؟ اور قبول ہوگی بھی یا نہیں؟

جواب:... ردّی چیز زکوٰۃ میں دینا اِخلاص کے خلاف ہے، تاہم اس چیز کی جتنی مالیت بازار میں ہو، اس کے دینے سے اتنی زکوٰۃ ادا ہوجائے گی۔[۲]

اشیاء کی شکل میں زکوٰۃ کی ادائیگی

سوال:... کیا زکوٰۃ کی رقم مستحقین کو اشیاء کی شکل میں بھی دی جاسکتی ہے؟

جواب:... دی جاسکتی ہے،[۳] لیکن اس میں یہ احتیاط ملحوظ رہے کہ ردّی قسم کی چیزیں زکوٰۃ میں نہ دی جائیں۔

زکوٰۃ کی رقم سے مستحقین کے لئے کاروبار کرنا

سوال:... زکوٰۃ کی امداد کی تقسیم کے بارے میں ایک نظریہ یہ سامنے آیا ہے کہ یہ رقم مستحقین کو دینے کے بجائے اس سے مستحقین کے حق میں کسی ذمہ دار فرد کی نگرانی میں صنعتی نوعیت کا کوئی کاروبار کردیا جائے تاکہ اس سے منافع حاصل ہو اور غرباء کو روزگار بھی فراہم کرکے مستحقین کو جلد یا بدیر انہیں صاحبِ نصاب لوگوں کے برابر لا کھڑا کیا جائے۔ جبکہ میں نے ایک دینی اور دُنیوی دونوں علوم میں کافی دسترس رکھنے والے گوشہ نشین بزرگ سے یہ سنا ہے کہ زکوٰۃ کی رقم مخیّر افراد سے مستحقین کو براہِ راست ملنی چاہئے، کسی تیسرے فرد کو ان دونوں کے درمیان نہ تو حائل ہونے کی اجازت ہے اور نہ اس رقم کو مستحق آدمی کے پاس پہنچنے سے پہلے اس سے کسی قسم کا فائدہ حاصل کرنے کی کوشش کرنے کا اختیار ہے، خواہ وہ مستحقین کے حق میں ہی کیوں نہ ہو؟ ان دونوں نظریوں کے صحیح یا غلط ہونے کے بارے میں ضروری وضاحت فرمائیں۔

جواب:... اس بزرگ کی یہ بات صحیح ہے کہ زکوٰۃ کی رقم کا جب تک کسی فقیر محتاج کو مالک نہیں بنادیا جائے گا، زکوٰۃ ادا

---

(۱) المال الذی تجب فیه الزکوٰة إن أدی زکوته من خلاف جنسه أدی قدر قیمة الواجب إجماعًا۔ (فتاویٰ عالمگیری ج:۱ ص:۱۸۰، الباب الثالث فی زکاة الذهب والفضة، الفصل الثانی فی العروض، کتاب الزکاة)۔

(۲) ایضاً حوالہ بالا۔

(۳) المال الذی تجب فیه الزکوٰة إن أدی زکوته من خلاف جنسه أدی قدر قیمة الواجب إجماعًا۔ (عالمگیری ج:۱ ص:۱۸۰)۔ لَنْ تَنَالُوا الْبِرَّ حَتّٰی تُنْفِقُوْا مِمَّا تُحِبُّوْنَ وَمَا تُنْفِقُوْا مِنْ شَیْءٍ فَاِنَّ اللهَ بِهٖ عَلِیْمٌ۔ (آل عمران:۹۱)۔

نہیں ہوگی،[1] ان کو اس کا مالک بنادینے کے بعد اگر ان کی اجازت سے وتوکیل سے ایسا کوئی انتظام کیا جائے جو آپ نے لکھا ہے، تو دُرست ہے۔

زکوٰۃ کی رقم سے غرباء کے لئے صنعت لگانا

سوال:... کیا زکوٰۃ کی رقم سے مل اور صنعتی کارخانے لگائے جاسکتے ہیں؟ تاکہ غرباء و نادار مستحقینِ زکوٰۃ کو بہترین اور مستقل طور پر مدد کی جاسکے۔

جواب:... زکوٰۃ کی ادائیگی کے لئے فقیر کو مالک بنانا شرط ہے۔[2] صنعتی کارخانے لگانے سے زکوٰۃ ادا نہیں ہوگی۔[3] ہاں! اگر کارخانہ لگا کر ایک فقیر کو یا چند فقراء کو آپ اس کا مالک بنادیتے ہیں، جتنی مالیت کا وہ کارخانہ ہے اتنی مالیت کی زکوٰۃ ادا ہوجائے گی۔

قرض دی ہوئی رقم میں زکوٰۃ کی نیت کرنے سے زکوٰۃ ادا نہیں ہوتی

سوال:... ہم نے کسی غریب اور پریشان حال و ضرورت مند کی مالی مدد کی، اس نے اُدھار رقم مانگی تھی، اس کی خستہ حالی کے پیشِ نظر ہم نے مالی اعانت کی، اب وہ مقرّرہ میعاد میں قرض لی ہوئی رقم کو آج تک واپس نہیں کرسکا، نہ ہی صورت دِکھائی، اب کیا ہم اس کو قرض دی ہوئی رقم کو زکوٰۃ کی نیت کرکے چھوڑ دیں تو زکوٰۃ ادا ہوجائے گی؟ جبکہ ہم نے اسے رقم اُدھار دی تھی، تو زکوٰۃ کی نیت نہیں کی تھی، نہ ہی یہ خیال تھا کہ وہ رقم ہم کو واپس نہیں کرے گا اور ہضم کرجائے گا۔

جواب:... جو صورت آپ نے لکھی ہے، اس سے زکوٰۃ ادا نہیں ہوگی، کیونکہ زکوٰۃ ادا کرتے وقت نیت کرنا شرط ہے۔[4]

مستحق شخص کو زکوٰۃ دے کر کہنا کہ وہ کسی کو حج کروادے

سوال:... کسی بھی مستحق شخص کو زکوٰۃ دی گئی اور اس کو کہا گیا کہ تم کسی کو حج کرادینا، تو کیا اس طرح زکوٰۃ ادا ہوگئی؟

جواب:... جس مستحق کو آپ زکوٰۃ دے رہے ہیں، وہ اس کا مالک ہے، آپ کو یہ کہنے کا کیا حق ہے کہ وہ کسی کو حج کرائے...؟[5]

---

(۱) أما تفسيرها فهي تمليك المال من فقير مسلم غير هاشمي ولَا مولَاه بشرط قطع المنفعة عن المملك من كل وجه لله تعالٰى هٰذا في الشرع، كذا في التبيين. (عالمگيری ج:۱ ص:۱۷۰، كتاب الزكاة، الباب الأوّل في تفسيرها وصفتها).

(۲) ایضاً حوالہ بالا۔

(۳) ولَا يجوز أن يبني بالزكٰوة المسجد وكذا القناطر والسقايات وإصلاح الطرقات وكرى الأنهار والحج والجهاد وكل مالَا تمليك فيه. (عالمگيری ج:۱ ص:۱۸۸، الباب السابع في المصارف).

(۴) وأما شرائط أدائها فنية مقارنة للأداء أو لعزل ما وجب هٰكذا في الكنز. (عالمگيری ج:۱ ص:۱۷۰). وفي الدر المختار ج:۲ ص:۲۷۰: وشرط صحة أدائها نية مقارنة له أى للأداء ولو .... حكمًا .... أو مقارنة بعزل ما وجب كله أو بعضه ولَا يخرج عن العهدة بالعزل بل بالأداء للفقير. (الدر المختار ج:۲ ص:۲۷۰، كتاب الزكاة).

(۵) كتاب الزكٰوة .... هي تمليك جزء مال عينه الشارع وهو ربع عشر نصاب حولي .... من مسلم فقير غير هاشمي ولَا مولَاه .... مع قطع المنفعة عن المملك من كل وجه .... لله تعالٰى. (الدر المختار ج:۲ ص:۲۵۶-۲۵۸).

گھر والوں کو پسند نہ آنے والا نیا کپڑا زکوٰۃ میں دینا

سوال:... ایک کپڑا گھر والوں کے لئے خریدا گیا، لیکن وہ گھر والوں کو پسند نہیں آیا، اور دُکان دار بھی واپس نہیں کرتا، اس کپڑے کو رکھ دیا گیا اور سوچا گیا کہ اسے زکوٰۃ کے طور پر دے دیں گے، آیا وہ کپڑا زکوٰۃ کے طور پر دینے سے زکوٰۃ ادا ہوجائے گی؟

جواب:... جو کپڑا گھر والوں کو پسند نہیں آیا، کیا اس میں کوئی نقص تھا؟ بہرحال کچھ قیمت کم کرکے اس کو زکوٰۃ میں دینا جائز ہے۔

زکوٰۃ اسکول کے بچوں پر خرچ کرنا

سوال:... ہماری جماعت اپنی برادری کی فلاح و بہبود کے لئے ممبران سے زکوٰۃ جمع کرتی ہے، تاکہ حق داروں میں تقسیم کی جاسکے، اس سلسلے میں کچھ سوالات ذہنوں میں پیدا ہوتے ہیں، جو اِختلاف کا سبب بھی بنتے ہیں۔

کیا زکوٰۃ کی رقم اسکول کے بچوں کی تعلیم ان کی کتابوں، یونیفارم اور بس کے کرائے کے لئے اِستعمال کی جاسکتی ہے؟ کچھ لوگوں کا خیال ہے کہ دُنیاوی تعلیم کے لئے زکوٰۃ کی رقم خرچ نہیں کی جاسکتی، جبکہ چند لوگ اس کا جواب دیتے ہیں کہ حدیث ہے کہ علم حاصل کرو چاہے چین ہی کیوں نہ جانا پڑے، اور چین میں چونکہ اسلام، اسلامی حکومت نہ تھی، لہٰذا علم کے حوالے سے چین کا سفر دُنیاوی علم حاصل کرنے کے لئے ہی ہوگا۔ دُوسری بات یہ کہ غزوۂ بدر کے بعد قیدیوں کو رقم لے کر چھوڑ دِیا گیا تھا جبکہ وہ کافر قیدی جو تعلیم یافتہ تھے انہیں پابند کیا گیا کہ وہ مدینے کے دس بچوں کو علم کے زیور سے آراستہ کریں۔ اب مدینہ منوّرہ میں دِینی علم آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور ان کے صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین سے بہتر کون دے سکتا تھا! یہ کافر قیدی یقیناً مدینے کے نومسلم لوگوں کے بچوں کو دُنیاوی علم ہی سے آراستہ کرنے پر مامور ہوں گے۔

جواب:... زکوٰۃ کی رقم کا کسی مستحق کو مالک بنانا ضروری ہے، اسکول کے بچے جو مسلمان ہوں اور مستحقِ زکوٰۃ بھی ہوں، ان کو دینے سے زکوٰۃ ادا ہوجائے گی۔[1] یہ الگ بحث ہے کہ زکوٰۃ کا مصرف اچھے سے اچھا تلاش کرنا چاہئے۔

یہ حدیث کہ علم حاصل کرو خواہ چین میں ہو، صحیح نہیں۔ علمِ حدیث کے ماہرین نے اس کو موضوع اور من گھڑت کہا ہے۔[2]

کافر قیدیوں سے یہ شرط کرنا کہ وہ صحابہؓ کے بچوں کو لکھنا پڑھنا سکھائیں، اس سے آج کل کی اسکول اور کالج کی تعلیم کا ذِکر کیسے نکل آیا؟ جو ۹۹ فیصد بچوں کو بے دِین بناتی ہے۔ اور یہ بچے نہ نماز کے رہتے ہیں، نہ دِین کے۔ دُنیاوی علم حاصل کرنا جائز بلکہ ضروری ہے، مگر شرط یہ ہے کہ پڑھنے والے بچوں کا دِین برباد نہ ہو۔ جو تعلیم مسلمان بچوں کو دِین سے بے بہرہ کرے، جائز نہیں، بلکہ حرام ہے

---

(۱) كتاب الزكٰوة: أما تفسيرها فهي تمليك المال من فقير مسلم غير هاشمي ولَا مولَاه بشرط قطع المنفعة عن المملك عن كل وجه لله تعالٰى هٰذا في الشرع. (فتاوىٰ هندية ج: ۱ ص: ۱۷۰، كتاب الزكاة، فتاوىٰ شامي ج: ۲ ص: ۲۵۷).

(۲) أُطلبوا العلم ولو بالصّين .... قال ابن حبان: باطل لَا أصل له ...إلخ. (اللّآلي المصنوعة في الأحاديث الموضوعة ج: ۱ ص: ۱۹۳، طبع دار الفكر بيروت).

اور اس کی اعانت کرنے والے فعلِ حرام کے مرتکب ہیں۔[1]

کسی غریب بچی کی شادی کے لئے زکوٰۃ کی رقم سے دو تولے یا اس سے کم سونا خرید کر دینا

سوال:... کیا زکوٰۃ کی رقم سے کسی نہایت غریب رشتہ دار بچی کے لئے دو تولے یا اس سے کم سونا خرید کر شادی کے لئے دیا جاسکتا ہے؟ اور زکوٰۃ ادا ہوجائے گی؟

جواب:... اگر وہ بچی صاحبِ نصاب نہیں (یعنی پہلے سے اس کے پاس زیور یا نقدی کی شکل میں اتنا سرمایہ نہیں جس پر زکوٰۃ فرض ہو) تو بچی کو زکوٰۃ کی رقم سے زیور بنادینا صحیح ہے۔[2]

زکوٰۃ کی رقم سے جہیز خرید کر دینا

سوال:... میرا مسئلہ یہ ہے کہ میری نند کی پانچ بیٹیاں ہیں، اور دو بیٹے ہیں۔ ایک بیٹی کی شادی ہوچکی ہے، دُوسری بیٹی کی شادی گزشتہ مہینے انجام پائی ہے، تین لڑکیاں باقی ہیں۔ لڑکیوں کے والد صاحب گھر میں ان کے کہنے کے مطابق بالکل خرچہ وغیرہ نہیں دیتے، بھائی ملازم پیشہ ہیں، والدہ بھی اکثر بیمار رہتی ہیں۔ سنا ہے کہ بھائی دو ہزار روپے ماہانہ دیتے ہیں۔ آج کل گومہنگائی میں بیماری میں دو ہزار سے گزارہ مشکل ہے۔ لڑکیوں کی شادی میں جہیز وغیرہ دینے کے لئے مسئلہ پیدا ہوتا ہے، بھائی بہت معمولی قسم کا جہیز دینے کے لائق ہیں۔ ہمارا مسئلہ یہ ہے کہ میرے شوہر بھی قرض دار ہیں، ان کی بھی اتنی حیثیت نہیں کہ ان کی مالی مدد کرسکیں۔ میں ٹیوشن پڑھا کر بی سی ڈال کر زکوٰۃ دیتی ہوں، کیونکہ میرے پاس میکے کا ملا ہوا زیور ہے، لہٰذا میں آپ سے یہ پوچھنا چاہ رہی تھی کہ اس سالانہ زکوٰۃ میں سے ان کی لڑکیوں کے جہیز کے لئے سالانہ کچھ رقم ان کو دے سکتی ہوں کہ نہیں؟ تاکہ وہ جہیز بناسکیں اپنی لڑکیوں کا۔ کہاں تک جائز ہے؟ مولانا صاحب! رمضان المبارک سے پہلے میرے خط کا جواب دیجئے، میں بہت شکرگزار ہوں گی۔ ویسے ایک بات اور عرض کردُوں کہ پہلی لڑکی کی شادی میں زکوٰۃ میں سے ان کو دو ہزار روپے دے چکی ہوں، میری وہ زکوٰۃ قبول ہوئی کہ نہیں؟ آپ میرے خط کا جواب ضرور دیں۔

جواب:... اگر ان لڑکیوں کے پاس اتنا سونا نہ ہو جس پر زکوٰۃ واجب ہوجاتی ہے، تو ان کو جہیز کا سامان خرید کر دے سکتی ہیں، یا نقد پیسے دے سکتی ہیں کہ وہ جہیز خرید لیں۔[3]

---

(۱) وَتَعَاوَنُوْا عَلَى الْبِرِّ وَالتَّقْوٰى وَلَا تَعَاوَنُوْا عَلَى الْإِثْمِ وَالْعُدْوَانِ۔ (المائدة:۲)۔

(۲) "إنما الصدقٰت للفقراء والمساكين" الآية (التوبة:۶۰)۔ المصارف ...إلخ منها الفقير وهو من له أدنى شيء وهو ما دون النصاب۔ (عالمگیری ج:۱ ص:۱۸۷، الباب السابع في المصارف)۔

(۳) المصارف ...إلخ۔ (منها الفقير) وهو من له أدنٰى شيء وهو ما دون النصاب أو قدر النصاب غير نام وهو مستغرق في الحاجة۔ (عالمگیری ج:۱ ص:۱۸۷، الباب السابع في المصارف)۔

قرض دی ہوئی رقم پر زکوٰۃ سالانہ دیں، چاہے قرض کی وصولی پر یک مشت

سوال:... میں نے کچھ رقم ایک دوست کو قرضِ حسنہ کے طور پر دی ہوئی ہے، کیا میں اس پر ہر سال زکوٰۃ دوں یا جب وہ وصول ہوجائے تب دوں؟ واضح ہو کہ رقم کو دیئے ہوئے کئی سال ہوگئے ہیں، اور اب اس دوست کا کاروبار اچھا چل رہا ہے، میرے دو چار دفعہ مانگنے پر بھی اس نے رقم واپس نہیں کی، ٹال دیتا ہے کہ ابھی نہیں ہے، ایک بل پھنسا ہوا ہے جب مل گیا تو فوراً ادا کردوں گا۔

جواب:... اس قرض کی رقم پر زکوٰۃ تو آپ کے ذمہ ہر سال واجب ہے، البتہ یہ آپ کو اِختیار ہے کہ ہر سال کے سال ادا کردیا کریں یا جب وہ قرض وصول ہو تو گزشتہ تمام سالوں کی زکوٰۃ وقت پر ادا کریں۔[۱]

مقروض سونے کی زکوٰۃ کس طرح ادا کرے؟

سوال:... میرے پاس زیور ۹ تولے ہے، اس کی زکوٰۃ کے متعلق پوچھنا چاہتا ہوں، زکوٰۃ کتنے تولے پر لاگو ہوتی ہے اور کتنے تولے کے بعد زکوٰۃ دینی پڑتی ہے؟ فرض کرو کہ ۵ تولے پر زکوٰۃ ہے تو مجھے بقایا ۴ تولے کی زکوٰۃ دینی پڑے گی یا ٹوٹل ۹ تولے کی دینی ہوگی؟ میں سرکاری ادارے میں ملازم ہوں اور میں نے کافی قرضہ بھی دینا ہے، اس صورت میں زکوٰۃ کا طریقہ کیا ہے؟ جبکہ میری تنخواہ بھی زیادہ نہیں ہے، مشکل سے گزارہ ہوتا ہے۔

جواب:... آپ کے ذمہ جو قرض ہے اس کو منہا کرنے کے بعد اگر آپ کے پاس ساڑھے سات تولے سونا باقی رہ جاتا ہے تو آپ پر اس باقی ماندہ کی زکوٰۃ واجب ہے۔[۲]

زکوٰۃ سے ملازم کو تنخواہ دینا جائز نہیں، امداد کے لئے زکوٰۃ دینا جائز ہے

سوال:... میرے ہاں ایک ملازم ہے جس نے تنخواہ میں اضافے کا مطالبہ کیا، تو میں نے زکوٰۃ کی نیت سے اضافہ کردیا، اب وہ یہ سمجھتا ہے کہ تنخواہ میں اضافہ ہوا، اسی کے بدلے میں کام کر رہا ہوں، کیا اس طرح دی ہوئی میری زکوٰۃ ادا ہوئی یا نہیں؟

جواب:... ملازم کی تنخواہ تو اس کے کام کا معاوضہ ہے، اور جب آپ نے تنخواہ بڑھانے کے نام پر اضافہ کیا تو وہ بھی کام کے معاوضے میں ہوا، اس لئے اس سے زکوٰۃ ادا نہیں ہوئی۔[۳] جو تنخواہ اس کے ساتھ طے ہو وہ ادا کرنے کے علاوہ اگر اس کو ضرورت مند اور

---

(۱) ولو كان الدين على مقر ملئ أو على معسر أو مفلس .... فوصل إلى ملكه لزم زكوة ما مضى۔ (الدر المختار ج:۲ ص:۲٦۷)۔ وفي خلاصة الفتاوىٰ (ج:۱ ص:۲۳۸) الديون على ثلاث مراتب: قوى كالقرض وبدل مال التجارة وفيهما الزكوة وإنما يخاطب بالأداء ...إلخ۔ (شامي ج:۲ ص:۲۰٦، مطلب في وجوب الزكاة في دين المرصد)۔

(۲) ومن كان عليه دين يحيط بماله فلا زكوة .... وإن كان ماله أكثر من دينه زكى الفاضل إذا بلغ نصابًا بالفراغة عن الحاجة۔ (هداية ج:۱ ص:۱۸٦، كتاب الزكاة)۔

(۳) ولو نوى الزكوة بما يدفع المعلم إلى الخليفة ولم يستأجره إن كان الخليفة بحال لو لم يدفعه يعلم الصبيان أيضًا أجزأه وإلّا فلا وكذا ما يدفعه إلى الخدم من الرجال والنساء في الأعياد وغيرها بنية الزكوة كذا في معراج الدراية۔ (عالمگيری ج:۱ ص:۱۹۰، كتاب الزكاة، الباب السابع في المصارف)۔

محتاج سمجھ کر زکوٰۃ دے دی جائے تو زکوٰۃ ادا ہوجائے گی۔[1]

ملازم کو ایڈوانس دی ہوئی رقم کی زکوٰۃ کی نیت دُرست نہیں

سوال:...میں نے اپنے ملازم کو کچھ رقم بطور ایڈوانس واپسی کی شرط پر دی، لیکن میں دیکھتا ہوں کہ یہ رقم ادا نہیں کرسکے گا، اگر میں زکوٰۃ کی نیت کرلوں تو کیا ادا ہوجائے گی؟

جواب:...زکوٰۃ کی نیت دیتے وقت کرنی ضروری ہے، بعد میں کی ہوئی نیت کافی نہیں، اس لئے آپ رقم کو زکوٰۃ کی مد میں منہا نہیں کرسکتے۔[2] ہاں! یہ کرسکتے ہیں کہ زکوٰۃ کی نیت سے اس کو اتنی رقم دے کر پھر خواہ اسی وقت اپنا قرض وصول کریں۔[3]

آئندہ کے مزدوری کے مصارف زکوٰۃ سے منہا کرنا دُرست نہیں

سوال:...ایک شخص مکان بنوا رہا ہے، مزدور کام کر رہے ہیں، اس دوران زکوٰۃ دینے کا وقت آتا ہے، کیا وہ ان مزدوروں کی اُجرت الگ رکھ کر زکوٰۃ نکالے گا؟ یعنی اگر فرض کیا ۵۰ ہزار بننے کا اندازہ ہے، تو ۵۰ ہزار الگ رہنے دے اور اس کی زکوٰۃ نہ نکالے، کیونکہ میں نے پڑھا ہے کہ اگر نوکر ہیں کسی کے تو وہ ان کی تنخواہ انہیں دے کر پھر زکوٰۃ دے۔

جواب:...جتنا خرچ مکان پر اُٹھ چکا ہے، اور اس کے ذمہ مزدوروں کی مزدوری واجب الادا ہوگئی ہے، اس کو زکوٰۃ سے مستثنیٰ کرسکتا ہے، لیکن آئندہ جو مصارف اُٹھیں گے یا مزدوری واجب ہوگی اس کو منہا کرنا دُرست نہیں۔[4]

زکوٰۃ کی رقم سے مسجد کا جنریٹر خریدنا جائز نہیں

سوال:...ایک آدمی اپنی زکوٰۃ کی رقم سے مسجد کا جنریٹر خرید سکتا ہے یا نہیں؟

جواب:...زکوٰۃ کی رقم سے مسجد کا جنریٹر نہیں خریدا جاسکتا،[5] البتہ یہ ہوسکتا ہے کہ کوئی غریب آدمی قرض لے کر جنریٹر خرید کر مسجد کو دے دے اور زکوٰۃ کی رقم اس کو قرضہ ادا کرنے کے لئے دے دی جائے۔

---

(۱) ویجوز دفعها إلٰی من یملک أقل من النصاب وإن کان صحیحًا مکتسبًا۔ (عالمگیری ص:۱۸۹، فی المصارف)۔

(۲) گزشتہ صفحے کا حاشیہ نمبر ۳ ملاحظہ ہو۔

(۳) وحیلة الجواز أن یعطی مدیونه الفقیر زکٰوته ثم یأخذها عن دینه اھ۔ (درمختار علی الشامیة ج:۲ ص:۲۷۱)۔

(۴) (قوله وملک نصاب حولی فارغ عن الدین وحوائجه الأصلیة نام ولو تقدیرًا) .... والمراد بکونه حولیًا أن یتم الحول علیه وهو فی ملکه لقوله علیه السلام لَا زکٰوة فی مال حتّٰی یحول علیه الحول ...إلخ۔ (البحر الرائق ج:۲ ص:۲۱۹)۔ وإذا کان النصاب کاملًا فی طرفی الحول فنقصانه فیما بین ذٰلک لَا یسقط الزکٰوة لأنه یشق اعتبار الکمال فی أثنائه اما لَا بد منه فی إبتدائه .... وفی انتهائه ...إلخ۔ (هدایة ج:۱ ص:۱۹۶)۔

(۵) ولَا یجوز أن یبنی بالزکٰوة المسجد .... وکل ما لَا تملیک فیه۔ (عالمگیری ج:۱ ص:۱۸۸، کتاب الزکاة، الباب السابع فی المصارف، طبع رشیدیه کوئٹه)۔

پیسے نہ ہوں تو زیور بیچ کر زکوٰۃ ادا کرے

سوال:...زکوٰۃ دینا صرف بیوی پر فرض ہے، وہ تو کما کر نہیں لاتی، پھر وہ کس طرح زکوٰۃ دے؟ جبکہ شوہر اس کو صرف اتنی ہی رقم دیتا ہے جو گھر کی ضروریات کے لئے ہوتی ہے۔

جواب:...اگر پیسے نہ ہوں تو زیور فروخت کر کے زکوٰۃ دیا کرے، یا زیور ہی کا چالیسواں حصہ دینا ممکن ہو تو وہ دے دیا کرے۔[۱]

سوال:...زید کی بیوی کے پاس سونے کے زیورات ہیں جس کا وزن نہیں کرایا ہے، کیا اس کی زکوٰۃ بیوی کو دینی ہے یا شوہر کو؟ جبکہ شوہر تمام ضروریات خود پوری کرتا ہے، اور بیوی کو بہت کم رقم جیب خرچ کے لئے دیتا ہے۔ بعض اوقات شوہر کے پاس سال کے آخر میں اتنے پیسے نہیں ہوتے کہ زکوٰۃ ادا کی جائے، شوہر کی آمدنی اسکول کے اُستاد کی تنخواہ اور ٹیوشن وغیرہ پر ہے، شوہر کی کچھ رقم نفع ونقصان کے کاروبار میں لگی ہوئی ہے، جس پر زکوٰۃ دی جاتی ہے، کیا پھر بھی سونے کے زیورات پر زکوٰۃ دینی ہوگی؟

جواب:...سونے کا نصاب ساڑھے سات تولہ ہے، اگر زید کی بیوی کے پاس اتنا سونا ہے جس کی وہ خود مالک ہے تو زکوٰۃ اس پر فرض ہے، اگر پیسے نہ ہوں تو زیور فروخت کر کے زکوٰۃ دی جائے۔[۲]

بیوی خود زکوٰۃ ادا کرے چاہے زیور بیچنا پڑے

سوال:...میرے تمام زیورات کی تعداد تقریباً آٹھ تولہ سونا ہے، لیکن اس کے علاوہ میرے پاس نہ تو قربانی کے لئے اور نہ ہی زکوٰۃ کے لئے کچھ رقم ہے، لہٰذا میں نے ایک سیٹ اپنی بچی کے نام رکھ چھوڑا ہے، وہ اب زیرِ استعمال بھی نہیں، اور شوہر زکوٰۃ دینے پر راضی نہیں، اور کہتا ہے تمہارا زیور ہے تم جانو، مگر اس میں میری صرف اتنی ملکیت ہے کہ پہن سکوں تبدیل یا فروخت بھی نہیں کر سکتی، اب بچی والے زیور کی زکوٰۃ کون دے گا؟ بھائی کے دیئے ہوئے ڈھائی ہزار روپے پر زکوٰۃ نکال دیتی ہوں۔

جواب:...جو زیور آپ نے بچی کی مِلک کر دیا ہے، وہ جب تک نابالغ ہے اس پر زکوٰۃ نہیں۔[۳] لیکن اس کی ملکیت کر دینے

---

(۱) تجب فی کل مائتی درهم خمسة دراهم وفی کل عشرین مثقال ذهب نصف مثقال مضروبًا کان أو لم یکن ...إلخ۔ (عالمگیری ج:۱ ص:۱۷۸، کتاب الزکاة، الباب الثالث)۔ لأن الواجب الأصلی عندهما هو ربع عشر العین وإنّما له ولَایة النقل إلی القیمة یوم الأداء۔ (بدائع الصنائع ج:۲ ص:۲۲، کتاب الزکاة)۔

(۲) لم یختلفوا ان الحلی إذا کان فی ملک الرجل تجب فیه الزکاة، فکذالک إذا کان فی ملک المرأة کالدراهم والدنانیر، وأیضًا لَا یختلف حکم الرجل المرأة فیما یلزمها من الزکاة، فوجب أن لَا یختلفا فی الحلی۔ (أحکام القرآن للجصاص ج:۳ ص:۱۵۸ باب زکاة الحلی، طبع قدیمی)۔ ایضاً حوالہ بالا۔

(۳) (وشرط وجوبها العقل والبلوغ والإسلام) أی شرط إفتراضها لأنها فریضة محکمة قطعیةً .... وخرج المجنون والصبی فلا زکٰوة فی مالهما ...إلخ۔ (البحر الرائق ج:۲ ص:۲۱۷)۔ وأیضًا فلیس الزکٰوة علٰی صبی ومجنون ...إلخ۔ (عالمگیری ج:۱ ص:۱۷۲، کتاب الزکاة، طبع مکتبه رشیدیه کوئٹه)۔

کے بعد آپ کے لئے اس کا استعمال جائز نہیں۔[1] باقی زیور اگر نقدی ملاکر حدِ زکوٰۃ تک پہنچتا ہے تو اس پر زکوٰۃ فرض ہے،[2] اگر نقد روپیہ نہ ہو تو زیور فروخت کرکے زکوٰۃ دینا ضروری ہے۔ اگر شوہر آپ کے کہنے پر آپ کی طرف سے زکوٰۃ ادا کردیا کرے تو زکوٰۃ ادا ہوجائے گی۔[3] مگر اس کے ذمہ فرض نہیں۔ فرض آپ کے ذمہ ہے۔ زکوٰۃ ادا کرنے کی گنجائش نہ ہو تو اتنا زیور ہی نہ رکھا جائے جس پر زکوٰۃ فرض ہو، یہ جواب تو اس صورت میں ہے کہ یہ زیور آپ کی ملکیت ہو، لیکن آپ نے جو یہ لکھا ہے کہ: ''اس میں میری صرف اتنی ملکیت ہے کہ پہن سکوں، تبدیل یا فروخت بھی نہیں کرسکتی'' اس فقرے سے ایسا معلوم ہوتا ہے کہ زیور دراصل شوہر کی ملکیت ہے، اور آپ کو صرف پہننے کے لئے دیا گیا ہے، اگر یہی مطلب ہے تو اس زیور کی زکوٰۃ آپ کے شوہر پر فرض ہے، آپ پر نہیں۔

غریب والدہ نصاب بھر سونے کی زکوٰۃ زیور بیچ کر دے

سوال:...والدہ صاحبہ کے پاس قابلِ زکوٰۃ زیور ہے، ان کی اپنی کوئی آمدنی نہیں، بلکہ اولاد پر گزر اوقات ہے، اس صورت میں زکوٰۃ ان کے زیور پر واجب ہے یا نہیں؟

جواب:...زکوٰۃ واجب ہے، بشرطیکہ یہ زیور نصاب کی مالیت کو پہنچتا ہو، زیور بیچ کر زکوٰۃ دی جائے۔[4]

شوہر کے فوت ہونے پر زکوٰۃ کس طرح ادا کریں؟

سوال:...ہماری ایک عزیزہ ہیں، ان کے شوہر فوت ہوگئے ہیں، اور ان پر بارہ ہزار کا قرضہ ہے، جبکہ ان کے پاس تھوڑا بہت سونا ہے، آپ سے یہ پوچھنا ہے کہ کیا ان کو زکوٰۃ دینی چاہئے؟ اگر دینی ہے تو کتنی؟

جواب:...شوہر کا چھوڑا ہوا ترکہ صرف اس کی اہلیہ کا نہیں، بلکہ سب سے پہلے اس کے شوہر کا قرضہ ادا کیا جائے، پھر اسے شرعی حصوں پر تقسیم کیا جائے،[5] اور پھر ان وارثوں میں سے جو بالغ ہوں ان کا حصہ نصاب کو پہنچتا ہو تو اس پر زکوٰۃ ہوگی۔[6]

اگر نقدی نہ ہو تو سابقہ اور آئندہ سالوں کی زکوٰۃ میں زیور دے سکتے ہیں

سوال:...اگر کوئی لڑکی جہیز میں اپنے ساتھ اتنا زیور لائے جس کی زکوٰۃ کی رقم اچھی خاصی بنتی ہو اور شوہر کی آمدنی سے سال

---

(۱) لَا یجوز لأحد أن یتصرف فی ملک الغیر بغیر إذنه۔ (قواعد الفقه ص:۱۱۰)۔

(۲) گزشتہ صفحے کا حاشیہ نمبر۱، ۲ ملاحظہ فرمائیں۔

(۳) وتعتبر نیة الموکل فی الزکٰوة دون الوکیل کذا فی معراج الدرایة۔ (عالمگیری ج:۱ ص:۱۷۱، کتاب الزکاة)۔

(۴) گزشتہ صفحہ حاشیہ نمبر۱، ۲ ملاحظہ ہو۔

(۵) یبدأ عن ترکة المیت الخالیة عن تعلق حق الغیر .... بتجهیزه .... ثم تقدم دیونه التی لها مطالب من جهة العباد ویقدم دین الصحة .... ثم یقسم الباقی بعد ذٰلک بین ورثته ای الذین یثبت ارثهم بالکتاب أو السنة ...إلخ۔ (درمختار، کتاب الفرائض ج:۶ ص:۷۵۹ تا ۷۶۲)۔

(۶) وشرط وجوبها العقل والبلوغ والإسلام والحریة .... وملک نصاب حولی فارغ عن الدین وحوائجه الأصلیة ...إلخ۔ (البحر الرائق ج:۲ ص:۲۱۷، ۲۱۸، کتاب الزکاة)۔

میں اتنی رقم پس انداز نہ ہوسکتی ہو تو بتایا جائے زکوٰۃ کس طرح ادا کی جائے؟

جواب:... ان زیورات کا کچھ حصہ فروخت کردیا جائے یا کئی سال کی زکوٰۃ میں دے دیا جائے، یعنی اس کی قیمت لگالی جائے، اور زیورات کی زکوٰۃ جتنے سال کی اس کے برابر ہو اتنے سال کی نیت کرکے وہ زیور زکوٰۃ میں دے دیا جائے۔ (۱)

دُکان میں مالِ تجارت پر زکوٰۃ اور طریقۂ ادائیگی

سوال:... میں کتابوں اور اسٹیشنری کی دُکان کرتا ہوں، سامان کی مالیت تقریباً بارہ تا پندرہ ہزار ہوگی، دُکان کرایہ کی ہے، آیا یہ دُکان کا سامان قابلِ ادائیگیٔ زکوٰۃ ہے؟ یعنی اس مالِ تجارت پر زکوٰۃ فرض ہے؟

جواب:... دُکان کا جو بھی مال فروخت کیا جاتا ہے، اگر اس مال کی مالیت ساڑھے باون تولے چاندی کی مالیت کو پہنچتی ہو تو اس مال پر زکوٰۃ فرض ہوگی۔ (۲)

سوال:... اگر اس مال پر زکوٰۃ فرض ہے تو چونکہ اسٹیشنری کا سامان بہت ساری اشیاء پر مشتمل ہے اور میں روزانہ خریداری اور فروخت بھی کرتا ہوں، اس لئے اس کا حساب کتاب ناممکن سا ہوجاتا ہے، تو کیا اندازاً اس کی قیمت لگاکر زکوٰۃ ادا کرسکتا ہوں؟

جواب:... روزانہ کا حساب رکھنے کی ضرورت نہیں، سال میں ایک تاریخ مقرّر کرلیجئے، مثلاً: یکم رمضان کو پوری دُکان کے قابلِ فروخت سامان کا جائزہ لے کر اس کی مالیت کا تعین کرلیا جائے، اور اس کے مطابق زکوٰۃ ادا کردیا کیجئے، جس تاریخ کو آپ نے دُکان شروع کی تھی، ہر سال اس تاریخ کو حساب کرلیا کیجئے۔ (۳)

انکم ٹیکس ادا کرنے سے زکوٰۃ ادا نہیں ہوتی

سوال:... ایک شخص صاحبِ نصاب ہے، اگر وہ شرع کے مطابق اپنی جائیداد، رقم وغیرہ سے زکوٰۃ ادا کرتا ہے تو کیا شرعاً وہ ملکی نظامِ دولت کا وضع کردہ انکم ٹیکس ادا کرنے سے بری ہوجاتا ہے؟ اگر وہ صرف انکم ٹیکس ادا کرتا ہے اور زکوٰۃ نہیں دیتا تو اس کے لئے کیا حکم ہے؟ نیز موجودہ نظام میں وہ کیا طریقہ اختیار کرے؟

---

(۱) الفصل الأوّل فی زکٰوۃ الذهب والفضة، تجب فی کل مائتی درهم خمسة دراهم وفی کل عشرین مثقال ذهب نصف مثقال مضروبًا کان أو لم یکن مصوغًا أو غیر مصوغ حلیا کان للرجال أو للنساء .... ویعتبر فیها أن یکون المؤدی قدر الواجب وزنًا ولَا یعتبر فیه القیمة .... وتوادی من خلاف جنسه یعتبر القیمة بالإجماع۔ (الفتاوی الهندیة ج: ۱ ص: ۱۷۸، ۱۷۹، کتاب الزکاة، الباب الثالث فی زکاة الذهب)۔

(۲) واللازم .... فی مضروب کل منهما ومعموله ولو تبرا أو حلیا مطلقًا .... أو فی عرض تجارة قیمة نصاب۔ (الدر المختار ج:۲ ص:۲۹۸، کتاب الزکاة، باب زکاة المال)۔

(۳) الزکٰوة واجبة فی عروض التجارة کائنة ما کانت إذا بلغت قیمتها نصابًا من الورق والذهب .... وتعتبر القیمة عند حولَان الحول بعد أن تکون قیمتها فی إبتداء الحول مائتی درهم من الدراهم الغالب علیها الفضة۔ (فتاویٰ عالمگیری، کتاب الزکاة، الباب الثالث فی زکٰوة الذهب والفضة ج:۱ ص:۱۷۹، طبع رشیدیه)۔

جواب:... انکم ٹیکس ملکی ضروریات کے لئے گورنمنٹ کی طرف سے مقرّر ہے، جبکہ زکوٰۃ ایک مسلمان کے لئے فریضۂ خداوندی اور عبادت ہے، انکم ٹیکس ادا کرنے سے زکوٰۃ ادا نہیں ہوتی، بلکہ زکوٰۃ کا الگ ادا کرنا فرض ہے۔ [1]

مالک بنائے بغیر فلیٹ رہائش کے لئے دینے سے زکوٰۃ ادا نہیں ہوگی

سوال:... دریافت طلب یہ ہے کہ زکوٰۃ کی مد سے تعمیر کئے گئے فلیٹ حسبِ ذیل شرائط پر مستحقینِ زکوٰۃ کو دیئے گئے ہیں، تو زکوٰۃ دینے والوں کی زکوٰۃ ادا ہوجاتی ہے یا نہیں؟

شرائط:

۱:... یہ فلیٹ کم از کم پانچ سال تک آپ کسی کے ہاتھ بیچ نہیں سکیں گے (زیادہ سے زیادہ کی کوئی حد نہیں)۔

۲:... متعلقہ فلیٹ آپ کو اپنے استعمال کے لئے دیا جارہا ہے، اس میں آپ کرایہ دار نہیں رکھیں گے، پگڑی پر نہیں دے سکیں گے، اور کسی دُوسرے شخص کو استعمال کے لئے بھی نہیں دے سکیں گے۔

۳:... آپ نے فلیٹ اگر کسی کو پگڑی پر دیا یا کرایہ دار رکھا تو اس کی اطلاع جماعت کو ملنے پر آپ کے فلیٹ کا حق منسوخ کردیا جائے گا۔

۴:... فلیٹ کے مینٹی نَنس کی رقم جو جماعت مقرّر کرے وہ ہر ماہ ادا کرکے اس سے رسید حاصل کرنی پڑے گی۔

۵:... فلیٹ کی وساطت کسی دُوسرے فلیٹ کے قبضہ دار سے بدلی نہیں کیا جاسکے گا۔

۶:... اس عمارت کی چھت جماعت کے قبضے میں رہے گی۔

۷:... مستقبل میں فلیٹ بیچنے یا چھوڑنے کی صورت میں جماعت سے نوآبجکشن سرٹیفکیٹ حاصل کرنے کے بعد مزید کارروائی ہوسکے گی۔

۸:... اُوپر بیان کی گئی شرائط کے علاوہ جماعت کی جانب سے عمل میں آنے والے نئے اَحکامات اور شرائط کو مان کر ان پر عمل کرنا ہوگا، ان بیان کی گئی شرائط اور پابندیوں کی خلاف ورزی کرنے والے ممبر سے جماعت فلیٹ خالی کراسکے گی اور فلیٹ میں رہنے والے کو اس پر عمل کرنا اور قانونی حق چھوڑنا ہوگا۔

(مذکورہ بالا اقرارنامہ کی تمام شرائط اور ہدایت پڑھ کر سمجھ کر منظور کرتا اور راضی خوشی سے اس پر اپنے دستخط کردیتا ہوں)

براہِ مہربانی جواب بذریعہ اخبار جنگ عنایت فرمائیں، تاکہ سب جماعتوں کو پتا چل جائے، کیونکہ یہ سلسلہ سکھر، حیدرآباد اور کراچی کی میمن برادری میں عام چل پڑا ہے، اور اس میں کروڑوں روپے زکوٰۃ کی مد میں لوگوں سے وصول کرکے لگائے جارہے ہیں۔

---

(۱) فالدلیل علٰی فرضیتها الکتاب والسنة والإجماع والمعقول أما الکتاب فقوله تعالٰی واٰتوا الزکٰوة وقوله عزّ وجلّ خذ من أموالهم صدقة تطهرهم وتزکیهم بها ...إلخ۔ (بدائع الصنائع ج:۲ ص:۲، کتاب الزکاة، طبع سعید)۔

جواب:...زکوٰۃ تب ادا ہوتی ہے جب محتاج کو مالِ زکوٰۃ کا مالک بنادیا جائے، اور زکوٰۃ دینے والے کا اس سے کوئی تعلق اور واسطہ نہ رہے۔[1] آپ کے ذکر کردہ شرائط نامے میں جو شرطیں ذکر کی گئی ہیں وہ عاریت کی ہیں، تملیک کی نہیں، لہٰذا ان شرائط کے ساتھ اگر کسی کو زکوٰۃ کی رقم سے فلیٹ بنا کر دیا گیا تو زکوٰۃ ادا نہیں ہوگی۔ زکوٰۃ کے ادا ہونے کی صورت یہی ہے کہ جن کو یہ فلیٹ دیئے جائیں ان کو مالک بنادیا جائے، اور ملکیت کے کاغذات سمیت ان کو مالکانہ حقوق دے دیئے جائیں کہ یہ لوگ ان فلیٹس میں جیسے چاہیں مالکانہ تصرف کریں، اور جماعت کی طرف سے ان پر کوئی پابندی نہ ہو۔ اگر ان کو مالکانہ حقوق نہ دیئے گئے تو زکوٰۃ دینے والوں کی زکوٰۃ ادا نہیں ہوگی، اور ان پر لازم ہوگا کہ اپنی زکوٰۃ دوبارہ ادا کریں۔

زکوٰۃ کی رقم سے مکان بنوانا

سوال:...ایک شخص عموماً ایک رفاہی اِدارے کو زکوٰۃ کی رقم دے دیتا ہے، رفاہی اِدارے کے عمائدین کے مشورے سے اس نے رُقوماتِ زکوٰۃ سے مکان بک کرائے اور یہ مکان اسی رفاہی اِدارے کو دے دیئے، یہاں یہ بھی ہوسکتا تھا کہ وہ رقم پہلے اِدارے کو اَدا کرکے اس کے بعد اِدارہ کسی ٹھیکیدار سے تعمیر کرواتا، مگر اِدارے نے اس قسم کی پیچیدگیوں سے بچنے کے لئے متذکرہ بالا امر کو ترجیح دی، یعنی مال کی صورتِ حال میں زکوٰۃ کی ادائیگی کی، کیا ایسی صورت میں زکوٰۃ ادا ہوگئی؟

جواب:... یہ مکان جب کسی محتاج کو دے دیئے جائیں گے (مالکانہ حقوق کے ساتھ) تب زکوٰۃ ادا ہوگی، اس سے پہلے نہیں۔[2]

زکوٰۃ کی رقم سے قرض دینا

سوال:...میں نے زکوٰۃ اکاؤنٹ (بغیر سود) کھول رکھا ہے، اس میں سال بہ سال رقم جمع ہوتی رہتی ہے، اور میں حسبِ ضرورت رقم لوگوں کو اور اِداروں کو دیتا رہتا ہوں، سوال یہ ہے:

۱:...کیا اس اکاؤنٹ سے قرضِ حسنہ دے سکتا ہوں؟

---

(۱) أما تفسیرها فهی تملیک المال من فقیر مسلم غیر هاشمی ولَا مولَاه بشرط قطع المنفعة عن المملک من کل وجه لله تعالٰی هذا فی الشرع کذا فی التبیین۔ (عالمگیری ج:۱ ص:۱۷۰)۔ هی لغة الطهارة والنماء وشرعًا تملیک .... جزء مال خرج المنفعة فلو أسکن فقیرًا داره سنة ناویا لَا یجزیه ...إلخ۔ (الدر المختار مع ردالمحتار ج:۲ ص:۲۵۷)۔ وأما رکن الزکٰوة فرکن الزکٰوة هو إخراج جزء من النصاب إلی الله تعالٰی وتسلیم ذٰلک إلیه یقطع المالک یده عنه بتملیکه من الفقیر وتسلیمه إلیه أو إلٰی ید من هو نائب عنه وهو المصدق والملک للفقیر یثبت من الله تعالٰی وصاحب المال نائب عن الله تعالٰی فی التملیک والتسلیم إلی الفقیر۔ (بدائع الصنائع ج:۲ ص:۳۹)۔ ولو دفع إلیه دارًا یسکنها من الزکٰوة لَا یجوز .... إذا دفع الزکٰوة إلی الفقیر لَا یتم الدفع ما لم یقبضها ...إلخ۔ (عالمگیری ج:۱ ص:۱۹۰، کتاب الزکاة)۔

(۲) ولو دفع إلیه دارًا لیسکنها عن الزکٰوة لَا یجوز .... إذا دفع الزکٰوة إلی الفقیر لَا یتم الدفع ما لم یقبضها۔ (عالمگیری ج:۱ ص:۱۹۰، کتاب الزکاة، الباب السابع فی المصارف)۔

۲:...کیا اس اکاؤنٹ سے ضرورت مندوں کو قرض دے سکتا ہوں؟ وہ اگر وعدہ کے مطابق قرض واپس کردیں تو اکاؤنٹ میں رقم واپس جمع ہوجائے گی، اگر وہ واپس نہ کریں تو کیا اتنی ہی رقم زکوٰۃ کی مجھ پر واجب الادا رہے گی یا قرض لینے والے پر (میری) زکوٰۃ واجب الادا ہوگی؟ یا ہم دونوں پر؟ شریعت کے مطابق جو بھی جواب ہو، عطا فرمائیں۔

جواب:...آپ یہ رقم فقراء و مساکین کو مالک بنا کر دے سکتے ہیں[1]، لیکن اس رقم کو قرض کے طور پر دیتے رہنا صحیح نہیں۔[2]

---

(۱) "إنما الصدقٰت للفقراء والمساكين والعاملين عليها والمؤلفة قلوبهم وفي الرقاب والغارمين وفي سبيل الله وابن السبيل فريضة من الله" (التوبة: ۶۰)۔

(۲) وأما ركن الزكاة هو إخراج جزء من النصاب إلى الله تعالىٰ وتسليم ذالك إليه يقطع المالك يده عنه بتمليكه من الفقير وتسليمه إليه أو إلى يد من هو نائب عنه وهو المصدوق والملك للفقير يثبت من الله تعالىٰ وصاحب المال نائب عن الله تعالىٰ في التمليك والتسليم إلى الفقير. (بدائع الصنائع ج:۲ ص:۳۹، كتاب الزكاة)۔

کن لوگوں کو زکوٰۃ دے سکتے ہیں؟

(مصارفِ زکوٰۃ)

زکوٰۃ کے مستحقین

سوال:... کن کن لوگوں کو زکوٰۃ دینا جائز ہے اور کن کن کو ناجائز؟

جواب:... اپنے ماں باپ، اور اپنی اولاد کو زکوٰۃ دینا جائز نہیں، اسی طرح شوہر بیوی ایک دُوسرے کو زکوٰۃ نہیں دے سکتے۔[1] جو لوگ خود صاحبِ نصاب ہوں ان کو زکوٰۃ دینا جائز نہیں۔[2] آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے خاندان (ہاشمی حضرات) کو زکوٰۃ دینے کا حکم نہیں،[3] بلکہ اگر وہ ضرورت مند ہوں تو ان کی مدد غیرِ زکوٰۃ سے لازم ہے۔[4] اپنے بھائی، بہن، چچا، بھتیجے، ماموں، بھانجے کو زکوٰۃ دینا جائز ہے۔[5] مزید تفصیل خود پوچھئے یا کسی کتاب میں پڑھ لیجئے۔

سوال:... زکوٰۃ کی تقسیم کن کن قوموں پر حرام ہے؟ جبکہ ہمارے علاقے تحصیل پلندری بلکہ پورے آزاد کشمیر میں سیّد، ملک، اعوان اور لوہار، ترکھان، قریشی وغیرہ ان کے لئے زکوٰۃ حرام قرار دے کر بند کردی گئی، البتہ سیّد حضرات کے لئے تو زکوٰۃ لینا جائز نہیں، دیگر دو قومیں جن میں قریشی کہلانے والے ترکھان، لوہار اور اعوان، ملک شامل ہیں زکوٰۃ کے حق دار ہیں یا نہیں؟ براہِ کرم اس کی بھی وضاحت کریں کہ سیّد گھرانے کے علاوہ حاجت مند لوگ مثلاً: یتیم، بیوہ، معذور زکوٰۃ لینے کے حق دار ہیں؟

---

(۱) ولَا إلٰی من بینهما ولَاد ولو مملوکًا لفقیر أو بینهما زوجیة ...إلخ. (الدر المختار، کتاب الزکاة، باب المصرف ج:۲ ص:۳۴۶، هدایة ج:۱ ص:۲۰۶).

(۲) ولَا یجوز دفع الزکٰوة من یملک نصابًا أی مال کان دنانیر أو دراهم أو سوائم أو عروضًا للتجارة أو لغیر التجارة فاضلًا عن حاجته فی جمیع السنة هٰکذا فی الزاهدی. (عالمگیری ج:۱ ص:۱۸۹، کتاب الزکاة، الباب السابع).

(۳) ولَا إلٰی بنی هاشم إلّا من أبطل النص قرابته وهم بنو لهب ...إلخ. (الدر المختار ج:۲ ص:۳۵۰، باب المصرف).

(۴) هٰذا فی الواجبات کالزکٰوة والنذر والعشر والکفارة فأما التطوّع فیجوز الصرف إلیهم کذا فی الکافی. (عالمگیری ج:۱ ص:۱۸۹، کتاب الزکاة، الباب السابع فی المصارف).

(۵) والأفضل فی الزکٰوة والفطر والنذر والصرف أوّلًا إلٰی الإخوة والأخوات ثم إلٰی أولَادهم ثم إلٰی الأعمام والعمات ثم إلٰی أولَادهم ثم إلٰی الأخوال والخالَات ...إلخ. (عالمگیری ج:۱ ص:۱۹۰، کتاب الزکاة، الباب السابع).

جواب:... زکوٰۃ، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے خاندان کے لئے حلال نہیں، اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے خاندان سے مراد ہیں: آلِ علی، آلِ عقیل، آلِ جعفر، آلِ عباس اور آلِ حارث بن عبدالمطلب۔[1] پس جو شخص ان پانچ بزرگوں کی نسل سے ہو اس کو زکوٰۃ نہیں دی جاسکتی، اگر وہ غریب اور ضرورت مند ہو تو دُوسرے فنڈ سے ان کی خدمت کرنی چاہئے۔[2]

سیّد اور ہاشمیوں کی اعانت غیرِ زکوٰۃ سے کی جائے

سوال:... اسلام دینِ مساوات ہے اور دینِ عدل و حکمت ہے، اسلام غیر مسلموں سے جزیہ وصول کرتا ہے تو انہیں اپنے زیرِ سایہ تحفظ فراہم کرتا ہے، اسلام زکوٰۃ دینے کا حکم دیتا ہے اور حکم دیتا ہے کہ انہیں اُمت (ہاشمی کے علاوہ) کے غریبوں، مسکینوں، یتیموں اور بیواؤں پر خرچ کیا جائے، یہ اسلام کا ایک حکم ہے، جس پر عمل کرنا واجب ہے۔ لیکن میرا سوال یہ ہے کہ ہمارا مذہب ہاشمی اُمت کے غریبوں، بیواؤں، یتیموں، ناداروں، مسکینوں اور محتاجوں، غریب طالب علموں کے لئے کیا مالی تحفظ فراہم کرتا ہے؟

جواب:... ہاشمی، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا خاندان ہے، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے لئے اور اپنے متعلقین کے لئے زکوٰۃ کو ممنوع قرار دیا ہے۔[3] یہ حضرات اگر ضرورت مند ہوں تو غیر زکوٰۃ فنڈ سے ان کی خدمت کرنی چاہئے، اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی قرابت کا لحاظ رکھتے ہوئے ان کی خدمت کرنا بڑے اجر کا موجب ہے۔[4]

سادات کو زکوٰۃ کیوں نہیں دی جاتی؟

سوال:... مولانا صاحب! میں نے اکثر کتابوں میں پڑھا ہے اور سنا بھی ہے کہ سادات لوگوں کو زکوٰۃ نہیں دینا چاہئے، ایسا کیوں ہے؟

جواب:... زکوٰۃ، لوگوں کے مال کا میل ہے، اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی آل کو اس سے ملوّث کرنا مناسب نہ تھا، وہ اگر ضرورت مند ہوں تو پاک مال سے ان کی مدد کی جائے۔[5] نیز اگر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی آل کو زکوٰۃ دینے کا حکم ہوتا تو ایک ناواقف کو وسوسہ ہوسکتا تھا کہ یہ خوبصورت نظام اپنی اولاد ہی کے لئے تو... معاذ اللہ... جاری نہیں فرماگئے؟ نیز اس کا ایک نفسیاتی پہلو بھی ہے، اور

---

(۱) ولَا يدفع إلى بن هاشم وهم آل علي وآل عباس وآل جعفر وآل عقيل وآل حارث بن عبدالمطّلب كذا في الهداية. (عالمگيری ج:۱ ص:۱۸۹، كتاب الزكاة، الباب السابع في المصارف).

(۲) گزشتہ صفحے کا حاشیہ نمبر ۴ ملاحظہ فرمائیں۔

(۳) قوله وبني هاشم ومواليهم أي لَا يجوز الدفع لهم لحديث البخاري نحن أهل بيت لَا تحل لنا الصدقة. (البحر الرائق ج:۲ ص:۲۶۵، كتاب الزكاة، باب المصرف).

(۴) وقال المصنف في الكافي وهٰذا في الواجبات كالزكٰوة والنذر والعشر والكفارة أما التطوّع والوقف فيجوز الصرف إليهم لأن المؤدي في الواجب يطهر نفسه بإسقاط الفرض فيتدنس المؤدي كالماء المستعمل وفي النفل تبرع بما ليس عليه فلا يتدنس به المؤدي كمن تبرد بالماء اهـ. (البحر الرائق ج:۲ ص:۲۶۵، كتاب الزكاة، باب المصرف).

(۵) ايضاً۔

وہ یہ کہ اگر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی آل کو زکوٰۃ دینا جائز ہوتا تو لوگ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی قرابت کی بنا پر انہی کو ترجیح دیتے، غیرسیّد کو زکوٰۃ دینے پر ان کا دِل مطمئن نہ ہوتا، اس سے دُوسرے فقراء کو شکایت پیدا ہوتی۔

سوال:... سنی فقہ میں سیّدوں پر زکوٰۃ، خیرات اور صدقہ کے استعمال کی ممانعت ہے، سوال یہ ہے کہ آیا اس فقہ میں غریب سیّد نہیں ہوتے؟ اور اگر ہوتے ہیں تو ان کی حاجت روائی کے لئے فقہِ سنی میں کون سا طریقہ ہے؟ اور اس سلسلے میں حکومتِ پاکستان کے زکوٰۃ وعشر میں کوئی گنجائش ہے یا نہیں؟

جواب:... یہ مسئلہ سنی فقہ کا نہیں، بلکہ خود آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد فرمودہ ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی آل کے لئے زکوٰۃ اور صدقہ حلال نہیں،[1] کیونکہ یہ لوگوں کے مال کا میل کچیل ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی آل کو اللہ تعالیٰ نے اس کثافت سے پاک رکھا ہے۔ سیّد اگر غریب ہوں تو ان کی خدمت میں عزّت واحترام سے ہدیہ پیش کرنا چاہئے۔ حکومت کو بھی چاہئے کہ سیّدوں کی کفالت غیرصدقاتی فنڈ سے کرے۔

سیّد کی بیوی کو زکوٰۃ

سوال:... ہمارے ایک عزیز جو کہ سیّد ہیں، جسمانی طور پر بالکل معذور ہونے کے باعث کمانے کے قابل نہیں ہیں، ان کے گھر کا خرچہ ان کی بیوی جو کہ غیرسیّد ہیں، بچوں کو ٹیوشن پڑھا کر اور کچھ قریبی عزیزوں کی مدد سے چلاتی ہیں۔ سوال یہ ہے کہ چونکہ ان کی بیوی غیرسیّد ہیں اور گھر کی کفیل ہیں تو باوجود اس کے کہ شوہر اور بچے سیّد ہیں، ان کو زکوٰۃ دی جاسکتی ہے؟

جواب:... بیوی اگر غیرسیّد ہے اور وہ زکوٰۃ کی مستحق ہے، اس کو زکوٰۃ دے سکتے ہیں۔[2] اس زکوٰۃ کی مالک ہونے کے بعد وہ اگر چاہے تو اپنے شوہر اور بچوں پر خرچ کرسکتی ہے۔[3]

سادات لڑکی کی اولاد کو زکوٰۃ

سوال:... ہندہ کی شادی زید کے ساتھ ہوئی تھی، جس سے اس کے دو بچے ہیں، کچھ عرصہ بعد زید نے ہندہ کو طلاق دے دی، بچے ہندہ کے پاس ہیں جو محنت کرکے ان کی پرورش کرتی ہے، زید بچوں کی پرورش کے لئے اس کو کچھ نہیں دیتا، ہندہ خاندانِ سادات

---

(۱) عن عبدالمطلب بن ربیعة قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: انّ هٰذه الصدقات إنما هي أوساخ الناس وانها لَا تحل لمحمد ولَا لآل محمد. رواه مسلم. (مشكوٰة ص: ۱۶۱، باب من لَا تحل له الصدقة).

(۲) ويجوز الدفع إلىٰ من عداهم من بن هاشم. (عالمگيرى ج:۱ ص:۱۸۹، كتاب الزكاة، الباب السابع).

(۳) عن عائشة رضي الله عنها قالت: كان في بريرة ثلاث سنن احدى السنن انها عتقت فخيرت في زوجها .... ودخل رسول الله صلى الله عليه وسلم والبرمة تفور بلحم فقرّب إليه خبز وادم من ادم البيت فقال: الم ار برمة فيها لحم! قالوا: بلىٰ ولٰكن ذالك لحم تصدق به علىٰ بريرة وأنت لَا تأكل الصدقة، قال: هو عليها صدقة ولنا هدية متفق عليه. (مشكوٰة ص: ۱۶۱، باب من لَا تحل له الصدقة، الفصل الأوّل).

سے تعلق رکھتی ہے، اور اس کے یہ بچے صدیقی ہیں، ہندہ کے عزیز، اقربا، بہن بھائی یا ماں باپ ان بچوں کی پرورش وغیرہ کے لئے زکوٰۃ کا پیسہ ہندہ کو دے سکتے ہیں یا نہیں؟ کہ وہ صرف بچوں کے صرف میں لائے، کیونکہ ہندہ کے لئے تو زکوٰۃ لینا جائز نہیں ہے، شرعی اعتبار سے اس مسئلے پر روشنی ڈالیں۔

جواب:... یہ بچے سیّد نہیں، بلکہ صدیقی ہیں، اس لئے ان بچوں کو زکوٰۃ دینا صحیح ہے، اور ہندہ اپنے ان بچوں کے لئے زکوٰۃ وصول کرسکتی ہے،[1] اپنے لئے نہیں۔[2]

علوی (اعوان) کو زکوٰۃ دینا

سوال:... "بہشتی زیور" میں ہے کہ بنوعبدالمطلب، بنوہاشم کو زکوٰۃ لینا جائز نہیں، سوال یہ ہے کہ علوی جو عام طور پر اعوان کہلاتے ہیں، ان کے بارے میں کیا حکم ہے؟

جواب:... بنوہاشم کو زکوٰۃ دینا جائز نہیں، اور اعوان بھی حضرت علی رضی اللہ عنہ کی اولاد ہیں، اس لئے وہ بھی ہاشمی ہیں۔[3]

سیّدہ کی اولاد جو غیرسیّد سے ہو اُسے زکوٰۃ دینا

سوال:... بیوی سیّد ہے اور شوہر غیرسیّد، جس کا اِنتقال ہوچکا ہے، ان کے بچوں کو زکوٰۃ دی جاسکتی ہے یا نہیں؟

جواب:... دے سکتے ہیں۔[4]

غریب سیّد بہنوئی کو زکوٰۃ دینا

سوال:... میری شادی ایک سیّد گھرانے کی خاتون سے ہوئی ہے، ایک بہن کی شادی بھی سیّد مرد سے ہوئی ہے، بہنوئی کی مالی حالت خراب ہے، کیا میں اپنی زکوٰۃ کی رقم سے اپنی بہن یا اس کی اولاد کی مدد کرسکتا ہوں؟

جواب:... بہن کو دے سکتے ہیں، کیونکہ وہ سیّد نہیں۔[5] اور ان کی اولاد کو نہیں دے سکتے کیونکہ وہ سیّد ہیں۔[6]

---

(۱) گزشتہ صفحے کا حاشیہ نمبر ۲ ملاحظہ فرمائیں۔

(۲) فإن تحريم الصدقة حكم يختص بالقرابة من بنى هاشم ...إلخ. (البحر الرائق ج:۲ ص:۲۶۵، كتاب الزكاة).

(۳) وبنو هاشم الذى تحرم عليهم الصدقات آل عباس وآل على وآل جعفر وآل عقيل وولد الحارث بن عبدالمطلب كذا ذكره الكرخى. (بدائع ج:۲ ص:۴۹، كتاب الزكاة، فصل وأما الذى يرجع إلى المؤدى إليه).

(۴) ويجوز الدفع إلى من عداهم من بنى هاشم. (عالمگيرى ج:۱ ص:۱۸۹)، المصارف ...إلخ منها الفقير وهو من له أدنى شىء وهو ما دون النصاب. (عالمگيرى ج:۱ ص:۱۸۷، كتاب الزكاة، الباب السابع).

(۵) الأفضل فى الزكوة .... الصرف إلى الإخوة والأخوات. (عالمگيرى ج:۱ ص:۱۹۰، كتاب الزكاة).

(۶) ولا يدفع إلى بنى هاشم. (عالمگيرى ج:۱ ص:۱۸۹، كتاب الزكاة، الباب السابع فى المصارف).

زکوٰۃ کا صحیح مصرف

سوال:... کیا زکوٰۃ اور عشر کی رقوم کو ملکی دفاع پر یا انڈسٹری لگانے پر خرچ کیا جاسکتا ہے یا نہیں؟ آج تک ہم لوگ یہی سنتے آئے ہیں کہ زکوٰۃ وعشر کی رقوم کو ان چیزوں پر نہیں خرچ کیا جاسکتا، لیکن میاں ..... صاحب کے ایک اخباری بیان نے ہمیں حیران ہی نہیں بلکہ پریشان بھی کردیا، میاں صاحب فرماتے ہیں: ''شرعی نقطۂ نگاہ سے حکومت زکوٰۃ وعشر کی رقومات کو ملکی دفاع پر خرچ کرنے کا حق رکھتی ہے، زکوٰۃ وعشر کے مصارف کے متعلق نمائندہ جنگ کے سوال پر انہوں نے کہا کہ مذہبی نقطۂ نگاہ سے ملکی دفاع کی ضرورت پوری کرنے کے لئے اگر وسائل موجود نہ ہوں یا کم ہوں تو پھر اس مقصد کے لئے زکوٰۃ وعشر کو استعمال کیا جاسکتا ہے، اسی طرح تبلیغِ دین اور اِشاعتِ دین کے لئے زکوٰۃ وعشر کو بھرپور طریقے سے استعمال کیا جاسکتا ہے کیونکہ اس سلسلے میں ''فی سبیل اللہ'' کی مد موجود ہے، انہوں نے کہا کہ زکوٰۃ کی رقوم سے ملک میں انڈسٹری بھی لگائی جاسکتی ہے، جس میں غریبوں، یتیموں اور مستحق افراد کو ملازمتیں ملنی چاہئیں، لیکن اس انڈسٹری کے قیام کے ساتھ ایک شرط یہ بھی ضروری ہے، اور وہ یہ کہ کھاتے پیتے افراد کو اس میں ملازمت نہ دی جائے۔'' بحوالہ روزنامہ جنگ کراچی ۱۰ر دسمبر ۱۹۸۴ء۔ کیا میاں صاحب کا یہ نقطۂ نظر قرآن وسنت اور فقہِ حنفی کے مطابق ہے؟ دلائل سے اس کی وضاحت فرمائیں۔

جواب:... زکوٰۃ، فقراء ومساکین کے لئے ہے، قرآنِ کریم نے ''فی سبیل اللہ'' کی جو مد ذکر کی ہے اس میں ''فقر'' بطور شرط ملحوظ ہے، یعنی جو مجاہد نادار ہو اس کو اس کی ضروریات زکوٰۃ کی مد میں سے دی جاسکتی ہیں، جن کا وہ مالک ہوجائے۔[1] مطلقاً ملکی دفاع، تعلیم، صحت اور رفاہِ عامہ کی مدات پر زکوٰۃ کا پیسہ خرچ کرنا صحیح نہیں۔[2] جو لوگ اس قسم کے فتوے صادر کرتے ہیں ان کے مطابق زکوٰۃ اور ٹیکس میں کوئی فرق نہیں رہ جاتا۔

زکوٰۃ لینے والے کے ظاہر کا اعتبار ہوگا

سوال:... اعزّہ، احباب واقارب جو بظاہر مستحقِ زکوٰۃ نظر آتے ہیں، یہ کس طرح تصدیق کی جائے کہ یہ صاحبِ نصاب ہیں؟

جواب:... ظاہر کا اعتبار ہے، پس اگر ظاہر حال کے مطابق دِل مانتا ہے کہ یہ مستحق ہوگا، اس کو دے دی جائے۔[3]

معمولی آمدنی والے رشتہ دار کو زکوٰۃ دینا جائز ہے

سوال:... میری ایک قریبی عزیزہ ہیں، ان کے شوہر ایک معمولی حیثیت سے کام کر رہے ہیں، آمدنی اتنی نہیں کہ گھر کے

---

(۱) أما تفسيرها فهي تمليك المال من فقير مسلم غير هاشمي ولَا مولَاه بشرط قطع المنفعة عن المملك من كل وجه لله تعالٰى هٰذا في الشرع كذا في التبيين. (عالمگيری ج:۱ ص:۱۷۰، كتاب الزكاة).

(۲) ولَا يجوز أنه يبني بالزكٰوة المسجد وكذا القناطر والسقيات وإصلاح الطرقات وكرى الأنهار والحج والجهاد وكل ما لَا تمليك فيه. (عالمگيری ج:۱ ص:۱۸۸، كتاب الزكاة، الباب السابع في المصارف).

(۳) إذا شك وتحرّى فوقع في أكبر رأيه أنه محل الصدقة فدفع إليه أو سأل منه فدفع أو رآه في صف الفقراء فدفع فإن ظهر انه محل الصدقة جاز بالإجماع. (عالمگيری ج:۱ ص:۱۹۰، كتاب الزكاة، الباب السابع في المصارف، طبع رشيديه).

اخراجات بہ احسن چل سکیں، رہائشی مکان بھی کرایہ کا ہے، جواب طلب امر یہ ہے کہ ان حالات میں، میں زکوٰۃ وصدقات کی رقم انہیں دے سکتا ہوں؟

جواب:... اگر وہ زکوٰۃ کے مستحق ہیں، تو زکوٰۃ کی مد سے ان کی مدد ضرور کرنی چاہئے۔ (۱)

کم آمدنی والے خاندان کے بچوں کو عید پر زکوٰۃ سے کپڑے لے کر دینا

سوال:... ہمارے قریبی رشتہ دار ہیں جو کہ ملازمت کرتے ہیں، ماہانہ تنخواہ دو ہزار روپے ہے، مکان اپنا ذاتی ہے، سات آٹھ بچے دو میاں بیوی ہیں، یعنی دس گیارہ افراد کا خاندان ہے، بیوی اکثر بیمار رہتی ہے، آپ کو معلوم ہے کہ اس مہنگائی کے دور میں دو ہزار کی ویلیو کیا ہے۔ کیا ایسے خاندان کو زکوٰۃ دی جاسکتی ہے جبکہ وہ صاحبِ نصاب نہیں ہے؟ ان کو بتاکر زکوٰۃ نہ دی جائے، یہ کہا جائے کہ آپ عید پر بچوں کے کپڑے لے لیں، یا بچوں کی کتابیں خریدلیں، بل ہم ادا کردیں گے، تفصیل سے روشنی ڈال دیں۔

جواب:... دے سکتے ہیں۔ (۲)

پگڑی پر لئے ہوئے گھر میں رہنے والے کو زکوٰۃ دینا

سوال:... میری بہن کا بیٹا دونوں آنکھوں سے معذور ہوچکا ہے، آنکھوں کے علاج پر ہزاروں روپے خرچ ہونے سے ممکن ہے بینائی واپس آجائے۔ گھر کا زیور وغیرہ بظاہر فروخت ہوچکے ہیں، کیا اس کے علاج دوائی پر زکوٰۃ کی رقم خرچ ہوسکتی ہے؟ اپنا گھر ہے جس میں رہتا ہے، اور جس کی پگڑی تین لاکھ روپے مالک جائیداد کو واپس کرکے مل سکتی ہے، اور اس وقت کوئی ذریعہ آمدن نہیں ہے۔

جواب:... اگر وہ مستحق ہو تو ہوسکتی ہے۔ (۳)

مستحق کا تعین کس طرح ہوگا؟

سوال:... فی زمانہ کسی کے متعلق فیصلہ کرلینا کہ یہ شخص مستحقِ زکوٰۃ ہے، بڑا مشکل اور ناممکن ہے۔ معلوم کرنا کہ کیا آپ زکوٰۃ کے مستحق ہیں؟ نامناسب معلوم ہوتا ہے۔ برائے کرم ارشاد فرمائیے کہ اس بات کا تعین کس طرح کیا جائے کہ فلاں شخص مستحقِ زکوٰۃ ہے یا نہیں؟

جواب:... کون شخص مستحقِ زکوٰۃ ہے کون نہیں؟ اس کا فیصلہ تو زکوٰۃ دینے والا ہی کرسکتا ہے۔ اگر کسی کے گھر میں ٹی وی

---

(۱) ویجوز دفعها إلٰی من یملک أقل من النصاب وإن کان صحیحًا مکتسبًا کذا فی الزاهدی۔ (عالمگیری ج:۱ ص:۱۸۹، کتاب الزکاة، الباب السابع فی المصارف)۔

(۲) (منها الفقیر) وهو من له أدنٰی شیء وهو ما دون النصاب۔ (عالمگیری ج:۱ ص:۱۸۷)، دفع الزکٰوة إلٰی صبیان أقاربه برسم عید أو إلٰی مبشر أو مهدی الباکورة جاز۔ (الدر المختار ج:۲ ص:۳۵۶، قبیل باب صدقة الفطر)۔

(۳) (منها الفقیر) وهو من له أدنٰی شیء وهو ما دون النصاب۔ (عالمگیری ج:۱ ص:۱۸۷)۔

ہے، یا ایسا اور لغویات کا سامان ہے تو وہ زکوٰۃ کا مستحق نہیں ہے۔ جو شخص کہ ضروریاتِ اصلیہ سے زائد رقم بقدرِ نصاب رکھتا ہو وہ مستحقِ زکوٰۃ نہیں۔ (۱)

عثمانی کو زکوٰۃ دینا

سوال:... میرے شوہر عثمانی ہیں اور صاحبِ نصاب نہیں ہیں، کیا میرے والدین یا بھائی بہن میرے شوہر کے علم میں لائے بغیر انہیں زکوٰۃ کی رقم بطورِ قرض یا عطیہ دے سکتے ہیں؟

جواب:... اگر شوہر زکوٰۃ کے مستحق ہیں تو آپ کے والدین ان کو زکوٰۃ دے سکتے ہیں، واللہ اعلم! (۲)

غریب خاندان کو مکان کی مرمت کے لئے زکوٰۃ دینا

سوال:... اس خاندان نے ابھی اپنے مکان میں کھڑکی وغیرہ لگوانی ہے کیونکہ گرمی بہت ہے، مکان کی چھت پر فرش لگانا ہے، تاکہ پانی نیچے نہ آئے، کیا ہم ان کو اس تعمیر کے لئے زکوٰۃ کی رقم دے سکتے ہیں؟ ان کو کہہ دیں کہ یہ کام آپ کروالیں بل ہم ادا کردیں گے؟

جواب:... جی ہاں! کام کرالیں، پھر بل ادا کرنے کے لئے ان کو زکوٰۃ کی رقم دے دیں۔ (۳)

زکوٰۃ کی رقم سے مستحق رشتہ دار کی شادی کرانا

سوال:... کیا میں اپنی بھتیجی کی شادی پر زکوٰۃ کی رقم لگا سکتی ہوں؟

جواب:... اگر اس لڑکی کے پاس یا اس کے والدین کے پاس اتنا روپیہ نہیں ہے کہ اس کی شادی کرسکیں تو زکوٰۃ کے پیسے سے اس کی شادی جائز ہے، لیکن بہتر صورت یہ ہے کہ کسی سے قرض لے کر اس کی شادی کے مصارف برداشت کئے جائیں، بعد میں زکوٰۃ کی رقم سے اس کا قرض ادا کردیا جائے۔ (۴)

---

(۱) ولَا یجوز دفع الزکٰوۃ إلٰی من یملک نصابًا أی مال کان دنانیر أو دراھم أو سوائم أو عروضًا للتجارۃ أو لغیر التجارۃ فاضلًا عن حاجته فی جمیع السنة ھٰکذا فی الزاھدی۔ (عالمگیری ج:۱ ص:۱۸۹، کتاب الزکاۃ، الباب السابع)۔

(۲) المصارف إلخ منھا الفقیر وھو من له أدنٰی شیء وھو ما دون النصاب أو قدر نصاب غیر نام وھو مستغرق فی الحاجة۔ (عالمگیری ج:۱ ص:۱۸۷)، ویجوز دفعھا لزوجة أبیه وابنه وزوج ابنته تاترخانیة۔ (الدر المختار ج:۲ ص:۳۴۶)۔

(۳) ویجوز دفعھا إلٰی من یملک أقل من النصاب۔ (عالمگیری ج:۱ ص:۱۸۹)۔ والغارم من لزمه دین ولَا یملک نصابًا فاضلًا عن دینه۔ (ھدایة ج:۱ ص:۲۰۵)۔ المراد بالغارم فی الآیة وھو فی اللغة من علیه دین ولَا یجد قضاء کما ذکرہ القتبی وإنما لم یقیدہ المصنف لأن الفقر شرط فی الأصناف کلھا .... وفی الفتاوی الظھیریة والدفع إلٰی من علیه الدین أولٰی من الدفع إلی الفقیر۔ (البحر الرائق ج:۲ ص:۲۶۰، کتاب الزکاۃ، باب المصرف)۔

(۴) ولو قضی دین الفقیر بزکٰوۃ ماله ان کان یأمرہ جاز وإن کان بغیر أمرہ لَا یجوز وسقط الدین ...إلخ۔ (عالمگیری ج:۱ ص:۱۹۰)۔ وفی الفتاوی الظھیریة والدفع إلٰی من علیه الدین أولٰی من الدفع إلی الفقیر۔ (البحر الرائق ج:۲ ص:۲۶۰)۔

اگر پوتے، پوتی کو زکوٰۃ نہیں دی جاسکتی تو بہو کو کیسے دی جاسکتی ہے؟

سوال:... اگر پوتے پوتی کو زکوٰۃ نہیں دی جاسکتی تو پھر بہو کو کیسے دی جاسکتی ہے؟ جبکہ بہو کو ضرورت ہی اپنی اولاد کے لئے ہوتی ہے۔

جواب:... بہو کو زکوٰۃ دے سکتے ہیں، اور وہ مالک ہونے کے بعد جس کو چاہے دیدے۔ [۱]

بہن بھائی کی صدقۂ فطر اور زکوٰۃ سے مدد کرنا

سوال:... زید ایک شخص بوجہ نقاہت وزائد العمری دو تین سال سے روزہ نہیں رکھ سکتا، تو صدقۂ فطر کے مطابق سالِ گزشتہ دو سو دس روپیہ بطور فدیہ صوم غرباء میں تقسیم کراتے تھے، امسال آٹھ روپیہ صدقۂ فطر بتایا جاتا ہے، تیس روزوں کے دو چالیس روپے ہوتے ہیں، زید مذکورہ بالا شخص کی حقیقی بہن سخت بیمار ہے، بیوہ ہے، کوئی ذریعہ آمدنی نہیں ہے، ایک لڑکا ہے جو بیکار قسم کا نکھٹو قسم کا ہے، اس لئے یہ شخص زید جو زائد العمری کے سبب روزہ نہیں رکھ رہا ہے، اگر فدیۂ صوم کے بطور ۲۴۰ روپے اپنی بیوہ بہن جو سخت ضرورت مند اور علاج معالجے کی بھی حاجت مند ہے، اگر بہن کو دیدے تو زید کی طرف سے فدیۂ صوم ادا ہو جائے گا یا نہیں؟

جواب:... زکوٰۃ، صدقۂ فطر اور روزوں کے فدیہ کی رقم بھائی بہن کو دینا جائز ہے، [۲] بشرطیکہ وہ محتاج ہوں۔ [۳]

غریب بہن بھائیوں اور دیگر رشتہ داروں کو زکوٰۃ دینا

سوال:... کیا زکوٰۃ اپنے مستحق غریب بہن بھائیوں اور رشتہ داروں کو دی جاسکتی ہے؟ اور ان کو یہ بتانا کیا ضروری ہے کہ یہ زکوٰۃ کی رقم ہے؟

جواب:... بہن بھائیوں کو اور رشتہ داروں کو زکوٰۃ دینا جائز ہے، [۴] بلکہ اس میں دو اَجر ہیں، ایک ادائے فریضہ کا، اور دُوسرا صلہ رحمی کا۔ [۵] البتہ والدین اپنی اولاد کو، اور اولاد کی اولاد کو زکوٰۃ نہیں دے سکتے، اسی طرح اولاد اپنے والدین کو، دادا، دادی کو، اور نانا،

---

(۱) يجوز دفع الزكٰوة إلٰى من سوى الوالدين والمولودين من الأقارب ومن الإخوة والأخوات وغيرهم لِانقطاع منافع الأملاک۔ (بدائع ج:۲ ص:۵۰، کتاب الزکاة، فصل وأما الذی یرجع إلی المؤدی إلیه)۔

(۲) والأفضل فی الزکٰوة والفطر والنذر الصرف أوّلًا إلی الإخوة والأخوات ...إلخ۔ (عالمگیری ج:۱ ص:۱۹۰)۔

(۳) ویجوز دفعها إلٰی من یملک أقل من النصاب۔ (عالمگیری ج:۱ ص:۱۸۹، کتاب الزکاة، الباب السابع)۔

(۴) والأفضل فی الزكٰوة .... أوّلًا إلی الإخوة والأخوات .... ثمّ إلی الأعمام والعمات ...إلخ۔ (عالمگیری ج:۱ ص:۱۹۰، کتاب الزکاة، الباب السابع فی المصارف)۔

(۵) روی ان امرأة عبدالله بن مسعود رضی الله عنه سألت رسول الله صلی الله علیه وسلم عن الصدقة علٰی زوجها عبدالله فقال النبی صلی الله علیه وسلم: لک أجران، أجر الصدقة وأجر الصلة۔ (بدائع الصنائع ج:۲ ص:۴۰، کتاب الزکاة، طبع ایچ ایم سعید)۔ وعن سلمان بن عامر رضی الله عنه عن النبی صلی الله علیه وسلم قال: الصدقة علی المسکین صدقة وعلٰی ذوی الرحم ثنتان: صدقة وصلة۔ رواه النسائی والترمذی۔ (الترغیب والترہیب ج:۲ ص:۳۷)۔

نانی کو زکوٰۃ نہیں دے سکتی۔ میاں بیوی بھی ایک دُوسرے کو زکوٰۃ نہیں دے سکتے۔[۱] جس کو زکوٰۃ دی جائے اس کو بتانا ضروری نہیں، البتہ دیتے وقت دِل میں نیت ہونا ضروری ہے۔[۲]

زکوٰۃ کا بتائے بغیر بیوہ بہن کی زکوٰۃ سے مدد کرنا

سوال:... زید کی ایک بہن بیوہ ہے، شوہر کی پنشن پر گزارہ ہے، بہو اور پوتوں اور دو بیٹوں کا ساتھ ہے، ایک برسرِ روزگار ہے، دُوسرا جو اولاد والا ہے بے روزگار ہے، زندگی کی گاڑی کسی طرح چل رہی ہے، لیکن مالی تنگی رہا کرتی ہے، شوہر کی پنشن اور بیٹے کی کمائی کفالت نہیں کرتی، تو ایسی صورت میں زید اگر اپنی بیوہ بہن کو فدیہ، زکوٰۃ یا فطرے کی رقم سے مالی اِمداد کرے تو شرعی اِعتبار سے کیا یہ جائز ہوگا؟ جبکہ بہن کو اس کا علم نہ ہو کہ اِمداد اس صورت سے کی جارہی ہے۔

جواب:... بہن اگر نادار ہے تو اس کو زکوٰۃ وغیرہ دینا جائز ہے۔ دیتے وقت دِل میں نیت کرلی جائے، ان کو بتانا ضروری نہیں، واللہ اعلم![۳]

یتیم بھائیوں، بہنوں اور والدہ پر زکوٰۃ کی رقم خرچ کرنا

سوال:... کیا اپنے یتیم بھائیوں، بہنوں اور والدہ پر زکوٰۃ کی رقم بغیر ان کو بتائے خرچ کی جاسکتی ہے یا ان کو بغیر بتائے کہ یہ زکوٰۃ ہے دے سکتے ہیں؟

جواب:... والدہ کو زکوٰۃ دینا جائز نہیں۔[۴] بھائی بہن اگر محتاج ہوں تو ان کو زکوٰۃ دینا جائز ہے۔[۵] لیکن آپ کے یتیم بھائی بہن چونکہ خود آپ کی کفالت میں ہیں، اس لئے ان کو زکوٰۃ نہ دی جائے۔[۶]

---

(۱) ولَا یدفع المزکی زکٰوة ماله إلٰی أبیه وجدّه وإن علا ولَا إلٰی ولده وولد ولده وإن سفل .... ولَا تدفع المرأة إلٰی زوجها۔ (هدایة ج:۱ ص:۲۰۶، کتاب الزکاة، باب من یجوز دفع الصدقات إلیه)۔

(۲) نوی الزکاة بما یدفع لصبیان أقربائه أو لمن یأتیه بالبشارة أو یأتی بالباکورة أجزأه .... وکذا ما یدفعه إلی الخدم من الرجال والنساء فی الأعیاد وغیرها بنیة الزکاة، کذا فی معراج الدرایة۔ (عالمگیری ج:۱ ص:۱۹۰، کتاب الزکاة، الباب السابع فی المصارف)۔ وفی شرح الحموی: العبرة لنیة الدافع لَا لعلم المدفوع إلیه۔ (الأشباه والنظائر مع شرح الحموی ج:۱ ص:۲۲۱)۔

(۳) والأفضل فی الزکٰوة .... الصرف إلی الإخوة والأخوات۔ (عالمگیری ج:۱ ص:۱۹۰)، نوی الزکاة إلّا أنه سماه قرضًا جاز فی الأصح لأن العبرة للقلب لَا للسان۔ (الدر المختار مع رد المحتار ج:۲ ص:۲۳۳)۔

(۴) لَا یصرف .... إلٰی من بینهما ولَاد۔ (تنویر الأبصار ج:۲ ص:۳۴۶، طبع سعید)۔

(۵) والأفضل فی الزکٰوة .... الصرف أوّلًا إلی الإخوة والأخوات۔ (عالمگیری ج:۱ ص:۱۹۰)۔

(۶) وفی رد المحتار: قلت والظاهر أنه إذا احتسبه من الزکٰوة تسقط عنه النفقة المفروضة لِاکتفاء الیتیم بها لما صرحوا به أن نفقة الأقارب تجب باعتبار الحاجة .... قال فی التتارخانیة عن المحیط إذا کان یعول یتیما ویجعل ما یکسوه ویطعمه من زکٰوة ماله ففی الکسوة لَا شک فی الجواز لوجود الرکن وهو التملیک وأما الطعام فما یدفعه إلیه بیده یجوز أیضًا لما قلنا بخلاف ما یأکله بلا دفع إلیه۔ (رد المحتار ج:۲ ص:۲۵۷، کتاب الزکاة)۔

بھائی کو زکوٰۃ دینا

سوال:... علمائے دین بیچ اس مسئلے کے کیا فرماتے ہیں کہ اگر اپنا حقیقی بھائی معذور اور بیمار ہو اور ذریعہ آمدنی بھی نہ ہو تو کیا اس کو دُوسرا بھائی زکوٰۃ دے سکتا ہے؟

جواب:... بہن، بھائی اور چچا، ماموں کو زکوٰۃ دینا جائز ہے۔[1]

بھائی اور والد کو زکوٰۃ دینا

سوال:... اگر کوئی شخص حساب کتاب میں اپنے والد اور بھائیوں سے الگ ہو اور صاحبِ حیثیت بھی ہو، اب اگر یہ بیٹا والد صاحب کو زکوٰۃ اس طرح دینا چاہے کہ پہلے اپنے غریب مستحق بھائی کو دے دے اور بھائی سے کہہ دے کہ یہ رقم آپ اور والد دونوں استعمال میں لائیں یا بھائی سے کہہ دے کہ یہ رقم قبول کرکے والد کو دینا، جبکہ والد مستحق بھی ہو، کیا یہ صحیح ہے یا ایسی کوئی صورت ہے کہ یہ رقم والد کو دے دی جائے اور زکوٰۃ ادا ہو جائے؟

جواب:... بھائی کو زکوٰۃ دینا صحیح ہے،[2] مگر اس سے یہ فرمائش کرنا کہ وہ فلاں شخص (مثلاً: والد صاحب) پر خرچ کرے، غلط ہے۔ جب اس نے بھائی کو زکوٰۃ دے دی تو وہ اس کی ملکیت ہوگئی، اب وہ اس کا جو چاہے کرے۔ اور اگر بھائی کو زکوٰۃ دینا مقصود نہیں، بلکہ والد کو دینا مقصود ہے اور بھائی محض وکیل ہے، تو بھائی کو دینے سے زکوٰۃ ادا نہیں ہوگی۔[3]

نادار بہن بھائیوں کو زکوٰۃ دینا

سوال:... میرے والد صاحب عرصہ ڈیڑھ سال سے فوت ہو چکے ہیں، اور میں گھر میں بڑا ہوں، اور شادی شدہ ہوں، فی الحال سارے گھر کی کفالت بھی خود کر رہا ہوں، گھر کے افراد کچھ یوں ہیں: ایک والدہ ماجدہ صاحبہ، ایک ہمشیرہ صاحبہ اور تین عدد چھوٹے بھائی ہیں، جن میں ایک برسرِ روزگار ہے، اور دو ابھی پڑھ رہے ہیں، میرے ذمہ زکوٰۃ بھی واجب ہے، کیا میں وہ زکوٰۃ اپنے بھائیوں کو دے سکتا ہوں اور ہمشیرہ صاحبہ کو؟ کیونکہ ان کا کوئی ذریعہ معاش نہیں ہے۔ رہا مسئلہ والدہ صاحبہ والا تو وہ میرا فرض ہے، اور سب ذمہ داری میں قبول کروں گا۔

جواب:... زکوٰۃ بہن بھائیوں کو دینا جائز ہے۔[4]

---

(۱) گزشتہ صفحے کا حاشیہ نمبر ۵ ملاحظہ ہو۔

(۲) والأفضل فی الزکٰوۃ .... الصرف أوّلًا إلی الإخوۃ والأخوات ...إلخ۔ (عالمگیری ج:۱ ص:۱۹۰)۔

(۳) وتعتبر نیۃ الموکل فی الزکٰوۃ دون الوکیل کذا فی معراج الدرایۃ۔ (عالمگیری ج:۱ ص:۱۷۱، کتاب الزکاۃ)۔

(۴) ایضاً حاشیہ نمبر ۲ ملاحظہ ہو۔

صاحبِ حیثیت آدمی کا اپنے والدین کی مالی مدد نہ کرنا، نیز اپنے بھائی کو چھوڑ کر دُوسروں کو زکوٰۃ دینا

سوال:... ایک شخص صاحبِ جائیداد اور صاحبِ حیثیت ہے، اچھی تنخواہ پر ملازم ہے، ویسے تو نیک ہی ہے، مگر دو مسائل ہیں۔ اس خوش حالی اور مالی طور پر مستحکم ہونے کے باوجود وہ اپنے والدین پر جو اِنتہائی غربت کا شکار ہیں، کچھ خرچ نہیں کرتا، اور نہ ہی ان کی مالی معاونت کرتا ہے، ایسے شخص کے بارے میں کیا حکم ہے؟

جواب:... یہ شخص جو خود تو خوش حال زندگی گزارتا ہے لیکن بوڑھے والدین کا خیال نہیں کرتا، گناہگار ہے، مرنے کے بعد عذاب میں مبتلا ہوگا۔ (۱)

سوال:... اس کا دُوسرا بھائی عیال دار اور غریب ہے، اتنا غریب کہ فاقے تک ہوتے ہیں، اور کچھ احباب ساتھ دیتے ہیں۔ بھائی جو زکوٰۃ نکالتا ہے، مگر دُوسرے لوگوں کو دیتا ہے، بھائی کو نہیں دیتا، نہ ہی کسی طرح اس کی کچھ مدد کرتا ہے، بھائیوں میں تعلقات تو بہتر ہیں، مگر کسی طرح اس کی مدد نہیں کرتا، اِسلامی فقہ کے مطابق یہ فعل کس حد تک دُرست ہے؟

جواب:... آدمی کی زکوٰۃ کا مستحق سب سے پہلے اس کا بھائی، بھتیجے اور عزیز و اقارب ہیں، جو شخص جتنا زیادہ نزدیک ہو، اتنا زیادہ مستحق ہے۔ یہ شخص جو اپنے بھائی اور اس کے کنبے کو چھوڑ کر، دُوسروں کو زکوٰۃ دیتا ہے، غلط کرتا ہے۔ (۲)

بیوہ بہن کو زکوٰۃ دینا

سوال:... ہماری بہن بیوہ ہے، اور بیمار ہے، وہ اپنے بیٹے کے ساتھ رہتی ہے، کیا اسے علاج کے لئے زکوٰۃ کی رقم دی جاسکتی ہے؟

جواب:... بہن کو زکوٰۃ کی رقم دینا جائز ہے۔ (۳)

چچا کو زکوٰۃ

سوال:... ہمارے والد صاحب کا انتقال ہوگیا ہے، اور ہم سات بھائی بہنیں ہیں، والدہ ہیں، اللہ تعالیٰ کے فضل سے زکوٰۃ

---

(۱) عن ابن عباس قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: من أصبح مطيعًا لله في والديه أصبح له بابان مفتوحان من الجنّة، وإن كان واحدًا فواحدًا، ومن أصبح عاصيًا لله في والديه أصبح له بابان مفتوحان من النار، إن كان واحدًا فواحدًا، قال رجل: وإن ظلماه؟ قال: وإن ظلماه! وإن ظلماه! وإن ظلماه! (مشكٰوة ص: ۴۲۱، باب البر والصلة).

(۲) والأفضل في الزكٰوة .... الصرف إلى الإخوة والأخوات ثم إلى أولادهم .... ثم إلى ذوي الأرحام ثم إلى الجيران. (عالمگيري ج:۱ ص:۱۹۰، كتاب الزكاة، الباب السابع في المصارف).

(۳) والأفضل في الزكٰوة والفطر والنذر الصرف أوّلًا إلى الإخوة والأخوات. (عالمگيري ج:۱ ص:۱۹۰).

ہم پر فرض ہے، اور ہم زکوٰۃ نکالنا چاہتے ہیں، کیا زکوٰۃ کی کچھ رقم اپنے چچا کو دے دیں، چچا کے مالی حالات صحیح نہیں ہیں،، ہم زکوٰۃ چچا کو دے سکتے ہیں یا نہیں؟ اور ہم یہ بھی چاہتے ہیں کہ زکوٰۃ کا چچا کو علم بھی نہ ہو۔

جواب:... چچا کو زکوٰۃ دینا جائز ہے،[1] اور جس کو زکوٰۃ دی جائے اس کو یہ بتانا ضروری نہیں کہ یہ زکوٰۃ کی رقم ہے، صرف زکوٰۃ کی نیت کرلینا کافی ہے۔[2]

بھتیجے یا بیٹے کو زکوٰۃ دینا

سوال:... میرے پاس میری یتیم بھتیجی رہتی ہے، کیا میں زکوٰۃ کی رقم اس پر خرچ کرسکتی ہوں؟ دُوسرا سوال یہ کہ میں اپنے بیٹے کو بھی زکوٰۃ دے سکتی ہوں؟ وہ معمولی ملازم ہے۔

جواب:... بیٹا بیٹی، پوتا پوتی، اور نواسی نواسے کو زکوٰۃ دینا جائز نہیں، بھتیجا بھتیجی کو دینا دُرست ہے۔

بیوی کا شوہر کو زکوٰۃ دینا جائز نہیں

سوال ا:... عام طور پر بیوی کی کل کفالت شوہر کے ذمہ ہے، اگر بدنصیبی سے شوہر غریب ہوجائے اور بیوی مال دار ہو تو شرعاً شوہر کے بیوی پر کیا حقوق عائد ہوتے ہیں؟

۲:... مذکورہ شوہر کو بیوی سے زکوٰۃ لے کر کھانا کیا دُرست ہوگا؟

جواب ا:... عورت پر شوہر کے لئے جو حقوق ہیں، وہ شوہر کی غربت اور مال داری دونوں میں یکساں ہیں، شوہر کے غریب ہونے پر بیوی پر شرعاً یہ حق ہے کہ شوہر کی غربت کے پیشِ نظر صرف اس قدر نان ونفقہ کا مطالبہ کرے جس کا شوہر متحمل ہوسکے۔[3] البتہ اخلاقاً بیوی کو چاہئے کہ وہ اپنے مال سے شوہر کی امداد کرے یا اپنے مال سے شوہر کو کوئی کاروبار وغیرہ کرنے کی اجازت دے۔[4]

۲:... چونکہ شوہر اور بیوی کے منافع عادۃً مشترک ہیں، اور وہ دونوں ایک دُوسرے کی چیزوں سے عموماً استفادہ کرتے رہتے

---

(۱) والأفضل فی الزکٰوة .... ثم إلٰی الأعمام والعمات ثم إلٰی أولادهم ...إلخ. (عالمگیری ج:۱ ص:۱۹۰).

(۲) نوی الزکٰوة بما یدفع لصبیان أقربائه أو لمن یأتیه بالبشارة أو یأتی بالباکورة أجزأه ...إلخ. (عالمگیری ج:۱ ص:۱۹۰). وفی شرح الحموی: العبرة لنیة الدافع لا لعلم المدفوع إلیه. (الأشباه والنظائر مع شرح الحموی ج:۱ ص:۲۲۱، طبع إدارة القرآن).

(۳) النفقة واجبة للزوجة علٰی زوجها .... وتعتبر فی ذٰلک حالهما جمیعًا .... وعلیه الفتویٰ وتفسیره انهما إذا کانا موسرین تجب نفقة الیسار وإن کانا معسرین فنفقة الإعسار. (هدایة ج:۲ ص:۴۳۷).

(۴) عن زینب امرأة عبدالله بن مسعود قالت: قال رسول الله صلی الله علیه وسلم: تصدقن یا معشر النساء ولو من حلیّکن. قالت: فرجعت إلٰی عبدالله فقلت: إنک رجل خفیف ذات الید وأن رسول الله صلی الله علیه وسلم قد أمرنا بالصدقة فأته فاسئله فإن کان ذٰلک یجزیء عنی وإلّا صرفتها إلٰی غیرکم .... فقال رسول الله صلی الله علیه وسلم: لهما أجران أجر القرابة وأجر الصدقة. متفق علیه. (مشکٰوة ص:۱۷۱، باب أفضل الصدقة).

ہیں، اس لئے شوہر اور بیوی کا آپس میں ایک دُوسرے کو زکوٰۃ دینا جائز نہیں۔[1]

مال دار بیوی کے غریب شوہر کو زکوٰۃ دینا صحیح ہے

سوال:... زید کی بیوی کے پاس چار ہزار روپے کا سونا اور چاندی ہے، جبکہ مقروض اس سے زائد ہے، (یاد رہے سونا چاندی زید کی بیوی کی ملکیت ہیں) اور زید کے والدین نے اسے گھر سے حصہ دینے سے انکار کر دیا ہے، تسلی بخش جواب عنایت فرمائیں کہ زید زکوٰۃ لے سکتا ہے یا نہیں؟ مقروض خود زید ہے، مال زید کی بیوی کے پاس ہے۔

جواب:... زید دُوسروں سے زکوٰۃ لے سکتا ہے،[2] مگر اس کی بیوی اس کو زکوٰۃ نہیں دے سکتی۔[3] بہرحال شوہر اگر غریب ہے تو وہ زکوٰۃ کا مستحق ہے، بیوی کے مال دار ہونے کی وجہ سے وہ مال دار نہیں کہلائے گا۔

شادی شدہ عورت کو زکوٰۃ دینا

سوال:... ایک عورت جس کا خاوند زندہ ہے، لیکن وہ لوگ محنت مزدوری کرتے ہیں، کیا ان کو خیرات صدقہ یا زکوٰۃ دینا جائز ہے؟

جواب:... اگر وہ غریب اور مستحق ہیں تو جائز ہے۔[4]

مال دار اولاد والی بیوہ کو زکوٰۃ

سوال:... ایک عورت جو کہ بیوہ ہے، لیکن اس کے چار پانچ لڑکے برسرِ روزگار ہیں، اچھی خاصی آمدنی ہوتی ہے، اگر وہ لڑکے ماں کی بالکل امداد نہیں کرتے تو کیا اس عورت کو زکوٰۃ دینا جائز ہے؟ اگر بالفرض اولاد تھوڑی بہت امداد دیتی ہے جو اس کے لئے ناکافی ہے، تب اسے زکوٰۃ دینا جائز ہے یا نہیں؟

جواب:... اس خاتون کے اخراجات اس کے صاحبزادوں کے ذمہ ہیں،[5] لیکن اگر وہ نادار ہے اور لڑکے اس کی مالی مدد اتنی نہیں کرتے جو اس کی روزمرّہ ضروریات کے لئے کافی ہو، تو اس کو زکوٰۃ دینا جائز ہے۔[6]

---

(۱) ولَا یدفع إلٰی امرأته للاشتراک فی المنافع عادة ولَا تدفع المرأة إلٰی زوجها عند أبی حنیفة رحمه الله تعالٰی کذا فی الهدایة۔ (عالمگیری ج:۱ ص:۱۸۹، کتاب الزکاة، الباب السابع فی المصارف)۔

(۲) منها الفقیر وهو من له أدنی شیء وهو ما دون النصاب أو قدر نصاب غیر نام وهو مستغرق فی الحاجة فلا یخرجه عن الفقر ملک نصب کثیرة غیر نامیة إذا کانت مستغرقة بالحاجة کذا فی فتح القدیر۔ (عالمگیری ج:۱ ص:۱۸۷)۔

(۳) ایضاً حاشیہ نمبر۱ ملاحظہ ہو۔

(۴) ایضاً حاشیہ نمبر۲ دیکھیں۔

(۵) وعلی الرجل أن ینفق علٰی أبویه وأجداده وجداته إذا کانوا فقراء وإن خالفوه فی دینه اما الأبوان فلقوله تعالٰی وصاحبهما فی الدنیا معروفًا۔ (هدایة ج:۲ ص:۴۴۵، باب النفقة، فصل فی من یجب النفقة ومن لَا یجب)۔

(۶) ایضاً حاشیہ نمبر۲ ملاحظہ ہو۔

زکوٰۃ کی مستحق

سوال:... میری بیوہ بھاوج ہیں، ان کے پاس تقریباً ۱۵ تولے سونے کا زیور ہے، جبکہ ان کی کوئی آمدنی نہیں ہے، نہ کوئی مکان ہے، نہ کوئی ذریعہ آمدنی ہے، ان کو کیا زکوٰۃ دی جاسکتی ہے؟ یہ واضح رہے کہ یہ زیور ان کے پاس وہ ان کے شوہر اور ان کے والدین نے دیا تھا، ہمارے ساتھ رہتی ہیں، ان کا ایک بیٹا ہے جو ابھی پڑھ رہا ہے، اور کمانے کے قابل نہیں ہے۔

جواب:... آپ کی بھاوج کے پاس اگر ۱۵ تولے سونا ان کی اپنی ملکیت ہے تو ان کو زکوٰۃ دینا جائز نہیں،[۱] بلکہ خود ان پر زکوٰۃ فرض ہے،[۲] ہاں! ان کے بیٹے کے پاس اگر کچھ نہیں تو اس کو زکوٰۃ دے سکتے ہیں۔[۳]

بیوہ اور بچوں کو ترکہ ملنے پر زکوٰۃ

سوال:... ایک بیوہ عورت ہے جس کی اولاد نرینہ تین ہیں، اسے اپنے شوہر کے ترکہ میں تقریباً چالیس ہزار روپے ملے، اس نے وہ رقم بینک میں فکسڈ ڈیپازٹ رکھوادی، اور اس پر جو سود یا اب منافع جو بھی ملتا ہے اس سے اس کا گزر اوقات ہوتا ہے، کیا اس کے اُوپر زکوٰۃ واجب ہے؟ (یاد رہے کہ اس کے علاوہ ان کا کوئی ذریعہ آمدنی نہیں)۔

جواب:... اس رقم کو شرعی حصوں پر تقسیم کیا جائے،[۴] ہر ایک کے حصے میں جو رقم آئے اگر وہ نصاب (ساڑھے باون تولہ چاندی کی مالیت) کو پہنچتی ہے تو اس پر زکوٰۃ فرض ہے،[۵] نابالغ بچوں کے حصے پر نہیں۔[۶]

سوال:... جب حکومتِ پاکستان نے زکوٰۃ آرڈیننس نافذ کیا اور زکوٰۃ کاٹ لی، اس کے بعد اعلیٰ افسران سے رُجوع کیا گیا تو جواب میں انہوں نے محلّہ کمیٹی کو زکوٰۃ فنڈ سے زکوٰۃ وظیفہ دینے کے لئے کہا، کیا وہ زکوٰۃ لینے کی حقدار ہے، جبکہ وہ اپنی آمدنی سے گزارہ کررہی ہے اور زکوٰۃ لینا نہیں چاہتی؟

جواب:... صاحبِ نصاب زکوٰۃ نہیں لے سکتا۔[۷]

ضرورت مند لیکن صاحبِ نصاب بیوہ کی زکوٰۃ سے امداد کیسے؟

سوال:... ایک ضرورت مند خاتون جو اَب بیوہ ہیں، ان کے شوہر کا ایک ہفتہ قبل انتقال ہوگیا، ان خاتون کا کوئی ذریعہ

---

(۱) ولَا یجوز دفع الزکٰوۃ إلٰی من یملک نصابًا ... إلخ۔ (عالمگیری ج:۱ ص:۱۸۹)۔

(۲) الزکٰوۃ واجبة عل الحر العاقل البالغ المسلم إذا ملک نصابًا ملکا تامًّا وحال علیه الحول۔ (هدایة ج:۱ ص:۱۸۵)۔

(۳) ان الطفل یعد غنیا بغنی أبیه بخلاف الکبیر فإن لَا یعد غنیا بغنی أبیه ولَا الأب بغنی ابنه ولَا الزوجة بغنی زوجها ولَا الطفل بغنی اُمّه۔ (ردالمحتار ج:۲ ص:۳۵۰، مطلب فی الحوائج الأصلیة)۔

(۴) یوصیکم الله فی اولَادکم للذکر مثل حظ الأنثیین۔ (النساء:۱۱)۔ "فإن کان لکم ولد فلهن الثمن ممّا ترکتم" (النساء:۱۲)۔

(۵) ایضاً حاشیہ نمبر ۲ ملاحظہ ہو۔

(۶) ومنها العقل والبلوغ فلیس الزکٰوۃ علٰی صبی ومجنون۔ (عالمگیری ج:۱ ص:۱۷۲)۔

(۷) ایضاً حاشیہ نمبر ۲ ملاحظہ ہو۔

معاش نہیں، مرحوم کی ایک بچی کی عمر ۹ سال ہے، کرایہ کے مکان میں رہتی ہیں، ماہانہ کرایہ ۵۰۰ روپے ہے، ان بیوہ خاتون کے پاس ایک سیٹ سونے کا شادی کے وقت کا ہے، وزن تقریباً دس تولے ہے، موجود ہے، بیوہ اس کو بیٹی کے لئے مخصوص کرنا چاہتی ہیں، یعنی اس زیور کی ملکیت ۹ سال کی بچی کے نام کرنا چاہتی ہیں، ان حالات میں کیا مذکورہ بیوہ کو شرع مستحقِ زکوٰۃ قرار دیتی ہے؟ یعنی ان کی ضرورت بمدِ زکوٰۃ ماہانہ وظیفہ کی شکل میں پوری کی جاسکتی ہے؟

جواب:... اگر سونے کا سیٹ اپنی لڑکی کے نام ہبہ کردیا تو بیوہ مذکورہ زکوٰۃ کی مستحق ہے، اور اس کی امداد زکوٰۃ سے کی جاسکتی ہے۔[1]

مفلوک الحال بیوہ کو زکوٰۃ دینا

سوال:... ہمارے محلے میں ایک بیوہ عورت رہتی ہے، اس کی ایک نوجوان بیٹی بھی ہے، جو کہ مقامی کالج میں پڑھتی ہے، اس بیوہ عورت کا ایک بھائی ہے جو اناج کی دلالی کرتا ہے، اور مہینے کے دو ہزار روپے کماتا ہے، لیکن اپنی بیوہ بہن اور ماں کو کچھ بھی نہیں دیتا، اس بیوہ عورت کی ماں بالکل ضعیف اور بیمار ہے، ان سب کا خرچ عورت کا بھتیجا اُٹھاتا ہے، اور اس بھتیجے کی بھی شادی ہوگئی ہے، اور اس کی ایک بچی بھی ہے، اب وہ بھتیجا یہ کہتا ہے کہ میں سب کا خرچ نہیں اُٹھا سکتا، اب وہ بیوہ عورت بالکل اکیلی ہوگئی ہے، اور اس کی مدد کرنے والا کوئی نہیں، تو کیا اس صورتِ حال میں اس کا زکوٰۃ لینا جائز ہے؟ اور کیا ہم سب برادری والے مل کر بیوہ عورت کے بھائی کو روپے نہ دینے پر اس سے زبردستی کرسکتے ہیں؟

جواب:... بھائی کو اگر مقدور ہے تو اسے چاہئے کہ اپنی بہن کے اخراجات برداشت کرے، اگر وہ نہیں کرتا یا استطاعت نہیں رکھتا اور بیوہ کے پاس بھی نصاب کی مقدار سونا چاندی یا روپیہ پیسہ نہیں ہے تو ظاہر ہے کہ وہ نادار بھی ہے اور بے سہارا بھی، اس صورت میں اس کو زکوٰۃ و صدقات دینا ضروری ہے۔[2]

برسرِ روزگار بیوہ کو زکوٰۃ دینا

سوال:... ہمارے علاقے میں ایک بیوہ عورت ہے، جو محکمۂ تعلیم حکومتِ پاکستان میں ملازم ہے، تنخواہ ماہانہ پانچ سو روپے ہے، ان کا ایک جوان لڑکا بھی سرکاری ملازم ہے، دونوں ایک ساتھ حکومت کے فراہم کردہ سرکاری کوارٹر میں رہتے ہیں، ہمارے علاقے کی زکوٰۃ کمیٹی نے اس بیوہ عورت کے لئے زکوٰۃ فنڈ سے پچاس روپے ماہانہ وظیفہ مقرّر کیا ہے اور ہر ماہ ادا کیا جاتا ہے، کیا بیوہ ہونے کی وجہ سے جبکہ سرکاری ملازمہ ہو تو زکوٰۃ کی مستحق ہے؟

جواب:... اگر وہ مقروض نہیں برسرِ روزگار ہے، تو اس کو زکوٰۃ نہیں لینی چاہئے، تاہم اگر وہ صاحبِ نصاب نہیں تو اس کو دینے

---

(۱) قوله هو الفقير والمسكين .... أى المصرف الفقير والمسكين .... والأولٰى أن يفسر الفقير بمن له ما دون النصاب ...إلخ۔ (البحر الرائق ج:۲ ص:۲۵۸، كتاب الزكاة)۔

(۲) والأفضل فى الزكٰوة .... الصرف أوّلًا إلى الإخوة والأخوات ...إلخ۔ (عالمگيرى ج:۱ ص:۱۹۰)۔

سے زکوٰۃ ادا ہوجائے گی۔[1]

شوہر کے بھائیوں اور بھتیجوں کو زکوٰۃ دینا

سوال:... میرے شوہر کے چار بھائی ایک بہن ہے، جو سابقہ خاوند سے طلاق لینے کے بعد دُوسری جگہ شادی شدہ ہے، مگر سابقہ خاوند سے تین بچے ہیں، جو میرے دُوسرے دیور کے ہاں رہتے ہیں، اور زیرِ تعلیم ہیں، اتنی مہنگائی میں جہاں گھر کا خرچہ پورا نہیں ہوتا وہاں ان کو خرچہ دینا بھی ایک مسئلہ ہے، علاوہ ازیں میرے بڑے دیور کا انتقال ہوچکا ہے، اور ان کے بچے بھی زیرِ تعلیم ہیں۔ دریافت طلب یہ ہے کہ کیا ہم ان بچوں کی تعلیم یا شادی بیاہ پر زکوٰۃ کی مد میں خرچ کرسکتے ہیں اور ہماری زکوٰۃ ادا ہوجائے گی، لیکن ان بچوں کو علم نہ ہو کہ زکوٰۃ ہے؟

جواب:... آپ اپنے شوہر کے بھانجوں اور بھتیجوں کو زکوٰۃ دے سکتی ہیں، آپ کے شوہر بھی دے سکتے ہیں،[2] زکوٰۃ کی ادائیگی کے لئے ان کو بتانا ضروری نہیں کہ یہ زکوٰۃ کی رقم ہے، خود نیت کرلینا کافی ہے، ان کو خواہ ہدیے، تحفے کے نام سے دی جائے تب بھی زکوٰۃ ادا ہوجائے گی۔[3]

غیر مستحق کو زکوٰۃ کی ادائیگی

سوال:... صدقہ خیرات یا زکوٰۃ کسی شخص کو مستحق سمجھ کر دی جائے، حقیقتاً وہ مستحق نہ ہو، بلکہ اپنے آپ کو مسکین ظاہر کرتا ہو، جیسے آج کل کے اکثر گداگر، تو صدقہ، خیرات یا زکوٰۃ دینے والا ثواب پائے گا؟

جواب:... زکوٰۃ ادا کرتے وقت اگر گمان غالب تھا کہ یہ شخص زکوٰۃ کا مستحق ہے، تو زکوٰۃ ادا ہوگئی،[4] مگر بھیک منگوں کو نہیں دینا چاہئے۔[5]

---

(۱) ویجوز دفعها إلٰى من يملك أقل من ذٰلك وإن كان صحيحا مكتسبا لأنه فقير والفقراء هم المصارف، ولأن حقيقة الحاجة لَا يوقف عليها فادير الحكم علٰى دليلها وهو فقد النصاب. (هداية ج:۱ ص:۲۰۷، كتاب الزكاة، باب المصرف).

(۲) ولَا إلٰى من بينهما ولَاد ...إلخ. وفي الشرح: وقيد بالولَاد لجوازه لبقية الأقارب كالإخوة والأعمام ولأخوال الفقراء بل هم أولٰى لأنه صلة وصدقة. (شامى ج:۲ ص:۳۴۶). والأفضل في الزكٰوة .... الصرف أوّلًا إلى الإخوة والأخوات ثم إلٰى أولَادهم ...إلخ. (عالمگيرى ج:۱ ص:۱۹۰، كتاب الزكاة، الباب السابع).

(۳) دفع الزكٰوة إلٰى صبيان أقاربه برسم عيد أو إلٰى مبشر أو مهدى الباكورة جاز. (الدر المختار ج:۲ ص:۳۵۶، قبيل باب صدقة الفطر).

(۴) أما لو تحرى فدفع لمن ظنه غير مصرف أو شك ولم يتحر لم يجز حتّى يظهر أنه مصرف فيجزيه في الصحيح خلافًا لمن ظن عدمه وتمامه في النهر. وفيه: واعلم أن المدفوع إليه لو كان جالسًا في صف الفقراء يصنع صنعهم أو كان عليه زيهم أو سأله فأعطاه كانت هٰذه الأسباب بمنزلة التحرى ...إلخ. (ردالمحتار ج:۲ ص:۳۵۲، مطلب في الحوائج الأصلية).

(۵) ولَا يحل أن يسأل شيئًا من القوت من له قوت يومه بالفعل أو بالقوة كالصحيح المكتسب ويأثم معطيه إن علم بحاله لإعانته على المحرّم. (الدر المختار ج:۲ ص:۳۵۴، ۳۵۵، طبع ايچ ايم سعيد).

کام کاج نہ کرنے والے آدمی کی کفالت زکوٰۃ سے کرنا جائز ہے

سوال:... ایک شخص جان بوجھ کر کام نہیں کرتا، ہڈحرام ہے، رشتہ داروں سے دھوکا دہی کرتا ہے، وہ مجبوراً اس کی کفالت کرتے ہیں، کیا زکوٰۃ سے اس کی کفالت جائز ہے اور زکوٰۃ ادا ہوجائے گی؟

جواب:... زکوٰۃ تو ادا ہوجائے گی۔ (۱)

کام کاج نہ کرنے والے آدمی کے بچوں اور بیوی کو زکوٰۃ دینا

سوال:... ایک آدمی ہے، وہ جان بوجھ کر کام نہیں کرتا، گھر پر پڑا رہتا ہے، جبکہ اس کے تین بچے ایک بیوی ہے، اپنا ذاتی مکان بھی نہیں ہے، اس کے بیوی بچوں کا کیا قصور ہے؟ مکان کرایہ کا ہے، کیا ایسے تنگ دست بچوں کو، بیوی کو زکوٰۃ دی جاسکتی ہے؟ یہ بھی ہے کہ جب ہم اس کے بیوی بچوں کو رقم دیں گے تو وہ بھی وہیں سے کھائے گا جبکہ صحت مند ہونے کے باوجود بے کار پھرتا ہے، بیوی بچے بچارے تنگی کی زندگی گزار رہے ہیں، اس صورت میں آپ واضح فرمائیں کہ زکوٰۃ کی رقم سے اس کی مدد کی جاسکتی ہے؟ بچوں کا اس میں کیا قصور ہے؟

جواب:... اس کی بیوی بچوں کو زکوٰۃ دے دی جائے۔ (۲)

نہ کمانے والے کو زکوٰۃ دینا

سوال:... میرے سسر کا اِنتقال ہوگیا ہے، اور میرے سالے اگرچہ جوان ہیں مگر کماتے نہیں، حالانکہ ان کے پاس زمین وغیرہ موجود ہے، لیکن نقدی کی صورت میں روپیہ نہیں ہے، کیا میں ان کو زکوٰۃ دے سکتا ہوں؟

جواب:... اگر ان کے پاس اتنی مالیت نہیں کہ ان پر زکوٰۃ واجب ہوسکے، تو ان کو زکوٰۃ دینا جائز ہے، لیکن ان کو اپنی محنت سے کمانا چاہئے۔ (۳)

صاحبِ نصاب مقروض پر زکوٰۃ فرض ہے یا نہیں؟

سوال:... اگر صاحبِ نصاب مقروض ہو تو اس کے لئے کیا حکم ہے؟ ہم نے سنا ہے کہ قرض دار پر کسی صورت میں بھی زکوٰۃ واجب نہیں ہوتی، جب تک کہ وہ قرض ادا نہ کردے، چاہے اس کے پاس اتنا روپیہ ہو کہ وہ قرض ادا کرسکتا ہے، مگر نادہند ہے۔

جواب:... اُصول یہ ہے کہ اگر کسی کے پاس مال بھی ہو اور وہ مقروض بھی ہو تو یہ دیکھا جائے گا کہ قرض وضع کرنے کے بعد اس کے پاس نصاب کے برابر مالیت بچتی ہے یا نہیں؟ اگر قرض وضع کرنے کے بعد نصاب کے برابر مالیت بچ رہتی ہو تو اس پر اس بچت

---

(۱) گزشتہ صفحے کا حاشیہ نمبر۱، ۴ ملاحظہ فرمائیں۔

(۲) (منها الفقير) وهو من له أدنى شيء وهو ما دون النصاب. (عالمگیری، باب المصارف ج:۱ ص:۱۸۷).

(۳) ويجوز دفعها إلى من يملك أقل من النصاب وإن كان صحيحًا مكتسبًا. (عالمگیری ج:۱ ص:۱۸۹).

کی زکوٰۃ واجب ہے، خواہ وہ قرض ادا کرے یا نہ کرے، اور قرض وضع کرنے کے بعد نصاب کے برابر مالیت نہیں بچتی تو اس پر زکوٰۃ فرض نہیں۔[1] اس اُصول کو اچھی طرح سمجھ لیا جائے۔

ایضاً

سوال:... زید و بکر دو بھائی ہیں، زید نے بکر کو بغرضِ کاروبار مختلف اوقات میں اچھی خاصی رقم بطور قرض دی، ناگزیر وجوہات کی بنا پر کاروبار میں گھاٹا ہوتا چلا گیا، زید کافی عرصے سے اپنی رقم کا طلب گار ہے، لیکن بکر کے لئے رقم کی فراہمی ممکن نظر نہیں آتی، اور کاروبار بھی صرف نام کا ہے، تو کیا اب اس کے لئے زکوٰۃ لے کر قرض کی مد میں ادا کرنا شرعاً مناسب ہے؟ نیز اپنوں میں سے کسی کو اتنی یا تھوڑی سی رقم زکوٰۃ کی نکال کر بکر کو دینی چاہئے تاکہ وہ اپنا قرض چکا سکے تو آیا ان کے لئے بھی شرعاً جائز ہے یا نہیں؟

جواب:... اگر بکر کا اثاثہ اتنا نہیں کہ وہ قرضہ ادا کرسکے تو اس کو زکوٰۃ کی رقم دی جاسکتی ہے۔[2]

مقروض کو زکوٰۃ دے کر قرض وصول کرنا

سوال:... ایک شخص پر ہمارے ۳۳۰۰ روپے قرض تھے، وہ شخص بہت غریب ہے، ہم نے اس شخص کو اتنی رقم بطور زکوٰۃ ادا کردی اور اس نے وہ رقم ہمیں قرضے میں واپس کردی، کیا اس طرح ہماری زکوٰۃ ادا ہوگئی؟

جواب:... آپ کی زکوٰۃ ادا ہوگئی، اور اس کا قرض ادا ہوگیا۔[3]

مقروض آدمی کو زکوٰۃ دینا جبکہ اس کے بیٹے کماتے ہوں

سوال:... ایک آدمی نے باہر ملک جاکر کسی کے ساتھ شراکت پر کاروبار کیا تھا، یہاں اس نے اپنا مکان فروخت کیا اور زیور فروخت کیا ہے اور لوگوں سے پانچ لاکھ قرض لے کر کاروبار میں لگایا، اور جہاں کاروبار کیا وہ اس کے دُوسرے ساتھی کے نام دُکان تھی، جب کام چل گیا تو اس ساتھی نے کہا کہ تمہارا اس دُکان میں کچھ بھی نہیں ہے، تم پاکستان واپس چلے جاؤ، کوئی لکھا پڑھی تحریر نامہ نہیں تھا، دُکان ساتھی کے اپنے نام تھی، اس آدمی کو واپس پاکستان آنا پڑا، جبکہ اس کے ذمے لاکھوں روپیہ قرضہ ہے، لینے والے دن رات پریشان اور بے عزّت کرتے ہیں، جبکہ ان کا ایک بیٹا حال ہی میں ملازم ہوا ہے اور تین بیٹے معمولی دُکان داری کرتے ہیں، اور وہ خود بھی ایک دُکان پر جو کسی کی ہے کام کرتے ہیں، مکان کرایہ کا ہے، جو تھوڑا بہت لاتے ہیں وہ قرض والے دروازے پر کھڑے ہوتے ہیں، کیا ایسے آدمی کو زکوٰۃ دی جاسکتی ہے؟ ان کی دُکان اپنی ذاتی ہے، جس میں بچے کاروبار کرتے ہیں، جو کہ لاکھوں روپے کی فروخت

---

(۱) ومن كان عليه دين يحيط بماله فلا زكوٰة .... وإن كان ماله أكثر من دينه زكى الفاضل إذا بلغ نصابًا بالفراغة عن الحاجة. (هداية ج:۱ ص:۱۸۶، كتاب الزكاة).

(۲) ومنها الغارم وهو من لزمه دين ولا يملك نصابًا فاضلًا عن دينه أو كان له مال على الناس لا يمكنه أخذه كذا في التبيين. والدفع إلى من عليه الدَّين أولى من الدفع إلى الفقير كذا في المضمرات. (عالمگيرى ج:۱ ص:۱۸۸).

(۳) وحيلة الجواز ان يعطى مديونه الفقير زكوٰته ثم يأخذها عن دينه. (الدر المختار ج:۲ ص:۲۷۱).

ہوسکتی ہے، اس لئے نہیں کرتے کہ پھر بچوں کے کاروبار کا کیا بنے گا، ایسے خاندان کو زکوٰۃ دی جاسکتی ہے؟

جواب:... قرض ادا کرنے کے لئے زکوٰۃ دے سکتے ہیں۔[1]

مقروض کو زکوٰۃ دے کر اُس سے اپنا قرض واپس لینا

سوال:... میری خالہ جو کہ امریکا میں مقیم ہیں، انہوں نے مجھے ۷۰۰۰ روپے زکوٰۃ کی مد میں بھیجے کہ کسی مستحق کو اَدا کردوں۔ کچھ عرصہ پہلے کسی خاتون نے کچھ رقم مجھ سے اُدھار لی تھی، لیکن اب وہ اس حالت میں نہیں ہیں کہ میری رقم مجھے واپس کرسکیں۔ آپ مجھے قرآن وسنت کی روشنی میں بتائیں کہ اگر میں اپنے اُدھار کی رقم واپس نہ لوں (جبکہ اُن کی حالت دینے کے قابل نہیں ہے) اور اپنی خالہ کی بھیجی ہوئی رقم میں تبدیل کرلوں تو کیا یہ مناسب رہے گا جبکہ وہ خاتون زکوٰۃ بھی لیتی ہیں۔ میں چاہتی ہوں کہ ان پر سے قرضے کا بوجھ بھی ختم ہوجائے اور میں بھی اپنے فرض کو ادا کردوں، یعنی خالہ کی امانت کو مستحق تک پہنچادوں۔

جواب:... ان کو زکوٰۃ کی رقم دے دیں، اور پھر ان سے اپنے قرض میں وصول کرلیں۔[2] زکوٰۃ کے ادا ہونے کے لئے یہ شرط ہے کہ زکوٰۃ ادا کرتے وقت زکوٰۃ کی نیت سے دی جائے۔[3] اگر رقم بطور قرض کے دی ہو تو بعد میں زکوٰۃ کی نیت کرنے سے زکوٰۃ ادا نہیں ہوگی۔ جس خاتون نے آپ سے رقم اُدھار لی ہے، اس کا حل یہ ہے کہ آپ کسی عورت کے ذریعے اس کو زکوٰۃ کی رقم دے دیں، (بتانے کی ضرورت نہیں کہ یہ زکوٰۃ کی رقم ہے) جب وہ آپ کے سامنے اس کو زکوٰۃ کی رقم دیدے تو آپ خاتون سے کہیں کہ وہ آپ کا قرض ادا کردے۔

کسی قرض دار کا قرض زکوٰۃ سے ادا کرنا

سوال:... زکوٰۃ کی رقم سے اپنی سہیلی کے شوہر کا قرض یا کسی اور کا کسی عزیز رشتہ دار کا قرض اُتار سکتے ہیں؟

جواب:... اگر وہ محتاج ہو تو ان کو قرض ادا کرنے کے لئے زکوٰۃ کی رقم دینا صحیح ہے۔[4]

کیا اُدھار دِی ہوئی رقم میں زکوٰۃ کی نیت ہوسکتی ہے؟

سوال:... کچھ لوگ اُدھار لے کر چلے جاتے ہیں، کافی وقت گزرنے کے بعد ملنے کی اُمید نہیں ہوتی، کیا ہم ان قرض کے پیسوں کی زکوٰۃ کی نیت کرلیں تو زکوٰۃ ادا ہوجائے تو ہم اس کو زکوٰۃ میں نیت کے مطابق کسی غریب کو دے دیں؟

جواب:... زکوٰۃ ادا ہوجانے کی شرط یہ ہے کہ رقم دیتے وقت زکوٰۃ کی نیت کی جائے،[5] یا جب تک فقیر کے پاس وہ رقم بعینہٖ

---

(۱) ومنها الغارم وهو من لزمه دين ولَا يملک نصابًا فاضلًا عن دينه۔ (عالمگیری، باب المصارف ج:۱ ص:۱۸۸)۔

(۲) حيلة الجواز ان يعطى المديون الفقير خمسة زكٰوة ثم يأخذها منه قضاء عن دينه۔ (بحر الرائق ج:۲ ص:۲۲۸)۔

(۳) وشرط أدائها نية مقارنة للأداء أو لعزل ما وجب ... إلخ۔ (بحر الرائق ج:۲ ص:۲۲۶، كتاب الزكاة)۔

(۴) فإن كان مديونا فدفع إليه مقدار ما لو قضٰى به دينه لَا يبقى له شيء أو يبقٰى دون المائتين لَا بأس به۔ (عالمگیری ج:۱ ص:۱۸۸، كتاب الزكاة، الباب السابع في المصارف)۔

(۵) وأما شرط أدائها فنية مقارنة للأداء أو لعزل ما وجب۔ (عالمگیری ج:۱ ص:۱۷۰، كتاب الزكاة)۔

محفوظ ہو اس وقت تک نیت کی جاسکتی ہے، لیکن اگر قرض کی نیت سے رقم دی اور قرض لینے والے نے وہ رقم خرچ کرلی، اب زکوٰۃ کی نیت کرنے سے زکوٰۃ ادا نہیں ہوگی۔ البتہ یہ صورت ہوسکتی ہے کہ اگر مقروض محتاج ہو تو اس کو زکوٰۃ کی رقم دے دی جائے، اور دینے کے بعد اپنے قرض میں وصول کرلی جائے۔ (۱)

پگڑی کا مکان اور گھر میں پندرہ بیس ہزار اشیاء والے کو بچی کی شادی کے لئے زکوٰۃ دینا

سوال:... ایک فرد نے زکوٰۃ کی رقم سے بچی کی شادی کے لئے مدد کی درخواست دی ہے۔ اس کے گھر میں پندرہ بیس ہزار روپے کی اشیاء ہیں، اور پگڑی کا مکان بھی ہے، لیکن آج کل کے دور میں شادی کے لئے جو کم از کم ضروریات ہیں وہ شخص انہیں پورا کرنے سے قاصر ہے۔ مثلاً فرنیچر، برتن، کچھ کپڑے، باہر سے باراتیوں کی آمد پر ان کے لئے طعام و قیام کا بندوبست وغیرہ، کیا یہ شخص زکوٰۃ کا مستحق ہے؟

جواب:... اِستعمال کی اشیاء کے علاوہ اگر اس کے پاس ساڑھے باون تولے چاندی مالیت کی پونجی ہو، خواہ زیور اور روپے پیسے کی شکل میں، وہ زکوٰۃ کا مستحق نہیں، یہ شخص جو بچی کی شادی کرنا چاہتا ہے کسی سے قرض لے کر خرچ کرلے، بعد میں قرض ادا کرنے کے لئے اس کو زکوٰۃ کی رقم دی جاسکتی ہے۔ (۲)

مستحق کو زکوٰۃ میں مکان بنا کر دینا اور واپسی کی توقع کرنا

سوال:... بحمداللہ! آج کل زکوٰۃ و عشر کے نفاذ اور سود کے خاتمے پر عمل درآمد کیا جارہا ہے، اور اس سلسلے میں قوانینِ شرعی کا نفاذِ عمل میں لایا جارہا ہے۔

بسلسلہ زکوٰۃ و عشر کی تقسیم، مستحقین کے ضمن میں صاحب صدر و وزیرِ خزانہ نے گزشتہ دنوں مختلف موقعوں پر فرمایا تھا کہ زکوٰۃ کی تقسیم کا بہترین طریقِ کار یہ ہے کہ یہ مستحق کی عزّتِ نفس مجروح نہ ہو اور اس کو اس طرح تقسیم کیا جائے کہ مستقبل میں وہ زکوٰۃ لینے کا مستحق نہ رہے، یعنی قلیل صورت میں نہیں، بلکہ ایسی معاونت ہو کہ مستحق کا مستقبل سنور جائے۔

لہٰذا کیا ایسے افراد میں بھی زکوٰۃ تقسیم کی جاسکتی ہے جو ''غریب الوطنی'' کی زندگی گزر رہے ہیں؟ یعنی جن کے پاس ابھی تک مستقل رہائش کا کوئی مکان ذاتی نہیں، قطعہ زمین ہے، لیکن ملازمانہ زندگی کی نہایت قلیل آمدنی میں صرف کھانے پہننے کے لئے ہی مشکل سے ہوتا ہو، یا اور کسی وجہ سے نہایت مفلوک الحالی کے سبب ذاتی رہائش مکان اپنے حاصل کردہ قطعہ زمین میں موجودہ دور کی شدید گرانی میں تعمیر کرانے کا عملاً تصوّر بھی نہ کرسکتے ہوں۔

کیا ایسی صورت میں تعمیرِ مکان کے لئے تعمیراتی تخمینے کے مطابق یک مشت رقم زکوٰۃ سے دی جاسکتی ہے تاکہ ایک کنبہ اور

---

(۱) حیلة الجواز أن یعطی مدیونه الفقیر زکٰوته ثم یأخذها عن دینه۔ (الدر المختار ج:۲ ص:۲۷۱)۔

(۲) المصارف ...الخ منها الفقیر وهو من له أدنی شیء وهو ما دون النصاب أو قدر نصاب غیر نام وهو مستغرق فی الحاجة فلَا یخرجه عن الفقر۔ (عالمگیری ج:۱ ص:۱۸۷، کتاب الزکاة، الباب السابع فی المصارف)۔

خاندان کا سر چھپ جائے؟ علاوہ ازیں کیا زکوٰۃ لینے والا ایسا مستحق، تعمیراتی مراحل مکمل ہونے کے بعد زکوٰۃ کی رقم واپس اقساط میں رضاکارانہ طور پر ادا کرسکتا ہے؟

جواب:... ایسے غریب اور نادار لوگ جو نصاب کے بقدر اثاثہ نہ رکھتے ہوں ان کو زکوٰۃ دینا جائز ہے،(۱) اور اس کی صورت یہ ہوسکتی ہے کہ زکوٰۃ کی رقم سے مکان بنواکر ان کو مکان کا مالک بنادیا جائے، ایسے غریب و ناداروں سے رقم کی واپسی کی توقع رکھنا عبث ہے، اس لئے رضاکارانہ واپسی کا سوال خارج از بحث ہے۔

صاحبِ نصاب کے لئے زکوٰۃ کی مد سے کھانا

سوال:... میں مدرسہ میں قرآن مجید حفظ کر رہا ہوں، اور میری عمر تقریباً بیس سال ہوچکی ہے، اور ہمارے گھریلو حالات بھی بہت اچھے ہیں، اور گھر کی ساری آمدنی اور اخراجات مجھ سے تین بڑے بھائیوں کے ہاتھوں میں ہے، جبکہ میرا مدرسہ میں کھانا پینا اور رہنا سہنا ہوتا ہے، اور آپ کو معلوم ہوگا کہ دینی مدارس کا گزارہ اکثر زکوٰۃ، خیرات اور چرمِ قربانی سے ہوتا ہے، مہربانی فرماکر یہ بتائیں کہ مدرسہ کا یہ کھانا مجھ پر جائز ہے یا ناجائز؟

جواب:... اگر والدین کی جائیداد سے آپ کو اتنا حصہ ملا ہے کہ آپ صاحبِ نصاب ہیں تو زکوٰۃ کی مد سے کھانا آپ کے لئے جائز ہی نہیں۔(۲)

معذور لڑکے کے باپ کو زکوٰۃ دینا

سوال:... ایک سرکاری ملازم گریڈ نمبر ۱ کا ایک لڑکا جس کی عمر تقریباً دس سال ہے، دماغی عارضہ میں مبتلا ہے، اور اس کا باپ اس کی کفالت کرتا ہے، اور جہاں تک ممکن ہوتا ہے، دوا علاج بھی کرتا ہے، اس لڑکے کے دماغی عارضے کی بنا پر ہماری زکوٰۃ کمیٹی نے زکوٰۃ فنڈ سے ماہانہ وظیفہ مقرّر کر رکھا ہے، اور ہر ماہ دیا جارہا ہے۔ مریض لڑکے کا باپ سرکاری ملازمت کے ساتھ ساتھ حکومت کی طرف سے فراہم کردہ کوارٹر میں رہتا ہے، کیا ایسی حالت میں لڑکے کا باپ زکوٰۃ کا مستحق ہے؟

جواب:... اگر اس لڑکے کا باپ نادار ہے تو زکوٰۃ کا مستحق ہے۔(۳) بعض عیال دار ایسے ہوتے ہیں کہ وہ صاحبِ نصاب نہیں ہوتے، ان کا روزگار بھی ان کے مصارف کے لئے کافی نہیں ہوتا، ایسے لوگوں کو زکوٰۃ دینا جائز ہے۔(۴)

---

(۱) دیکھئے ص:۱۵۸ کا حاشیہ نمبر۱۔

(۲) دیکھئے ص:۱۵۶ کا حاشیہ نمبر۱۔

(۳) دیکھئے ص:۱۵۸ کا حاشیہ نمبر۱۔

(۴) وکذا لو کان له حوانیت أو دار غلة تساوی ثلاثة آلاف درهم وغلتها لا تکفی لقوته وقوت عیاله یجوز صرف الزکوٰة فی قول محمد رحمه الله تعالٰی۔ (عالمگیری ج:۱ ص:۱۸۹، کتاب الزکاة، الباب السابع فی المصارف)۔

نادار کو زکوٰۃ دینا اور نیت

سوال:...ہمارے جاننے والوں میں ایک سفید پوش سے آدمی ہیں، مگر مالی اعتبار سے بہت کمزور ہیں، ریڑھی لگاتے ہیں، بیوی ٹی بی کی مریض ہے، وہ گھر سے کچھ چنے کباب وغیرہ بنادیتی ہے، اور وہ جاکر فروخت کرآتے ہیں، دوتین چھوٹے بچے ہیں، ان کا ذاتی مکان ہے، کیا ایسے شخص کو زکوٰۃ لگ جاتی ہے؟ اور اگر وہ زکوٰۃ لینا پسند نہ کرے تو ان کو بغیر بتائے زکوٰۃ دے سکتے ہیں؟

جواب:...ذاتی مکان اور ریڑھی لگانے کے باوجود اگر وہ نادار اور ضرورت مند ہیں تو ان کی زکوٰۃ دینا صحیح ہے۔[1] زکوٰۃ کی ادائیگی کے لئے اس کو یہ بتانا شرط نہیں کہ یہ زکوٰۃ ہے، تحفہ اور ہدیہ کہہ کر دے دیا جائے اور نیت زکوٰۃ کی کرلی جائے تب بھی زکوٰۃ ادا ہوجائے گی۔[2]

کیا نصاب کی قیمت والی بھینس کا مالک زکوٰۃ لے سکتا ہے؟

سوال:...اگر ایک آدمی کے پاس ایک گھڑی ہے، یا ایک گائے ہے یا بھینس ہے جس کی قیمت نصاب کے برابر ہے، اس آدمی کے لئے زکوٰۃ کی رقم، فطرانہ کی رقم لینا جائز ہے یا نہیں؟

جواب:...یہ چیزیں جو سوال میں ذکر کی ہیں، حوائجِ اصلیہ میں شامل ہیں، اس لئے یہ شخص زکوٰۃ لے سکتا ہے۔[3]

اِمام کو زکوٰۃ دینا

سوال:...اِمامِ مسجد کے لئے زکوٰۃ جائز ہے؟

جواب:...اگر وہ محتاج اور فقیر ہے تو جائز ہے، ورنہ نہیں، محض اِمامِ مسجد ہونے کی وجہ سے تو کوئی زکوٰۃ کا مستحق نہیں ہوجاتا،[4] اِمامت کی اُجرت کے طور پر زکوٰۃ دینا بھی صحیح نہیں۔[5]

اِمامِ مسجد کو تنخواہ زکوٰۃ کی رقم سے دینا جائز نہیں

سوال:...ہمارے علاقے میں یہ دستور ہے کہ جب ایک عالم کو اپنا پیش اِمام بناتے ہیں تو اس کے لئے کسی قسم کی تنخواہ یا نفقہ

---

(۱) ویجوز دفعها إلٰی من یملک أقل من النصاب وان کان صحیحًا مکتسبًا کذا فی الزاهدی۔ (عالمگیری ج:۱ ص:۱۸۹، کتاب الزکاة، الباب السابع فی المصارف)۔

(۲) قوله فیه أشار إلٰی أنه لَا إعتبار للتسمیة فلو سماها هبة أو قرضًا تجزیه۔ (ردالمحتار ج:۲ ص:۲۶۸)۔

(۳) وفارغ عن حاجته الأصلیة وهی ما یدفع الهلال من الإنسان تحقیقًا کالنفقة ودور السکنٰی وآلات الحرب والثیاب المحتاج إلیها لدفع الحر أو البرد .... وکآلات الحرفة وأثاث المنزل ودواب الرکوب ...إلخ۔ (شامی ج:۲ ص:۲۶۲)۔

(۴) منها الفقیر وهو من له أدنی شیء وهو ما دون النصاب أو قدر نصاب غیر نام وهو مستغرق فی الحاجة فلا یخرجه عن الفقر ملک نصب کثیرة غیر نامیة إذا کانت مستغرقة بالحاجة کذا فی فتح القدیر۔ (عالمگیری ج:۱ ص:۱۸۷)۔

(۵) ولَا تحسب أجرة العمّال ونفقة البقر وکری الأنهار وأجرة الحافظ وغیر ذٰلک ...إلخ۔ (عالمگیری ج:۱ ص:۱۸۷، کتاب الزکاة، الباب السادس فی زکاة الزرع والثمار)۔

مقرّر نہیں کرتے، بلکہ علاقے کی رسم یہ ہے کہ لوگ یعنی محلے والے اس اِمام کو زکوٰۃ دیتے ہیں، پہلے سے یہ طے نہیں ہوتا کہ میں اِمامت کروں گا تو تم مجھ کو زکوٰۃ دینا، اس لئے پیش اِمام کو زکوٰۃ دینا اِمام کو بھی معلوم ہے کہ رسم کی وجہ سے ہے اور قوم کو بھی۔ کیا اس طرح اِمامت کرنے سے قوم کی زکوٰۃ نکلتی ہے یا نہیں؟ اور پیش اِمام کے لئے اس طرح اِمامت کرنے میں کچھ قباحت ہے یا نہیں؟

جواب:... اگرچہ اِمام صاحب سے یہ بات طے نہیں ہوئی کہ ان کو زکوٰۃ کی رقم سے تنخواہ دی جائے گی، لیکن چونکہ "المعروف کالمشروط" کے اُصول کے مطابق کہ جو چیز پہلے سے ذہن میں طے شدہ ہے، وہ ایسی ہے جیسے کہ اس کی شرط لگائی جائے۔ چنانچہ جب اِمام صاحب اور زکوٰۃ دینے والوں کے ذہنوں میں یہ بات پہلے سے ہے کہ اس اِمام کی کوئی تنخواہ مقرّر نہیں کی جائے گی اور اس کو زکوٰۃ کی رقم دی جاتی رہے گی، لہٰذا زکوٰۃ کی رقم سے اِمام کو تنخواہ یا بالفاظِ دیگر اس کی اِمامت کی اُجرت دینا جائز نہیں۔[۱] البتہ اگر اس کو اِمامت کی اُجرت الگ دی جاتی ہو، پھر غریب، محتاج ہونے کی وجہ سے اس کو زکوٰۃ دے دی جائے تو صحیح ہے۔[۲]

جیل میں زکوٰۃ دینا

سوال:... جیل کے اندر نمازِ جمعہ اور زکوٰۃ دینا جائز ہے یا نہیں؟ اگر ہے تو کیا جیل کے اندر مستحق قیدی کو دے سکتے ہیں یا نہیں؟

جواب:... جیل میں نماز تو باجماعت پڑھنی چاہئے، مگر جمعہ کے بجائے ظہر کی نماز پڑھنی چاہئے۔[۳] جیل کے قیدیوں میں جو لوگ زکوٰۃ کے مستحق ہوں ان کو زکوٰۃ دینا دُرست ہے۔[۴]

بھیک مانگنے والوں کو زکوٰۃ دینا

سوال:... رمضان المبارک میں کراچی میں ملک کے مختلف حصوں سے بڑے پیمانے پر خانہ بدوش آتے ہیں، یہ لوگ کراچی کے علاقوں میں زکوٰۃ، خیرات مانگتے ہیں، شرعی نقطۂ نظر سے بتایئے کہ ان لوگوں کو زکوٰۃ، فطرہ وغیرہ دینا جائز ہے یا نہیں؟

جواب:... بہت سے بھیک مانگنے والے خود صاحبِ نصاب ہوتے ہیں، اس لئے جب تک یہ اطمینان نہ ہو کہ یہ واقعی محتاج ہے، اس کو زکوٰۃ اور صدقۂ فطر دینا صحیح نہیں۔[۵]

---

(۱) گزشتہ صفحے کا حاشیہ نمبر ۵ ملاحظہ فرمائیں۔

(۲) ولو نوى الزكوٰة بما يدفع المعلم إلى الخليفة ولم يستأجره إن كان الخليفة بحال لو لم يدفعه يعلم الصبيان أيضًا أجزأه وإلّا فلا۔ (عالمگیری ج:۱ ص:۱۹۰، كتاب الزكاة، الباب السابع في المصارف)۔

(۳) ومنها الإذن العام وهو أن تفتح أبواب الجامع فيؤذن للناس كافة حتّى ان جماعة لو اجتمعوا في الجامع وأغلقوا أبواب المسجد على أنفسهم وجمعوا لم يجز ...إلخ. (عالمگیری ج:۱ ص:۱۴۸، كتاب الصلاة، الباب السادس عشر)۔

(۴) گزشتہ صفحے کا حاشیہ نمبر ۵ ملاحظہ فرمائیں۔

(۵) ولَا يحل أن يسأل شيئًا من القوت من له قوت يومه بالفعل أو بالقوة كالصحيح المكتسب ويأثم معطيه إن علم بحاله لإعانته على المحرّم۔ (الدر المختار ج:۲ ص:۳۵۴، ۳۵۵، طبع ايچ ايم سعيد)۔

مدرسے کا چندہ مانگنے والوں کو بغیر تحقیق کے زکوٰۃ دینا

سوال:… یہ جو گلیوں میں مدرسے کا چندہ مانگتے پھرتے ہیں، ان کو زکوٰۃ وغیرہ یا کوئی پیسہ دینا جائز ہے یا نہیں؟

جواب:… مجھے معلوم نہیں کہ یہ کیسے لوگ ہوتے ہیں؟ جب تک تحقیق نہ ہو، کیا کہہ سکتا ہوں…؟

ساڑھے چار ہزار روپے مالیت کے سونے کے مالک کو زکوٰۃ دینا

سوال:… اگر نصاب کی مالیت مثلاً: ۴,۵۰۰ روپے ہو، تو کیا ایسے شخص کو زکوٰۃ دے سکتے ہیں جس کے پاس اتنی رقم یا اس سے زیادہ کا زیور وغیرہ ہو؟ علاوہ ازیں فریج، وی سی آر، ٹی وی وغیرہ بھی ہو؟

جواب:… اس شخص کو زکوٰۃ نہیں دے سکتے۔[1]

جس گھر میں ٹی وی، وی سی آر ہو، اُس کو زکوٰۃ دینا جائز نہیں

سوال:… آج کل عام طور پر جن لوگوں کو زکوٰۃ دی جاتی ہے، ان کے گھروں میں ٹی وی، فریج، وی سی آر، وغیرہ اور بہت سی چیزیں ہوتی ہیں، جبکہ صرف ٹی وی ہی چار سے پانچ ہزار تک کا ہوتا ہے، جو کہ ساڑھے باون تولے چاندی کی قیمت کے برابر ہے، ایسی صورت میں ان لوگوں کو زکوٰۃ دینا صحیح ہے؟

جواب:… جن کے گھروں میں ٹی وی، وی سی آر ہو، ان کو زکوٰۃ دینا صحیح نہیں۔[2]

غیرمسلم کو زکوٰۃ دینا جائز نہیں

سوال:… کیا غیرمسلم یعنی عیسائی عورتیں جو گھروں میں کام کرتی ہیں، زکوٰۃ، خیرات یا صدقہ کی مستحق ہوسکتی ہیں؟ کیونکہ یہ لوگ بھی غریب ہی ہوتی ہیں، محنت سے اپنا گزارہ بمشکل کرتی ہیں۔

جواب:… غیرمسلم کو زکوٰۃ دینا دُرست نہیں، نفلی صدقہ دے سکتے ہیں۔[3] مگر اُجرت میں نہ دیا جائے۔[4]

---

(۱) المصارف إلخ منها الفقير وهو من له أدنى شيء وهو ما دون النصاب أو قدر نصاب غير نام وهو مستغرق فى الحاجة. (عالمگیری ج:۱ ص:۱۸۷، كتاب الزكاة، الباب السابع فى المصارف).

(۲) ولَا يجوز دفع الزكٰوة إلٰى من يملك نصابًا أى مال كان .... فاضلًا عن حاجته. (عالمگیری ج:۱ ص:۱۸۹، كتاب الزكاة، الباب السابع فى المصارف).

(۳) وأما أهل الذمة فلا يجوز صرف الزكٰوة إليهم بالإتفاق ويجوز صرف صدقة التطوع إليهم بالإتفاق .... وأما الحربى المستأمن فلا يجوز دفع الزكٰوة والصدقة الواجبة إليه بالإجماع ويجوز صرف التطوع إليه كذا فى السراج الوهاج. (عالمگیری ج:۱ ص:۱۸۸، كتاب الزكاة، الباب السابع فى المصارف).

(۴) ص:۱۶۴ کا حاشیہ نمبر ۵ ملاحظہ کیجئے۔

غیرمسلم کو زکوٰۃ اور صدقۂ فطر دینا دُرست نہیں

سوال:... عرصہ دراز سے عیدین کے قریب ترین دنوں میں قافلے کے قافلے غیرمسلم خانہ بدوشوں کے کراچی و دیگر شہروں کی طرف زکوٰۃ و فطرانہ وصول کرنے پہنچ جاتے ہیں، ان خانہ بدوشوں میں اکثریت غیرمسلموں کی ہوتی ہے، کیا غیرمسلموں کو زکوٰۃ و فطرانہ دیا جاسکتا ہے؟ اور کیا یہ مسلمان فقراء کا حق نہیں ہے؟ اور اگر یہ مسلمان مسکین و فقراء کا حق ہے تو جو لوگ ان غیرمسلموں کو زکوٰۃ و فطرانہ دیتے ہیں، کیا ان کی زکوٰۃ و فطرانہ ادا ہوجاتا ہے؟

جواب:... زکوٰۃ و صدقۂ فطر صرف مسلمان فقراء کو دیا جاسکتا ہے،[1] جن لوگوں نے غیرمسلموں کو دیا ہو، وہ دوبارہ ادا کریں۔

غیرمسلم کو زکوٰۃ دینا

سوال:... کیا غیرمسلم کو خیرات دی جاسکتی ہے؟ کیونکہ آج کل جمعہ اور عیدین میں غیرمسلم بھی مانگنے والے ہوتے ہیں؟

جواب:... غیرمسلم کو زکوٰۃ دینا جائز نہیں، صدقہ خیرات دینا جائز ہے۔[2]

زکوٰۃ سے کرایہ، ڈاکٹر کی فیس ادا کرنے سے زکوٰۃ کی ادائیگی

سوال:... ایک مفت ڈسپنسری کھولنے کا اِرادہ ہے، جس میں تمام ادویات، کرایہ اور ڈاکٹر کی تنخواہ زکوٰۃ کی مد سے دی جائے، صرف ڈسپنسری پر لکھ دیا جائے گا کہ یہاں سے وہی لوگ دوائی لے سکتے ہیں جو زکوٰۃ کے مستحق ہیں، کیا صرف اتنا لکھ دینا کافی ہے؟ ڈسپنسری میں ہر طرح کے لوگ آتے ہیں، کیا اس طرح کرنے سے زکوٰۃ ادا ہوجائے گی؟

جواب:... جو دوائیاں غریب مستحق افراد کو دِی جائیں، ان میں زکوٰۃ کی نیت صحیح ہے۔ کرایہ اور ڈاکٹر کی فیس مقرّر کردی جائے، اور غریبوں کو فیس کی رقم زکوٰۃ میں نقد دے دی جائے، وہ ڈاکٹر کو دے دیں، یہ جائز ہے، واللہ اعلم![3]

اگر ڈاکٹر کی فیس زکوٰۃ سے ادا کردی جائے تو کیا زکوٰۃ ادا ہوجائے گی؟

سوال:... اگر کسی کا علاج کرادیا جائے اور ہسپتال کا بل اور ڈاکٹر کی فیس ہسپتال میں جمع کرادی جائے، اور مریض کو ملکیت میں نہ دی جائے تو کیا زکوٰۃ ادا نہیں ہوگی؟

جواب:... جی نہیں! مریض کو مالک بنادیا جائے تو زکوٰۃ ادا ہوگی، ورنہ نہیں، بشرطیکہ مریض مستحقِ زکوٰۃ ہو۔[4]

---

(۱) گزشتہ صفحے کا حاشیہ نمبر ۳ ملاحظہ فرمائیں۔

(۲) ولَا یجوز أن یدفع الزکٰوۃ إلٰی ذمی ویدفع إلیه ما سوی ذٰلک من الصدقة۔ (هدایة ج:۱ ص:۱۸۵، کتاب الزکاة)۔

(۳) إذا دفع الزکٰوۃ إلی الفقیر لَا یتم الدفع ما لم یقبضه۔ (عالمگیری ج:۱ ص:۱۹۰، کتاب الزکاة، الباب السابع)۔

(۴) ولَا یجوز أن یبنی بالزکٰوۃ المسجد .... وکل ما لَا تملیک فیه۔ (عالمگیری ج:۱ ص:۱۸۸، کتاب الزکاة)۔

زکوٰۃ فنڈ سے مریضوں کو دوائی خرید کر دینا

سوال:... انجمن دہلی راعیان کے زیرِ اہتمام ایک میڈیکل سینٹر نئی کراچی میں رفاہی بنیادوں پر کام کر رہا ہے، یہاں پر غریب مریضوں کو دوائیں زکوٰۃ فنڈ سے دی جاتی ہیں، کیا یہ جائز ہے؟ ہر مریض سے ٹوکن منی کے طور پر ۵ روپے لئے جاتے ہیں، کیا اس پیسے سے ڈاکٹر اور کمپاؤنڈر کی تنخواہ دی جاسکتی ہے؟

جواب:... جو غریب غرباء زکوٰۃ کے مستحق ہیں، ان کو زکوٰۃ کی رقم سے دوائیں خرید کر دی جاسکتی ہیں، اور ڈاکٹر اور کمپاؤنڈر کی فیس کے لئے ان کو نقد رقم دے دی جائے، اور وہ ڈاکٹر، کمپاؤنڈر کو فیس ادا کر دیں۔ [۱]

غیر مسلموں کو زکوٰۃ

سوال:... کیا غیر مسلم (ہندو، سکھ، عیسائی، قادیانی، پارسی وغیرہ) کو زکوٰۃ دینا جائز ہے، جبکہ سینکڑوں مستحقین مسلمان موجود ہوں؟

سوال:... حکومت بینکوں میں جمع شدہ رقوم سے صرف مسلمانوں کے اکاؤنٹوں سے زکوٰۃ منہا کرتی ہے، جبکہ اس زکوٰۃ میں سے کچھ حصہ کالجز کے طلبہ کو بطور اعانت دیا جاتا ہے، ان طلبہ میں مسلمان طلبہ کے علاوہ قادیانی، ہندو بھی شامل ہوتے ہیں، آپ سے یہ دریافت کرنا ہے کہ آیا زکوٰۃ کا یہ مصرف اسلام کے عین مطابق ہے یا اس میں اختلاف ہے؟

جواب:... زکوٰۃ کا مصرف صرف مسلمان ہیں، کسی غیر مسلم کو زکوٰۃ دینا جائز نہیں، [۲] اگر حکومت زکوٰۃ کی رقم غیر مسلموں کو دیتی ہے اور صحیح مصرف پر خرچ نہیں کرتی تو اہلِ زکوٰۃ کی زکوٰۃ ادا نہیں ہوگی۔

زکوٰۃ اور کھالیں ان تنظیموں کو دیں جو صحیح مصرف میں خرچ کریں

سوال:... مختلف تنظیمیں زکوٰۃ اور قربانی کی کھالیں جمع کرتی ہیں، جبکہ یہ ان کے ذریعے جو رقوم حاصل ہوتی ہیں اس کا حساب بھی پیش نہیں کرتیں، نہ ہی اخراجات کا، تو کیا اس صورت میں ان کو زکوٰۃ اور قربانی کی کھالیں دینے سے زکوٰۃ اور قربانی ادا ہوجاتی ہے؟

جواب:... زکوٰۃ اور چرمِ قربانی کی رقم کا کسی محتاج کو مالک بنانا ضروری ہے، اس کے بغیر زکوٰۃ ادا نہیں ہوتی، [۳] اور قربانی کا ثواب ضائع ہوجاتا ہے۔ پس جن اداروں اور تنظیموں کے بارے میں پورا اطمینان ہو کہ وہ زکوٰۃ کی رقم کو ٹھیک طریقے سے صحیح مصرف پر

---

(۱) إذا دفع الزكٰوة إلى الفقير لَا يتم الدفع ما لم يقبضها. (عالمگیری ج:۱ ص:۱۹۰، كتاب الزكاة، الباب السابع في المصارف)، ولَا يجوز أن يبنى بالزكٰوة المسجد .... وكل ما لَا تمليك فيه. (عالمگیری ج:۱ ص:۱۸۸).

(۲) ص:۱۶۶ کا حاشیہ نمبر ۳ ملاحظہ ہو۔

(۳) أما تفسيرها فهي تمليك المال من فقير مسلم غير هاشمي ولَا مولَاه بشرط قطع المنفعة عن المملك من كله وجه لله تعالٰى هٰذا في الشرع كذا في التبيين. (عالمگیری ج:۱ ص:۱۷۰، كتاب الزكاة).

خرچ کرتے ہیں، ان کو زکوٰۃ دینی چاہئے اور جن کے بارے میں یہ اطمینان نہ ہو ان کو دی گئی زکوٰۃ ادا نہیں ہوئی، ان لوگوں کو چاہئے کہ اپنی زکوٰۃ دوبارہ ادا کریں۔

دینی مدارس کو زکوٰۃ دینا بہتر ہے

سوال:... مدارسِ عربیہ میں زکوٰۃ دینا جائز ہے یا نہیں؟

جواب:... زکوٰۃ دینا جائز ہی نہیں بلکہ بہتر ہے،[1] کیونکہ غرباء و مساکین کی اعانت کے ساتھ ہی ساتھ علومِ دینیہ کی سرپرستی بھی ہوتی ہے۔

کیا زکوٰۃ اور چرمِ قربانی مدرسہ کو دینا جائز ہے؟

سوال:... مالِ زکوٰۃ اور چرمِ قربانی تعمیرِ مدارسِ عربیہ و تنخواہِ مدرّسین وغیرہ میں صرف کیا جاسکتا ہے یا نہیں؟ چونکہ یہاں کے کسی خطیب صاحب نے جمعہ کے موقع پر تقریر کرتے ہوئے لوگوں کو کہا کہ تعمیرِ مدارس و تنخواہِ مدرّسین میں یہ مال صرف کرنا ناجائز ہے، جس کی وجہ سے لوگوں کو شبہ ہوا، کیونکہ عرصہ دراز سے لوگ مالِ زکوٰۃ یا چرمِ قربانی، بوجہ خدمتِ دین مدارس میں دیتے تھے، اور اب انہوں نے دُوسرے مساکین کو دینا شروع کیا، جس کی وجہ سے مدارس کو ظاہری طور پر نقصان ہوا، اس لئے براہِ کرم وضاحت فرمادیں تاکہ عوام الناس کے دِلوں سے شکوک رفع ہوجائیں، اور مہتممین حضرات بھی صحیح طریقے سے یہ مال صرف کریں۔

جواب:... زکوٰۃ، چرمِ قربانی اور صدقاتِ واجبہ سے نہ مدرسہ کی تعمیر ہوسکتی ہے،[2] اور نہ مدرّسین کی تنخواہ میں دینا دُرست ہے،[3] مگر چونکہ مدارسِ عربیہ کی زیادہ آمدنی اسی مد سے ہوتی ہے، اس لئے بذریعہ تملیک یہ رقم استعمال کی جاتی ہے، تملیک کی صحیح صورت کسی صاحبِ علم سے دریافت کرلیں۔

زکوٰۃ کی رقم سے مدرسہ اور مطب چلانے کی صورت

سوال:... ہمارے ایک دوست اورنگی ٹاؤن میں ایک دینی مدرسہ قائم کرنا چاہتے ہیں، جس میں مقامی بچوں کو حفظ و ناظرہ تعلیمِ قرآن دی جائے گی اور بعدۂ اس میں رعایتی مطب کھولنے کا ارادہ ہے، دریافت طلب اَمر یہ ہے کہ کیا مدرسہ کی توسیع اور تعمیر اور معلّم کی تنخواہ زکوٰۃ، صدقات سے ادا کی جاسکتی ہے؟ کیا مطب کی مد میں زکوٰۃ، صدقات، عطیات کی رقم لی جاسکتی ہے؟

جواب:... بغیر تملیک کے زکوٰۃ کی رقم مسجد، مدرسہ اور مدرّسین کی تنخواہ میں استعمال نہیں ہوسکتی، اس کی تدبیر یہ ہے کہ کوئی

---

(۱) التصدق على الفقير العالم أفضل من التصدق على الجاهل كذا في الزاهدي. (عالمگيری ج:۱ ص:۱۸۷).

(۲) ولَا يجوز أن يبنى بالزكوة المسجد وكذا القناطر والسقايات واصلاح الطرقات وكرى الأنهار والحج والجهاد وكل ما لَا تمليک فيه ... إلخ. (عالمگيری ج:۱ ص:۱۸۸، كتاب الزكاة، الباب السابع فى المصارف).

(۳) ص:۱۶۷ کا حاشیہ نمبر ۴ ملاحظہ ہو۔

محتاج آدمی قرض لے کر مدرسہ میں دے دے، اور زکوٰۃ کی رقم سے اس کا قرض ادا کردیا جائے، یعنی زکوٰۃ کی رقم اس کو دے دی جائے، جس سے وہ اپنا قرض ادا کرے۔ مطب کا بھی یہی حکم ہے۔[1]

زکوٰۃ کی رقم سے لحاف خرید کر طلباء کو صرف استعمال کے لئے دینا

سوال:... ایک دینی مدرسے کے سفیر میرے پاس تشریف لائے، اور اپنے مدرسے میں سردی کے لئے لحاف کی ضرورت بیان کی، اور اس کے لئے زکوٰۃ کی رقم مانگی۔ میں نے ان سے دریافت کیا کہ زکوٰۃ کی رقم لحافوں کے لئے کس طرح استعمال کریں گے؟ تو انہوں نے وضاحت کی کہ زکوٰۃ کی رقم سے لحاف بناکر مدرسے میں رکھ لیتے ہیں، سردی کے موسم میں طالب علموں کو اِستعمال کے لئے دے دیئے جاتے ہیں، پھر واپس لے لئے جاتے ہیں۔ جب طالب علم مدرسے سے فارغ ہوجائے تو اسے اپنے ساتھ لحاف لے جانے کی اجازت بھی نہیں۔

محترم مولانا صاحب! آپ وضاحت فرمائیں کہ کیا اس طرح زکوٰۃ ادا ہوجائے گی؟ کیونکہ میں نے یہ سنا ہے کہ زکوٰۃ ادا کرتے وقت کسی کو مالک بنانا ضروری ہے۔

جواب:... جی ہاں! زکوٰۃ کی رقم کا فقیر کو مالک بنانا ضروری ہے۔ اس لئے لحافوں کی جو صورت آپ نے لکھی ہے، اس سے زکوٰۃ ادا نہیں ہوگی، البتہ اگر نادار طلبہ کو ان لحافوں کا مالک بنادیا جائے تو زکوٰۃ ادا ہوجائے گی۔[2]

زکوٰۃ سے شفاخانے کا قیام

سوال:... ایک برادری کے لوگ زکوٰۃ وصول کرکے اس فنڈ سے ڈسپنسری قائم کرنا چاہتے ہیں، دوائیاں زکوٰۃ فنڈ کی رقم سے خریدی جائیں گی، ڈاکٹروں کی فیس، جگہ کا کرایہ اور دیگر اخراجات زکوٰۃ سے خرچ کئے جائیں گے، جبکہ ڈسپنسری سے ہر شخص امیر و غریب دوائی لے سکے گا۔

ایک مسئلہ یہ بھی ہے، جیسا کہ ادارہ زکوٰۃ وصول کرتا ہے تو وہ زکوٰۃ مستحقین میں تقسیم کرنے کے بعد بچ جاتی ہے، آیا ادارہ اس زکوٰۃ کو اسی سال ختم کردے یا اسے آئندہ سال بھی تقسیم کرسکتا ہے؟ برائے کرم اس کا جواب بھی ضروری لکھیں۔

جواب:... زکوٰۃ کی رقم کا مالک کسی مستحق کو بنانا ضروری ہے۔[3] اس لئے نہ تو اس سے ڈسپنسری کی تعمیر جائز ہے،[4] نہ

---

(۱) ولو قضى دين الفقير بزكوة ماله إن كان بأمره جاز وإن كان بغير أمره لَا يجوز وسقط الدين. (عالمگیری ج:۱ ص:۱۹۰). وفي الفتاوى الظهيرية: والدفع إلى من عليه الدّين أولى من الدفع إلى الفقير. (البحر الرائق ج:۲ ص:۲۶۰). وحيلة التكفين بها التصدق على فقير ثم هو يكفن فيكون الثواب لهما وكذا في تعمير المسجد ...إلخ. قوله لكن الثواب لهما أي ثواب الزكوة للمزكي وثواب التكفين للفقير. (شامي ج:۲ ص:۲۷۱، مطلب في زكاة ثمن المبيع وفاء).

(۲) إذا دفع الزكوة إلى الفقير لَا يتم الدفع ما لم يقبضها. (عالمگیری ج:۱ ص:۱۹۰، كتاب الزكاة، الباب السابع).

(۳) ایضاً۔

(۴) گزشتہ صفحے کا حاشیہ نمبر ۲ ملاحظہ ہو۔

ڈاکٹروں کی فیس،[۱] نہ آلات کی خرید،[۲] نہ صاحبِ حیثیت لوگوں کو اس میں سے دوائیاں دینا جائز ہے،[۳] البتہ مستحق لوگوں کو دوائیاں دے سکتے ہیں۔[۴]

جہاں تک سال ختم ہونے سے پہلے زکوٰۃ کی رقم خرچ کردینے کا سوال ہے، تو یہ اُصول ذہن میں رہنا چاہئے کہ جب تک آپ یہ رقم مستحقین کو نہیں دے دیں گے، تب تک مالکان کی زکوٰۃ ادا نہیں ہوگی، اس لئے جہاں تک ممکن ہو اس رقم کو جلدی خرچ کردینا چاہئے۔

مسجد میں زکوٰۃ کا پیسہ لگانے سے زکوٰۃ ادا نہیں ہوتی

سوال:...ایک مسجد ہے جو کمیٹی کے ماتحت چل رہی ہے، تو اس کمیٹی کا مالِ زکوٰۃ قبضہ کرکے اس زکوٰۃ کے مال کو مسجد میں خرچ کرنا کیسا ہے؟

جواب:...زکوٰۃ کا روپیہ مسجد میں لگانے سے زکوٰۃ ادا نہیں ہوگی۔[۵]

تبلیغ کے لئے بھی کسی کو مالک بنائے بغیر زکوٰۃ ادا نہیں ہوگی

سوال:...زکوٰۃ کی رقم سے تبلیغ کے کاموں میں کسی قسم کی معاونت ہوسکتی ہے؟

جواب:...زکوٰۃ کی رقم میں تملیک شرط ہے،[۶] یعنی جو شخص زکوٰۃ کا مستحق ہو اسے اتنی رقم کا مالک بنادیا جائے، تملیک کے بغیر کارِ خیر میں خرچ کردینے سے زکوٰۃ ادا نہیں ہوگی۔

زکوٰۃ کی رقم سے کیڑوں مکوڑوں اور پرندوں کو دانہ ڈالنے سے زکوٰۃ ادا نہیں ہوگی

سوال:...کیا زکوٰۃ کی رقم سے پرندوں، چڑیوں وغیرہ کو دانہ ڈال سکتے ہیں؟ کیا کیڑے مکوڑوں کو کھانے کی چیزیں زکوٰۃ کی رقم سے خرید کر ڈال سکتے ہیں؟ ایسا کرنے سے کیا زکوٰۃ ادا ہوجائے گی؟

جواب:...اس سے زکوٰۃ ادا نہیں ہوتی، زکوٰۃ ادا ہونے کی شرط یہ ہے کہ زکوٰۃ کی رقم کا کسی محتاج مسلمان کو مالک بنادیا جائے۔[۷] اگر زکوٰۃ کی رقم کا کھانا پکاکر غریبوں، محتاجوں کی دعوت کردی جائے کہ جس کی جتنی خواہش ہو کھائے، مگر ساتھ لے جانے کی

---

(۱) ص:۱۶۹ کا حاشیہ نمبر ۲ ملاحظہ فرمائیں۔

(۲) ایضاً۔

(۳) ولَا یجوز دفع الزکٰوۃ إلٰی من یملک نصابًا أی مال کان ...إلخ۔ (عالمگیری ج:۱ ص:۱۸۹، کتاب الزکاۃ)۔

(۴) ویجوز دفعها إلٰی من یملک أقل من النصاب۔ (عالمگیری ج:۱ ص:۱۸۹، کتاب الزکاۃ، الباب السابع)۔

(۵) ص:۱۶۹ کا حاشیہ نمبر ۲ ملاحظہ فرمائیں۔

(۶) ص:۱۶۸ کا حاشیہ نمبر ۲ ملاحظہ فرمائیں۔

(۷) ایضاً۔

اجازت نہیں، اس سے بھی زکوٰۃ ادا نہیں ہوگی۔ [1]

حکومت کے ذریعہ زکوٰۃ کی تقسیم

سوال:... موجودہ حکومت زکوٰۃ کے نام سے جو رقم تقسیم کر رہی ہے، شرعاً اس کی کیا حیثیت ہے؟ بعض اوقات صاحبِ نصاب لوگ بھی خود کو مسکین ظاہر کرکے یہ رقم حاصل کرلیتے ہیں، ان کے لئے کیا حکم ہے؟ جنابِ عالی! مہربانی فرماکر یہ بتائیں کہ یہ رقم کس کے لئے جائز ہے اور کس کے لئے نہیں؟

جواب:... صاحبِ نصاب لوگ زکوٰۃ کا مصرف نہیں، [2] ان کو زکوٰۃ لینا حرام ہے، [3] اگر کسی کو فقیر سمجھ کر زکوٰۃ دے دی گئی، بعد میں معلوم ہوا کہ وہ غنی تھا تو زکوٰۃ ادا ہوگئی۔ [4]

وزیرِاعظم کے ریلیف فنڈ میں زکوٰۃ دینا

سوال:... وزیرِاعظم صاحب کے ریلیف فنڈ میں زکوٰۃ کی رقم دی جاسکتی ہے؟

جواب:... اگر اس بات کا اطمینان ہو کہ زکوٰۃ کی رقم مستحقین تک پہنچ جائے تو صحیح ہے، ورنہ خود ادا کرنا ضروری ہے۔

زکوٰۃ کی رقم ملکی قرض اُتارو مہم میں دینا

سوال:... مقروض کا قرض اُتارنے کے لئے زکوٰۃ سے مدد کی جاسکتی ہے، تو کیا نواز شریف کی "قرض اُتارو ملک سنوارو" مہم میں زکوٰۃ کی رقم سے عطیہ دیا جاسکتا ہے؟

جواب:... اس کے لئے غیرزکوٰۃ کی رقم دی جائے، اور زکوٰۃ کی رقم غریبوں، محتاجوں کے لئے چھوڑ دی جائے۔ [5]

مالِ زکوٰۃ دِینی جماعتوں کو دینا

سوال:... کوئی شخص مالِ زکوٰۃ دینی جماعتوں کو دے سکتا ہے؟

---

(۱) قوله تمليكًا فلا يكفي فيها الإطعام إلّا بطريق التمليك ولو أطعمه عنده ناويا الزكٰوة لَا تكفي۔ (شامي ج:۲ ص:۳۴۴، كتاب الزكاة، باب المصرف)۔

(۲) گزشتہ صفحے کا حاشیہ نمبر ۳ ملاحظہ کیجئے۔

(۳) قوله فادفع عن حاجته .... فإن كان له فضل عن ذٰلك تبلغ قيمته مائتي درهم حرم عليه أخذ الصدقة۔ (شامي ج:۲ ص:۳۴۷، كتاب الزكاة، باب المصرف)۔

(۴) إذا شك وتحرى فوقع في أكبر رأيه أنه محل الصدقة فدفع إليه أو سأل منه فدفع أو رآه في صف الفقراء فدفع فإن ظهر أنه محل الصدقة جاز بالإجماع وكذا ان لم يظهر حاله عنده وأما إذا ظهر أنه غني أو هاشمي .... فإنه يجوز وتسقط عنه الزكٰوة ... إلخ۔ (عالمگیری ج:۱ ص:۱۹۰، كتاب الزكاة، الباب السابع في المصارف)۔

(۵) المصارف إلخ منها الفقير .... وهو ما دون النصاب ومنها المسكين وهو من لَا شيء له ... إلخ۔ ولَا يجوز أن يبني بالزكٰوة المسجد .... وكل ما لَا تمليك فيه۔ (عالمگیری ج:۱ ص:۱۸۷، ۱۸۸، كتاب الزكاة)۔

جواب:... زکوٰۃ کے لئے ضروری ہے کہ کسی محتاج کو اس کا مالک بنادیا جائے، جن اِداروں کے بارے میں اِطمینان ہو کہ وہ زکوٰۃ کی رقم صحیح مصرف پر خرچ کرتے ہیں، ان کو زکوٰۃ دینا جائز ہے، اور جن کے بارے میں یہ اِطمینان نہیں، ان کو دینا جائز نہیں۔ (۱)

زکوٰۃ اور تعمیرِ مدرسہ

سوال:... ایک صاحبہ کی دِلی آرزو اور خواہش تھی کہ وہ ایک دِینی مدرسہ برائے طالبات حیدرآباد شہر میں قائم کریں، جس میں لڑکیاں قرآن شریف حفظ اور ناظرہ پڑھیں۔ صاحبہ موصوفہ نے اپنے ذاتی خرچ پر ایک پلاٹ حاصل کر کے اور مدرسے کی تعمیر کے واسطے اپنے دستِ مبارک سے سنگِ بنیاد رکھا اور مدرسہ تاحال زیرِ تعمیر ہے۔ کچھ مخیّر حضرات اس مدرسے میں اپنی زکوٰۃ وغیرہ کی رقم سے اِعانت کرنا چاہتے ہیں، دریافت طلب اُمور یہ ہیں کہ نگران مدرسہ زکوٰۃ کی یہ رقم کس طریقے پر قبول کرے اور کس طرح اس رقم کو مدرسے کی مزید تعمیر پر خرچ کرے، تاکہ زکوٰۃ دہندہ کی زکوٰۃ بھی ادا ہوجائے اور مدرسے کی تعمیر بھی مکمل ہوجائے؟

جواب:... زکوٰۃ کی رقم کا کسی محتاج کو مالک بنانا ضروری ہے۔ (۲) تعمیر کی مد میں زکوٰۃ کی رقم خرچ کرنے سے زکوٰۃ ادا نہیں ہوگی۔ تعمیرات کی مد میں غیرزکوٰۃ کی رقم وصول کی جائے۔ (۳)

زکوٰۃ کی رقم سے کنویں کی تعمیر

سوال:... کچے کے علاقے میں ایک مسجد ہے، مسجد کے لئے کنویں کی تعمیر کی ضرورت ہے، تاکہ لوگ سہولت سے وضو کرسکیں، کیا زکوٰۃ کی رقم سے یہ کنواں تعمیر کرنا جائز ہے؟

جواب:... زکوٰۃ کی رقم سے کنواں بنانا جائز نہیں۔ (۴)

مستحقین کو زکوٰۃ کی رقم سے عینکیں بنواکر دینا

سوال:... طارق نے اپنی زکوٰۃ کی رقم الف.ب.ج کمپنی کو دے دی کہ یہ رقم مستحقینِ زکوٰۃ کے علاج پر صَرف کردینا، یا مستحقینِ زکوٰۃ کو عینکیں بنواکر دے دینا۔ الف.ب.ج کمپنی نے اپنے کارندوں سے یہ کام کروایا۔ اَز رَاہِ کرم مطلع فرمائیے کہ کیا زکوٰۃ ادا ہوگئی؟

جواب:... جس اِدارے کے سپرد یہ زکوٰۃ کی رقم کی گئی ہے، اگر وہ واقعی مستحقین کو اَدا کردیتا ہے تو زکوٰۃ ادا ہوجائے گی، اور

---

(۱) إذا دفع الزكٰوة إلى الفقير لَا يتم الدفع ما لم يقبضها أو يقبضها للفقير من له ولَاية عليه. (عالمگیری ج:۱ ص:۱۹۰)۔

(۲) إذا دفع الزكٰوة إلى الفقير لَا يتم الدفع ما لم يقبضها. (عالمگیری ج:۱ ص:۱۹۰، كتاب الزكاة)۔

(۳) ولَا يجوز أن يبنى بالزكٰوة المسجد وكذا القناطر والسقايات واصلاح الطرقات وكرى الأنهار .... وكل ما لَا تمليك فيه. (عالمگیری ج:۱ ص:۱۸۸، كتاب الزكاة، الباب السابع في المصارف)۔

(۴) أيضًا۔

جب تک مستحقین کو اَدا نہیں کی جاتی، زکوٰۃ ادا نہیں ہوگی۔ (۱)

صدقاتِ واجبہ غلط مصارف پر خرچ کرنا

سوال:... کراچی میں آج کل عذابِ الٰہی آیا ہوا ہے، قرآن مجید میں کئی مقامات پر گزشتہ کئی قوموں پر آئے ہوئے عذاب وقہرِ الٰہی کے تذکرے موجود ہیں۔ جب قومیں خدا کی نافرمانی کرتی ہیں تو ان پر عذاب بھیجا جاتا ہے۔ ہم بھی نافرمان ہیں اور دِن رات خالق کی نافرمانی میں مصروف رہتے ہیں، لیکن گزشتہ کئی سالوں سے ہم اِجتماعی نافرمانی میں مصروف ہوگئے ہیں۔ گزشتہ کچھ سالوں سے مختلف سیاسی پارٹیوں نے اپنے حامیوں سے چندے کے ساتھ ساتھ فطرہ، صدقہ، زکوٰۃ، خیرات وغیرہ بھی وصول کرنا شروع کردیا، اور اس کا کچھ حصہ مستحقین کو اور بڑا حصہ اپنی شاہ خرچیوں اور اسلحہ وغیرہ کی خریداری پر صَرف کرنا شروع کردیا۔ کراچی کے وہ لوگ جو دیارِ غیر یعنی دُبئی، سعودی عرب، مسقط میں ہیں، انہوں نے بھی اس فعل کو کارِ خیر سمجھ کر اس میں حصہ لیا اور اَب بھی اس پر عمل کر رہے ہیں۔ جبکہ صدقہ، زکوٰۃ، خیرات وغیرہ کے لئے اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول نے باقاعدہ اَحکامات واضح طور پر دیئے ہیں۔ اس فعل پر کسی عالم نے کبھی توجہ نہ کی، آپ سے درخواست ہے، آپ اس کی بابت واضح طور پر بتائیں اور گزشتہ کئے گئے عمل پر توبہ اِستغفار کا کیا طریقہ ہوگا؟ نیز وہ زکوٰۃ، خیرات، صدقہ، فطرہ کیا دوبارہ دِیا جائے گا؟

جواب:... صدقہ، زکوٰۃ، چرمِ قربانی کی رُقوم اگر صحیح مصرف پر خرچ نہ کیا جائے تو وہ زکوٰۃ اور صدقاتِ واجبہ ادا ہی نہیں ہوتے، اور صدقے کا ثواب نہیں ملتا۔

آپ کی یہ بات صحیح ہے کہ کچھ عرصے سے زکوٰۃ وصدقات اور چرمِ قربانی کی رُقوم کو نااہل ہاتھوں میں دے دیا جاتا ہے، اور وہ بڑی بے دردی و بے پروائی کے ساتھ بے موقع خرچ کر ڈالتے ہیں۔ حدیث شریف میں اس کو علاماتِ قیامت میں شمار کیا گیا ہے۔ (۲) ظاہر ہے کہ اس بے اِحتیاطی کے نتیجے میں عذابِ الٰہی تو نازل ہوگا۔ اس کے علاوہ اور بہت سی بُرائیاں اور گناہ ہیں جس میں ہم لوگ اِجتماعی طور پر مبتلا ہوگئے ہیں۔ اس سے بطورِ خاص توبہ کریں۔

زکوٰۃ کی رقم جماعت خانے کی تزئین وآرائش پر خرچ کرنا

سوال:... میں ایک برادری کے جماعت خانے کا اِنچارج ہوں، جماعت خانے میں برادری کی شادی وغمی کی تقریبات ہوتی ہیں، اس میں ایک جز وقتی ناظرہ قرآن مدرسہ بھی قائم ہے، قوم کے لوگ چندے کے علاوہ زکوٰۃ، صدقات، قربانی کی کھالیں بھی اس میں دیتے ہیں، جو اس کے لئے اکثر علماء کے نزدیک جائز نہیں ہے۔ اس رقم کا اِستعمال جماعت خانے کی تزئین وآرائش میں صَرف ہوتا ہے، مجھے اِخراجات کرنے کی پوری طرح اجازت ہے، اور جس طرح چاہے خرچ کروں، یہ قوم کا اِعتماد ہے۔ میں چاہتا ہوں

---

(۱) إذا دفع الزكوٰة إلى الفقير لَا يتم الدفع ما لم يقبضها۔ (عالمگیری ج:۱ ص:۱۹۰، کتاب الزكاة)۔

(۲) عن أبي هريرة رضي الله عنه قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: إذا اتخذ الفيئ دولًا والأمانة مغنمًا والزكوٰة مغرمًا ...إلخ۔ (مشكوٰة، باب اشراط الساعة ص:۴۷۰، طبع قديمي كتب خانه)۔

زکوٰۃ وغیرہ کی رقم مسکین اور مستحق لوگوں کو مدد کے طور دُوں۔ مگر قوم مجھے اس سلسلے میں اجازت نہیں دے گی، کیا میں اپنے طور پر بغیر قوم کو مطلع کئے یہ رقم مستحق لوگوں کو دے سکتا ہوں؟

جواب:...زکوٰۃ اور قربانی کی کھالیں جماعت خانے کی تزئین و آرائش پر اِستعمال کرنا صحیح نہیں۔ لوگوں کی زکوٰۃ اور قربانیاں صحیح نہیں ہوں گی۔ آپ اپنی برادری کو مسئلہ بتادیں، اگر وہ نہ مانیں تو جماعت خانے کے کام سے اِستعفاء دے کر سبکدوش ہوجائیں، تاکہ جماعت کے لوگوں کے ساتھ قیامت کے دن آپ بھی نہ پکڑے جائیں۔ [1]

زکوٰۃ سے خریدے گئے پلاٹ پر فلیٹ بنا کر کچھ غریبوں کو دینا اور کچھ بیچ دینا

سوال:...ہماری جماعت نے آج سے تین سال قبل ایک پلاٹ گیارہ لاکھ روپے میں خریدا، جس میں رجسٹری خرچہ اور مزید دی گئی رقم ملا کر تقریباً ۱۹ سے ۲۰ لاکھ روپے ہیں جو کہ ٹوٹل رقم زکوٰۃ فنڈ سے دی گئی تھی خریدا گیا، آج اس پلاٹ کی قیمت ۴۰ سے ۴۵ لاکھ تک ہے۔

اب اس پلاٹ پر ہماری جماعت ایک پلازہ تعمیر کر رہی ہے، جس میں کل ۹۰ فلیٹ بنائے جائیں گے، جس میں سے ۴۰ فلیٹ زکوٰۃ کے مستحق افراد کو زکوٰۃ کی مد میں جمع شدہ رقم سے بنا کر دیئے جائیں گے، جبکہ ۵۰ فلیٹ ایسے افراد کو دیئے جائیں گے جو ہر ماہ قسطوں کی صورت میں جماعت کو رقم ادا کریں گے، اور ان کی اس رقم سے ہی ان کے ۵۰ فلیٹ تعمیر ہوں گے۔

محترم! آپ سے یہ آگاہی حاصل کرنی ہے کہ جو پلاٹ ٹوٹل زکوٰۃ کی رقم سے خریدا گیا ہے اور اس کی قیمت بھی دُگنی سے زائد ہوچکی ہے، تین سال قبل ۱۹ سے ۲۰ لاکھ میں خریدا گیا پلاٹ آج ۴۰ سے ۴۵ لاکھ روپے سے زائد کا ہے، ایسی صورت میں ان ۵۰ فلیٹ کا جن کی رقم مالکان ادا کرکے پھر قبضہ حاصل کریں گے، زکوٰۃ سے حاصل شدہ رقم کی زمین ان کی تعمیر کا مسئلہ اور لاگت کا مسئلہ کہ آیا (پلاٹ کی تین سال قبل کی رقم لگے گی یا آج کی رقم لگے گی) کیونکہ زمین کی خریداری زکوٰۃ کی رقم سے ہوئی ہے، اس صورت میں ۵۰ فلیٹ مالکان کے ذمے کیا رقم ہوگی؟ جبکہ جماعت کے عہدیداران ۴۰ فلیٹ زکوٰۃ کی مد میں اور ۵۰ فلیٹ رقم ادائیگی کرنے والوں کو دیں گے۔

جواب:...زکوٰۃ کی رقم سے خرید کی ہوئی چیز کا محتاجوں کو مالک بنادیا جائے تو زکوٰۃ ادا ہوتی ہے، ورنہ نہیں ہوتی۔ آپ کی جماعت نے ۱۹-۲۰ لاکھ کا جو پلاٹ زکوٰۃ کی رقم سے خریدا ہے، چونکہ محتاجوں کو اس کا مالک نہیں بنایا گیا، اس لئے زکوٰۃ ادا کرنے والوں کی زکوٰۃ ادا نہیں ہوئی۔ [2]

رفاہی انجمن کے ذریعے زکوٰۃ کی تقسیم

سوال:...ہماری ایک چھوٹی سی خاندانی انجمن ہے، ہم اپنے ممبران سے زکوٰۃ وصول کرکے خاندان کے ضرورت مند لوگوں میں تقسیم کرتے ہیں، بیشتر اَفراد رمضان المبارک میں زکوٰۃ نکالتے ہیں اور ان کی خواہش بھی یہی ہوتی ہے کہ یہ زکوٰۃ اسی ماہ ضرورت

(۱ و ۲) ولَا يجوز أن يبنى بالزكوٰة المسجد وكذا القناطر والسقايات .... وكل ما لَا تمليك فيه. (عالمگيرى ج:۱ ص:۱۸۸، كتاب الزكاة، الباب السابع فى المصارف).

مندوں کو پہنچادی جائے۔ تاحال یہی طریقہ اِختیار کیا جاتا رہا ہے، لیکن بعض افراد یہ چاہتے ہیں کہ بجائے یک مشت رقم کے ان کے لئے ماہانہ مقرّر کردیا جائے۔

پہلا سوال قرآنِ کریم اور شرع کی روشنی میں یہ ہے کہ اگر ہم زکوٰۃ کی مد میں جمع شدہ رقم کو اپنے پاس یعنی انجمن کے پاس روک کر پورے سال میں تقسیم کردیں تو اس طرح رمضان المبارک میں ملنے والے ثواب پر تو اثر نہیں پڑے گا؟ کیونکہ زکوٰۃ ادا کرنے والے نے تو یک مشت رقم رمضان المبارک میں ہی ادا کردی ہے۔

جواب:... زکوٰۃ ادا کرنے والوں نے زکوٰۃ نکال کر انجمن کو وکیل بنادیا ہے، اس لئے ان کو تو ثواب مل گیا، آگے انجمن کی ذمہ داری ہے کہ اس کو صحیح خرچ کرے۔[1]

زکوٰۃ کی رقم کو کاروبار میں لگاکر اُس کے منافع سے غریبوں کی مدد کرنا

سوال:... کیا یہ صحیح اور مطابق شرع ہوگا کہ زکوٰۃ کی رقم کو کسی مناسب جگہ کاروبار میں لگادیا جائے، یا این آئی ٹی یونٹس خرید لئے جائیں اور حاصل ہونے والے منافع سے مستحقینِ زکوٰۃ کی مدد کردی جائے؟

جواب:... کسی شخص کی زکوٰۃ اس وقت ادا ہوگی جب وہ رقم مستحقین پر تقسیم کردی جائے گی۔[2] پس زکوٰۃ کی رقم اگر کسی اِدارے میں رکھوادی جائے تو اس سے زکوٰۃ ادا نہیں ہوگی جب تک کہ مستحقین پر تقسیم نہیں کردی جاتی۔ اور اگر یہ شخص زکوٰۃ کے تقسیم ہونے سے پہلے مرجائے تو زکوٰۃ اس کے ذمے رہے گی، اور بعد میں وارثوں کی اِجازت کے بغیر وہ زکوٰۃ ادا نہیں کی جاسکتی۔ البتہ وارث اگر عاقل، بالغ ہوں تو اس کی تقسیم کی اِجازت دے سکتے ہیں۔ چونکہ یہ مسئلہ بہت نازک ہے، اس لئے میرے خیال میں فریضۂ زکوٰۃ سے عہدہ برآ ہونے کے لئے ضروری ہے کہ زکوٰۃ کی رقم مستحقین کو فوراً دے دی جائے۔

زکوٰۃ، صدقات وصول کرنے والی ویلفیئر شاپ سے سیّد کو اَشیاء خریدنا

سوال:... ہمارے علاقے میں ایک ویلفیئر شاپ ہے جہاں کھانے پینے اور ضروریاتِ زندگی کی دُوسری چیزیں فروخت ہوتی ہیں، یہ اشیاء بازار میں جو عام دُکان دار فروخت کرتے ہیں، اس کے مقابلے میں نہایت ہی کم منافع پر فروخت ہوتی ہیں، یوں سمجھا جائے کہ یہ لوگ اس مہنگائی کے دور میں نہایت ہی کم منافع پر اشیاء فروخت کرکے لوگوں کی خدمت کرتے ہیں۔ ان ویلفیئر والوں کو فنڈ، ڈونیشن، خیرات اور زکوٰۃ بھی ملتی ہے، مسئلہ زکوٰۃ کا بھی ہے، اور میرا تعلق چونکہ سیّد گھرانے سے ہے تو کیا ہم بھی اس ویلفیئر شاپ سے سامان خرید سکتے ہیں؟ زیادہ سامان خریدا جائے تو عام دُکان داروں کی نسبت کافی بچت ہوجاتی ہے۔ ہم نے بھی اسی نیت سے رمضان المبارک میں سامان خریدا، جبکہ والد صاحب کا کہنا ہے کہ ہم اس ویلفیئر شاپ سے سامان خرید سکتے ہیں، کیونکہ ہم اس مال کی قیمت ادا کرتے ہیں، ان کا کہنا ہے کہ اگر یہ ویلفیئر والے اسی قیمت میں مال فروخت کرتے جس قیمت کا انہوں نے خود خریدا ہے تو پھر ہم یہ مال

---

(۱) فلو دفع الزکٰوة إلى رجل وامرأة ان يدفع إلى الفقراء فدفع ولم ينو عند الدفع جاز۔ (عالمگیری ج:۱ ص:۱۷۱)۔

(۲) إذا دفع الزکٰوة إلى الفقير لَا يتم الدفع ما لم يقبضها۔ (عالمگیری ج:۱ ص:۱۹۰، کتاب الزکاة)۔

خریدنے کے مستحق نہیں تھے۔ مجھے آپ سے یہ معلوم کرنا ہے کہ ہم بھی اس ویلفیئر شاپ سے سامان خرید سکتے ہیں؟ اگر نہیں تو جو مال خرید کر ہم گناہگار ہوئے، اس کا کفارہ کس طرح ادا کریں؟

جواب:... زکوٰۃ اور صدقاتِ واجبہ کی مد میں اگر اس اِدارے میں رقمیں جمع کرائی جاتی ہیں، تو سیّدوں کو وہاں سے چیز خریدنا صحیح نہیں۔[1] اور خود ایسے اِدارے میں رقم جمع کروانا بھی صحیح نہیں، یعنی زکوٰۃ اور صدقاتِ واجبہ کی رقم ایسے اِدارے میں جمع کروانا صحیح نہیں۔[2]

فلاحی اِدارے اور زکوٰۃ کی رقم

سوال:... بہت سے فلاحی اِدارے زکوٰۃ، صدقات کی ملنے والی رُقومات کو بینکوں میں جمع کرتے ہیں، اور ان رقوم میں سود کا اِضافہ بھی ہوتا ہے، یہ بات ہم کو اس طرح معلوم ہوئی کہ اخبارات میں یہ خبر آئی کہ ان اِداروں کے بینک کھاتوں میں جو سود ملتا ہے ان پر حکومت نے انکم ٹیکس نافذ کردیا ہے، اس کے بعد معلوم ہوا کہ بات چیت ہونے پر انکم ٹیکس ختم کردیا۔ کیا ایسے اِداروں کو زکوٰۃ و صدقات کی رُقوم دینا دُرست ہے، جبکہ یہ فلاحی اِدارے رُقوم کو بینک میں رکھ کر سود سے یہ فلاحی اِدارے چلاتے ہیں؟

جواب:... یہاں چند مسائل کا سمجھ لینا ضروری ہے۔

۱:... زکوٰۃ کے لئے تملیک شرط ہے، کہ زکوٰۃ کی رقم کا کسی محتاج کو مالک بنادیا جائے، ورنہ زکوٰۃ ادا نہیں ہوگی، بلکہ مالک کے ذمے باقی رہے گی۔ چنانچہ اگر کوئی شخص مقروض مرجائے تو مرنے کے بعد اس کا قرضہ زکوٰۃ کی رقم سے ادا نہیں کیا جاسکتا، کیونکہ میّت مالک بننے کی اہل نہیں۔ اسی طرح اگر زکوٰۃ کی رقم سے ہسپتال بنادیا، کوئی عمارت بنادی، یا کسی رفاہی اِدارے کو گاڑی خرید کردے دی، یا کچھ اور سامان اس کو خرید کردے دیا تو زکوٰۃ ادا نہیں ہوگی۔

۲:... جن رفاہی اِداروں کو زکوٰۃ دی جاتی ہے، وہ اس رقم کے خود مالک نہیں ہوجاتے، بلکہ وہ زکوٰۃ ادا کرنے والوں کے وکیل ہیں، اگر یہ اِدارے محتاج اور مستحق افراد کو اس رقم کا مالک بنادیتے ہیں تو زکوٰۃ ادا ہوگئی۔ اور اگر وہ فقیر اور محتاج لوگوں کو یہ رقم نہیں دیتے، بلکہ اپنی صوابدید پر کسی رفاہی کام میں خرچ کردیتے ہیں، مثلاً: رفاہی اِدارے کے لئے گاڑی یا ایمبولنس خرید لی، کہیں ہسپتال بنادیا، کسی جگہ کوئی مکان بنالیا تو زکوٰۃ ادا نہیں ہوگی، بلکہ زکوٰۃ دہندگان کے ذمے بدستور واجب رہے گی۔

۳:... اسی طرح اگر رفاہی اِدارے نے زکوٰۃ کی رقم بینک میں رکھوادی تو جب تک وہ رقم بینک میں ہے تب تک زکوٰۃ ادا نہیں ہوئی، زکوٰۃ تب ادا ہوگی جب یہ رقم بینک سے وصول کرکے کسی مستحق محتاج کے حوالے کردی جائے گی۔[3]

---

(۱) ولَا یدفع إلٰی بنی هاشم۔ (عالمگیری ج:۱ ص:۱۸۹، کتاب الزکاة، الباب السابع فی المصارف)۔
(۲) ولَا یجوز أن یبنی بالزکٰوة المسجد .... وکل ما لَا تملیک فیه۔ (عالمگیری ج:۱ ص:۱۸۸)۔
(۳) إذا دفع الزکٰوة إلی الفقیر لَا یتم الدفع ما لم یقبضها۔ (عالمگیری ج:۱ ص:۱۹۰)۔ ولَا یجوز أن یبنی بالزکٰوة المسجد وکذا القناطر .... وکل ما لَا تملیک فیه ولَا یقضی بها دین المیت۔ (عالمگیری ج:۱ ص:۱۸۸)۔

زکوٰۃ کی رقم کارفاہی اُمور میں اِستعمال

سوال:...تقریباً ۱۰۰ سے زائد اَفراد نے مل کر ایک ویلفیئر سوسائٹی قائم کی ہے، یہ قریش وشیخ برادران پر مشتمل ہے، یہ خالصتاً سماجی تنظیم ہے اور برادری ہی کے ان افراد کے لئے جو معذور، نادار، بیوہ، یتیم ہوں، زکوٰۃ، صدقات، چرمِ قربانی، فطرہ وغیرہ لیتی ہے اور ماہانہ وظیفے کے طور پر مستحقین کے گھروں پر پہنچاتی ہے۔ علاج معالجہ بھی کرواتی ہے، اور شادی کے موقع پر مالی اِمداد بھی کرتی ہے۔

طریقۂ کار یہ ہے کہ عہدے داران گھر گھر جاکر یہ عطیات وصول کرتے ہیں اور اس طرح محتاط اندازے کے مطابق ستر ہزار روپے بینک میں ان مدات میں جمع ہیں، اور جب کسی مستحق کی درخواست آتی ہے تو باقاعدہ زکوٰۃ کمیٹی کا اِجلاس ہوتا ہے اور تحقیق کرنے کے بعد درخواست پر عمل درآمد ہوتا ہے۔ اب نئی صورت یہ درپیش ہے کہ لوگ ہم سے مکان خریدنے کے لئے یا چھوٹا موٹا کاروبار کرنے کے لئے زکوٰۃ کمیٹی کے اراکین پر برادری کے بااَثر اَفراد کا دباؤ بھی ڈالتے ہیں، کیا ہم زکوٰۃ کی رقم سے تجارت، کاروبار یا مکان خریدنے کے لئے قرضِ حسنہ ماہانہ قسط واجب الادا دے سکتے ہیں؟

جواب:...زکوٰۃ کی رقم قرض میں نہ دی جائے بلکہ جس شخص کو دینی ہو اور وہ ضرورت مند ہو، اس کو زکوٰۃ کی رقم کا مالک بنادیا جائے۔ اگر چھوٹا موٹا مکان خرید کر اس کو مالک بنادیا جائے تو بھی صحیح ہے، بہرحال زکوٰۃ کی رقم قرض میں نہ دی جائے، واللہ اعلم![1]

فلاحی ادارے زکوٰۃ کے وکیل ہیں، جب تک مستحق کو ادا نہ کریں

سوال:...کوئی ''خدمتی ادارہ'' یا کوئی ''وقف ٹرسٹ'' اور ''فاؤنڈیشن'' کو زکوٰۃ دینے سے کیا زکوٰۃ ادا ہوجاتی ہے؟

جواب:...جو فلاحی ادارے زکوٰۃ جمع کرتے ہیں، وہ زکوٰۃ کی رقم کے مالک نہیں ہوتے، بلکہ زکوٰۃ دہندگان کے وکیل اور نمائندے ہوتے ہیں، جب تک ان کے پاس زکوٰۃ کا پیسہ جمع رہے گا، وہ بدستور زکوٰۃ دہندگان کی مِلک ہوگا،[2] اگر وہ صحیح مصرف پر خرچ کریں گے تو زکوٰۃ دہندگان کی زکوٰۃ ادا ہوگی، ورنہ نہیں۔ اس لئے جب تک کسی فلاحی ادارے کے بارے میں یہ اطمینان نہ ہو کہ وہ زکوٰۃ کی رقم شریعت کے اُصولوں کے مطابق ٹھیک مصرف میں خرچ کرتا ہے، اس وقت تک اس کو زکوٰۃ نہ دی جائے۔

سوال:...اس طرح زکوٰۃ جمع کرنے والے ادارے جمع کی ہوئی زکوٰۃ کی رقم کے خود مالک بن جاتے ہیں یا نہیں؟ اور اس طرح جمع کی ہوئی زکوٰۃ کی رقم کو وہ چاہیں اس طرح لوگوں کی بھلائی کے کاموں میں خرچ کرسکتے ہیں، مثلاً: اس رقم میں سے صاحبِ زکوٰۃ شخص کو اور درمیانی طبقے کے صاحبِ مال شخص کو مکان خریدنے یا کاروبار کرنے کے لئے بنامنافع آسان قسطوں میں واپس ہونے

---

(۱) ولَا یجوز أن یبنی بالزکٰوۃ المساجد وکذا القناطر .... وکل ما لَا تملیک فیہ۔ (عالمگیری ج:۱ ص:۱۸۸)۔ ولو دفع إلیہ دار لیسکنھا عن الزکٰوۃ لَا یجوز۔ (عالمگیری ج:۱ ص:۱۹۰، کتاب الزکاۃ)۔

(۲) وأما إذا لم یکن الآخذ وکیلًا عنھم فتجزی وإن بلغ المقبوض نصبًا کثیرۃ لأنھم لم یملکوا شیئًا مما فی یدہ۔ (شامی ج:۲ ص:۲۶۹، کتاب الزکاۃ، باب المصرف)۔

والے قرض کے طور پر دے سکتے ہیں؟ کیونکہ درمیانی طبقے کے صاحبِ مال زکوٰۃ کے مستحق نہیں ہوتے، اور زکوٰۃ لینا بھی نہیں چاہتے، اس کے مطابق اس کو زکوٰۃ کی رقم قرض کے طور پر دینا مناسب ہے؟

جواب:... یہ ادارے اس رقم میں مالکانہ تصرف کرنے کے مجاز نہیں، بلکہ صرف فقراء اور محتاجوں کو بانٹنے کے مجاز ہیں، اس لئے اس رقم کو قرض پر اُٹھانے کے مجاز نہیں[۱]۔ البتہ اگر مالکان کی طرف سے اجازت ہو تو دُرست ہے۔ کسی صاحبِ نصاب کو مکان خریدنے کے لئے رقم دینے سے زکوٰۃ ادا نہیں ہوگی[۲]۔ البتہ یہ صورت ہوسکتی ہے کہ وہ کسی شخص سے قرض لے کر مکان خرید لے، اب اس کو قرضہ ادا کرنے کے لئے زکوٰۃ دینا صحیح ہوگا۔[۳]

زکوٰۃ سے چندہ وصول کرنے والے کو مقرّرہ حصہ دینا جائز نہیں

سوال:... دینی مدارس کے چندے کے لئے بعض بچے چھوٹے چھوٹے صندوقچے لے کر دُوسرے شہروں میں جاکر چندہ مانگتے ہیں، ان میں اکثر افراد چندہ رقم سے حصہ مقرّرہ پر چندہ مانگتے ہیں، بعض کی تنخواہ ہوتی ہیں، اگر کوئی زکوٰۃ کی رقم ان کو دے تو کیا زکوٰۃ کا فرض ادا ہوجائے گا یا نہیں؟ کیونکہ چندہ مانگنے والوں میں بعض کا حصہ: ½، ⅓، ¼ ہوتا ہے، تو پوری رقم مدرسہ میں نہیں پہنچتی، اس لئے براہِ کرم تفصیل سے اس مسئلے پر روشنی ڈالیں۔

جواب:... چندہ کے حصے پر سفیر مقرّر کرنا جائز نہیں[۴]، مدارس کو جو زکوٰۃ دی جاتی ہے اگر وہ صحیح مصرف پر خرچ کریں گے تو زکوٰۃ ادا ہوگی، ورنہ نہیں، اس لئے زکوٰۃ صرف انہی مدارس کو دی جائے جن کے بارے میں اطمینان ہو کہ وہ ٹھیک مصرف پر خرچ کرتے ہیں۔ جن مدارس کے نام پر بچے چندے مانگتے ہیں، وہ زکوٰۃ کو صحیح مصرف میں خرچ نہیں کرتے ہیں، اس لئے ایسے مدارس کو چندہ میں زکوٰۃ نہ دی جائے۔

---

(۱) گزشتہ صفحے کا حاشیہ نمبر ۲ ملاحظہ فرمائیں۔

(۲) ولَا یجوز دفع الزکٰوۃ إلٰی من یملک نصابًا أی مال کان ...إلخ۔ (عالمگیری ج:۱ ص:۱۸۹، کتاب الزکاۃ)۔

(۳) ومنها الغارم وهو من لزمه دین ولَا یملک نصابًا فاضلًا عن دینه أو کان له مال علی الناس لَا یمکنه أخذه کذا فی التبیین۔ (عالمگیری ج:۱ ص:۱۸۸، کتاب الزکاۃ، الباب السابع فی المصارف)۔

(۴) دیکھئے: نظام الفتاویٰ ج:۲ ص:۳۶۱ طبع مکتبہ رحمانیہ۔

پیداوار کا عشر

عشر کی تعریف

سوال:... ۱: عشر کی تعریف کیا ہے؟ ۲: کیا زکوٰۃ کی طرح اس کا بھی نصاب ہوتا ہے؟ ۳: کیا عشر سب زمین داروں پر برابر ہوتا ہے؟ ۴: یہ کن لوگوں کو ادا کیا جاتا ہے؟ ۵: ایک آدمی اگر اپنے مال کی زکوٰۃ ادا کردے تو کیا عشر بھی دینا ہوگا؟ ۶: کیا یہ سال میں ایک مرتبہ دیا جاتا ہے یا ہر نئی فصل پر؟ ۷: کیا مویشیوں کے چارے کے لئے کاشت کی گئی فصل پر بھی عشر ہوگا؟

جواب:... عشر، زمین کی پیداوار کی زکوٰۃ ہے۔[1] اگر زمین بارانی ہو کہ بارش کے پانی سے سیراب ہوتی ہے، تو پیداوار اُٹھنے کے وقت اس پر دسواں حصہ اللہ تعالیٰ کے راستے میں دینا واجب ہے،[2] اور اگر زمین کو خود سیراب کیا جاتا ہے تو اس کی پیداوار کا بیسواں حصہ صدقہ کرنا واجب ہے۔[3]

۲:... ہمارے اِمام ابوحنیفہؒ کے نزدیک اس کا کوئی نصاب نہیں، بلکہ پیداوار کم ہو یا زیادہ، اس پر عشر واجب ہے۔[4]

۳:... جی ہاں! جو شخص بھی زمین کی فصل اُٹھائے اس کے ذمہ عشر واجب ہے۔[5]

---

(۱) الباب السادس فی زکاة الزرع والثمار، وهو فرض وسببه الأرض النامية بالخارج حقيقة ...إلخ۔ (عالمگیری ج:۱ ص:۱۸۵، کتاب الزکاة، الباب السادس فی زکاة الزرع والثمار)۔

(۲) وما سقٰی بالدولَاب والدالية ففيه نصف العشر، وإن سقی سيحًا وبدالية يعتبر أكثر السنة ...إلخ۔ (فتاویٰ عالمگیری ج:۱ ص:۱۸۶، کتاب الزکاة، الباب السادس)۔ وأيضًا: وما سقٰی بغرب أو دالية أو سافية ففيه نصف العشر، الدالية الدولَاب والسانيه ابعير الذی يستقی به الماء۔ (الجوهرة النيرة ج:۱ ص:۱۵۴، باب العشر)۔

(۳) يجب العشر فی مسقی سماء وسيح ونصفه فی مسقی غرب ودالية۔ (شامی ج:۲ ص:۳۲۷، باب العشر، أيضًا ج:۲ ص:۳۲۵)۔ أيضًا: ثم ماء العشری ماء السماء والآبار والبحار التی لَا تدخل تحت ولَاية أحد۔ (هداية مع فتح القدير ج:۲ ص:۱۹۹، باب زکاة الزرع والثمار، وكذا فی رد المحتار ج:۲ ص:۳۳۰، باب العشر)۔

(۴) ويجب العشر عند أبی حنيفة رحمه الله تعالٰی فی كل ما تخرجه الأرض من الحنطة والشعير .... قل أو كثير ...إلخ۔ (عالمگیری ج:۱ ص:۱۸۶)۔ والحجة لأبی حنيفة فی إيجاب الحق فی جميع الأصناف خلا ما ذكرنا، قول الله تعالٰی: يٰأيها الذين اٰمنوا أنفقوا من طيبٰت ما كسبتم ومما أخرجنا لكم من الأرض۔ وعمومه يوجب الحق فی كل خارج إلّا ما قام دليله، ويدل عليه أيضًا قوله تعالٰی: والنخل والزرع مختلفًا أكله .... واٰتوا حقه يوم حصاده، وذالک عام فی كل ثمرة فی جميع ما يقع فيه الحصاد، والدليل أن هٰذا لحق هو العشر، إتفاق الجميع من فقهاء الأمصار علٰی أنه لَا حق يجب فی الخارج من الأرض عند الحصاد إلّا العشر۔ (شرح مختصر الطحاوی ج:۲ ص:۲۸۸، ۲۸۹، باب زکاة الثمار والزروع)۔

(۵) أن ملک الأرض ليس بشرط لوجوب العشر وإنما الشرط ملک الخارج لأنه يجب فی الخارج لَا فی الأرض فكان ملكه لها وعدمه سواء بدائع۔ (شامی ج:۲ ص:۳۲۶، باب العشر)۔

۴:...عشر کے مستحق وہی لوگ ہیں جو زکوٰۃ کے مستحق ہیں۔ (۱)

۵:...عشر پیداوار کی زکوٰۃ ہے، اس لئے دُوسرے مالوں کی زکوٰۃ ادا کرنے کے باوجود پیداوار پر عشر واجب ہوگا۔ (۲)

۶:...سال میں جتنی فصلیں آئیں، ہر نئی فصل پر عشر واجب ہے۔ (۳)

۷:...جی ہاں! مویشیوں کے چارے کے لئے کاشت کی گئی فصل پر بھی حضرت اِمامؒ کے نزدیک عشر واجب ہے۔ (۴)

زمین کی ہر پیداوار پر عشر ہے، زکوٰۃ نہیں

سوال:...عشر کا نصاب کیا ہے؟ اور کن کن چیزوں کا عشر دیا جاتا ہے؟ زرعی پیداوار میں ۵ فیصد زکوٰۃ دی جاتی ہے تو کیا زرعی پیداوار میں عشر اور زکوٰۃ دونوں ادا کرنے ہوں گے؟

جواب:...حضرت اِمام ابوحنیفہؒ کے نزدیک عشری زمین کی ہر پیداوار پر عشر واجب ہے، خواہ کم ہو یا زیادہ۔ (۵) اگر زمین بارانی ہو تو اس کی پیداوار میں دسواں حصہ واجب ہے، اور اگر کنویں کے پانی سے سیراب کی جاتی ہو، یا نہری پانی خرید کر لگایا جاتا ہو تو اس میں بیسواں حصہ واجب ہے۔ (۶) حضرت اِمامؒ کے نزدیک پھلوں، سبزیوں، ترکاریوں اور مویشیوں کے چارے میں بھی، جس کو کاشت کیا جاتا ہو، عشر واجب ہے۔ زرعی پیداوار میں زکوٰۃ واجب نہیں ہوتی، صرف عشر واجب ہے، جس کی تفصیل اُوپر ذکر کردی گئی۔

---

(۱) مصرف الزکٰوة والعشر .... هو فقير وهو من له أدنى شيء أى دون نصاب ...إلخ۔ (الدر المختار ج:۲ ص:۳۳۹ باب المصرف)۔

(۲) گزشتہ صفحے کا حاشیہ نمبر۱ ملاحظہ فرمائیں۔

(۳) بلا شرط نصاب .... وبلا شرط بناء وحولان حول ...إلخ۔ وفى الشرح: حتّى لو أخرجت الأرض مرارًا وجب فى كل مرة لإطلاق النصوص عن قيد الحول ...إلخ۔ (شامى ج:۲ ص:۳۲۶، باب العشر)۔

(۴) وفى الخضروات التى لَا تبقى وهٰذا قول الإمام وهو الصحيح كما فى التحفة۔ (شامى ج:۲ ص:۳۲۶)، أما الحطب والقصب والحشيش لَا تستنبت فى الجنان عادة بل تنقّى عنها حتّى لو اتخذها مقصبة أو مشجرة أو منبتًا يجب فيها العشر۔ (هداية ج:۱ ص:۲۰۱، كتاب الزكاة، باب زكاة الزروع والثمار)۔

(۵) قال أبو جعفر: كان أبوحنيفة يقول: فى قليل الثمار والزروع، وفى كثيرها الصدقة، فإن كانت مما سقَتْه السماء أو سقى فتحًا، فالعشر، وإن سُقى بدالية أو سانية: فنصف العشر .... والحجة لأبى حنيفة فى إيجاب الحق فى جميع الأصناف خلا ما ذكرنا، قول الله تعالٰى: يٰأيها الذين اٰمنوا أنفقوا من طيّبٰت ما كسبتم ومما أخرجنا لكم من الأرض، وعمومه يوجب الحق فى كل خارج إلّا ما قام دليله ويدل عليه أيضًا قول الله تعالٰى: والنخل والزرع مختلفا أكله والزيتون والرمان مشتبهًا وغير متشابه كلوا من ثمره إذا أثمر واٰتوا حقه يوم حصاده، وذلك عام فى كل ثمرة فى جميع ما يقع فيه الحصاد۔ (شرح مختصر الطحطاوى ج:۲ ص:۲۸۷، ۲۸۸ كتاب الزكاة)۔

(۶) ويجب العشر عند أبى حنيفة رحمه الله تعالٰى فى كل ما تخرجه الأرض من الحنطة والشعير والبطيخ والقثاء والخيار والباذنجان والعصفر وأشباه ذٰلك مما له ثمرة باقية أو باقية قل أو كثر هٰكذا فى فتاوىٰ قاضيخان۔ (عالمگيرى ج:۱ ص:۱۸۶، كتاب الزكاة، الباب السادس فى زكاة الزرع والثمار)۔

عشر کتنی آمدنی پر ہے؟

سوال:... گزارش یہ ہے کہ آپ نے ایک سوال کے جواب میں فرمایا ہے کہ: ''جو شخص بھی زمین کی فصل اُٹھائے خواہ کم ہو یا زیادہ، اس کے ذمہ عشر واجب ہے'' اس سلسلے میں یہ بھی وضاحت فرمادیں کہ اگر کسی شخص کے پاس تھوڑی سی زمین ہے اور وہ اس پر کاشت کرتا ہے، فصل اچھی نہیں ہوتی، کھاد، پانی اور کیڑے مار دوائیوں کے اخراجات بھی بمشکل پورے ہوتے ہیں، جو فصل آتی ہے وہ اس کی ضروریات سے بہت کم ہے، اس طرح وہ صاحبِ نصاب نہیں ہے اور مستحقِ زکوٰۃ ہے، تو کیا ایسی صورت میں وہ اپنی فصل کا عشر خود استعمال کرسکتا ہے؟

جواب:... اس کی ذاتی پیداوار کا عشر اس کے ذمہ واجب ہے، اس کو خود استعمال نہیں کرسکتا۔ (۱)

عشر کس کے ذمہ؟

سوال:... اگر مالک زمین اپنی زمین کو بٹہ پر دیدے تو عشر کس کے ذمے واجب الادا ہوگا؟ اگر مالک کے ذمے ہوگا تو کس وقت؟

جواب:... عشر اس شخص کے ذمے ہے جس کے گھر پیداوار جائے، اس لئے بٹہ پر دی گئی زمین کا عشر مستأجر کے ذمے ہوگا۔ (۲)

پیداوار کا عشر کتنا ہوتا ہے؟

سوال:... زمین سے پیدا ہونے والی فصل پر کتنی عشر فرض ہے؟

جواب:... اگر زمین کو پانی سے سیراب کیا جاتا ہے تو بیسواں حصہ فرض ہے، اور اگر بارانی ہے تو دسواں حصہ فرض ہے۔ (۳)

سوال:... فصل پر جو خرچ ہوتا ہے وہ خرچ نکال کر عشر اَدا کی جائے یا بغیر خرچ نکالے؟

جواب:... بغیر خرچ نکالے ادا کی جائے۔ (۴)

پیداوار کے عشر کے بعد اس کی رقم پر زکوٰۃ کا مسئلہ

سوال:... باغ بیچنے کے ایک ماہ بعد کسی نے اپنی سالانہ زکوٰۃ نکالنی ہے، آیا اس باغ کی رقم پر، جس کا اس نے عشر دے دیا

---

(۱) گزشتہ صفحے کے حاشیہ نمبر ۳، ۴، ۵ دیکھیں۔ ایضًا: ولَا یأکل شیئًا من طعام العشر حتّٰی یؤدی عشرہ کذا فی الظھیریۃ۔ (عالمگیری ج:۱ ص:۱۸۷، کتاب الزکاۃ، الباب السادس فی زکاۃ الزرع والثمار)۔

(۲) ایضاً، نیز گزشتہ صفحے کا حاشیہ نمبر ۳، ۴ ملاحظہ ہو۔

(۳) قولہ یجب العشر ثبت ذالک بالکتاب والسُّنّۃ والإجماع والمعقول: أی یفترض لقولہ تعالٰی: واٰتوا حقہ یوم حصادہ، فإنّ عامۃ المفسرین علٰی أنہ العشر أو نصفہ وھو مجمل بیّنہ قولہ صلی اللہ علیہ وسلم: ما سقت السماء ففیہ العشر، وما سقی بغرب أو دالیۃ ففیہ نصف العشر۔ (رد المحتار ج:۲ ص:۳۲۵، باب العشر)۔

(۴) ولَا ترفع المؤن أی لَا تحسب أجرۃ العمال ونفقۃ القبر وکری الأنھار وأجرۃ الحافظ وغیرہ ذٰلک۔ (البحر الرائق ج:۲ ص:۲۵۶)۔

ہے، زکوٰۃ آئے گی یا نہیں؟

جواب:... اس رقم پر بھی زکوٰۃ آئے گی، جب دُوسری رقم کی زکوٰۃ دے تو اس کے ساتھ اس کی بھی دے۔[1]

غلہ اور پھل کی پیداوار پر عشر کی ادائیگی

سوال:... کیا غلہ یا پھل کے بدلے اس کی قیمت زکوٰۃ کی شکل میں وصول کی جاسکتی ہے یا جنس ہی وصول کرنا ضروری ہے؟ ایک صاحب فرمارہے تھے کہ اگر جنس کی قیمت دے دی گئی تو زکوٰۃ ادا نہ ہوئی، حالانکہ عشر کے آرڈیننس میں قیمت ہی وصول کی جاتی ہے۔

دُوسری بات یہ کہ کیا زرعی پیداوار میں بھی کچھ نصاب ہے؟ کچھ لوگ کہتے ہیں کہ اس میں نصاب کی قید نہیں۔ کچھ لوگ کہتے ہیں کہ کم سے کم ایک وسق ہونا ضروری ہے، ایک وسق کا کیا وزن ہوتا ہے، ہم لوگوں کو معلوم نہیں، براہ کرم فقہِ حنفی کی رُو سے جواب سے سرفراز فرمائیں، تاکہ شکوک دُور ہوں۔

جواب:... عشری پیداوار اگر بارانی ہو تو اس پر عشر (یعنی دسواں حصہ واجب ہے) اگر اس پیداوار پر پانی وغیرہ کے مصارف آتے ہوں تو بیسواں حصہ واجب ہے۔[2] اصل واجب تو پیداوار ہی کا حصہ ہے، لیکن یہ بھی اختیار ہے کہ اتنے غلے کی قیمت دے دی جائے۔[3] حکومت جو فی ایکڑ کے حساب سے عشر وصول کرتی ہے یہ صحیح نہیں، ہونا یہ چاہئے کہ جتنی پیداوار ہو اس کا دسواں یا بیسواں حصہ لیا جائے، پورے علاقے کے لئے عشر کا فی ایکڑ ریٹ مقرّر کردینا غلط ہے۔[4]

عشر ادا کردینے کے بعد تا فروخت غلہ پر نہ عشر ہے، نہ زکوٰۃ

سوال:... دھان سے بروقت عشر نکالا ہے، غلہ سال بھر رکھا رہا، یعنی نہ اپنی کسی ضرورت میں استعمال ہوتا ہے اور نہ مارکیٹ میں اس کی کھپت ہے، کیا سال گزرنے پر اس میں سے عشر دیا جائے گا یا چالیسواں حصہ زکوٰۃ؟

جواب:... ایک بار عشر ادا کردینے کے بعد جب تک اس کو فروخت نہیں کیا جاتا اس پر نہ دوبارہ عشر ہے، نہ زکوٰۃ،[5] اور جب عشر ادا کرنے کے بعد غلہ فروخت کردیا تو اس سے حاصل شدہ رقم پر زکوٰۃ اس وقت واجب ہوگی جب اس پر سال گزر جائے گا، یا اگر یہ

---

(۱) ومن كان له نصاب فاستفاد في أثناء الحول مالًا من جنسه ضمه إلٰى ماله وزكاه سواء كان المستفاد من نمائه أو لَا وبأى وجه استفاد ضمه سواء كان بميراث أو هبة أو غير ذٰلك. (الجوهرة النيرة ج:۲ ص:۱۲۳، باب زكاة الإبل).

(۲) گزشتہ صفحے کا حاشیہ نمبر ۳ ملاحظہ ہو۔

(۳) المال الذى تجب فيه الزكٰوة إن أدى زكاته من خلاف جنسه أدى قدر قيمة الواجب إجماعًا. (عالمگیری ج:۱ ص:۱۸۰، كتاب الزكاة، الباب الثالث فى زكاة الذهب والفضة والعروض).

(۴) لأنه يجب في الخارج لَا في الأرض. (شامی ج:۲ ص:۳۲۶، باب العشر).

(۵) ووقته وقت خروج الزرع وظهور الثمر عند أبى حنيفة رحمه الله تعالٰى كذا فى البحر الرائق. (عالمگیری ج:۱ ص:۱۸۶، كتاب الزكاة، الباب السادس فى زكاة الزرع والثمار).

شخص پہلے سے صاحبِ نصاب ہے تو جب اس کے نصاب پر سال پورا ہوگا، اس وقت اس رقم کی بھی زکوٰۃ ادا کرے گا۔[۱]

مزارعت کی زمین میں عشر

سوال:... میں ایک زمین دار کی زمین کاشت کرتا ہوں، اور اس سال کل زمین میں دس ہزار کی کپاس ہوئی ہے، اور میرے حصے میں پانچ ہزار آیا ہے، اب کیا میں پورے دس ہزار کا عشر یا زکوٰۃ نکالوں یا اپنے حصے پانچ ہزار کا عشر یا زکوٰۃ نکالوں؟

جواب:... آپ اپنے حصے کی پیداوار کا عشر نکالئے، کیونکہ اُصول یہ ہے کہ زمین کی پیداوار جس کے گھر آئے گی زمین کا عشر بھی اسی کے ذمہ ہوگا، پس مزارع کے حصے میں جتنی پیداوار آئے اس کا عشر اس کے ذمہ ہے، اور مالک کے حصے میں جتنی جائے اس کا عشر اس پر لازم ہے۔[۲]

ٹریکٹر وغیرہ چلانے سے زراعت کا عشر بیسواں حصہ ہے

سوال:... پہلے زمانے میں لوگ کاشت کاری کرتے تھے، تو صرف ہل چلا کر اور پانی لگا کر پیداوار حاصل کرتے تھے، لیکن موجودہ دور میں ٹریکٹروں کے ذریعے سے ہل چلائے جاتے ہیں، اور پھر زمین میں کھاد ڈالنی پڑتی ہے، اور دُوسری گوڈی وغیرہ کرائی جاتی ہے، تو ایسی زمین کا عشر ادا کرنا ہو تو زمین پر جو خرچہ ہوتا ہے اس کو نکال کر عشر ادا کیا جائے یا کل پیداوار کا بغیر خرچہ نکالے عشر ادا کرنا ہوگا؟ نیز عشر ادا کرتے وقت بیج نکال کر عشر ادا کریں یا بیج نکالے بغیر ادا کریں؟

جواب:... ایسی زمین کی پیداوار میں نصف عشر یعنی پیداوار کا بیسواں حصہ واجب ہے،[۳] اخراجات کو وضع نہیں کیا جائے گا، بلکہ پوری پیداوار کا بیسواں حصہ ادا کرنا ہوگا، بیج کو بھی اخراجات میں شمار کیا جائے گا۔[۴]

قابلِ نفع پھل ہونے پر باغ بیچنا جائز ہے، اس کا عشر مالک کے ذمہ ہوگا

سوال:... ایک شخص نے اپنا باغ ثمر قابلِ نفع ہونے کے بعد بیچ دیا، آیا وہ عشر دے یا خریدنے والے پر عشر آئے گا؟

جواب:... اس صورت میں خریدنے والے پر عشر نہیں، بلکہ باغ کے فروخت کرنے والے پر عشر ہے۔[۵]

---

(۱) گزشتہ صفحہ حاشیہ نمبر۱ ملاحظہ فرمائیں۔

(۲) دیکھئے ص:۱۸۱ کا حاشیہ نمبر ۳، ۴۔

(۳) حوالہ کے لئے دیکھئے ص:۱۸۲ کا حاشیہ نمبر۳، اور ص:۱۸۱ کا حاشیہ نمبر۵۔

(۴) قوله بلا رفع مؤن أى يجب العشر فى الأول ونصفه فى الثانى بلا رفع أجرة العمال ونفقة البقر وكرى الأنهار وأجرة الحافظ ونحو ذٰلک .... بل يجب العشر فى الكل ...إلخ. (شامى ج:۲ ص:۳۲۸، باب العشر).

(۵) وإذا باع الأرض العشرية وفيها زرع قد أدرک مع زرعها أو باع الزرع خاص فعشره على البائع دون المشترى. (عالمگيرى ج:۱ ص:۱۸۷، كتاب الزكاة، الباب السادس فى زكاة الزرع والثمار).

عشر کی رقم رفاہِ عامہ کے لئے نہیں، بلکہ فقراء کے لئے ہے

سوال:… حکومتِ پاکستان نے جو زکوٰۃ و عشر کمیٹیاں بنائی ہیں، ان کے پاس عشر کی کافی رقم جمع ہے، کیا رقم عشر رفاہِ عامہ پر خرچ کی جاسکتی ہے؟ مثلاً: اسکول کی عمارت یا چاردیواری یا گلیاں وغیرہ؟

جواب:… زکوٰۃ اور عشر کی رقم صرف فقراء و مساکین کو دی جاسکتی ہے،[1] رفاہِ عامہ پر خرچ کرنا جائز نہیں۔[2]

قرض دار کو قرض کی رقم عشر و زکوٰۃ میں چھوڑنا

سوال:… کیا قرض دار کو قرضے کے روپے (اُدھار دیئے ہوئے روپے) عشر و زکوٰۃ میں چھوڑے جاسکتے ہیں یا نہیں؟

جواب:… عشر و زکوٰۃ ادا کرتے وقت نیت کرنا ضروری ہے، اس لئے قرضہ جو پہلے دِیا تھا اس کو عشر و زکوٰۃ میں نہیں چھوڑا جاسکتا۔[3] البتہ یہ ہوسکتا کہ اس کو زکوٰۃ دے کر یہ رقم اپنے قرضے میں اس سے واپس کرلی جائے۔

گورنمنٹ نے اگر کم عشر لیا ہو تو بقیہ کا کیا کریں؟

سوال:… زید پر دس ہزار روپے عشر بنتی ہے، جبکہ حکومت کے قوانین کے مطابق تین ہزار روپے عشر بنتی ہے، زید نے حکومت کو تین ہزار روپے ادا کردیئے، اب زید باقی سات ہزار روپے ادا کرے گا یا دس ہزار؟ اور حکومت کو جو عشر ادا کی وہ جائز ہے یا ناجائز؟

جواب:… جتنا باقی ہے وہ خود اپنے طور پر اَدا کردے۔[4]

عشر کی ادائیگی سے متعلق متفرق مسائل

سوال:… کیا عشر کا زکوٰۃ کی طرح نصاب ہے؟ کیونکہ حکومت نے ایک مقدار مقرّر کی ہوئی ہے، اگر فصل اس مقدار سے زیادہ ہو تو عشر دینا لازمی ہے، ورنہ نہیں۔

جواب:… حضرت اِمام ابوحنیفہؒ کے نزدیک عشر کا نصاب نہیں، بلکہ ہر قلیل و کثیر میں عشر واجب ہے،[5] حکومت ایک خاص

---

(۱) مصرف الزكاة والعشر .... (هو فقير وهو من له أدنىٰ شيء) أى دون نصاب .... (ومسكين، من لَا شيء له) على المذهب ...إلخ. (درمختار ج:۲ ص:۳۳۹ باب المصرف، أيضًا: اللباب فى شرح الكتاب ج:۱ ص:۱۴۸).

(۲) ولَا يجوز أن يبنى بالزكٰوة المسجد وكذا القناطر والسقايات ...إلخ. (عالمگيرى ج:۱ ص:۱۸۸).

(۳) وأما ركنه فالتمليك كالزكٰوة وشرائط الأداء ما قدمناه فى الزكٰوة. (البحر الرائق ج:۲ ص:۲۵۵، باب العشر).

(۴) فيجب إخراج الواجب من جميع ما أخرجته الأرض عشرًا أو نصفًا. (البحر الرائق ج:۲ ص:۲۵۶، باب العشر).

(۵) كان أبو حنيفة يقول: فى قليل الثمار والزروع، وفى كثيرها الصدقة .... والحجة لأبى حنيفة فى إيجاب الحق فى جميع الأصناف خلا ما ذكرنا، قول الله تعالىٰ: يٰـأيها الذين اٰمنوا أنفقوا من طيّبٰت ما كسبتم ومما أخرجنا لكم من الأرض، وعمومه يوجب الحق فى كل خارج ...إلخ. (شرح مختصر الطحاوى ج:۲ ص:۲۸۷). قال أبو حنيفة رحمه الله تعالىٰ: فى قليل ما أخرجته الأرض وكثيره العشر ...إلخ. (اللباب فى شرح الكتاب ج:۱ ص:۱۴۶، باب زكاة الزروع).

مقدار پر عشر وصول کرتی ہے، اس سے کم کا عشر مالک کو خود ادا کرنا چاہئے۔

سوال:... حکومت کو عشر، زکوٰۃ دینا جائز ہے یا نہیں؟ کیونکہ تصرف بہت مشکوک ہے۔

جواب:... اعتماد نہ ہو تو نہ دیا جائے، لیکن کیا ایسا ممکن بھی ہے کہ حکومت عشر وصول کرے اور کسان ادا نہ کرے...؟

سوال:... بارانی زمین کی فصل پر عشر دسواں حصہ ہے، اور نہری، چاہی وغیرہ پر بیسواں حصہ، کیا بیسواں حصہ اس لئے مقرّر ہے کہ مؤخر الذکر پر اخراجات بڑھ جاتے ہیں، اگر یہ صحیح ہے تو آج کل کیڑے مار اسپرے اور کیمیائی کھاد کا اضافہ خرچ کاشتکار کو برداشت کرنا پڑتا ہے، کیا اسپرے وغیرہ کا خرچ فصل کی آمدنی سے کم کر کے عشر دینا ہوگا یا کل پیداوار پر عشر دینا ہوگا؟

جواب:... شریعت نے اخراجات پر نصف عشر (یعنی دسویں حصے کے بجائے بیسواں حصہ) کر دیا ہے، اس لئے اخراجات کو منہا کر کے عشر نہیں دیا جائے گا، بلکہ تمام پیداوار کا عشر دیا جائے گا۔ [1]

سوال:... فرض کریں ڈھائی ایکڑ زمین سے ۱۰۰ من گندم پیدا ہوتی ہے، اس گندم کی کٹائی کا خرچ تقریباً ۵ من ہوگا، گندم کی کٹائی دو من فی ایکڑ کے حساب سے کرتے ہیں، اور تھریشر (گہائی) کا خرچ تقریباً ۱۵ من ہوگا، بچت آمدنی ۸۰ من ہوگی، کیا عشر ۱۰۰ من پر دینا ہوگا یا ۸۰ من پر؟

جواب:... عشر سو من پر آئے گا۔ [2]

سوال:... گندم کی فصل کی کٹائی کی مزدوری گندم میں دینا جائز ہے یا نہیں؟ کیونکہ گندم کی فصل کی کٹائی کی مزدوری صرف گندم کی صورت میں لیتے ہیں۔

جواب:... صاحبینؒ کے نزدیک جائز ہے، اور اسی پر فتویٰ ہے۔ [3]

---

(۱) وکل شیء أخرجته الأرض مما فیه العشر لَا یحتسب فیه أجر العمال ونفقة البقر، لأن النبی صلی الله علیه وسلم حکم بتفاوت الواجب لتفاوت المؤنة فلا معنی لرفعها۔ (هدایة ج:۱ ص:۲۰۳، کتاب الزکاة، باب زکاة الزروع والثمار، أیضًا: فتاویٰ شامی ج:۲ ص:۳۲۸ باب العشر)۔ نیز دیکھئے ص:۱۸۴ کا حاشیہ نمبر۴ و ص:۱۸۱ کا حاشیہ نمبر۵۔

(۲) بلا رفع مؤن .... بلا رفع أجرة العمال ونفقة البقر وکری الأنهار وأجرة الحافظ ونحو ذٰلک .... بل یجب فی الکل ...إلخ۔ (شامی، باب العشر ج:۲ ص:۳۲۸)۔ وکل شیء أخرجته الأرض مما فیه العشر لَا یحتسب فیه أجر العمّال ونفقة البقر لأن النبی صلی الله علیه وسلم حکم بتفاوت الواجب لتفاوت المؤنة فلا معنی لرفعها۔ (هدایة ج:۱ ص:۲۰۳، کتاب الزکاة، باب زکاة الزروع والثمار)۔

(۳) ولَا تصح عند الإمام لأنها کقفیز الطحان وعندهما تصح وبه یفتی للحاجة وقیاسًا علی المضاربة۔ (الدر المختار ج:۶ ص:۲۷۵، کتاب المزارعة، طبع سعید)۔

زکوٰۃ کے متفرق مسائل

زکوٰۃ دہندہ جس ملک میں ہو اسی ملک کی کرنسی کا اعتبار ہوگا

سوال:... چند دوست مل کر اپنے وطن کے مستحقین کے لئے زکوٰۃ کی مد سے رقم بھیجنا چاہتے ہیں، لیکن وہاں کی کرنسی اور ہماری کرنسی میں فرق ہے، مثلاً: یہاں سے ۵۰,۰۰۰ روپے بھیجیں گے تو ان کو ۴۰,۰۰۰ روپے ملیں گے، اب یہ پوچھنا ہے کہ زکوٰۃ ۵۰,۰۰۰ روپے کی ادا ہوگی یا ۴۰,۰۰۰ روپے کی ادا ہوگی؟ کیونکہ وہاں کے اور یہاں کے دام میں یہی فرق چلتا ہے۔ اسی طرح ہم اپنے دیس میں زکوٰۃ بھیجیں جہاں کی کرنسی کی قیمت یہاں کی کرنسی کی قیمت سے کم ہو، یعنی اگر ہم یہاں سے ۵۰,۰۰۰ روپے بھیجیں تو وہاں ۶۰,۰۰۰ روپے ملیں، تو اس صورت میں زکوٰۃ ۵۰,۰۰۰ روپے کی ادا ہوگی یا ۶۰,۰۰۰ روپے کی؟ دونوں مسئلوں کا جواب بہت ضروری ہے، کیونکہ دونوں دیس میں ہماری برادری کے کچھ آدمی بستے ہیں، اس کو اگر اخبار ''جنگ'' میں شائع کرادیں تو بہتوں کا بھلا ہوگا، کیونکہ کئی لوگ اس طرح پیسے بھیجتے رہتے ہیں تو ان کو بھی مسئلے کا پتا چل جائے گا۔

جواب:... زکوٰۃ دہندہ نے جس ملک کی کرنسی سے زکوٰۃ ادا کی ہے وہاں کی کرنسی کا اعتبار ہوگا، اس ملک کی کرنسی سے جتنے مال کی زکوٰۃ ادا کی اتنے مال کی زکوٰۃ شمار ہوگی، دُوسرے ملک کی کرنسی خواہ کم ہو یا زیادہ۔

دُوسرے الفاظ میں یوں سمجھ لیجئے کہ جو رقم کسی محتاج یا محتاجوں کو دی گئی ہے وہ زکوٰۃ ادا کرنے والے کے مال کا چالیسواں حصہ ہونا چاہئے، جس کرنسی میں زکوٰۃ ادا کی گئی ہو اس کرنسی کے حساب سے چالیسویں حصے کا اعتبار ہوگا۔[۱]

امریکا والے کس کرنسی سے زکوٰۃ ادا کریں؟

سوال:... امریکا میں رہنے والے کس کرنسی سے زکوٰۃ ادا کریں؟

جواب:... وہ ڈالر کے حساب سے زکوٰۃ کا تعین کریں گے، چاہے اس کے بعد اس مالیت کو پاکستانی روپے میں تبدیل کرکے زکوٰۃ دے دیں۔[۲]

---

(۱) المال الذی تجب فیہ الزکوٰۃ إن أدی زکاتہ من خلاف جنسہ أی قدر قیمۃ الواجب إجماعًا۔ (عالمگیری ج: ۱ ص: ۱۸۰، کتاب الزکاۃ، الباب الثالث فی زکاۃ الذھب والفضۃ والعروض، طبع رشیدیہ کوئٹہ)۔

(۲) ایضاً حوالہ بالا۔

زکوٰۃ کی مد میں رکھے ہوئے پیسوں میں سے کھلا کرنا، ضرورت کے لئے لینا

سوال:... کیا زکوٰۃ کی مد کے رکھے ہوئے الگ پیسے میں سے پیسے کھلے کرسکتے ہیں؟ یا عارضی ضرورت کے لئے اس میں سے پیسے نکال سکتے ہیں؟

جواب:... جو پیسے آپ نے زکوٰۃ کی مد میں الگ رکھ دیئے ہیں، وہ جب تک فقیر کو ادا نہیں کئے جاتے، وہ پیسے آپ ہی کی ملکیت ہیں، ان کو بدل بھی سکتی ہیں، خرچ بھی کرسکتی ہیں، لیکن جب فقیر کو دیتے ہوں گے تو زکوٰۃ کی نیت کرنا ضروری ہوگا۔[1]

زکوٰۃ کے لئے نکالی ہوئی رقم یا سود کا استعمال

سوال:... ایک شخص نے زکوٰۃ کی رقم یا سود کی رقم مستحق کو دینے کے لئے نکالی، لیکن عین وقت پر اسے کچھ رقم کی ضرورت پڑ گئی، تو کیا وہ زکوٰۃ یا سود کی رقم سے بطور قرض لے سکتا ہے؟

جواب:... زکوٰۃ کی رقم تو اس کی ملکیت ہے جب تک کسی کو ادا نہیں کردیتا، اس لئے اس کا استعمال کرنا صحیح ہے۔[2] سود کی رقم کا استعمال صحیح نہیں۔[3]

سود کی رقم پر زکوٰۃ

سوال:... ایک شخص کا بینک میں اکاؤنٹ ہے، اور سال کے آخر میں اپنے اکاؤنٹ میں جتنا منافع ملتا ہے، ٹھیک اتنے ہی کا چیک کاٹ کر نکال لیتا ہے، اور پھر غریبوں میں یہ سمجھ کر بانٹ دیتا ہے کہ ثواب ملے گا یا زکوٰۃ بانٹ دیتا ہے تو کیا واقعی ثواب ملے گا یا نہیں؟ اسلامی شریعت میں جائز ہے یا نہیں؟

جواب:... سود کی رقم صدقے کی نیت سے کسی کو نہیں دینی چاہئے، بلکہ ثواب کی نیت کے بغیر کسی محتاج کو دے دینی چاہئے۔[4] صدقہ تو پاک چیز کا دیا جاتا ہے، سود کا نہیں۔ پس سود کی رقم سے زکوٰۃ ادا نہیں کی جاسکتی۔[5]

---

(۱) إذا دفع الزکٰوة إلی الفقیر لَا یتم الدفع ما لم یقبضها۔ (عالمگیری ج:۱ ص:۱۹۰، کتاب الزکاة، الباب السابع فی المصارف)، وأما شرط أدائها فنیة مقارنة للأداء أو لعزل ما وجب۔ (عالمگیری ج:۱ ص:۱۷۰، شامی ج:۲ ص:۲۷۰)۔

(۲) ولَا یخرج عن العهدة بالعزل بل بالأداء للفقراء۔ قوله ولَا یخرج .... فلو ضاعت لَا تسقط عنه الزکٰوة ...إلخ۔ (شامی ج:۲ ص:۲۷۰، مطلب فی زکاة ثمن المبیع وفاء، کتاب الزکاة)۔

(۳) عن جابر رضی الله عنه قال: لعن رسول الله صلی الله علیه وسلم آکل الربا وموکله وکاتبه وشاهدیه وقال هم سواء۔ رواه مسلم۔ (مشکٰوة ص:۲۴۴، طبع قدیمی)۔ أیضًا: أن ما وجب التصدق بکله لَا یفید التصدق ببعضه لأن المغصوب إن علمت أصحابه أو ورثتهم وجب رده علیهم وإلّا وجب التصدق به۔ (شامی ج:۲ ص:۲۹۱، باب زکاة الغنم)۔

(۴) انما یکفر إذا تصدق بالحرام القطعی، أی مع رجاء الثواب الناشیٔ استحلاله۔ (شامی ج:۲ ص:۲۹۲)۔

(۵) عن أبی هریرة رضی الله عنه قال: قال رسول الله صلی الله علیه وسلم: إن الله طیّب لَا یقبل إلّا طیّبًا ...إلخ۔ (مشکٰوة ص:۲۴۱)، أیضًا: فی القنیة لو کان الخبیث نصابًا لَا یلزمه الزکٰوة لأن الکل واجب التصدق علیه فلا یفید إیجاب التصدق ببعضه اهـ ومثله فی البزازیة۔ (رد المحتار ج:۲ ص:۲۹۱، باب زکاة الغنم)۔

صدقۂ فطر

صدقۂ فطر کے مسائل

سوال:...صدقۂ فطر کس پر واجب ہے اور اس کے کیا مسائل ہیں؟

جواب:...صدقۂ فطر کے مسائل حسبِ ذیل ہیں:

۱:...صدقۂ فطر ہر مسلمان پر جبکہ وہ بقدرِ نصاب مال کا مالک ہو، واجب ہے۔[۱]

۲:...جس شخص کے پاس اپنی استعمال اور ضروریات سے زائد اتنی چیزیں ہوں کہ اگر ان کی قیمت لگائی جائے تو ساڑھے باون تولے چاندی کی مقدار ہو جائے تو یہ شخص صاحبِ نصاب کہلائے گا، اور اس کے ذمہ صدقۂ فطر واجب ہوگا (چاندی کی قیمت بازار سے دریافت کرلی جائے)۔[۲]

۳:...ہر شخص جو صاحبِ نصاب ہو اس کو اپنی طرف سے اور اپنی نابالغ اولاد کی طرف سے صدقۂ فطر ادا کرنا واجب ہے، اور اگر نابالغوں کا اپنا مال ہو تو اس میں سے ادا کیا جائے۔[۳]

۴:...جن لوگوں نے سفر یا بیماری کی وجہ سے یا ویسے ہی غفلت اور کوتاہی کی وجہ سے روزے نہیں رکھے، صدقۂ فطر اُن پر بھی واجب ہے، جبکہ وہ کھاتے پیتے صاحبِ نصاب ہوں۔[۴]

۵:...جو بچہ عید کی رات صبحِ صادق طلوع سے پہلے پیدا ہوا، اس کا صدقۂ فطر لازم ہے، اور اگر صبحِ صادق کے بعد پیدا ہوا تو لازم نہیں۔

۶:...جو شخص عید کی رات صبحِ صادق سے پہلے مر گیا، اس کا صدقۂ فطر نہیں، اور اگر صبحِ صادق کے بعد مرا تو اس کا صدقۂ فطر

---

(۱) وهي واجبة على الحر المسلم المالك لمقدار النصاب فاضلًا عن حوائجه الأصلية. (عالمگیری ج:۱ ص:۱۹۱)۔

(۲) ولَا يعتبر فيه وصف النماء ويتعلق بهٰذا النصاب وجوب الأضحية. (عالمگیری ج:۱ ص:۱۹۱، کتاب الزکاة، الباب الثامن في صدقة الفطر)۔ ذی نصاب فاضل عن حاجته الأصلية كدينه وحوائج عياله ...إلخ. (الدر المختار ج:۲ ص:۳۶۰)۔

(۳) وتجب عن نفسه وطفله الفقير كذا في الكافي .... ثم إذا كان للولد الصغير أو المجنون مال .... يخرج صدقة فطر .... من مالهما ...إلخ. (عالمگیری ج:۱ ص:۱۹۲، کتاب الزکاة، الباب الثامن في صدقة الفطر)۔

(۴) حاشیہ نمبر۱ دیکھیں۔

واجب ہے۔[1]

۷:...عید کے دن عید کی نماز کو جانے سے پہلے صدقۂ فطر ادا کردینا بہتر ہے،[2] لیکن اگر پہلے نہیں کیا تو بعد میں بھی ادا کرنا جائز ہے، اور جب تک ادا نہیں کرے گا اس کے ذمہ واجب الادا رہے گا۔[3]

۸:...صدقۂ فطر ہر شخص کی طرف سے پونے دو سیر گندم یا اس کی قیمت ہے، اور اتنی قیمت کی اور چیز بھی دے سکتا ہے۔[4]

۹:...ایک آدمی کا صدقۂ فطر ایک سے زیادہ فقیروں، محتاجوں کو دینا بھی جائز ہے، اور کئی آدمیوں کا صدقہ ایک فقیر، محتاج کو بھی دینا دُرست ہے۔[5]

۱۰:...جو لوگ صاحبِ نصاب نہیں، ان کو صدقۂ فطر دینا دُرست ہے۔[6]

۱۱:...اپنے حقیقی بھائی، بہن، چچا، پھوپھی کو صدقۂ فطر دینا جائز ہے، میاں بیوی ایک دُوسرے کو صدقۂ فطر نہیں دے سکتے، اسی طرح ماں باپ اولاد کو اور اولاد ماں باپ، دادا دادی کو صدقۂ فطر نہیں دے سکتی۔[7]

۱۲:...صدقۂ فطر کا کسی محتاج، فقیر کو مالک بنانا ضروری ہے، اس لئے صدقۂ فطر کی رقم مسجد میں لگانا یا کسی اور اچھائی کے کام میں لگانا دُرست نہیں۔[8]

محتاج چچی کو صدقۂ فطر دینا

سوال:...دُوسری بات یہ ہے کہ عیدالفطر جو کہ گزر گئی اس عید پر مجھے جو فطرہ دینا تھا، وہ میں نے اپنی چچی کو دے دیا، اب گاؤں والے کہتے ہیں کہ یہ دیا ہوا فطرہ تمہارا ناجائز ہے، کیونکہ اس کا شوہر زِندہ ہے۔ میں نے پہلے بھی عرض کیا کہ اس کو شوہر بالکل کچھ بھی نہیں دیتا، اب آپ بتائیں کہ یہ دِیا ہوا فطرہ جائز ہے یا ناجائز؟

---

(۱) ووقت الوجوب بعد طلوع الفجر الثانی من یوم الفطر فمن مات قبل ذٰلک لم تجب علیه الصدقة ومن ولد أو أسلم قبله وجبت ومن ولد أو أسلم بعده لم تجب ...إلخ. (عالمگیری ج:۱ ص:۱۹۲، کتاب الزکاة، الباب الثامن).

(۲) والمستحب للناس أن یخرجوا الفطرة بعد طلوع الفجر یوم الفطر قبل الخروج إلی المصلی کذا فی الجوهرة النیرة. (عالمگیری ج:۱ ص:۱۹۲، کتاب الزکاة، الباب الثامن فی صدقة الفطر).

(۳) وأما وقت أدائها فجمیع العمر عند عامة مشایخنا رحمهم الله کذا فی البدائع. (عالمگیری ج:۱ ص:۱۹۲).

(۴) وهی نصف صاع من بر أو صاع من شعیر أو تمر ودقیق الحنطة والشعیر وسویقهما مثلهما والخبز لَا یجوز إلّا باعتبار القیمة وهو الأصح. (عالمگیری ج:۱ ص:۱۹۱، کتاب الزکاة، الباب الثامن فی صدقة الفطر).

(۵) ویجوز أن یعطی ما یجب فی صدقة الفطر عن إنسان واحد جماعة مساکین ویعطی ما یجب عن جماعة مسکینًا واحدًا لأن الواجب زکٰوة فجاز جمعها وتفریقها کزکٰوة المال. (بدائع الصنائع ج:۲ ص:۷۵، أیضًا الدر المختار مع الرد ج:۲ ص:۳۶۷، باب صدقة الفطر).

(۶) ومصرف هٰذه الصدقة ما هو مصرف الزکٰوة کذا فی الخلاصة. (عالمگیری ج:۱ ص:۱۹۴، کتاب الزکاة).

(۷) ایضاً۔

(۸) ایضاً۔

جواب:... اگر آپ کی یہ چچی محتاج ہے تو اس کو صدقۂ فطر دینا صحیح ہے۔ (۱)

عید کے بعد دیر سے فطرہ ادا کرنا

سوال:... کچھ عرصہ قبل اہلیہ کے ساتھ جھگڑا ہوا، اور وہ ناراض ہوکر میکے چلی گئی۔ رمضان میں جب میں نے زکوٰۃ، صدقہ وغیرہ دینا شروع کیا تو غصّے میں بیوی کے نام کا فطرہ نہیں دیا، باقی تمام بچوں وغیرہ کا فطرہ ادا کیا۔ میری اہلیہ چھ مہینے بعد گھر واپس آگئی اور اس وقت میرے ساتھ رہ رہی ہے، اب میں کس طرح سے اس غلطی کا تدارک کرسکتا ہوں؟

جواب:... میاں بیوی کا جھگڑا تو ہو ہی جاتا ہے، لیکن آپ نے ناراضی میں بچوں والی بات کی۔ بہرحال بیوی کی اِجازت سے صدقۂ فطر اَب ادا کردیں۔ (۲)

صدقۂ فطر غیرمسلم کو دینا جائز ہے، مسئلے کی تصحیح و تحقیق

سوال:... جناب مولانا صاحب! ''آپ کے مسائل اور ان کا حل'' ۲۱ر اگست جمعہ کے ایڈیشن میں آپ سے ایک مسئلے میں خطا ہوئی ہے، کیونکہ آپ کے توسط سے عوام کو دینی مسائل سے آگاہی حاصل ہو رہی ہے، اور میں ان مسائل کی تصحیح کے لئے آپ کو تکلیف دے رہا ہوں تاکہ عوام کو صحیح خبر حاصل ہو، اور آپ سے گزارش ہے کہ مسائل کو تحقیقِ دقیق کے بعد زیرِ قلم فرمایا کریں، ذمہ داری اور فرض پورا کریں، جس مسئلے میں خطا ہوئی ہے، وہ زیرِ ملاحظہ ہو:

''صدقۂ فطر غیرمسلم کو دینا صحیح ہے'' میں اوّلاً اس مسئلے کے لئے بہشتی زیور کا حوالہ درج کئے دیتا ہوں۔ ''زکوٰۃ کن کو دینا جائز ہے'' کے بیان میں حصہ سوم بہشتی زیور مسئلہ نمبر ۸ یوں ہے: ''مسئلہ: زکوٰۃ کا پیسہ کافر کو دینا دُرست نہیں ہے، مسلمان ہی کو دیوے، زکوٰۃ اور عشر، صدقۂ فطر اور نذر و کفارہ کے سوا اور خیر خیرات کافر کو بھی دینا دُرست ہے۔''

ان کتب نے جو میرے پاس موجود ہیں، اسی قول کو مختار کہا ہے، درمختار، بہارِ شریعت، قانونِ شریعت، عمدۃ الفقہ، شامی۔

جواب:... جناب کی تصحیح کا بہت بہت شکریہ، اللہ تعالیٰ بہت ہی جزائے خیر عطا فرمائیں۔ میں آنجناب سے بھی اور دیگر اہلِ علم سے بھی درخواست کرتا ہوں کہ اس ناکارہ کی تحریر میں کوئی غلطی نظر آئے تو اس پر ضرور متنبہ فرمایا جائے۔ اب اس مسئلے میں اپنی تحقیق عرض کرتا ہوں، جن حضرات کو اس تحقیق سے اتفاق نہ ہو وہ اپنی تحقیق پر عمل فرماسکتے ہیں۔

فتاویٰ عالمگیری (ج:۱ ص:۱۸۸ طبع جدید کوئٹہ) میں ہے:

''ذمی کافروں کو زکوٰۃ دینا بالاتفاق جائز نہیں، نفلی صدقہ دینا بالاتفاق جائز ہے، مگر صدقۂ فطر، نذر اور کفارات میں اختلاف ہے، اِمام ابوحنیفہؒ اور اِمام محمدؒ فرماتے ہیں کہ جائز ہے، مگر فقرائے مسلمین کو دینا ہمیں زیادہ

---

(۱) ومصرف هٰذه الصدقة ما هو مصرف الزكٰوة۔ (عالمگيری، باب صدقة الفطر ج:۱ ص:۱۹۴، كتاب الزكاة)۔

(۲) وإن أخّروها عن يوم الفطر لم تسقط وكان عليهم إخراجها۔ (عالمگيری، باب صدقة الفطر ج:۱ ص:۱۹۲)۔

محبوب ہے۔ شرح طحاوی میں اسی طرح ہے۔"[۱]

درمختار مع شامی (ج:۲ ص:۳۵۱ طبع جدید مصر) میں ہے:

"زکوٰۃ اور عشر وخراج کے علاوہ دیگر صدقات، خواہ واجب ہوں، جیسے: نذر، کفارہ، فطرہ، ذمی کو دینا جائز ہے۔ اس میں اِمام ابویوسفؒ کا اختلاف ہے، اور انہی کے قول پر فتویٰ دیا جاتا ہے، حاوی قدسی۔"[۲]

علامہ شامیؒ اس پر لکھتے ہیں:

"ہدایہ وغیرہ میں تصریح ہے کہ یہ اِمام ابویوسفؒ کی ایک روایت ہے، جس سے ظاہر ہوتا ہے کہ اِمام ابویوسفؒ کا مشہور قول اِمام ابوحنیفہؒ ومحمدؒ کے مطابق ہے۔"

"خیر رملی کے حاشیہ میں حاوی سے جو نقل کیا ہے، وہ یہ ہے کہ اِمام ابویوسفؒ کے قول کو لیتے ہیں (لیکن ہدایہ وغیرہ کے کلام کا مفاد یہ ہے کہ اِمام ابوحنیفہؒ ومحمدؒ کا قول راجح ہے اور عام متون اسی پر ہیں۔"[۳]

فتاویٰ قاضی خان برحاشیہ عالمگیری (ج:۱ ص:۲۳۱) میں ہے:

"اور جائز ہے کہ صدقۂ فطر فقراء اہلِ ذمہ کو دیا جائے، مگر مکروہ ہے۔"[۴]

ان عبارات سے حسبِ ذیل نتائج حاصل ہوئے:

۱:... اِمامِ اعظم ابوحنیفہؒ اور اِمام محمدؒ کے نزدیک صدقۂ فطر وغیرہ ذمی کافر کو دینا جائز ہے، مگر بہتر یہ ہے کہ مسلمان کو دیا جائے، ذمی کو دینا بہتر نہیں۔

۲:... اِمام ابویوسفؒ کا مشہور قول بھی یہی ہے، مگر ان سے ایک روایت یہ ہے کہ صدقاتِ واجبہ کافر کو دینا صحیح نہیں۔

۳:... حاوی قدسی نے اِمام ابویوسفؒ کی اس روایت کو لیا ہے، مگر ہدایہ اور فقہِ حنفی کے تمام متون نے اِمام ابوحنیفہؒ ومحمدؒ ہی کے قول کو لیا ہے۔

۴:... جن حضرات نے عدمِ جواز کا فتویٰ دیا، انہوں نے غالباً حاوی قدسی کے قول پر اعتماد کیا ہے، بہشتی زیور کے متن میں بھی اسی کو لیا گیا ہے، اور بندہ نے بھی "جنگ" کی کسی گزشتہ اشاعت میں اسی کو اِختیار کیا تھا، لیکن اِمام ابوحنیفہؒ ومحمدؒ کا فتویٰ جواز کا ہے، اور حاوی قدسی کے علاوہ تمام اکابر نے اسی کو اِختیار کیا ہے، بہشتی زیور کے حاشیہ میں بھی اسی کو نقل کیا ہے، اس لئے اس ناکارہ نے اپنے پہلے مسئلہ سے رُجوع کرنا ضروری سمجھا تھا۔

---

(۱) وأما أهل الذمة فلا يجوز صرف الزكٰوة إليهم بالإتفاق ويجوز صرف صدقة التطوّع إليهم بالإتفاق واختلفوا في الصدقة الفطر والنذر والكفارات قال أبو حنيفة ومحمد رحمهما الله تعالٰى يجوز إلّا أن فقراء المسلمين أحب إلينا كذا في شرح الطحاوي. (عالمگیری ج:۱ ص:۱۸۸، كتاب الزكاة، الباب السابع في المصارف).

(۲) وجاز دفع غيرها وغير العشر والخراج إليه أي الذمي ولو واجبا كنذر وكفارة وفطرة خلافًا للثاني وبقوله يفتى حاوي القدسي. (الدر المختار مع الشامي ج:۲ ص:۳۵۱، باب المصرف).

(۳) وصرّح في الهداية وغيرها بأن هٰذا الرواية عن الثاني، وظاهر أن قوله المشهور كقولهما (قوله وبقوله يفتى) الذي في حاشية الخير الرملي عن الحاوي وبقوله نأخذ، قلت لٰكن كلام الهداية وغيرها يفيد ترجيح قولهما وعليه المتون. (شامي ج:۲ ص:۳۵۲).

(۴) ويجوز أن يعطى فقراء أهل الذمة ويكره. (فتاویٰ قاضيخان بر حاشيه عالمگيری ج:۱ ص:۲۳۱).

منّت وصدقہ

صدقہ کی تعریف اور اقسام

سوال:...صدقہ کی تعریف کیا ہے؟ اور اس کی کتنی اقسام ہیں؟

جواب:...جو مال اللہ تعالیٰ کی رضا کے لئے اللہ کی راہ میں غرباء ومساکین کو دیا جاتا ہے یا خیر کے کسی کام میں خرچ کیا جاتا ہے، اسے "صدقہ" کہتے ہیں۔[1] صدقہ کی تین قسمیں ہیں: ۱:...فرض، جیسے زکوٰۃ۔ ۲:...واجب، جیسے نذر، صدقۂ فطر اور قربانی وغیرہ۔ ۳:...نفلی صدقات، جیسے عام خیر خیرات۔

خیرات، صدقہ اور نذر میں فرق

سوال:...خیرات، صدقہ اور نذر ونیاز میں کیا فرق ہے؟

جواب:...صدقہ وخیرات تو ایک ہی چیز ہے، یعنی جو مال اللہ تعالیٰ کی خوشنودی کے لئے کسی خیر کے کام میں خرچ کیا جائے وہ صدقہ وخیرات کہلاتا ہے،[2] اور کسی کام کے ہونے پر کچھ صدقہ کرنے کی یا کسی عبادت کے بجالانے کی منّت مانی جائے تو اس کو "نذر" کہتے ہیں۔[3] "نذر" کا حکم زکوٰۃ کا حکم ہے، اس کو صرف غریب غرباء کھا سکتے ہیں، غنی نہیں کھا سکتے۔[4] "نیاز" کے معنی بھی نذر ہی کے ہیں۔

صدقہ اور منّت میں فرق

سوال:...صدقہ اور منّت میں کیا فرق ہے؟

---

(۱) الصدقة: هی العطية التی تبتغٰی بها المثوبة من الله تعالٰی۔ (قواعد الفقه ص:۳۴۸)۔ والصدقة العطية التی يراد بها المثوبة عنده تعالٰی سميت بها لأنها تظهر صدق رغبة الرجل فی تلک المثوبة۔ (حاشية الطحطاوی علی الدر المختار ج:۱ ص:۴۳۲، طبع رشيديه کوئٹه)۔

(۲) أيضًا۔

(۳) ومن نذر نذرًا مطلقًا أو معلقًا بشرط وكان من جنسه واجب .... لزم الناذر لحديث من نذر وسمی فعليه الوفاء بما سمی كصوم وصلاة وصدقة ...إلخ۔ (الدر المختار مع الرد ج:۳ ص:۷۳۵، كتاب الأيمان)۔

(۴) ولَا يجوز لهم النذور والكفارات ولَا صدقة الفطر ولَا جزاء الصيد لأنها صدقة واجبة ...إلخ۔ (الجوهرة النيرة ج:۱ ص:۱۳۳، كتاب الزكاة، باب من يجوز رفع الصدقة إليه ومن لَا يجوز)۔

جواب:... نذر اور منّت اپنے ذمہ کسی چیز کے لازم کرنے کا نام ہے،[۱] مثلاً: کوئی شخص منّت مان لے کہ میرا فلاں کام ہوجائے تو میں اتنا صدقہ کروں گا، کام ہونے پر منّت مانی ہوئی چیز واجب ہوجاتی ہے۔ اور کوئی آدمی بغیر لازم کئے اللہ کے راستے میں خیرخیرات کرے تو اس کو صدقہ کہتے ہیں، گویا منّت بھی صدقہ ہی ہے، مگر وہ صدقہ واجبہ ہے، جبکہ عام صدقات واجب نہیں ہوتے۔

نذر اور منّت کی تعریف

سوال:... نذر اور منّت کی تعریف کیا ہے؟ اور ان میں اگر کوئی فرق ہو تو واضح فرمائیں۔

جواب:... نذر کے معنی ہیں کسی شرط پر کوئی عبادت اپنے ذمہ لے لینا،[۲] مثلاً: اگر فلاں کام ہوجائے تو میں اتنے نفل پڑھوں گا، اتنے روزے رکھوں گا، بیت اللہ کا حج کروں گا، یا اتنی رقم فقراء کو دوں گا وغیرہ، اسی کو منّت بھی کہا جاتا ہے۔

منّت اور نذر کا گوشت نہ خود استعمال کرسکتا ہے، نہ کسی غنی کو دے سکتا ہے، بلکہ اس کا گوشت فقراء پر تقسیم کرنا ضروری ہے۔[۳]

منّت کی شرائط

سوال:... ہمارے مذہب میں منّت ماننا کیسا ہے؟ اور اس کے الفاظ کیا ہونے چاہئیں؟ اور کن کن صورتوں میں منّت ماننی چاہئے؟

جواب:... شرعاً منّت ماننا جائز ہے، مگر منّت ماننے کی چند شرطیں ہیں، اوّل یہ کہ منّت اللہ تعالیٰ کے نام کی مانی جائے، غیراللہ کے نام کی منّت جائز نہیں، بلکہ گناہ ہے۔[۴] دوم یہ کہ منّت صرف عبادت کے کام کی صحیح ہے، جو کام عبادت نہیں اس کی منّت بھی صحیح نہیں۔[۵] سوم یہ کہ عبادت بھی ایسی ہو کہ اس طرح کی عبادت کبھی فرض یا واجب ہوتی ہے، جیسے نماز، روزہ، حج، قربانی وغیرہ۔ ایسی عبادت کہ اس کی جنس کبھی فرض یا واجب نہیں، اس کی منّت بھی صحیح نہیں، چنانچہ قرآن خوانی کی منّت مانی ہو تو وہ لازم نہیں ہوتی۔[۶]

صرف خیال آنے سے منّت لازم نہیں ہوتی

سوال:... محترم! میری ایک دوست ہے غیرشادی شدہ، اس کی پھوپھی کی شادی کو کافی عرصہ گزر گیا، وہ ابھی تک اولاد جیسی

---

(۱) ولو جعل عليه حجة أو عمرة أو صومًا أو صلاة أو صدقة أو ما أشبه ذٰلك مما هو طاعة إن فعل كذا ففعل لزمه ذٰلك الذي جعله علٰى نفسه. (عالمگیری ج:۲ ص:۶۵، كتاب الأيمان، الباب الثاني فيما يكون يمينا وما لا يكون يمينا).

(۲) ایضاً۔

(۳) گزشتہ صفحے کا حاشیہ نمبر ۴ ملاحظہ ہو۔

(۴) (قوله باطل وحرام) بوجوه، منها أنه نذر لمخلوق والنذر للمخلوق لا يجوز لأنه عبادة والعبادة لا تكون لمخلوق. (شامی ج:۲ ص:۴۳۹، مطلب في النذر الذي يقع للأموات من أكثر العوام ...إلخ).

(۵) وفي البدائع: ومن شروطه أن يكون قربة مقصودة فلا يصح النذر بعيادة المريض والوضوء والإغتسال ...إلخ. (شامی ج:۳ ص:۷۳۵، كتاب الأيمان).

(۶) وكان من جنسه واجب أي فرض .... كصوم وصلاة وصدقة .... ولم يلزم الناذر ما ليس من جنسه فرض ...إلخ. (الدر المختار مع الرد ج:۳ ص:۷۳۵، كتاب الأيمان).

نعمت سے محروم ہیں۔ ایک دن میری دوست کے ذہن میں یہ خیال آتا ہے کہ پھوپھی یہ کہیں کہ میرے ہاں (پھوپھی کے ہاں) اولاد ہوگئی تو میں بچوں کا سامان کسی کو بھی دے دوں گی۔ اس کے بعد اس کے ذہن میں یہ خیال آتا ہے کہ یہ منّت تم نے اپنے لئے مانی ہے۔ لیکن یہ خیال آتے ہی میری دوست نے خدا سے توبہ کرلی ہے، اور اس کا ذہن اس ساری چیز کو قبول نہیں کرتا۔ میری دوست آج کل بہت پریشان ہے۔ مہربانی فرماکر مولانا صاحب! آپ یہ فرمائیں کہ اس طرح صرف ذہن میں خیال آنے سے منّت ہوجاتی ہے کہ نہیں؟ جبکہ لوگ کہتے ہیں کہ صرف خیال آنے سے منّت نہیں ہوتی۔

جواب:... صرف کسی بات کا خیال آنے سے منّت نہیں ہوتی، بلکہ زبان سے ادا کرنے کے ساتھ ہوتی ہے۔ [۱]

نابالغی کی حالت میں روزے رکھنے کی منّت مانی تو یہ بلوغت کے بعد بھی واجب نہیں

سوال:... مجھے پندرہ سال کی عمر میں روزے فرض ہوئے، میں نے تیرہ سال کی عمر میں جب مجھ پر روزے فرض نہیں ہوئے تھے، تو منّت مانی تھی کہ میری بلی کا بچہ جو گم ہوگیا تھا واپس آجائے تو دو روزے رکھوں گی۔ یہ منّت پوری ہوئی، مگر روزہ میں نے نہیں رکھا اور کہا کہ جو رکھے ہیں انہیں میں سے ہوجائے گا، اگلے رمضان میں بھی روزے فرض نہیں ہوئے، لیکن میں نے کئی روزے رکھے، لیکن روزے رکھتے ہوئے منّت کی نیت نہیں کی، اب پوچھنا یہ ہے کہ منّت کے روزے ادا ہوگئے یا دوبارہ رکھنے ہوں گے؟

جواب:... یہ منّت آپ کے ذمہ لازم نہیں۔ [۲]

نابالغی میں مانی ہوئی نذر بالغ ہونے پر بھی واجب نہیں ہوگی

سوال:... اگر نابالغ لڑکا نذر مان لے اور وہ کام بھی ہوجائے تو اس نابالغ پر نذر کا پورا کرنا لازم ہے یا نہیں؟ اگر نابالغ کی نذر شرعاً معتبر تھی، لیکن اس نے پوری نہیں کی، تو بالغ ہونے کے بعد بھی پورا کرنا ضروری ہے یا نہیں؟

جواب:... نابالغ کی نذر لازم نہیں، اور بالغ ہونے کے بعد بھی اس کا پورا کرنا ضروری نہیں۔ [۳]

نذر ماننا شرعاً کیسا ہے اور اس کی تعریف کیا ہے؟

سوال:... ایک اہم بات یہ ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا ہے کہ نذر مت مانا کرو، اس لئے کہ نذر تقدیری اُمور میں کچھ بھی نفع بخش نہیں ہے، بس اس سے اتنا ہوتا ہے کہ بخیل کا مال نکل جاتا ہے۔ حوالہ صحیح مسلم، کتاب النذر، اور صحیح بخاری،

---

(۱) واجب بالنذر بلسانه قوله بلسانه فلا يكفي لإيجابه النية. (شامي ج:۲ ص:۴۴۱، باب الإعتكاف).

(۲) عن علي رضي الله عنه قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: رفع القلم عن ثلاثة: عن النائم حتّى يستيقظ، وعن الصبيّ حتّى يبلغ، وعن المعتوه حتّى يعقل. رواه الترمذي وأبوداؤد ورواه الدارمي عن عائشة وابن ماجة عنهما. (مشكٰوة ص:۲۸۴، باب الخلع والطلاق، الفصل الثاني).

(۳) أما الذي يتعلق بالناذر فشرائط الأهلية منها العقل ومنها البلوغ فلا يصح نذر المجنون والصبي الذي لَا يعقل لأن حكم النذر وجوب المنذور به وهما ليسا من أهل الوجوب وكذا الصبي العاقل لأنه ليس من أهل وجوب الشرائع. (بدائع الصنائع ج:۵ ص:۸۱، طبع ايچ ايم سعيد).

کتاب الایمان والنذر، ان احادیث سے معلوم ہوا کہ اس قسم کی نذر لایعنی اور ممنوع ہے۔ براہِ کرم اسلامی صفحے کے آئندہ جمعہ کے ایڈیشن میں صحیح جواب شائع کرادیں، اور اگر میرے سمجھنے میں کچھ غلطی ہے، تو میری اصلاح فرمائیں۔

جواب:...نذر کے معنی ہیں کسی ایسی عبادت کو اپنے ذمہ لازم کرلینا جو اس پر لازم نہیں تھی۔ اور ''اپنے ذمہ کرلینا'' زبان کا فعل ہے، محض دِل میں خیال کرنے سے وہ چیز اس کے ذمہ لازم نہیں ہوتی، جبکہ زبان سے الفاظ ادا نہ کرے۔ یہی وجہ ہے کہ نماز کی نیت کرلینے سے نماز شروع نہیں ہوتی، جب تک تکبیرِ تحریمہ نہ کہے۔ حج وعمرہ کی نیت کرنے سے حج وعمرہ شروع نہیں ہوتے، جب تک کہ تلبیہ کے الفاظ نہ کہے۔ طلاق کا خیال دِل میں آنے سے طلاق نہیں ہوتی جب تک کہ طلاق کے الفاظ زبان سے نہ کہے۔ اور نکاح کی نیت کرنے سے نکاح نہیں ہوتا، جب تک کہ ایجاب وقبول کے الفاظ زبان سے ادا نہ کئے جائیں۔ اسی طرح نذر کا خیال دِل میں آنے سے نذر بھی نہیں ہوتی، جب تک کہ نذر کے الفاظ زبان سے نہ کہے جائیں۔ چنانچہ علامہ شامیؒ نے کتاب الصوم میں نقل کیا ہے کہ نذر زبان کا عمل ہے۔ (۱)

آپ نے قرآن پاک کی جو آیت نقل کی، اس میں فرمایا گیا کہ: ''جو تم نذر مانو'' میں بتاچکا ہوں کہ نذر کا ماننا زبان سے ہوتا ہے، اس لئے یہ آیت اس مسئلے کے خلاف نہیں۔ آپ نے جو حدیث نقل کی ہے کہ: ''اعمال کا مدار نیت پر ہے'' اس میں عمل اور نیت کو الگ الگ ذِکر کیا گیا ہے۔ جس سے معلوم ہوتا ہے کہ صرف نیت کرنے سے عمل نہیں ہوتا، بلکہ عمل میں نیت کا صحیح ہونا شرطِ قبولیت ہے۔ لہٰذا اس حدیث کی رُو سے بھی صرف نیت اور خیال سے نذر نہیں ہوگی، جب تک کہ زبان کا عمل نہ پایا جائے۔

دُوسری حدیث میں بھی دِلوں اور عملوں کو الگ الگ ذِکر کیا گیا، جس سے معلوم ہوتا ہے کہ صرف دِل کے خیال کا نام عمل نہیں، البتہ عمل کے لئے دِل کی نیت کا صحیح ہونا ضروری ہے۔ اور آپ نے جو حدیث نقل کی ہے کہ: ''نذر مت مانا کرو'' یہ حدیث صحیح ہے۔ مگر آپ نے اس سے جو نتیجہ اخذ کیا ہے کہ: ''اس قسم کی نذر لایعنی اور ممنوع ہے'' یہ نتیجہ غلط ہے۔ کیونکہ اگر حدیث شریف کا یہی مطلب ہوتا کہ نذر لایعنی اور ممنوع ہے تو شریعت میں نذر کے پورا کرنے کا حکم نہ دیا جاتا، حالانکہ تمام اکابرِ اُمت متفق ہیں کہ عباداتِ مقصودہ کی نذر صحیح ہے، اور اس کا پورا کرنا لازم ہے۔

حدیث میں نذر سے جو ممانعت کی گئی ہے، علماء نے اس کی متعدّد توجیہات کی ہیں۔ ایک یہ کہ بعض جاہل یہ سمجھتے ہیں کہ نذر مان لینے سے وہ کام ضرور ہوجاتا ہے۔ حدیث میں اس خیال کی تردید کے لئے فرمایا گیا ہے کہ نذر سے اللہ تعالیٰ کی تقدیر نہیں ٹلتی۔ دوم یہ کہ بندے کا یہ کہنا کہ اگر میرے مریض کو شفا ہوجائے تو میں اتنے روزے رکھوں گا۔ یا اتنا مال صدقہ کروں گا۔ ظاہری صورت میں اللہ تعالیٰ کے ساتھ سودے بازی ہے، اور یہ عبدیت کی شان نہیں۔ (۲)

---

(۱) واجب بالنذر بلسانه قوله بلسانه فلا يكفى لإيجابه النية. (شامى ج:۲ ص:۴۴۱، باب الإعتكاف).

(۲) لأن غير البخيل يعطى باختياره بلا واسطة النذور قال القاضى عادة الناس تعليق النذور على حصول المنافع ودفع المضار فنهى عنه فإن ذٰلك فعل البخلاء إذا السخى إذا أراد أن يتقرّب إلى الله تعالىٰ استعجل فيه وأتى به فى الحال والبخيل لَا تطاوعه نفسه بإخراج شيء من يده إلّا فى مقابلة عوض يستوفى أوّله فيلتزمه فى مقابلته .... قال ويحتمل أن يكون سببه كونه يأتى بالقربة التى التزمها فى نذره على صورة المعارضة للأمر الذى طلبه فينقص أجره وشأن العبادة أن تكون متمحضًا لله تعالىٰ اهـ. (مرقاة شرح مشكوٰة ج:۳ ص:۵۶۳ طبع بمبئى).

حلال مال صدقہ کرنے سے بلا دُور ہوتی ہے، حرام مال سے نہیں!

سوال:... علماء سے شنید ہے کہ صدقہ رَدِّ بلا ہے، صدقہ ہر مرض کا علاج ہے، کیا یہ دُرست ہے؟ کسی شخص کو سایہ کا دورہ پڑتا ہے، جادُو کی تکلیف ہے، تو کیا صدقہ کرنے سے اس کی تکلیف یا دورہ میں فرق پڑے گا؟ کسی تکلیف کے لئے صدقہ کس طرح کرنا چاہئے؟ کیا صدقہ کی منّت ماننی بھی جائز ہے؟ مثلاً: اے خدا! اگر فلاں تکلیف اتنے عرصے میں دُور ہوجائے تو میں اتنا صدقہ کروں گا، جائز ہے؟ ایک شخص کہتا ہے کہ اس کا مطلب تو یہ ہوا کہ اللہ رشوت لے کر تکلیف دُور کرتا ہے، اگر صدقہ ہر مرض کا علاج ہے، صدقہ کرنے سے تکلیف پریشانی دُور ہوتی ہے، تو پھر گنجاپن بھی ایک بیماری ہے، تو کیا صدقہ کرنے سے سر پر بال اُگ آویں گے؟ صدقہ صرف غریبوں کا حق ہے یا مسجد میں بھی دیا جاسکتا ہے؟ مہربانی فرماکر صدقے کے بارے میں مندرجہ بالا سوالات کا مفصل جواب تحریر فرمادیں، صدقے سے کون سی تکلیف بیماری دُور ہوسکتی ہے اور کس طرح کرنا چاہئے؟

جواب:... صدقہ رَدِّ بلا کا ذریعہ ہے، لیکن ''ہر مرض کا علاج ہے'' یہ میں نے نہیں سنا، جو مصائب و تکالیف اللہ تعالیٰ کی ناراضگی کی وجہ سے پیش آتی ہیں وہ صدقہ سے ٹل جاتی ہیں، کیونکہ صدقہ اللہ تعالیٰ کے غصے کو ٹھنڈا کرتا ہے۔[1] منّت ماننا جائز ہے، مگر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو پسند نہیں فرمایا،[2] اس لئے بجائے منّت ماننے کے صدقہ کرنا چاہئے۔ غریبوں اور محتاجوں کی خدمت بھی صدقہ ہے، اور مسجد کی خدمت بھی صدقہ ہے، مگر صدقہ پاک مال سے ہونا چاہئے، ناپاک اور حرام مال میں سے کیا ہوا صدقہ اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں قبول نہیں ہوتا۔[3]

غیراللہ کی نیاز کا مسئلہ

سوال:... کیا اِمام جعفر صادقؒ کی نیاز اور گیارہویں کا کھانا حرام ہے؟ کیا اللہ تعالیٰ کے علاوہ کسی غیر کی نیاز نہیں ہوتی؟

جواب:... غیراللہ کے نام جو نیاز دی جاتی ہے، اگر اس سے مقصود اس بزرگ کی رُوح کو ایصالِ ثواب ہے، یعنی اللہ تعالیٰ کی رضا کے لئے جو صدقہ کیا جائے اس کا ثواب اس بزرگ کو بخش دینا مقصود ہو، تو یہ صورت تو جائز ہے۔[4] اور اگر محض اس بزرگ کی رضا

---

(۱) وروى عن رافع بن خديج رضى الله عنه قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: الصدقة تسد سبعين بابًا من السوء. رواه الطبرانى فى الكبير. وعن أنس بن مالك رضى الله عنه قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: باكروا بالصدقة فإنّ البلاء لَا يتخطى الصّدقة. رواه البيهقى مرفوعًا وموقوفًا. (الترغيب والترهيب ج:۲ ص:۱۹). وعن أنس رضى الله عنه قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: إن الصدقة لتطفئ غضب الرب وتدفع ميتة السوء. رواه الترمذى. (مشكوٰة ص:۱۶۸).

(۲) عن أبى هريرة وابن عمر رضى الله عنهما قالَا: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: لَا تنذروا فإن النذر لَا يغنى من القدر شيئًا وانما يستخرج به من البخيل. متفق عليه. (مشكوٰة ص:۲۹۷، باب فى النذور، الفصل الأوّل).

(۳) عن أبى هريرة رضى الله عنه قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: إن الله طيّب لَا يقبل إلّا طيّبًا ...إلخ. (مشكوٰة ص:۲۴۱، كتاب البيوع، باب الكسب وطلب الحلال، الفصل الأوّل).

(۴) صرّح علماؤنا فى باب الحج عن الغير بأن للإنسان أن يجعل ثواب عمله لغيره صلاة أو صومًا أو صدقة أو غيرها كذا فى الهداية. (شامى ج:۲ ص:۲۴۳، مطلب فى القراءة للميت واهداء ثوابها له).

حاصل کرنے کے لئے اس کے نام کی نذر نیاز دی جائے تاکہ وہ خوش ہوکر ہمارے کام بنائے، تو یہ ناجائز اور شرک ہے۔[1]

غیراللہ کی منّت ماننا جائز نہیں

سوال:... اکثر لوگ معمولی باتوں پر بھی منتیں مان لیتے ہیں، اور اپنے مسائل اولیاء اور انبیاء کے سپرد کردیتے ہیں، کیا ایسا کرنا گناہ کا باعث تو نہیں؟ کیونکہ اللہ تعالیٰ کے سوا کسی کی منّت نہیں ماننی چاہئے، اور منّت ماننا کسی ولی کو لالچ دینے کے مترادف تو نہیں، مثلاً: منّت میں کہا جاتا ہے کہ اگر فلاں کام پورا ہوا تو یہ کریں گے، وہ کریں گے، وغیرہ وغیرہ۔

جواب:... غیراللہ کی منّت ماننا گناہ اور شرک ہے، اس سے توبہ کرنی چاہئے، اور اللہ تعالیٰ کے نام کی منّت ماننا جائز ہے۔[2]

بکری کسی زندہ یا وفات شدہ کے نام کرنا

سوال:... کیا یہ صحیح ہے کہ ایک بکری کسی زندہ یا وفات شدہ کے نام کردیں اور پھر اس کو ذبح کریں تو اس کا کھانا جائز ہے؟ یا ایسا کہے کہ میرا یہ فلاں کام ہوگیا تو میں یہ بکری اس ولی اللہ کے نام پر ذبح کروں گا؟

جواب:... بکری کسی بزرگ کے نام کردینے سے اگر یہ مراد ہے کہ اس صدقے کا ثواب اس بزرگ کو پہنچے تو ٹھیک ہے، اور اس بکری کا گوشت حلال ہے، جبکہ وہ اللہ تعالیٰ کے نام پر ذبح کی گئی ہو۔[3] اور اگر اس بزرگ کے نام چڑھاوا مقصود ہے تو یہ شرک ہے، اور وہ بکری حرام ہے، اِلَّا یہ کہ نذر ماننے والا اپنے فعل سے توبہ کرکے اپنی نذر سے باز آجائے۔[4]

خاتونِ جنت کی کہانی من گھڑت ہے اور اس کی منّت ناجائز

سوال:... اگر کوئی خاتون یہ منّت مانے کہ اگر میرا فلاں کام پورا ہوجائے تو خاتونِ جنت کی کہانی سنوں گی۔ میں نے بھی تین سو دفعہ خاتونِ جنت کی کہانی سننے کی منّت مان رکھی ہے، لیکن تین سو دفعہ سننا دُشوار ہورہا ہے، آپ کوئی حل بتلائیں۔

جواب:... خاتونِ جنت کی کہانی من گھڑت ہے، نہ اس کی منّت دُرست ہے، نہ اس کا پورا کرنا جائز، آپ اس منّت سے

---

(۱) واعلم أن النذر الذی یقع للأموات من أکثر العوام وما یؤخذ من الدراهم والشمع ونحوهما إلٰی ضرائح الأولیاء الکرام تقربا فهو بالإجماع باطل وحرام۔ ما لم یقصدوا صرفها لفقراء الأنام۔ وفی رد المحتار: قوله باطل وحرام بوجوه منها أنه نذر لمخلوق والنذر للمخلوق لَا یجوز لأنه عبادة والعبادة لَا تکون لمخلوق، ومنها أن المنذور له میت والمیت لَا یملک ومنها أنه إن ظن أن المیت یتصرف فی الأمور دون الله تعالٰی واعتقاده ذٰلک کفر۔ (الدر المختار مع الرد المحتار ج:۲ ص:۴۳۹)۔

(۲) واعلم أن النذر الذی یقع للأموات من أکثر العوام وما یؤخذ من الدراهم والشمع والزیت ونحوهما إلٰی ضرائح الأولیاء الکرام تقربا إلیهم فهو بالإجماع باطل وحرام۔ وفی الشرح: بوجوه منها أنه نذر لمخلوق والنذر للمخلوق لَا یجوز لأنه عبادة والعبادة لَا تکون لمخلوق۔ (الدر المختار مع الرد المحتار ج:۲ ص:۴۳۹، فصل فی العوارض المبیحة لعدم الصوم)۔

(۳) اللّٰهم إلّا إن قال یا الله إنی نذرت لک إن شفیت مریضی أو رددت غائبی أو قضیت حاجتی أن أطعم الفقراء الذین بباب السیدة نفیسة أو الإمام الشافعی أو الإمام اللیث أو أشتری حصر المساجد أو زیتًا لوقودها أو دراهم لمن یقوم بشعائرها إلٰی غیر ذٰلک مما یکون فیه نفع للفقراء والنذر لله عزّ وجلّ۔ (رد المحتار ج:۲ ص:۴۳۹، فصل فی العوارض المبیحة لعدم الصوم)۔

(۴) ایضاً حاشیہ نمبر۱ ملاحظہ ہو۔

توبہ کریں، اس کے پورا نہ کرنے کی وجہ سے پریشان نہ ہوں۔ (۱)

نہ تو مزار پر سلامی کی منّت ماننا جائز ہے اور نہ اس کا پورا کرنا

سوال:... میری والدہ نے نیت کی تھی کہ میری شادی ہوجائے گی تو وہ مجھے اور میری دُلہن کو لے کر لال شہباز قلندر کے مزار پر سلامی کے لئے جائیں گی، اب شادی ہوگئی ہے، لیکن میں خواتین کے مزار پر جانے کا مخالف ہوں، شریعت کی رُو سے مجھے کیا کرنا چاہئے؟

جواب:... ایسی منّت ماننا صحیح نہیں، اور اس کا پورا کرنا بھی دُرست نہیں، اس لئے آپ سلامی دینے کے لئے اپنی بیوی کو مزار پر لے کر ہرگز نہ جائیں۔ (۲)

قرآن مجید کی ہر سطر پر اُنگلی رکھ کر ''بسم اللہ الرحمٰن الرحیم'' پڑھنے کی منّت ماننا

سوال:... بسم اللہ کا قرآن ختم کرنا کیسا ہے؟ جس میں قرآن مجید کی ہر سطر پر اُنگلی پھیر کر ''بسم اللہ الرحمٰن الرحیم'' پڑھی جاتی ہے، کیا یہ قرآن مجید کی بے حرمتی نہیں کہ قرآن پاک میں لکھا کچھ ہے اور ہم پڑھ بسم اللہ رہے ہیں، لوگ اکثر یہ منّت مانتے ہیں کہ میرا فلاں کام ہوجائے تو میں بسم اللہ کا قرآن ختم کروں گا۔

جواب:... بسم اللہ شریف کے ساتھ ختم کرنے کی جو صورت سوال میں لکھی ہے، یہ طریقہ صحیح نہیں، اور اس کی نذر ماننا باطل ہے۔ (۳)

بیماری سے تندرستی کے لئے منّت کا ماننا

سوال:... میں ایک حادثے میں جل گیا تھا، اور جب میری بیوی کو اس کی اِطلاع ملی تو انہوں نے منّت مانی، میرے شوہر خیریت سے گھر آجائیں گے تو ایک عدد نیا قرآن شریف مسجد میں رکھواؤں گی۔ اور ۴۱ مرتبہ یٰسین شریف پڑھواؤں گی۔ اور جب میں اسپتال سے گھر خیریت سے آیا تو میری بیوی نے مجھے منّت کا بتایا، اور جب میں نے اپنے بزرگوں کے سامنے منّت کا مسئلہ رکھا تو انہوں نے کہا کہ مرنے کے بعد مرحوم کے اِیصالِ ثواب کے لئے تو قرآن شریف مسجد میں رکھوایا جاتا ہے، پہلے نہیں۔ مجھے یہ معلوم کرنا ہے کہ آیا میں قرآن شریف مسجد میں رکھوادوں یا پھر اس کا کفارہ ادا کروں؟ اگر کفارہ ہوگا تو کتنا ہوگا؟ کیا میں ۴۱ مرتبہ یٰسین شریف پڑھوادوں؟ اس میں کوئی حرج تو نہیں؟

---

(۱) وفي البحر شرائطه خمس فزاد أن لا يكون معصية لذاته إلخ قال في الفتح وأما كون المنذور معصية يمنع انعقاد النذر فيجب أن يكون معناه إذا كان حرامًا لعينه أو ليس فيه جهة قربة. (شامي ج:۳ ص:۷۳۶، مطلب في أحكام النذر).

(۲) ایضاً حوالہ بالا۔

(۳) وفي القياس لا يلزمه شيء لأنه التزم ما ليس بقربة واجبة ولا مقصودة في الأصل. (هداية ج:۲ ص:۵۰۲، باب اليمين في الحج والصلاة والصوم)، وفي البدائع: ومن شروطه أن يكون قربة مقصودة فلا يصح النذر بعيادة المريض وتشييع الجنازة والوضوء والإغتسال ودخول المسجد ومس المصحف ...إلخ. (رد المحتار ج:۳ ص:۷۳۵، كتاب الأيمان).

جواب:... مسجد میں قرآن مجید رکھوانا تو منّت کی وجہ سے لازم ہے۔[۱] اور یہ تصوّر غلط ہے کہ قرآن مجید صرف مردے کے لئے رکھوایا جاتا ہے۔ سورۂ یٰسین پڑھوانے کی منّت لازم نہیں، ہاں اگر خود پڑھنے کی منّت ہوتی تو پڑھنا لازم ہوتا،[۲] تاہم اگر پڑھوادے تو اچھا ہے۔

ملازمت کی نذر مانی ہو تو کیا انشورنس کی ملازمت ملنے پر واجب ہوجائے گی؟

سوال:... اگر ایک شخص نے کسی بھی جگہ ملازمت ملنے کے بارے میں نذر مانی ہو تو آیا اس ملازم کو انشورنس کمپنی کی ملازمت ملنے پر وہ نذر واجب ہوجائے گی یا نہیں؟

جواب:... نذر تو واجب ہوگی،[۳] لیکن حلال مال سے ادا کرے،[۴] واللہ اعلم!

اگر ۹، ۱۰ محرم کو جوتا نہ پہننے کی منّت مانی تو کیا دُرست ہوگی؟

سوال:... مسئلہ یہ ہے کہ میرے دوست نے منّت مانی تھی کہ اگر اللہ تعالیٰ میرا فلاں کام کرادے تو میں ساری زندگی جب تک میں زندہ رہا، تب تک ۹ اور ۱۰ محرم الحرام کو جوتے، چپل نہیں پہنوں گا، اور یہ دو دِن ننگے پیر رہوں گا، آیا اس کی یہ منّت دُرست ہے یا نہیں؟

جواب:... یہ منّت دُرست نہیں، اور اس کا پورا کرنا بھی ضروری نہیں۔[۵]

سوال:... مذکورہ بالا سوال کی روشنی میں ایک حل طلب سوال یہ ہے کہ اسے دیکھتے ہوئے میں نے بھی منّت مانی کہ اگر اللہ میرے فلاں فلاں کام کرادے، یا فلاں فلاں چیزیں مجھے مل جائیں تو میں اِن شاء اللہ اس سال محرم الحرام کی ۹ اور ۱۰ تاریخ کو بغیر چپل رہوں گا اور اللہ تعالیٰ نے میری دُعا سن لی، میں نے محرم الحرام کی ۹ اور ۱۰ تاریخ کو بغیر چپل پہنے دِن گزارے اور اس سال میں نے منّت مانی کہ اگر اللہ تعالیٰ میرا یہ کام کرادے تو میں ساری زندگی جب تک زندہ رہوں گا تب تک محرم الحرام کی ۹ اور ۱۰ تاریخ کو بغیر چپل پہنے ہوئے دِن گزاروں گا۔ اب مسئلہ یہ ہے کہ مجھے بہت سے لوگوں نے اس طرف توجہ دِلائی کہ یہ منّت ماننا جائز نہیں۔ اب آپ بتائیں کہ میرے لئے کیا حکم ہے؟ اور کیا اس منّت کا پورا کرنا ضروری ہے؟

---

(۱) ومن نذرا نذرا مطلقًا .... لزم الناذر .... كصوم وصلاة وصدقة ووقف ...إلخ. (الدر المختار ج:۳ ص:۷۳۵، كتاب الأيمان).

(۲) قوله لم يلزمه وكذا لو نذر قراءة القرآن، قلت وهو مشكل فإن القرائة عبادة مقصودة ومن جنسها واجب وكذا الطواف فإنه عبادة مقصودة أيضًا. (رد المحتار ج:۳ ص:۷۳۸، كتاب الأيمان).

(۳) وإن علق النذر بشرط فوجد الشرط فعليه الوفاء بنفس النذر لإطلاق الحديث. (فتح القدير ج:۴ ص:۲۷، طبع دار صادر بيروت، كتاب الأيمان، فصل في الكفارة).

(۴) عن أبي هريرة رضي الله عنه قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: إن الله طيّب لا يقبل إلّا طيّبًا ...إلخ. (مشكوة ص:۲۴۱، كتاب البيوع، باب الكسب وطلب الحلال، الفصل الأوّل).

(۵) وفي القياس لا يلزمه شيء لأنه التزم ما ليس بقربة مقصودة ولا مقصودة في الأصل. (هداية ج:۲ ص:۵۰۲).

جواب:... اُوپر لکھ چکا ہوں کہ یہ منّت دُرست نہیں، اور اس کا پورا کرنا بھی ضروری نہیں۔ [۱]

صحت کے لئے اللہ سے منّت ماننا جائز ہے

سوال:... اگر بیماری سے شفا کے لئے منّت اللہ سے مانی جائے، تو کیا یہ دُرست و جائز ہے؟ کیا یہ اللہ سے شرط کرنا نہیں ہوگا؟

جواب:... صحت کے لئے منّت ماننا جائز ہے، [۲] مگر اس سے بہتر یہ ہے کہ بغیر منّت کے صدقہ و خیرات کی جائے اور اللہ تعالیٰ سے صحت کی دُعا کی جائے۔

پرائی لکڑیوں سے پکی ہوئی چیز جائز نہیں

سوال:... ہم نے اللہ کے نام پر کچھ پکا کر تقسیم کرنے کا ارادہ کیا، اور وہ اللہ کے حکم سے پورا ہوگیا، پکانے کے دوران لکڑی کی کمی ہوگئی، اور کسی پریشانی یا کسی وجہ سے لکڑی نہ مل سکی، تو ہم نے کسی گراؤنڈ سے تھوڑی سی لکڑی اُٹھالی، کام پورا ہوگیا، لکڑی کے مالک کو ڈھونڈنا پریشان کن تھا، اس لئے لکڑی کے وزن کے مطابق جو رقم بنتی تھی وہ خیرات کردی، کیا یہ چیز جو تقسیم کی گئی وہ حرام ہوگئی؟

جواب:... اللہ کے نام پر جو چیز دینی ہو اتنی رقم چپکے سے کسی مستحق کو دے دینی چاہئے، پکا کر کھلانا کوئی ضروری نہیں۔ [۳] اور پرائی لکڑی اُٹھا کر اللہ کے نام کی چیز پکانا جائز نہیں۔ [۴] جس کی لکڑیاں تھیں اس کو تلاش کرکے ان لکڑیوں کی قیمت ادا کی جائے، یا اس سے معافی مانگی جائے۔ [۵]

حرام مال سے صدقہ ناجائز اور موجبِ وبال ہے

سوال:... بہت سے لوگوں کو دیکھا ہے کہ وہ رشوت، سود، ناجائز تجارت، حرام کاروبار وغیرہ سے روپیہ جمع کرتے ہیں اور پھر اس سے صدقہ و خیرات کرتے ہیں، اور حج بھی کرتے ہیں۔ پوچھنا یہ ہے کہ حرام روپیہ تو کمانا گناہ ہے، پھر اس روپے سے صدقہ وغیرہ جائز ہے؟

جواب:... مالِ حرام سے صدقہ قبول نہیں ہوتا، بلکہ اُلٹا موجبِ وبال ہے، حدیث شریف میں ہے کہ:

---

(۱) گزشتہ صفحے کا حاشیہ نمبر ۵ ملاحظہ ہو۔

(۲) وقد روی عن محمد رحمه الله تعالیٰ قال: إن علق النذر بشرط يريد كونه كقوله إن شفى الله مريضى أو رَدّ غائبى .... يلزمه عين ما سمى۔ (عالمگیری ج:۲ ص:۶۵، كتاب الأيمان، الباب الثانى فيما يكون يمينًا وما لَا يكون يمينًا، الفصل الثانى، طبع رشيديه)۔

(۳) وجاز دفع القيمة فى زكٰوة وعشر وخراج وفطرة ونذر ...إلخ۔ (الدر المختار مع الرد ج:۲ ص:۲۸۵)۔

(۴) عن أبى حرة الرقاشى عن عمه قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: ألَا لَا تظلموا! ألَا لَا يحل مال امرءٍ إلّا بطيب نفس منه۔ رواه البيهقى۔ (مشكٰوة ص:۲۵۵، باب الغصب والعارية، الفصل الثانى)۔

(۵) وقسم يحتاج إلى التراد وهو حق الآدمى والقرار ما فى الدنيا بالإستحلال أو رد العين أو بدله۔ (مرقاة المفاتيح، باب الكبائر ج:۱ ص:۱۰۲)۔

''اللہ تعالیٰ پاک ہیں اور پاک ہی چیز کو قبول کرتے ہیں۔''[1]

حرام اور ناجائز مال کا صدقہ کرنے کی مثال ایسی ہے کہ کوئی شخص گندگی کا ٹوکرا کسی بادشاہ کو ہدیہ کے طور پیش کرے، ظاہر ہے کہ اس سے بادشاہ خوش نہیں ہوگا، اُلٹا ناراض ہوگا۔

''ایک ہاتھ سے صدقہ دیا جائے تو دُوسرے ہاتھ کو پتا نہ چلے'' کا مطلب

سوال:...صدقے کے بارے میں علمائے کرام سے سنا ہے کہ اس طرح دیا جائے کہ دُوسرے ہاتھ کو علم نہ ہو۔ ''دُوسرے ہاتھ'' سے مراد، دُوسرا آدمی ہے، کیا اگر ایک آدمی صدقہ دینا چاہتا ہے اور وہ خود باہر کے ملک میں کاروبار کر رہا ہے، جس آدمی کو صدقہ دینا چاہتا ہے اس کا کوئی ایڈریس نہیں ہے، (بیوہ عورت ہے) وہ کس طرح اس کو دے گا؟ اگر صدقے کی رقم اپنی بیوی کے ذریعے دینا چاہے تو کیا اس صدقے میں کوئی حرج تو نہیں؟ جبکہ بیوی خاوند کے حقوق مساوی ہیں، اس طرح صدقہ ہوجائے گا یا نہیں؟ اس کا متبادل حل بتائیں۔

جواب:...جو صورت آپ نے لکھی ہے، اس کے مطابق بیوی کے ذریعے صدقہ دینے میں کوئی حرج نہیں، ''ایک ہاتھ سے دیا جائے تو دُوسرے ہاتھ کو پتا نہ چلے'' سے مقصود یہ ہے کہ نمود و نمائش اور ریاکاری نہیں ہونی چاہئے۔[2] اور گھر کے معتمد علیہ فرد کے ذریعے صدقہ دینا ریاکاری نہیں۔

صدقے میں بہت سی قیود لگانا دُرست نہیں

سوال:...کیا صدقے میں کالا مرغا یا کسی رنگ و نسل کا مرغا دینا جائز ہے؟ اس کی شرعی حیثیت کیا ہے؟

جواب:...جو چیز رضائے الٰہی کے لئے فی سبیل اللہ دی جائے وہ صدقہ کہلاتی ہے، نفلی صدقہ کم یا زیادہ اپنی توفیق کے مطابق آدمی کرسکتا ہے، صدقے سے بلائیں دُور ہوجاتی ہیں۔[3] صدقے میں بکرے یا مرغ کا ذبح کرنا کوئی شرط نہیں اور نہ کسی رنگ و نسل کی قید ہے، بعض لوگ جو اس قسم کی قیود لگاتے ہیں وہ اکثر بددِین ہوتے ہیں۔

---

(۱) عن أبی هریرة رضی الله عنه قال: قال رسول الله صلی الله علیه وسلم: إن الله طیّب لَا یقبل إلّا طیّبًا ...إلخ۔ (مشکٰوة ص: ۲۴۱، کتاب البیوع، باب الکسب وطلب الحلال، الفصل الأوّل)۔

(۲) عن أنس رضی الله عنه قال: قال رسول الله صلی الله علیه وسلم .... قال: نعم ابن آدم تصدّق صدقة بیمینه یخفیها من شماله۔ رواه الترمذی۔ (مشکٰوة ص: ۱۷۰)۔ وفی شرح المشکٰوة: حیث منعها عن إظهار الصدقة إیثار للسمعة وحبا للثناء أو باعتبار أنه قهر الشیطان أو باعتبار أنه حصل رضا الرحمٰن۔ (مرقاه المفاتیح، باب فضل الصدقة ج:۲ ص:۳۸۴)۔

(۳) عن علی رضی الله عنه قال: قال رسول الله صلی الله علیه وسلم: بادروا بالصدقة فإن البلاء لَا یتخطاها۔ رواه رزین۔ (مشکٰوة ص:۱۶۷، باب الإنفاق وکراهیة الإمساک، الفصل الثالث)۔

منّت کو پورا کرنا ضروری ہے، اور اس کے مستحق غریب لوگ اور مدرسہ کے طالب علم ہیں

سوال:... میری والدہ صاحبہ نے میری نوکری کے سلسلے میں منّت مانی تھی کہ اگر میرے بیٹے کو مطلوبہ جگہ نوکری مل گئی تو میں اللہ کے نام پر قربانی کروں گی، الحمدللہ نوکری مل گئی، خدا کا شکر ہے۔ لیکن کافی عرصہ گزر گیا، ابھی تک منّت پوری نہیں کی، اس میں سستی اور دیر ضرور ہوئی ہے، لیکن اس میں ہماری نیت میں کوئی فتور نہیں، صرف یہ مطلوب ہے کہ اس کا طریقۂ کار کیا ہو جو صحیح اور عین اسلامی ہو۔ اس میں اختلافِ رائے یہ ہے کہ جس جانور کی قربانی کی جائے اس کا گوشت رشتہ داروں، گھر کے افراد کے لئے ناجائز ہے، یہ پورا کا پورا غریب و مسکین یا کسی دارالعلوم یا مدرسہ کو دے دینا چاہئے۔

جواب:... آپ کی والدہ کے ذمہ قربانی کے دنوں میں قربانی واجب ہے،[1] اور اس گوشت کا فقراء پر تقسیم کرنا لازمی ہے۔ منّت کی چیز غنی اور مال دار لوگ نہیں کھا سکتے، جس طرح کہ زکوٰۃ اور صدقۂ فطر مال داروں کے لئے حلال نہیں۔[2]

کسی کام کی منّت مان کر اُس کام کو روک دیا تو منّت لازم نہیں ہوتی

سوال:... اگر کوئی منّت مانے کہ اس کا کام ہوجائے، لیکن اس کا کام نہ ہو، پھر وہ اسی کام کے پورا ہونے کے لئے ایک عمل کرے اور عمل کے لئے بھی منّت مانے، لیکن وہ عمل کسی وجہ سے روکنا پڑے، کیا ایسی صورت میں منّت پوری کرنا واجب ہے؟

جواب:... کام ہوجائے تو منّت کا پورا کرنا لازم ہے، ورنہ نہیں۔[3]

سوال:... پھر یہی عمل وہ اِضافی کام کے ساتھ کرے لیکن عمل مکمل ہونے کے بعد بھی اس کا کام نہ ہو تو کیا اس صورت میں منّت پوری کرنا واجب ہے؟

جواب:... کام نہ ہو تو منّت واجب نہیں۔[4]

سوال:... جس پہلے کام کے لئے عمل کیا جارہا تھا، اگر اس کام کو پورا کرنے کے لئے پہلے عمل کو چھوڑ کر کوئی دُوسرا عمل رُوحانی یا دُوسرا طریقہ شروع کردیا جائے اور اس دُوسرے طریقے سے کام ہوجائے تو کیا منّت پوری کرنا واجب ہے؟

---

(۱) فی الدر المختار: من نذر وسمّٰی فعلیه الوفاء بما سمّٰی ...إلخ۔ وفی شرحه: والمراد أنه یلزمه الوفاء بأصل القربة التی التزمها۔ (شامی ج:۳ ص:۷۳۵، مطلب فی أحکام النذر)۔

(۲) فی الدر المختار: مصرف الزکٰوة .... هو الفقیر ...إلخ۔ وفی رد المحتار: وهو مصرف أیضًا لصدقة الفطر والکفارة والنذر وغیر ذٰلک من الصدقات الواجبة کما فی القهستانی۔ (شامی ج:۲ ص:۳۳۹، باب المصرف)۔

(۳) إذا نذر شیئًا من القربات لزمه الوفاء به لقوله تعالٰی: ولیوفوا نذورهم، وقوله صلی الله علیه وسلم: من نذر أن یطیع الله فلیطعه ومن نذر أن یعصی الله فلا یعصه۔ رواه البخاری۔ والإجماع علٰی وجوب الإیفاء به وبه استدل القائلون بإفتراضه۔ (حاشیة طحطاوی علٰی مراقی الفلاح ص:۳۷۸)۔

(۴) ایضاً حوالہ بالا۔

جواب:... کام ہوجائے تو منّت پوری کرنا ضروری ہے۔[1]

سوال:... کام سے پہلے بہت ساری منّتیں مانی تھیں، کیا ان سب کا پورا کرنا لازم ہے؟

جواب:... کام ہونے پر منّت کا پورا کرنا ضروری ہے، البتہ اگر میعاد مقرّر کردی تھی اور اس میعاد میں کام نہیں ہوا تو منّت لازم نہیں ہوئی۔[2]

کام ہونے کے لئے جس چیز کی منّت مانی تھی وہ بھول گئی تو کیا کرے؟

سوال:... میں نے منّت مانی تھی کہ اگر میری مراد پوری ہوگئی تو میں روزے رکھوں گا اور صدقہ دوں گا وغیرہ۔ اس سلسلے میں پوچھنا یہ ہے کہ مجھے صحیح طرح یاد نہیں ہے کہ میں نے کتنے روزوں کی منّت مانی تھی اور صدقے میں کیا دینا ہے؟ تو کیا میں دوبارہ کسی چیز کی نیت کرسکتا ہوں (یعنی صدقہ وغیرہ یا نفل نماز یا روزے وغیرہ کی تعداد یا پیسوں کی مقدار دوبارہ معین کرسکتا ہوں کہ نہیں؟) یہ واضح رہے کہ ابھی میری مراد پوری نہیں ہوئی، میں چاہتا ہوں کہ جو بھی منّت مانوں، اسے پورا کروں، اس لئے لکھ کر اپنے پاس رکھ لوں تاکہ یاد رہ سکے، یا پھر مجھے پہلے والی منّت پوری کرنی ہوگی؟

جواب:... جس کام کے لئے آپ نے منّت مانی تھی اگر وہ پورا نہیں ہوا تو منّت لازم نہیں ہوتی، اگر آپ نے یوں کہا تھا کہ اتنے روزے رکھوں گا یا اتنا صدقہ دوں گا، تب تو کام پورا ہوجانے کی صورت میں آپ کو اتنے ہی روزے رکھنے ہوں گے اور صدقہ دینا ہوگا۔[3] اور اگر یاد نہیں تو غور و فکر کے بعد جو مقدار ذہن میں آئے اس کو پورا کرنا ہوگا، اور اگر یوں کہا تھا کہ کچھ روزے رکھوں گا یا کچھ صدقہ دوں گا، تو اب اس کا تعین کرسکتے ہیں۔

اگر صدقہ کی امانت گم ہوگئی تو اس کا ادا کرنا لازم نہیں

سوال:... کچھ دن پہلے میری بڑی بہن (غیر شادی شدہ) نے مجھے چار سو روپے بکرا صدقہ کرنے کے لئے دیئے، اور ساتھ ہی یہ نصیحت کی کہ یہ روپے تمہارے روپوں میں شامل نہ ہوں۔ میں نے یہ روپے الگ رکھنے کی غرض سے موڑ کر جیب میں رکھ لئے کہ صبح بکرا صدقہ کروادوں گا۔ لیکن اتفاق سے یہ روپے اسی رات کو میری جیب سے کہیں نکل گئے، میرے اندازے سے یہ روپے موٹر سائیکل پر جاتے ہوئے جیب میں الگ ہونے کی وجہ سے نکل کر کہیں اُڑ گئے ہیں۔ اس طرح میری بہن نے جو رقم صدقے کے لئے نکالی تھی، وہ اس مقصد کے لئے استعمال نہ ہوئی۔ آپ سے یہ پوچھنا ہے کہ ایسی صورت میں صدقہ ہوگیا یا نہیں جبکہ نیت بالکل صاف تھی؟ اور

---

(۱) فإن نذر مكلف نذرًا بشيء مما يصح نذره وكان مطلقًا غير مقيد بوجود شيء كقوله: لله عليَّ أو نذر لله عليَّ صلاة ركعتين أو معلقًا بشرط يريد كونه كقوله: إن رزقني الله غلامًا فعليَّ إطعام عشرة مساكين ووجد الشرط لزمه الوفاء به. (حاشية طحطاوي على مراقي الفلاح ص: ۳۷۹، باب ما يلزم الوفاء به).

(۲) ایضاً۔

(۳) ومن نذر نذرًا مطلقًا أو معلقًا بشرط .... ووجه الشرط المعلق به لزم الناذر الحديث من نذر وسمّى فعليه الوفاء بما سمّى. (الدر المختار مع الرد ج: ۳ ص: ۷۳۵، كتاب الأيمان، طبع سعيد).

حدیث میں بھی ہے کہ اللہ تعالیٰ تمہاری نیتوں کو دیکھتا ہے۔ اگر میں چاہوں تو اپنی جیب خرچ سے پیسے بچا کر اتنی ہی رقم دوبارہ جمع کر کے صدقہ کرسکتا ہوں۔ برائے مہربانی میری اس سلسلے میں رہنمائی فرمائیں کیونکہ جس دن سے روپے کھوئے ہیں، میں شدید ذہنی اُلجھن کا شکار ہوں۔

جواب:... آپ کے ذمہ ان پیسوں کا ادا کرنا لازم نہیں۔[1] اگر آپ کی بہن نے نفلی صدقے کے لئے دیئے تھے تو ان کے ذمہ کچھ لازم نہیں، اور اگر نذر مانی تھی تو ان کے ذمہ اس نذر کا پورا کرنا لازم ہے۔[2]

شیرینی کی منّت مانی ہو تو اتنی رقم بھی خرچ کرسکتے ہیں

سوال:... میں نے ایک مشکل وقت خدا کے حضور کامیابی کے لئے مبلغ گیارہ روپے کی شیرینی مانی تھی، اب میں وہ رقم مسجد کی تعمیر میں خرچ کرنا چاہتا ہوں، آیا دُرست ہے یا مجھے مٹھائی وغیرہ لے کر تقسیم کرنی پڑے گی؟

جواب:... کسی محتاج کو اتنی رقم دے دی جائے۔[3]

میّت کے ثواب کے لئے کیا ہوا صدقہ مسجد میں استعمال کرنا

سوال:... ہمارے علاقے میں اگر میّت ہوجائے تو اس کے پیچھے جو صدقہ دیا جاتا ہے وہ مسجد میں استعمال کرتے ہیں، کیا ایسا کرنا جائز ہے یا نہیں؟ ہم اس صدقے کو ضروریاتِ مسجد میں صرف کرسکتے ہیں؟

جواب:... اگر میّت نے مسجد میں خرچ کرنے کی وصیت کی ہو یا اس کے وارث (بشرطیکہ وہ عاقل بالغ ہوں) خود میّت کی طرف سے مسجد میں خرچ کرتے ہیں تو یہ صحیح ہے، اور صدقۂ جاریہ میں شمولیت ہے۔[4]

منّت پوری کرنا کام ہونے کے بعد ضروری ہے نہ کہ پہلے

سوال:... اگر کوئی شخص منّت مانے کہ میرا فلاں کام ہوگیا تو میں روزہ رکھوں گا یا نفل وغیرہ پڑھوں گا، تو وہ شخص یہ کام منّت پوری ہونے سے پہلے کرے یا بعد میں کرے؟

جواب:... اللہ تعالیٰ کے نام کی منّت ماننا جائز ہے، اور کام ہونے کے بعد منّت کا پورا کرنا لازم ہوتا ہے، پہلے نہیں۔ اور کام

---

(۱) قال في المنح: إن الأمانة علم لما هو غير مضمون، فشمل جميع الصور التي لا ضمان فيها كالعارية والمستأجرة ...إلخ. (ردالمحتار ج:۵ ص:۶۶۲، كتاب الإيداع، طبع ايچ ايم سعيد).

(۲) گزشتہ صفحے کا حاشیہ نمبر ۳ دیکھیں۔

(۳) گزشتہ صفحے کا حاشیہ نمبر ۱ ملاحظہ ہو۔

(۴) بوصيته من الثلث .... وإن لم يوص وتبرع وليه به جاز إن شاء الله ويكون الثواب للولي ...إلخ. (الدر المختار مع الرد ج:۲ ص:۴۲۴، فصل في العوارض المبيحة لعدم الصوم).

کے پورا ہونے سے پہلے اس منّت کا ادا کرنا بھی صحیح نہیں، پس اگر منّت کا روزہ پہلے رکھ لیا اور کام بعد میں پورا ہوا تو کام ہونے کے بعد روزہ دوبارہ رکھنا لازم ہوگا۔ [۱]

منّت کا ایک ہی روزہ رکھنا ہوگا یا دو؟

سوال:... کسی آدمی نے منّت مانی تھی کہ میرا فلاں کام پورا ہوگیا تو میں ہر سال محرّم کے مہینے میں یا کسی اور مہینے میں ایک روزہ رکھوں گا، اس کی منّت پوری ہوگئی، روزہ تو ہر سال اپنے مقرّرہ مہینے میں رکھتا ہے، مگر بعض لوگوں کا کہنا ہے کہ منّت کا روزہ اکیلا ایک نہیں رکھا جاتا، دو لگاتار رکھے۔ برائے مہربانی اس سلسلے میں از رُوئے شریعت روشنی ڈالیں تاکہ شک دُور ہو، اگر دو روزے لگاتار رکھنے تھے تو گزشتہ جتنے سالوں کے روزے رکھے ہوں ان کا کفارہ کس طرح ادا کیا جائے؟

جواب:... اگر ایک ہی روزے کی منّت مانی تھی تو ایک روزہ واجب ہے،[۲] دُوسرا مستحب، اس کی قضا رکھنے کی ضرورت نہیں۔

منّت میں تاخیر کرنا بُرا ہے

سوال:... میں نے ایک دو مہینے پہلے دو روزوں کی منّت مانی تھی، جو کہ میں اب تک مختلف مصروفیات کی وجہ سے نہ رکھ سکی ہوں۔ آپ سے اِلتجا ہے کہ مجھے یہ بتائیے کہ اگر میں روزے اب رکھ لوں تو مجھے کوئی گناہ نہیں ہوگا؟

جواب:... جہاں تک ممکن ہو، ان کو جلدی رکھ لیجئے، ان میں تاخیر کرنا بُرا ہے۔ [۳]

روزوں کی منّت پوری کرنا ضروری ہے

سوال:... مولانا صاحب! میری بہن کی شادی کو تقریباً گیارہ سال کا عرصہ ہوگیا، ان کے ہاں کوئی اولاد نہیں ہوتی تھی۔ انہوں نے آج سے تقریباً چار سال قبل منّت مانی تھی کہ اگر میرے ہاں اولاد ہوئی تو میں چالیس روزے رکھوں گی، اللہ کے فضل سے پہلے ایک لڑکا ہوا جو کہ نامکمل تھا، اس کے بعد ایک اور لڑکا ہوا جو کہ ٹھیک نہیں رہتا، اور اَب لڑکی ہوئی ہے، وہ بھی ٹھیک نہیں ہے، میری بہن نے اب بتایا کہ جو منّت مانی تھی وہ میں بھول گئی۔ مولانا صاحب! ہر طرح کی پریشانیاں دیکھ لی ہیں، معلوم اب یہ کرنا ہے کہ جو چالیس روزوں کی منّت مانی تھی، اس کا کفارہ کیسے ادا کیا جائے؟

---

(۱) بخلاف النذر المعلق فإنه لَا يجوز تعجيله قبل وجود الشرط۔ (شامی ج:۳ ص:۷۴۱، مطلب النذر غير معلق ...إلخ)۔

(۲) ولو جعل عليه .... صومًا أو صلاة أو صدقة .... لزمه ذٰلک الذی جعله علٰی نفسه۔ (عالمگیری ج:۲ ص:۶۵، کتاب الأيمان، الباب الثانی فيما يكون يمينا وما لَا يكون يمينا)۔

(۳) لو مات قبل الأداء يأثم بتركه وهو الصحيح، لأن الأمر بالفعل مطلق عن الوقت فلا يجوز تقييده إلّا بدليل فكذٰلک النذر۔ (بدائع الصنائع ج:۵ ص:۹۴، کتاب النذر، فصل وأما أحكام النذر، طبع سعيد)۔

جواب:... چالیس روزوں کی منّت پوری کرنا ضروری ہے۔[1]

سوا مہینے کے روزے کی منّت مان کر لگاتار نہ رکھ سکے تو وقفے وقفے سے رکھ لے

سوال:... میری دوست کی والدہ نے اپنے شوہر کے بہت دُکھ دینے پر سوا مہینے کے روزے رکھنے کی منّت مانی تھی۔ اللہ تعالیٰ کا بڑا اِحسان ہے کہ وہ ٹھیک ہوگئے۔ اب آپ سے یہ معلوم کرنا ہے کہ وہ روزے لگاتار رکھیں یا چھوڑ چھوڑ کر رکھ سکتی ہیں؟ کیونکہ وہ بلڈ پریشر کی مریضہ ہیں اور ان کے گردے میں انفکشن بھی ہے، جس کی وجہ سے رمضان کے روزوں میں بھی گردوں میں تکلیف ہوجاتی ہے۔

جواب:... ان محترمہ نے جتنے روزوں کی منّت مانی تھی، وہ ان کے ذمہ لازم ہوگئے۔ اگر لگاتار رکھنے کی ہمت نہیں تو وقفے وقفے سے رکھ لیں۔[2]

قربانی کی منّت مانی ہوئی گائے کو عیدالاضحیٰ کو ذبح کرکے گوشت فقراء میں تقسیم کردیں

سوال:... میں نے منّت مانی تھی کہ اگر اللہ تعالیٰ نے میری مراد پوری کردی تو میں ایک گائے کی قربانی دُوں گی۔ اللہ تعالیٰ نے میری وہ مراد پوری کردی۔ اب چونکہ بہت پُرانی بات ہوگئی ہے تو مجھے یاد نہیں کہ میں نے صدقے کی گائے منّت مانی تھی یا کہ خیرات کی، یعنی خود گوشت کھاسکتی ہوں یا نہیں؟ اب اصل مسئلہ یہ ہے کہ کیا میں وہ گائے قسطوں میں دے سکتی ہوں کہ یکدم کرنے کی اِستطاعت نہیں؟ یعنی میں یہ چاہتی ہوں کہ ہر سال عیدالاضحیٰ میں گائے میں ایک حصہ ڈال دیا کروں اور نیت منّت والی گائے کی کروں، اس طرح کسی پر یعنی گھر والوں پر ظاہر نہیں ہوگا اور منّت بھی پوری ہوجائے گی۔

جواب:... عیدالاضحیٰ میں گائے کی قربانی کردیجئے،[3] اور اس کو خود نہ کھائیے بلکہ اس کا گوشت غربا و مساکین کو دے دیجئے، اور اس کی کھال کسی دِینی اِدارے کو دے دیجئے۔[4]

کیا اللہ کے نام کی نذر کا بکرا فروخت کرکے غریب کو رقم دے سکتا ہے؟ نیز اُس کا گوشت کون کھاسکتا ہے؟

سوال:... میں نے اللہ تعالیٰ سے نذر مانی تھی کہ اگر یا اللہ میرا فلاں کام ہوجائے تو میں تیری راہ میں ایک بکرا دُوں گا۔ اب

---

(۱) النذر الذی لَا تسمية فيه فحكمه وجوب ما نوى إن كان الناذر نوى شيئًا سواء كان مطلقًا عن شرط أو معلقًا بشرط بأن قال لله عليّ نذر أو قال إن فعلت كذا فللّٰه عليّ نذر فإن نوى صومًا أو صلاة أو حجا أو عمرة لزمه الوفاء به في المطلق للحال وفي المعلق بالشرط عند وجود الشرط ولَا تجزيه الكفارة۔ (بدائع الصنائع ج:۵ ص:۹۲، کتاب النذر)۔

(۲) ایضاً۔

(۳) الأضحية اسم لما يذبح في وقت مخصوص لم يكن فيها إلغاء الوقت فإذا أنذرها يلزم فعلها فيه وإلّا لم يكن آتيا بالمنذور ... إلخ۔ (رد المحتار ج:۶ ص:۳۳۳، كتاب الأضحية)۔

(۴) إذ مصرف النذر الفقراء ... إلخ۔ (البحر الرائق ج:۲ ص:۳۲۱، قبيل باب الاعتكاف)۔

جبکہ اللہ تعالیٰ نے میری وہ خواہش پوری کر دی ہے، تو میں یہ نذر کیسے پوری کروں؟

۱:... کیا بکرے کا گوشت لوگوں میں تقسیم کر دیا جائے؟

۲:... کیا اس کا گوشت خود بھی کھایا جا سکتا ہے؟

جواب:... منّت کا گوشت فقراء کو تقسیم کر دیا جائے، خود بھی نہ کھائے اور اَغنیاء کو بھی نہ دے۔

سوال:... بکرا میرے پاس ہے، اس کو فروخت کر کے روپے غریبوں میں یا پھر کسی زیرِ تعمیر مسجد میں دے دیئے جائیں؟

جواب:... وہ بکرا ہی کسی فقیر محتاج کو دے دیا جائے۔ [1]

صدقے کا گوشت گھر میں استعمال کرنا ناجائز ہے

سوال:... ایک آدمی صدقے میں بکرا ذبح کرتا ہے، اور وہ گوشت آس پاس پڑوسیوں میں بانٹتا ہے، آیا وہ گوشت گھر میں بھی کھلا سکتا ہے یا کہ نہیں؟ آپ شرعی دلیل پیش کریں کہ صدقے کے بکرے کا گوشت گھر میں استعمال ہو سکتا ہے یا کہ نہیں؟

جواب:... بکرا ذبح کرنے سے صدقہ نہیں ہوتا بلکہ فقراء و مساکین کو دینے سے صدقہ ہوتا ہے، اس لئے جتنا گوشت محتاجوں کو تقسیم کر دیا اتنا صدقہ ہوگیا اور جو گھر میں کھالیا وہ نہیں ہوا۔ [2] البتہ اگر نذر مانی ہوئی تھی تو اس پورے بکرے کا محتاجوں پر صدقہ کرنا واجب ہے، نہ مال دار پڑوسیوں کو دینا جائز ہے اور نہ گھر میں کھانا جائز ہے۔ [3]

جو گوشت فقراء میں تقسیم کر دیا وہ صدقہ ہے، جو گھر میں رکھا وہ صدقہ نہیں

سوال:... فرنٹیر کے دیہاتی علاقوں میں رسوماتی روایات جاری ہیں، جن میں پڑھے لکھے لوگ بھی شامل ہیں، ہمارے گاؤں سے جو لوگ بیرونی ممالک میں مزدوری کرتے ہیں یا نوکری سے واپسی پر چھٹی کے دوران ایک دو یا زائد گائے یا بیل صدقہ کرتے ہیں، مگر وہ کہتے ہیں کہ میں نے گشتی مانی تھی جو کر رہا ہوں (داد صدقہ) اس کی تقسیم اس طرح ہوتی ہے کہ گوشت کو تین حصوں میں بانٹ دیا جاتا ہے، جس کے لئے کوئی پیمانہ یا اوزان نہیں ہوتا، اندازہ ہوتا ہے، ایک حصہ گھر کے لئے رکھ دیا جاتا ہے، باقی دو کو اکٹھا ملا کر چھوٹا کاٹ لیتے ہیں اور رشتہ داری میں ہر گھر میں فی کس آدھا کلوگرام کے حساب سے دیتے ہیں، زیادہ قرابت داروں کو بغیر حساب کے بھی دیا جاتا ہے، اس وقت جو غیر لوگ موجود ہوتے ہیں انہیں صرف آدھا کلوگرام کے حساب سے دیا جاتا ہے، باقی گوشت گھر کے لئے رکھ دیا جاتا ہے، جبکہ گائے یا بیل کا چمڑا، سر اور اندرونی گوشت مثلاً: دِل، کلیجہ، گردے، پھیپھڑے اور تھوڑا بہت دُوسرا اچھا گوشت پہلے ہی

---

(۱) إذ مصرف النذر الفقراء .... ولَا يجوز أن يصرف ذٰلک لغنی غير محتاج ولَا لشريف منصب لأنه لَا يحل له الأخذ ما لم يكن محتاجًا فقيرًا۔ (البحر الرائق ج:۲ ص:۳۲۱، قبيل باب الإعتكاف)۔

(۲) عن عائشة رضی الله عنها أنهم ذبحوا شاة فقال النبی صلی الله عليه وسلم: ما بقی منها؟ قالت: ما بقی منها إلّا كتفها، قال: بقیٰ كلها غير كتفها۔ رواه الترمذی۔ (مشكوٰة ص:۱۶۹، باب فضل الصدقة، الفصل الثانی)۔

(۳) مصرف الزكاة .... هو الفقير والمسكين ...إلخ۔ وهو مصرف أيضًا لصدقة الفطر والكفارة والنذر وغير ذالک من الصدقات الواجبة۔ (رد المحتار علی الدر المختار ج:۲ ص:۳۳۹، وفی البحر ج:۲ ص:۳۲۱ مثله)۔

اپنے گھر کے لئے رکھ دیا جاتا ہے۔ ہمیں اختلاف ہے، اگر وہ صدقہ ہے تو اس کو گشتی کا نام کیوں دیا جاتا ہے؟ پھر اگر صدقہ تصوّر کرکے دیا جاتا ہے تو کیا اس کا یہ طریقہ دُرست ہے؟ خدا اسے منظور کرلیتا ہے؟

جواب:... ''گشتی'' کا مطلب تو میں سمجھا نہیں، اگر یہ نذر ہوتی ہے تو پورے کا صدقہ کرنا ضروری ہے،[1] خود کھانا یا امیروں کو دینا جائز نہیں۔[2] اور اگر ویسے ہی صدقہ ہوتا ہے تو جتنا گوشت فقراء کو تقسیم کردیا وہ صدقہ ہے اور جو گھر میں رکھ لیا وہ صدقہ نہیں۔[3]

منّت کا گوشت صرف غریب کھاسکتے ہیں

سوال:... میری ہمشیرہ نے یہ منّت مانی تھی کہ اگر میرا کام ہوگیا تو میں اللہ کے نام پر بکرا ذبح کروں گی، لہٰذا اب ان کا کام ہوگیا ہے، اور وہ اپنی منّت پوری کرنا چاہتی ہیں اور اللہ کے نام کا بکرا کرنا چاہتی ہیں، تو کیا اس بکرے کا گوشت عزیز و رشتہ دار اور گھر والے استعمال کرسکتے ہیں یا نہیں؟ براہِ کرم رہبری فرمائیں۔

جواب:... منّت کی چیز کو صرف غریب غرباء کھاسکتے ہیں، عزیز و اقارب اور کھاتے پیتے لوگوں کو اس کا کھانا جائز نہیں، ورنہ منّت پوری نہیں ہوگی۔[4]

سوال:... آپ نے جمعہ ایڈیشن میں ایک سوال کے جواب میں ارشاد فرمایا تھا کہ منّت کا گوشت پورے کا پورا اللہ کی راہ میں تقسیم کرنا چاہئے، یہ خود کھانا یا رشتہ داروں کو کھلانا ناجائز ہے، کیا دُوسری چیزوں کے متعلق بھی یہی حکم ہے؟ مثلاً: اگر کوئی شخص بکرے کے علاوہ کسی چیز کی منّت مانتا ہے تو کیا وہ بھی ساری کی ساری اللہ کی راہ میں تقسیم کرنی چاہئے؟

جواب:... جی ہاں! نذر کی تمام چیزوں کا یہی حکم ہے کہ ان کو غریب غرباء پر تقسیم کردیا جائے، غنی (مال دار) لوگوں کا اس کو کھانا جائز نہیں، اور نذر ماننے والا اور اس کے اہل و عیال خود بھی اس کو نہیں کھاسکتے۔[5]

منّت کی نفلوں کا پورا کرنا واجب ہے

سوال:... میری والدہ سخت بیمار تھیں، میں نے منّت مانی تھی کہ اگر والدہ کا آپریشن ٹھیک ٹھاک ہوگیا تو سو نفل پڑھوں گا، مگر اس کے بعد میں نے صرف ۴۸ نفل پڑھے اور باقی نہیں پڑھے، بتایئے اب کیا کروں؟

جواب:... اگر آپ کی والدہ کا آپریشن ٹھیک ہوگیا تھا تو سو نفل آپ کے ذمہ واجب ہوگئے، اپنی منّت کو پورا کرنا واجب

---

(۱) ص:۲۰۷ کا حاشیہ نمبر۱ ملاحظہ ہو۔
(۲) گزشتہ صفحے کا حاشیہ نمبر۱ ملاحظہ ہو۔
(۳) گزشتہ صفحے کا حاشیہ نمبر۲ ملاحظہ فرمائیں۔
(۴) گزشتہ صفحے کا حاشیہ نمبر۱، ۳ دیکھیں۔
(۵) ایضاً۔

ہے، اس لئے باقی بھی پڑھ لیجئے۔ (۱)

منّت کے نفل جتنے یاد ہوں اتنے ہی پڑھے جائیں

سوال:... اگر کسی مشکل کے لئے نوافل مانے ہوں اور انسان یہ بھول جائے کہ معلوم نہیں کتنے نفل مانے تھے؟ اور کس مقصد کے لئے مانے گئے تھے؟ اگر اب پڑھنے ہوں تو ان کی نیت کیسے کی جائے اور تعداد کیسے معلوم ہو؟ کیا ہم ان نوافل کے بجائے کوئی صدقہ وغیرہ کر سکتے ہیں؟

جواب:... اتنے نفل ہی پڑھے جائیں، ذرا حافظے پر زور ڈال کر یاد کیا جائے، جتنے نفلوں کا خیال غالب ہو اتنے پڑھ لئے جائیں، نفل ہی پڑھنا واجب ہے، ان کی جگہ صدقہ دینے سے وہ منّت پوری نہیں ہوگی۔ (۲)

قرآن مجید ختم کروانے کی منّت لازم نہیں ہوتی

سوال:... جب ہم کسی کام کے پورا ہونے کے لئے منّت مانتے ہیں کہ فلاں کام پورا ہونے پر ہم قرآن شریف ختم کروائیں گے، اس کے لئے محلّہ والوں کو بلاکر حافظوں سے قرآن شریف ختم کروایا جاتا ہے، میں آپ سے یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ اکیلا آدمی قرآن شریف ختم کر سکتا ہے؟ اور یہ کہ کتنے دنوں کے اندر قرآن شریف ختم کرنا چاہئے؟

جواب:... منّت کے لازم ہونے کی حضراتِ فقہاء نے خاص شرطیں لکھی ہیں، اگر وہ شرطیں نہ پائی جائیں تو منّت لازم نہیں ہوتی، ان شرطوں کے مطابق اگر کسی نے یہ منّت مانی کہ میرا فلاں کام ہوجائے تو میں قرآن شریف ختم کراؤں گا، تو اس سے منّت بھی لازم نہیں ہوتی، اور اس کا پورا کرنا واجب نہیں۔ (۳) اس لئے کہ اگر وہ یہ کہتا ہے کہ میں قرآن پڑھوں گا، تب تو واجب ہوجاتی، (۴) مگر چونکہ دُوسروں سے قرآن پڑھوانا ایک ایسا اَمر ہے جو خود عبادت نہیں، اس کی مثال ایسی ہے جیسے کوئی شخص روزے رکھوانے کی منّت مانے تو اس پر منّت واجب نہیں ہوگی۔

قرآنِ کریم، نفل پڑھنے کی منّت ادا نہ کرسکیں تو کفارہ کیا ہوگا؟

سوال:... میں نے کچھ منّتیں کام پورے ہونے کے لئے مانی تھیں، اب میں وہ بھول گیا ہوں، تو میں ان منّتوں کو کس طرح

---

(۱) ومن نذر نذرًا مطلقًا أو معلقًا بشرط .... ووجد الشرط المعلق به لزم الناذر لحديث من نذر وسمّٰى فعليه الوفاء بما سمّٰى كصوم وصلاة وصدقة ... إلخ۔ (الدر المختار مع الرد ج:۳ ص:۷۳۵، كتاب الأيمان)۔

(۲) ایضاً حوالہ بالا۔

(۳) ولم يلزم الناذر ما ليس من جنسه فرض كعيادة مريض وتشييع جنازة ودخول مسجد ... إلخ۔ (الدر المختار ج:۳ ص:۷۳۶، كتاب الأيمان)۔

(۴) ولو نذر التسبيحات دبر الصلاة لم يلزمه۔ وفي الشرح: قوله لم يلزمه وكذا لو نذر قراءة القرآن وعلله القهستاني في باب الإعتكاف بأنها للصلاة وفي الخانية ولو قال على الطواف بالبيت والسعي بين الصفا والمروة أو علٰى أن قراءة القرآن إن فعلت كذا لَا يلزمه شيء۔ قلت وهو مشكل فإن القراءة عبادة مقصودة ومن جنسها واجب وكذا الطواف فإنه عبادة مقصودة أيضًا۔ (رد المحتار ج:۳ ص:۷۳۸، كتاب الأيمان)۔

پورا کروں؟ کیونکہ میرا کام ہوگیا ہے، نیز منتوں میں قرآن مجید، نفلیں وغیرہ بھی شامل ہیں، کیا ان کا کفارہ بھی دیا جاسکتا ہے یا کہ ان کو پورا کرنا ہی ضروری ہے؟

جواب:...منّت ماننے کے بعد اس کا پورا کرنا لازم ہوجاتا ہے۔[1] قرآن مجید پڑھنے کی جو منّت کی تھی وہ تو لازم ہے۔[2] اسی طرح نفل پڑھنے یا روزہ رکھنے کی جو منّت کی تھی اس کا پورا کرنا بھی لازم ہے۔ آپ سوچ کر اتنی رکعتیں ادا کرلیں، اس کے سوا ان کا کوئی کفارہ نہیں۔[3]

کسی کے اِنتقال پر مضبوط اِرادے سے کہنا کہ میں پڑھوں گی لیکن نہیں پڑھ سکی تو کیا حکم ہے؟

سوال:...میں نے ایک شخصیت کے اِنتقال پر بڑے مضبوط اِرادے سے یہ کہا تھا کہ ان کے لئے ایک قرآن پاک پڑھوں گی، مگر اَب مجھ سے پڑھا نہیں جارہا۔ تو کیا اب یہ پڑھنا مجھ پر واجب ہوگیا جبکہ میں نے صرف اِرادہ کیا تھا منّت وغیرہ نہیں مانی تھی؟

جواب:...واجب تو نہیں ہوا،[4] مگر مسلمان کے منہ سے ایک بات نکل جائے تو اس کو پورا نہ کرنا بڑی کمزوری کی بات ہے، ایک مرتبہ قرآنِ کریم ختم کرنا کیا مشکل کام ہے؟ ذرا سی ہمت سے کام لینا چاہئے...!

قرآن مجید ختم ہونے پر بکری ذبح کرنے کی منّت ختم سے پہلے پوری کردی تو کیا دوبارہ پوری کرنی ہوگی؟

سوال:...ایک شخص نے منّت مانی ہو کہ میرا چھوٹا بھائی جب قرآن حفظ کرلے تو میں اللہ کے لئے ایک بکری ذبح کروں گا۔ ایک دن وہ اپنے چھوٹے بھائی سے پوچھتا ہے کہ قرآن شریف کب ختم ہوگا؟ تو چھوٹا بھائی بڑے بھائی کو خوش کرنے کے لئے بتاتا ہے کہ قرآن شریف ختم ہوا۔ حالانکہ ختم میں دو پارے باقی تھے، اور چھوٹے کو بڑے بھائی کی منّت کا بھی علم نہیں تھا، لہٰذا مطلع کریں کہ قرآن شریف کے ختم سے پہلے منّت قبول ہوگئی یا قرآن شریف کے ختم کے بعد ایک اور بکری ذبح کریں؟

جواب:...چھوٹے بھائی کے بتانے پر جب یہ سمجھ کر بکری ذبح کی کہ میرے بھائی نے حفظ کرلیا ہے، اور میں منّت پوری کر رہا ہوں، تو منّت پوری نہیں ہوئی، بعد میں دوبارہ بکری ذبح کرنا ضروری ہوگا۔[5]

---

(۱) گزشتہ صفحے کا حاشیہ نمبر۱ دیکھیں۔
(۲) گزشتہ صفحے کا حاشیہ نمبر ۴ ملاحظہ فرمائیں۔
(۳) گزشتہ صفحے کا حاشیہ نمبر۱ دیکھئے۔
(۴) فرکن النذر هو الصیغة الدالة علیه وهو قوله لله عز شانهٗ علیّ کذا أو علیّ کذا أو هٰذا هدی أو هٰذا صدقة أو مالی صدقة أو ما أملک صدقة ونحو ذٰلک۔ (بدائع الصنائع ج:۵ ص:۸۱، طبع ایچ ایم سعید)۔
(۵) أجمع أصحابنا أن النذر بالعبادات إذا کان معلقًا بالشرط وأداها قبل وجودها لا یجوز سواء کانت العبادة بدنیة أو مالیة۔ (فتاویٰ تاتارخانیة ج:۵ ص:۵۰، طبع إدارة القرآن کراچی)۔

گیارہویں، بارہویں کو نذر نیاز کرنا

سوال:... کیا گیارہویں اور بارہویں شریف پر روشنی کرنا، ان دنوں فاتحہ کرنا، یا نذر و نیاز کرنا باعثِ ثواب، خیر و برکت ہے؟ اور نہ کرے تو گناہ تو نہیں ہے؟

جواب:... مختصر یہ ہے کہ شریعت نے صدقہ خیرات اور ایصالِ ثواب کی ترغیب دی ہے، مگر یہ طریقے لوگوں کے خودتراشیدہ ہیں، اس لئے ان چیزوں کا کرنا جائز نہیں،[۱] اور ناجائز چیز کی نذر ماننا بھی گناہ ہے، اور اس غلط نذر کو پورا کرنا بھی گناہ ہے۔[۲]

خیرات فقیر کے بجائے کتے کو ڈالنا جائز نہیں

سوال:... میں روزانہ شام کو اللہ کے نام کا کھانا ایک روٹی یا ایک پلیٹ چاول کتے کو ڈلوا دیتی ہوں، فقیر کو نہیں دیتی کیونکہ آج کل کے فقیر تو بناوٹی ہوتے ہیں۔ میں یہ کھانا کتے کو ڈال کر ٹھیک کرتی ہوں؟

جواب:... جو فرق انسان اور کتے میں ہے، وہی انسان اور کتے کو دی گئی ''خیرات'' میں ہے، اور آپ کا یہ خیال کہ آج کل فقیر بناوٹی ہوتے ہیں، بالکل غلط ہے۔ اللہ تعالیٰ کے بہت سے بندے ضرورت مند اور محتاج ہیں، مگر کسی کے سامنے اپنی حاجت مندی کا اظہار نہیں کرتے، ایسے لوگوں کو صدقہ دینا چاہئے، دینی مدارس کے طلبہ کو دینا چاہئے، اسی طرح ''فی سبیل اللہ'' کی بہت سی صورتیں ہیں، مگر آپ کے صدقے کا مستحق صرف کتا ہی رہ گیا ہے...!

---

(۱) وفی البزازیة: ویکره إتخاذ الطعام فی الیوم الأوّل والثالث وبعد الأُسبوع ونقل الطعام إلی القبر فی المواسم واتخاذ الدعوة لقراءة القرآن وجمع الصلحاء والقراء للختم ...إلخ۔ (ردالمحتار علی الدر المختار ج:۲ ص:۲۴۰، باب صلاة الجنازة، مطلب فی کراهیة الضیافة من أهل المیت، طبع سعید کراچی)۔

(۲) وفی البحر شرائطه .... أن لَا یکون معصیة لذاته ...إلخ۔ قال فی الفتح: وأما کون المنذور معصیة یمنع انعقاد النذر فیجب أن یکون معناه إذا کان حرامًا لعینه أو لیس فیه جهة قربة۔ (ردالمحتار علی الدر المختار ج:۳ ص:۷۳۶، کتاب الأیمان، طبع ایچ ایم سعید)۔

نفلی صدقات

صدقہ اور خیرات کی تعریف

سوال:...صدقہ اور خیرات ایک ہی چیز کے دو نام ہیں یا ان میں کچھ فرق ہے؟

جواب:...اُردو محاورے میں یہ دونوں لفظ ایک ہی معنی میں استعمال ہوتے ہیں، قرآن مجید میں صدقے کا لفظ زکوٰۃ پر بھی بولا گیا ہے،[1] اور خیرات تمام نیک کاموں کو کہا گیا ہے۔

صدقہ کا طریقہ

سوال:...۱:...صدقہ کے معنی کیا ہیں؟ ۲:...بعض لوگ اپنی جان اور مال کا صدقہ دیتے ہیں، اس کا کیا مقصد ہے؟ ۳:...کیا صدقہ کوئی خاص قسم کی خیرات ہے جو کہ دی جاتی ہے؟ ۴:...صدقہ میں کیا دینا چاہئے اور کن لوگوں کو دیا جاسکتا ہے؟ ۵:...کیا سیّد کو صدقہ دینا جائز ہے؟ اگر ہمیں ان کی مالی خدمت کرنا مقصود ہو تو کیا نیت ہونی چاہئے؟ ۶:...بہت سے لوگ تھوڑا سا گوشت منگاکر چیلوں کو لٹادیتے ہیں اور کہتے ہیں کہ یہ جان کا صدقہ ہے، کیا یہ طریقہ ٹھیک ہے؟ اگر نقد رقم غریبوں کو دی جائے تو یہ عمل کیسا ہے؟ یا وہ گوشت غریبوں میں تقسیم کردیا جائے؟ ۷:اکثر یہ دیکھا گیا ہے کہ بہت سے لوگ کالی مرغی یا کالا بکرا ہی صرف صدقے کے طور پر دیتے ہیں، کیا کالی چیز دینا ضروری ہے؟

جواب:...صدقہ کے معنی ہیں اللہ تعالیٰ کی رضا و خوشنودی کے لئے خیر کے کاموں میں مال خرچ کرنا۔[2] صدقہ کی قرآنِ کریم اور احادیثِ شریفہ میں بڑی فضیلت اور ترغیب آئی ہے،[3] مصائب اور تکالیف کے رفع کرنے میں صدقہ بہت مؤثر چیز ہے۔[4]

اللہ تعالیٰ کے راستے میں جو مال بھی خرچ کیا جائے وہ صدقہ ہے، وہ کسی محتاج کو نقد روپیہ پیسے دے یا کھانا کھلادے یا

---

(۱) اِنَّمَا الصَّدَقٰتُ لِلْفُقَرَآءِ وَالْمَسٰکِیْنِ وَالْعَامِلِیْنَ عَلَیْهَا۔ (التوبة: ۶۰)۔

(۲) الصدقة: هي العطية التي تبتغي بها المثوبة من الله تعالىٰ۔ (قواعد الفقه ص: ۳۴۸)۔

(۳) "خذ من أموالهم صدقة تطهرهم وتزكيهم بها" (التوبة: ۱۰۳)۔ عن أبي هريرة رضي الله عنه قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: من تصدق بعدل تمرة من كسب طيب ولَا يقبل الله إلّا الطيب فإن الله يقبلها بيمينه ثم يربيها لصاحبها كما يربي أحدكم فلوّه حتى تكون مثل الجبل۔ رواه البخاري ومسلم۔ (الترغيب والترهيب ج:۲ ص:۳، طبع بيروت)۔

(۴) عن رافع بن خديج رضي الله عنه قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: الصدقة تسد سبعين بابًا من السوء۔ رواه الطبراني في الكبير۔ (الترغيب والترهيب ج:۲ ص:۱۹، طبع إحياء التراث العربي)۔

کپڑے دے دے یا کوئی اور چیز دے دے۔ کالا بکرا یا کالی مرغی کی کوئی خصوصیت نہیں، نہ صدقے کے لئے بکرا یا مرغی ذبح کرنا ہی کوئی شرط ہے، بلکہ اگر ان کی نقد قیمت کسی محتاج کو دے دے تو اس کا بھی اتنا ہی ثواب ہے۔ چیلوں کو گوشت ڈالنا اور اس کو جان کا صدقہ سمجھنا بھی فضول بات ہے۔ ہاں! کوئی جانور بھوکا ہو تو اس کو کھلانا پلانا بلاشبہ موجبِ اجر ہے۔ لیکن ضرورت مند انسان کو نظرانداز کرکے چیلوں کو گوشت ڈالنا لغو حرکت ہے۔ صدقہ غریبوں، محتاجوں کو دیا جاتا ہے، سیّد کو صدقہ نہیں دینا چاہئے، بلکہ ہدیہ اور تحفہ کی نیت سے ان کی مدد کرنی چاہئے، تاہم ان کو نفلی صدقہ دینا جائز ہے، زکوٰۃ اور صدقۂ فطر نہیں دے سکتے۔[1] اسی طرح علماء و صلحاء کو بھی صدقہ کی نیت سے نہیں بلکہ ہدیہ کی نیت سے دینا چاہئے۔

صدقہ کی ایک قسم صدقۂ جاریہ ہے، جو آدمی کے مرنے کے بعد بھی جاری رہتا ہے، مثلاً کسی جگہ پانی کی قلت تھی، وہاں کنواں کھدوادیا، مسافروں کے لئے مسافرخانہ بنوادیا، کوئی مسجد بنوادی یا مسجد میں حصہ ڈال دیا، یا کوئی دینی مدرسہ بنادیا یا کسی دینی مدرسہ میں پڑھنے والوں کی خوراک پوشاک اور کتابوں وغیرہ کا انتظام کردیا، یا کسی مدرسہ کے بچوں کو قرآن مجید کے نسخے خرید کردیئے یا اہلِ علم کو ان کی ضروریات کی دینی کتابیں لے کر دے دیں، وغیرہ۔ جب تک ان چیزوں کا فیض جاری رہے گا، اس شخص کو مرنے کے بعد بھی اس کا ثواب پہنچتا رہے گا۔[2]

زکوٰۃ کے مستحق کو صدقہ بھی دے سکتے ہیں

سوال:... جس کو زکوٰۃ دی جاسکتی ہے اس کو صدقے کی رقم بھی دے سکتے ہیں؟

جواب:... جس کو زکوٰۃ دینی جائز ہے، اس کو عام صدقہ بدرجۂ اَولیٰ دینا جائز ہے۔[3]

صدقہ کب لازم ہوتا ہے؟

سوال:... صدقہ کن اوقات میں لازمی دیا جاتا ہے؟ اور وہ چیز جس پر صدقہ دیا جاتا ہے اس کا صحیح مصرف کیا ہونا چاہئے؟

جواب:... زکوٰۃ، عشر، صدقۂ فطر، قربانی، نذر، کفارہ یہ تو فرض یا واجب ہیں، ان کے علاوہ کوئی صدقہ لازم نہیں۔[4] ہاں! کوئی شخص بہت ہی ضرورت مند ہو اور آپ کے پاس گنجائش ہو تو اس کی اعانت لازم ہے، عام طور سے نفلی صدقہ مصائب اور مشکلات کے

---

(۱) ولا یدفع إلٰی بنی ہاشم .... ہٰذا فی الواجبات کالزکٰوۃ والنذر والعشر والکفارۃ فأما التطوّع فیجوز الصرف إلیہم کذا فی الکافی۔ (عالمگیری ج:۱ ص:۱۸۹، الباب السابع فی المصارف)۔

(۲) عن أنس بن مالک رضی اللہ عنہ قال: قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم: سبع تجری للعبد بعد موتہ وہو فی قبرہ من علم علمًا أو کری نہرًا أو حفر بئرًا أو غرس نخلًا أو بنٰی مسجدًا أو ورّث مصحفًا أو ترک ولدًا یستغفر لہ بعد موتہ۔ رواہ البزّار۔ (الترغیب والترہیب ج:۲ ص:۲۷، طبع دار إحیاء التراث العربی، بیروت)۔

(۳) إِنَّمَا الصَّدَقٰتُ لِلْفُقَرَآءِ وَالْمَسٰکِیْنِ وَالْعَامِلِیْنَ عَلَیْہَا۔ (التوبۃ:۲۰)۔

(۴) دیکھئے حاشیہ نمبر۱۔

رفع کرنے کے لئے دیا جاتا ہے، کیونکہ حدیث میں ہے کہ صدقہ مصیبت کو ٹالتا ہے۔ (۱)

خیرات کا کھانا کھلانے کا صحیح طریقہ

سوال:...ہمارے محلے میں مسجد ہے، اس میں محلے کے لوگ ہر جمعرات کو شام کے وقت کھانا لاتے ہیں خیرات کی نیت سے، نمازی ایک دو لقمہ ڈال کر اُٹھتا ہے، ایسے ہی ایک ایک کر کے کافی نمازی ایک دو لقمہ ڈال کر چلتے ہیں، کوئی بھی پیٹ بھر کر نہیں کھا سکتا، کیونکہ وہ اتنا ہوتا نہیں ہے کہ سب نمازی پیٹ بھر کر کھالیں، کیا بہتر یہ نہیں کہ وہ ایک جگہ گھر پر ۵ آدمی بلاکر پیٹ بھر کر کھلا دے۔

جواب:...اس سے بھی بہتر یہ ہے کہ محلے میں کوئی تنگ دست ہو تو اس کے گھر کھانا بھیج دیا جائے، یا اتنی رقم نقد اس کو دے دی جائے۔ (۲) بعض لوگ کھانا کھلانے ہی کو صدقہ سمجھتے ہیں، اگر ضرورت مندوں کو نقد دیا جائے یا غلہ دے دیا جائے، اس کو صدقہ ہی نہیں سمجھتے، اسی طرح بعض لوگ جمعرات ہی کو کھانا مسجد میں بھیجنا ضروری سمجھتے ہیں، حالانکہ صدقہ کے لئے نہ جمعرات کی شرط ہے اور نہ مسجد بھیجنے کی۔ بعض لوگ ایصالِ ثواب کے لئے کھانا کھلاتے ہیں اور یہ سمجھتے ہیں کہ جب تک کھانے پر فاتحہ نہ دلائی جائے ایصالِ ثواب ہی نہیں ہوتا، یہ بھی غلط ہے۔ آپ نے اِخلاص کے ساتھ جو کچھ بھی راہِ خدا میں دے دیا وہ قبول ہوجاتا ہے اور اگر آپ اس کا ثواب کسی عزیز یا بزرگ کو پہنچانا چاہتے ہیں تو ایصالِ ثواب کی نیت سے اس کو ثواب پہنچ جاتا ہے۔ (۳)

چوری کے مال کی واپسی یا اس کے برابر صدقہ

سوال:...کسی شخص نے کسی چیز کی چوری کی اور چوری کرنے کے بعد اس کو یہ خیال آیا کہ ایسا کرنا نہیں چاہئے تھا، لیکن جس جگہ سے وہ شئ ناجائز طور پر حاصل کی گئی تھی وہاں اس کا پہنچانا بھی ممکن نہ ہو تو کیا اس کی قیمت کے مساوی رقم خیرات کردینے کے بعد وہ مال تصرف میں لایا جاسکتا ہے؟

جواب:...اگر اس شخص کا پتا معلوم ہے تو وہ چیز یا اس کی قیمت اس کو پہنچانا لازم ہے، رقم بھیجنے میں تو کوئی اِشکال نہیں، بہرحال اگر اس شخص کا پتا نشان معلوم ہو تو اس کی طرف سے قیمت صدقہ کردینا کافی نہیں، بلکہ اس کو پہنچانا ضروری ہے، اور اگر وہ شخص

---

(۱) عن أنس بن مالک رضی الله عنه قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: باكروا بالصدقة فإن البلاء لَا يتخطى الصدقة. رواه البيهقي. (الترغيب والترهيب ج:۲ ص:۱۹).

(۲) وذكر في الفتاوىٰ ان أداء القيمة أفضل من عين المنصوص عليه وعليه الفتوىٰ. كذا في الجوهرة النيرة. (عالمگیری ج:۱ ص:۱۹۲، الباب السابع في المصارف).

(۳) وفي التتارخانية عن المحيط الأفضل لمن يتصدق نفلًا أن ينوي لجميع المؤمنين والمؤمنات لأنها تصل إليهم ولَا ينقص من أجره شيء. (ردالمحتار على الدر المختار ج:۲ ص:۳۵۷، مطلب الأفضل علىٰ أن ينوي بالصدقة جميع المؤمنين والمؤمنات).

مر گیا ہو تو اس کے وارث اگر معلوم ہوں تو ہر وارث تک اس کا حصہ پہنچانا لازم ہے، اگر اس کا پتا نشان معلوم نہ ہو تو اس کی طرف سے اس چیز کو صدقہ کردیا جائے۔ (۱)

ایسی چیز کا صدقہ جس کا مالک لاپتا ہو

سوال:... کچھ دن پہلے کی بات ہے کہ شدید بارش ہو رہی تھی، ایسے میں ایک بکری بھاگ کر ہمارے گھر آگئی، اور ہماری بکری کے ساتھ بیٹھ گئی، جب بارش رُکی تو ہم نے اسے باہر نکال دیا تاکہ جہاں سے آئی تھی وہاں چلی جائے، لیکن وہ بار بار ہماری بکری کے ساتھ آکر بیٹھ رہی تھی، آخرکار ہم نے مجبور ہوکر اسے باہر نکال کر دروازہ بند کردیا، ایسے میں ہماری گلی کا ہر شخص یہی چاہ رہا تھا کہ بکری مجھے مل جائے، ان کا اصرار یہی تھا کہ بکری اسے دے دی جائے، لیکن ہم نے نہ دی، بلکہ اسے لے کر علاقے سے دُور دراز مقامات تک گئے تاکہ مالک کا پتا لگایا جاسکے، لیکن پتا نہ چل سکا، بالآخر بکری ہم نے رکھ لی تاکہ اگر مالک آجائے تو اسے دے دی جائے، لیکن دو ماہ ہونے کے باوجود مالک کا کوئی پتا نہ چل سکا، نہ وہ خود آیا، اب اس بکری کو ہم بیچنا چاہتے ہیں اور بیچ کر روپیہ کو مطلوبہ شخص کے نام سے خیرات یا کسی دینی ادارے میں دے دینا چاہتے ہیں، پوچھنا یہ ہے کہ ہمارا یہ عمل صحیح ہے یا غلط؟ اگر غلط ہے تو ہم کیا کریں؟

جواب:... آپ کا عمل صحیح ہے، یہی کرنا چاہئے، لیکن ساتھ ہی یہ نیت بھی ہو کہ اگر بعد میں اس کا مالک مل گیا اور اس نے بکری کی رقم کا مطالبہ کیا تو ہم رقم اسے واپس کردیں گے اور یہ صدقہ خود ہماری طرف سے شمار ہوگا۔ (۲)

---

(۱) علیہ دیون ومظالم جهل اربابها وأیس من علیه ذٰلک من معرفتهم فعلیه التصدق بقدرها من ماله وإن إستغرقت جمیع ماله هٰذا مذهب أصحابنا .... وسقط عنه المطالبة من أصحاب الدیون فی العقبٰی۔ وفی الشرح قوله جهل أربابها یشمل ورثتهم فلو علمهم لزمه الدفع إلیهم لأن الدّین صار حقهم۔ (شامی ج:۴ ص:۲۸۳، کتاب اللقطة)۔

(۲) فینتفع الرافع بها لو فقیرًا وإلّا تصدق بها علٰی فقیر ولو علٰی أصله وفرعه وعرسه .... فإن جاء مالکها بعد التصدق خیر بین إجازة فعله ولو بعد هلاکها وله ثوابها أو تضمینه ...إلخ۔ (الدر المختار مع الرد ج:۴ ص:۲۷۹، ۲۸۰)۔

صدقہ، فقراء وغیرہ سے متعلق مسائل

مجبوراً لوگوں سے مانگنے کے بارے میں شرعی حکم

سوال:... میں چھٹی جماعت کا طالب علم تھا کہ میرے والد صاحب بیمار ہوگئے اور کمائی کرنے کے قابل نہ رہے، میرا نہ تو بڑا بھائی تھا اور نہ ہی برادری میں کوئی مددگار، جس کے ذریعے ہمارے گھر کا نظام چل سکتا۔ میری والدہ صاحبہ لوگوں کے گھروں میں کام کاج کرکے ہمارا پیٹ پال لیتی، مگر چونکہ ہم گھر کے آٹھ آدمی کھانے والے تھے، مہنگائی کی وجہ سے گزارا نہیں ہوتا تھا، مجبوراً میری امی جان لوگوں کے کام کاج کے علاوہ لوگوں کو اپنے حالات سے آگاہ کرکے ان سے خدا کے واسطے مدد کی بھی درخواست کرتیں۔ میرے والد صاحب تین سال بیمار رہے اور فوت ہوگئے، میں نے پڑھائی چھوڑ کر مزدوری شروع کی ہے، اب اللہ کا فضل و کرم ہے، میں نے دو ہمشیرہ کی شادی کردی ہے، اپنی بھی شادی کی ہے، والدہ صاحبہ کی بھی خدمت کر رہا ہوں۔ اب مسئلہ یہ ہے کہ میں نے لوگوں سے سنا ہے کہ بھکاری کے ماتھے پر بھیک کا داغ ہوتا ہے اور بھکاری جنت میں نہیں جاسکتا۔ میں اپنی والدہ صاحبہ کے سلسلے میں پریشان ہوں، کیونکہ کچھ دن انہوں نے بھی مجبوری سے لوگوں سے بھیک لی تھی، براہِ کرم وضاحت فرمائیں کہ یہ بات صحیح ہے کہ بھکاری جنت میں نہیں جائے گا؟

جواب:... جو لوگ بھیک کو پیشہ بنالیتے ہیں ان کے بارے میں سخت وعید آئی ہے،[1] لیکن جو شریف اپنی مجبوری کی وجہ سے سوال کرتا ہے وہ وعید کا مستحق نہیں۔ آپ کی والدہ نے اگر سوال کیا تو گداگری کے لئے نہیں بلکہ مجبوری کی وجہ سے، اس لئے ان کے بارے میں پریشانی کی ضرورت نہیں، خدا توفیق دے تو جتنا لوگوں سے لیا ہے اس سے زیادہ دیا بھی کیجئے۔

کیا صدقہ دینے سے موت ٹل جاتی ہے؟

سوال:... حضرت امام جعفر صادقؒ سے روایت منسوب ہے کہ صدقہ دینے سے موت بھی ٹل جاتی ہے، کیا یہ دُرست ہے؟

---

(۱) عن قبيصة ابن مخارق رضى الله عنه قال: تحملت حمالة فأتيت رسول الله صلى الله عليه وسلم أسئله فيها، فقال أقم حتّى تأتينا الصدقة فنأمر لك بها. ثم قال: يا قبيصة! إنّ المسئلة لَا تحل إلّا لأحد ثلاثة رجل تحمّل حمالة فحلت له المسئلة حتّى يصيبها ثم يمسك ورجل اصابته جائحة إجتاحت ماله فحلت له المسئلة حتّى يصيب قوامًا من عيش أو قال سدادا من عيش ورجل أصابته فاقة حتّى يقوم ثلاثة من ذوى الحجى من قومه لقد أصابت فلانا فاقة فحلت له المسئلة حتّى يصيب قوامًا من عيش أو قال سدادا من عيش فما سواهنّ من المسئلة يا قبيصة سحت يأكلها صاحبها سحتًا. (مشكوة ص: ۱۶۲، باب من لَا تحل له المسئلة من تحل له، طبع قديمى كتب خانه).

جبکہ اُمّ الکتاب میں موت کا وقت معین اور اٹل ہے، تو یہ کیسے ممکن ہے؟ وضاحت فرمادیں۔

جواب:... روایت کے جو الفاظ آپ نے نقل کئے ہیں، وہ تو کہیں نظر سے نہیں گزرے، البتہ ترمذی شریف کی روایت میں ہے کہ: ''صدقہ اللہ تعالیٰ کے غضب کو بجھاتا ہے اور بُری موت کو ٹالتا ہے''۔[1] اور طبرانی کی روایت میں ہے کہ: ''مسلمان کا صدقہ عمر کو بڑھاتا ہے اور بُری موت کو ٹالتا ہے اور اللہ تعالیٰ اس کی برکت سے کبر، فقر اور فخر کو دُور کردیتے ہیں''۔[2] موت کا وقت جب آجاتا ہے تو وہ نہیں ٹلتی، البتہ بعض اعمال و اسباب کو عمر بڑھانے والے فرمایا گیا، اگر کوئی شخص ان اعمال کو اختیار کرلے تو عمر ضرور بڑھے گی اور یہ علمِ الٰہی میں پہلے سے طے شدہ ہے کہ یہ شخص ان اسباب کو اختیار کرے گا یا نہیں؟ اس لئے علمِ الٰہی میں موت کا وقت بہرحال متعین ہے۔[3]

کیا سڑکوں پر مانگنے والے گداگروں کو دینا بہتر ہے یا نہ دینا؟

سوال:... اکثر سڑکوں اور بازاروں میں چلتے پھرتے یا ڈیرہ ڈالے ہوئے فقیر نظر آتے ہیں، جو ہر آنے جانے والے راہ گیر سے سوال کرتے ہیں، جن میں کچھ ضرورت مند ہوتے ہیں اور اکثر پیشہ ور ہوتے ہیں، مگر مسافروں اور راہ گیروں کو یہ نہیں پتا ہوتا کہ کون اصلی ہے اور کون نقلی؟ جس کی وجہ سے بعض خیرات دینے والے غیر مستحق لوگوں کو دے جاتے ہیں، اسی وجہ سے بعض لوگ خیرات دیتے ہیں اور بعض نہیں دیتے، تو اس صورت میں خیرات دینے والے کو ثواب ہوگا یا نہیں؟ اب چاہے اس نے ضرورت مند کو دیا ہو یا پیشہ ور کو، کیونکہ اس بارے میں خیرات دینے والا نہیں جانتا۔ اور بعض لوگ خیرات نہیں دیتے، چاہے وہ ضرورت مند ہو یا پیشہ ور ہو، کیونکہ نہ دینے والا بھی یہ نہیں جانتا، تو کیا اس صورت میں اسے عذاب ہوگا؟

جواب:... پیشہ ور گداگروں کو خیرات دینا جائز نہیں۔[4] ان میں سے اکثر مال دار ہوتے ہیں، ان کے لئے سوال کرنا حرام ہے اور ان کو خیرات دینے میں ان کے اس حرام پیشے کی معاونت ہے، اس لئے یہ بھی جائز نہیں۔ اور ان کو زکوٰۃ دینے سے

---

(۱) عن أنس بن مالک رضی الله عنه قال: قال رسول الله صلی الله علیه وسلم: انّ الصدقة لتطفئ غضب الرّبّ وتدفع میتة السوء. (ترمذی ج:۱ ص:۱۴۴، باب فضل الصدقة).

(۲) صدقة المرء المسلم تزید فی العمر وتمنع میتة السوء ویذهب بها الله الفخر والکبر. (کنز العمال ج:۶ ص:۳۶۱).

(۳) عن أنس قال: قال رسول الله صلی الله علیه وسلم: من أحبّ أن یبسط له فی رزقه وینسا له فی أثره فلیصل رحمه. متفق علیه. (مشکوٰة ص:۴۱۹، باب البر والصلة). وفی شرحه: انه بالنسبة إلٰی ما یظهر للملائکة فی اللوح المحفوظ ونحو ذالک فیظهر لهم فی اللوح ان عمره ستون سنة إلّا أن یصل رحمه فإن وصلها زید له أربعون وقد علم الله تعالٰی ما یسقع له من ذالک وهو من معنی قوله تعالٰی: یمحو الله ما یشآء ویثبت ...إلخ. (المرقاة ج:۴ ص:۶۶۷).

(۴) ولَا یحل أن یسأل شیئًا من القوت (من له قوت یومه) بالفعل أو بالقوة کالصحیح المکتسب ...إلخ. وفی الشامیة: ویأثم معطیه ...إلخ. قال الأکمل فی شرح المشارق: وأما الدفع إلٰی مثل هٰذا السائل عالما بحاله فحکمه فی القیاس الْإثم به لأنه إعانة علی الحرام لٰکنّه یجعل هبة وبالهبة للغنی أو لمن لَا یکون محتاجًا إلیه لَا یکون آثمًا، أی لأن الصدقة علی الغنی هبة کما أنّ الهبة للفقیر صدقة. (شامی ج:۲ ص:۳۵۵، مطلب فی الحوائج الأصلیة).

زکوٰۃ ادا نہیں ہوگی۔[1] اگر کسی شخص کے بارے میں یہ گمان غالب ہو کہ یہ واقعی مستحق ہے تو اس کو خیرات دے سکتے ہیں اور دینے کا ثواب بھی ہوگا۔ لیکن زکوٰۃ انہی لوگوں کو دینی چاہئے جو واقعتاً محتاج ہوں، بھیک مانگنے کا پیشہ نہ کرتے ہوں۔

پیشہ ور گداگروں کو خیرات نہیں دینی چاہئے

سوال:... آپ سے یہ پوچھنا ہے کہ شریعت کے لحاظ سے خیرات کسے دینا جائز ہے؟ کیونکہ آج کل کے دور میں ایسے لوگ بھی خیرات مانگتے ہیں جو بالکل صحت مند ہوتے ہیں تو کیا ان کو خیرات دینا جائز ہے یا ناجائز؟ اور اگر دے دی جائے تو کچھ گناہ تو نہیں؟ کیونکہ ہمیں یہ معلوم نہیں ہوتا کہ ان میں یتیم، مسکین یا بیوائیں ہیں یا نہیں؟ کیا ان میں یتیم، مسکین اور بیوائیں ہوسکتی ہیں؟ ویسے شکل سے دیکھنے میں لگتے نہیں، اور اگر نہ دیں تو ڈر بھی لگتا ہے کہ کہیں ہم نے اللہ کے حکم کی نافرمانی تو نہیں کی، جس سے ہم سزا کے سزاوار ہوں۔

جواب:... پیشہ ور گداگروں کو تو نہیں دینا چاہئے، ان کے علاوہ اگر غالب خیال ہو کہ یہ واقعی محتاج ہے تو دے دیا جائے، ورنہ نہیں۔[2]

کیا پیشہ ور گداگر کے بارے میں تنبیہ آئی ہے؟

سوال:... میں نے ایک کتاب میں پڑھا ہے کہ پیشہ ور سائل کی اعانت پر تنبیہ آئی ہے، اس صورت میں مجھے سائل کی اعانت کرنی چاہئے یا نہیں؟

جواب:... پیشہ ور سائل کے بارے میں جو تنبیہ ہے، وہ صحیح ہے، لیکن اگر کوئی شخص واقعی حاجت مند ہو تو اس کی اعانت ضرور کرنی چاہئے، لیکن اگر حالات سے محسوس ہو کہ یہ شخص پیشہ ور سائل ہے تو اس کی اعانت نہ کی جائے۔[3]

پیشہ ور گداگر کو خیرات دینا، نیز مسجد میں مانگنا اور ان کو دینا

سوال:... خیرات کے متعلق حضور مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے کہ خیرات نہ روکو، تم سے رزق روک لیا جائے گا۔ ایک

---

(۱) ولَا یجوز دفع الزکٰوة إلٰی من یملک نصابًا أی مال کان دنانیر أو دراهم أو سوائم ...إلخ۔ (عالمگیری ج:۱ ص:۱۸۹، الباب السابع فی المصارف)۔

(۲) عن أبی هریرة رضی الله عنه أن رسول الله صلی الله علیه وسلم قال: لیس المسکین الذی یطوف علی الناس ترده اللقمة واللقمتان والتمرة والتمرتان ولٰکن المسکین الذی لَا یجد غنی یغنیه ولَا یفطن به فیتصدق علیه ولَا یقوم فیسأل الناس۔ (بخاری ج:۱ ص:۲۰۰، کتاب الزکٰوة)۔ أیضًا: ویجوز دفعها إلٰی من یملک أقل من النصاب وإن کان صحیحًا مکتسبًا کذا فی الزاهدی۔ (عالمگیری ج:۱ ص:۱۸۹، الباب السابع فی المصارف)۔

(۳) ولَا یحل أن یسأل شیئًا من القوت (من له قوت یومه) بالفعل أو بالقوّة کالصحیح المکتسب ...إلخ۔ وفی الشامیة: ویأثم معطیه ...إلخ۔ قال الأکمل فی شرح المشارق: وأما الدفع إلٰی مثل هٰذا السائل عالمًا بحاله فحکمه فی القیاس الإثم به لأنه إعانة علی الحرام لٰکنه یجعل هبة وبالهبة للغنی أو لمن لَا یکون محتاجًا إلیه لَا یکون إثما، أی لأن الصدقة علی الغنی هبة کما أن الهبة للفقیر صدقة۔ (شامی ج:۲ ص:۳۵۵، مطلب فی الحوائج الأصلیة)۔

عالم نے اپنے ایک ٹی وی پروگرام میں کہا کہ عام بھکاری کو خیرات دینا جائز نہیں ہے، اور صرف ایسے شخص کو دی جاسکتی ہے جس کے پاس ایک وقت کے کھانے کے لئے کچھ نہ ہو اور وہ بھی تصدیق شدہ بات ہو۔ جبکہ آج کل کے بھکاریوں کے متعلق یہ معلوم کرنا ناممکن ہے، بلکہ شاید کوئی بھی بھکاری یا مانگنے والا ایسا نہ ہوگا جس کے پاس ایک وقت کے کھانے کے لئے کچھ نہ ہو۔ آپ مزید وضاحت فرمائیں کہ خیرات کن اشخاص کو دی جاسکتی ہے تاکہ خیرات دینے والا ثواب کے بجائے گناہگار نہ ہو؟

مسجدوں میں بھی فرض جماعت کے فوراً بعد کچھ لوگ بآوازِ بلند اِمداد اور خیرات طلب کرتے ہیں، اور کافی تفصیل سے اپنے حالات بیان کرتے ہیں، جس سے اِنفرادی نماز کی ادائیگی میں خلل واقع ہوتا ہے، کیا مسجد میں مانگنا جائز ہے؟ اور ان کو دینے والا گناہگار تو نہیں؟

جواب:... پیشہ ور گداگر عام طور سے محتاج نہیں ہوتے، ان کو خیرات نہیں دینی چاہئے۔ خواہ مسجد میں مانگیں یا باہر۔ البتہ جس شخص کے بارے میں دِل گواہی دے کہ بیچارہ ضرورت مند، محتاج ہے، اس کو دے دینا چاہئے۔ [۱]

پیشہ ور گداگروں کا مستحق ہونا کیسے معلوم ہوگا؟

سوال:... اکثر اوقات خاص طور پر جمعرات جمعہ وغیرہ کو گلی میں فقیر وغیرہ آتے ہیں، جو کہ مختلف پریشانیاں بیان کرکے بھیک یا اِمداد چاہتے ہیں، اور بعض لوگوں سے سنا ہے کہ یہ فقیر تو ایسے ہی پیشے کے طور پر بھیک مانگتے ہیں، یہ ہم سے بھی اچھی زندگی گزارتے ہیں۔ خیر دِلوں کا حال تو اللہ ہی جانتا ہے۔ دریافت یہ کرنا تھا کہ ایک عام مسلمان کا ان فقیروں کی آواز پر کیا رَدِّ عمل ہونا چاہئے؟ آیا ان کو خیرات دینی چاہئے اور ان کی آواز سن کر دِل کو کیا سوچنا چاہئے؟ یا دِل میں کیا تمنا پیدا ہونی چاہئے؟ تفصیل سے قرآن وحدیث کی روشنی میں بتائیں۔

جواب:... ان میں سے بعض واقعی ضرورت مند بھی ہوسکتے ہیں، لیکن عام طور پر یہ لوگ پیشہ ور ہوتے ہیں، اور بھیک مانگ کر نشہ کرتے ہیں، ان میں سے بہت سے لوگ ہیروئن وغیرہ کے عادی ہوتے ہیں، اس لئے پیشہ ور گداگروں کو دینا جائز نہیں، البتہ اگر کسی کے بارے میں دِل شہادت دے کہ یہ واقعی مستحق ہے، اس کو ضرور دینا چاہئے۔ [۲]

پیشہ ور سائل کو دینا

سوال:... میں نے علمائے کرام سے سنا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کبھی کسی سائل کو واپس نہیں لوٹایا، لیکن مولانا اشرف علی تھانویؒ کی تصنیف ''دِین ودُنیا'' میں پیشہ ور سائل کی اعانت پر تنبیہ آئی ہے، اس صورت میں مجھے سائل کی اعانت کرنی چاہئے یا نہیں؟

(۱ و ۲) ولَا یحل أن یسأل شیئًا من القوْت (من له قوْت یومه) بالفعل أو بالقوّة کالصحیح المکتسب ...إلخ۔ وفی الشامیة: ویأثم معطیه ...إلخ۔ قال الأکمل فی شرح المشارق: وأما الدفع إلٰی مثل هٰذا السائل عالمًا بحاله فحکمه فی القیاس الْإثم به لأنه إعانة علی الحرام لٰکنه یجعل هبة وبالهبة للغنی أو لمن لَا یکون محتاجًا إلیه لَا یکون إثما، أی لأن الصدقة علی الغنی هبة کما أن الهبة للفقیر صدقة۔ (شامی ج:۲ ص:۳۵۵، مطلب فی الحوائج الأصلیة)۔

جواب:... پیشہ ور سائل کے بارے میں حضرت تھانوی رحمہ اللہ تعالیٰ نے جو کچھ لکھا ہے، وہ صحیح ہے، اس لئے اگر واقعی کوئی حاجت مند ہو تو اس کی اعانت ضرور کرنی چاہئے، لیکن اگر حالات سے محسوس ہو کہ یہ شخص پیشہ ور سائل ہے تو اس کی اعانت نہ کی جائے۔[1]

خیرات میں امیروں کا شامل ہونا

سوال:... کسی بھی خیرات جو کہ غریبوں کا حق ہے، اس میں اگر اُمیر لوگ شامل ہو جائیں تو کیا خیرات دُرست ہوگی؟

جواب:... صدقہ و خیرات فقیروں کا حق ہے، اُمراء کو نہیں جانا چاہئے۔[2]

کیا خیرات، نیاز، پڑوسی کو دے سکتے ہیں؟

سوال:... خیرات، نیاز، پڑوسی یا عام آدمی کو دی جاسکتی ہے؟

جواب:... مستحق غریبوں کو دی جاسکتی ہے۔[3]

نفلی صدقے سے کی جانے والی دعوت میں غنی آدمی کی شرکت

سوال:... صدقہ نفلیہ سے کی جانی والی دعوت میں غنی کی مالک کی اجازت سے شرکت جائز ہے؟

جواب:... صدقہ نفلی میں غنی کی شرکت جائز ہے، اور ثواب کا فیصلہ قیامت کے دن اللہ تعالیٰ کریں گے۔[4]

اگر رات کا کھانا کمپنی کے ذمہ ہو تو ملازمین کو کھلایا گیا گوشت صدقہ نہیں ہوگا

سوال:... آپ مجھے صدقے کی شرعی حیثیت کے بارے میں بتایئے، یعنی صدقے کے گوشت پر کن لوگوں کا حق ہے؟ میں جس کمپنی میں کام کرتا ہوں، وہاں پر ہم لوگوں کو رات کا کھانا دیا جاتا ہے، ابھی کچھ عرصے سے یہ سلسلہ شروع ہوا ہے، کمپنی کے مالکان بکرا منگوا کے کٹواتے ہیں، اور یہ گوشت رات کے کھانے میں اسٹاف کو دیا جاتا ہے، کچھ لوگوں سے معلوم کرنے پر پتا چلا کہ یہ صدقے کا گوشت ہے، اور کچھ کہتے ہیں یہ اللہ واسطے ہے۔

سوال یہ ہے کہ جب رات کا کھانا کمپنی کے ذمے ہے تو اس طرح صدقے کا گوشت اسٹاف کو کھلانا جائز ہے یا نہیں؟ اور اسٹاف کا... جن میں سیّد حضرات بھی شامل ہیں... یہ کھانا کھانا جائز ہے؟ ہمارے ساتھی کا کہنا ہے کہ کیونکہ رات کا کھانا کمپنی کے ذمے ہے اس لئے ان کا صدقہ ہوا ہی نہیں اور ہمارا یہ کھانا جائز ہے۔

---

(۱) ولَا یحل أن یسأل شیئًا من القوْت (من له قوْت یومه) بالفعل أو بالقوّة کالصحیح المکتسب ...إلخ۔ وفی الشامیة: ویأثم معطیه ...إلخ۔ قال الأکمل فی شرح المشارق: وأما الدفع إلٰی مثل هٰذا السائل عالمًا بحاله فحکمه فی القیاس الإثم به لأنه إعانة علی الحرام لٰکنه یجعل هبة وبالهبة للغنی أو لمن لَا یکون محتاجًا إلیه لَا یکون إثما، أی لأن الصدقة علی الغنی هبة کما أن الهبة للفقیر صدقة۔ (شامی ج:۲ ص:۳۵۵، مطلب فی الحوائج الأصلیة)۔

(۲ و ۳) إنما الصّدقٰت للفقراء والمسٰکین ...إلخ۔ (التوبة:۶۰)۔

(۴) لأن الصدقة علی الغنی هبة۔ (شامی ج:۲ ص:۳۵۵، مطلب فی الحوائج الأصلیة، طبع ایچ ایم سعید)۔

جواب:... آپ کے ساتھی کا یہ کہنا صحیح ہے کہ چونکہ رات کا کھانا کمپنی کے ذمے ہے، اس لئے یہ کھانا بھی گویا اُجرت میں شامل ہے، اور اُجرت میں دی گئی چیز کا صدقہ نہیں ہوتا۔(۱) اس لئے آپ کو اس کا کھانا جائز ہے۔

صدقہ نقد دیں یا کھانے کی صورت میں

سوال:... صدقہ دینے کی اصل صورت کیا ہے؟ کھانے کی صورت میں صدقہ دیں یا کسی ضرورت مند کو نقد رقم دے دی جائے؟ ان دونوں صورتوں میں اَجر کس پر زیادہ ہے؟

جواب:... نقد دے دے تو بہت اچھا ہے، پکا کر بھی دے سکتے ہیں۔(۲)

کیا جانوروں پر صدقہ کرنا بہتر ہے یا اِنسانوں؟

سوال:... صدقہ کس طرح ادا کرنا چاہئے؟ کیا پرندوں کو گوشت کھلانا جائز ہے؟

جواب:... پرندے اپنا رِزق خود تلاش کرلیتے ہیں، اِنسانوں کو کھلانا افضل ہے۔(۳)

صدقے کے جانور سے خود کھانا

سوال:... اگر کوئی آدمی کسی جانور کا صدقہ دے اور اس کو ذبح کرکے اس کا گوشت لوگوں میں تقسیم کرے تو کیا وہ خود یا اس کے خاندان کے افراد اس گوشت میں سے گوشت لے سکتے ہیں یا نہیں؟

جواب:... جانور ذبح کرنے سے صدقہ نہیں ہوتا، بلکہ جتنا حصہ خیرات کیا جائے، وہ صدقہ ہوگا۔ اور جتنا خود رکھا وہ صدقہ نہیں ہوگا۔(۴)

صدقے کے لئے کالے بکرے کی تخصیص

سوال:... ہمارے معاشرے میں بعض رُسومات پر عمل ضروری سمجھا جاتا ہے، مثلاً: صدقے کے لئے کالا بکرا دِیا جائے۔ نیز جس کی طرف سے صدقہ دیا جارہا ہو، وہ صدقے کے جانور پر ہاتھ پھیرے، کیا اس کی کوئی شرعی حیثیت ہے؟

جواب:... صدقہ کرنے کا تو حکم ہے، اور صدقہ کرنے سے آفات اور مصیبتیں دُور ہوتی ہیں، لیکن جو دیگر باتیں آپ نے لکھی

---

(۱) ولَا تحسب اجرة العامل ونفقة البقر وكرى الأنهار وأجرة الحفاظ وغير ذالك۔ (عالمگیری ج:۱ ص:۱۸۷)۔

(۲) ودفع القيمة أى الدراهم أفضل من دفع العين على المذهب المفتٰى به جوهرة ...إلخ۔ وفى الشامية: لأن العلة فى أفضلية القيمة كونها أعون علٰى دفع حاجة الفقير لِاحتمال أنه يحتاج غير الحنطة ...إلخ۔ (شامى ج:۲ ص:۳۶۶)۔

(۳) إنما الصدقٰت للفقراء والمسٰكين ...إلخ۔ (التوبة:۶۰)۔

(۴) كما فى الحديث: وروى عن عائشة رضى الله عنها أنهم ذبحوا شاةً، فقال النبى صلى الله عليه وسلم: ما بقى منها؟ قالت: ما بقى منها إلّا كتفها! قال: بقى كلها غير كتفها۔ رواه الترمذى، وقال: حديث حسن صحيح، ومعناه أنهم تصدقوا بها إلّا كتفها۔ (الترغيب والترهيب ج:۲ ص:۲، طبع دار إحياء التراث العربى)۔

ہیں کہ بکرا کالا ہو، اس پر ہاتھ پھیرا جائے، وہ تمام باتیں توہم پرستی ہیں۔[1]

اللہ تعالیٰ کے نام کی بجائے سر کا صدقہ دینا

سوال:...ایک عامل صاحب نے کہا ہے کہ جو لوگ مصیبتوں میں مبتلا ہوں، ان کو چاہئے کہ بجائے کسی نام کی طرف منسوب کرنے کے صرف اپنے سر کا صدقہ کریں، صدقہ ادا کرنے سے مصائب رفع ہوجاتے ہیں۔ اور وہ کہتے ہیں کہ صدقہ صرف اپنے سر کا ہوتا ہے۔ مگر ہم نے اب تک جب بھی صدقہ دیا تو اللہ تعالیٰ کے نام کی طرف منسوب کرکے دیا کہ اے اللہ! یہ خیرات آپ کے نام کی ہے، آپ ہمارے حال پر رحم فرمائیں۔

حضرت! کیا عامل کا کہنا ٹھیک ہے یا غلط؟ صحیح طریقہ کیا ہے؟ اور اگر غلط ہے جیسا کہ ہمارا گمان ہے تو اس کی وضاحت فرمادیں، عین نوازش ہوگی۔

جواب:...اپنے سر کے صدقے کا مطلب اللہ تعالیٰ کے نام پر ہوتا ہے، اس لئے صحیح ہے۔ اپنی طرف سے صدقہ کرنا، یہ صدقہ بھی فی سبیل اللہ ہوتا ہے،[2] عامل کا یہ کہنا بھی صحیح ہے کہ صدقے سے مصیبت ٹلتی ہے۔[3]

صدقے کی رقم کہاں خرچ کی جائے؟

سوال:...میں اکثر صدقے کی رقم نکال کر رکھ دیتی ہوں، جب کوئی فقیر آئے تو ایک دو روپے اسے دے دیتی ہوں، اور سو پچاس روپے ایک رفاہی سینٹر بھیج دیتی ہوں، کیا یہ طریقہ صحیح ہے؟ کیونکہ فوری طور پر کوئی نہیں ملتا تا کہ پیسے دیئے جائیں۔ گھر والوں کا کہنا ہے کہ صدقے کی رقم اس وقت دینی چاہئے، جس وقت صدقہ ادا کیا جائے۔

جواب:...جب آپ کے پاس صدقے کی رقم جمع ہوجائے تو کسی دِینی مدرسے میں بھیج دیا کریں، تا کہ آپ کو دِینی علوم کے پڑھنے پڑھانے کا ثواب ملے۔[4]

ختمِ قرآن و آیتِ کریمہ کے بعد صدقہ و خیرات کرنا

سوال:...کیا ختمِ قرآن پاک اور آیتِ کریمہ کرانے کے بعد صدقہ و خیرات یا زکوٰۃ ادا کرنا ضروری ہے اور اس کو کن لوگوں

---

(۱) وروی عن أبی بکر الصدیق رضی الله عنه قال: سمعت رسول الله صلی الله علیه وسلم علٰی أعواد المنبر یقول: إتقوا النار ولو بشق تمرة فإنها تقیم العوج وتدفع میتة السوء وتقع من الجائع موقعها من الشبعان. رواه أبو یعلٰی والبزار. (الترغیب والترهیب ج:۲ ص:۱۱، طبع دار إحیاء التراث العربی، بیروت).

(۲) وروی عن میمونة بنت سعد أنها قالت: یا رسول الله! افتنا عن الصدقة؟ فقال: انها حجاب من النار لمن احتسبها یبتغی بها وجه الله عزّو جلّ. رواه الطبرانی. (الترغیب والترهیب ج: ۲ ص:۱۷، طبع دار إحیاء التراث العربی، بیروت).

(۳) وروی عن رافع بن خدیج رضی الله عنه قال: قال رسول الله صلی الله علیه وسلم: الصدقة تسد سبعین بابًا من السوء. رواه الطبرانی فی الکبیر. (الترغیب والترهیب ج:۲ ص:۱۹، طبع دار إحیاء التراث العربی، بیروت).

(۴) وفی المعراج: التصدق علی العالم الفقیر أفضل. (الدر المختار ج:۲ ص:۳۵۴، باب المصرف).

پر خرچ کیا جاسکتا ہے؟

جواب:... ختمِ قرآن یا آیتِ کریمہ کے ختم پر زکوٰۃ نکالنا ضروری نہیں، ویسے صدقہ و خیرات آدمی جب بھی کرے اچھی بات ہے۔ (۱)

اپنی زندگی میں ہی صدقۂ جاریہ کا اِہتمام کرنا

سوال:... اگر کوئی شخص ذخیرۂ آخرت کے خیال سے کوئی نیک کام کر جائے، مثلاً: کوئی مسجد بنوادی، کسی مدرسے میں حصہ ڈال دیا، سپارے مسجد میں رکھوادیئے۔ اسی طرح کسی عزیز یا غریب کی اعانت کردی، تو کیا اس کے لئے جائز ہے؟ کیونکہ وارثوں سے تو توقع نہیں کہ اس کے ترکے میں سے کچھ صدقۂ جاریہ کے لئے خرچ کریں گے۔

جواب:... یہ نہ صرف جائز ہے، بلکہ بہتر اور افضل ہے کہ آدمی اپنی زندگی میں اپنے لئے ذخیرۂ آخرت جمع کرنے کا اِہتمام کرے۔ (۲)

حکومت کی چوری کرکے بچائے ہوئے پیسوں سے خیرات کرنا

سوال:... کوئی آدمی بھی ہو جو حکومت کی چوری کرتا ہے، جیسے بجلی ہو یا اور کوئی چیز ہو، جو حکومت کو نہیں معلوم ہے، مگر اللہ دیکھ رہا ہے۔ تو آپ بتائیں کہ یہ روپیہ جو کچھ بچا کیا، وہ جائز ہوا؟ برائے مہربانی صاف صاف تحریر فرمائیں اور حلال کی روزی بھی کماتے ہیں، اس سے کوئی ملاوٹ تو نہیں ہے؟ اور دُرود، فاتحہ وغیرہ بہت دُھوم دھام سے کرتے ہیں، تو کیا یہ سب کا ثواب ان لوگوں کو پہنچتا ہے جس کے نام سے کرتے ہیں؟ اور کرنے والے کو بھی ثواب ملتا ہے یا نہیں؟

جواب:... حکومت کی چوری کا روپیہ ناجائز ہے، اس میں سے جو صدقہ خیرات کیا جائے، اس کا ثواب نہیں ملتا۔ (۳)

رشوت کی رقم اور زمین کی پیداوار کی رقم والے کا صدقہ و خیرات کرنا

سوال:... زید نے اپنی زمین جس میں زید فصل کاشت کرتا ہے اپنے قریبی رشتہ دار کو کرایہ پر دی۔ زید کا وہ رشتہ دار پولیس میں ڈی ایس پی کے عہدے پر فائز ہے۔ اس کے پاس کثرت سے رشوت کا پیسہ آتا ہے، لیکن اس کے ساتھ ساتھ اس کے پاس اپنی کاشت کے لئے زمین بھی ہے جو تقریباً ۱۲۰۰ ایکڑ ہے جو اس کو اس کے والد نے اپنی زندگی میں ہی الگ حصے کے طور پر دی

---

(۱) وفی روایة: من استطاع منکم أن یستتر من النار ولو بشق تمرة فلیفعل۔ رواه البخاری ومسلم۔ (الترغیب والترهیب ج:۲ ص:۱۰، طبع دار إحیاء التراث العربی، بیروت)۔

(۲) حدثنا أبو هریرة قال: جاء رجل إلی النبی صلی الله علیه وسلم فقال: یا رسول الله! أی صدقة أعظم أجرًا؟ قال: أن تصدق وأنت صحیح شحیح تخشی الفقر وتأمل الغنٰی ولَا تمهل حتّٰی إذا بلغت الحلقوم ...إلخ۔ (بخاری ج:۱ ص:۱۹۱)۔

(۳) عن أبی هریرة قال: قال رسول الله صلی الله علیه وسلم: إن الله طیب لَا یقبل إلّا طیّبًا ...إلخ۔ (مشکوٰة ص:۲۴۱)۔ وعن أبی هریرة قال: قال رسول الله صلی الله علیه وسلم: من تصدق بعدله تمرة من کسب طیب ولَا یقبل الله إلّا الطیب ...إلخ۔ (مشکوٰة ص:۱۶۷، باب فصل الصدقة، الفصل الأوّل، طبع قدیمی)۔

ہے، اور اس نے اپنی رشوت کی رقم سے نہیں خریدی۔ اب غالب گمان کے مطابق اس کے پاس یعنی زید کے رشتہ دار کے پاس مالِ حرام زیادہ ہے بہ نسبت حلال کے، کیونکہ رشوت بہت زیادہ ملتی ہے۔ اب مسئلہ یہ دریافت کرنا ہے کہ کیا زید کو جو کرایہ کی رقم اپنی حلال زمین کے عوض میں ملی ہے وہ حلال ہے یا حرام ہے؟ اس کو زید اپنے ذاتی اِستعمال میں لاسکتا ہے یا نہیں؟ اور کسی دِینی مصرف یعنی مسجد میں چندہ یا مدرسے میں دے سکتا ہے یا نہیں؟ اور زید کو اس کا پورا علم تھا کہ اس کے رشتہ دار کے پاس مالِ حرام کثرت سے موجود ہے، تو زید کا یہ عمل صحیح ہے یا غلط؟

جواب:... جس شخص کی آمدنی حلال وحرام سے مخلوط ہو، اس میں غالب کا اِعتبار ہے۔ حلال غالب ہو تو اس کے گھر کا کھانا جائز ہے، ورنہ نہیں۔ یہی حکم اس کے ساتھ معاملے کا بھی سمجھنا چاہئے۔ بعض لوگ اپنی حلال آمدنی الگ رکھتے ہیں، اس لئے اگر زید اپنی زمین اس کو کرائے پر دیتا ہے تو اس سے کہہ دے کہ مجھے یہ کرایہ حلال آمدنی سے دیا جائے، اگر وہ ایسا نہ کرے تو اس کو نہ دِی جائے۔ بہرحال اگر حرام آمدنی سے کرایہ ادا کیا گیا ہے تو زید کو چاہئے کہ اس سے صدقہ وخیرات وغیرہ نہ کرے، بلکہ کسی غیرمسلم سے قرض لے کر اس میں خرچ کرے، اور یہ رقم غیرمسلم کو اس کے قرض میں دیدے۔ [1]

خیرات کرنے والے کے دِل میں اپنی تعریف کا خیال آنا اور اس کا توبہ کرنا

سوال:... اگر کبھی کوئی انسان نیک کام کر رہا ہو، مثلاً: خیرات وغیرہ دیتا ہو، اس کے دِل میں یہ خیال آئے کہ لوگ میری تعریف کریں گے، مگر دُوسرے ہی لمحے خدا کے خوف سے اس بات کو دِل سے نکال دے اور توبہ کرے، تو اس شخص کا نیک عمل قبول ہوجائے گا یا نہیں؟

جواب:... ضرور قبول ہوگا، اِن شاء اللہ! [2]

---

(۱) اهدى إلٰى رجل شيئًا أو أضافه إن كان غالب ماله من الحلال فلا بأس إلّا أن يعلم بأنه حرام فإن كان الغالب هو الحرام ينبغي لَا يقبل الهدية ولَا يأكل الطعام إلّا أن يخبره بأنه حلال ورثته أو استقرضته من رجل كذا في الينابيع. (عالمگيری ج:۵ ص:۳۴۲، كتاب الكراهية، الباب الثاني عشر في الهدايا والضيافات).

(۲) إنما الأعمال بالنيات. الحديث. (مشكوٰة ص:۱۱، مقدمة).

حج و عمرہ کی فضیلت

حج سے گناہوں کی معافی اور نیکیوں کا باقی رہنا

سوال:... سنا ہے کہ حج ادا کرنے کے بعد وہ انسان جس کا حج قبول ہوجائے وہ گناہ سے پاک ہوجاتا ہے جیسے کہ پیدا ہونے کے بعد کوئی بچہ، کیا یہ بات دُرست ہے؟ اگر یہ بات دُرست ہے تو کیا اس شخص نے جو اَب تک نیکیاں کیں وہ بھی ختم ہوجائیں گی؟

جواب:... گناہوں کے معاف ہونے سے نیکیوں کا ختم ہونا کیسے سمجھ لیا گیا ہے؟ حج بہت بڑی عبادت ہے جس سے گناہ معاف ہوجاتے ہیں، مگر عبادت سے نیکیاں تو ضائع نہیں ہوا کرتیں! اور یہ جو فرمایا کہ: ''گویا وہ آج اپنی ماں کے پیٹ سے پیدا ہوا ہے''[۱] یہ گناہوں سے پاک ہونے کو سمجھانے کے لئے ہے، کہ جس طرح نومولود بچہ گناہوں سے پاک صاف ہوتا ہے، اسی طرح ''حجِ مبرور'' کے بعد آدمی گناہوں سے پاک صاف ہوجاتا ہے۔[۲]

کیا حاجی کے قضا روزے اور نمازیں بھی معاف ہوجاتی ہیں؟

سوال:... کیا حاجی کی قضا نمازیں، روزے بھی معاف ہوجاتے ہیں؟

جواب:... حج سے فرائض اور حقوق العباد معاف نہیں ہوتے، بلکہ جو شخص فرائض کے چھوڑنے اور حقوق العباد کے تلف کرنے کی توبہ نہ کرے اس کا حج ہی قبول نہیں ہوتا، ایسا شخص دُنیا کی نظر میں ''حاجی'' ہے، مگر اللہ کے دفتر میں ''حاجی'' نہیں بلکہ ''پاجی'' یعنی فاسق ہے۔[۳]

---

(۱) عن أبی هريرة قال: قال رسول الله صلی الله عليه وسلم: من حج لله فلم يرفث ولم يفسق رجع كيوم ولَدته اُمّه. متفق عليه. (مشكوٰة ص: ۲۲۱، كتاب المناسك، الفصل الأوّل، طبع قديمی).

(۲) قال الطيبی: ای مشابهًا فی البراءة عن الذنوب بنفسه فی يوم ولدته اُمّه فيه. (مرقات ج:۳ ص:۱۶۸ طبع بمبئی).

(۳) أن من جملة بعض حقوق الله كترک الصلاة والصوم مما أجمع العلماء علٰی أنه لَابد من قضائهما ولو بعد التوبة التی هی أقویٰ أنواع الكفارة، ومن جملتها بعض حقوق العباد كقتل النفس وأخذ مال الناس ظلمًا فی البلاد ولَا ريب فی أن مجرد أداء الحج لَا يكفر نحوهما من غير تمكين للنفس ورد مال المظلومين أو الإستحلال من أصحابهما الموجودين. (ارشاد الساری ص:۳۲۲). ويجب أن يتوب من جميع الذنوب توبة نصوحا ..... وإن كانت عما ترک فيه من حقوق الله تعالٰی كصلاة فلا تنفعه التوبة ما لم يقض ما فاتهٗ ثم يندم ويستغفر الله تعالٰی وإن كانت عن ذنب يتعلق بالعباد فإن كانت من مظالم الأموال فتتوقف التوبة منها مع قدمنا فی حقوق الله تعالٰی علی الخروج عن الأموال وإرضاء الخصم إما بأن يتحلل من أهلها أو يردّها إليهم أو إلٰی من يقوم مقامهم من وكيل أو وارث ...إلخ. (ارشاد الساری ص:۳، طبع دار الفكر بيروت).

حج کی ادائیگی سے قبل حقوقِ واجبہ کی ادائیگی

سوال:... بعض مرد حضرات اپنی بیوی، بھائی واحباب وغیرہ کو ناراض کرکے، اپنے والدین یا دیگر محرَم کے ساتھ، اور اس طرح بعض خواتین اپنے شوہر وغیرہ کو ناراض کرکے اپنے والدین یا دیگر محرَم کے ساتھ بغیر معافی تلافی کئے حجِ مبرور و زیارتِ رسولِ مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کی سعادت کے حصول و فریضے کی ادائیگی کے لئے حرمین شریفین تشریف لے جارہے ہیں، کیا اس طرح ناراضگی اور معافی تلافی کے بغیر اور صلہ رحمی کا برتاؤ نہ کرتے ہوئے حدیث شریف کی خلاف ورزی کرتے ہوئے ان لوگوں کا ایسے مقدس فریضے کی ادائیگی کے لئے جانا کس حد تک صحیح ہے؟ ان کے حج و دیگر عبادات کی قبولیت میں فرق پڑے گا یا نہیں؟

جواب:... جو شخص سفرِ حج پر جارہا ہو، خواہ حج فرض ہو یا نفلی، اس کے لئے ضروری ہے کہ تمام متعلقین کے حقوقِ واجبہ ادا کرے اور سب سے معافی تلافی کرے،[۱] کیونکہ لمبا سفر ہے اور واپسی کا پتا نہیں، اس لئے اس طرح جانا چاہئے گویا سفرِ آخرت پر جارہا ہے۔ لیکن جو لوگ حقوق ادا کئے بغیر اور والدین کی اِجازت کے بغیر جائیں گے، یا عورت شوہر کی اِجازت کے بغیر جائے گی تو ان کا حج تو ہوجائے گا لیکن یہ حجِ مبرور نہیں ہوگا اور اللہ تعالیٰ ہی بہتر جانتے ہیں کہ اس پر کیا سزا ملے گی...؟

حجِ مقبول کی پہچان

سوال:... اکثر لوگوں کو یہ کہتے سنا ہے کہ: ''ہم نے حج تو کرلیا ہے مگر معلوم نہیں خدا نے قبول کیا کہ نہیں؟'' میں نے یہ سنا ہے کہ اگر کوئی مسلمان حج کرکے واپس آئے اور واپس آنے کے بعد پھر سے بُرائی کی طرف مائل ہوجائے یعنی جھوٹ، چوری، غیبت، دِل دُکھانا وغیرہ شروع کردے تو یہ ان لوگوں کی نشانی ہوتی ہے جن کی عبادت خدا نے قبول نہیں کی ہوتی، کیونکہ انسان جب حج کرکے آتا ہے تو خدا اس کا دِل موم کی طرح نرم کرتا ہے اور سوائے نیکی کے وہ اور کوئی کام نہیں کرتا۔ یہ کہاں تک دُرست ہے؟

جواب:... حجِ مقبول وہی ہے جس سے زندگی کی لائن بدل جائے، آئندہ کے لئے گناہوں سے بچنے کا اہتمام ہو اور طاعات کی پابندی کی جائے۔ حج کے بعد جس شخص کی زندگی میں خوشگوار انقلاب نہیں آتا اس کا معاملہ مشکوک ہے۔[۲]

متعدّد مرتبہ ''عمرہ'' کی ادائیگی پر اِعتراض کا جواب

سوال:... ہم میں کچھ صاحبِ ثروَت حضرات کا سال میں ایک دو عمرے کرنے کا معمول ہے۔ یہ حقیقت ہر ذی شعور

---

(۱) يبدأ بالتوبة وإخلاص النيّة ورد المظالم والإستحلال من خصومه ومن كل عامله ...... ويتجرد عن الرياء والسمعة. (عالمگيری ج:۱ ص:۲۱۹، كتاب المناسك، الباب الأوّل، طبع رشيديه كوئٹه).

(۲) أن الحج المبرور علٰى ما نقله العسقلاني عن ابن خالويه المقبول وهو كما ترى أمره مجهول وقال غيره هو الذى لَا يخالطه شيء من المعاصى ورجحه النووى وهٰذا هو الأقرب وإلٰى قواعد الفقه أنسب لٰكن مع هٰذا لَا يخلو عن نوع من الإبهام لعدم جزم أحد بخلوه عن نوع من الآثام، وقيل الذى لَا رياء فيه ولَا سمعة ولَا رفث ولَا فسوق وهٰذا داخل فيما قبله، وقيل الذى لَا معصية بعده، وقال الحسن البصرى: الحج المبرور أن يرجع زاهدًا فى الدنيا راغبًا فى العقبٰى. (ارشاد السارى ص:۳۲۲، باب المتفرقات، طبع دار الفكر، بيروت).

پاکستانی کے علم میں ہے کہ سفرِ عمرہ کے لئے زَرِمبادلہ کی ضرورت ہوتی ہے، اور یہ زَرِمبادلہ حکومتِ پاکستان مختلف اِداروں سے سود پر حاصل کرتی ہے۔ میری معلومات کے مطابق فرض حج کے بعد جتنے بھی حج یا عمرے کئے جائیں ان کا شمار نفلی عبادات میں ہوتا ہے۔ ہمارے ملک میں حصولِ زَرِمبادلہ کی جو صورتِ حال ہے اس کے پیشِ نظر کیا نفلی عمرہ بار بار جائز ہے؟

جواب:... سرکاری افسران اور اَربابِ حل و عقد اگر تمام مصارف بند کردیں، غیرملکی دورے نہ کیا کریں اور ایک ایک پیسے کی بچت کریں تو میں بھی لوگوں کو مشورہ دُوں گا کہ وہ عمرے یا نفلی حج پر پیسہ خرچ نہ کیا کریں۔ لیکن جب یہ لوگ الّلے تلّلے میں زَرِمبادلہ خرچ کرتے ہیں تو خدا اور رسول ہی کے ساتھ کیا دُشمنی ہے کہ ان کے لئے خرچ نہ کیا جائے...؟[1]

نفل حج زیادہ ضروری ہے یا غریبوں کی استعانت؟

سوال:... حج، اسلام کا ایک اہم رُکن ہے۔ دورانِ حج اسلامی یکجہتی اور اجتماعیت کا عظیم الشان مظاہرہ ہوتا ہے جس کی افادیت کا کوئی بھی انکار نہیں کرسکتا۔ مگر جواب طلب مسئلہ یہ ہے کہ آج کل نفل حج جائز ہے یا نہیں؟ خاص طور پر ان ممالک کے باشندوں کے لئے جہاں سے حج کے لئے جانے پر ہزار ہا روپے خرچ کرنا پڑتے ہیں۔ جبکہ ایک مولانا صاحب نے روزنامہ ''جنگ'' کو انٹرویو دیتے ہوئے فرمایا کہ: ''کمیونزم'' اور ''سوشلزم'' یعنی لادینیت کے حملے کا مقابلہ کرنے کے لئے ضروری ہے کہ انسان کی روٹی کا مسئلہ حل کردیا جائے۔ پاکستان اور بہت سے مسلم ممالک میں لاکھوں کی تعداد میں مسلمان محض پیٹ کی مجبوری کی خاطر عیسائیت اختیار کررہے ہیں، پاکستان کے غریب مسلمانوں میں اگر سوشلزم سے کوئی ہمدردی ہے تو محض پیٹ کی خاطر، ورنہ یہ لوگ بھی ہماری طرح مسلمان ہیں اور ضرورت پڑنے پر اسلام کے لئے جان بھی دینے کو تیار ہیں۔ نفل حج پر خرچ کی جانے والی رقم اگر پاکستان کے غریبوں اور محتاجوں میں تقسیم کردی جائے تو میرا خیال ہے کہ ملک سے غربت کا مسئلہ کافی حد تک حل ہوجائے گا اور اسلامی نظام کی راہ میں حائل بہت سی رُکاوٹیں خودبخود ختم ہوجائیں گی۔ پچھلے سال اس سلسلے میں، میں نے دُوسرے مولانا صاحب کو لکھا تھا تو انہوں نے میری تائید میں جواب دیا تھا کہ: ''موجودہ حالات میں نفل حج کے لئے جانا گناہ ہے، اس رقم کو ملکی یتیموں اور محتاجوں میں تقسیم کرنے سے زیادہ ثواب ملے گا۔'' آپ سے گزارش ہے کہ اس پر مزید وضاحت فرمائیں اور پاکستان کے کروڑوں مسلمانوں کو اس حقیقت سے باخبر فرمائیں، تاکہ اسلامی نظام کی راہ آسان سے آسان تر ہوجائے۔

جواب:... ایک مولانا کے ''زوردار فتویٰ'' اور دُوسرے مولانا کی ''تائید و تصدیق'' کے بعد ہمارے لکھنے کو کیا باقی رہ جاتا ہے...! مگر ناقص خیال یہ ہے کہ نفل حج کو تو حرام نہ کہا جائے،[2] البتہ زکوٰۃ ہی اگر مال داروں سے پوری طرح وصول کی جائے اور

---

(۱) العمرة فی العمر مرّة سُنّة مؤكّدة .... فلا يكره الإكثار منها۔ (حاشية ردّ المحتار ج:۲ ص:۴۷۲، مطلب أحكام العمرة، طبع ايچ ايم سعيد)۔ يجوز تكرارها فی السَّنَة الواحدة۔ (عالمگيری ج:۱ ص:۲۳۷، طبع رشيديه كوئٹه)۔

(۲) ذكر فی القنية أن أباحنيفة كان يقول الصدقة أفضل من حج التطوّع فلما حج وعرف مشاقه فقال: الحج أفضل (وقيل الحج أفضل) وهو رواية عن أبی حنيفة ان الحج تطوّعًا أفضل من الصدقة والصدقة أفضل من العتق والوصية بالصدقة أفضل ثم بالحج ثم بالعتق وفی النوازل أن الحج أفضل من الصدقة عند الإمام وعند محمد الصدقة أفضل منه انتهی۔ وتبين بما ذكرنا أن ما عند المصنف عنه بقيل هو الأولٰی كما لَا يخفی۔ (ارشاد الساری ص:۳۱۶، طبع دار الفكر بيروت)۔

مستحقین پر اس کی تقسیم کا صحیح انتظام کر دیا جائے تو غربت کا مسئلہ حل ہوسکتا ہے۔ مگر کرے کون...؟

حج وعمرہ جیسے مقدس اعمال کو گناہوں سے پاک رکھنا چاہئے

سوال:... یہاں سعودیہ میں ہمارے گھروں میں وی سی آر پر مخرّبِ اخلاق انڈین فلمیں بھی دیکھی جاتی ہیں اور ہر ماہ باقاعدگی سے عمرہ اور مسجدِ نبوی میں حاضری بھی دی جاتی ہے۔ کیا اس سے عمرہ ومسجدِ نبوی کی حاضری کی افادیت ختم نہیں ہوجاتی؟ لوگ عمرہ ثواب کی نیت سے اور مسجدِ نبوی میں بھی حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر کی زیارت کی غرض سے جاتے ہیں، فلمیں دیکھنا بُرا بھی نہیں سمجھتے، عام خیال ہے کہ وطن سے دُوری کی وجہ سے وقت کاٹنے کو دیکھتے ہیں اور یہاں تفریح کا کوئی اور ذریعہ نہیں ہے۔

جواب:... عمرہ اور مسجدِ نبوی (علیٰ صاحبہا الصلوٰۃ والسلام) کی حاضری میں بھی لوگ اتنی غلطیاں کرتے ہیں کہ خدا کی پناہ! دین کے مسائل نہ کسی سے پوچھتے ہیں، نہ اس کی ضرورت سمجھتے ہیں۔[1] جو شخص ٹی وی جیسی حرام چیزوں سے پرہیز نہیں کرتا، اللہ تعالیٰ کو اس کے حج وعمرہ کی کیا ضرورت ہے؟[2] ایک عارف کا قول ہے:

بطوافِ کعبہ رفتم زحرم ندا برآمد
کہ بروں درچہ کردی کہ درون خانہ آئی

ترجمہ:... ''میں طوافِ کعبہ کو گیا تو حرم سے ندا آئی کہ: تو نے باہر کیا کیا ہے کہ دروازے کے اندر آتا ہے۔''

لوگ خوب داڑھی منڈا کر روضۂ اطہر پر جاتے ہیں اور ان کو ذرا بھی شرم نہیں آتی کہ وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت کا دعویٰ تو کرتے ہیں مگر شکل آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے دُشمنوں جیسی بناتے ہیں۔ اس تحریر سے یہ مقصود نہیں کہ لوگوں کو حج وعمرہ نہیں کرنا چاہئے، بلکہ مقصد یہ ہے کہ ان مقدس اعمال کو گناہوں اور غلطیوں سے پاک رکھنا چاہئے۔ ایسے حج وعمرہ ہی پر پورا ثواب مرتب ہوتا ہے۔[3]

کیا نماز کا اِہتمام نہ کرنے والے کے عمرے میں کوئی نقص ہوتا ہے؟

سوال:... ہمارے گھر والے سال میں ایک دفعہ اور بعض دفعہ دو مرتبہ عمرے کی سعادت حاصل کرتے ہیں، لیکن یہاں آکر نماز کا اِہتمام نہیں کرتے اور فجر کا تو ایسا حال معلوم ہوتا ہے کہ ہمارے ذمے فرض ہی نہیں۔ پوچھنا یہ ہے کہ ان کے نماز کا اِہتمام نہ کرنے کی وجہ سے عمرے میں کوئی نقص تو نہیں آتا؟ اگر آتا ہے تو اس کا ضمان کیا ہے اور کیا یہ عمرہ قبول ہوگا یا نہیں؟

---

(۱) وليتعلم ما يحتاج إليه في سفره من أمر الصلاة وكذٰلك يتعلم كيفية الحج وصفة المناسك۔ (ارشاد الساری ص:۴)۔

(۲) لأنه مشروط بعدم وجود الفسق سابقًا ولَاحقًا وحالًا .... ولَا شك ان المصر على المعصية فاسق وصاحب كبيرة فلا يكون داخلا في الجزاء على أداء الحجة۔ (ارشاد الساری ص:۳۲۳، باب المتفرقات، طبع دار الفکر)۔

(۳) ایضاً۔

جواب:... نماز فرض ہے،[1] اور عمرہ سنت ہے،[2] جو شخص فرض کا تارک ہو، اور اس کی کوئی پروا نہ کرتا ہو، اُس کو ایک سنت کے ادا کرنے سے کیا نفع ہوگا...؟

عمرے کی ادائیگی کے تقاضے

سوال:... ہمارے گھر والے ہر سال اللہ کے فضل و کرم سے رمضان المبارک میں عمرے پر جاتے ہیں، اور اکثر شام پانچ بجے کی فلائٹ ہوتی ہے، اس سفر کی بنا پر اس دِن کا روزہ فرض گھر والے نہیں رکھتے، اور کہتے ہیں کہ سفر میں روزہ نہیں ہوتا۔ سفر تو شام سے ہوتا ہے اور روزہ صبح سے نہیں رکھا جاتا۔ پوچھنا یہ ہے کہ آیا یہ عمل ان کا کہاں تک دُرست ہے؟ کیا ان پر روزے کی قضا ہوگی یا نہیں؟ یہ بھی بتلائیں کہ سفر میں جو روزہ معاف ہے وہ کونسا سفر ہے؟ کیونکہ ہوائی جہاز کا سفر تو مشقت سے بالکل خالی ہوتا ہے۔

جواب:... جو شخص صبحِ صادق سے پہلے سفر کی حالت میں ہے اس کو روزہ نہ رکھنے کی رُخصت ہے، لیکن جس شخص کا سفر بعد میں شروع ہونے والا ہے، اس پر روزہ رکھنا فرض ہے، اور چھوڑنا حرام ہے۔[3] عجیب بات ہے کہ آپ کے گھر والے نفل کی خاطر فرض کو چھوڑتے ہیں، حرام کا اِرتکاب کرتے ہیں، اور پھر... چشمِ بددُور...! حج و عمرہ کے شوقین بھی کہلاتے ہیں۔ جتنے روزے آپ کے گھر والوں نے چھوڑے ہیں، ان کی قضا لازم ہے۔ روزہ نہ رکھنے کی رُخصت ہر مسافر کے لئے ہے، لیکن جس سفر میں مشقت نہ ہو اس میں روزہ رکھنا بہتر ہے، ورنہ بعد میں قضا کرنا ہوگی۔[4]

مکہ والوں کے لئے طواف افضل ہے یا عمرہ؟

سوال:... مکۃ المکرّمہ میں زیادہ طواف کرنا افضل ہے یا عمرہ جو کہ مسجدِ عائشہؓ سے اِحرام باندھ کر کیا جاتا ہے؟ کیونکہ ہمارے اِمام کا کہنا ہے کہ طواف مکہ مکرّمہ میں سب سے زیادہ افضل ہے، اور دلیل یہ بیان کرتے ہیں کہ قرآن میں بیت اللہ کے طواف کا حکم ہے نہ کہ عمرہ کا۔ اس لئے مقیم مکہ مکرّمہ کے لئے طواف افضل ہے عمرہ سے۔ اور ساتھ ان کا یہ بھی کہنا ہے کہ مدینہ منوّرہ سے عمرہ کا اِحرام باندھ کر ضرور آنا چاہئے۔ پوچھنا ہے کہ کیا یہ باتیں اِمام کی ٹھیک ہیں یا نہیں؟

---

(۱) عن عبادة بن الصامت رضی الله عنه قال: قال رسول الله صلی الله علیه وسلم: خمس صلوات افترضهن الله تعالٰی، من أحسن وضوءهنّ وصلّاهنّ لوقتهنّ وأتم رکوعهنّ وخشوعهنّ کان له علی الله عهد أن یغفر له، ومن لم یفعله فلیس علی الله عهد إن شاء غفر له وإن شاء عذّبه۔ رواه أحمد وأبوداؤد وروی مالک والنسائی وغیره۔ (مشکوٰة ص:۵۸ طبع قدیمی)۔
عن أبی هریرة رضی الله عنه أن رسول الله صلی الله علیه وسلم قال: الصلوات الخمس والجمعة إلی الجمعة کفّارات لما بینهنّ ما لم یعش الکبائر۔ (ترمذی، باب فی فضل صلوات الخمس ج:۱ ص:۳۰)۔

(۲) عن جابر رضی الله عنه أن النبی صلی الله علیه وسلم سُئل عن العمرة أواجبة هی؟ قال: لَا، وان یعتمروا هو أفضل۔ (ترمذی ج:۱ ص:۱۱۲، أبواب الحج، طبع دهلی)، العمرة فی العمر سنة مؤکدة ...إلخ۔ (ردّ المحتار ج:۲ ص:۴۷۲)۔

(۳) بخلاف الیوم الذی سافر فیه لأنه کان مقیمًا فی أوّل الیوم فدخل تحت خطاب المقیمین فی ذٰلک الیوم فلزمه إتمامه حتمًا۔ (بدائع الصنائع ج:۲ ص:۹۵)۔ فلو سافر نهارًا لَا یباح له الفطر فی ذٰلک الیوم۔ (عالمگیری ج:۱ ص:۲۰۶)۔

(۴) ولٰکن الصوم أفضل إن لم یضره۔ (حاشیة ردّ المحتار ج:۲ ص:۴۲۱، کتاب الحج)۔

جواب:... زیادہ طواف کرنا افضل ہے، مگر شرط یہ ہے کہ عمرہ کرنے پر جتنا وقت خرچ ہوتا ہے اتنا وقت یا اس سے زیادہ طواف پر خرچ کرے، ورنہ عمرہ کی جگہ ایک دو طواف کرلینے کو افضل نہیں کہا جاسکتا۔ (۱)

جو لوگ مدینہ منوّرہ سے مکہ مکرّمہ جانے کا قصد رکھتے ہیں ان کو ذوالحلیفہ سے (جو مدینہ شریف کی میقات ہے) اِحرام باندھنا لازم ہے اور ان کا اِحرام کے بغیر میقات سے گزرنا جائز نہیں، (۲) اور اگر مدینہ منوّرہ سے مکہ مکرّمہ جانے کا قصد نہیں بلکہ جدہ جانا چاہتے ہیں تو ان کے اِحرام باندھنے کا سوال ہی نہیں۔ (۳)

کعبے پر پہلی نظر پڑنے سے کیا مراد ہے؟ کیا اس وقت دُعا ضرور قبول ہوتی ہے؟

سوال:... پہلی نظر کعبہ شریف پر پڑتے ہی جو دُعا مانگی جائے قبول ہوتی ہے، پلک جھپکنے پر پہلی نظر ختم ہوجاتی ہے۔ (الف) پہلی نظر سے کیا مراد ہے؟ (ب) یہ موقع زندگی میں صرف ایک بار آتا ہے یا بار بار؟ مثلاً دوبارہ حج کو گیا یا منیٰ سے طوافِ زیارت کو آیا تب نظر پڑی، یا پانچ وقت نماز کو حرم شریف میں داخل ہوا پہلی نظر پڑی، وضاحت فرمادیجئے نوازش ہوگی۔

جواب:... پہلی نظر سے مراد یہ ہے کہ جونہی بیت اللہ پر نظر پڑے دُعا کرے۔ (۴)

اس کو عمر میں پہلی بار پر کیوں بند رکھا جائے؟ جب بھی پہلی نظر بیت اللہ پر پڑے دُعا کی جائے اور قبولیت کا یقین رکھا جائے۔

کیا غریب لوگ حج اور زکوٰۃ کے ثواب سے محروم رہیں گے؟

سوال:... اسلام کے پانچ ارکان میں سے دو اَرکان زکوٰۃ اور حج غریبوں پر فرض نہیں ہیں، لیکن اس کی وجہ سے وہ غریب شخص ان دونوں کے بے اِنتہا ثواب اور فضیلت سے محروم رہتا ہے، اسلام کا نظامِ اِنصاف کیا اس کی وجہ سے متأثر نہیں ہوتا؟

جواب:... اللہ تعالیٰ نے ثواب اور فضیلت حاصل کرنے کی بے شمار صورتیں رکھی ہیں، اور ان صورتوں کو اپنے بندوں پر تقسیم کردیا ہے، کسی کے لئے کوئی صورت تجویز فرمادی، اور کسی کے لئے کوئی، ساری چیزوں کا بیک وقت ایک آدمی میں جمع ہوجانا عادۃً دُشوار ہے۔ جب یہ مقدمہ سمجھ میں آگیا تو اگر مال داروں کے لئے اللہ تعالیٰ نے مالی عبادات کی صورتیں پیدا فرمادی ہیں جن سے نادار لوگ محروم ہیں، تو ناداروں کے لئے وہ صورتیں پیدا فرمادی ہیں جن سے مال دار محروم ہیں، مثلاً ایک شخص مال دار ہے، اور وہ اپنا مال اللہ تعالیٰ کی خوشنودی کے لئے نیک کاموں میں خرچ کرتا ہے، جتنا ثواب اس شخص کو ملے گا، اتنا ہی ثواب اس نادار کو بھی ملے گا جو یہ نیت

---

(۱) ونظیره ما أجاب به العلّامة القاضی إبراهیم بن ظهیرة المکی حیث سئل هل الأفضل الطواف أو العمرة من أن الأرجح تفضیل الطواف علی العمرة إذا شغل به مقدار زمن العمرة. (فتاویٰ شامی ج:۲ ص:۵۰۲، طبع ایچ ایم سعید)۔

(۲) المواقیت التی لَا یجوز أن یجاوزها الْإنسان إلّا محرمًا خمسة لأهل المدینة ذُوالحُلَیفة ... إلخ۔ (هدایة ج:۱ ص:۲۳۴، کتاب الحج، طبع شرکت علمیه ملتان)۔

(۳) ولو جاوز المیقات ویرید بستان بنی عامر دون مکة فلا شیء علیه۔ (عالمگیری ج:۱ ص:۲۵۳، طبع رشیدیه کوئٹه)۔

(۴) فإذا دخل مکة ووقع بصرهٗ علی الکعبة ووصل المسجد، استحب لهٗ أن یرفع یدیه ویدعو، فقد جاء أنّه یستجاب دعاء المسلم عند رُؤیة الکعبة، ویقول اللّٰهم زد هٰذا البیت تشریفًا وتعظیمًا وتکریمًا ... إلخ۔ (الأذکار النوویّة ص:۱۶۵)۔

رکھتا ہے کہ اگر میرے پاس مال ہوتو میں بھی اس شخص کی طرح نیک کاموں میں خرچ کروں۔ دیکھئے! ایک شخص کے لئے اللہ تعالیٰ نے قربِ الٰہی کا راستہ مال کا خرچ کرنا ٹھہرادیا، اور دُوسرے کے لئے صرف اس کی نیت کرلینا۔ [1]

صرف امیر آدمی ہی حج کرکے جنت کا مستحق نہیں، بلکہ غریب بھی نیک اعمال کرکے اس کا مستحق ہوسکتا ہے

سوال:... حج کرکے صرف امیر آدمی ہی جنت خرید سکتا ہے، کہ اس کے پاس حج پر جانے کے لئے مناسب رقم ہے اور وہ ہزاروں لاکھوں نمازوں کا ثواب حاصل کرسکتا ہے، جبکہ غریب محروم ہے اور اللہ تعالیٰ کا فضل صرف امیروں پر ہے۔ آج کے زمانے میں کسی کا حج بھی قبول نہیں ہورہا، کیونکہ میدانِ عرفات میں لاکھوں فرزندانِ توحید اعدائے اسلام (خاص طور پر اسرائیل، امریکہ، رُوس) کے نابود ہونے کے لئے دُعا بڑے خشوع وخضوع سے کرتے ہیں اور ان کا بال بھی بیکا نہیں ہوتا۔ دُنیا سے بُرائی ختم ہونے کی دُعا کرتے ہیں، لیکن بُرائیاں بڑھ رہی ہیں۔ گویا یہ ان دُعاؤں کے نامقبول ہونے کی علامات ہیں۔

جواب:... حج صرف صاحبِ اِستطاعت لوگوں پر فرض ہے، [2] مگر جنت صرف حج کرنے پر نہیں ملتی، بہت سے اعمال ایسے ہیں کہ غریب آدمی ان کے ذریعہ جنت کماسکتا ہے۔ حدیث میں تو یہ آتا ہے کہ فقراء ومہاجرین، اُمراء سے آدھا دن پہلے جنت میں جائیں گے۔ [3] حج کس کا قبول ہوتا ہے اور کس کا نہیں؟ یہ فیصلہ تو قبول کرنے والا ہی کرسکتا ہے، یہ کام میرے آپ کے کرنے کا نہیں۔ نہ ہم کسی کے بارے میں یہ کہنے کے مجاز ہیں کہ اس کی فلاں عبادت قبول ہوئی یا نہیں، البتہ ہم یہ کہہ سکتے ہیں کہ جس نے شرائط کی پابندی کے ساتھ حج کے ارکان صحیح طور پر اَدا کئے اس کا حج ہوگیا۔ [4] رہا دُعاؤں کا قبول ہونا یا نہ ہونا، یہ علامت حج کے قبول ہونے یا نہ ہونے کی نہیں۔ بعض اوقات نیک آدمی کی دُعا بظاہر قبول نہیں ہوتی اور بُرے آدمی کی دُعا ظاہر میں قبول ہوجاتی ہے، اس کی حکمتیں اور مصلحتیں بھی اللہ تعالیٰ ہی کو معلوم ہیں۔ اور کبھی ایسا بھی ہوتا ہے کہ بُرائی اور شر کے غلبے کی وجہ سے نیک لوگوں کی دُعائیں بھی قبول نہیں ہوتیں۔ حدیث میں آتا ہے کہ ایک وقت آئے گا کہ نیک آدمی عام لوگوں کے لئے دُعا کرے گا، حق تعالیٰ شانہ فرمائیں گے کہ: ''تو اپنے لئے جو

(۱) عن أبی کبشة الأنماریّ رضی الله عنه أنه سمع رسول الله صلی الله علیه وسلم یقول: ...... عبد رزقه الله مالًا وعلمًا فهو یتقی فیه ربه ویصل رحمه ویعمل لله منه بحقه فهذا بأفضل المنازل، وعبد رزقه الله علمًا ولم یرزقه مالًا فهو صادق النیّة یقول: لو أنّ لی مالًا لعملت بعمل فلان فأجرهما سواء ...إلخ. (مشکوٰة، باب إستحباب المال والعمر للطاعة ص:۴۵۱، طبع قدیمی).

(۲) وَلِلّٰهِ عَلَی النَّاسِ حِجُّ الْبَیْتِ مَنِ اسْتَطَاعَ إِلَیْهِ سَبِیْلًا. (آل عمران:۹۷).

(۳) عن أبی هریرة رضی الله عنه قال: قال رسول الله صلی الله علیه وسلم: یدخل الفقراء الجنة قبل الأغنیاء بخمس مأة عام نصف یوم. رواه الترمذی. (مشکوٰة ص:۴۴۷، باب فضل الفقراء وما کان من عیش النبی صلی الله علیه وسلم، طبع قدیمی).

(۴) لإمکان قبوله حیث وجدت شرائطه وأرکانه. (إرشاد الساری ص:۳۲۴، طبع دار الفکر بیروت).

کچھ مانگنا چاہتا ہے مانگ، میں تجھ کو عطا کروں گا، لیکن عام لوگوں کے لئے نہیں، کیونکہ انہوں نے مجھے ناراض کرلیا ہے‘‘ (کتاب الرقائق ص:۱۵۵، ۳۸۴)۔

اور یہ مضمون بھی احادیث میں آتا ہے کہ: ’’تم لوگ نیکی کا حکم کرو اور بُرائی کو روکو، ورنہ قریب ہے کہ اللہ تعالیٰ تم کو عذابِ عام کی لپیٹ میں لے لیں، پھر تم دُعائیں کرو تو تمہاری دُعائیں بھی نہ سنی جائیں‘‘ (ترمذی ج:۲ ص:۳۹)۔ [۱]

اس وقت اُمت میں گناہوں کی کھلے بندوں اشاعت ہو رہی ہے اور اللہ تعالیٰ کے بہت کم بندے رہ گئے ہیں جو گناہوں پر روک ٹوک کرتے ہوں۔ اس لئے اگر اس زمانے میں نیک لوگوں کی دُعائیں بھی اُمت کے حق میں قبول نہ ہوں تو اس میں قصور ان نیک لوگوں کا یا ان کی دُعاؤں کا نہیں، بلکہ ہماری شامتِ اعمال کا قصور ہے، اللہ تعالیٰ ہمیں معاف فرمائیں۔

(۱) عن حذیفة بن الیمان رضی الله عنه عن النبی صلی الله علیه وسلم قال: والذی نفسی بیده! لتأمرنّ بالمعروف ولتنهونّ عن المنکر أو لیوشکنّ الله أن یبعث علیکم عذابًا منه فتدعونه فلا یستجیب لکم. (ترمذی ج:۲ ص:۳۹، أبواب الفتن، باب ما جاء فی الأمر بالمعروف والنهی عن المنکر، طبع کتب خانه رشیدیه دهلی)۔

حج اور عمرہ کی فرضیت

کیا صاحبِ نصاب پر حج فرض ہوجاتا ہے؟

سوال:... ایک مولانا صاحب کہتے ہیں کہ: جس کے پاس ساڑھے سات تولہ سونا یا باون تولہ چاندی ہو وہ صاحبِ مال ہے، اور اس پر حج فرض ہوجاتا ہے۔ یعنی جو صاحبِ زکوٰۃ ہے اس پر حج فرض ہوجاتا ہے۔ اسلام کی روشنی میں جواب دیں۔

جواب:... اس سے حج فرض نہیں ہوتا، بلکہ حج اس پر فرض ہے جس کے پاس حج کا سفرخرچ بھی ہو اور غیرحاضری میں اہل وعیال کا خرچ بھی ہو۔[1] مزید تفصیل "معلم الحجاج" میں دیکھ لی جائے۔

حج کی فرضیت اور اہل وعیال کی کفالت

سوال:... الف ملازمت سے ریٹائرڈ ہوا، دس ہزار روپے بقایاجات یک مشت گورنمنٹ نے دیئے، اب یہ رقم حج کرنے کے لئے اور اس عرصہ تک اس کے اہل وعیال کے خرچ کے لئے کافی ہوتی ہے، مگر جب حج سے واپس آنا ہوگا تو روزگار کے لئے الف کے پاس کچھ بھی نہ ہوگا۔ کیا ایسی حالت میں الف پر حج فرض ہوگا یا نہیں؟

سوال:... ۲: قاسم کی دُکان ہے اور اس میں آٹھ دس ہزار روپے کا سامان ہے، جس کی تجارت سے اپنا اور بچوں کا پیٹ پالتا ہے، اور اگر قاسم دُکان بیچ کر حج کرنے چلا جائے تو پیچھے بچوں کے لئے اسی رقم سے کھانے پینے کا بندوبست بھی ہوسکتا ہے۔ کیا ایسی صورت میں اس پر حج فرض ہوگا یا نہیں؟ اور اس کو حج کے لئے جانا چاہئے یا نہیں؟

جواب:... دونوں سوالوں کا جواب ایک ہی ہے کہ حج سے واپسی پر اس کے پاس اتنی پونجی ہونی چاہئے کہ جس سے اس کے اہل وعیال کی بقدرِ ضرورت کفالت ہوسکے۔[2]

مذکورہ بالا دونوں صورتوں میں حج فرض نہیں ہوگا، بہتر ہے کہ آپ دُوسرے علمائے کرام سے بھی دریافت کرلیں۔

---

(۱) عن ابن عمر رضی الله عنه قال: جاء رجل إلى النبیّ صلی الله علیه وسلم فقال: یا رسول الله ما یوجب الحج؟ قال: الزاد والراحلة۔ رواه الترمذی وابن ماجة۔ (مشکوٰة ص:۲۲۲)۔ الحج واجب علی الأحرار ...... الأصحاء إذا قدروا علی الزاد والراحلة فاضلًا عن المسکن وما لَابد منه، وعن نفقة عیاله إلٰی حین عوده ...إلخ۔ (الهدایة مع البنایة ج:۵ ص:۱-۲)۔

(۲) (ومنها القدرة علی الزاد والراحلة) بطریق الملک أو الإجارة دون الإعارة والإباحة ...... وتفسیر ملک الزاد والراحلة أن یکون له مال فاضل عن حاجته وهو ما سوی مسکنه ولبسه وخدمه وأثاث بیته قدر ما یبلغه إلٰی مکة ذاهبًا وجائیًا راکبًا لَا ماشیًا وسوی ما یقضی به دیونه ویمسک لنفقة عیاله ومرمة مسکنه ونحوه .... (باقی اگلے صفحے پر)

حجِ فرض میں جلدی کیجئے!

سوال:...میرے والد صاحب جن کی عمر تقریباً ۷۰ کے قریب ہے، حج پر جانے کی خواہش نہیں رکھتے ہیں، جبکہ ہماری اور والدہ صاحبہ کی خواہش ہے کہ وہ حج ادا کرلیں، والدہ آج سے تیرہ سال قبل ماموں کے ساتھ حج کا فریضہ ادا کرچکی ہیں، والد صاحب کا موقف اس سلسلے میں یہ ہے کہ خدا کا بلاوا آئے گا تو وہ خود حج کروادے گا، اس کے علاوہ دُوسرے معاملوں میں مثلاً رشتوں وغیرہ کے سلسلے میں بھی والد صاحب کا یہی کہنا ہے کہ اللہ خود کوئی اسباب پیدا کرے گا، انسان کے بس میں کچھ بھی نہیں ہے، لہٰذا انسان کو سکون سے بیٹھ کر اس کی رحمت کا اِنتظار کرنا چاہئے۔ جبکہ ہم لوگ والد صاحب کو یہ سمجھانے کی کوشش کرتے ہیں کہ پہلے انسان کو کوشش کرنی چاہئے پھر دُعا کرنی چاہئے اور اس کے بعد اللہ تعالیٰ کی رحمت کا اِنتظار کرنا چاہئے، اور پھر یہ پوری اُمید رکھنی چاہئے کہ اللہ تعالیٰ وہی کچھ اپنے بندے کے لئے مقرّر فرمائیں گے جو اس کے حق میں بہتر ہوگا۔

جواب:...جس شخص پر حج فرض ہو، اور اَدا نہ کرے اس کے بارے میں حدیث میں فرمایا ہے کہ اللہ تعالیٰ کو پروا نہیں کہ وہ یہودی مرے یا عیسائی ہوکر مرے۔[1] اگر آپ کے والد صاحب پر حج فرض ہے تو ان کو فوراً اَدا کرنا چاہئے، اور اگر خود جانے کی طاقت نہیں رکھتے تو اپنی جگہ کسی کو حجِ بدل کے لئے بھیجیں۔ اللہ تعالیٰ نے اپنی رحمت سے پیسہ عطا فرمایا ہے، اپنی رحمت سے حج پر جانے کے لئے سواری کا اِنتظام فرمایا ہے، اس کے بعد وہ کس رحمت کے اِنتظار میں ہیں...؟

پہلے حج یا بیٹی کی شادی؟

سوال:...ایک شخص کے پاس اتنی رقم ہے کہ وہ یا تو حج کرسکتا ہے یا اپنی جوان بیٹی کی شادی کرسکتا ہے، براہِ کرم مطلع فرمائیں کہ وہ پہلے حج کرے یا پہلے اپنی بیٹی کی شادی کرے؟ اگر اس نے اپنی بیٹی کی شادی کردی تو پھر وہ حج نہیں کرسکے گا۔

جواب:...اس پر حج فرض ہے، اگر نہیں کرے گا تو گناہ گار ہوگا۔[2]

(بقیہ حاشیہ صفحہ گزشتہ)..............إلٰی وقت انصرافه كذا فی محيط السرخسی۔ (عالمگیری ج:۱ ص:۲۱۷، كتاب المناسک، الباب الأوّل)۔ قال بعض العلماء إن كان الرجل تاجرًا يعيش بالتجارة فملک مالًا مقدار ما لو رفع منه الزاد والراحلة لذهابه وإيابه ونفقة أولَاده وعياله من وقت خروجه إلٰی وقت رجوعه ويبقی له بعد رجوعه رأس مال التجارة التی كان يتجر بها كان عليه الحج وإلّا فلا ...إلخ۔ (عالمگیری ج:۱ ص:۲۱۸، كتاب المناسک، ردّ المحتار ج:۲ ص:۴۶۲، كتاب الحج)۔

(۱) عن علی رضی الله عنه قال: قال رسول الله صلی الله عليه وسلم: من ملک زادًا وراحلة تبلغه إلٰی بيت الله ولم يحجّ فلا عليه أن يموت يهوديًا أو نصرانيًا وذٰلک ان الله يقول فی كتابهٖ ولله علی الناس حج البيت من استطاع إليه سبيلًا۔ (ترمذی، باب ما جاء فی التغليظ فی ترک الحج ج:۱ ص:۱۰۰)۔

(۲) وهو فرض علی الفور وهو الأصح فلا يباح له التأخير بعد الإمكان إلی العام الثانی كذا فی خزانة المفتين۔ (عالمگیری ج:۱ ص:۲۱۶، كتاب المناسک)۔ .... وفی التجريد .... عنده دراهم يبلغ بها الحج أو يبلغ ثمن مسكن وخادم وطعام وقوت فعليه الحج فإن جعلها فی غير الحج أثم كذا فی الخلاصة۔ (عالمگیری ج:۱ ص:۲۱۷، كتاب المناسک)۔

پہلے بہن بھائیوں کی شادی کروں یا حج؟

سوال:... میں اپنے گھر کا سربراہ ہوں، میرے والد صاحب وفات پاچکے ہیں، میں شادی شدہ بھی ہوں اور میرے دو بچے بھی ہیں، میں اپنی والدہ صاحبہ کو اگلے سال حج کروانا چاہتا ہوں، جبکہ میری بہن جوان ہے جس کی عمر ۲۴ سال ہے، اور دو بھائی بالترتیب ۲۷، ۳۰ سال کے ہیں، یہ تینوں ابھی تک کنوارے ہیں، ایک بھائی گھر میں ہے اور دُوسرا میرے ساتھ دُبئی میں کام کرتا ہے، ہماری اپنی دُکان ہے، میں آپ سے پوچھنا یہ چاہتا ہوں کہ پہلے امی جان کو حج کرواؤں یا بہن بھائیوں کی شادی کروں؟ کیا امی جان کو پہلے حج کرواؤں تو وہ حج قابلِ قبول ہوگا؟ کیونکہ میں ایک سال میں دونوں کام اِکٹھے نہیں کرسکتا، یا بھائیوں کی شادی کرسکتا ہوں یا حج کرواسکتا ہوں، اکثر لوگ کہتے ہیں کہ پہلے بہن بھائیوں کی شادیاں کرلو، ورنہ حج قبول نہیں ہوگا۔ امی جان کی عمر ۵۵ سال ہے، آپ بتائیں کہ اس مسئلے کو حل کیسے کروں؟

جواب:... اگر آپ کی والدہ پر حج فرض نہیں، یعنی ان کی ذاتی ملکیت اتنی نہیں کہ ان پر حج فرض ہو، تو پہلے شادیوں کے قصے سے نمٹ لینا بہتر ہے، لیکن شادیاں سادگی سے کی جائیں، ان پر بے جا رقم برباد نہ کی جائے۔

محدود آمدنی میں لڑکیوں کی شادی سے قبل حج

سوال:... ایک شخص صاحبِ اِستطاعت ہے اور حج اس پر فرض ہے، لیکن موصوف کی اولاد ہے کہ غیرشادی شدہ ہے، جن میں دو لڑکیاں جوان ہیں، رقم اتنی ہے کہ اگر حج ادا کرے تو کسی ایک لڑکی کی شادی بھی ممکن نظر نہیں آتی، کیونکہ آج کل شادی بیاہ پر کم از کم تیس چالیس ہزار کا خرچہ ہوتا ہے، ایسی صورت میں کوئی شخص جس کے یہ حالات ہوں کیا فرض ہوتا ہے، حج یا شادی؟

جواب:... فقہاء نے لکھا ہے کہ اگر ایک شخص کے پاس اتنی رقم ہو کہ یا وہ اپنی شادی کرسکتا ہے یا حج کرسکتا ہے تو اگر حج کے ایام ہوں تو اس کے ذمہ حج فرض ہے[1]، اسی سے اپنے مسئلے کا جواب سمجھ لیجئے، اس سلسلے میں دیگر علمائے کرام سے بھی رُجوع کرلیجئے۔

پنشن کی رقم سے حج کرنا ضروری ہے یا مکان بنوائیں؟

سوال:... پنشن جاتے وقت ہمیں پنشن فروخت کرکے تقریباً ساڑھے تین یا تین لاکھ روپے ملتے ہیں، کوئی جائیداد وغیرہ نہیں ہوتی، بچوں کے لئے مکان بھی بنانا ہوگا اور دیگر اِخراجات بھی، کیا اس میں حج ضرور ہوگا؟

جواب:... اگر حج کا موقع ہو تو حج کرلیا جائے، ورنہ چھوٹا موٹا مکان بنالیا جائے۔[2]

---

(۱) إذا وجد ما يحج به وقد قصد التزوّج يحج به ولَا يتزوّج، لأن الحج فريضة أوجبها الله تعالٰى على عبده كذا فى التبيين۔ (عالمگيرى ج:۱ ص:۲۱۷، كتاب المناسک، طبع رشيديه كوئٹه، ردّ المحتار ج:۲ ص:۴۶۲، كتاب الحج)۔

(۲) من شرائط الحج القدرة على الزاد والراحلة .... وهو أن يكون له مال فاضل عن حاجته وهو ما سوى مسكنه ...... وأثاث بيته۔ (عالمگيرى ج:۱ ص:۲۱۷، كتاب المناسک، الباب الأوّل، طبع رشيديه)۔

کرایہ کا مکان، مہرِ مؤجل والے پر حج کی فرضیت

سوال:...حج کے مسائل پر مبنی جو کتاب وزارتِ حج کی طرف سے موصول ہوئی اس میں لکھا ہے کہ جس کے پاس اپنی حاجت سے زیادہ مال ہو یعنی رہنے کا مکان، لباس، گھر کے اسباب کے سوا آمد و رفت کا اور اہل و عیال کا خرچ ہو اور یہ سرمایہ اس کے قرض کو منہا کرنے کے بعد ہو، خواہ وہ قرض مہرِ معجّل ہو یا مہرِ مؤجل ہی کیوں نہ ہو، اس پر حج فرض ہے۔

الف:...سوال یہ ہے کہ اگر مکان کرایہ کا ہو تو اس پر حج فرض ہے یا نہیں؟

ب:...علاوہ مہر کے کوئی قرض نہ ہو اور مہر اس قدر زیادہ ہو کہ اس کی ادائیگی ناممکن ہو، بیوی معاف نہ کرے تو وہ حج پر جائے یا نہیں؟

ج:...اگر بیوی مہر بلا معاف کئے مرگئی ہو تو اس پر بھی کیا حج فرض نہیں؟ اگر جائیداد اتنی ہو کہ اس کو فروخت کر کے مہر اَدا کیا جاسکتا ہے مگر وقت کم ہو جس کے سبب فوری فروخت ناممکن ہو تو وہ حج پر جاسکتا ہے یا نہیں؟ اگر چلا جائے تو اس کا حج ہوگا یا نہیں؟

جواب:...کرایہ کا مکان ہو تو کرایہ کی رقم حوائجِ اصلیہ میں شمار ہوگی، اتنی رقم منہا کرنے کے بعد دیکھا جائے گا کہ اس پر حج فرض ہے یا نہیں؟[۱]

مہرِ معجّل تو بالاتفاق مانعِ وجوب ہے، اور مہرِ مؤجل کے مانع ہونے میں اختلاف ہے، اکثر حضرات کا فتویٰ یہ ہے کہ یہ بھی مانع ہے۔[۲]

بیوی کا دَینِ مہر جب تک وصول نہ ہو، اس پر حج فرض نہیں۔[۳]

فریضۂ حج اور بیوی کا مہر

سوال:...ایک دوست ہیں، وہ اس سال حج کرنے کا ارادہ رکھتے ہیں، انہوں نے والدین سے اجازت لی ہے، مگر ان کے ذمہ بیوی کا مہر ۵۰,۰۰۰ روپے کا قرضہ ہے۔ کیا وہ بیوی سے اجازت لیں گے یا معاف کرائیں گے؟ کیونکہ ان کی بیوی پاکستان میں ہے اور وہ دبئی میں ہیں۔ اب ان کا مہر کیسے معاف ہوگا؟

---

(۱) وأما تفسير الزاد والراحلة فهو أن يملك من المال مقدار ما يبلغه إلى مكة .... فاضلًا عن مسكنه وخادمه وفرسه وسلاحه وثيابه ...إلخ. (بدائع الصنائع ج:۲ ص:۱۲۲، كتاب الزكاة، طبع سعيد).

(۲) وفي الدر المختار: فضلًا عما لَابد منه كما مر في الزكاة. وفي رد المحتار: قوله كما مر في الزكاة أي من بيان ما لَابد منه من الحوائج الأصلية كفرسه وسلاحه ...... وقضاء ديونه وأصدقته ولو مؤجلة كما في اللباب وغيره والمراد قضاء ديون العباد. (رد المحتار، كتاب الحج ج:۲ ص:۴۶۱). فارغ عن دين له مطالب من جهة العباد سواء كان لله كزكاة .... ولو صداق زوجه المؤجل. (الدر المختار، كتاب الزكاة ج:۲ ص:۲۶۰، ۲۶۱، طبع سعيد).

(۳) في الدر المختار: لأن الدَّين ليس بمال بل وصف في الذمة لَا يتصور قبضه حقيقة. (الدر المختار ج:۳ ص:۸۴۸).

جواب:... آپ کا دوست حج ضرور کرلے،[1] بیوی سے مہر معاف کرانا حج کے لئے کوئی شرط نہیں۔[2]

کاروبار کی نیت سے حج کرنا

سوال:... ہر مسلمان پر زندگی میں ایک بار حج فرض ہے۔ موجودہ دور میں کچھ حضرات ایسے بھی ہیں جو تقریباً ہر سال حج پر جاتے ہیں اور صرف یہی نہیں کہ ہر سال حج پر جاتے ہیں بلکہ ان کا حج ایک قسم کا "کاروباری حج" ہوتا ہے، کیونکہ یہ لوگ یہاں سے مختلف دوائیں اور دیگر سامان اپنے ساتھ لے جاتے ہیں اور سعودی عرب میں منافع کے ساتھ وہ چیزیں فروخت کردیتے ہیں۔ اسی طرح حج سے واپسی پر یہ لوگ وہاں سے ٹیپ ریکارڈر، وی سی آر اور کپڑا وغیرہ کثیر تعداد میں لاکر یہاں فروخت کردیتے ہیں۔ اس طرح حج کا فریضہ بھی ادا ہوجاتا ہے اور کاروبار بھی اپنی جگہ چلتا رہتا ہے۔ آپ سے پوچھنا یہ ہے کہ اس "کاروباری حج" کی دینی حیثیت کیا ہے؟ کیا ہر سال خود حج پر جانے سے بہتر یہ نہ ہوگا کہ اپنے کسی ایسے غریب رشتہ دار کو اپنے خرچ پر حج کرادیا جائے جو حج کے اخراجات برداشت کرنے کی اِستطاعت نہیں رکھتا؟

جواب:... حج کے دوران کاروبار کی تو قرآنِ کریم نے اجازت دی ہے،[3] لیکن سفرِ حج سے مقصود ہی کاروبار ہو تو ظاہر ہے کہ اس کو اپنی نیت کے مطابق بدلہ ملے گا۔[4] رہا یہ کہ اپنی جگہ دُوسروں کو حج کرادیں، یہ اپنے حوصلہ اور ذوق کی بات ہے، اس کی فضیلت میں تو کوئی شبہ نہیں مگر ہم کسی کو اس کا حکم نہیں دے سکتے۔

غربت کے بعد مال داری میں دُوسرا حج

سوال:... مجھ پر حج بیت اللہ فرض نہیں تھا اور کسی نے اپنے ساتھ مجھے حج بیت اللہ کرایا، اور جب وطن واپس ہوا تو اللہ تعالیٰ نے مجھے مال دیا اور غنی ہوا، اب بتائیے کہ دوبارہ حج کے واسطے جاؤں گا تو یہ حج میرا فرضی ہوگا یا نفلی؟

جواب:... پہلا حج کرنے سے فرضیتِ حج ساقط ہوجائے گی،[5] دُوسرا حج غنی ہونے کے بعد جو کرے گا وہ حج فرض نہیں کہلائے گا بلکہ نفلی سمجھا جائے گا[6] (فتاویٰ دارالعلوم ج:۶ ص:۵۳۱)۔

---

(۱) الحج واجب علی الأحرار .... إلٰی حین عودہٖ ... إلخ۔ (الهداية مع البناية ج:۵ ص:۱-۲، کتاب الحج، حقانیه)۔

(۲) وقضاء دیونه أی المعجلة والمؤجلة وأصدقة نسائه أی ومهورهن ولو مؤجلة أی فضلا عن المعجلة وقیل لَا یشترط کونه فاضلا عن أصدقة نسائه یعنی المؤجلة دون المعجلة۔ (ارشاد الساری ص:۲۹، طبع دار الفکر، بیروت)۔

(۳) "لَیْسَ عَلَیْکُمْ جُنَاحٌ اَنْ تَبْتَغُوْا فَضْلًا مِّنْ رَّبِّکُمْ" (البقرة:۱۹۸)۔ ویستحب ان یفرغ قلبه من طلب التجارة فإن احتاج إلیها ولم یکن له غنی عنها فلا بأس بها لٰکن لَا یجعلها مقصوده الأکبر بل یجعلها ضمنًا وتبعًا۔ (ارشاد الساری ص:۴)۔

(۴) عن عمر بن الخطاب رضی اللہ عنه قال: قال رسول اللہ صلی اللہ علیه وسلم: إنما الأعمال بالنّیّات، وإنّما لِامرئٍ ما نویٰ، فمن کانت هجرته إلی اللہ ورسوله فهجرته إلی اللہ ورسوله، ومن کانت هجرته إلٰی دنیا یصیبها أو امرأة یتزوّجها فهجرته إلٰی ما هاجر إلیه۔ متفق علیه۔ (مشکوٰة ص:۱۱، کتاب الإیمان، طبع قدیمی کتب خانه)۔

(۵) أنه لَا یجب فی العمر إلّا مرّة واحدة۔ (بدائع الصنائع ج:۲ ص:۱۱۹)، فالحج فریضة محکمة ثبتت فرضیتها بدلَائل مقطوعة حتّٰی یکفر جاحدها وأن لَا یجب فی العمر إلّا مرّة کذا فی محیط السرخسی۔ (عالمگیری ج:۱ ص:۲۱۶)۔

(۶) الفقیر فإنه لَا یجب علیه ابتداء لٰکن إن أدّاه صح منه وسقط عنه فرضه حتّٰی لو صار غنیًا بعده لَا یجب علیه ثانیًا۔ (ارشاد الساری ص:۲۱)۔

عورت پر حج کی فرضیت

سوال:...حج کیا صرف مردوں پر فرض ہے یا عورتوں پر بھی؟

جواب:...عورت پر بھی فرض ہے جبکہ کوئی محرَم میسر ہو،[۱] اور اگر محرَم میسر نہ ہو تو مرنے سے پہلے حجِ بدل کی وصیت کردے۔[۲]

کیا بیوی کو اپنی رقم سے حج کرنا چاہئے؟

سوال:...میں ایک اِدارے میں ملازم ہوں، اپنی تنخواہ میں اپنی مرضی سے خرچ کرتی ہوں، شوہر کی آمدنی میں شامل نہیں کرتی۔ شوہر کا کہنا ہے کہ میں ملازمت چھوڑ دُوں، لیکن میں ابھی ملازمت چھوڑنا نہیں چاہتی، میں حج پر جانا چاہتی ہوں، شوہر کہتے ہیں کہ اپنے خرچ پر جاؤ۔ ہمارے لئے قرآن وسنت کا کیا حکم ہے؟

جواب:...آپ کے نان ونفقہ کے مصارف شوہر کے ذمے ہیں۔[۳] حج پر جانے کے لئے اگر آپ کے پاس رقم ہو تو اپنی رقم خرچ کریں۔[۴]

منگنی شدہ لڑکی کا حج کو جانا

سوال:...اگر حج کی تیاری مکمل ہو اور لڑکی کی منگنی ہوجائے تو کیا وہ اپنے ماں باپ کے ساتھ حج نہیں کرسکتی؟

جواب:...ضرور جاسکتی ہے۔[۵]

بیوہ حج کیسے کرے؟

سوال:...خاوند کا انتقال اگر ایسے وقت ہو کہ حج کے وقت تک اس کی عدّت پوری نہ ہوتی ہو تو وہ حج کی بابت کیا کرے؟

جواب:...عدّت پوری ہونے سے پہلے حج کا سفر نہ کرے۔[۶]

---

(۱) ویعتبر فی المرأة أن تکون محرم تحجّ به أو زوج۔ (فتح القدیر مع الهدایة ج:۲ ص:۱۲۸، کتاب الحج)۔

(۲) واختلفوا إلخ ثمرته تظهر فی وجوب الوصیة بالحج إذا مات مثلًا قبل أمن الطریق أو هی قبل وجود المحرم .... ومن قال بأنها شرط الأداء قال یجب لأن الموت بعد الوجوب۔ (فتح القدیر ج:۲ ص:۱۳۰، کتاب الحج، عالمگیری ج:۱ ص:۲۱۹، کتاب المناسک، الباب الأوّل، طبع رشیدیه)۔

(۳) النفقة واجبة للزوجة علٰی زوجها مسلمة کانت أو کافرة إذا سلّمت نفسها إلٰی منزله فعلیه نفقتها وکسوتها وسکناها۔ (هدایة ج:۱ ص:۴۳۷، باب النفقة، طبع شرکت علمیه ملتان)۔

(۴) وتجب علیها النفقة والراحلة فی مالها للمحرم لیحج بها۔ (عالمگیری ج:۱ ص:۲۱۹)۔ وفی الدر المختار: مع وجوب النفقة لمحرمها۔ وفی رد المحتار: أی فیشترط أن تکون قادرة علٰی نفقتها ونفقته۔ (رد المحتار ج:۲ ص:۴۶۴، طبع سعید)۔

(۵) ولها أن تخرج مع کل محرم إلّا أن یکون مجوسیًّا لأنه یعتقد إباحة مناکحتها۔ (هدایة ج:۱ ص:۲۳۳، طبع ملتان)۔

(۶) ومن شرائط وجوب الحج علیها خلوها عن العدّة أیّ عدّة کانت ...إلخ۔ (البنایة فی شرح الهدایة ج:۵ ص:۲۰، کتاب الحج، طبع حقانیه)۔

اپنا حج نہ کرنے والے بیٹے کا والدین کو حج پر بھیجنا

سوال:... بیٹا اپنے والدین کو اپنے خرچ پر حج کی سعادت کے لئے بھیج سکتا ہے یا نہیں؟ جبکہ بیٹے نے خود حج کی سعادت حاصل نہیں کی ہے، اور کیا ایسے میں والدین کا حج ہو جائے گا؟

جواب:... اگر لڑکا والدین کو رقم کا مالک بنادے تو ان کا حج ہو جائے گا، اور اگر لڑکے کے پاس مزید گنجائش ہو تو اس کو بھی والدین کے ساتھ جانا چاہئے۔[1]

بیٹی کی کمائی سے حج

سوال:... اگر بیٹی اپنی کمائی سے اپنی ماں کو حج کرانا چاہے تو کیا یہ جائز ہے؟ جبکہ اس کے بیٹے اس قابل نہیں۔

جواب:... بلاشبہ جائز ہے، لیکن عورت کا محرَم کے بغیر حج جائز نہیں، حرام ہے۔[2]

حاملہ عورت کا حج

سوال:... کیا حاملہ عورت حج کرسکتی ہے؟ اگر وہ حج کرسکتی ہے تو کیا وہ بچہ یا بچی جو کہ اس کے بطن میں ہے اس کا بھی حج ہوگا یا نہیں؟

جواب:... حاملہ عورت حج کرسکتی ہے،[3] پیٹ کے بچے کا حج نہیں ہوتا۔[4]

اِستطاعت کے باوجود حج سے پہلے عمرہ کرنا

سوال:... واپسی کے بعد سے کچھ حالات مناسب نہیں رہے اور عرصہ تین سال گزرنے پر بھی بے روزگار ہوں، ایک بزرگوار نے ایک خاص بات فرمائی ہے جس کے لئے آپ کی طرف رُجوع کر رہا ہوں۔ فرماتے ہیں کہ: عمرہ کی شرائط یہ ہیں کہ اوّل تو حج سے پہلے عمرہ جائز نہیں، اور اگر کرلیا جائے تو اسی سال حج کرنا لازم ہوجاتا ہے، اگر نہیں کیا تو گناہ گار ہوگا۔ اور اسی وجہ سے مجھے یہ پریشانی ہورہی ہے، مہربانی فرماکر جواب مرحمت فرمائیں کہ عمرہ بغیر حج کے نہیں ہوسکتا؟ میرے کہنے پر کہ حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے کئی عمرے فرمائے اور حج صرف ایک مرتبہ آخر میں فرمایا، جس کو وہ بزرگوار نہیں مانتے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے کوئی عمرہ فرمایا ہے۔

---

(۱) فی الدر المختار: ولو وهب الأب لِابنه مالًا يحج به لم يجب قبوله۔ وفی رد المحتار: وكذا عكسه .... ومراده إفادة أن القدرة على الزاد والراحلة لَا بد فيها من الملك دون الإباحة والعارية كما قدمناه۔ (رد المحتار ج:۲ ص:۴۶۱)۔

(۲) قال ويعتبر فی المرأة أن يكون لها محرم تحج به أو زوج ولَا يجوز لها أن تحج بغيرهما۔ (الهداية مع البناية ج:۵ ص:۱۳، ۱۴، كتاب الحج، طبع حقانيه)۔

(۳) لأن النبی صلى الله عليه وسلم فسّر الْإستطاعة بالزّاد والراحلة لَا غير قال ويعتبر فی المرأة أن يكون لها محرم تحج به أو زوج۔ (هداية ج:۱ ص:۲۳۳، كتاب الحج)۔

(۴) وإنما شرط الحرية والبلوغ لقوله عليه السلام .... ايما صبی حج عشر حجج ثم بلغ فعليه حجة الْإسلام۔ (البناية مع الهداية ج:۵ ص:۵، كتاب الحج)۔

جواب:... جس شخص کو ایامِ حج میں بیت اللہ تک پہنچنے اور حج تک وہاں رہنے کی طاقت ہو اس پر حج فرض ہوجاتا ہے،[۱] اور یہ فرضیت اس پر ہمیشہ قائم رہتی ہے۔ اس لئے ایسے شخص کو جو صرف ایک بار بیت اللہ شریف تک پہنچنے کے وسائل رکھتا ہے، حج پر جانا چاہئے۔ عمرہ کے لئے سفر کرنا اور فرضیت کے باوجود حج نہ کرنا بہت غلط بات ہے۔ بہرحال آپ پر حج لازم ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حج سے پہلے حدیبیہ کے سال عمرہ کیا تھا، مگر کفارِ مکہ نے مکہ جانے نہیں دیا، اگلے سال عمرۃ القضا ادا فرمایا۔[۲]

حج یا والدہ کی خدمت؟

سوال:... میں حج کرنا چاہتی ہوں، لیکن میری امی ضعیف ہیں، اور میرے علاوہ ان کا کوئی دیکھنے والا نہیں ہے، جن لوگوں کے پاس چھوڑ کر جاؤں گی وہ بالکل غیر لوگ ہیں۔ میری رہنمائی فرمائیں کہ میں کیا کروں؟

جواب:... اگر آپ کے ذمے حج فرض ہے تو امی کو اللہ کے سپرد کر کے ضرور حج پر جائیں، اور اگر آپ پر حج فرض نہیں تو آپ کے لئے امی کی خدمت افضل ہے۔[۳]

والد کے نافرمان بیٹے کا حج

سوال:... میرا بڑا لڑکا مجھ کو بہت بُرا کہتا ہے، بات اس طرح سے کرتا ہے کہ میں اس کی اولاد ہوں اور وہ میرا باپ ہے۔ میرا دِل اس کی وجہ سے بہت کمزور ہوگیا ہے اور مجھ کو سخت صدمہ ہے۔ میں اس کے لئے ہر وقت بددُعا کرتا ہوں اور خاص کر ہر اذان پر بددُعا کرتا ہوں کہ خداوند کریم اس پر فالج گرائے اور اس کا بیڑا غرق ہوجائے۔ اس کے اس طرزِ عمل پر سخت پریشان ہوں، جھوٹ بہت بولتا ہے۔ جواب دیجئے کہ اس کا خدا کے گھر کیا حال ہوگا؟ اور یہ حج کرنے کو بھی جانے کو ہے، میں تو اس کو معاف کروں گا نہیں، باپ کے ناراض ہونے پر کیا اس کا حج ہوجائے گا؟ سنا تو یہ ہے کہ باپ معاف نہ کرے تو حج نہیں ہوتا، میں اس کو کبھی معاف نہیں کروں گا۔

جواب:... اگر اس کے ذمہ حج فرض ہے تو حج پر تو اس کو جانا لازم ہے،[۴] اور اس کا فرض بھی سر سے اُتر جائے گا۔ لیکن حج پر جانے والے کے لئے ضروری ہے کہ حج پر جانے سے پہلے تمام اہلِ حقوق کے حقوق ادا کرے اور سب سے حقوق معاف کرائے۔[۵]

---

(۱) عن علي رضي الله عنه قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: من ملك زادًا وراحلة تبلغه إلى بيت الله ولم يحج فلا عليه أن يموت يهوديًا أو نصرانيًا وذٰلك ان الله تبارك وتعالٰى يقول: ولله على الناس حج البيت من استطاع إليه سبيلًا. رواه الترمذي. (مشكوٰة ص:۲۲۲، كتاب المناسك، الباب الأوّل). وهو فرض على الفور وهو الأصح فلا يباح له التأخير بعد الإمكان إلى العام الثاني كذا في خزنة المفتين. (عالمگيري ج:۱ ص:۲۱۶، كتاب المناسك، طبع رشيديه كوئٹه).

(۲) ان رسول الله صلى الله عليه وسلم وأصحابه أحصروا بالعمرة بالحديبية فقضوها من القابل وكانت تسمّٰى عمرة القضاء. (البناية شرح الهداية ج:۵ ص:۳۷۹، كتاب الحج، باب الإحصار).

(۳) حج الفرض أولٰى من طاعة الوالدين وطاعتهما أولٰى من حج النفل. (عالمگيري ج:۱ ص:۲۲۱، كتاب الحج).

(۴) وهو فرض على الفور وهو الأصح فلا يباح له التأخير بعد الإمكان إلى العام الثاني كذا في خزنة المفتين. (عالمگيري ج:۱ ص:۲۱۶، كتاب المناسك، الباب الأوّل).

(۵) إذا أراد الرجل أن يحج .... يبدأ بالتوبة وإخلاص النية وردّ المظالم والإستحلال من خصومه ومن كل من عامله كذا في فتح القدير. (عالمگيري ج:۱ ص:۲۱۹، كتاب المناسك، الباب الأوّل).

پس آپ کے بیٹے کو چاہئے کہ وہ آپ کو راضی کرلے، اور معافی مانگ لے۔ اگر آپ اس کو معاف نہیں کریں گے تو اس سے اس کا نقصان ہوگا اور آپ کا بھی کوئی فائدہ نہیں ہوگا۔ اور اگر معاف کردیں گے تو ہوسکتا ہے کہ اس کی حالت سدھر جائے، اس میں اس کا بھی فائدہ ہے اور آپ کا بھی۔

عمرہ ادا کرنے سے حج لازم نہیں ہوتا جب تک دو شرطیں نہ پائی جائیں

سوال:... ایک شخص نے پس انداز رقم مبلغ بیس ہزار روپے اپنے والد مکرّم کے حج کے لئے جمع کی تھی، حج پالیسی کے مطابق بحری جہاز کے ڈیک کا کرایہ ۲۴۹۸۰ روپے گویا ۲۵ ہزار روپے ہے۔ علماء سے مشورہ کیا کہ جتنی رقم کی کمی ہے وہ قرض لے کر فارم بھر دیا جائے؟ تو علمائے کرام نے قرض سے حج کی ادائیگی کو منع کیا۔ بعدہٗ دریافت کیا گیا کہ عمرہ کرلیا جائے؟ تو اس پر جواب ملا کہ عمرہ کرنے کے بعد حج کا ادا کرنا ضروری ہوجائے گا۔ دریافت طلب اَمر یہ ہے کہ اگر حج کی ادائیگی میں حکومتی قانون کی وجہ سے رُکاوٹ ہے کہ رقم پوری نہیں، لیکن موجودہ رقم سے عمرہ کیا جاسکتا ہے تو آیا یہ دُرست ہے یا نہیں؟ اور کیا عمرہ کرنے کے بعد حج لازمی ہوگا، جبکہ فرضیت ہی میں کمی ہے؟ ایسی صورت میں کیا کیا جائے؟ زندگی مستعار کا کیا بھروسہ! لہٰذا استدعا ہے کہ اس موجودہ رقم سے عمرہ کرلیا جائے تو حج تو لازم نہیں ہوگا؟ جیسا شریعت اجازت دے، جواب دے کر مشکور فرمائیں تاکہ آئندہ رمضان المبارک میں عمرہ کرلیا جائے۔

جواب:... اگر حج کے دنوں میں آدمی مکہ مکرّمہ پہنچ جائے اور حج تک وہاں ٹھہرنا ممکن بھی ہو تو حج فرض ہوجاتا ہے، اور اگر یہ دونوں شرطیں نہ پائی جائیں تو حج فرض نہیں ہوتا۔ [۱]

سوال:... اگر کوئی شخص ماہِ حج میں داخل ہوجائے یعنی رمضان المبارک میں عمرے کے لئے جائے اور شوال کا مہینہ شروع ہوجائے تو کیا اس شخص پر حج لازم ہوگا؟ اگر اس شخص نے پہلے حج کیا ہوا ہو تو کیا حکم ہے؟ اور اگر حج نہ کیا ہوا ہو تو کیا حکم ہے؟

جواب:... اگر حج کرچکا ہے تو دوبارہ حج فرض نہیں، [۲] اور اگر نہیں کیا تو اس پر حج فرض ہے، بشرطیکہ یہ حج تک وہاں رہ سکتا ہو یا واپس آکر دوبارہ جانے اور حج کرنے کی اِستطاعت رکھتا ہو، دونوں شرطوں میں سے کوئی ایک بھی نہ پائی جائے تو اس پر حج فرض نہیں۔ [۳]

جس کی طرف سے عمرہ کیا جائے اس پر حج فرض نہیں ہوتا

سوال:... کیا کوئی سعودی عرب میں رہ کر اپنے عزیزوں کے لئے جو کہ زندہ ہوں مثلاً بھائیوں کے لئے، ماں باپ کے لئے،

---

(۱) ومن کان داخل المواقیت فهو کالمکی فی عدم إشتراط الراحلة أی إذا قدروا علی المشی .... وأما الزاد فلابد منه فی أیام اشتغالهم بنسک الحج کما صرح به غیر واحد ففی الینابیع لَابد لهم من الزاد وقدر ما یکفیهم وعیالهم بالمعروف وزاد فی السراج الوهاج إلٰی عودهم۔ (ارشاد الساری ص:۳۲، مبحث فی تحقیق الراحلة، عالمگیری ج:۱ ص:۲۱۷)۔

(۲) ولَا یجب فی العمر إلّا مرّة واحدة .... فما زاد فهو تطوّع۔ (الهدایة مع البنایة ج:۵ ص:۳، کتاب الحج)۔

(۳) ایضاً حاشیہ نمبر۱۔

بیوی بچوں کے لئے عمرہ کرسکتا ہے؟ سنا ہے جس کے نام سے عمرہ کیا ہو اس پر حج فرض ہوجاتا ہے۔ کیا یہ صحیح ہے کہ صرف مرحومین کے نام کا عمرہ ہی ہوسکتا ہے؟

جواب:... عمرہ زندوں کی طرف سے بھی کیا جاسکتا ہے،[1] جن کی طرف سے کیا جائے ان پر حج فرض نہیں ہوجاتا جب تک کہ وہ صاحبِ استطاعت نہ ہوجائیں۔[2]

حج فرض ہو تو عورت کو اپنے شوہر اور لڑکے کو اپنے والد سے اجازت لینا ضروری نہیں

سوال:... میرے والد صاحب فریضۂ حج ادا کرچکے ہیں اور میں اور میری امی بہت عرصے سے والد صاحب سے فریضۂ حج کی ادائیگی کے لئے اجازت مانگتے ہیں، مگر وہ اس لئے انکار کرتے ہیں کہ پیسے خرچ ہوں گے، اس لئے وہ ٹال دیتے ہیں۔ ہمیں اللہ تعالیٰ نے اتنی طاقت دی ہے کہ ہم باپ سے پیسے مانگے بغیر حج کا فرض ادا کرسکتے ہیں، صرف ان کی اجازت کی ضرورت ہے، کیا ہم حج کی تیاری کریں یا نہیں؟

جواب:... اگر حج آپ پر اور آپ کی والدہ پر فرض ہے تو آپ حج پر ضرور جائیں۔ حجِ فرض کے لئے عورت کو اپنے شوہر سے اجازت لینا (بشرطیکہ اس کے ساتھ کوئی محرم جارہا ہو)[3] اور بیٹے کا باپ سے اجازت لینا ضروری نہیں۔[4]

والدین کی اجازت اور حج

سوال:... حج کرنے سے پہلے کیا والدین کی اجازت حاصل کرنا ضروری ہے؟

جواب:... حجِ فرض کے لئے والدین کی اجازت شرط نہیں، البتہ حجِ نفل والدین کی اجازت کے بغیر نہیں کرنا چاہئے۔[5]

---

(۱) وفی الحج النفل تجوز الإنابة حالة القدرة لأنّ باب النفل أوسع۔ (هداية ج:۱ ص:۲۷۷)۔ أيضًا: وفی البحر: من صام أو صلّٰی أو تصدق وجعل ثوابه لغيره من الأموات والأحياء جاز، ويصل ثوابها إليهم عند أهل السُّنَّة والجماعة كذا فی البدائع، ثم قال: وبهٰذا علم أنه لَا فرق بين أن يكون المجعول له ميتًا أو حيًّا، والظاهر أنه لَا فرق بين أن ينوی به عند الفعل للغير أو يفعله لنفسه ثم بعد ذالک يجعل ثوابه لغيره۔ (رد المحتار ج:۲ ص:۲۴۳، باب صلاة الجنازة، مطلب فی القراة ...إلخ)۔

(۲) الحج واجب .... إذا قدروا على الزاد والراحلة۔ (هداية ج:۱ ص:۲۱۱، كتاب الحج)۔

(۳) وليس لزوجها منعها عن حجة الإسلام۔ وفی رد المحتار: أی إذا كان معها محرم وإلّا فله منعها كما يمنعها من غير حجة الإسلام۔ (فتاویٰ شامی ج:۲ ص:۴۶۵، مطلب فی قولهم يقدم حق العبد ...إلخ)۔ وعند وجود المحرم كان عليها أن تحج حجة الإسلام وإن لم يأذن لها زوجها۔ (عالمگيری ج:۱ ص:۲۱۹، كتاب المناسک، الباب الأوّل)۔

(۴) ويكره الخروج إلى الحج إذا كره أحد أبويه إن كان الوالد محتاجًا إلٰی خدمة الولد وإن كان مستغنيا عن خدمته فلا بأس۔ (عالمگيری ج:۱ ص:۲۲۰، كتاب المناسک، الباب الأوّل)۔

(۵) ويستأذن أبويه إلخ أی إذا لم يكونا محتاجين إليه وإلّا فيكره۔ (رد المحتار ج:۲ ص:۴۷۱، كتاب الحج)۔ فی الملتقط حج الفرض أولٰی من طاعة الوالدين وطاعتهما أولٰی من حج النفل۔ (عالمگيری ج:۱ ص:۲۲۱، كتاب المناسک)۔ وفی المضمرات الإتيان بحج الفرض أولٰی من طاعة الوالدين۔ (ارشاد الساری ص:۳، مقدمة، طبع دار الفكر)۔

غیرشادی شدہ شخص کا والدین کی اجازت کے بغیر حج کرنا

سوال:... جو شخص غیرشادی شدہ ہو اور اس کے والدین زندہ ہوں، اور والدین نے حج نہیں کیا ہو، اور یہ شخص حج کرنا چاہے تو کیا اس کا حج ہوسکتا ہے؟

سوال:... ۲: اگر والدین اس کو حج پر جانے کی اجازت دیں تو کیا وہ حج کرسکتا ہے؟

جواب:... اگر یہ شخص صاحبِ اِستطاعت ہو تو خواہ اس کے والدین نے حج نہ کیا ہو اس کے ذمہ حج فرض ہے۔[۱] اور حجِ فرض کے لئے والدین کی اجازت شرط نہیں۔[۲]

بالغ کا حج

سوال:... کوئی شخص اگر اپنی بالغ لڑکی یا لڑکے کو حج کروائے تو کیا وہ حج اس کا نفلی ہوگا؟

جواب:... اگر رقم لڑکے لڑکی کی ملکیت کردی گئی تھی تو ان پر حج فرض بھی ہوگیا اور ان کا حجِ فرض ادا بھی ہوگیا۔[۳]

نابالغ کا حج نفل ہوتا ہے

سوال:... میں حج کرنے کا ارادہ رکھتی ہوں، میرے ساتھ دو بچے، عمر تیرہ سالہ لڑکا، گیارہ سالہ لڑکی ہے، مجھے آپ سے یہ پوچھنا ہے کہ میرے بچے چونکہ نابالغ ہیں، اس لئے ان کا حج فرض ہوگا یا نفل؟

جواب:... نابالغ کا حج نفل ہوتا ہے، بالغ ہونے کے بعد اگر ان کی اِستطاعت ہو تو ان پر حج فرض ہوگا۔[۴]

اگر کسی کو چار لاکھ روپے اِکٹھے مل جائیں تو اس پر حج فرض ہے

سوال:... مجھے ایئرفورس سے تقریباً چار لاکھ روپے اگلے ماہ ملنے کی توقع ہے، کیا مجھے فوراً حج پر چلے جانا چاہئے؟ یا اس رقم کو کاروبار میں لگاکر جب اس کا منافع ملے تب حج پر جانا چاہئے؟

جواب:... حج تو آپ پر فرض ہوگیا، حج کی رقم سے زائد جو رقم ہے اس کو کاروبار میں لگادیں۔[۵]

---

(۱) "وَلِلّٰهِ عَلَى النَّاسِ حِجُّ الْبَيْتِ مَنِ اسْتَطَاعَ اِلَيْهِ سَبِيْلًا" (آل عمران:۹۷)۔

(۲) گزشتہ صفحے کا حاشیہ نمبر ۵ دیکھیں۔

(۳) ولو وهب الأب لِابنه ...إلخ وكذا عكسه .... ومراده إفادة أن القدرة على الزاد والراحلة لَابد فيها من الملك دون الإباحة والعارية۔ (رد المحتار ج:۲ ص:۴۶۱)۔

(۴) وإنما شرط الحرية والبلوغ لقوله عليه السلام .... ايما صبى حج عشر حجج ثم بلغ فعليه حجة الإسلام۔ (البناية مع الهداية ج:۵ ص:۵، كتاب الحج)۔

(۵) من شرائط الحج القدرة على الزاد والراحلة .... أن يكون له مال فاضل عن حاجته .... قدر ما يبلغه إلى المكة ذاهبًا وجائيًا۔ (عالمگیری ج:۱ ص:۲۱۷، كتاب المناسك، الباب الأوّل)۔

سعودی عرب میں ملازمت کرنے والوں کا عمرہ و حج

سوال:... جو لوگ نوکری کے لئے جدہ یا سعودی عرب کی دُوسری جگہ جاتے ہیں، وہاں سے ہوکر وہ حج یا عمرہ ادا کرتے ہیں۔ حدیث کی رُو سے اس کا ثواب کیا ہے؟ جبکہ دُور سے لوگ پاکستان سے ہوکر حج یا عمرہ ادا کرنے جاتے ہیں یا غریب آدمی جو پیسہ پیسہ جمع کرتا رہتا ہے اور نیت بھی ہوتی ہے کہ میں حج یا عمرہ کی سعادت حاصل کروں گا۔ دُوسرا آدمی جبکہ نوکری کے سلسلے میں گیا تھا اس نے بھی یہ سعادت حاصل کی، کیا دونوں صورتوں میں کوئی فرق تو نہیں ہے؟

جواب:... جو لوگ ملازمت کے سلسلے میں سعودی عرب گئے ہوں، اور حج کے دنوں میں بیت اللہ شریف پہنچ سکتے ہوں ان پر حج فرض ہے،[1] اور ان کا حج و عمرہ صحیح ہے۔ اگر اِخلاص ہو اور حج و عمرہ کے اَرکان بھی صحیح ادا کریں تو ان شاء اللہ ان کو بھی حج و عمرہ کا اتنا ہی ثواب ملے گا جتنا کہ وطن سے جانے والوں کو۔ اور جو غریب آدمی پیسہ پیسہ جمع کرکے حج کی تیاری کرتا رہا مگر اتنا سرمایہ میسر نہ آسکا کہ حج کے لئے جائے، ان شاء اللہ اس کو اس کی نیت پر حج کا ثواب ملے گا۔[2]

حج ڈیوٹی کے لئے جانے والا اگر حج بھی کرلے تو اس کا حج ہوجائے گا

سوال:... میں یہاں ریاض سے ڈیوٹی دینے کے لئے مقاماتِ حج پر حکومت کی طرف سے بھیجا گیا، میرے افسر نے کہا کہ تم ڈیوٹی کے ساتھ حج بھی کرسکو گے، اس طرح میرے افسر کے ساتھ میں نے حج کے تمام مناسک پوری طرح ادا کئے۔ اب واپس آنے کے بعد میرے کچھ ساتھی کہتے ہیں کہ اس طرح ڈیوٹی کے ساتھ حج نہیں ہوا۔ جبکہ ہمارے ساتھ بہت سے مولانا حضرات بھی تھے جنھوں نے ڈیوٹی بھی دی، جو کام حکومت نے ہمارے سپرد کیا تھا وہ بھی پورا کیا اور افسروں کی اجازت کے ساتھ مناسکِ حج بھی پوری طرح انجام دیئے۔ آپ کے خیال میں ایسے حج کی شرعی حیثیت کیا ہوگی؟

جواب:... آپ کا حج ''ہم خرما و ہم ثواب'' کا مصداق ہے، آپ کو دُہرا ثواب ملا، حج کا بھی اور حجاج کی خدمت کرنے کا بھی۔[3]

سیاحت کے ویزے پر حج کرنا

سوال:... دین دار حضرات اپنی بیگمات کو عمرے اور حج کی نیت سے سیاحی ویزا (وزٹ) کی حیثیت سے بلاتے ہیں کہ

---

(۱) وفی الینابیع یجب الحج علٰی أھل مکۃ ومن حولھا ممن کان بینہ وبین مکۃ أقل من ثلاثۃ أیام إذا کانوا قادرین علی المشی وإن لم یقدروا علی الراحلۃ ولٰکن لَابد أن یکون لھم من الطعام مقدار ما یکفیھم وعیالھم بالمعروف إلٰی عودھم کذا فی السراج الوھاج۔ (عالمگیری ج:۱ ص:۲۱۷، کتاب المناسک، الباب الأوّل)۔

(۲) وقد روی أیضًا من حدیث أبی موسی الأشعری رضی اللہ عنہ نیۃ المؤمن خیر من عملہ ان اللہ عزّ وجلّ لیعطی العبد علٰی نیتہ ما لَا یعطیہ علٰی عملہ وذٰلک ان النیۃ لَا ریاء فیھا والعمل یخالطہ الریاء۔ (اتحاف السادۃ ج:۱۰ ص:۱۵ طبع دار الفکر بیروت)۔

(۳) الحج المبرور لیس لہ جزاء إلّا الجنّۃ، قالوا: یا رسول اللہ! ما برّ الحج؟ قال: إطعام الطعام وإفشاء السلام۔ (کنز العمال ج:۵ ص:۱۳، حدیث نمبر:۱۱۸۳۴ طبع مؤسسۃ الرسالۃ بیروت)۔

یہاں آ بھی جائیں گی اور عمرہ یا حج بھی کرلیں گی۔ بعض اوقات اس ویزا کے حصول کے لئے رشوت بھی ادا کرنی پڑتی ہے۔

جواب:... سیاحی کے ویزے پر حج کرنا دُرست ہے، مگر اس کے لئے رشوت دینا جائز نہیں۔ [(۱)]

فوج کی طرف سے حج کرنے والے کا فرض حج ادا ہوجائے گا

سوال:... اگر کوئی شخص فوج کی طرف سے حج کرنے جائے تو کیا اس کا فرض ادا ہوجاتا ہے؟ (مسلح افواج کے دستے ہر سال حج کے لئے جاتے ہیں)۔

جواب:... حج فرض ادا ہوجائے گا۔ [(۲)]

کیا بیوی کی آمدنی سے حج کرنا جائز ہے؟

سوال:... میں اور میرے شوہر ڈاکٹر ہیں، گھر کے پاس ذاتی کلینک بھی ہے، لیڈی ڈاکٹر کی ضرورت زیادہ ہونے کی وجہ سے میری آمدنی میرے شوہر کی آمدنی سے زیادہ ہے۔ اب ہمارا حج پر جانے کا اِرادہ ہے، گھر کے اِخراجات میانہ روی سے پورے کرنے کے بعد میرے شوہر کی آمدنی سے حج کے اِخراجات پورے کرنا ممکن نہیں۔ میں نے کہیں پڑھا تھا کہ بیوی بچوں اور گھر کے تمام اِخراجات شوہر کے ذمے ہوتے ہیں۔ آج کل کے مہنگائی کے دور میں اگر شوہر اِیمان داری سے کمائیں تو عزّت سے گزر بسر تو ہوسکتی ہے مگر دیگر سہولتیں مثلاً ذاتی مکان اور حج کے اِخراجات تقریباً ناممکن ہیں۔ میری دِلی خواہش تھی کہ میں اپنے شوہر کی آمدنی سے حج کروں، مگر سرِ دست یہ ممکن نہیں، ہوسکتا ہے کچھ سالوں کے بعد یہ ممکن ہو۔ کیا میں اور میرے شوہر، میری آمدنی سے اس سال حج پر جاسکتے ہیں جبکہ مجھے اس پر کوئی اِعتراض نہیں ہے؟ کیا بیوی کی کمائی سے حج جائز ہے؟ اور کیا ہمیں حج کا ثواب ملے گا یا نہیں؟

جواب:... اگر آپ دونوں میاں بیوی، آپ کی کمائی سے حج پر جائیں بلاشبہ جائز ہے اور آپ کو دُہرا ثواب ملے گا۔ [(۳)]

والد اور شوہر کی مشترکہ ملکیت والی دُکان بیچ کر دونوں کا حج پر جانا

سوال:... میری ایک دُکان ہے صدر میں، جو میں نے والد کے روپوں سے لی، اس میں شوہر کا روپیہ بھی لگا ہے، اسے بیچ کر حج کرسکتے ہیں؟ وہ دُکان میرے نام ہے، اور روپیہ الگ الگ کرلیں گے۔

جواب:... یہ بھی صحیح ہے۔ [(۴)]

---

(۱) عن عبدالله بن عمرو قال: لعن رسول الله صلى الله عليه وسلم الراشي والمرتشي. رواه أبوداؤد وابن ماجة ورواه الترمذي. (مشكوة ص:۳۲۶، باب الربا، طبع قديمي كتب خانه).

(۲) ولو تكلف هٰؤلآء الحج بأنفسهم سقط عنهم. (عالمگيرى ج:۱ ص:۲۱۸). أيضًا: الفقير إذا حج ماشيًا ثم أيسر لَا حج عليه، هٰكذا في فتاوىٰ قاضيخان. (عالمگيرى ج:۱ ص:۲۱۷). فإذا بلغ مكة وهو يملك منافع بدنه فقد قدر على الحج بالمشي وقليل زاد فوجب عليه الحج فإذا أدى وقع عن حجة الإسلام. (بدائع الصنائع ج:۲ ص:۱۲۰، طبع سعيد).

(۳) ومنها القدرة على الزاد والراحلة بطريق الملك أو الإجارة. (عالمگيرى ج:۱ ص:۲۱۷).

(۴) ومنها القدرة على الزاد والراحلة بطريق الملك .... أن يكون له مال فاضل عن حاجته .... وقدر ما يبلغه إلى مكة ذاهبًا وجائيًا. (عالمگيرى ج:۱ ص:۲۱۷، كتاب المناسك، الباب الأوّل، طبع رشيديه كوئٹه).

حج کی رقم دُوسرے مصرف پر لگادینا

سوال:... میں نے اپنی والدہ کو دو سال قبل ان کے لئے اور والد صاحب کے لئے حج کی رقم دی جو انہوں نے کسی اور مد میں لگادی ہے، وہاں سے یک مشت رقم کی واپسی ایک دو سال کے لئے ممکن نہیں۔ میں نے ان سے حج کے لئے تقاضا کیا تو کہنے لگیں کہ قسمت میں ہوگا تو کرلیں گے، تمہارا فرض ادا ہوگیا۔ مولوی صاحب! یہ بتلائیے کہ کیا واقعی میں نے جس نیت سے ان کو پیسہ دیا تھا اس کا ثواب مجھے مل گیا؟ اور یہ کہ کہیں خدانخواستہ والدہ فی الوقت تک حج نہ کرسکنے کی بنا پر گناہ گار تو نہیں ہیں؟

جواب:... آپ کو تو ثواب مل گیا اور آپ کی والدہ پر حج فرض ہوگیا، اگر حج کے بغیر مرگئیں تو گناہ گار ہوں گی اور ان پر لازم ہوگا کہ وہ وصیت کرکے مریں کہ ان کی طرف سے حجِ بدل کرادیا جائے۔ (۱)

حجِ فرض کے لئے قرضہ لینا

سوال:... قرض لے کر زید حج کرسکتا ہے یا نہیں؟ اور قرضہ دینے والا خوشی سے خود کہتا ہے کہ آپ حج کرنے جائیں، میں پیسے دیتا ہوں، بعد میں پیسے دے دینا۔

جواب:... اگر حج فرض ہے اور قرض مل سکتا ہے تو ضرور قرض لینا چاہئے، اگر فرض نہ بھی ہو تو بھی قرض لے کر حج کرنا جائز ہے۔ (۲)

قرض لے کر حج اور عمرہ کرنا

سوال:... میرا ارادہ عمرہ ادا کرنے کا ہے، میں نے ایک ''کمیٹی'' ڈالی تھی، خیال تھا کہ اس کے پیسے نکل آئیں گے، مگر وہ نہیں نکلی، اُمید ہے کہ آئندہ مہینے تک نکل آئے گی، میں یہ معلوم کرنا چاہتا ہوں کہ آیا میں کسی سے رقم لے کر عمرہ کرسکتا ہوں؟ واپسی پر ادا کردُوں گا، تو آپ یہ بتائیے کہ قرضِ حسنہ سے عمرہ ادا ہوسکتا ہے؟

جواب:... اگر قرض بہ سہولت ادا ہوجانے کی توقع ہو تو قرض لے کر حج وعمرہ پر جانا صحیح ہے۔ (۳)

مقروض آدمی کا حج کرنا جائز ہے لیکن قرضہ ادا کرنے کی بھی فکر کرے

سوال:... ایک صاحب مقروض ہیں، لیکن پیسہ آتے ہی بجائے قرضہ واپس کرنے کے وہ پاکستان سے اپنے والدین کو بلاکر ساتھ ہی خود بھی حج کرتے ہیں، ایسے حج کرنے کے بارے میں شرعی حیثیت کیا ہے؟

---

(۱) من عليه الحج إذا مات قبل أدائه فان مات عن غير وصية يأثم بلاخلاف وإن أحب الوارث أن يحج عنه حج وأرجوا أن يجزئه ذٰلك إن شاء الله تعالىٰ كذا ذكر أبوحنيفة رحمه الله تعالىٰ وإن مات عن وصية لَا يسقط الحج عنه وإذا حج عنه يجوز عندنا۔ (عالمگیری ج:۱ ص:۲۵۸، کتاب المناسک، الباب الخامس عشر فی الوصية بالحج)۔

(۲،۳) ولهٰذا قلنا لَا يستقرض ليحج إلّا إذا قدر على الوفاء كما مر۔ (فتاویٰ شامی ج:۲ ص:۴۶۲، کتاب الحج، مطلب فی قولهم يقدم حق العبد علىٰ حق الشرع، طبع ایچ ایم سعید)۔

جواب:... حج تو ہوگیا، مگر کسی کا قرضہ ادا نہ کرنا بڑی بُری بات ہے، کبیرہ گناہوں کے بعد سب سے بڑا گناہ یہ ہے کہ آدمی مقروض ہوکر دُنیا سے جائے اور اتنا مال چھوڑ کر نہ جائے جس سے اس کا قرضہ ادا ہوسکے۔ میّت کا قرض جب تک ادا نہ کردیا جائے وہ محبوس رہتا ہے، اس لئے ادائے قرض کا اہتمام سب سے اہم ہے۔ [۱]

پہلے قرض ادا کروں یا نفلی حج؟

سوال:... میں نے ۱۹۹۶ء میں حج بیت اللہ کی سعادت حاصل کی، میں نے وہاں خصوصی طور پر یہ دُعا کی: اے اللہ! مجھے توفیق دے کہ آئندہ سال میں حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے حج کرنے آؤں۔ چونکہ میں ایک معمولی ملازم ہوں، اور میری اپنی حیثیت کچھ بھی نہیں۔ اس سال ۱۹۹۷ء میں، میں نے ایک گھر خریدا ہے، جو کہ ساڑھے تین لاکھ روپے کا ہے، ڈیڑھ لاکھ ادا کردیا ہے، اور باقی رقم ۲ سال بعد ادا کرنی ہے (دولاکھ روپے)۔ چھ ماہ قبل میں نے مکان کی ادائیگی کے لئے کمیٹی ڈالی تھی، جو کہ اس ماہ اگست ۱۹۹۷ء میں نکل آئی ہے، اس کی مالیت ساٹھ ہزار روپے ہے، اور ابھی میں نے چھ ماہ مزید کمیٹی کی ادائیگی کرنی ہے۔ مسئلہ یہ ہے کہ اب میں کیا کروں؟ اس ساٹھ ہزار روپے کو حج بدل کے لئے جمع کرادوں؟ یا مکان کے قرضے میں ادا کروں؟

جواب:... نفلی حج کے بجائے قرضہ ادا کرنا بہتر ہے، [۲] اللہ تعالیٰ توفیق دیں گے تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے حج بھی ادا کرلینا۔

قرضے کی رقم سے صدقہ، حج کرنا اور قربانی دینا

سوال:... میں بچوں کی وجہ سے نوکری چھوڑ کر گھر بیوی کی مدد کے لئے رہ رہا ہوں، ہم ماہوار قرضہ لے رہے ہیں، جس پر کوئی سود وغیرہ نہ ہوگا، جب میں واپس نوکری پر لگ جاؤں گا تو ادائیگی کردیں گے۔ معلوم کرنا ہے کہ آیا اس (قرض کے پیسے سے) پیسے میں سے ۱: ہم قربانی دے سکتے ہیں یا نہیں؟ ۲: خیرات (مسجد کی مدد، یا کسی آدمی کو) ہم دے سکتے ہیں یا نہیں؟ ۳: ماں باپ کو اس پیسے میں سے حج کراسکتے ہیں یا نہیں؟ ۴: اس پیسے میں سے زکوٰۃ بھی دے سکتے ہیں؟ ۵: اور کوئی خیرات دیں تو لگے گی یا نہیں؟

جواب:... جب آپ کے پاس اپنی رقم نہیں تو ظاہر ہے کہ آپ پر نہ زکوٰۃ واجب ہے، نہ قربانی، مگر آپ قرض کی رقم کو اپنی صوابدید کے مطابق خرچ کرنے کے مختار ہیں، قربانی کرنا چاہیں تو قربانی کرسکتے ہیں، صدقہ خیرات کرسکتے ہیں، حج کرسکتے ہیں، والدین کو کراسکتے ہیں۔ [۳]

---

(۱) عن أبی هریرة رضی الله عنه قال: قال رسول الله صلی الله علیه وسلم: نفس المؤمن معلقة بدینه حتّٰی یقضی عنه۔ (ترمذی باب ما جاء ان نفس المؤمن معلقة بدینه ج:۱ ص:۱۲۸، طبع رشیدیه)۔

(۲) إذا أراد الرجل أن یحج قالوا ینبغی أن یقضی دیونه۔ (عالمگیری ج:۱ ص:۲۱۹، کتاب المناسک)۔

(۳) من شرائط الحج القدرة علی الزاد والراحلة .... أن یکون له مال فاضل عن حاجته .... قدر ما یبلغه إلٰی مکة ذاهبًا وجائیًا۔ (عالمگیری ج:۱ ص:۲۱۷، کتاب المناسک، الباب الأوّل)۔

ناجائز ذرائع سے حج کرنا

غصب شدہ رقم سے حج کرنا

سوال:... کسی کی ذاتی چیز پر دُوسرا آدمی قبضہ کرلے، جس کی قیمت پچاس ہزار روپے ہو اور وہ اس کا مالک بن بیٹھے تو کیا وہ حج کرسکتا ہے؟ اللہ تعالیٰ کا اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا اس کے بارے میں کیا فرمان ہے؟

جواب:... دُوسرے کی چیز پر ناجائز قبضہ کرکے اس کا مالک بن بیٹھنا گناہِ کبیرہ اور سنگین جرم ہے۔[1] ایسا شخص اگر حج پر جائے گا تو حج سے جو فوائد مطلوب ہیں وہ اس کو حاصل نہیں ہوں گے۔ حج پر جانے سے پہلے آدمی کو اس بات کا اہتمام کرنا چاہئے کہ اس کے ذمہ جو کسی کا حق واجب ہو اس سے سبکدوش ہوجائے، کسی کی امانت اس کے پاس ہو تو اس کو ادا کردے، اس کے بغیر اگر حج پر جائے گا تو محض نام کا حج ہوگا۔[2] حدیث میں ہے کہ: ''ایک شخص دُور سے (بیت اللہ کے) سفر پر جاتا ہے، اس کے سر کے بال بکھرے ہوئے ہیں، بدن میل کچیل سے اَٹا ہوا ہے، وہ رو رو کر اللہ تعالیٰ کو ''یا رَبّ! یا رَبّ!'' کہہ کر پکارتا ہے، حالانکہ اس کا کھانا حرام کا، لباس حرام کا، اس کی غذا حرام کی، اس کی دُعا کیسے قبول ہو...!''[3]

رشوت لینے والے کا حلال کمائی سے حج

سوال:... میں جس جگہ کام کرتا ہوں اس جگہ اُوپر کی آمدنی بہت ہے، لیکن میں اپنی تنخواہ جو کہ حلال ہے علیحدہ رکھتا ہوں۔ کیا میں اپنی اس آمدنی سے خود اور اپنی بیوی کو حج کرواسکتا ہوں جبکہ میری تنخواہ کے اندر ایک پیسہ بھی حرام نہیں؟

جواب:... جب آپ کی تنخواہ حلال ہے تو اس سے حج کرنے میں کیا اِشکال ہے؟ ''اُوپر کی آمدنی'' سے مراد اگر حرام کا

---

(۱) عن أبي حرة الرقاشي عن عمه قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: ألا لا تظلموا! ألا لا يحل مال امرئ إلّا بطيب نفس منه. (مشكوٰة ص:۲۵۵، باب الغصب والعارية، طبع قديمي). وعن عمران بن حصين رضي الله عنه عن النبي صلى الله عليه وسلم انه قال: .... ومن انتهب نهبة فليس منا. رواه الترمذي. (مشكوٰة ص:۲۵۵).

(۲) كما لو صلّى مرائيا أو صام واغتاب فإن الفعل صحيح لٰكنه بلا ثواب. والله تعالىٰ أعلم. (رد المحتار ج:۲ ص:۴۵۶).

(۳) عن أبي هريرة رضي الله عنه قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: إن الله طيّب لا يقبل إلّا طيّبا .... ثم ذكر الرجل يطيل السفر أشعث أغبر يمدّ يديه إلى السماء: يا رَبّ! يا رَبّ! ومطعمه حرام ومشربه حرام وملبسه حرام وغذي بالحرام فأنّى يستجاب لذٰلك. رواه مسلم. (مشكوٰة ص:۲۴۱، باب الكسب وطلب الحلال، طبع قديمي).

روپیہ ہے تو اس کے بارے میں آپ کو پوچھنا چاہئے تھا کہ: ''حلال کی کمائی تو میں جمع کرتا ہوں اور حرام کی کمائی کھاتا ہوں، میرا یہ طرزِ عمل کیسا ہے؟''

حدیث شریف میں ہے کہ: ''جس جسم کی غذا حرام کی ہو، دوزخ کی آگ اس کی زیادہ مستحق ہے۔''(۱)

ایک اور حدیث ہے کہ: ''ایک آدمی دُور دراز سے سفر کر کے (حج پر) آتا ہے اور وہ اللہ تعالیٰ سے ''یا ربّ! یا ربّ!'' کہہ کر گڑگڑا کر دُعا کرتا ہے، حالانکہ اس کا کھانا حرام کا، پینا حرام کا، لباس حرام کا، غذا حرام کی، اس کی دُعا کیسے قبول ہو؟''(۲) الغرض حج پر جانا چاہتے ہیں تو حرام کمائی سے توبہ کریں۔

کیا رشوتیں لینے والوں کا جائز پیسے سے حج، حجِ مقبول ہوتا ہے؟

سوال:... کیا ان حضرات کے حج، عمرہ کرنے سے اگلے پچھلے گناہ معاف ہوجاتے ہیں جو پاک وطن پاکستان میں حکومت کی ملازمت میں رہتے ہوئے تمام عمر تو عوام الناس کی جیبوں پر ڈاکے ڈالتے رہے، رشوتوں سے پیٹ بھرتے رہے، بنگلہ، کار، بینک بیلنس، جائیدادیں بناتے رہے؟ ریٹائر ہونے کے بعد پنشن کی رقم ملی یا کسی بیٹے، بھائی، بھتیجے نے غیرممالک سے پیسے بھیج دیئے کہ یہ پیسے حلال ہیں، حرام نہیں، حج عمرہ کرنے چلے جاتے ہیں تاکہ عمر میں جو حقوق العباد ہضم کئے، رشوتیں کھائیں، اللہ سے معاف کرالیں اور ''حاجی'' کا لقب بھی حاصل کرلیں۔ کیا بارگاہِ ربّ العزّت میں ان کا حج عمرہ قابلِ قبول ہوگا؟

جواب:... اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں کس کا حج مقبول ہوتا ہے کس کا نہیں؟ یہ تو اس مالک ہی کو معلوم ہے، ہمیں اس کے معاملات میں دخل دینے کا حق نہیں۔ البتہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ''حجِ مقبول'' کی کچھ علامتیں ذکر فرمائی ہیں، ان کو سامنے رکھ کر ہر شخص کو فیصلہ کرنا چاہئے کہ اس کے حج میں ''حجِ مقبول'' کی علامت پائی جاتی ہے یا نہیں؟

ایک علامت یہ ہے کہ حج میں مال حلال خرچ کیا ہو، مالِ حرام سے جو حج کیا جائے وہ قبول نہیں بلکہ مردود ہے۔ صحیح مسلم کی حدیث میں ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ: ''اللہ تعالیٰ خود بھی پاک ہیں اور پاک چیز ہی کو قبول فرماتے ہیں، اور اللہ تعالیٰ نے ایمان والوں کو بھی وہی حکم دیا ہے جو رسولوں کو حکم دیا، چنانچہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: ''اے رسولو! پاک چیزیں کھاؤ اور نیک عمل کرو'' (المؤمنون:۵۱) اور فرمایا: ''اے ایمان والو! ان پاک چیزوں میں سے کھاؤ جو ہم نے تم کو دی ہیں'' (البقرۃ:۱۷۲) پھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس شخص کا ذکر فرمایا جو طویل سفر کرتا (حج کو جاتا) ہے، اس کے سر کے بال بکھرے ہوئے ہیں، بدن اور کپڑے میلے کچیلے ہیں، وہ آسمان کی طرف ہاتھ پھیلا کر کہتا ہے: ''اے میرے ربّ! اے میرے ربّ!!'' حالانکہ اس کا کھانا حرام ہے، اس کا

---

(۱) عن جابر رضی اللہ عنہ قال: قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم: لَا یدخل الجنّة لحمٌ نَبَتَ من السُّحْتِ، وكل لحم نَبَتَ من السُّحْتِ كانت النار أولٰى بهٖ۔ (مشكٰوة، باب الكسب وطلب الحلال ص:۲۴۲، طبع قديمی)۔

(۲) عن أبی هريرة رضی اللہ عنه .... رجل يطيل السفر أشعث أغبر يمدّ يديه إلى السماء: يَا رَبِّ! يَا رَبِّ! ومطعمه حرام ومشربه حرام وملبسه حرام وغذی بالحرام فأنّٰى يستجاب لذٰلك۔ رواه مسلم۔ (مشكٰوة ص:۲۴۱، باب الكسب)۔

پینا حرام کا، اس کا لباس حرام کا، اور حرام کی غذا سے اس کی پرورش ہوئی، پس اس کی دُعا کیسے قبول ہو؟"[1]

پس جو شخص چاہتا ہو کہ اس کو "حجِ مقبول" کی سعادت نصیب ہو، اس کو لازم ہے کہ حلال اور پاک مال سے حج کرے۔

ایک علامت یہ ہے کہ حج پر جانے سے پہلے تمام گناہوں سے توبہ کی ہو، اور جن لوگوں کے جانی، مالی حقوق اس کے ذمے ہیں ان کو یا تو اَدا کردے یا معاف کرائے، لوگوں کے حقوق اپنے ذمے رکھ کر کیا گیا حج قبول نہیں ہوتا۔[2]

ایک علامت یہ ہے کہ حج کے ارکان صحیح ادا کئے ہوں، اگر حج کے ارکان صحیح ادا نہیں کئے تو قبولیتِ حج مشکل ہے۔[3]

حرام کمائی سے حج

سوال:... یہ تو متفقہ مسئلہ ہے کہ حج حرام کی کمائی کا قبول نہیں ہوتا، لیکن میں نے ایک مولوی صاحب سے سنا ہے کہ اگر یہ شخص کسی غیرمسلم سے قرض لے کر حج کے واجبات ادا کرے تو اُمید کی جاتی ہے اللہ سے کہ اس کا حج قبول ہوجائے گا۔ پوچھنا یہ ہے کہ غیرمسلم کا مال تو ویسے بھی حرام ہے، یہ کیسے حج ادا ہوگا؟ براہِ مہربانی اس کی وضاحت فرمائیں۔

جواب:... غیرمسلم تو حلال و حرام کا قائل ہی نہیں، اس لئے حلال و حرام اس کے حق میں یکساں ہے۔ اور مسلمان جب اس سے قرض لے گا تو وہ رقم مسلمان کے لئے حلال ہوگی، اس سے صدقہ کرسکتا ہے، حج کرسکتا ہے، بعد میں جب اس کا قرض حرام پیسے سے ادا کرے گا تو یہ گناہ ہوگا، لیکن حج میں حرام پیسے استعمال نہ ہوں گے۔[4]

حرام پیسوں سے حج پر جانا

سوال:... کیا حرام پیسوں پر حج شریف جانا چاہئے؟ جبکہ ایک اِمام مسجد صاحب کا فتویٰ ہے کہ جانا چاہئے؟ لیکن بہت سے لوگوں کا اس میں اختلاف ہے۔

جواب:... حرام رقم سے کیا ہوا حج قبول نہیں ہوتا، واللہ اعلم![5]

حرام کمائی سے کروایا گیا حج قبول نہیں ہوتا

سوال:... اگر کوئی امیر شخص کسی غریب شخص کو حج کرواتا ہے، اس امیر شخص کی کمائی ناجائز طریقے کی ہو تو اس غریب شخص کا

---

(۱) عن أبی هريرة رضی الله عنه قال: قال رسول الله صلی الله عليه وسلم: ان الله طيب لَا يقبل إلّا طيبا، وإن الله أمر المؤمنين بما أمر به المرسلين فقال: يٰٓايها الرسل كلوا من الطيّبٰت واعملوا صالحًا إنّی بما تعملون عليم. وقال: يٰٓايها الذين اٰمنوا كلوا من طيّبٰت ما رزقنٰكم. ثم ذكر الرجل يطيل السفر أشعث أغبر يمدّ يديه إلی السماء: يا رَبّ! يا رَبّ! ومطعمه حرام ومشربه حرام وملبسه حرام وغذی بالحرام فأنّٰی يستجاب لذٰلک. (مشكٰوة ج:۱ ص:۲۴۱، باب الكسب وطلب الحلال).

(۲) يبدأ بالتوبة .... ورد المظالم واستحلال من كل خصومه ومن كل عامله. (عالمگيری ج:۱ ص:۲۱۹).

(۳) قال النووی: انه (ای الحج المبرور) الذی لَا يخالطه شیء من الإثم. (معارف السنن ج:۶ ص:۱۲).

(۴) والحيلة لمن ليس معه إلّا مال حرام أو فيه شبهة أن يستدين للحج من مال حلال .... ويحج به ثم يقضی دينه من ماله. (غنية الناسک ص:۲۱، باب شرائط الحج، طبع إدارة القرآن).

(۵) فإنّ الله لَا يقبل الحج بالنفقة الحرام مع انه يسقط الفرض معها. (عالمگيری ج:۱ ص:۲۲۰، كتاب المناسک).

حج ہوگا یا نہیں؟

جواب:...حرام روپے سے کیا گیا حج قبول نہیں ہوتا۔[1]

تحفہ یا رشوت کی رقم سے حج کرنا

سوال:...مسئلہ یہ ہے کہ میں ایک مقامی دفتر میں ملازم ہوں، میری آمدنی اتنی نہیں ہے کہ میں اور میری اہلیہ پس انداز کرکے رقم جمع کریں اور حج پر جاسکیں، ہر مسلمان کی خواہش ہوتی ہے، بلکہ فرض ہے، ہم حج فریضہ جلد از جلد ادا کرنا چاہتے ہیں۔ اگر میرے پاس کچھ رقم جمع ہوجائے جو مجھے دفتر میں تھوڑی تھوڑی کرکے بطور تحفہ ملی ہو تو کیا ہم اس میں سے حج پر وہ رقم خرچ کرکے اس فرض کو ادا کرسکتے ہیں؟ یقین جانئے کہ میں نے کبھی حکومت سے کوئی بے ایمانی یا دھوکا دے کر رقم نہیں لی بلکہ زبردستی رقم دی گئی ہے بطور تحفہ۔ کیا ایسی رقم سے حج ادا کرنا جائز ہے؟ برائے مہربانی مجھے اس مسئلے سے آگاہ کریں۔

جواب:...حج ایک مقدس فریضہ ہے، مگر یہ اسی پر فرض ہے جو اس کی اِستطاعت رکھتا ہو۔[2] آپ کو جو رقم تحفے میں ملی ہے اگر آپ ملازم نہ ہوتے، کیا تب بھی یہ رقم آپ کو ملتی؟ اگر جواب نفی میں ہے تو یہ تحفہ نہیں رشوت ہے اور اس سے حج کرنا جائز نہیں بلکہ جن لوگوں سے لی گئی، ان کو لوٹانا ضروری ہے۔[3]

سود کی رقم دُوسری رقم سے ملی ہوئی ہو تو اس سے حج کرنا کیسا ہے؟

سوال:...اَز راہِ کرم شرعی اُصول کے مطابق آپ یہ بتائیں کہ ایک حلال اور جائز رقم کو سود کی رقم کے ساتھ (قصداً) ملادیا جائے تو کیا اس پوری رقم سے حج کیا جاسکتا ہے یا نہیں؟

جواب:...حج صرف حلال کی رقم سے ہوسکتا ہے۔[4]

بیٹے کے سودی کاروبار کے پیسے سے حج کیسے کریں؟

سوال:...بینک سے کاروبار ہونے کے باعث میرے بیٹے کی آمدنی میں سود کی ملاوٹ ہے، عالم لوگ کہتے ہیں کہ سودی پیسے سے حج وعمرہ نہیں ہوتا، ان کا فرمان ہے کہ کسی غیرمسلم سے قرض لے کر حج وعمرہ ادا کیا جائے، اور پھر اپنے پیسے سے قرض ادا کردیا

---

(۱) يجتهد في تحصيل نفقة حلال فإن الله لَا يقبل الحج بالنفقة الحرام۔ (عالمگیری ج:۱ ص:۲۲۰، کتاب المناسک)۔

(۲) وهو واجب أي فرض في العمر مرّة على الأحرار البالغين العقلاء الأصحّاء إذا قدروا على الزاد ذهابًا وإيابًا والراحلة .... فاضلًا أي زائدًا ذالك عن مسكنه وما لَا بدّ له منه كالثياب وأثاث المنزل والخادم ونحو ذالك .... عن نفقة عياله .... إلٰى حين عوده ...إلخ۔ (اللباب في شرح الكتاب ج:۱ ص:۱۶۴، كتاب الحج، طبع قديمي)۔

(۳) عن أبي أُمامة أن رسول الله صلى الله عليه وسلم قال: من شفع لأحد شفاعة فاهدىٰ له هدية عليها فقبلها فقد أتى بابًا عظيمًا من أبواب الربا۔ (مشكوٰة ص:۳۲۶، باب رزق الولَاة وهداياهم)۔

(۴) ولَا بمال حرام، ولو حج به سقط عنه الفرض لٰكن لَا تقبل حجته۔ (غنية الناسك ص:۲۱، باب شرائط الحج)، عن أبي هريرة رضي الله عنه .... إن الله طيّب لَا يقبل إلّا طيّبًا۔ (مشكوٰة ج:۱ ص:۲۴۱، باب الكسب وطلب الحلال)۔

جائے، یہاں اوّل اِشکال یہ ہے کہ مقروض کا حج نہیں ہوتا، دوم میرے بیٹے نے اُدھار مانگا تھا لیکن اُدھار دینے والا غیرمسلم قرض کی رقم پر سود طلب کرتا ہے، میرے بیٹے نے مجھے نقد رقم دے دی ہے یہ کہہ کر کہ اب آپ جانیں، آپ کا کام جانے۔ اس کا یہ بھی کہنا ہے کہ اس سودی پیسے سے ہمارا تمام کاروبار چلتا ہے تو اس کا تدارک کیا ہو؟ مجھے جواب کی جلدی اس لئے ہے کہ اس سال حج کی نیت سے یہاں لندن میں بیٹے کے پاس ہم آئے ہیں، اور حج کی درخواست دی ہے، رہنمائی فرمائیں۔ نیز یہ کہ بیٹا ہی ہمارا واحد کفیل ہے اور ہم عرصہ بیس پچیس سال سے بیٹے کی آمدنی سے زکوٰۃ ادا کرتے اور قربانی کرتے آئے ہیں، آئندہ کیا کریں؟

جواب:... جب آپ کے ذمے حج فرض نہیں، تو آپ مہربانی کرکے جائیں ہی نہیں، آپ کو نہ جانے پر ثواب ملے گا، اور رقم اپنے بیٹے کو واپس کردیں۔[1]

جس دُکان کی بجلی کا بل کبھی نہ دیا ہو، اُس کی کمائی سے حج کرنا

سوال:... میری گاؤں میں دُکان ہے، اس میں بغیر میٹر کی بجلی لگی ہوئی ہے، بجلی کا بل کبھی نہیں دِیا ہے، اس دُکان کی کمائی سے میں حج پر جانا چاہتا ہوں، کیا ان پیسوں سے میرا حج ہوجائے گا؟

جواب:... اب تک جتنی بجلی چوری کی ہے، اس کی قیمت ادا کردو، اور آئندہ کے لئے چوری سے توبہ کرلو، پھر شوق سے حج پر جاؤ، ورنہ وہی مثل ہوگی کہ: ''نوسو چوہے کھاکے بلی حج کو چلی!''۔[2]

حجاجِ کرام کے لئے بینک کے تحفے

سوال:... جس بینک کے ذریعے ہم نے حج کے ڈرافٹ جمع کرائے اور حج کے متعلق کام کرائے، اس کے بعد بینک نے ہمیں تحفے کے طور پر پانی کا تھرماس اور ایک عدد بیگ دِیا، چونکہ بینک کا کام سودی ہوتا ہے، آیا یہ تحفے ہمیں حج پر لے جانا جائز ہے؟ یا پھر ہم اس تحفے کو واپس کردیں؟ مہربانی فرماکر اس مسئلے کے بارے میں اپنی رائے سے مستفید فرمائیں۔

جواب:... حاجیوں کی جو رقم جمع ہوتی ہے بینک اس پر سود لیتا ہے اور یہ سود گورنمنٹ کے کام آتا ہے یا بینک والوں کے، اس کا مجھے علم نہیں، اور اسی سود کی رقم سے حاجیوں کو کچھ تحفے تحائف بھی دے دیئے جاتے ہیں، اب خود ہی غور کرلیجئے کہ ان کا لینا حاجیوں کے لئے کہاں تک صحیح ہوگا...؟[3]

بینک کی طرف سے حاجیوں کو تحفہ دینا

سوال:... جن درخواست گزاروں کی حج کی درخواست منظور ہوجاتی ہے، انہیں متعلقہ بینک تحفے کے طور پر کچھ چیزیں عطا کرتے ہیں، مثلاً: پانی کے لئے تھرماس، ہینڈ بیگ وغیرہ۔ اس سال ایک بینک نے اِحرام بھجوائے ہیں، معلوم یہ کرنا ہے کہ کیا یہ سود کے

---

(۱) وأما شرائط وجوبه ...الخ منها القدرة على الزاد والراحلة بطريق الملك والإجارة. (عالمگیری ج:۱ ص:۲۱۷)۔
(۲) ...... فإن الله لَا يقبل الحج بالنفقة الحرام. (فتاویٰ عالمگیری ج:۱ ص:۲۲۰، کتاب المناسک)۔
(۳) عن علی رضی الله عنه قال: لعن رسول الله صلى الله عليه وسلم آكل الربوا ومؤكله. (مسند امام اعظم ص:۱۶۴)۔

زُمرے میں آتے ہیں کہ نہیں؟ اور اس اِحرام سے حج کرنے میں کوئی حرج تو نہیں؟

جواب:... اس کی وضاحت بینک والوں کو کرنی چاہئے۔ اگر حاجیوں کی رقم ہی کا کچھ حصہ بطورِ تحفہ پیش کیا جاتا ہے تو جائز ہے، اور اگر بینک کی طرف سے تحفہ دِیا جاتا ہے (کیونکہ بینک نے چار پانچ مہینے حاجیوں کی رقم کا سود کھایا ہے، اس لئے بینک شکریہ کے طور پر حاجیوں کی خدمت میں یہ حقیر سا تحفہ پیش کرتا ہے) تو یہ حلال نہیں، کیونکہ یہ سود کی رقم سے دِیا گیا ہے۔ (۱)

کیا عرب شیوخ کے ذریعے کیا ہوا حج قبول ہوگا؟

سوال:... ہمارے ہاں سے لوگ عرب شیوخ کے توسط سے حج کرنے جاتے ہیں، عرب حضرات چونکہ بلوچستان شکار کی غرض سے آتے ہیں، یہاں کے معتبرین سے واسطہ ہوتا ہے، انہی معتبرین کے ذریعے سو دو سو آدمیوں کے لئے ہوائی سفر کا دوطرفہ ٹکٹ بھیجتے ہیں۔ علاوہ ازیں ان آدمیوں کے لئے قیام و طعام کا خرچ بھی ساتھ بھیجتے ہیں، جبکہ یہ خرچ اکثر معتبرین خورد بُرد کرتے ہیں، صرف ٹکٹ متعلقہ شخص کو عطا فرماتے ہیں، اِلَّا ماشاء اللہ کبھی کبھار ایک آدھ غریب و مسکین شخص کو ٹکٹ ملتا ہے، وہاں کے قیام و طعام، خرچ اور پاسپورٹ وغیرہ کا خرچ متعلقہ شخص کو خود برداشت کرنا پڑتا ہے۔ سوال یہ ہے کہ ایسا حج کرنا جائز ہے کہ ناجائز؟ بعض سرمایہ دار لوگ بھی یہی طریقہ اختیار کرتے ہیں کہ ان کا حج ادا ہوگا کہ نہیں؟

جواب:... ان کا حج ادا ہوجائے گا، لیکن جن لوگوں نے رقم خورد بُرد کردی ہے ان پر اس کا وبال پڑے گا، اور آخرت میں ان کو یہ رقم بھرنی پڑے گی۔ (۲)

سعودی عرب سے زائد رقم دے کر ڈرافٹ منگواکر حج پر جانا

سوال:... حج اسپانسر اسکیم ۱۹۸۷ء کی توسیع یکم مئی تک کردی گئی ہے، لہٰذا حجاجِ کرام سعودی عرب سے ڈرافٹ منگوا رہے ہیں۔ جن حضرات کے عزیز و اقارب وہاں موجود ہیں وہ تو قواعد و ضوابط کے مطابق ڈرافٹ دستیاب کرلیتے ہیں، اس کے علاوہ کئی حجاجِ کرام دُوسروں سے ۲۸ ہزار پاکستانی روپے کا ڈرافٹ منگواتے ہیں جس کے لئے انہیں ۳۲ ہزار یا اس سے زائد رقم دینی پڑتی ہے، یعنی تقریباً ۴ ہزار روپے بلیک منی ادا کرنی پڑتی ہے۔ اب دریافت طلب بات یہ ہے کہ اس طرح زائد رقم دے کر ڈرافٹ منگوانا جائز ہے؟ اس طرح کے ڈرافٹ منگواکر حج کے لئے جائے اور حج ادا کرے تو کیا فرض ادا ہوجائے گا؟ اس میں کوئی نقص تو نہیں؟ عموماً پاکستانی

---

(۱) عن أبي جحيفة ان النبي صلى الله عليه وسلم نهىٰ عن ثمن الدم وثمن الكلب وكسب البغي ولعن آكل الربا وموكله والواشمة والمستوشمة والمصور. رواه البخاري. (مشكوٰة ص: ۲۴۱، باب الكسب وطلب الحلال). عن جابر قال لعن رسول الله صلى الله عليه وسلم آكل الربا وموكله وكاتبه وشاهديه وقال هم سواء. رواه مسلم. (مشكوٰة ص: ۲۴۴).

(۲) عن أبي هريرة أن رسول الله صلى الله عليه وسلم قال: اتدرون من المفلس؟ قالوا: المفلس فينا من لا درهم له ولا متاع! فقال: إن المفلس من أمّتي من يأتي يوم القيامة بصلوٰة وصيام وزكوٰة، ويأتي قد شتم هٰذا، وقذف هٰذا، وأكل مال هٰذا، وسفك دم هٰذا، وضرب هٰذا، فيعطى هٰذا من حسناته، وهٰذا من حسناته، فإن فنيت حسناته قبل أن يقضى ما عليه، أخذ من خطاياهم فطرحت عليه، ثم طرح في النار. رواه مسلم. (مشكوٰة ص: ۴۳۵، باب الظلم، الفصل الأوّل).

روپے دیئے جاتے ہیں جو کہ ریال کی شکل میں وہاں ملتے ہیں، پھر وہیں بینک میں دیئے جاتے ہیں اور پاکستانی روپے کا ڈرافٹ مل جاتا ہے، وہ یہاں حج کی درخواست کے ساتھ منسلک کیا جاتا ہے تو پھر حج کی درخواست منظور ہوتی ہے۔ لہٰذا اس طرح بھی حج ہوجائے گا یا کوئی کراہت یا نقص باقی رہے گا؟

جواب:... ۳۲ ہزار میں ۲۸ ہزار کا ڈرافٹ لینا تو سودی کاروبار ہے۔[1] البتہ اگر ۳۲ ہزار کے بدلے میں ریالوں کا ڈرافٹ منگوایا جائے تو وہ چونکہ دُوسری کرنسی ہے، اس کی گنجائش نکل سکتی ہے،[2] اور اگر کوئی ادارہ ڈرافٹ منگوا کر دیتا ہو اور زائد رقم حقِ محنت کے طور پر وصول کرتا ہو تو یہ بھی جائز ہے۔[3]

حج کے لئے ڈرافٹ پر زیادہ دینا

سوال:... آج کل حج کے واسطے ڈرافٹ منگواتے ہیں کسی دلال کے ذریعہ، وہ ہوتا ہے تیس ہزار کا لیکن اس منگوانے والے کو پانچ ہزار اُوپر دیتے ہیں، یعنی پینتیس ہزار کا پڑجاتا ہے۔ پوچھنا یہ ہے کہ آیا اس کو یہ پانچ ہزار کمیشن یا اس کی مزدوری کے طور پر دے سکتے ہیں یا نہیں؟ آیا یہ لین دین حلال ہے یا حرام؟ اسی طرح اگر اس کو بجائے پاکستانی روپے یا ڈالر یا دُوسرے ملک کی رقم دے دیں تو آیا یہ جائز ہے یا ناجائز؟ کیونکہ اس میں تو جنسیت بدل چکی ہے۔

جواب:... ڈرافٹ منگوانے کی جو صورت آپ نے لکھی ہے یعنی ۳۵ ہزار دے کر ۳۰ ہزار روپے لینا یہ تو سمجھ میں نہیں آتی۔ البتہ اگر پانچ ہزار روپے ایجنٹ کو بطور اُجرت دیئے جائیں تو کچھ گنجائش ہوسکتی ہے،[4] روپے کے بدلے ڈالر یا کوئی اور کرنسی لی جائے تو جائز ہے۔[5]

حج کے لئے جمع کی ہوئی حج کمیٹی کی رقم واپس کرے

سوال:... ہم ایک اِدارے کے ملازم ہیں، جس میں تمام ملازمین کی حج کے لئے ایک کمیٹی ڈالی گئی ہے جس میں ۲۰۰ روپے مہینہ دیتے ہیں، جس سے ہر سال ۱۲ ملازمین کو قرعہ اندازی کے ذریعے حج کرایا جاتا ہے، یہ سلسلہ گزشتہ پانچ سال سے جاری ہے۔ اس میں شمولیت کے وقت کہا گیا تھا کہ جو ملازمین ریٹائر ہوں گے ان کو عمرہ کرایا جائے گا (اگر اس عرصے میں ان کا نام قرعہ اندازی میں آجائے) لیکن اب گولڈن شیک ہینڈ کے ذریعے کئی ملازمین ریٹائر ہوگئے ہیں، تو ان کو نہ عمرہ کرایا گیا اور نہ ان کی جمع رقم واپس کی گئی ہے۔ اِنتظامیہ حج کمیٹی یہ جواب دیتی ہے کہ ان ملازمین کو پانچ مرتبہ چانس دیا گیا تھا، ان کا نام نہیں نکلا، لہٰذا اب ان کی

---

(۱) الربا ...... وفی الشرع فضل مال بلا عوض فی معاوضة مال بمال. (البناية ج:۱۰ ص:۳۸۶، باب الربا).

(۲) وإذا اختلف هذه الأصناف فبيعوا كيف شئتم إذا كان يدًا بيد. (البناية ص:۴۲۷، باب الربا).

(۳) والبيعان ای المرابحة وبيع التولية جائزان لاستجماع شرائط الجواز ...... ما رآه المسلمون حسنًا فهو عند الله حسن. (البناية مع الهداية ج:۱۰ ص:۳۵۰، باب المرابحة والتولية، كتاب البيوع).

(۴) وفی التحفة وأما أجرة السمسار فی ظاهر الرواية تلحق برأس المال ...إلخ. (البناية ج:۱۰ ص:۳۵۵).

(۵) ایضاً حاشیہ نمبر ۲۔

ممبر شپ ختم سمجھی جائے۔ ہمارا سوال یہ ہے کہ کیا ایسی صورت میں دیگر افراد کا حج جائز ہوگا جبکہ ریٹائرڈ ملازمین کا پیسہ اس میں شامل ہو اور ان کو واپس نہ کیا گیا ہو؟

جواب:... جن ملازمین کا حج کے سلسلے میں پیسہ جمع تھا، اِدارے کی اِنتظامیہ حج کمیٹی کے ذمے فرض ہے کہ جو ملازم اس اسکیم کے تحت ریٹائر ہوگئے ہیں، ان کو باقاعدہ حج اسکیم میں شامل رکھے اور جب ان کا نام آئے ان کو حج کے لئے بھیجے، اور اگر یہ ممکن نہیں ہے تو ان کی جتنی رقم حج کے لئے جمع ہوچکی ہے، ان کو واپس کرے۔ حقوق العباد کا معاملہ ہے، ورنہ کسی کا حج بھی قبول نہیں ہوگا۔[1]

پچاس روپے کے ٹکٹ بیچ کر قرعہ اندازی سے ایک آدمی کو حج پر بھیجنے والی اسکیم کی شرعی حیثیت

سوال:... ہمارے ایک دو عزیز ایک اسکیم کا اِفتتاح کروا رہے ہیں، جس کے مطابق کچھ ٹکٹیں فروخت کی جائیں گی، فی ٹکٹ پچاس روپیہ، اس میں جتنے بھی ممبران ٹکٹ لیں گے، ان سب کے نام کی پرچیاں بناکر ان میں سے ایک پرچی بغیر دھیان دیئے یا آنکھ بند کرکے اُٹھائی جائے گی، جس کا بھی نام نکلا اسے حج پر بھیج دیا جائے گا، جس کا خرچ ملے ہوئے پیسوں سے ہوگا، اور باقی پیسے ہمارے عزیز جو یہ اسکیم چلا رہے ہیں، وہ لیں گے۔

جواب:... میں نے یہ اسکیم پڑھی ہے، صریح سود ہے، خواہ آپ کے دوستوں نے اس کو جاری کیا ہو یا دُشمنوں نے۔[2]

حج کے لئے لیا ہوا قرض بونڈ کے اِنعام کی رقم سے ادا کرنے کا حج پر اثر

سوال:... ایک شخص کی حج کی درخواست کے ساتھ رقم جمع کرنے میں بیس پچیس ہزار کی کمی پڑ رہی تھی، اس کے پاس بونڈ کے اِنعام کی رقم تھی وہ اس نے محفوظ رکھی، اور کسی سے قرض لے کر پچاس ہزار پورے کرکے فارم جمع کردیا۔ اور حج کو چلا گیا۔ حج سے واپسی پر جائز رقم سے قرض کی واپسی کی کوشش کرتا ہے، جائز رقم مہیا نہ ہونے کی صورت میں بونڈ کے اِنعام کی رقم سے قرض ادا کردیتا ہے۔ دریافت یہ کرنا ہے کہ اس کا حج ادا ہوجائے گا یا حج سے واپسی پر جائز رقم سے ہی قرض ادا کرنے پر حج جائز ہوگا؟

جواب:... اس کا حج صحیح ہے، اب ادائے قرض جائز رقم سے کرتا ہے یا ناجائز سے؟ اس کا گناہ و ثواب الگ ہوگا، حج سے اس کا تعلق نہیں، واللہ اعلم![3]

بینک ملازمین سے زبردستی چندہ لے کر حج کا قرعہ نکالنا

سوال:... ہم مسلم کمرشل بینک کے ملازم ہیں۔ ہماری یونین نے ایک حج اسکیم نکالی ہے اور ہر اسٹاف سے ۲۵ روپے ماہوار

---

(۱) يبدأ بالتوبة .... ورد المظالم واستحلال من كل خصومه ومن كل عامله. (عالمگيرى ج:۱ ص:۲۱۹).

(۲) عن أبى هريرة رضى الله عنه قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: إنّ الله طيّب لَا يقبل إلّا طيّبًا ...إلخ. (مشكوٰة، باب الكسب وطلب الحلال ج:۱ ص:۲۴۱). فإن الحج عبادة مركبة من عمل البدن والمال كما قدمناه، ولذا قال فى البحر ويجتهد فى تحصيل نفقة حلال، فإنه لَا يقبل بالنفقة الحرام كما ورد فى الحديث. (رد المحتار ج:۲ ص:۴۵۶).

(۳) فإنّ الله لَا يقبل الحج بالنفقة الحرام مع أنّه يسقط الفرض معها. (عالمگيرى ج:۱ ص:۲۲۰، كتاب المناسك).

لیتے ہیں، اس پیسے سے قرعہ اندازی کرکے دو اسٹاف کو حج پر جانے کو کہا ہے۔ کیا اس چندے سے وہ بھی ۲۵ روپے ماہوار ایک سال تک، اس پیسے سے حج جائز ہے؟ کافی اسٹاف دِل سے یہ چندہ دینا نہیں چاہتا، مگر یونین کے ڈر اور خوف سے ۲۵ روپے ماہوار دے رہا ہے، کیا اس طرح جب دِل سے کوئی کام نہیں کرتا، کسی کے ڈر اور خوف کے چندے سے حج جائز ہے؟

جواب:... جو صورت آپ نے لکھی ہے اس طرح حج پر جانا جائز نہیں۔ اوّل تو بینک سے حاصل ہونے والی تنخواہ ہی حلال نہیں،[1] اور پھر زبردستی رقم جمع کرانا اور اس کا قرعہ نکالنا یہ دونوں چیزیں ناجائز ہیں۔[2]

بونڈ کی اِنعام کی رقم سے حج کرنا

سوال:... ٹی وی کے ایک پروگرام میں پروفیسر حسنین کاظمی صاحب میزبان کی حیثیت سے، پروفیسر علی رضا شاہ نقوی صاحب اور مولانا صلاح الدین صاحب جرنلسٹ سے چند مسائل پر گفتگو کر رہے تھے۔ من جملہ چند سوالوں کے ایک سوال یہ تھا کہ آیا پرائز بونڈ پر اِنعام حاصل کردہ رقم سے ''عمرہ یا حج'' کرنا جائز ہے کہ نہیں؟ اس کا جواب پروفیسر علی رضا شاہ نقوی صاحب نے یہ دیا کہ پرائز بونڈ کی اِنعام حاصل کردہ رقم سے عمرہ اور حج جائز ہے۔ اس کی تشریح انہوں نے اس طرح فرمائی:

''اگر دس روپے کا ایک پرائز بونڈ کوئی خریدتا ہے تو گویا اس کے پاس دس روپے کی ایک رقم ہے جس کو جب اور جس وقت وہ چاہے کسی بینک میں جاکر اس پرائز بونڈ کو دے کر مبلغ دس روپے حاصل کرسکتا ہے۔'' مزید یہ تشریح فرمائی کہ: ''مثلاً ایک ہزار اَشخاص دس روپے کا ایک ایک پرائز بونڈ خریدتے ہیں، قرعہ اندازی کے بعد کسی ایک شخص کو مقرّر کردہ اِنعام ملتا ہے، مگر بقیہ ۹۹۹ اَشخاص اپنی اپنی رقم سے محروم نہیں ہوتے بلکہ ان کے پاس یہ رقم محفوظ رہتی ہے، اور اِنعام وہ ادارہ دیتا ہے جس کی سرپرستی میں پرائز بونڈ اسکیم رائج ہے، لہٰذا اس اِنعامی رقم سے عمرہ یا حج کرنا جائز ہے۔'' اس پروگرام کو کافی لوگوں نے ٹی وی پر دیکھا اور سنا ہوگا، مولانا صاحب! آپ سے گزارش ہے کہ آپ قرآن و حدیث کو مدِنظر رکھتے ہوئے اس مسئلے پر روشنی ڈالیں کہ آیا پرائز بونڈ کی حاصل کردہ اِنعامی رقم سے ''عمرہ یا حج'' کرنا جائز ہے کہ نہیں؟

جواب:... پرائز بونڈ پر جو رقم ملتی ہے وہ جوا ہے اور سود بھی، جوا اس طرح ہے کہ بونڈ خریدنے والوں میں سے کسی کو معلوم نہیں ہوتا کہ اس کو اس بونڈ کے بدلے میں دس روپے ہی ملیں گے یا مثلاً پچاس ہزار۔ اور سود اس طرح ہے کہ پرائز بونڈ خرید کر اس شخص نے متعلقہ ادارے کو دس روپے قرض دیئے اور ادارے نے اس روپے کے بدلے اس کو پچاس ہزار دس روپے واپس کئے، اب یہ زائد رقم جو اِنعام کے نام پر اس کو ملی ہے، خالص ''سود'' ہے،[3] اور خالص سود کی رقم سے عمرہ اور حج کرنا جائز نہیں۔[4]

---

(۱) عن جابر قال: لعن رسول الله صلى الله عليه وسلم آكل الربا وموكله وكاتبه وشاهديه، وقال هم سواء. رواه مسلم. (مشكوٰة ص:۲۴۴، باب الربا، طبع قديمى كتب خانه).

(۲) عن أبى حرة الرقاشى عن عمّه قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: ألَا لَا تظلموا! ألَا لَا يحل مال امرئٍ إلّا بطيب نفس منه. (مشكوٰة ج:۱ ص:۲۵۵، باب الغصب والعارية).

(۳) كل قرض جرّ نفعًا فهو ربًا. (فتاوىٰ شامى ج:۵ ص:۱۶۶، ج:۶ ص:۳۹۴).

(۴) يجتهد فى تحصيل نفقة حلال فإن الله لَا يقبل الحج بالنفقة الحرام. (عالمگيرى ج:۱ ص:۲۲۰، كتاب المناسك).

سرکاری حج کا شرعی حکم

سوال:… ہمارے ملک میں ہر سال صدر صاحب، وزیرِاعظم صاحبہ، ایم این اے، افسران وغیرہ جو خود اتنے مال دار ہیں کہ سینکڑوں غریب عوام کو حج کرواسکتے ہیں، مگر خود سرکاری خرچ پر مع لاؤلشکر کے حج پر جاتے ہیں، کیا بارگاہِ ربّ العزّت میں ایسا حج شرفِ قبولیت حاصل کرے گا؟

۲:… جو لوگ ہمراہ جاتے ہیں اور خود حج کے اِخراجات برداشت کرسکتے ہیں، کیا ان کا حج قبول ہوگا؟

۳:… بہت سے عام شہری جنھوں نے رقم جمع کردی تھی وہ نہ جاسکے، بلکہ ان کی جگہ دُوسرے پسندیدہ اَشخاص حج پر بھیج دیئے گئے، کیا صحیح صورتِ حال جاننے والوں کا حج مقبول ہوگا؟

۴:… ناقص کی رائے میں ہم لوگ دِین بلکہ ہر معاملات میں اتنے پست ہوگئے ہیں کہ اتنے اہم دِینی معاملات میں بھی بدعنوانیاں کرتے ہیں۔

جواب:… آپ کے فتویٰ پوچھنے اور میرے فتویٰ دینے سے ان لوگوں کی صحت پر کوئی اثر نہیں پڑتا، اور یہ ظاہر ہے کہ جب ناجائز رقم سے حج کیا جائے تو اللہ تعالیٰ کے قرب کا ذریعہ نہیں ہوسکتا۔

۲:… جو لوگ دُوسروں کا حق مار کر گئے، ان کا حج بھی موجبِ رضائے اِلٰہی نہیں ہوسکتا۔

سرکاری خرچ پر حج کرنا

سوال:… سرکاری محکموں سے لوگوں کو سرکاری حج پر ہر سال کی طرح بھیجا گیا، جبکہ سرکاری خزانے میں پاکستان کے چودہ کروڑ عوام کا حصہ ہے۔ آپ سے یہ پوچھنا ہے کہ:

۱:… اس طرح سے کسی محکمے کا اپنے ملازمین کو سرکاری حج پر بھیجنا جائز ہے؟

۲:… کیا اس طرح ان لوگوں کا حج ادا ہوگیا؟

۳:… اگر یہ شرعاً جائز نہیں تو کیا آئندہ سال سے حکومت کو یہ سلسلہ بند کردینا چاہئے؟

جواب۱:… محکمے دو قسم کے ہیں، ایک نجی اور دُوسرے سرکاری، نجی محکموں میں اگر کچھ لوگوں کو قرعہ اندازی کے ذریعے حج پر بھیجا جاتا ہے، تو یہ بھیجنا بھی صحیح ہے اور ان کا حج بھی ادا ہوجائے گا، شرط یہ ہے کہ حج کے لئے جو پیسے جمع کروائے جائیں، وہ خالص ان کی ملکیت کردیئے جائیں، اور دُوسری شرط یہ ہے کہ اس قرعہ اندازی میں گھپلا نہ کیا جائے، ورنہ ان کا حج صحیح نہیں ہوگا۔

۲:… اور دُوسرا طریقہ سرکاری ملازمین کو حج پر بھیجنا ہے، اگر حکومت کے پاس کوئی ایسا فنڈ موجود ہے جس سے وہ کسی ایسی جگہ رقم کو خرچ کرسکے، پھر تو ٹھیک ہے، ایسے لوگوں کا حج ادا ہوجائے گا، ورنہ اگر سرکاری خزانے سے عازمینِ حج کے مصارف برداشت کئے جاتے ہیں، تو ایسے لوگوں کا حج نہیں ہوگا، اور وہ خود بھی گناہگار ہوں گے اور ان کو حج پر بھیجنے والے اہلِ اربابِ اِختیار بھی گناہگار ہوں گے، اِلَّا یہ کہ کوئی شخص اپنے پیسے سے حج پر رقم خرچ کرے، واللہ اعلم!

عازمینِ حج کا بیمہ

سوال:... حکومت نے ایک مقامی کمپنی کو حجاجِ کرام کی پاکستان سے روانگی سے لے کر مع سلامت واپسی تک بیمۂ زندگی کی اِجازت دی ہے۔ عازمِ حج کو شاید ایک ہزار روپے پریمیم کے عوض حادثاتی موت کی صورت میں اس کے نامزد کردہ پسماندگان، ورثاء کو تقریباً پانچ لاکھ روپے بیمے کی رقم ادا کی جائے گی۔ مسئلہ یہ ہے کہ حجاجِ کرام کا اس طرح کا بیمہ کرانا، ترغیب دینا، یا دِلانا، شرعاً کیسا ہے؟

جواب:... بیمۂ زندگی ناجائز اور حرام ہے، خصوصاً حج جیسی مقدس عبادت کو اس گندگی سے ملوّث کرنا اور بھی گندا ہے۔ اس لئے حجاجِ کرام کو چاہئے کہ وہ اس سلسلے میں ایک ہزار دے کر بیمۂ زندگی نہ کریں، ورنہ ان کا حج کرنا نیکی برباد اور گناہ لازم کے مصداق برباد نہ ہوجائے۔ حکومت کا یہ کام کرنا اور حاجیوں کو اس کی ترغیب دینا ناجائز ہے، اور گناہ کی دعوت دینے کے مترادف ہے، اس لئے سرکاری اہل کاروں کو اس سے اِجتناب کرنا چاہئے۔ [1]

حج کے لئے جھوٹ بولنا

سوال:... سعودی گورنمنٹ نے پچھلے سال حج سے پہلے ایک قانون نافذ کیا تھا کہ کوئی بھی غیرملکی جو سعودیہ میں ملازمت کر رہا ہے اگر اس نے ایک مرتبہ حج کرلیا تو وہ دوبارہ پانچ سال تک حج ادا نہیں کرسکتا۔ ہماری کمپنی ہر اس شخص کو ایک فارم پُر کرنے کو دیتی ہے جس پر لکھا ہوتا ہے کہ: ”میں نے پچھلے پانچ سال سے حج نہیں کیا ہے، مجھے حج ادا کرنے کی اجازت دی جائے“ نیچے اس شخص کے دستخط ہونے کے ساتھ ساتھ دو گواہوں کے نام اور دستخط بھی ہوتے ہیں۔

اب اگر میں اپنی والدہ یا بیوی کو اس سال حج کروانا چاہوں تو مجھے بھی ان کے ساتھ محرَم کے طور پر حج کرنا ہوگا، اور اس کے لئے مجھے درج بالا فارم پُر کرکے یعنی جھوٹ لکھ کر اپنے دفتر میں جمع کرانا ہوگا، چونکہ میں نے دو سال پہلے حج کیا تھا۔ آپ سے پوچھنا یہ ہے کہ اس طرح جھوٹ لکھ کر حج کرنا جائز ہے؟ اور اس طرح حج ادا ہوجائے گا یا اس طرح حج کرنے والا گناہ گار ہوگا؟

جواب:... آپ جھوٹ کیوں بولیں؟ آپ یہ لکھ کردیں کہ میں خود تو حج کرچکا ہوں لیکن اپنی والدہ یا بیوی کو حج کرانا چاہتا ہوں اس کی اجازت دی جائے۔ [2]

---

(۱) كل قرض جرّ نفعًا فهو ربوٰا. (فقه السُّنَّة ج:۳ ص:۱۴۸، طبع دار الكتاب العربي، بيروت). أيضًا: كل قرض جر منفعةً فهو ربًا. (فتح القدير ج:۹ ص:۴۴۸ طبع رياض). القرض بالشرط حرام والشرط ليس بلازم. (خلاصة الفتاوىٰ ج:۳ ص:۵۴). وان تأجيله لَا يصح (الىٰ قوله) وعلىٰ إعتبار الْإنتهاء لَا يصح لأنّه يصير بيع الدراهم بالدراهم نسيئة وهو ربوٰا. (هداية ج:۳ ص:۷۲). ”وَتَعَاوَنُوْا عَلَى الْبِرِّ وَالتَّقْوٰى وَلَا تَعَاوَنُوْا عَلَى الْإِثْمِ وَالْعُدْوَانِ“ (المائدة: ۱).

(۲) وفي الصحيحين عن أبي بكرة قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: أَلَا أنبئكم بأكبر الكبائر؟ ثلاثًا، قلنا: بلىٰ يا رسول الله! قال: الشرك بالله وعقوق الوالدين، وكان متكئًا، فجلس فقال: أَلَا وقول الزور، أَلَا وشهادة الزور، فما زال يكرّرها حتّٰى قلنا: ليته سكت. (تفسير ابن كثير ج:۴ ص:۲۱۵، طبع رشيديه كوئٹه).

افغانستان کے پاسپورٹ پر حج و عمرہ کرنا

سوال:... ہمارے یہاں کچھ لوگ افغانستان کے پاسپورٹ پر حج و عمرہ کے لئے جاتے ہیں، وہ لوگ اس کی یہ تأویل پیش کرتے ہیں کہ یہ سب انگریز کا قانون ہے، مسلمان کے لئے سرحد بندی وغیرہ نہیں ہے، اور تاریخ کی کتابوں میں پشاور بھی افغانستان کا ایک حصہ ہے۔ افغانستان کے بنے ہوئے پاسپورٹ پر افغانستان کا پتا درج ہوتا ہے، جبکہ جانے والا پشاور کا باشندہ ہے، کیا یہ طریقہ دُرست ہے؟

جواب:... اگر ان صاحب کی یہ تقریر دُوسری حکومتوں والے تسلیم کرتے ہیں تو سبحان اللہ! ورنہ جھوٹ بول کر حج کے لئے جانا جائز نہیں۔

بلا اجازت حج کے لئے عزّت و ملازمت کا خطرہ

سوال:... میرے والدین اس سال حج پر آرہے ہیں ان شاء اللہ۔ سعودی گورنمنٹ نے قانون بنایا ہے کہ اگر یہاں کام کرنے والے ایک دفعہ حج کریں تو پھر دُوسرا حج پانچ سال کے بعد کریں۔ میں نے چار سال پہلے حج کیا ہے لہٰذا ایک سال باقی ہے۔ اب میرے والدین بوڑھے ہیں، کیا میں حج پر جاؤں تو گناہ نہیں ہوگا؟ میرا خیال ہے کہ میں بغیر اطلاع کے چلا جاؤں جبکہ میں جہاں کام کرتا ہوں وہ بھی مجھے اجازت نہ دیں گے، اس معاملے میں سعودی قانون کی خلاف ورزی ہوگی مگر دُوسری طرف میرے والدین کی مجبوری ہے۔

جواب:... آپ کا والدین کے ساتھ حج کرنا بلاشبہ صحیح ہے، مگر قانون کی خلاف ورزی کرنے میں عزّت اور ملازمت کو خطرہ لاحق ہوسکتا ہے، یہ آپ خود دیکھ لیں، اس کے بارے میں کوئی مشورہ نہیں دے سکتا۔ البتہ شرعاً اس طرح حج ادا ہوجائے گا اور ثواب بھی ملے گا۔

حج کے لئے چھٹی کا حصول

سوال:... میں حکومتِ قطر میں ملازمت کر رہا ہوں، حج سے متعلق مسئلہ پوچھنا چاہتا ہوں۔ قطر حکومت دورانِ ملازمت ہر ملازم کو حج کے لئے ایک ماہ کی چھٹی مع تنخواہ دیتی ہے، اور پہلا ہی حج فرض ہوتا ہے۔ میں صاحبِ حیثیت ہوں اور حج پر جانا چاہتا ہوں۔ کیا میں حکومتِ قطر کی حج چھٹیوں میں یا اپنی سالانہ چھٹیاں لے کر حج پر جاؤں؟ کیا ان دونوں چھٹیوں میں فرق سے ثواب میں فرق پڑے گا؟ میرے دوست نے حکومتِ قطر کی چھٹیوں پر حج کیا ہے، اگر ثواب میں فرق ہو تو دوبارہ حج کرنے کے لئے تیار ہوں۔

جواب:... اگر قانون کی رُو سے چھٹی مل سکتی ہے اور اس کے لئے کسی غلط بیانی سے کام نہیں لینا پڑتا ہے،[1] تو حج کے ثواب میں کوئی کمی نہیں آئے گی۔

---

(۱) "یٰـاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللهَ وَقُوْلُوْا قَوْلًا سَدِیْدًا" (الأحزاب: ۷۰)۔

حکومت کی اجازت کے بغیر حج کو جانا

سوال:... حکومت کی پابندی کے باوجود جو لوگ چوری یعنی غلط راستوں سے حج کرنے جاتے ہیں اور حج بھی نفلی کرتے ہیں، ان کے بارے میں کیا رائے ہے؟

جواب:... حکومت کے قانون کی خلاف ورزی میں ایک تو عزّت کا خطرہ ہے کہ اگر پکڑے گئے تو بے عزّتی ہوگی۔ دُوسرے بعض اوقات اَحکامِ شرعیہ کی خلاف ورزی بھی لازم آتی ہے، مثلاً بعض اوقات میقات سے بغیر احرام کے جانا پڑتا ہے، جس سے دَم لازم آتا ہے۔ اگر قانونی گرفت اور اَحکامِ شرعیہ کی مخالفت کا خطرہ نہ ہو تب تو مضائقہ نہیں ورنہ نفلی حج کے لئے وبال سر لینا ٹھیک نہیں۔ (۱)

عمرے کے ویزے پر جاکر حج کرکے آنا

سوال:... اگر عمرے کے ویزے پر جائیں اور حج کرکے آئیں تو ایسا کرنا صحیح ہوگا یا نہیں؟

جواب:... عزّت کا خطرہ نہ ہو تو جائز ہے۔

رشوت کے ذریعے سعودی عرب میں ملازم کا والدین کو حج کرانا

سوال:... ایک شخص ملک سے باہر کمانے کے لئے کوشش کرتا ہے اور کسی (ریکروٹنگ ایجنسی) یا ادارے کو بطور رشوت دس یا بارہ ہزار روپے دے کر سعودی ریال کمانے جاتا ہے، وہ ایک سال یا دو سال کے بعد اسپانسر شپ اسکیم کے تحت اپنے والد یا والدہ کو حج کراتا ہے، اس سلسلے میں یہ بتائیں کہ کیا اس طرح کا حج اسلام کے عین مطابق ہے؟ کیونکہ وہ شخص محنت کرکے تو کماتا ہے مگر جس طریقے سے وہ باہر گیا ہے یعنی رشوت دے کر تو اس کے والدین کا حج قبول ہوگا یا نہیں؟

جواب:... رشوت دے کر ملازمت حاصل کرنا ناجائز ہے، (۲) مگر ملازمت ہوجانے کے بعد اپنی محنت سے اس نے جو روپیہ کمایا وہ حلال ہے، اور اس سے حج کرنا یا اپنے والدین اور دیگر اعزّہ کو حج کرانا جائز ہے۔

خود کو کسی دُوسرے کی بیوی ظاہر کرکے حج کرنا

سوال:... میرا مسئلہ دراصل کچھ یوں ہے کہ میرا نام محمد اکرم ہے، میرا ایک دوست جس کا نام محمد اشرف ہے۔ اب میرے دوست یعنی محمد اشرف کا کچھ تھوڑا سا جھگڑا اپنے کفیل کے ساتھ تھا، لہٰذا اس نے اپنی بیوی کو یہاں حج پر بلانا تھا، سو اس نے میرے نام پر اپنی بیوی کو حج پر بلایا، یعنی اس نے نکاح نامے پر بھی میرا نام لکھوایا اور کاغذی کارروائی میں وہ میری ہی بیوی بن کر یہاں آئی، اب میں

---

(۱) آفاقی مسلم مكلف أراد دخول مكة أو الحرم .... جاوز آخر مواقيته غير محرم .... أثم ولزمه دم." (غنية الناسك ص:۶۰، فصل في مجاوزة الآفاقي وقته، طبع إدارة القرآن).

(۲) عن عبدالله بن عمرو لعن رسول الله صلى الله عليه وسلم الراشي والمرتشي. (مشكوٰة ص:۳۲۶، باب الأقضية).

ہی اسے لینے آیئرپورٹ پر گیا، ایئرپورٹ سیکورٹی والوں نے میرا اِقامہ دیکھ کر میری بیوی جان کر اس کو باہر آنے دیا (ایئرپورٹ سے)، اب عورت اپنے اصل خاوند کے پاس ہی ہے اور اس نے حج بھی کیا ہے۔ اب آپ یہ بتائیں کہ یہ حج صحیح ہے یا نہیں؟ اور کیا اگر یہ غلط ہے اور گناہ ہے تو میں کس حد تک مجرم ہوں؟

جواب:... فریضۂ حج تو اس محترمہ کا ادا ہوگیا، مگر جعل سازی کے گناہ میں تینوں شریک ہیں، وہ دونوں میاں بیوی بھی اور آپ بھی۔[1]

مکہ میں رہتے ہوئے عمرہ

سوال:... حج کے زمانے میں مکہ مکرمہ کے قیام کے دوران مزید عمرہ کیا جاسکتا ہے جبکہ چار پانچ روز بعد مدینہ منوّرہ جانا ہے، وہاں سے واپسی پر فریضۂ حج ادا کرنا ہے؟

جواب:... جائز ہے۔

(۱) ان الْإعانة على المعصية حرام مطلقًا بنص القرآن، أعنى قوله تعالٰى: "وَلَا تَعَاوَنُوْا عَلَى الْإِثْمِ وَالْعُدْوَانِ". (أحكام القرآن، مفتى محمد شفيع ج:۳ ص:۷۴)۔ عن أبى هريرة رضى الله عنه أن رسول الله صلى الله عليه وسلم قال ..... من غشنا فليس منا۔ (الترغيب والترهيب ج:۲ ص:۵۷۱، الترهيب من الغش، طبع بيروت)۔ وعن أبى هريرة قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: آية المنافق ثلاث، زاد مسلم: وإن صام وصلّٰى وزعم أنه مسلم، ثم اتفقا: إذا حدث كذب، وإذا وعد أخلف، وإذا أتمن خان۔ (مشكٰوة ص:۱۷، باب الكبائر وعلامات النفاق)۔

عمرہ

عمرہ، حج کا بدل نہیں ہے

سوال:... اسلام کا پانچواں رُکن (صاحبِ اِستطاعت کے لئے) فریضۂ حج کی ادائیگی کرنا فرض ہے۔ مگر اکثر بزنس پیشہ حضرات جب وہ اپنا بزنس ٹرپ یورپ یا امریکہ وغیرہ کا کرتے ہیں تو وہ لوگ واپسی میں یا جاتے ہوئے مکۃ المکرّمہ جاکر عمرہ ادا کرتے ہیں، اور یہی حال پاکستان کے اعلیٰ افسران کا ہے جو حکومت کے خرچ پر یورپ وغیرہ برائے ٹریننگ یا حکومت کے کسی کام سے جاتے ہیں تو وہ حضرات بھی واپسی میں عمرہ ادا کرکے آتے ہیں، مگر فریضۂ حج ادا کرنے کی کوشش نہیں کرتے۔ غالباً ان کا خیال ہے کہ عمرہ ادا کرنا حج کا نعم البدل ہے۔ عرض کرنے کا مقصد ہے کہ عمرہ ادا کرنے کی شرعی حیثیت کیا ہے؟ کیا عمرہ ادا کرنا حج کا نعم البدل ہے؟

جواب:... یورپ وامریکہ جاتے آتے ہوئے اگر عمرہ کی سعادت نصیب ہوجائے تو عمرہ تو کرلینا چاہئے، لیکن عمرہ، حج کا بدل نہیں ہے۔[1] جس شخص پر حج فرض ہو، اس کا حج کرنا ضروری ہے، محض عمرہ کرنے سے فرض ادا نہیں ہوگا۔[2]

عمرہ اور قربانی کے لئے عقیقہ شرط نہیں

سوال:... کیا وہ شخص عمرہ کرسکتا ہے جس کا عقیقہ نہیں ہوا ہو؟ اور اس طرح کیا وہ شخص قربانی کرسکتا ہے جس کا عقیقہ نہ ہوا ہو؟ کیونکہ ہم گزشتہ چار سالوں سے اللہ کے فضل وکرم سے قربانی کر رہے ہیں، جبکہ ہم میں سے کسی کا بھی عقیقہ نہیں ہوا۔ اور میرے بڑے بھائی پچھلے سال سعودی عرب نوکری پر گئے تھے، اللہ تبارک وتعالیٰ نے ان پر رحم فرمایا اور خانۂ کعبہ کی زیارت سے مع عمرہ کے اسی عیدالفطر پر مشرف فرمایا۔

جواب:... عقیقے کا ہونا قربانی اور عمرہ کے لئے کوئی شرط نہیں، اس لئے جس کا عقیقہ نہیں ہوا اس کی قربانی اور عمرہ صحیح ہے۔

اِحرام باندھنے کے بعد اگر بیماری کی وجہ سے عمرہ نہ کرسکے تو اس کے ذمہ عمرہ کی قضا اور دَم واجب ہے

سوال:... عمرہ کے لئے میں نے ۲۷ رمضان المبارک کو جدہ سے اِحرام باندھا، لیکن میری طبیعت بہت زیادہ خراب ہوگئی

---

(۱) انّ العمرة واجبة ولٰكنها ليست بفرضية وتسميتها حجة صغرىٰ في الحديث يحتمل أن يكون في حكم الثواب. (بدائع الصنائع ج:۲ ص:۲۲۶، كتاب الحج، فصل وأما العمرة، طبع سعيد كراچي)۔

(۲) "وَلِلّٰهِ عَلَى النَّاسِ حِجُّ الْبَيْتِ مَنِ اسْتَطَاعَ اِلَيْهِ سَبِيْلًا" (آل عمران:۹۷)۔

تھی، میں بالکل چل نہیں سکتا تھا، اور مجھے زندگی بھر افسوس رہے گا کہ میں ۲۷ ر رمضان المبارک کو عمرہ ادا نہ کرسکا اور میں نے وہ اِحرام عمرہ ادا کرنے کے بغیر کھول دیا۔ میں نے مجبوری سے عمرہ ادا نہیں کیا، اس گناہ کی بخشش کس طرح ہوسکتی ہے؟

جواب:... آپ کے ذمہ اِحرام توڑ دینے کی وجہ سے دَم بھی واجب ہے،[1] اور عمرہ کی قضا بھی لازم ہے۔[2]

ذی الحجہ میں حج سے قبل کتنے عمرے کئے جاسکتے ہیں؟

سوال:... ایامِ حج سے قبل (مراد یکم تا ۸ ر ذی الحجہ ہے) لوگ جب وطن سے اِحرام باندھ کر جاتے ہیں تو ایک عمرہ کرنے کے بعد فارغ ہوجاتے ہیں۔ سوال یہ ہے کہ وہ اس دوران مزید عمرے کرسکتے ہیں یا نہیں؟

جواب:... حج تک مزید عمرے نہیں کرنے چاہئیں، حج سے فارغ ہوکر کرے، حج سے پہلے طواف جتنے چاہے کرتا رہے۔[3]

یومِ عرفہ سے لے کر ۱۳ ر ذی الحجہ تک عمرہ کرنا مکروہِ تحریمی ہے

سوال:... میرے دوستوں کا کہنا ہے کہ حج کے اہم رُکن یومِ عرفہ سے لے کر ۱۳ ر ذی الحجہ تک عمرہ کرنا ممنوع ہے، اگر ممنوع ہے تو اس کی کیا وجہ ہے؟ قرآن وحدیث کی روشنی میں جواب دیں۔

جواب:... یومِ عرفہ سے ۱۳ ر ذوالحجہ تک پانچ دن حج کے دن ہیں، ان دنوں میں عمرہ کی اجازت نہیں، اس لئے عمرہ ان دنوں میں مکروہِ تحریمی ہے۔[4]

عمرہ کا ایصالِ ثواب

سوال:... اگر کوئی شخص عمرہ کرتے وقت دِل میں یہ نیت کرے کہ اس عمرہ کا ثواب میرے فلاں دوست یا رشتہ دار کو مل جائے، یعنی میرا یہ عمرہ میرے فلاں رشتہ دار کے نام لکھ دیا جائے تو کیا ایسا ہوسکتا ہے؟

---

(۱) وإذا أحصر المحرم بعدو أو أصابه مرض فمنعه من المضي جاز له التحلل .... ويقال له إبعث شاة تذبح في الحرم ...إلخ۔ (هداية، كتاب الحج، باب الإحصار ص: ۳۱۲ طبع رحمانيه)۔

(۲) وعلى المحصر بالعمرة القضاء۔ (هداية ص: ۳۱۳، كتاب الحج، باب الإحصار)۔

(۳) وأما شرائط الركن فما ذكرنا في الحج إلّا الوقت فإن السَّنَة كلها وقت العمرة وتجوز في غير أشهر الحج وفي أشهر الحج، لٰكنه يكره فعلها في يوم عرفة ويوم النحر وأيام التشريق، أما الجواز في الأوقات كلها فلقوله تعالٰى: وأتموا الحج والعمرة لله، مطلقًا عن الوقت، وقد روي عن عائشة رضي الله عنها انها قالت: ما اعتمر رسول الله صلى الله عليه وسلم عمرة إلا شهدتها، وما اعتمر إلّا في ذي القعدة۔ وعن عمران بن حصين رضي الله عنه أن النبي صلى الله عليه وسلم اعتمر مع طائفة من أهله في عشر ذي الحجة فدل الحديثان علٰى أن جوازها في أشهر الحج، وما روي عن عمر رضي الله عنه انه كان ينهٰى عنها في أشهر الحج فهو محمول علٰى نهي الشفقة علٰى أهل الحرم لئلا يكون الموسم في وقت واحد من السنة بل في وقتين لتوسع المعيشة علٰى أهل الحرم۔ (بدائع الصنائع ج:۲ ص:۲۲۷ فصل في العمرة، طبع ايچ ايم سعيد)۔

(۴) العمرة .... وجازت في كل سنة .... وكرهت تحريمًا يوم عرفة وأربعة أيام بعدها ...إلخ۔ (درمختار ج:۲ ص:۴۷۳، كتاب الحج، طبع ايچ ايم سعيد كراچي)۔

جواب:... جس طرح دُوسرے نیک کاموں کا ایصالِ ثواب ہوسکتا ہے، عمرہ کا بھی ہوسکتا ہے۔ (۱)

والدہ مرحومہ کو عمرہ کا ثواب کس طرح پہنچایا جائے؟

سوال:... شوال کے مہینے میں ایک عمرہ اپنی والدہ مرحومہ کی طرف سے کرنے کا ارادہ ہے، میں عمرہ اپنی طرف سے کرکے ثواب ان کو بخش دُوں، یا عمرہ ان کی طرف کروں؟ اس کا کیا طریقہ کار ہوگا اور نیت کس طرح کی جائے گی؟

جواب:... دونوں صورتیں صحیح ہیں، آپ کے لئے آسان یہ ہے کہ عمرہ اپنی طرف سے کرکے ثواب ان کو بخش دیں، (۲) اور اگر ان کی طرف سے عمرہ کرنا ہو تو اِحرام باندھتے وقت یہ نیت کریں کہ: ''اپنی والدہ مرحومہ کی طرف سے عمرہ کا اِحرام باندھتا ہوں، یااللہ! یہ عمرہ میرے لئے آسان فرما اور میری والدہ کی طرف سے اس کو قبول فرما۔'' (۳)

ملازمت کا سفر اور عمرہ

سوال:... ہم لوگ نوکری کے سلسلے میں سعودی عرب آئے اور جدہ میں اُترے اور پھر ایک ہزار میل دُور کام کے لئے چلے گئے۔ اس میں ہمیں پہلے عمرہ کرنا چاہئے تھا یا کہ بعد میں؟

جواب:... چونکہ آپ کا یہ سفر عمرہ کے لئے نہیں تھا، بلکہ ملازمت کے لئے تھا، اس لئے آپ جب بھی چاہیں عمرہ کرسکتے ہیں، پہلے عمرہ کرنا آپ کے لئے ضروری نہیں تھا، خصوصاً جبکہ اس وقت آپ کو مکہ مکرّمہ جانے کی اجازت ملنا بھی دُشوار تھا۔ (۴)

کیا حج کے مہینے میں عمرہ کرنے والا اور عمرے کرسکتا ہے؟

سوال:... ایک شخص نے اَشہرِ حج میں جاکر عمرہ ادا کیا، اب وہ حج تک وہاں ٹھہرتا ہے تو کیا اس دوران وہ مزید عمرے کرسکتا ہے؟

جواب:... متمتع کے لئے حج و عمرہ کے درمیان اور عمرے کرنا جائز ہے۔ (۵)

---

(۱) الأصل ان كل من أتى بعبادة ماله جعل ثوابها لغيره ... إلخ (وفي الشامية) أي سواء كانت وصلاة أو صومًا .... أو حجًا أو عمرة۔ (الفتاویٰ الشامية ج:۲ ص:۵۹۵، باب الحج عن الغير، مطلب في إهداء ثواب الأعمال للغير)۔

(۲) أيضًا۔

(۳) ولجواز النيابة في الحج شرائط .... ومنها نية المحجوج عنه عند الإحرام والأفضل أن يقول بلسانه لبيك عن فلان۔ (الفتاوى الهندية ج:۱ ص:۲۵۷، كتاب المناسك، الباب الرابع عشر في الحج عن الغير)۔

(۴) وقتها أي العمرة جميع السَّنَة إلّا خمسة أيام ... إلخ۔ (عالمگيری ج:۱ ص:۲۳۷، الباب السادس في العمرة)۔

(۵) حوالہ کے لئے دیکھئے گزشتہ صفحے کا حاشیہ نمبر ۴۔

حج وعمرہ کی اِصطلاحات

(حج کے مسائل میں بعض عربی الفاظ استعمال ہوتے ہیں، بعض احباب کا تقاضا ہے کہ شروع میں ان کے معنی لکھ دیئے جائیں، اس لئے ''معلّم الحجاج''[1] سے نقل کرکے چند الفاظ کے معنی لکھے جاتے ہیں۔)

اِستلام:... حجرِ اَسود کو بوسہ دینا اور ہاتھ سے چھونا یا حجرِ اَسود اور رُکنِ یمانی کو صرف ہاتھ لگانا۔[2]

اِضطباع:... اِحرام کی چادر کو داہنی بغل کے نیچے سے نکال کر بائیں کندھے پر ڈالنا۔[3]

آفاقی:... وہ شخص ہے جو میقات کی حدود سے باہر رہتا ہو، جیسے ہندوستانی، پاکستانی، مصری، شامی، عراقی اور ایرانی وغیرہ۔[4]

اَیامِ تشریق:... ذوالحجہ کی گیارہویں، بارہویں اور تیرہویں تاریخیں ''اَیامِ تشریق'' کہلاتی ہیں۔[5] کیونکہ ان میں بھی (نویں اور دسویں ذوالحجہ کی طرح) ہر نمازِ فرض کے بعد ''تکبیرِ تشریق'' پڑھی جاتی ہے، یعنی: "الله اکبر، الله اکبر لَا اله الّا الله والله اکبر الله اکبر ولله الحمد"۔

اَیامِ نحر:... دس ذی الحجہ سے بارہویں تک۔[6]

اِفراد:... صرف حج کا اِحرام باندھنا اور صرف حج کے افعال کرنا۔[7]

---

(۱) معلم الحجاج ص:۴۳ تا۷۹، مؤلفہ مولانا سعید احمد مظاہری، طبع مکتبہ تھانوی۔

(۲) (واستلمه) أی مس الحجر بالید والقبله۔ (جامع الرموز ج:۲ ص:۴۵۵، طبع إیران)۔ وأیضًا: الإستلام: صفته أن یضع کفیه علی الحجر الأسود ویضع فمه بین کفیه یقبله من غیر صوت إن تیسّر وإلّا یمسحه بالکف ویقبل کفه بدل تقبیل الحجر کذا فی شرح المناسک۔ (قواعد الفقه، التعریفات الفقهیة ص:۱۷۵، طبع صدف پبلشرز)۔

(۳) الإضطباع: أن یجعل رداءه تحت إبطه الأیمن ویلقیه علٰی کتفه الأیسر۔ (هدایة ج:۱ ص:۲۴۱، باب الإحرام)۔

(۴) الآفاقی: أرید به الخارجی أی خارج المواقیت۔ (فتاویٰ شامی ج:۲ ص:۴۶۸، مطلب فی فروض الحج وواجباته)۔

(۵،۶) وأیّام النحر ثلاثة، وأیام التشریق ثلاثة ویمضی ذالک کله فی أربعة أیام، فالیوم العاشر من ذی الحجة للنحر خاصة، والیوم الثالث عشر للتشریق خاصةً والیومان فیما بینهما للنحر والتشریق جمیعًا۔ (بدائع الصنائع ج:۱ ص:۲۷۶، فصل فی صلاة العیدین)۔

(۷) الإفراد أن یحرم بالحج وحده۔ (الفقه الإسلامی وأدلّته ج:۳ ص:۲۱۵)۔

تسبیح:... "سبحان اللہ" کہنا۔ (۱)

تمتع:... حج کے مہینوں میں پہلے عمرہ کرنا پھر اسی سال میں حج کا اِحرام باندھ کر حج کرنا۔ (۲)

تلبیہ:... لبیک پوری پڑھنا۔ (۳)

تہلیل:... "لَا اِلٰہ اِلَّا اللہ" پڑھنا۔ (۴)

جمرات یا جمار:... منیٰ میں تین مقام ہیں جن پر قدِ آدم ستون بنے ہوئے ہیں، یہاں پر کنکریاں ماری جاتی ہیں۔ ان میں سے جو مسجدِ خیف کے قریب مشرق کی طرف ہے اس کو "جمرۃ الأولیٰ" کہتے ہیں، اور اس کے بعد مکہ مکرّمہ کی طرف بیچ والے کو "جمرۃ الوسطیٰ"، اور اس کے بعد والے کو "جمرۃ الکبریٰ" اور "جمرۃ العقبہ" اور "جمرۃ الاُخریٰ" کہتے ہیں۔ (۵)

رَمل:... طواف کے پہلے تین پھیروں میں اکڑ کر شانہ ہلاتے ہوئے قریب قریب قدم رکھ کر ذرا تیزی سے چلنا۔ (۶)

رَمی:... کنکریاں پھینکنا۔ (۷)

زم زم:... مسجدِ حرام میں بیت اللہ کے قریب ایک مشہور چشمہ ہے جو اَب کنویں کی شکل میں ہے، جس کو حق تعالیٰ نے اپنی قدرت سے اپنے نبی حضرت اسماعیل علیہ السلام اور ان کی والدہ کے لئے جاری کیا تھا۔ (۸)

---

(۱) التسبیح: هو ان یقول سبحان الله. (قواعد الفقه ص:۲۳۸).

(۲) التمتع هو الجمع بین أفعال الحج والعمرة فی أشهر الحج فی سنة واحدة بإحرامین بتقدیم أفعال العمرة من غیر یلمّ بأهله إلمامًا صحیحًا. (قواعد الفقه ص:۲۳۷، وأیضًا هدایة ج:۱ ص:۲۴۱).

(۳) التلبیة: هی لبیک اللّٰهم لبیک، لَا شریک لک لبیک، إن الحمد والنعمة لک والملک، لَا شریک لک لبیک. (قواعد الفقه ص:۲۳۵). التلبیة: لبیک اللّٰهم لبیک، لبیک لَا شریک لک لبیک، إن الحمد والنعمة لک والملک لَا شریک لک. (الجوهرة النیرة ج:۱ ص:۱۵۵، طبع مجتبائی دهلی).

(۴) التهلیل: هو أن یقول لَا إلٰه إلّا الله، وهو مأخوذ من الهیلا. (قواعد الفقه ص:۲۴۲، طبع صدف پبلشرز کراچی).

(۵) الجمار والجمرات: هی الحصاة یعنی الصغار من الأحجار جمع الجمرة. وسموا المواضع التی ترمی جمارًا وجمرات. الجمار الثلاث: هی العقبة والوسطیٰ والقصویٰ بمنٰی. (قواعد الفقه ص:۲۵۱، طبع صدف).

(۶) الرمل بفتحتین سرعة المشی مع تقارب الخطی وهز الکفین مع الإضطباع. (الجوهرة النیرة ج:۱ ص:۱۵۸، طبع مجتبائی دهلی). الرمل: فی الطواف هو أن یمشی فی الطواف سریعًا ویهز فی مشیته الکتفین کالمبارزین بین الصفین. (قواعد الفقه ص:۳۱۰، وکذا التعریفات ص:۹۹).

(۷) فرمی الجمار فی اللغة هو القذف بالأحجار الصغار وهی الحصٰی. (البدائع الصنائع ج:۲ ص:۱۳۷).

(۸) زمزم: بیر عند الکعبة غیر منصرف، وماء زمزم أی کثیر. (قواعد الفقه ص:۳۱۴). وأیضًا: وزمزم: بئر مشهورة بمکة بجوار الکعبة یتبرک بها ویشرب مائها وینقل إلی الجهات. (المعجم الوسیط ج:۱ ص:۴۰۰). نیز تفصیل کے لئے دیکھئے: فتح الباری، کتاب الأنبیاء ج:۶ ص:۳۹۶ تا ۴۰۷، طبع دار نشر الکتب الاسلامیہ لاہور پاکستان۔

سعی:... صفا اور مروہ کے درمیان مخصوص طریق سے سات چکر لگانا۔ [1]

شوط:... ایک چکر بیت اللہ کے چاروں طرف لگانا۔ [2]

صفا:... بیت اللہ کے قریب جنوبی طرف ایک چھوٹی سی پہاڑی ہے جس سے سعی شروع کی جاتی ہے۔ [3]

طواف:... بیت اللہ کے چاروں طرف سات چکر مخصوص طریق سے لگانا۔ [4]

عمرہ:... حِلّ یا میقات سے اِحرام باندھ کر بیت اللہ کا طواف اور صفا و مروہ کی سعی کرنا۔ [5]

عرفات یا عرفہ:... مکہ مکرّمہ سے تقریباً ۹ میل مشرق کی طرف ایک میدان ہے جہاں پر حاجی لوگ نویں ذی الحجہ کو ٹھہرتے ہیں۔ [6]

قِران:... حج اور عمرہ دونوں کا اِحرام ایک ساتھ باندھ کر پہلے عمرہ کرنا پھر حج کرنا۔ [7]

قارِن:... قِران کرنے والا۔

قرن:... مکہ مکرّمہ سے تقریباً ۴۲ میل پر ایک پہاڑ ہے، نجد، یمن اور نجد حجاز اور نجد تہامہ سے آنے والوں کی میقات ہے۔ [8]

قصر:... بال کتروانا۔ [9]

---

(۱) السعی: الْإسراع فی المشی وهو دون العَدْو .... قال الراغب وخص السعی فیما بین الصفا والمروة۔ (قواعد الفقه ص: ۳۲۲)۔

(۲) الشوط: هو الجَری مرّةً إلی الغایة ویراد به عند الفقهاء الطواف مرّةً جمعه أشواط۔ (قواعد الفقه ص: ۳۴۲)۔ وفی الجوهرة النیرة ج: ۱ ص: ۱۵۸ فیطوف بالبیت سبعة أشواط، الشوط من الحجر إلی الحجر۔

(۳) ثم یخرج إلی الصفا فیصعد علیه .... فیطوف سبعة أشواط یبدأ بالصفا ویختم بالمروة۔ (هدایة ج: ۱ ص: ۲۴۲-۲۴۳ کتاب الحج)۔

(۴) الطواف: لغة: الدوران حول الشیء، وشرعًا: هو الدوران حول البیت الحرام۔ (قواعد الفقه ص: ۳۶۵)۔

(۵) العمرة، إسم من الْإعتمار، هی لغةً الزیارة والقصد إلٰی مکان عامر، وشرعًا قصد بیت الله بأفعال مخصوصة، وتسمّٰی بالحج الأصغر، وأفعالها أربعة: الْإحرام، والطواف، والسعی، والحلق ... إلخ۔ (قواعد الفقه ص: ۳۹۰)۔

(۶) المنجد ص: ۶۴۵، وقواعد الفقه ص: ۳۷۸۔ العرفات: اسم للموقوف المعروف ویتمّ الحج بالوقوف بها۔

(۷) صفة القِران، أن یهلّ بالعمرة والحج من المیقات، قدم العمرة لأن الله قدمها .... ولأن أفعالها متقدمة علٰی أفعال الحج۔ (الجوهرة النیرة ج: ۱ ص: ۱۶۷، طبع دهلی)۔ وأیضًا: القِران هو الجمع بین العمرة والحج بإحرام واحد فی سفر واحد۔ (قواعد الفقه ص: ۴۲۶)۔

(۸) والمواقیت .... ولأهل نجد قرن المنازل، بسکون الراء، مغرب علٰی مرحلتین من مکة، وفی الحاشیة(۴) تبعد عن مکة ۹۴ کیلومترًا وهو جبل شرقی مکة یُطلُّ علٰی عرفات۔ (اللباب فی شرح الکتاب، کتاب الحج، ج: ۱ ص: ۱۶۵ طبع قدیمی کتب خانه)۔

(۹) التقصیر فی الحج: أن یقطع رؤس شعر رأسه قدر أنملة ونحوه عند الْإحلال۔ (قواعد الفقه ص: ۲۳۴، طبع صدف پبلشرز کراچی، المنجد ص: ۸۰۸، طبع دارالاشاعت کراچی)۔

محرِم:... اِحرام باندھنے والا۔ [۱]

مفرِد:... حج کرنے والا، جس نے میقات سے اکیلے حج کا اِحرام باندھا ہو۔ [۲]

میقات:... وہ مقام جہاں سے مکہ مکرّمہ جانے والے کے لئے اِحرام باندھنا واجب ہے۔ [۳]

جحفه:... رابغ کے قریب مکہ مکرّمہ سے تین منزل پر ایک مقام ہے، شام سے آنے والوں کی میقات ہے۔ [۴]

جنّت المَعلیٰ:... مکہ مکرّمہ کا قبرستان۔

جبلِ رَحمت:... عرفات میں ایک پہاڑ ہے۔ [۵]

حجرِ اَسود:... سیاہ پتھر، یہ جنت کا پتھر ہے، جنت سے آنے کے وقت دُودھ کی مانند سفید تھا، لیکن بنی آدم کے گناہوں نے اس کو سیاہ کردیا۔ یہ بیت اللہ کے مشرقی جنوبی گوشے میں قدِ آدم کے قریب اُونچائی پر بیت اللہ کی دیوار میں گڑا ہوا ہے، اس کے چاروں طرف چاندی کا حلقہ چڑھا ہوا ہے۔ [۶]

حرم:... مکہ مکرّمہ کے چاروں طرف کچھ دُور تک زمین "حرم" کہلاتی ہے، اس کی حدود پر نشانات لگے ہوئے ہیں، اس میں شکار کھیلنا، درخت کاٹنا، گھاس جانور کو چرانا حرام ہے۔ [۷]

حِلّ:... حرم کے چاروں طرف میقات تک جو زمین ہے اس کو "حل" کہتے ہیں، کیونکہ اس میں وہ چیزیں حلال ہیں جو حرم کے اندر حرام تھیں۔ [۸]

---

(۱) المُحرِم: من أحرم بالعمرة أو بالحج أو بهما۔ (قواعد الفقه ص: ۴۷۰)۔

(۲) الإحرام أربعة أوجه: ۱-إحرام الحجة المفردة ...... أما الإحرام بحجة مفردة فهو ان يقول عند الميقات: اللّٰهم إنّى أريد الحج فيسّره لى وتقبّله منى۔ (خزانة الفقه، كتاب وجوه الإحرام ص:۸۸)۔ وأيضًا: المفرد ...... بكسر الراء هو من أفرد بإحرام الحج۔ (قواعد الفقه ص: ۴۹۹)۔

(۳) المواقيت: جمع ميقات وهى المواضع التى لَا يجاوزها مريد مكة إلّا مُحرمًا ...إلخ۔ (قواعد الفقه ص: ۵۱۲، الجوهرة النيرة ج:۱ ص:۱۵۴)۔

(۴) جحفة: موضع بين مكة المكرمة والمدينة المنورة، وهى ميقات أهل الشام۔ (قواعد الفقه ص:۲۴۶)۔ وأيضًا: ولأهل الشام الجحفة، علىٰ ثلاث مراحل من مكة بقرب رابغ۔ (اللباب فى شرح الكتاب ج:۱ ص:۱۶۵)۔

(۵) اللباب فى شرح الكتاب، كتاب الحج، فصل يوم التروية وعرفة ج:۱ ص:۱۷۱، طبع قديمى كتب خانه۔

(۶) وعنه (أى ابن عباس) قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: نزل الحجر الأسود من الجنّة وهو أشد بياضًا من اللبن، فسوّدته خطايا بنى آدم۔ (مشكوٰة، باب دخول مكة، والطواف، الفصل الثانى ص:۲۲۷، طبع قديمى، وكذا فى البحر العميق ج:۱ ص:۱۷۳، طبع مؤسسة الريان، المكتبة المكية، مصر)۔

(۷) الحرم: بالتحريك إذا أطلق أريد به حرم مكة المكرمة وهو مواضع معروفة محددة بنوع من العلاقة، وخارجها الحل۔ (قواعد الفقه ص:۲۶۳)۔

(۸) الحل: بالفتح ضد العقد وبالكسر، ما جاوز الحرم من أرض مكة ويقابله الحرم۔ (قواعد الفقه ص:۲۶۷)۔

حلق:... سر کے بال منڈانا۔[1]

حطیم:... بیت اللہ کی شمالی جانب بیت اللہ سے متصل قدِ آدم دیوار سے کچھ حصہ زمین کا گھرا ہوا ہے، اس کو "حطیم" اور "حظیرہ" بھی کہتے ہیں۔[2] جنابِ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو نبوّت ملنے سے ذرا پہلے جب خانۂ کعبہ کو قریش نے تعمیر کرنا چاہا تو سب نے یہ اتفاق کیا کہ حلال کمائی کا مال اس میں صَرف کیا جائے، لیکن سرمایہ کم تھا اس وجہ سے شمال کی جانب اصل قدیم بیت اللہ میں سے تقریباً چھ گز شرعی جگہ چھوڑ دی، اس چھٹی ہوئی جگہ کو "حطیم" کہتے ہیں۔[3] اصل "حطیم" چھ گز شرعی کے قریب ہے، اب کچھ احاطہ زائد بنا ہوا ہے۔

دَم:... اِحرام کی حالت میں بعض ممنوع افعال کرنے سے بکری وغیرہ ذبح کرنی واجب ہوتی ہے، اس کو "دَم" کہتے ہیں۔[4]

ذو الحلیفہ:... یہ ایک جگہ کا نام ہے، مدینہ منوّرہ سے تقریباً چھ میل پر واقع ہے، مدینہ منوّرہ کی طرف سے مکہ مکرّمہ آنے والوں کے لئے میقات ہے، اسے آج کل "بیرِ علی" کہتے ہیں۔[5]

ذاتِ عرق:... ایک مقام کا نام ہے جو آج کل ویران ہوگیا، مکہ مکرّمہ سے تقریباً تین روز کی مسافت پر ہے، عراق سے مکہ مکرّمہ آنے والوں کی میقات ہے۔[6]

---

(۱) المنجد مترجم ص:۲۳۳۔

(۲) الحطیم: ویسمّی الحِجر وحظیرة اسماعیل علیه السلام وهی البقعة التی تحت المیزاب به حاجز کنصف دائرة بینه وبین البیت فرجه ستة ذراع۔ (قواعد الفقه ص:۲۶۶)۔

(۳) عن عائشة رضی الله عنها قالت: سألت النبی صلی الله علیه وسلم عن الجدار أمن البیت هو؟ قال: نعم! قلت: فمالهم لم یُدخِلوه فی البیت؟ قال: إن قومک قصرت بهم النفقةُ۔ قلت: فما شان بابه مرتفعًا؟ قال: فعل ذٰلک قومک لیدخلوا من شآءوا ویمنعوا من شآءوا ولولَا ان قومک حدیث عهدهم بالجاهلیة فأخاف أن تُنکِر قلوبهم أن أدخل الجَدْرَ فی البیت وأن ألصِقَ بابَهٗ بالأرض۔ (الصحیح للبخاری، باب فضل مکة وبنیانها ج:۱ ص:۲۱۵)۔

وفی الفتح: (قصرت بهم النفقة) ویوضحه ما ذکر ابن اسحاق فی "السیرة" عن عبدالله بن أبی نجیح أنه أخبر عن عبدالله بن صفوان بن اُمیة أن أبا وهب ...... قال لقریش: لَا تدخلوا فیه من کسبکم إلّا الطیب، ولَا تدخلوا فیه محصر بغی ولَا بیع ربًا ولَا مظلمة أحد من الناس۔ عن عبدالله بن أبی یزید عن أبیه أنه شهد عمر بن الخطاب ..... فسأله عمر عن بناء الکعبة فقال: إن قریشًا تقربت لبناء الکعبة –أی بالنفقة الطیبة– فعجزت فترکوا البیت فی الحجر، فقال عمر: صدقت۔ (فتح الباری ج:۳ ص:۵۲۶ طبع قدیمی کتب خانه کراچی)۔

(۴) الدم فی جنایة الحج: هو ذبح حیوان من الْإبل والبقر والغنم، وحیثما أطلق فالمراد به ذبح شاة ...إلخ۔ (قواعد الفقه ص:۲۹۴، طبع صدف پبلشرز کراچی)۔

(۵) ولأهل المدینة ذُوالحُلَیفة، بضم ففتح، موضع علٰی ستة أمیال من المدینة، وعشر مراحل من مکة، وتعرف الآن بآبار علی۔ (اللباب فی شرح الکتاب، کتاب الحج، المواقیت ج:۱ ص:۱۲۵، طبع قدیمی کتب خانه)۔

(۶) ذات عِرق: میقات أهل العراق۔ (قواعد الفقه ص:۲۹۸)۔ أیضًا: ولأهل العراق ذاتُ عِرق، بکسر فسکون، علٰی مرحلتین من مکة۔ وفی الحاشیة۲: تبعد عن مکة ۹۴ کیلومترًا، وهی فی الشمال الشرقی لمکة۔ (اللباب فی شرح الکتاب ج:۱ ص:۱۶۵، کتاب الحج، المواقیت، طبع قدیمی، خزانة الفقه ص:۸۹، طبع المکتبة العاصمیة الغفوریة)۔

رُکنِ یمانی:... بیت اللہ کے جنوب مغربی گوشے کو کہتے ہیں، چونکہ یہ یمن کی جانب ہے۔ [1]

مطاف:... طواف کرنے کی جگہ جو بیت اللہ کے چاروں طرف ہے اور اس میں سنگِ مرمر لگا ہوا ہے۔

مقامِ ابراہیم:... جنتی پتھر ہے، حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اس پر کھڑے ہوکر بیت اللہ کو بنایا تھا، مطاف کے مشرقی کنارے پر منبر اور زم زم کے درمیان ایک جالی دار قبے میں رکھا ہوا ہے۔ [2]

ملتزم:... حجرِ اَسود اور بیت اللہ کے دروازے کے درمیان کی دیوار جس پر لپٹ کر دُعا مانگنا مسنون ہے۔ [3]

مسجدِ خیف:... منیٰ کی بڑی مسجد کا نام ہے، جو منیٰ کی شمالی جانب میں پہاڑ سے متصل ہے۔ [4]

مسجدِ نمرہ:... عرفات کے کنارے پر ایک مسجد ہے۔

مدعیٰ:... دُعا مانگنے کی جگہ، مراد اس سے مسجدِ حرام اور مکہ مکرّمہ کے قبرستان کے درمیان ایک جگہ ہے جہاں دُعا مانگنی مکہ مکرّمہ میں داخل ہونے کے وقت مستحب ہے۔

مزدلفہ:... منیٰ اور عرفات کے درمیان ایک میدان ہے جو منیٰ سے تین مِیل مشرق کی طرف ہے۔ [5]

محسّر:... مزدلفہ سے ملا ہوا ایک میدان ہے جہاں سے گزرتے ہوئے دوڑ کر نکلتے ہیں، اس جگہ اصحابِ فیل پر جنھوں نے بیت اللہ پر چڑھائی کی تھی عذاب نازل ہوا تھا۔ [6]

مروہ:... بیت اللہ کے شرقی شمالی گوشے کے قریب ایک چھوٹی سی پہاڑی ہے جس پر سعی ختم ہوتی ہے۔ [7]

---

(۱) وعن ابن عمر أن رسول الله صلی الله علیه وسلم قال: مسح الحجر والرکن الیمانی یحط الخطایا حطًا .... وانما سُمّی الرکن الیمانی فیما ذکر القتبی: لأن رجلًا من الیمن بناه۔ (البحر العمیق ج:۱ ص:۱۷۷-۱۷۸ طبع مؤسسة الریّان، المکتبة المکیة)۔

(۲) عن سعید بن جبیر: "واتخذوا من مقام إبراهیم مصلّٰی" قال: الحجر مقام إبراهیم نبی الله، قد جعله الله رحمة، فکان یقوم علیه ویناوله إسماعیل الحجارة۔ (تفسیر ابن کثیر، سورة البقرة آیة:۱۲۵، ج:۱ ص:۳۶۱ طبع رشیدیه)۔ أیضًا تفسیر مدارک ج:۱ ص:۱۲۸ طبع دار ابن کثیر، بیروت)۔

(۳) الملتزم: هو ما بین الحجر الأسود إلٰی باب الکعبة الشریفة من حائط الکعبة الشریفة۔ (قواعد الفقه ص:۵۰۵، أیضًا البحر العمیق ج:۱ ص:۱۸۵ طبع مکه)۔

(۴) قال ابن فارس اللغوی: الخیف ارتفع من الأرض وانحدر من الجبل، ومسجد منٰی یسمّٰی مسجد الخیف لأنه فی سفح جبلها۔ (البحر العمیق، فصل مسجد الخیف، ج:۱ ص:۲۳۶ طبع مؤسسة الریان، المکتبة المکیة)۔

(۵) المزدلفة: موضع بین منٰی وعرفات وفیها المشعر الحرام وهو المَعْلم أی موضع علامة الحرم۔ (قواعد الفقه ص:۴۸۰)۔

(۶) (قوله: إلّا بطن محسر وهو واد بأسفل مزدلفة عن یسارها، وقف فیه إبلیس متحسرًا۔ (الجوهرة النیرة، کتاب الحج ج:۱ ص:۱۶۲)۔ وأوّل محسر من القرن المشرف من الجبل الذی علٰی یسار الذاهب إلٰی منٰی، سمّی به لأنه فیل أصحاب الفیل أعیا فیه۔ (فتح القدیر، کتاب الحج ج:۲ ص:۱۷۳ طبع دار صادر، بیروت)۔

(۷) المروة .... وفی الحج جبل بمکة۔ (قواعد الفقه ص:۴۷۹، طبع صدف پبلشرز کراچی)۔

میلین اخضرین:...صفا اور مروہ کے درمیان مسجدِ حرام کی دیوار میں دو سبز میل لگے ہوئے ہیں، جن کے درمیان سعی کرنے والے دوڑ کر چلتے ہیں۔ (۱)

موقف:...ٹھہرنے کی جگہ، حج کے افعال میں اس سے مراد میدانِ عرفات یا مزدلفہ میں ٹھہرنے کی جگہ ہوتی ہے۔ (۲)

میقاتی:...میقات کا رہنے والا۔

وقوف:...کے معنی ٹھہرنا، اور اَحکامِ حج میں اس سے مراد میدانِ عرفات یا مزدلفہ میں خاص وقت میں ٹھہرنا۔ (۳)

ہدی:...جو جانور حاجی حرم میں قربانی کرنے کو ساتھ لے جاتا ہے۔ (۴)

یومِ عرفہ:...نویں ذوالحجہ، جس روز حج ہوتا ہے اور حاجی لوگ عرفات میں وقوف کرتے ہیں۔ (۵)

یلملم:...مکہ مکرّمہ سے جنوب کی طرف دو منزل پر ایک پہاڑ ہے، اس کو آج کل "سعدیہ" بھی کہتے ہیں، یہ یمن اور ہندوستان اور پاکستان سے آنے والوں کی میقات ہے۔ (۶)

حج کرنے والوں کے لئے ہدایات

سوال:...اسلام کے ارکان میں حج کی کیا اہمیت ہے؟ لاکھوں مسلمان ہر سال حج کرتے ہیں، پھر بھی ان کی زندگیوں میں دِینی انقلاب نہیں آتا، اس کی کیا وجہ ہے؟ اس موضوع پر روشنی ڈالئے۔

جواب:...حج، اسلام کا عظیم الشان رُکن ہے۔ اسلام کی تکمیل کا اعلان حجۃ الوداع کے موقع پر ہوا، اور حج ہی سے ارکانِ اسلام کی تکمیل ہوتی ہے۔ احادیثِ طیبہ میں حج وعمرہ کے فضائل بہت کثرت سے ارشاد فرمائے گئے ہیں۔

ایک حدیث میں ہے کہ:

---

(۱) (قوله فإذا بلغ إلى بطن الوادى سعى بين الميلين الأخضرين) وهما علامتان لموضع الهرولة، وهما شيئان منحوتان من جدار المسجد لَا انهما مفصلان عن الجدار، وسماها أخضرين على طريق الأغلب وإلّا فأحدهما أخضر والآخر أحمر ...... فجعل هناك ميلان علامة لموضع الهرولة، ليعرف أنه بطن الوادى. (الجوهرة النيرة، كتاب الحج ج:۱ ص:۱۵۹).

(۲) الموقف: الموقف إثنان، ۱-وقوف بعرفات: يقف الحاج بقرب الجبل بعد الظهر والعصر إلى أن تغرب الشمس .... ۲-وأما الموقف الثانى فبالمزدلفة، يقف الإمام والناس معه بعد ما صلّى صلاة الفجر من يوم النحر يغلس إلى أن ترتفع الشمس ...إلخ. (خزانة الفقه لأبى الليث ص:۹۱ كتاب الحج، الموقف، طبع المكتبة العاصمية).

(۳) ایضاً۔

(۴) الهَدْىُ: بالفتح ...... اسم لما أهدى إلى الحرم من النعم أو ما ينقل للذبح من النعم إلى الحرم، والهدى من ثلاثة، من الإبل والبقر والغنم. (قواعد الفقه ص:۵۵۱، وأيضًا فتاوىٰ شامى ج:۲ ص:۶۱۴، باب الهدى).

(۵) يوم الحج يوم العرفة: هو التاسع من ذى الحجة، وسمّى بيوم عرفة لأن آدم وحواء بعد ما أهبطا إلى الأرض وافترقا فلم يجتمعا سنين ثم التقيا يوم عرفة بعرفات قاله النسفى ...إلخ. (قواعد الفقه ص:۵۵۸، المنجد ص:۲۴۵).

(۶) يلملم: ميقات أهل اليمن ومن فى جهتهم من أهل باكستان والهند واندونيسيا وغيرهم. (قواعد الفقه ص:۵۵۵)، وأيضًا: وهو جبل من جبال تهامة مشهور فى زماننا بالسعدية. (حاشية هداية ج:۱ ص:۲۱۴، طبع ملتان).

"قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: من حَجَّ لِلّٰهِ فلم يرفث ولم يفسق رجع كيومٍ ولدته أُمُّه. متفق عليه." (مشکوٰۃ ص:۲۲۱)

ترجمہ:... "جس نے محض اللہ تعالیٰ کی رضا کے لئے حج کیا، پھر اس میں نہ کوئی فحش بات کی اور نہ نافرمانی کی، وہ ایسا پاک صاف ہوکر آتا ہے جیسا ولادت کے دن تھا۔"

ایک اور حدیث میں ہے کہ:

"سئل رسول الله صلى الله عليه وسلم: أيُّ العمل أفضل؟ قال: إيمان بالله ورسوله. قيل: ثم ماذا؟ قال: الجهاد في سبيل الله. قيل: ثم ماذا؟ قال: حَجّ مبرورٌ. متفق عليه."

(مشکوٰۃ ص:۲۲۱)

ترجمہ:... "آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے دریافت کیا گیا کہ سب سے افضل عمل کون سا ہے؟ فرمایا: اللہ تعالیٰ اور اس کے رسولؐ پر ایمان لانا۔ عرض کیا گیا: اس کے بعد؟ فرمایا: اللہ تعالیٰ کی راہ میں جہاد کرنا۔ عرض کیا گیا: اس کے بعد؟ فرمایا: حجِ مبرور۔"

ایک اور حدیث میں ہے کہ:

"قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: العمرة الى العمرة كفّارة لما بينهما، والحجّ المبرور ليس له جزاءٌ الّا الجنّة. متفق عليه." (ایضاً)

ترجمہ:... "ایک عمرہ کے بعد دُوسرا عمرہ درمیانی عرصے کے گناہوں کا کفارہ ہے، اور حجِ مبرور کی جزا جنت کے سوا کچھ اور ہو ہی نہیں سکتی۔"

ایک اور حدیث میں ہے کہ:

"وعن ابن مسعود قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: تابعوا بين الحج والعمرة فانّهما ينفيان الفقر والذنوب كما ينفي الكيرُ خبث الحديد والذهب والفضّة وليس للحجّة المبرور ثوابٌ الّا الجنّة." (مشکوٰۃ ص:۲۲۲)

ترجمہ:... "پے در پے حج وعمرے کیا کرو، کیونکہ یہ دونوں فقر اور گناہوں سے اس طرح صاف کردیتے ہیں جیسے بھٹی لوہے اور سونے چاندی کے میل کو صاف کردیتی ہے، اور حجِ مبرور کا ثواب صرف جنت ہے۔"

حج، عشقِ الٰہی کا مظہر ہے، اور بیت اللہ شریف مرکزِ تجلیاتِ الٰہی ہے، اس لئے بیت اللہ شریف کی زیارت اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہِ عالی میں حاضری ہر مؤمن کی جانِ تمنا ہے، اگر کسی کے دِل میں یہ آرزو چٹکیاں نہیں لیتی تو سمجھنا چاہئے کہ اس کے ایمان کی جڑیں خشک ہیں۔

ایک اور حدیث میں ہے کہ:

”وعن عليّ قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: من ملك زادًا وراحلةً تبلغه الٰى بيت الله ولم يحجّ فلا عليه أن يموت يهوديًّا أو نصرانيًّا .... الخ۔“ (مشکوٰۃ ص:۲۲۲)

ترجمہ:...”جو شخص بیت اللہ تک پہنچنے کے لئے زاد و راحلہ رکھتا تھا اس کے باوجود اس نے حج نہیں کیا، تو اس کے حق میں کوئی فرق نہیں پڑتا کہ وہ یہودی یا نصرانی ہوکر مرے۔“

ایک اور حدیث میں ہے کہ:

”وعن أبي أمامة قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: من لم يمنعه من الحجّ حاجة ظاهرةٌ أو سلطانٌ جائرٌ أو مرضٌ حابسٌ فمات ولم يحجّ، فليمت ان شاء يهوديًّا وان شاء نصرانيًّا۔“ (مشکوٰۃ ص:۲۲۲)

ترجمہ:...”جس شخص کو حج کرنے سے نہ کوئی ظاہری حاجت مانع تھی، نہ سلطانِ جائر اور نہ بیماری کا عذر تھا، تو اسے اختیار ہے کہ خواہ یہودی ہوکر مرے یا نصرانی ہوکر۔“

ذرائعِ مواصلات کی سہولت اور مال کی فراوانی کی وجہ سے سال بہ سال حجاجِ کرام کی مردم شماری میں اضافہ ہو رہا ہے، لیکن بہت ہی رنج و صدمہ کی بات ہے کہ حج کے انوار و برکات مدہم ہوتے جارہے ہیں، اور جو فوائد و ثمرات حج پر مرتب ہونے چاہئیں ان سے اُمت محروم ہو رہی ہے۔ اللہ تعالیٰ کے بہت تھوڑے بندے ایسے رہ گئے ہیں جو فریضۂ حج کو اس کے شرائط و آداب کی رعایت کرتے ہوئے ٹھیک ٹھیک بجالاتے ہوں، ورنہ اکثر حاجی صاحبان اپنا حج غارت کرکے ”نیکی برباد، گناہ لازم“ کا مصداق بن کر آتے ہیں۔ نہ حج کا صحیح مقصد ان کا مطمحِ نظر ہوتا ہے، نہ حج کے مسائل و اَحکام سے انہیں واقفیت ہوتی ہے، نہ یہ سیکھتے ہیں کہ حج کیسے کیا جاتا ہے؟ اور نہ ان پاک مقامات کی عظمت و حرمت کا پورا لحاظ کرتے ہیں، بلکہ اب تو ایسے مناظر دیکھنے میں آرہے ہیں کہ حج کے دوران محرّمات کا ارتکاب ایک فیشن بن گیا ہے، اور یہ اُمت گناہ کو گناہ ماننے کے لئے بھی تیار نہیں، انا لله وانا إليه راجعون! ظاہر ہے کہ خدا اور رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے اَحکام سے بغاوت کرتے ہوئے جو حج کیا جائے، وہ انوار و برکات کا کس طرح حامل ہوسکتا ہے؟ اور رحمتِ خداوندی کو کس طرح متوجہ کرسکتا ہے؟

سب سے پہلے تو حکومت کی طرف سے درخواستِ حج پر فوٹو چسپاں کرنے کی بیخ لگادی گئی ہے، اور غضب پر غضب اور ستم بالائے ستم یہ کہ پہلے پردہ نشین مستورات اس قید سے آزاد تھیں، لیکن ”نفاذِ اسلام“ کے جذبے نے اب ان پر بھی فوٹوؤں کی پابندی عائد کردی ہے، پھر حجاجِ کرام کی تربیت کے لئے ”حج فلمیں“ دِکھائی جاتی ہیں۔ جس عبادت کا آغاز فوٹو اور فلم کی لعنت سے ہو، اس کا انجام کیا کچھ ہوگا یا ہوسکتا ہے؟ اور چونکہ حاجی صاحبان بزعمِ خود حج فلمیں دیکھ کر حج کرنا سیکھ جاتے ہیں اس لئے نہ انہیں مسائلِ حج کی کسی کتاب کی ضرورت کا احساس ہوتا ہے اور نہ کسی عالم سے مسائل سمجھنے کی ضرورت محسوس ہوتی ہے، نتیجہ یہ کہ جس کے جی میں جو آتا ہے کرتا ہے۔

حاجی صاحبان کے قافلے گھر سے رُخصت ہوتے ہیں تو پھولوں کے ہار پہننا پہنانا گویا حج کا لازمہ ہے کہ اس کے بغیر حاجی کا

جانا ہی معیوب ہے۔ چلتے وقت جو خشیت و تقویٰ، حقوق کی ادائیگی، معاملات کی صفائی اور سفر شروع کرنے کے آداب کا اہتمام ہونا چاہئے، اس کا دُور دُور کہیں نشان نظر نہیں آتا۔ گویا سفرِ مبارک کا آغاز ہی آداب کے بغیر محض نمود و نمائش اور ریاکاری کے ماحول میں ہوتا ہے۔ اب ایک عرصہ سے صدرِ مملکت، گورنر یا اعلیٰ حکام کی طرف سے جہاز پر حاجی صاحبان کو الوداع کہنے کی رسم شروع ہوئی ہے، اس موقع پر بینڈ باجے، فوٹوگرافی اور نعرہ بازی کا سرکاری طور پر ''اہتمام'' ہوتا ہے۔ غور فرمایا جائے کہ یہ کتنے محرّمات کا مجموعہ ہے...!

سفرِ حج کے دوران نمازِ باجماعت تو کیا، ہزاروں میں کوئی ایک آدھ حاجی ایسا ہوتا ہوگا جس کو اس کا پورا پورا احساس ہوتا ہو کہ اس مقدس سفر کے دوران کوئی نماز قضا نہ ہونے پائے، ورنہ حجاج کرام تو گھر سے نمازیں معاف کراکر چلتے ہیں، اور بہت سے وقت بے وقت جیسے بن پڑے پڑھ لیتے ہیں۔ مگر نمازوں کا اہتمام ان کے نزدیک کوئی خاص اہمیت نہیں رکھتا بلکہ بعض تو حرمین شریفین پہنچ کر بھی نمازوں کے اوقات میں بازاروں کی رونق دوبالا کرتے ہیں۔ قرآنِ کریم میں حج کے سلسلے میں جو اہم ہدایت دی گئی ہے وہ یہ ہے:

''حج کے دوران نہ فحش کلامی ہو، نہ حکم عدولی اور نہ لڑائی جھگڑا۔''(۱)

اور احادیثِ طیبہ میں بھی حجِ مقبول کی علامت یہی بتائی گئی ہے کہ: ''وہ فحش کلامی اور نافرمانی سے پاک ہو۔'' لیکن حاجی صاحبان میں بہت کم لوگ ایسے ہیں جو ان ہدایات کو پیشِ نظر رکھتے ہوں اور اپنے حج کو غارت ہونے سے بچاتے ہوں۔ گانا بجانا اور داڑھی منڈانا، بغیر کسی اختلاف کے حرام اور گناہِ کبیرہ ہیں۔ لیکن حاجی صاحبان نے ان کو گویا گناہوں کی فہرست ہی سے خارج کردیا ہے، حج کا سفر ہو رہا ہے اور بڑے اہتمام سے داڑھیاں صاف کی جارہی ہیں، اور ریڈیو اور ٹیپ ریکارڈر سے نغمے سنے جارہے ہیں، اِنا للہ و اِنا اِلیہ راجعون!

اس نوعیت کے بیسیوں گناہِ کبیرہ اور ہیں جن کے حاجی صاحبان عادی ہوتے ہیں اور خدا تعالیٰ کی بارگاہ میں جاتے ہوئے بھی ان کو نہیں چھوڑتے۔ حاجی صاحبان کی یہ حالت دیکھ کر ایسی اذیت ہوتی ہے جس کے اظہار کے لئے موزوں الفاظ نہیں ملتے۔ اسی طرح سفرِ حج کے دوران عورتوں کی بے حجابی بھی عام ہے، بہت سے مردوں کے ساتھ عورتیں بھی دورانِ سفر برہنہ سر نظر آتی ہیں، اور غضب یہ ہے کہ بہت سی عورتیں شرعی محرَم کے بغیر سفرِ حج پر چلی جاتی ہیں اور جھوٹ موٹ کسی کو محرَم لکھوا دیتی ہیں۔ اس سے جو گندگی پھیلتی ہے وہ ''اگر گویم زبان سوزد'' کی مصداق ہے۔

جہاں تک اس ارشاد کا تعلق ہے کہ: ''حج کے دوران لڑائی جھگڑا نہیں ہونا چاہئے''، اس کا منشا یہ ہے کہ اس سفر میں چونکہ ہجوم بہت ہوتا ہے اور سفر بھی طویل ہوتا ہے، اس لئے دورانِ سفر ایک دُوسرے سے ناگواریوں کا پیش آنا اور آپس کے جذبات میں تصادم کا ہونا یقینی ہے، اور سفر کی ناگواریوں کو برداشت کرنا اور لوگوں کی اذیتوں پر برافروختہ نہ ہونا بلکہ تحمل سے کام لینا یہی اس سفر کی سب سے بڑی کرامت ہے۔ اس کا حل یہی ہوسکتا ہے کہ ہر حاجی اپنے رفقاء کے جذبات کا احترام کرے، دُوسروں کی طرف سے اپنے آئینۂ دِل کو صاف و شفاف رکھے، اور اس راستے میں جو ناگواری بھی پیش آئے، اسے خندہ پیشانی سے برداشت کرے۔ خود اس کا پورا اہتمام

(۱) ''فَمَنْ فَرَضَ فِيهِنَّ الْحَجَّ فَلَا رَفَثَ وَلَا فُسُوْقَ وَلَا جِدَالَ فِي الْحَجِّ'' (البقرة:۱۹۷).

کرے کہ اس کی طرف سے کسی کو ذرا بھی اذیت نہ پہنچے اور دُوسروں سے جو اذیت اس کو پہنچے اس پر کسی رَدِّ عمل کا اظہار نہ کرے۔ دُوسروں کے لئے اپنے جذبات کی قربانی دینا اس سفرِ مبارک کی سب سے بڑی سوغات ہے، اور اس دولت کے حصول کے لئے بڑے مجاہدے و ریاضت اور بلند حوصلے کی ضرورت ہے، اور یہ چیز اہل اللہ کی صحبت کے بغیر نصیب نہیں ہوتی۔

عازمینِ حج کی خدمت میں بڑی خیرخواہی اور نہایت دِل سوزی سے گزارش ہے کہ اپنے اس مبارک سفر کو زیادہ سے زیادہ برکت و سعادت کا ذریعہ بنانے کے لئے مندرجہ ذیل معروضات کو پیشِ نظر رکھیں:

*:... چونکہ آپ محبوبِ حقیقی کے راستے میں نکلے ہوئے ہیں، اس لئے آپ کے اس مقدس سفر کا ایک ایک لمحہ قیمتی ہے، اور شیطان آپ کے اوقات ضائع کرنے کی کوشش کرے گا۔

*:... جس طرح سفرِ حج کے لئے ساز و سامان اور ضروریاتِ سفر مہیا کرنے کا اہتمام کیا جاتا ہے، اس سے کہیں بڑھ کر حج کے اَحکام و مسائل سیکھنے کا اہتمام ہونا چاہئے۔ اور اگر سفر سے پہلے اس کا موقع نہیں ملا تو کم از کم سفر کے دوران اس کا اہتمام کرلیا جائے کہ کسی عالم سے ہر موقع کے مسائل پوچھ پوچھ کر ان پر عمل کیا جائے۔ اس سلسلے میں مندرجہ ذیل کتابیں ساتھ رہنی چاہئیں اور ان کا بار بار مطالعہ کرنا چاہئے، خصوصاً ہر موقع پر اس سے متعلقہ حصے کا مطالعہ خوب غور سے کرتے رہنا چاہئے، کتابیں یہ ہیں:

۱:... ''فضائلِ حج'' از حضرت شیخ الحدیث مولانا محمد زکریا نوراللہ مرقدہٗ۔

۲:... ''آپ حج کیسے کریں؟'' از مولانا محمد منظور نعمانی مدظلہٗ۔

۳:... ''معلم الحجاج'' از مولانا مفتی سعید احمد مرحوم۔

اس مبارک سفر کے دوران تمام گناہوں سے پرہیز کریں اور عمر بھر کے لئے گناہوں سے بچنے کا عزم کریں، اور اس کے لئے حق تعالیٰ شانہ سے خصوصی دُعائیں بھی مانگیں۔ یہ بات خوب اچھی طرح ذہن میں رہنی چاہئے کہ حجِ مقبول کی علامت ہی یہ ہے کہ حج کے بعد آدمی کی زندگی میں دِینی انقلاب آجائے۔ جو شخص حج کے بعد بھی بدستور فرائض کا تارک اور ناجائز کاموں کا مرتکب ہے، اس کا حج مقبول نہیں۔ آپ کا زیادہ سے زیادہ وقت حرم شریف میں گزرنا چاہئے، اور سوائے اشد ضرورت کے بازاروں کا گشت قطعاً نہیں ہونا چاہئے۔ دُنیا کا ساز و سامان آپ کو مہنگا سستا، اچھا بُرا اپنے وطن میں بھی مل سکتا ہے، لیکن حرم شریف سے میسر آنے والی سعادتیں آپ کو کسی دُوسری جگہ میسر نہیں آئیں گی۔ وہاں خریداری کا اہتمام نہ کریں، خصوصاً وہاں سے ریڈیو، ٹیلیویژن، ایسی چیزیں لانا بہت ہی افسوس کی بات ہے کہ کسی زمانے میں حج و عمرہ میں کھجور اور آبِ زم زم، حرمین شریفین کی سوغات تھیں۔ اور اب ریڈیو، ٹیلیویژن ایسی ناپاک اور گندی چیزیں حرمین شریفین سے بطور تحفہ لائی جاتی ہیں۔

چونکہ حج کے موقع پر اطراف و اکناف سے مختلف مسلک کے لوگ جمع ہوتے ہیں، اس لئے کسی کو کوئی عمل کرتا ہوا دیکھ کر وہ عمل شروع نہ کردیں، بلکہ یہ تحقیق کرلیں کہ آیا یہ عمل آپ کے حنفی مسلک کے مطابق صحیح بھی ہے یا نہیں؟ یہاں بطور مثال دو مسئلے ذکر کرتا ہوں۔

۱:...نمازِ فجر سے بعد اِشراق تک اور نمازِ عصر کے بعد غروبِ آفتاب تک دوگانہ طواف پڑھنے کی اجازت نہیں،[۱] اسی طرح مکروہ اوقات میں بھی اس کی اجازت نہیں، لیکن بہت سے لوگ دُوسروں کی دیکھا دیکھی پڑھتے رہتے ہیں۔

۲:... اِحرام کھولنے کے لئے سر کا منڈوانا افضل ہے، اور ایسے لوگوں کے لئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے تین بار دُعا فرمائی ہے،[۲] اور قینچی یا مشین سے بال اُتروالینا بھی جائز ہے۔ اِحرام کھولنے کے لئے کم از کم چوتھائی سر کا صاف کرانا یا کرنا ضروری ہے، اس کے بغیر اِحرام نہیں کھلتا،[۳] لیکن بے شمار لوگ جن کو صحیح مسئلے کا علم نہیں، وہ دُوسروں کی دیکھا دیکھی کانوں کے اُوپر سے چند بال کٹوالیتے ہیں اور سمجھتے ہیں کہ انہوں نے اِحرام کھول لیا، حالانکہ اس سے ان کا اِحرام نہیں کھلتا اور کپڑے پہننے اور اِحرام کے منافی کام کرنے سے ان کے ذمہ دَم واجب ہوجاتا ہے۔[۴] الغرض صرف لوگوں کی دیکھا دیکھی کوئی کام نہ کریں بلکہ اہلِ علم سے مسائل کی خوب تحقیق کرلیا کریں۔

حج کے اقسام کی تفصیل اور اَسہل حج

سوال:...میں نے کسی مولانا سے سنا ہے کہ حج کی اقسام تین ہیں، نمبر۱: قران، نمبر۲: تمتع، نمبر۳: اِفراد۔ پوچھنا یہ ہے کہ ان تینوں کی تعریف کیا ہے؟ یہ کس قسم کے حج ہوتے ہیں؟ اور ان میں اَفضل و اَسہل حج کون سا ہے؟ جس پر حج فرض ہے وہ کون سا ادا کرے؟ براہِ مہربانی تفصیل سے تینوں کے اَحکام بھی واضح فرمائیں۔

جواب:...حجِ قران یہ ہے کہ میقات سے گزرتے وقت حج اور عمرہ دونوں کا اِکٹھا اِحرام باندھا جائے، پہلے عمرہ کے افعال ادا کئے جائیں، پھر حج کے ارکان ادا کئے جائیں، اور ۱۰ رذوالحجہ کو رمی اور قربانی کے بعد دونوں کا اِحرام اِکٹھا کھولا جائے۔[۵]

---

(۱) وكره تحريمًا صلاة ولو قضاءً أو واجبةً أو نفلًا .... مع شروق واستواء، وغروب إلّا عصر يومه. (الدر المختار، كتاب الصلاة ج:۱ ص:۳۷۰، ۳۷۱، كتاب الصلاة، طبع سعيد).

(۲) اللّٰهم ارحم المحلّقين، قالوا: والمقصّرين يا رسول الله! قال: اللّٰهم ارحم المحلّقين! قالوا: والمقصّرين يا رسول الله! قال: والمقصّرين. متفق عليه. (مشكوٰة، باب الحلق ص:۲۳۲). وعن يحيى ابن الحصين عن جدته أنها سمعت النبى صلى الله عليه وسلم فى حجة الوداع دعا للمحلّقين ثلاثًا والمقصّرين مرة واحدة. رواه مسلم. (مشكوٰة ص:۲۳۲، باب الحلق).

(۳) ثم قصر بأن يأخذ من كل شعر قدر الأنملة وجوبًا وتقصير الكل مندوب والربع واجب .... وحلقه الكل أفضل (قوله ثم قصر) أى أو حلق كما دل عليه قوله وحلقه أفضل ..... (قوله بأن يأخذ إلخ) قال فى البحر: والمراد بالتقصير أن يأخذ الرجل والمرأة من رؤوس شعر ربع الرأس مقدار الأنملة ...إلخ. (رد المحتار مع الدر المختار، كتاب الحج، مطلب فى رمى جمرة العقبة ج:۲ ص:۵۱۵).

(۴) ما يوجب الدم على المحرم: خمسون شيئًا يوجب الدم على المحرم .... ولبس الثوب المخيط يومًا كاملًا أو ليلةً كاملةً ...إلخ. (خزانة الفقه، كتاب مناسك الحج ص:۹۳، طبع المكتبة العاصمية الغفورية).

(۵) باب القِران .... قوله: وصفة القِران أن يهل بالعمرة والحج معًا من الميقات، قدم العمرة لأن الله تعالٰى قدمها بقوله: "فمن تمتع بالعمرة إلى الحج" ولأن أفعالها متقدمة علٰى أفعال الحج. (الجوهرة النيرة، باب القِران ج:۱ ص:۱۶۷). أمّا الإحرام بحجة وعمرة فهو أن يقول عند الميقات اللّٰهم .... فيؤديهما جميعًا بإحرام واحد، ثم يذبح شاة بعد الرمى من جمرة العقبة فى يوم النحر أو من يوم الغد ...إلخ. (خزانة الفقه، كتاب المناسك والحج ص:۸۸)

حجِ تمتع یہ ہے کہ میقات سے عمرہ کا اِحرام باندھا جائے، اور عمرہ کے افعال ادا کر کے اِحرام کھول دیا جائے، اور آٹھویں تاریخ کو حج کا اِحرام باندھا جائے اور ۱۰ر ذوالحجہ کو رمی اور قربانی کے بعد اِحرام کھول دیا جائے۔ (۱)

حجِ اِفراد یہ ہے کہ میقات سے صرف حج کا اِحرام باندھا جائے اور ۱۰ر ذوالحجہ کو رمی کے بعد اِحرام کھول دیا جائے، (اس صورت میں قربانی واجب نہیں)۔ (۲)

پہلی صورت افضل ہے، اور دُوسری اَسہل ہے، اور دُوسری صورت، تیسری سے افضل بھی ہے اور اَسہل بھی، جس شخص پر حج فرض ہو اس کے لئے بھی یہی ترتیب ہے۔ (۳)

عمرہ کے بعد حج کون سا حج کہلائے گا؟

سوال:... میں شوال میں ہی ایک عمرہ اپنی طرف سے کروں گا، اس کے بعد حج کرنے کا ارادہ ہے، اس کی نیت کس طرح ہوگی؟ اور یہ حج کون سی قسم کا ہوگا؟

جواب:... نیت تو جس طرح الگ عمرہ کی اور الگ حج کی ہوتی ہے، اسی طرح ہوگی، مسائل بھی وہی ہیں، البتہ یہ حجِ تمتع بن جائے گا اور ۱۰ر ذوالحجہ کو سر منڈانے سے پہلے قربانی لازم ہوگی جس کو "دَمِ تمتع" کہتے ہیں۔ (۴)

حجِ تمتع کا طریقہ

سوال:... ہم دونوں بہت پریشان ہیں، جب سے آپ کا مشورہ مسئلے کے ماتحت آیا تھا کہ حاجی حضرات کو چاہئے کہ علمائے دین سے سیکھ کر حج کریں، اس لئے آپ سے ہم پوچھ رہے ہیں کہ آپ ذرا بتادیں تمتع کا طریقہ کہ وہ پانچ دن حج کے کیسے گزاریں مع مسنون طریقے کے، اور کون سے عمل کو چھوڑنے پر دَم آتا ہے؟ اس کو بھی وضاحت سے بتلائیں۔

جواب:... تمتع کا طریقہ یہ ہے کہ آپ میقات سے پہلے (بلکہ جہاز پر سوار ہونے سے پہلے) صرف عمرہ کا اِحرام باندھ لیں، مکہ مکرّمہ پہنچ کر عمرہ کے ارکان (طواف اور سعی) ادا کر کے اِحرام کھول دیں، اب آپ پر اِحرام کی کوئی پابندی نہیں۔ ۸ر ذوالحجہ کو منیٰ

---

(۱) التمتع لغة الجمع بين العمرة والحج بإحرامين .... وهو أن يحرم بعمرة من الميقات أو قبله في أشهر الحج ويطوف .... وليسعٰى ويحلق أو يقصر كالمفرد بالعمرة، ويقطع التلبية في أوّل طوافه .... ثم يحرم بالحج من الحرم إن كان بمكة أو من الحل إن كان بالمواقيت .... يوم التروية وحج كالمفرد .... وذبح بعد الرمي في أيام النحر ... إلخ. (جامع رموز الرواية في شرح مختصر الوقاية، كتاب الحج، ج:۲ ص:۴۱۸ طبع مكتبه اسلاميه گنبد قابوس ايران).

(۲) كيفية الإفراد: الإفراد أن يحرم بالحج وحده، ثم لَا يعتمر حتّٰى لَا يفرغ من حجه ... إلخ. (الفقه الإسلامي وأدلّته، كتاب الحج ج:۳ ص:۲۱۵ طبع دار الفكر).

(۳) القِران عندنا أفضل من التمتع والإفراد .... قال رحمه الله: التمتع عندنا أفضل من الإفراد هٰذا هو الصحيح. (الجوهرة النيرة ج:۱ ص:۱۶۷، ۱۶۹، كتاب الحج، طبع مجتبائى دهلى).

(۴) (فإذا دخل مكة وطاف وسعٰى) وطوافه وسعيه هٰذا للعمرة .... وعليه دم وهو دم التمتع .... فإذا حلق يوم النحر فقد حل ... إلخ. (الجوهرة النيرة ج:۱ ص:۱۷۱، كتاب الحج، طبع مجتبائى دهلى).

جانے سے پہلے حج کا اِحرام باندھ لیں، اور عرفات ومزدلفہ سے واپس آکر ۱۰؍ذوالحجہ کو پہلے بڑے شیطان کی رمی کریں، پھر قربانی کریں، پھر بال صاف کراکر (اور عورت اُنگلی کے پورے کے برابر سر کے بال کاٹ لے) اِحرام کھول دیں، پھر طوافِ زیارت کے لئے بیت اللہ شریف جائیں اور طواف کے بعد حج کی سعی کریں، اور اگر منیٰ جانے سے پہلے اِحرام باندھ کر نفلی طواف کرلیا اور اس کے بعد حج کی سعی پہلے کرلی تو یہ بھی جائز ہے۔[1]

حج کے مہینوں (شوال، ذی قعدہ، ذی الحجہ) میں عمرہ کرنے والے پر حج

سوال:... شوال، ذیقعدہ اور ذی الحجہ، اَشہر الحج ہیں، مسئلہ یہ ہے کہ اگر ان مہینوں میں کوئی شخص عمرہ ادا کرتا ہے تو اس کے لئے ضروری ہے کہ وہ حج بھی ادا کرے، اگر ہم شوال یا ذیقعدہ کے مہینے میں عمرہ ادا کرکے واپس الریاض آجائیں (یعنی حدودِ حرم سے باہر آجائیں) اور دوبارہ حج کے موقع پر جائیں تو اس وقت نیت حجِ تمتع کی ہوگی یا حجِ مفرَد کی؟ حجِ تمتع کے لئے دوبارہ عمرہ کی ضرورت ہوگی یا پہلا عمرہ ہی کافی ہوگا؟

جواب:... آفاقی شخص اگر اَشہر الحج میں عمرہ کرکے اپنے وطن کو لوٹ جائے تو دوبارہ اس کو حج یا عمرہ کے لئے آنا ضروری نہیں، اور اگر وہ اسی سال حج بھی کرے تو اس پہلے عمرہ کی وجہ سے متمتع نہیں ہوگا، نہ اس کے ذمہ تمتع کا دَم لازم ہوگا، اگر ایسا شخص تمتع کرنا چاہتا ہے تو اس کو دوبارہ عمرہ کا اِحرام باندھ کر آنا ہوگا۔[2]

---

(۱) وصفته (أى التمتع) أن يبتدئ من الميقات فى أشهر الحج فيحرم بالعمرة ويدخل مكة فيطوف لها ويسعٰى لها ويحلق أو يقصر وقد حل من عمرته .... ويقطع التلبية إذا إبتداء بالطواف .... ويقيم بمكة حلالًا لأنه حل من العمرة، قال: فإذا كان يوم التروية أحرم بالحج من المسجد، والشرط أن يحرم من الحرم .... وفعل ما يفعله الحاج المفرد .... وعليه دم التمتع۔ (فتح القدير مع الهداية ج:۲ ص:۲۱۰ تا ۲۱۲)۔ وأيضًا: أما الإحرام بالعمرة فى الحج فهو التمتع، وصورته أن يحرم بالعمرة فى أشهر الحج (شوال وذى القعدة وعشرة من ذى الحجة) ويأتى بأفعال العمرة فإذا حلّ من عمرته يقيم بمكة حلالًا من غير أن يرجع إلٰى أهله، ثم يحرم بالحج من المسجد فى يوم التروية ويفعل ما يفعل الحاج المفرد، وعليه دم التمتع ...إلخ۔ (خزانة الفقه ص:۸۹، كتاب الحج، الإحرام بعمرة فى الحج)۔

(۲) ومعنى التمتع الترفق بأداء النسكين فى سفر واحد من غير أن يلم بأهله بينهما إلمامًا صحيحًا وفى الفتح: فتحرير الضابط للمتمتع أن يفعل العمرة أو أكثر طوافها فى أشهر الحج عن إحرام قبلها أو فيها ثم حج من عامة بوصف الصحة من غير أن يلم بأهله بينهما إلمامًا صحيحًا۔ (فتح القدير، كتاب الحج، باب التمتع، ج:۲ ص:۲۱۰، ۲۱۱)۔

حجِ بدل

حجِ بدل کی شرائط

سوال:...حجِ بدل کی کیا شرائط ہیں؟ کیا سعودی عرب میں ملازم شخص، کسی پاکستانی کی طرف سے حج کرسکتا ہے یا کہ نہیں؟

جواب:...جس شخص پر حج فرض ہوا اور اس نے ادائیگیٔ حج کے لئے وصیت بھی کی تھی تو اس کا حجِ بدل اس کے وطن سے ہوسکتا ہے، سعودی عرب سے جائز نہیں ہے۔(۱) البتہ اگر بغیر وصیت کے یا بغیر فرضیت کے کوئی شخص اپنے عزیز کی جانب سے حجِ بدل کرتا ہے تو وہ حجِ نفل برائے ایصالِ ثواب ہے، وہ ہر جگہ سے صحیح ہے۔(۲)

حجِ بدل کی شرعی حیثیت

سوال:...حجِ بدل سے کیا مراد ہے؟ اور اس کا کیا حکم ہے؟

جواب:...حج کی تین صورتیں ہیں:

۱:...کوئی آدمی اتنا کمزور ہے کہ وہ خود حج پر نہیں جاسکتا، اس کے پاس مال اتنا ہے کہ حج اس کے ذمے فرض ہے، تو اس کے ذمے لازم ہے کہ کسی دُوسرے آدمی کو اپنی جگہ حجِ بدل پر بھیجے۔(۳)

۲:...ایک آدمی کے ذمے حج فرض تھا، اس نے اپنی زندگی میں نہیں کیا، لیکن مرنے سے پہلے وصیت کردی کہ میرا حج

---

(۱) (سئل) في الحاج عن الغير هل الأفضل في حقه أن يعود إلى بلد آمره؟ (الجواب) نعم على الأظهر، فيكون أداؤه على طبق أداء الميت لو فرض أداؤه، فإن الغالب منه أنه كان يعود إلى بلده، والمسئلة في مناسك القاري. (الفتاوىٰ تنقيح الحامدية، كتاب الحج ج:۱ ص:۱۴ طبع ايچ ايم سعيد). وأيضًا: الحادي عشر أن يحج عنه من وطنه إن اتسع الثلث ...إلخ. (فتاوىٰ شامي، مطلب شروط الحج، ج:۲ ص:۶۰۰، أيضًا الفقه الإسلامي وأدلّته ج:۳ ص:۵۵).

(۲) الحج النفل عن الغير: هٰذه الشرائط كلها عند الحنفية في الحج الفرض، اما الحج النفل عن الغير، فلا يشترط فيه شيء منها إلّا الإسلام والعقل والتميز. (الفقه الإسلامي وأدلّته ج:۳ ص:۵۲، الحج النفل عن الغير).

(۳) قال الحنفية: من لم يجب عليه الحج بنفسه لعذر كالمريض ونحوه، وله مال، يلزمه أن يحج رجلًا عنه. ويجزأه عن حجة الإسلام. (الفقه الإسلامي وأدلّته، كتاب الحج، مشروعية النيابة في الحج ج:۳ ص:۴۰، ۴۱).

کرادینا، اور تہائی مال میں اتنی گنجائش ہے کہ اس کا حج ہوسکتا ہے، تو جو شخص ایسی وصیت کر کے جائے، اس کے وارثوں کے ذمے لازم ہے کہ اس کا حجِ بدل کروائیں۔ [۱]

۳:...ایک شخص نے وصیت تو نہیں کی، لیکن اتنا مال چھوڑا ہے کہ اس کا حجِ بدل ہوسکتا ہے، تو وارث اگر اس کا حجِ بدل کرادیں، تو اللہ تعالیٰ سے اُمید ہے کہ اللہ تعالیٰ اس کا حجِ بدل قبول فرمالیں گے۔[۲] اسی طرح اگر کسی نے مال تو نہیں چھوڑا، لیکن اس کی اولاد اور دُوسرے وارث ماشاء اللہ صاحبِ حیثیت ہیں اور حجِ بدل کروادیتے ہیں تو اللہ تعالیٰ سے اُمید ہے کہ اس کا حج قبول فرمائیں۔ [۳]

حجِ بدل کا جواز

سوال:...میں ایک بہت ضروری بات کے لئے ایک مسئلہ پوچھ رہی ہوں، میں نے اپنے والد صاحب کا حجِ بدل کیا تھا، ایک صاحب نے فرمایا کہ حجِ بدل تو کوئی چیز نہیں ہے، اور یہ ناجائز ہے، کیونکہ قرآن شریف میں حجِ بدل کا کہیں ذکر نہیں ہے۔ جب سے ان صاحب سے یہ بات سنی ہے میرا دِل بہت پریشان ہے کہ میرا روپیہ ضائع ہوا اور میں بہت بے چین ہوں۔ آپ کے جواب کی بے چینی سے منتظر ہوں تاکہ میری فکر دُور ہو۔

جواب:...حجِ بدل صحیح ہے، آپ کو پریشان ہونے کی ضرورت نہیں ہے، اور جو صاحب یہ کہتے ہیں کہ قرآنِ کریم میں چونکہ حجِ بدل نہیں، اس لئے حجِ بدل ہی کوئی چیز نہیں ہے، ان کی بات لغو اور بے کار ہے۔ حجِ بدل پر صحیح احادیث موجود ہیں،[۴] اور اُمت کا اس کے صحیح ہونے پر اجماع ہے۔ [۵]

حجِ بدل کون کرسکتا ہے؟

سوال:...حجِ بدل کون شخص ادا کرسکتا ہے؟ بعض لوگ کہتے ہیں کہ حجِ بدل صرف وہ آدمی کرسکتا ہے جس نے اپنا حج ادا کرلیا ہو، اگر کسی کے ذمہ حج فرض نہیں تو کیا وہ شخص حجِ بدل ادا کرسکتا ہے یا نہیں؟

---

(۱) وإن مات عن وصية لَا يسقط الحج عنه وإذا حج عنه يجوز عندنا باستجماع شرائط الجواز، وهي نية الحج وأن يكون بمال الموصي .... ويحج عنه من ثلث ماله سواء قيد الوصية بالثلث .... أو أطلق بأن أوصٰى أن يحج عنه. (فتاویٰ عالمگیری ج:۱ ص:۲۵۸، کتاب الحج، الباب الخامس عشر، طبع رشیدیه کوئٹه).

(۲) من عليه الحج إذا مات قبل أدائه فإن مات عن غير وصية يأثم بلا خلاف، وإن أحب الوارث أن يحج عنه، حج وأرجو أن يجزئه ذٰلک إن شاء الله تعالٰى. (فتاویٰ عالمگیری، کتاب الحج، الباب الخامس عشر ج:۱ ص:۲۵۸، طبع رشیدیه).

(۳) أيضًا.

(۴) أتى رجل النبي صلى الله عليه وسلم فقال: إنّ أُختي نذرت أن تحج وانها ماتت، فقال النبي صلى الله عليه وسلم: لو كان عليها دين أكنتَ قاضيه؟ قال: نعم! قال: فاقض دَين الله فهو أحق بالقضاء. (مشکوٰة ص:۲۲۱، کتاب المناسک).

(۵) والحاصل أن من قدر على الحج وهو صحيح ثم عجز لزمه الإحجاج إتفاقًا. (رد المحتار ج:۲ ص:۵۹۸).

جواب:... حنفی مسلک کے مطابق جس نے اپنا حج نہ کیا ہو، اس کا کسی کی طرف سے حجِ بدل کرنا جائز ہے، مگر مکروہ ہے۔ (۱)

حجِ بدل کس کی طرف سے کرانا ضروری ہے؟

سوال:... حجِ بدل جس کے لئے کرنا ہے آیا اس پر یعنی مرحوم پر حج فرض ہو، تب حجِ بدل کیا جائے یا جس مرحوم پر حج فرض نہ ہو اس کی طرف سے بھی کرنا ہوتا ہے؟

جواب:... جس شخص پر حج فرض ہو اور اس نے اتنا مال چھوڑا ہو کہ اس کے تہائی حصے سے حج کرایا جاسکتا ہو، اور اس نے حجِ بدل کرانے کی وصیت بھی کی ہو تو اس کی طرف سے حجِ بدل کرانا اس کے وارثوں پر فرض ہے۔ (۲)

جس شخص کے ذمہ حج فرض تھا، مگر اس نے اتنا مال نہیں چھوڑا یا اس نے حجِ بدل کرانے کی وصیت نہیں کی، اس کی طرف سے حجِ بدل کرانا وارثوں پر لازم نہیں۔ لیکن اگر وارث اس کی طرف سے خود حجِ بدل کرے یا کسی دُوسرے کو حجِ بدل کے لئے بھیج دے تو اللہ تعالیٰ کی رحمت سے اُمید کی جاتی ہے کہ مرحوم کا حج فرض ادا ہوجائے گا۔ (۳)

اور جس شخص کے ذمہ حج فرض نہیں، اگر وارث اس کی طرف سے حجِ بدل کریں یا کرائیں تو یہ نفلی حج ہوگا اور مرحوم کو اس کا ثواب ان شاء اللہ ضرور پہنچے گا۔ (۴)

---

(۱) والذی یقتضیه النظر ان حج الصرورة (الذی لم یحج عن نفسه) عن غیره .... فهو مکروه کراهة تحریم .... ومع ذٰلک یصح لأن النهی لیس لعین الحج .... قال فی البحر: والحق انها تنزیهیة علی الآمر۔ (فتاویٰ شامی، مطلب فی حج الصرورة ج:۲ ص:۶۰۳)۔ أیضًا: ثم المصنف رحمه الله تعالیٰ لم یقید الحاج عن الغیر بشیء یفید انه یجوز إحجاج الصرورة وهو الذی لم یحج أوّلًا عن نفسه، لٰکنه مکروه کما صرحوا به ...إلخ۔ (البحر الرائق، کتاب الحج، باب الحج عن الغیر، ج:۳ ص:۱۲۳ طبع رشیدیه)۔

(۲) وإن مات عن وصیة لَا یسقط الحج عنه، ویجب أن یحج عنه، لأن الوصیة بالحج قد صحت، وإذا حج عنه یجوز عند إستجماع شرائط الجواز .... ویحج عنه من ثلث ماله سواء قید الوصیة بأن یحج عنه بثلث ماله أو أطلق بأن أوصٰی أن یحج عنه۔ (البدائع الصنائع، فصل وأما بیان حکم فوات الحج عن العمرة ج:۲ ص:۲۲۲، طبع ایچ ایم سعید)۔ أیضًا: وإن مات عن وصیة لَا یسقط الحج عنه، وإذا حج عنه یجوز عندنا باستجماع شرائط الجواز۔ (الفتاوی العالمگیریة، کتاب المناسک، الباب الخامس عشر فی الوصیة بالحج ج:۲ ص:۲۵۸ طبع رشیدیه)۔

(۳) لو مات رجل بعد وجوب الحج ولم یوص به فحج رجل عنه أو حج عن أبیه أو أمّه عن حجة الإسلام من غیر وصیة قال أبوحنیفة: یجزیه إن شاء الله .... لأنه إیصال للثواب، وهو لَا یختص بأحد من قریب أو بعید۔ (فتاویٰ شامی ج:۲ ص:۶۰۰، باب الحج عن الغیر، البدائع الصنائع، کتاب الحج ج:۲ ص:۲۲۱)۔ أیضًا: ومن مات وعلیه فرض الحج، ولم یوص به، لم یلزم الوارث ان یحج عنه وإن أحب أن یحج عنه، حَجَّ۔ وأرجوا أن یجزیه إن شاء الله تعالیٰ۔ (الفتاویٰ التاتارخانیة، کتاب المناسک، الوصیة بالحج ج:۲ ص:۵۶۴ طبع إدارة القرآن، البدائع ج:۲ ص:۲۲۱)۔

(۴) الأصل أن کل من أتی بعبادة ماله جعل ثوابها لغیره۔ وفی رد المحتار: قوله بعبادة ما، أی سواء کانت صلاة أو صومًا أو صدقة أو قراءة أو ذکرًا أو طوافًا أو حجًا أو عمرة أو غیر ذالک .... لأنها تصل إلیهم ولَا ینقص من أجره شیء .... وبحث أیضًا أن الظاهر أنه لَا فرق بین أن ینوی به عند الفعل للغیر أو یفعله لنفسه ثم یجعل ثوابه لغیره لإطلاق کلامهم۔ (ردالمحتار ج:۲ ص:۵۹۵، باب الحج عن الغیر، مطلب فی إهداء ثواب الأعمال للغیر)۔

بغیر وصیت کے حجِ بدل کرنا

سوال:... حجِ بدل میں کسی کی وصیت نہیں ہے، کوئی آدمی اپنی مرضی سے مرحوم ماں، باپ، پیر، اُستاد یعنی کسی کی طرف سے حجِ بدل کرتا ہے، اِستطاعت بھی ہے، آیا وہ صرف حج ادا کرسکتا ہے؟ اور وہ قربانی بھی کرنا چاہے تو کرسکتا ہے؟ وضاحت فرماکر مشکور فرمائیں۔

جواب:... اگر وصیت نہ ہو تو جیسا حج چاہے کرسکتا ہے، وہ حجِ بدل نہیں ہوگا، بلکہ برائے ایصالِ ثواب ہوگا، جس کا ثواب اللہ تعالیٰ اس کو پہنچادے گا جس کی طرف سے وہ کیا گیا ہے۔ قربانی بھی اسی طرح برائے ایصالِ ثواب کی جاسکتی ہے۔[1]

میّت کی طرف سے حجِ بدل کرسکتے ہیں

سوال:... ایک متوفی پر حج فرض تھا، مگر وہ حج ادا نہ کرسکا، اب اس کی طرف سے کوئی دُوسرا شخص حج ادا کرسکتا ہے؟

جواب:... میّت کی طرف سے حجِ بدل کرسکتے ہیں، اگر اس نے وصیت کی تھی تو اس کے تہائی ترکہ سے اس کا حجِ بدل ادا کیا جائے گا، اور اگر تہائی سے ممکن نہ ہو تو پھر اگر سب ورثاء بالغ اور حاضر ہوں اور کل مال سے حجِ بدل کی اجازت دے دیں تو کل مال سے بھی اس صورت میں ادا کیا جاسکتا ہے۔[2] اور اگر اس نے وصیت نہیں کی تھی تو پھر ورثاء کی صوابدید اور رضا پر ہے، بعید نہیں کہ اللہ تعالیٰ اس صورت میں بھی اس کا حج قبول فرماکر اس کے گناہوں کو معاف فرمائے۔[3]

بیٹی کا مرحومہ والدہ کی طرف سے حج ادا کرنا

سوال:... ہمارے محلے میں ایک خاتون کا اِنتقال ہوا تو ان کی شادی شدہ بیٹی نے ان کے نام سے حج ادا کیا، واضح ہو کہ ان

---

(۱) وأیضًا: باب الحج عن الغیر، الأصل أن کل من أتی بعبادة مّا له جعل ثوابها لغیره، وفی الشامیة (قوله بعبادة ما) أی سواء کانت صلاة أو صومًا أو صدقة .... أو حجًّا أو عمرة أو غیره ذٰلک ...إلخ۔ (درمختار مع رد المحتار ج:۲ ص:۵۹۵)۔ أیضًا: عن أنس رضی الله عنه قال: یا رسول الله! إنا نتصدق عن موتانا ونحج عنهم وندعوا لهم، فهل یصل ذٰلک لهم؟ قال: نعم! انه لیصل إلیهم، وإنهم لیفرحون به کما یفرح أحدکم بالطبق إذا أهدیٰ إلیه۔ (رد المحتار ج:۲ ص:۵۹۶، باب الحج عن الغیر)۔ أیضًا: الحج النفل عن الغیر، هٰذه الشرائط (أی المتقدمة) کلها عند الحنفیة فی الحج الفرض، أما الحج النفل عن الغیر، فلا یشترط فیه شیء منها إلّا الإسلام، والعقل، والتمیز ...إلخ۔ (الفقه الإسلامی وأدلّته، کتاب الحج ج:۳ ص:۵۶)۔

(۲) اشترط الحنفیة عشرین شرطًا للحج عن الغیر نذکرها .... ۱۲: ان یحج النائب عن الأصیل من وطنه إن اتسع ثلث الترکة فی حالة الوصیة بالحج، وإن لم یتسع یحج عنه من حیث یبلغ۔ (الفقه الإسلامی وأدلّته ج:۳ ص:۴۹، ۵۵)۔

(۳) قلت: وقدمنا أن الوارث لیس له الحج بمال المیت إلّا أن تجیز الورثة وهم کبار، لأن هٰذا مثل التبرع بالمال۔ (فتاویٰ شامی، باب الحج عن الغیر ج:۲ ص:۲۰۶)۔ أیضًا: لو مات رجل بعد وجوب الحج ولم یوص به فحج رجل عنه أو حج عن أبیه أو أمّه عن حجة الإسلام من غیر وصیة قال أبوحنیفة: یجزیه إن شاء الله۔ (رد المحتار ج:۲ ص:۲۰۰)۔ ولو أوصی المیت أن یحج عنه ولم یزد کان للوارث أن یحج عنه، فإن کان الوصی وارث المیت أو دفع المال إلٰی وارث المیت لیحج عن المیت فإن أجازت الورثة وهم کبار جاز وإلّا فلا لأن هٰذه بمنزلة التبرع بالمال۔ (فتاویٰ حامدیة ج:۱ ص:۱۴)۔

کے اِنتقال کے بعد۔ میں نے سنا ہے کہ مرنے والوں کے نام پر عمرہ ادا کیا جاتا ہے، کیا حج بھی ادا ہوسکتا ہے؟ اور کیا وہ حج ان کی والدہ کے نام پر مقبول ہوجائے گا؟ پلیز اس کا جواب دیں۔

جواب:... حج بھی ہوسکتا ہے، اور عمرہ بھی۔ (۱)

حجِ بدل کے سلسلے میں اِشکالات کے جوابات

سوال:... ہمارے ہاں عام طور پر حجِ بدل سے جو مفہوم لیا جاتا ہے وہ یہ ہے کہ حجِ بدل اس میت کی طرف سے ہوتا ہے جس پر اس کی زندگی میں حج فرض ہوچکا تھا، اس کے پاس اتنا مال جمع تھا کہ جس کی بنا پر وہ بآسانی حج کرسکتا ہو، اس نے حج کا ارادہ بھی کرلیا لیکن حج سے پہلے ہی اسے موت نے آن گھیرا، اب اس کے چھوڑے ہوئے مال میں سے اس کا کوئی عزیز یا بیٹا اس کی طرف سے حجِ بدل کرسکتا ہے۔ اسی طرح زندوں کی طرف سے حجِ بدل کا یہ مفہوم پیش کیا جاتا ہے کہ اگر اس پر حج فرض ہوچکا ہے لیکن وہ بیماری یا بڑھاپے کی اس حالت میں پہنچ چکا ہو جس کی بنا پر چلنے پھرنے یا سواری کرنے سے معذور ہے، تو وہ اپنی اولاد میں سے کسی کو یا کسی قریبی عزیز کو پورا خرچہ دے کر حج کے لئے روانہ کرے۔ اس کے لئے بھی یہ شرط ہے کہ حجِ بدل کرنے والا شخص وہاں سے ہی آئے جہاں پر حجِ بدل کروانے والا شخص رہ رہا ہے۔

اس تمام صراحت کے باوجود کچھ سوال ذہن میں ایسے ہیں جو تصفیہ طلب ہیں۔ سوال یہ ہے کہ مرنے والا ایک شخص موت کے وقت اس قابل نہیں تھا کہ وہ حج کرسکے یا یوں کہہ لیجئے کہ اس کے اُوپر کچھ ذمہ داریاں ایسی تھیں جن سے وہ اپنی موت تک عہدہ برآ نہیں ہوسکا تھا، اور سرمایہ بھی نہیں تھا، جس کی وجہ سے اس پر حج فرض نہیں ہوسکتا تھا، اب اس کی موت سے عرصہ ۲۰ سال کے بعد اس کی اولاد اس قابل ہوجاتی ہے اور اس میں اتنی اِستطاعت بھی ہے کہ ہر فرض سے سبکدوش ہونے کے بعد اپنا حج بھی کرسکے اور اپنے باپ کا بھی، تو اَب ہمیں یہ بتایا جائے کہ اولاد کی طرف سے اپنے باپ کے لئے کیا جانے والا یہ حج، حجِ بدل ہوسکتا ہے؟ (واضح رہے کہ باپ اپنی موت کے وقت اس قابل نہیں تھا کہ حج کرسکے)، اور کیونکہ حجِ بدل کے لئے یہ دلیل مستحکم سمجھی جاتی ہے کہ جس کی طرف سے حجِ بدل کیا جائے موت سے پہلے اس پر حج فرض ہوچکا ہو، تو کیا مذکورہ بالا شخص اپنے باپ کی طرف سے حج نہیں کرسکتا؟ کیونکہ موت سے پہلے اس کے باپ پر حج فرض نہیں تھا۔

اب زندوں کی طرف آیئے، زندوں کی طرف سے بھی حجِ بدل اسی صورت میں ہوسکتا ہے کہ جب وہ خود اس قابل نہ ہو کہ حج کرسکے، یعنی سرمایہ ہونے کے باوجود جسمانی معذوری یا بڑھاپے کی وجہ سے چل نہیں سکتا تو وہ حج کا خرچہ دے کر اپنی کسی اولاد یا اپنے کسی عزیز کو حجِ بدل کروانے بھیج سکتا ہے۔ اب اگر باپ کے پاس سرمایہ نہ ہو، جسمانی طور پر معذور بھی ہو، یعنی اس پر حج کی فرضیت لازم نہیں آتی تو اس کا بیٹا جو اس سے الگ رہتا ہو (یہ ذہن میں رہے کہ ناچاقی کی بنا پر الگ نہیں رہتا بلکہ جگہ کی تنگی کی وجہ سے الگ رہنے پر مجبور ہے)، صاحبِ اِستطاعت ہے، خود حج کرچکا ہے، تو کیا وہ اپنے باپ کی طرف سے حج کرسکتا ہے؟ جناب اب دُوسرا مسئلہ یہ ہے

---

(۱) فلا یجوز حج الغیر بغیر إذنه إلّا إذا حج أو أحج الوارث عن مورثه. (حاشیه رد المحتار ج:۲ ص:۵۹۹، طبع سعید).

کہ اگر ماں باپ کے پاس پیسہ نہیں ہے یا باپ کام کاج نہیں کرتا (جیسا کہ عموماً آج کل ہوتا ہے کہ بیٹا کسی قابل ہوجائے تو احترام کے پیشِ نظر وہ باپ کو کام کرنے نہیں دیتا)، جسمانی طور پر بھی ٹھیک ہیں، تو کیا وہ اپنے بیٹے کے خرچ سے حج کرسکتے ہیں یا نہیں؟ جبکہ حج میں ان کا سرمایہ بالکل نہیں لگے گا۔

اب آپ ہمیں یہ بتائیں کہ کیا بیٹے کے خرچے سے ماں باپ کا حج ہوگا کہ نہیں؟ برائے مہربانی ان سوالوں کا تسلی بخش جواب دے کر مجھے ذہنی پریشانی سے نجات دِلائیں۔ نیز یہ کہ اولاد صاحبِ اِستطاعت ہونے کے باوجود زندہ یا مردہ ماں باپ کی طرف سے حجِ بدل نہ کرے تو اس پر کوئی گناہگار ہوگا کہ نہیں؟ یہ بھی کہ ''عمرہ بدل'' کی بھی کیا وہی شرائط ہیں جو حجِ بدل کی ہیں؟

جواب:...جس زندہ یا مردہ پر حج فرض نہیں، اس کی طرف سے حجِ بدل ہوسکتا ہے، مگر یہ نفلی حج ہوگا۔[1]

۲:...اگر باپ کے پاس رقم نہ ہو اور بیٹا اس کو حج کی رقم دے دے تو اس رقم کا مالک بنتے ہی بشرطیکہ اس پر کوئی قرض نہ ہو، اس پر حج فرض ہوجائے گا۔[2]

۳:...اولاد کے ذمہ ماں باپ کو حج کرانا ضروری نہیں، لیکن اگر اللہ تعالیٰ نے ان کو دیا ہو تو ماں باپ کو حج کرانا بڑی سعادت ہے۔[3]

۴:...اگر ماں باپ نادار ہیں اور ان پر حج فرض نہ ہو تو اولاد کا ان کی طرف سے حجِ بدل کرنا ضروری نہیں۔

۵:...عمرہ بدل نہیں ہوتا، البتہ کسی کی طرف سے عمرہ کرنا صحیح ہے، زندہ کی طرف سے بھی اور مرحوم کی طرف سے بھی، اس کا ثواب ان کو ملے گا جن کی طرف سے ادا کیا جائے۔[4]

مجبوری کی وجہ سے حجِ بدل

سوال:...میں دِل کا مریض ہوں، عرصے سے بیت اللہ کی زیارت کی خواہش ہے، تکلیف ناقابلِ برداشت ہوگئی ہے، کمزوری بے حد ہے اور میری عمر ۶۵ سال ہے، خونی بواسیر بھی ہے، چند وجوہات سے تکلیف میں اضافہ ہوجاتا ہے، میں اپنی حالت کی مجبوری کے باعث اپنے عزیز کو حجِ بدل کے لئے بھیج رہا ہوں، کیا میرے ثواب میں کمی بیشی تو نہیں ہوگی؟ کیا میری آرزو کے مطابق

---

(۱) عن أنس رضی الله عنه قال: یا رسول الله! إنّا نتصدق عن موتانا ونحج عنهم وندعوا لهم، فهل یصل ذالک لهم؟ قال: نعم! انه لیصل إلیهم ...إلخ۔ (ردالمحتار ج:۲ ص:۵۹۶، باب الحج عن الغیر، مطلب فیمن أخذ بعبادته شیئًا من الدنیا)۔

(۲) وأما شرائط وجوبه .... ومنها القدرة علی الزاد والراحلة بطریق الملک أو الإجارة .... وتفسیر ملک الزاد والراحلة أن تکون له مال فاضل عن حاجته الأصلیة وهو ما سوی سکنه .... وسویٰ ما یقضی به دیونه ...إلخ۔ (فتاویٰ عالمگیری، کتاب المناسک ج:۱ ص:۲۱۷، کتاب المناسک)۔

(۳) عن ابن عباس رضی الله عنهما عن النبی صلی الله علیه وسلم: لمن حج عن أبویه أو قضٰی عنهما مَغرمًا بعث یوم القیامة مع الأبرار۔ (فتاویٰ شامی ج:۲ ص:۲۰۹، باب الحج عن الغیر، مطلب العمل علی القیاس دون الإستحسان)۔

(۴) الأصل أن کل من أتی بعبادة مَّا له جعل ثوابها لغیره وفی الشامیة (قوله بعبادة ما) أی سواءً کانت صلاة .... أو طوافًا أو حجًّا أو عمرة، .... قوله لغیره أی من الأحیاء والأموات ...إلخ۔ (فتاویٰ شامی ج:۲ ص:۵۹۵، ۵۹۶)۔

مجھے ثواب حاصل ہوگا؟ اور یہ بھی بتائیں کہ حج پر جانے سے پیشتر جو فرض واجب ہوتے ہیں ان فرائض کی ادائیگی میرے ذمہ بھی فرض ہے یا نہیں؟ مثلاً رشتہ داروں سے ملنا، کہا سنا معاف کرانا وغیرہ، اور دیگر شرعی کیا فرائض میرے اُوپر واجب ہوتے ہیں؟

جواب:...اگر آپ خود جانے سے معذور ہیں تو کسی کو حجِ بدل پر بھیج سکتے ہیں، آپ کا حج ہوجائے گا۔ کہا سنا معاف کرانا ہی چاہئے۔[1]

بغیر وصیت کے مرحوم والدین کی طرف سے حج

سوال:...اگر زید کے والدین اس دُنیا سے رحلت فرماگئے ہوں تو زید بغیر اپنے والدین کی وصیت کے ان کے لئے حج وعمرہ ادا کرسکتا ہے یا نہیں؟ اگر کرسکتا ہے تو وہ حج کے تینوں اقسام میں سے کون سا حج ادا کرے گا؟

جواب:...اگر والدین کے ذمہ حج فرض تھا اور انہوں نے حجِ بدل کرانے کی وصیت نہیں کی تو اگر زید ان کی طرف سے حج کرادے یا خود کرے تو اُمید ہے کہ ان کا فرض ادا ہوجائے گا۔ تینوں اقسام میں سے جونسا حج بھی کرلے صحیح ہے۔[2]

سوال:...مذکورہ ''عازم'' حج سے پہلے عمرہ بھی ادا کرسکتا ہے یا صرف حج ہی ادا کرے گا؟

جواب:...بغیر وصیت کے جو حج کیا جارہا ہے اس سے پہلے عمرہ بھی کرسکتا ہے۔[3]

سوال:...اگر والدین پر حج فرض نہیں تھا، یعنی صاحبِ اِستطاعت نہیں تھے، بیٹا صاحبِ اِستطاعت ہے تو والدین کے لئے حج وعمرہ کرسکتا ہے یا نہیں؟ اگر کرسکتا ہے تو حج فرض ہوگا یا نفلی؟

جواب:...حج کرسکتا ہے، لیکن یہ نفلی حج ہوگا۔[4]

والدہ کی طرف سے حجِ بدل ادا کرنا

سوال:...ہماری والدہ مرحومہ کی دِلی خواہش تھی کہ میں حج کروں، لیکن شاید ان کے نصیب میں نہیں تھا، کچھ دن پہلے ان کا اِنتقال ہوگیا۔ اب جبکہ ہماری ایک بہن جو کہ بیوہ ہے، صرف لڑکیاں ہیں، کوئی بیٹا بھی نہیں ہے، کسی قسم کا کوئی ذریعہ معاش بھی نہیں ہے،

---

(۱) (سئل) في المعذور الذي لَا يرجى برؤه إذا أمر بأن يحج عنه غيره، وحج عنه فهل سقط الفرض عنه، استمر ذٰلك العذر أم لَا؟ (الجواب) إذا كان لَا يرجى برؤه يسقط الفرض عنه، استمرّ العذر أو لَا، وإن كان يرجى برؤه يشترط عجزه إلٰى موته كما في البحر وغيره۔ (الفتاویٰ تنقیح الحامدية، كتاب الحج ج:۱ ص:۱۴، طبع رشيديه)۔

(۲) ولو مات رجل بعد وجوب الحج ولم يوص به، فحج رجل عنه أو حج عن أبيه أو أمّه عن حجة الْإسلام من غير وصية، قال أبوحنيفة: يجزيه إن شاء الله .... لأنه إيصال للثواب وهو لَا يختص بأحد من قريب أو بعيد۔ (فتاویٰ شامی ج:۲ ص:۲۰۰، باب الحج عن الغير، قبيل مطلب شروط الحج عن الغير عشرون، طبع سعيد)۔

(۳) وهٰذه الشرائط كلها في الحج الفرض، وأما النفل فلا يشترط فيه شيء منها إلّا الْإسلام والعقل والتميز۔ (ردالمحتار ج:۲ ص:۲۰۱، باب الحج عن الغير، مطلب شروط الحج عن الغير عشرون)۔

(۴) ايضاً۔

چاہتے ہیں کہ ان کو حج کروادیں، کیا ہمارا ایسا کرنا صحیح ہے؟ کیا اس حج کا ثواب ہماری والدہ صاحبہ کو بھی ملے گا؟

جواب:... جو اپنا فرض حج ادا کرچکا ہو وہ ان کی طرف سے نفلی حج ادا کرسکتا ہے۔ [۱]

والدہ کا حجِ بدل

سوال:... میری والدہ محترمہ کا انتقال گزشتہ سال ہوگیا، کیا میں ان کی طرف سے حجِ بدل کرسکتا ہوں؟ جبکہ میں نے اس سے قبل حج نہیں کیا ہے۔ کیا مجھے پہلے اپنا حج اور پھر والدہ کی طرف سے حج کرنا پڑے گا یا پہلے صرف والدہ کی طرف سے حج کرسکتا ہوں؟

جواب:... بہتر یہ ہے کہ حجِ بدل ایسا شخص کرے جس نے اپنا حج کیا ہو، جس نے اپنا حج نہ کیا ہو اس کا حجِ بدل پر جانا مکروہ ہے۔ [۲]

معذور باپ کی طرف سے جدہ میں مقیم بیٹا کس طرح حجِ بدل کرے؟

سوال:... دس سال قبل میرے بیٹے متعینہ جدہ نے مجھے اپنے ساتھ کراچی سے لے جاکر عمرہ کرادیا تھا، ہنوز حج کی سعادت سے محروم ہوں، بیٹے نے بارہ چودہ حج کئے ہیں، اگر وہ ایک حج مجھے بخش دے تو کیا میری طرف سے وہ حج ہوجائے گا؟ میری عمر ۸۷ سال ہے، دُوسرا بیٹا بھی دو تین حج کرچکا ہے، جدہ میں ملازم ہے، کراچی رُخصت پر آنے کا ارادہ ہے، واپسی پر کراچی سے جدہ پہنچ کر ایامِ حج میں وہ میری طرف سے حجِ بدل کرسکتا ہے؟ چند ماہ پیشتر آپ ایک صاحب کے سوال کے جواب میں تحریر کرچکے ہیں کہ حجِ بدل کے لئے بہتر ہے کہ وہ اپنا حج کرچکا ہو اور پھر اسی مقام یعنی کراچی سے ہی سفر کرکے جدہ پہنچے اور حجِ بدل کرے۔ میں چلنے پھرنے کے قابل نہیں رہا ہوں۔

جواب:... اگر آپ کے ذمہ حج فرض ہے تو حجِ بدل کے لئے کسی کو کراچی سے بھیجنا ضروری ہے، [۳] خواہ آپ کا بیٹا جائے یا کوئی اور۔ اور اگر حج آپ پر فرض نہیں تو آپ کا بیٹا جدہ سے بھی آپ کی طرف سے حجِ بدل کرسکتا ہے، اور وہ اپنا ایک حج آپ کو بخش

---

(۱) والأفضل للإنسان إذا أراد أن يحج رجلًا عن نفسه أن يحج رجلًا قد حج عن نفسه، ومع هٰذا لو أحج رجلًا لم يحج عن نفسه حجة الإسلام يجوز عندنا، وسقط الحج عن الآمر كذا في المحيط. (فتاویٰ عالمگیری، کتاب المناسک، الباب الرابع عشر في الحج عن الغير ج:۱ ص:۲۵۷، طبع رشیدیه).

(۲) (الجواب) يجوز لمن لم يكن حج عن نفسه أن يحج عن غيره لٰكنه خلاف الأفضل، ويسمّٰى حج الصرورة. (الفتاویٰ تنقيح الحامدية ج:۱ ص:۱۳). وأيضًا: والذي يقتضيه النظر أن حج الصرورة (الذي لم يحج عن نفسه) عن غيره إن كان بعد تحقق الوجوب عليه بملك الزاد والراحلة والصحة فهو مكروه كراهة تحريم .... ومع ذٰلك يصح لأن النهي ليس لعين الحج .... قال في البحر والحق انها تنزيهية على الآمر. (فتاویٰ شامي، مطلب في حج الصرورة ج:۲ ص:۶۰۳).

(۳) (فلو أحج الوصي عنه من غيره) أي من غير بلده فيما إذا وجب الإحجاج من بلده لم يصح ويضمن ويكون الحج له ويحج عن الميت ثانيًا. (ردّ المحتار ج:۲ ص:۶۰۵، باب الحج عن الغير، طبع ايچ ايم سعيد). وأما المقصر الذي مات فتصح منه بل تجب الوصية بالإحجاج عنه ويكون من بلده إن لم يعين مكانًا آخرًا. (الفقه الإسلامي وأدلّته، مشروعية في الحج، ج:۳ ص:۱۴، طبع دار الفكر بيروت).

دے تب بھی آپ کو اس کا ثواب مل جائے گا۔[1] لیکن اگر آپ پر حج فرض ہے تو پھر اداشدہ حج کے ثواب بخشنے سے وہ فرض پورا نہیں ہوگا۔ اسی طرح وہ بیٹا جو کراچی سے جدہ جارہا ہے اگر وہ آپ کے خرچے سے یہاں سے اِحرام باندھ کر، آپ کی طرف سے حج کی نیت کرکے حج کے مہینوں میں جائے اور حج ادا کرلے تو آپ کا حجِ بدل عذر کی وجہ سے ادا ہوجائے گا۔[2]

دادا کی طرف سے حجِ بدل

سوال:... میرے دادا کا انتقال ہوچکا ہے اور انہوں نے حج کے فارم بھردیئے تھے، اور ان کا نمبر بھی آگیا تھا، لیکن انہوں نے مرنے سے پہلے اپنی بیوی یعنی میری دادی کو کہا تھا کہ اگر میں مرجاؤں تو تم حج پر چلی جانا، اب مسئلہ یہ ہے کہ کیا میری دادی عدّت کے دوران جاسکتی ہے؟

جواب:... آپ کی دادی صاحبہ کو عدّت کے دوران حج پر جانا جائز نہیں،[3] عدّت کے بعد اگر محرَم کے ساتھ جاسکتی ہو تو جائے، اور اگر کوئی محرَم ساتھ جانے والا نہیں تو حجِ بدل کی وصیت کردے۔[4] یہ مسئلہ اس صورت میں ہے جبکہ آپ کی دادی صاحبہ پر حج فرض ہو، اور اگر آپ کے دادا جان نے مرنے سے پہلے حجِ بدل کی وصیت کی تھی تو آپ کے دادا جان کی طرف سے حجِ بدل کروانا لازم ہے، خواہ خود جائیں یا کسی اور کو بھیجیں۔[5]

بیوی کی طرف سے حجِ بدل

سوال:... میری امی کو حج کا بڑا ارمان تھا، (اللہ انہیں جنت نصیب کرے)، اب اس سال میرا ارادہ حج کرنے کا ہے ان شاء اللہ، تو کیا میں یہ نیت کرلوں کہ اس کا ثواب میرے ساتھ ساتھ میری امی کو بھی پہنچے؟ اس کے لئے کیا نیت کروں؟ نیز میرے ساتھ ابو

---

(۱) باب الحج عن الغير: الأصل أن كل من أتى بعبادة مّا له جعل ثوابها لغيره، (وفى الشامية) قوله بعبادة مّا له أى سواء كانت صلاة أو صومًا أو صدقة ...... أو حجًّا أو عمرة أو غير ذٰلك. (فتاوىٰ شامى ج:۲ ص:۵۹۵). وأيضًا: اتفق العلماء علٰى وصول ثواب الدعاء والصدقة والهدى للميت للحديث السابق: إذا مات الإنسان انقطع عمله إلّا من ثلاث: صدقة جارية، أو علم ينتفع به، أو ولد صالح يدعو له. وقال جمهور أهل السُّنَّة والجماعة: للإنسان أن يجعل ثواب عمل لغيره صلاة أو صومًا أو صدقة أو تلاوة قرآن ... إلخ. (الفقه الإسلامى وأدلّته، إهداء ثواب الأعمال للميت ج:۳ ص:۳۸، ۳۹).

(۲) ولجواز النيابة فى الحج شرائط منها أن يكون المحجوج عنه عاجزًا عن الأداء بنفسه وله مال وإن كان قادرًا على الأداء بنفسه بأن كان صحيح البدن وله مال أو كان فقيرًا صحيح البدن لَا يجوز حج غيره عنه، ومنها إستدامة العجز من وقت الإحجاج إلٰى وقت الموت كذا فى البدائع. (فتاوىٰ هندية، الباب الرابع عشر فى الحج عن الغير ج:۱ ص:۲۵۷).

(۳) المعتدة لَا تسافر لَا للحج ولَا لغيره. (عالمگیری ج:۱ ص:۵۳۵). أيضًا: فلا تخرج المرأة إلى الحج فى عدة طلاق أو موت. (فتاوىٰ هندية ج:۱ ص:۲۱۹، أيضًا الفقه الإسلامى وأدلّته ج:۳ ص:۳۶ طبع دار الفكر بيروت).

(۴) والذى اختاره فى الفتح أنه مع الصحة وأمن الطريق شرط وجوب الأداء فيجب الإيصاء إن منع المرض وخوف الطريق أو لم يوجد زوج ولَا محرم. (رد المحتار ج:۲ ص:۴۶۵).

(۵) ومنها أن يكون حج المأمور بمال المحجوج عنه فإن تطوع الحاج عنه بمال نفسه لم يجز عنه حتّٰى يحج بماله وكذا إذا أوصٰى أن يحج بماله ومات فتطوع عنه وارثه بمال نفسه، كذا فى البدائع. (عالمگیری ج:۱ ص:۲۵۷).

جائیں گے جنھوں نے پہلے ہی سے حج کیا ہوا ہے تو کیا وہ حجِ بدل کی نیت (امی کے لئے) کرسکتے ہیں؟

جواب:...آپ اپنی طرف سے حج کریں اور ان کی طرف سے عمرہ کردیں، آپ کے والد صاحب ان کی طرف سے حجِ بدل کردیں تو ان کی طرف سے حج ہوجائے گا۔[1]

سسر کی جگہ حجِ بدل

سوال:...کیا داماد اپنے سسر کی جگہ حجِ بدل کرسکتا ہے؟ جبکہ سسر بیماری کی وجہ سے یہ کام نہیں کرسکتا، ویسے صاحبِ حیثیت ہے اور اس کا لڑکا بھی صاحبِ حیثیت ہے۔

جواب:...خسر کے حکم سے داماد حجِ بدل کرسکتا ہے۔[2]

ایسی عورت کا حجِ بدل جس پر حج فرض نہیں تھا

سوال:...میری پھوپھی مرحومہ (جنھوں نے مجھے ماں بن کر پالا تھا اور ان کا کوئی حق میں ادا نہ کرسکا، کیونکہ جب اس قابل ہوا تو وہ اللہ کو پیاری ہوگئیں) کے مالی حالات اور دیگر حالات کی بنا پر ان پر حج فرض نہیں تھا، کیا میں ان کے ایصالِ ثواب کے لئے ان کی طرف سے کسی خاتون کو ہی حجِ بدل کرواسکتا ہوں؟ کیا یہ حج کوئی مرد بھی کرسکتا ہے؟

جواب:...آپ مرحومہ کی طرف سے حجِ بدل کراسکتے ہیں، مگر چونکہ آپ کی پھوپھی پر حج فرض نہیں تھا، نہ ان کی طرف سے وصیت تھی، اس لئے ان کی طرف سے آپ جو حج کرائیں گے وہ نفل ہوگا۔[3]

۲:...کسی خاتون کی طرف سے حجِ بدل کرانا ہو تو ضروری نہیں کہ کوئی خاتون ہی حجِ بدل کرے۔ عورت کی طرف سے مرد بھی حجِ بدل کرسکتا ہے اور مرد کی طرف سے عورت بھی کرسکتی ہے، مگر کسی خاتون کو حجِ بدل کے لئے بھیجنا بہتر نہیں۔[4]

---

(۱) ومن مات وعليه فرض الحج ولم يوص به، لم يلزم الوارث ان يحج عنه، وان أحب أن يحج عنه حجَّ، وأرجو أن يجزيه إن شاء الله تعالٰى۔ (فتاویٰ تاتارخانية، كتاب المناسک ج:۲ ص:۵۶۴ طبع إدارة القرآن كراچی)۔ فلا يجوز حج الغير عنه بغير أمره إلّا الوارث يحج عن مورثه بغير أمره فإنه يجزيه۔ (فتاویٰ عالمگيری، باب الحج عن الغير ج:۱ ص:۲۵۷)۔

(۲) ومن شرائط الحج الأمر بالحج فلا يجوز حج الغير إلّا بأمره۔ (عالمگيری ج:۱ ص:۲۵۷)۔ ثم انما يسقط فرض الحج عن الإنسان بإحجاج غيره إذا كان المُحِجُّ وقت الأداء عاجزًا عن الأداء بنفسه، ودام عجزه إلٰى أن مات ...إلخ۔ (الفتاوی التاتارخانية، كتاب المناسک، باب الحج عن الغير ج:۲ ص:۵۴۵ طبع إدارة القرآن)۔

(۳) وإن كانت (أى العبادة المركبة) نافلة كحج النفل وعمرة التطوع تجزئ فی الحالتين، ولَا يشترط فيه العجز، ولَا غيره مما يشترط فی حج الفرض، وعمرة الإسلام إلّا أهلية النائب بالإسلام والعقل والتميز، والنية عنه فی الإحرام إن أمره بالحج، وإلّا فجعل ثوابه له بعد الأداء، إذ بدون الأمر به، يقع الحج عن الفاعل بالإتفاق، فهو ليس حاجًّا عنه، بل هو جاعل ثواب حجه له ...إلخ۔ (غنية الناسک فی بغية المناسک، باب الحج عن الغير ص:۳۲۰ طبع إدارة القرآن)۔

(۴) ولو أحج عنه إمرأةً أو عبدًا أو أَمَة بإذن السيّد جاز ويكره، هٰكذا فی محيط السرخسی۔ (عالمگيری ج:۱ ص:۲۵۷، كتاب الحج، الباب الرابع عشر فی الحج عن الغير، طبع رشيديه كوئٹه)۔

جس نے اپنا حج نہ کیا ہو، اُسے حجِ بدل پر بھیجنا مکروہ ہے

سوال:... دو بھائی ہیں، جن کے والد کا اِنتقال ہوگیا ہے، دونوں بھائی الگ الگ اپنے گھر میں فیملی کے ساتھ رہتے ہیں، جن میں ایک بھائی امیر ہے، اور دُوسرا بھائی بہت غریب ہے۔ چھوٹا بھائی جو کہ امیر ہے اپنی والدہ کے ساتھ حج کرچکا ہے، اب وہ اپنے مرحوم والد کے نام کا بدل حج کروانا چاہتا ہے، بڑا بھائی چونکہ غریب ہے اور اس نے ایک بار بھی حج نہیں کیا ہے، چھوٹا بھائی اپنے پیسے (رقم) سے اپنے بڑے بھائی کو مرحوم والد کے نام سے حجِ بدل پر بھیجنا چاہتا ہے، تو سوال یہ ہے کہ بڑا بھائی جس نے خود اَبھی تک حج نہیں کیا ہے، اس کے باوجود وہ دُوسرے کے نام کا بدل حج کرسکتا ہے؟

جواب:... جس نے اپنا حج نہ کیا ہو، اس کا حجِ بدل پر بھیجنا مکروہ ہے۔[1]

اپنا حج نہ کرنے والے کا حجِ بدل کرنا، حجِ بدل کے بعد دُوسرے حج کی فرضیت

سوال:... میرے والدِ محترم کا کچھ عرصہ پہلے اِنتقال ہوا تھا، مرحوم کو حج کرنے کی بڑی تڑپ تھی، یہی وجہ ہے کہ وہ اپنی آمدنی سے کچھ حصہ نکال کر رکھ دیتے تھے کہ میں حج کرنے جاؤں گا، مگر موت نے ان کی یہ خواہش پوری نہ ہونے دی۔ آخری خواہش بھی میرے والد مرحوم کی یہی تھی۔ ہم بھائیوں نے مشورہ کیا کہ والد صاحب کی خواہش کو مدِنظر رکھتے ہوئے ان کی جمع شدہ رقم سے ان کے لئے حجِ بدل کریں۔ میری والدہ ماجدہ بھی حج کے لئے تیار ہوگئیں، اب ان کے ساتھ محرَم کا جانا بھی ضروری ہے۔ ہمارے خاندان میں والدہ کے محرَم اَفراد میں کوئی بھی حاجی نہیں ہے، اب میں اپنے والد صاحب کے حجِ بدل کے طور پر والدہ کے ساتھ حج پر جانا چاہتا ہوں، اب مسائل یہ ہیں کہ:

۱:... میں پہلے حاجی نہیں ہوں، تو کیا حجِ بدل کرسکتا ہوں؟

۲:... حجِ بدل کے بعد میرے لئے دُوسرے حج کی فرضیت ہوگی یا نہیں؟

۳:... نیز میرے والد مرحوم کی پھوپھی زاد بہن جن کی عمر تقریباً ۶۵ سال کے قریب ہے، وہ بھی میرے ساتھ حج پر جانا چاہتی ہیں، کیا وہ میرے ساتھ حج پر جاسکتی ہیں؟ ان کے ساتھ میرا رشتہ محرَم کا ہوگا یا نامحرَم کا؟

جواب:... جس شخص نے اپنا حج نہ کیا ہو، اس کا حجِ بدل پر جانا مکروہ ہے، لیکن اگر آپ چلے جائیں گے تو آپ کے والد ماجد کا حج ادا ہوجائے گا۔[2]

---

(۱) الأفضل إحجاج الحر العالم بالمناسک الذی حج عن نفسه وذکر فی البدائع کراهة إحجاج الصرورة لأنّه تارک فرض الحج. (حاشیة رد المحتار ج:۲ ص:۶۰۳). إذا أراد أن یحج رجلًا عن نفسه أن یحج رجلًا قد حج عن نفسه. (عالمگیری ج:۱ ص:۲۵۷، کتاب المناسک، الباب الرابع عشر فی الحج عن الغیر).

(۲) والأفضل للإنسان إذا أراد أن یحج رجلًا عن نفسه أن یحج رجلًا قد حج عن نفسه ومع هٰذا لو أحج رجلًا لم یحج عن نفسه حجة الإسلام یجوز عندنا وسقط الحج عن الآمر. (عالمگیری ج:۱ ص:۲۵۷، کتاب المناسک).

۲:...آپ کا حج آپ کے ذمے رہے گا، بشرطیکہ آپ کے پاس اتنا سرمایہ ہو کہ آپ حج پر جاسکیں۔[1]

۳:...آپ کی والدہ آپ کے ساتھ حج پر جاسکتی ہیں، لیکن آپ کے والد کی پھوپھی زاد آپ کے ساتھ حج پر نہیں جاسکتیں، کیونکہ وہ آپ کی محرَم نہیں ہیں،[2] واللہ اعلم!

کیا حجِ بدل اِفراد ہی کیا جاسکتا ہے؟

سوال:...میں نے سنا ہے کہ حجِ بدل صرف ''اِفراد'' ہی کیا جاسکتا ہے، کیا یہ صحیح ہے؟

میں نے اور میرے بھائی نے حجِ بدل کیا ہے، ہمارے تایا صاحب تھے، ان کی وفات کے بعد میں نے ان کے لئے حج کیا، ان پر حج فرض نہیں تھا، انہوں نے نہ عمرہ کیا تھا، اور نہ وصیت کی تھی، میں نے اپنی طرف سے حج کیا اور وہ بھی قران۔

والدہ صاحبہ نے اپنی زندگی میں کئی حج کئے تھے، ان کی وفات کے بعد ہم نے ان کے لئے حج کیا، بغیر ان کی وصیت کے، اور قران کیا۔ یاد رہے کہ ہم اپنا حج پہلے کرچکے ہیں، کیا ہمارا حج ان کے لئے ہوگیا؟ جواب ضرور مرحمت فرمائیں۔

جواب:...آپ نے تایا کی جانب سے اور والدہ کی جانب سے جو حجِ بدل کیا وہ صحیح ہے، کیونکہ ان دونوں پر حج فرض نہیں تھا، گویا یہ نفلی حج ہوا، اور نفلی حج کے لئے وہ شرائط نہیں جو حجِ بدل کے لئے ضروری ہیں۔[3]

اپنا حج نہ کرنے والے کا حجِ بدل پر جانا

سوال:...میرے والد صاحب کا انتقال ہوچکا ہے، اور ہم اپنے والد کا حجِ بدل کرانا چاہتے ہیں، ہم جس آدمی کو حجِ بدل کرانا چاہ رہے ہیں اس کی مالی حیثیت اتنی نہیں کہ وہ اپنا حج ادا کرسکے، کیا ہم اس شخص سے حجِ بدل کراسکتے ہیں جس نے اپنا حج نہیں کیا؟ یا حجِ بدل کے لئے پہلے اپنا حج کرنا لازم ہے؟ یا کوئی اور صورت ہو حجِ بدل کرانے کی؟ اس کا تفصیلی جواب دیں۔

جواب:...جس شخص نے اپنا حج نہ کیا ہو اس کا حجِ بدل پر جانا مکروہِ تنزیہی یعنی خلافِ اَولیٰ ہے، تاہم اگر چلا جائے تو حجِ بدل ادا ہوجائے گا۔[4]

---

(۱) إتفقوا أنّ الفرض يسقط عن الآمر ولَا يسقط عن المأمور. (بحر الرائق ج:۳ ص:۶۶، ۶۷، باب الحج عن الغير). منها القدرة على الزاد والراحلة سواء كان بطريق الملك أو الإجارة. (عالمگيرى ج:۱ ص:۲۱۷).

(۲) عن ابن عباس عن النبى صلى الله عليه وسلم: ألَا لَا تحجن امرأة إلّا ومعها محرَم. (بدائع الصنائع ج:۲ ص:۱۲۳).

(۳) وهٰذه الشرائط كلها فى الحج الفرض وأما النفل فلا يشترط فيه شيء منها إلّا الإسلام والعقل والتميز. (حاشية رد المحتار ج:۲ ص:۶۰۱). وإن كانت (أى العبادة المركبة منهما) نافلة كحج النفل وعمرة التطوع تجزئ فى الحالتين، ولَا يشترط فيه العجز، ولَا غيره مما يشترط فى حج الفرض، وعمرة الإسلام إلّا أهلية النائب بالإسلام والعقل والتميز والنية عنه فى الإحرام إن أمره بالحج. (غنية الناسک، كتاب الحج، باب الحج عن الغير ص:۳۲۰).

(۴) (الجواب) يجوز لمن لم يكن حج عن نفسه ان يحج عن غيره لٰكنه خلاف الأفضل ويسمّٰى حج الصرورة. (الفتاوىٰ تنقيح الحامدية، كتاب الحج ج:۱ ص:۱۳ طبع رشيديه). وأيضًا: والذى يقتضيه النظر ....

(باقی اگلے صفحے پر)

سوال:...دو بھائی ہیں جن کے والد کا انتقال ہوگیا ہے، دونوں بھائی الگ الگ اپنے گھر میں فیملی کے ساتھ رہتے ہیں، جن میں ایک بھائی امیر ہے اور دُوسرا بھائی بہت غریب ہے۔ چھوٹا بھائی جو کہ امیر ہے اپنی والدہ (ماں) کے ساتھ حج کر چکا ہے، اب وہ اپنے مرحوم والد کے نام کا حجِ بدل کروانا چاہتا ہے، بڑا بھائی چونکہ غریب ہے اور اس نے ایک بار بھی حج نہیں کیا ہے، چھوٹا بھائی اپنے پیسے (رقم) سے اپنے بڑے بھائی کو مرحوم والد کے نام سے حجِ بدل پر بھیجنا چاہتا ہے۔ تو سوال یہ ہے کہ بڑا بھائی جس نے خود ابھی تک حج نہیں کیا ہے، اس کے باوجود وہ دُوسرے کے نام پر حجِ بدل کرسکتا ہے؟

جواب:...جس نے اپنا حج نہ کیا ہو، اس کا حجِ بدل پر بھیجنا مکروہِ تنزیہی یعنی خلافِ اَولیٰ ہے۔[1]

سوال:...دُوسروں کے پیسے (رقم) سے حجِ بدل کیا جاسکتا ہے؟

جواب:...وہ حجِ بدل جو بغیر وصیتِ میّت کے ہو جس کو عوام "حجِ بدل" کہتے ہیں جیسے کہ سوال میں مذکور ہے، دُوسروں کے پیسے سے بھی کیا جاسکتا ہے۔

سوال:...بڑا بھائی جو کہ حجِ بدل کر کے واپس آئے، وہ "حاجی" کہلائے گا؟

جواب:...جی ہاں! اپنے حج کے بغیر "حاجی" کہلائے گا۔

حجِ بدل کوئی بھی کرسکتا ہے غریب ہو یا امیر

سوال:...حجِ بدل کا کیا طریقہ ہے؟ کون شخص حجِ بدل کے لئے جاسکتا ہے؟ بہت سے لوگ کہتے ہیں کہ جس نے اپنا حج نہ کیا ہو، اس کو حجِ بدل پر نہیں بھیجنا چاہئے، کیونکہ غریب آدمی پر حج فرض ہی نہیں ہوتا تو حجِ بدل کے لئے بھی نہیں جاسکتا، امیر کا بھیجنا بہتر ہے یا غریب کا؟

جواب:...جس شخص نے اپنا حج نہیں کیا ہے، اس کو حجِ بدل کے لئے بھیجنے سے حجِ بدل ادا ہوجاتا ہے، لیکن ایسے شخص کو حجِ بدل پر بھیجنا مکروہ ہے،[2] لہٰذا ایسے شخص کو بھیجا جائے جو پہلے حج کرچکا ہو، خواہ وہ غریب ہو یا امیر، غریب یا امیر کی بحث اس مسئلے میں نہیں ہے۔

نابالغ حجِ بدل نہیں کرسکتا

سوال:...میرے لڑکے کی عمر ۱۳ سال ہے، کیا یہ اپنے باپ کا حجِ بدل کرسکتا ہے؟

(بقیہ حاشیہ صفحۂ گزشتہ)......أن حج الصرورة (الذی لم یحج عن نفسه) عن غیره إن کان بعد تحقق الواجب علیه بملک الزاد والراحلة والصّحّة، فهو مکروه کراهة تحریم .... ومع ذٰلک یصح لأن النهی لیس لعین الحج .... قال فی البحر: والحق انها تنزیهیة علی الآمر۔ (فتاویٰ شامی، کتاب الحج، مطلب فی حج الصرورة ج:۲ ص:۶۰۳، طبع سعید)۔

(۱) گزشتہ صفحے کا حاشیہ نمبر ۴ ملاحظہ فرمائیں۔

(۲) أیضًا۔

جواب:...نابالغ حجِ بدل نہیں کرسکتا۔[۱]

حجِ بدل میں قربانی لازم ہے یا نہیں؟

سوال:...حجِ بدل میں قربانی لازم ہے یا نہیں؟

جواب:...قربانی تمتع اور قران میں واجب ہوتی ہے، حجِ مفرَد میں قربانی لازم نہیں، کسی جنایت (غلطی) کی وجہ سے لازم ہوجائے تو دُوسری بات ہے۔[۲]

حج کی تین قسمیں ہیں: مفرَد، قران، تمتع۔

حجِ مفرَد:...حجِ مفرَد یہ ہے کہ میقات سے گزرتے وقت صرف حج کا اِحرام باندھا جائے، اس کے ساتھ عمرہ کا اِحرام نہ باندھا جائے، حج سے فارغ ہونے تک یہ اِحرام رہے گا۔[۳]

حجِ قران:...حجِ قران یہ ہے کہ میقات سے عمرہ اور حج دونوں کا اِحرام باندھا جائے، مکہ مکرّمہ پہنچ کر پہلے عمرہ کے ارکان ادا کئے جائیں، اس کے بعد حج کے ارکان ادا کرکے ۱۰رذوالحجہ کو رَمی اور قربانی سے فارغ ہوکر اِحرام کھولا جائے۔[۴]

حجِ تمتع:...حجِ تمتع یہ ہے کہ حج کے موسم میں میقات سے گزرتے وقت صرف عمرہ کا اِحرام باندھا جائے اور اس کے ارکان ادا کرکے اِحرام کھول دیا جائے۔ پھر ۸رذوالحجہ کو حج کا اِحرام باندھ کر حج کے ارکان ادا کئے جائیں اور ۱۰رذوالحجہ کو رَمی اور قربانی کے بعد حج کا اِحرام کھولا جائے۔[۵]

---

(۱) التاسع عشر: تمیز المأمور، فلا یصح إحجاج صبی غیر ممیز ویصح إحجاج المراهق کما سیأتی۔ (فتاویٰ شامی، مطلب شروط الحج عن الغیر ج:۲ ص:۶۰۱)۔ وأیضًا: ولاجزاء النیابة فی حجة الإسلام ونحوها .... عشرون شرطًا ...... العشرون: تمیز المأمور لأعمال الحج، فلا یصح إحجاج الصبی غیر ممیز ...إلخ۔ (غنیة الناسک، باب الحج عن الغیر ص:۳۲۰ تا ۳۳۶، کتاب الحج، باب الحج عن الغیر، طبع إدارة القرآن)۔

(۲) خمسون شیئًا یوجب الدم علی المحرم .... دم التمتع، دم القِران، وهما دمان، دم لحجته ودم لعمرته۔ (خزانة الفقه، کتاب الحج، ما یوجب الدم علی المحرِم ص:۹۳، ۹۴، طبع المکتبة الغفوریه العاصمیه)۔

(۳) کیفیة الإفراد: الإفراد أن یحرم بالحج وحده ثم لَا یعتمر حتّٰی لَا یفرغ من حجه ...إلخ۔ (الفقه الإسلامی وأدلّته، کتاب الحج ج:۳ ص:۲۱۵ طبع دار الفکر)۔

(۴) باب القِران .... قوله: وصفة القِران أن یهل بالعمرة والحج معًا من المیقات، قدم العمرة لأن الله تعالٰی قدمها بقوله: "فمن تمتع بالعمرة إلی الحج" ولأن أفعالها متقدمة علٰی أفعال الحج۔ (الجوهرة النیرة، باب القِران ج:۱ ص:۱۶۷، طبع مجتبائی دهلی)۔ أیضًا: أما الإحرام بحجة وعمرة، فهو أن یقول عند المیقات: اللّٰهم لبیک .... فیؤدی بهما جمیعًا بإحرام واحد، ثم یذبح شاة بعد الرمی من جمرة العقبة فی یوم النحر أو من یوم الغد۔ (خزانة الفقه، کتاب المناسک والحج ص:۸۸)۔

(۵) التمتع لغة الجمع بین العمرة والحج بإحرامین .... وهو أن یحرم بعمرة من المیقات أو قبله فی أشهر الحج ویطوف .... ویسعی ویحلق أو یقصر کالمفرد بالعمرة، ویقطع التلبیة فی أوّل طوافه .... ثم یحرم بالحج من الحرم إن کان بمکة أو من الحل إن کان بالمواقیت .... یوم الترویة وحج کالمفرد .... وذبح بعد الرمی فی أیام النحر ...إلخ۔ (جامع الرموز الروایة فی شرح مختصر الوقایة، کتاب الحج، ج:۲ ص:۴۱۸، طبع مکتبه إسلامیه گنبد قابوس إیران، وکذا فی فتح القدیر ج:۲ ص:۲۱۰، ۲۱۱، طبع دار صادر بیروت، وخزانة الفقه ص:۸۹، طبع المکتبه الغفوریه العاصمیه)۔

حجِ بدل میں کتنی قربانیاں کرنی ضروری ہیں؟

سوال:... ۱: حجِ بدل کرنے والا اگر قربانی کرتا ہے تو ایک کرے یا دو؟ یعنی آمر اور مأمور دونوں کی طرف سے۔

سوال:... ۲: ہم لوگ نفلی حجِ بدل کرتے ہیں، اس صورت میں قربانی کریں یا نہ کریں؟ اگر کریں تو کس طرح؟

سوال:... ۳: جو لوگ پاکستان یا دیگر ملکوں سے آکر حجِ بدل کرتے ہیں، عمرہ کرتے ہیں پھر اِحرام کھول کر دوبارہ حجِ تمتع کرتے ہیں، ان کے بارے میں تفصیل سے تحریر کریں۔

جواب:... حجِ بدل کرنے والے کو حجِ مفرَد یعنی صرف حج کا اِحرام باندھنا چاہئے، اور حجِ مفرَد میں حج کی وجہ سے قربانی نہیں ہوتی، اس لئے آمر کی طرف سے قربانی کی ضرورت نہیں، مأمور اگر مقیم اور صاحبِ اِستطاعت ہو تو اپنی طرف سے (عام قربانی) کرے، اور مسافر اور غیر مستطیع پر عام قربانی واجب نہیں۔[1]

جواب:... ۲: اس کا مسئلہ بھی وہی ہے جو اُوپر لکھا گیا ہے۔

جواب:... ۳: جیسا کہ اُوپر لکھا گیا، حجِ بدل کرنے والوں کو حجِ مفرَد یعنی صرف حج کا اِحرام باندھنا چاہئے، اگر وہ تمتع کریں (یعنی میقات سے صرف عمرہ کا اِحرام باندھیں اور عمرہ سے فارغ ہونے کے بعد پھر ۸/ذوالحجہ کو حج کا اِحرام باندھیں) تو تمتع کی قربانی خود ان کے مال سے لازم ہے، آمر کے مال سے نہیں، اِلَّا یہ کہ آمر نے اس کی اجازت دے دی ہو تو اس کے مال سے قربانی کرسکتے ہیں۔[2]

---

(۱) وأما الأضحية فإن كان مسافرًا لَا تجب عليه، وإلّا كان كالمكيّ فتجب عليه۔ (الفقه الحنفى فى ثوبه الجديد، كتاب الحج ج:۱ ص:۴۹۴)۔ يجب على الغنى دون الفقير .... شكرًا لنعمة الحياة وإحياء الميراث الخليل حين أمره الله بذبح الكبش فى هٰذه الأيام كذا فى البدائع۔ (عالمگيرى ج:۵ ص:۲۹۲، كتاب الأضحية، الباب الأوّل)۔

(۲) ودم القِران والتمتع والجناية على الحاج إن أذن له الآمر بالقِران والتمتع وإلّا فيصير مخالفًا فيضمن۔ (الدر المختار، باب الحج عن الغير، مطلب العمل على القياس دون الإستحسان هنا، ج:۲ ص:۶۱۱ طبع سعيد)۔ أيضًا قال: فإن أمره غير أن يقرن عنه فالدم على من أحرم لأنه وجب شكرًا بما وفّقه الله تعالىٰ من الجمع بين النسكين، والمأمور هو المختص، لهٰذه النعمة لأن حقيقة الفعل منه ...إلخ۔ (هداية، كتاب الحج، باب الحج عن الغير ج:۱ ص:۲۹۸)۔ أيضًا: ودم المتعة والقِران والجنايات على المأمور، فأما دم المتعة والقِران فلأنه وجب شكرًا وفق لأداء النسكين وهو الذى حصلت له هٰذه النعمة، وأما دم الجنايات فلأنه هو الجانى ...إلخ۔ (الفقه الحنفى، الحج عن الغير ج:۱ ص:۴۶۹ طبع بيروت)۔

بغیر محرَم کے حج

محرَم کسے کہتے ہیں؟

سوال:...ایک میاں بیوی اکٹھے حج کے لئے جارہے ہیں، میاں مردِ صالح و پرہیزگار ہے، بیوی کی ایک رشتہ دار عورت ان میاں بیوی کے ہمراہ حج کے لئے جانا چاہتی ہے اور وہ رشتہ دار عورت ایسی ہے جس کا نکاح بیوی کی زندگی میں یا دورانِ نکاح اس کے میاں سے نہیں ہوسکتا، مثلاً: بیوی کی بھتیجی، بیوی کی بھانجی، بیوی کی سگی بہن۔

جواب:...محرَم وہ ہوتا ہے جس سے کبھی بھی نکاح نہ ہوسکے۔[۱] بیوی کی بہن، بھانجی اور بھتیجی شوہر کے لئے نامحرَم ہیں، ان کے ساتھ جانا جائز نہیں۔[۲]

بیوہ بہو کو حج کے لئے ساتھ لے جانا

سوال:...میری ایک بیوہ بہو ہے، اسے میں اپنے ساتھ حج بیت اللہ کے لئے لے جانے کا اِرادہ رکھتا ہوں، میری اہلیہ بھی میرے ہمراہ ہوں گی، میری بہو کا کوئی محرَم ایسا نہیں ہے جو حج کی اِستطاعت رکھتا ہو، میری عمر ۶۵ سال ہے، کیا میں اسے اپنے ساتھ حج کے لئے لے جاسکتا ہوں؟

جواب:...آپ کی بیوہ بہو آپ کے لئے محرَم ہے،[۳] اس لئے آپ کے ساتھ اس کا سفرِ حج صحیح ہے،[۴] واللہ اعلم!

عورتوں کے لئے حج میں محرَم کی شرط کیوں ہے؟ نیز منہ بولے بھائی کے ساتھ سفرِ حج

سوال:...ایک لڑکی نے منہ بولے بھائی کے ساتھ حج کیا، کیا یہ اس کا محرَم ہے؟ اس کے ساتھ نکاح جائز ہے یا نہیں؟ اور پھر عورتوں کے لئے حج میں محرَم کی شرط کیوں ہے؟

---

(۱) والمحرَم من لَا یجوز له مناکحتها علی التأبید بقرابة أو رضاع أو صهریة ...إلخ۔ (فتاویٰ شامی ج:۲ ص:۴۶۴)۔

(۲) ویعتبر فی المرأة أن یکون لها محرم تحج به أو زوج ولَا یجوز لها أن تحج بغیرهما ...إلخ۔ (هدایة ج:۱ ص:۲۳۳)۔

(۳) "وَحَلَٰٓئِلُ اَبْنَآئِکُمُ الَّذِیْنَ مِنْ اَصْلَابِکُمْ" (النساء:۲۳)۔ ایضاً حاشیہ نمبر۱۔

(۴) عند وجود المحرَم کان علیها أن تحج حجة الإسلام۔ (عالمگیری ج:۱ ص:۲۱۹، کتاب المناسک)۔

جواب:... کسی اجنبی آدمی کو بھائی بنانے سے وہ محرَم نہیں بن جاتا،[1] اس لئے نکاح جائز ہے۔ میں شرعی مسئلہ بتاتا ہوں، ''کیوں'' کا جواب نہیں دیا کرتا۔ مگر آپ کے اطمینان کے لئے لکھتا ہوں کہ بغیر محرَم کے عورت کو تین دن یا اس سے زیادہ کے سفر کی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ممانعت فرمائی ہے،[2] کیونکہ ایسے طویل سفر میں اس کا اپنی عزّت و عصمت کو بچانا ایک مستقل مسئلہ ہے، اور اس ناکارہ کے علم میں ہے کہ بعض عورتیں محرَم کے بغیر حج پر گئیں اور گندگی میں مبتلا ہوکر واپس آئیں۔ علاوہ ازیں ایسے طویل سفر میں حوادث پیش آسکتے ہیں اور عورت کو اُٹھانے، بٹھانے کی ضرورت پیش آسکتی ہے، اگر کوئی محرَم ساتھ نہیں ہوگا تو عورت کے لئے یہ دُشواریاں پیش آئیں گی۔[3]

عورت کو عمرہ کے لئے تنہا سفر جائز نہیں لیکن عمرہ ادا ہوجائے گا

سوال:... میں عمرہ کے ارادے سے نکلنا چاہتی ہوں، ایئرپورٹ تک میرے شوہر ساتھ ہیں، جدہ میں ایئرپورٹ پر میرے بھائی موجود ہیں، پھر ان کے ساتھ عمرہ ادا کرتی ہوں، پھر جدہ سے بھائی جہاز میں سوار کرادیتے ہیں، یہاں پر شوہر اُتار لیتے ہیں، ایسی صورت میں عمرہ ادا ہوجائے گا؟

جواب:... عمرہ ادا ہوجاتا ہے،[4] مگر آپ کا ہوائی جہاز کا تنہا سفر کرنا جائز نہیں۔[5]

کراچی سے جدہ تک بغیر محرَم کے سفر

سوال:... اگر کوئی عورت حج کے لئے مکہ مکرّمہ کا ارادہ رکھتی ہو جبکہ اس کا محرَم ساتھ نہیں آسکتا، مگر یہ کہ کراچی سے سوار کراسکتا ہے، جبکہ اس کا بھائی جدہ ایئرپورٹ پر موجود ہے، ایسی عورت کے بارے میں شریعت کا کیا حکم ہے؟

جواب:... کراچی سے جدہ تک بغیر محرَم کے سفر کرنے کا گناہ اس کے ذمہ بھی ہوگا۔

---

(۱) ''وَمَا جَعَلَ اَدْعِيَآءَكُمْ اَبْنَآءَكُمْ، ذٰلِكُمْ قَوْلُكُمْ بِاَفْوَاهِكُمْ'' (الأحزاب:۴). وفي التفسير: يعني تبنّيكم له قول لَا يقتضي أن يكون إبنًا حقيقيًّا فإنه مخلوق من صلب رجل آخر فما يمكن أن له أبوان. (تفسير ابن كثير ج:۵ ص:۱۴۳ طبع رشيديه كوئٹه).

(۲) عن أبي سعيد الخدري رضي الله عنه قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: لَا يحل لِامرأة تؤمن بالله واليوم الآخر أن تسافر سفرًا يكون ثلاثة أيام فصاعدًا إلّا ومعها أبوها، أو إبنها، أو زوجها، أو أخوها، أو ذُو محرَم منها. (صحيح لمسلم ج:۱ ص:۴۳۴ طبع بمبئی). أيضًا: عن ابن عباس عن النبي صلى الله عليه وسلم أنه قال: لَا تحجن إمرأة إلّا ومعها محرَم. (بدائع الصنائع ج:۲ ص:۱۲۳، كتاب الحج، طبع سعيد).

(۳) لأن المرأة لَا تقدر على الركوب والنزول بنفسها فتحتاج إلى من يركبها وينزلها ولَا يجوز ذٰلك لغير الزوج والمحرَم. (بدائع الصنائع ج:۲ ص:۱۲۳، كتاب الحج، فصل وأما شرائط فرضيته نوعان).

(۴) فإن حجت بغير محرَم أو زوج جاز حجها مع الكراهة. (الجوهرة النيرة ج:۱ ص:۱۵۴).

(۵) ويؤيده حديث الصحيحين: ''لَا يحل لِامرأة تؤمن بالله واليوم الآخر أن تسافر مسيرة يوم وليلة إلّا مع ذي محرَم عليها'' (فتاوىٰ شامي ج:۲ ص:۴۶۵).

مطلقہ عورت پر حج کی فرضیت، نیز اس کا محرَم کون ہو؟

سوال:...ایک عورت جو مطلقہ ہو (اس کے کہنے کے مطابق) اس کی غیرشادی شدہ لڑکیاں اور لڑکے بھی کمانے کے قابل ہوں، کیا ایسی صورت میں اس پر حج واجب ہے؟ جبکہ بچوں کا کفیل والد ہے، اس وقت صورتِ حال یہ ہے کہ تمام بچے زیرِ تعلیم ہیں۔

۲:...مندرجہ بالا صورت میں حج پر جاتے وقت عورت کا محرَم کون ہوسکتا ہے؟

جواب:...اگر اس کے پاس آنے جانے کا خرچ ہے اور کوئی محرَم بھی ساتھ جانے والا ہے تب تو اس پر حج فرض ہے، اگر خرچ نہیں تو حج فرض نہیں۔ اور اگر خرچ ہے مگر ساتھ جانے والا محرَم نہیں تو بغیر محرَم کے اس کا حج پر جانا جائز نہیں، بلکہ وصیت کردے کہ اس کی طرف سے حجِ بدل کرادیا جائے۔[1]

۲:...مطلقہ عورت کسی سے نکاح کرے، اس کے ساتھ حج پر جاسکتی ہے۔

بغیر محرَم کے حج کا سفر

سوال:...بغیر محرَم کے حج کے لئے جانے کے بارے میں مشروع حکم کیا ہے؟ محرَم کے بغیر عورت کا حج کرنا جائز ہے یا نہیں؟ حکومتِ وقت نے حج کی درخواستیں قبول کرنے کے لئے عورت کے لئے محرَم کا نام و پتہ وغیرہ لکھنے کی ضروری شرط عائد کر رکھی ہے، جو عورتیں غیرمحرَم کو محرَم دِکھاکر حج کرنے چلی جائیں ان کے لئے کیا حکم ہے؟

جواب:...محرَم کے بغیر حج کا سفر جائز نہیں،[2] اور نامحرَم کو محرَم دِکھاکر حج کا سفر کرنا دُہرا گناہ ہے۔[3]

حج کے لئے غیرمحرَم کو محرَم بنانا گناہ ہے

سوال:...ایک خاتون جو دو مرتبہ حج کرچکی ہیں اور جن کی عمر بھی ساٹھ سال سے تجاوز کرچکی ہے، تیسری مرتبہ حجِ بدل کی نیت سے جانا چاہتی ہیں، اس صورت میں گروپ لیڈر کو جو شرعی محرَم نہیں ہے، اس کو اپنا محرَم قرار دے کر جبکہ اسی گروپ میں پندرہ بیس دیگر خواتین بھی گروپ لیڈر ہی کو محرَم بناکر (جو ان کا شرعی محرَم نہیں ہے) حج پر جارہی ہیں، ایسی خواتین کا حج دُرست ہوگا یا نہیں؟

جواب:...محرَم کے بغیر سفر کرنا جائز نہیں، گو حج ادا ہوجائے گا،[4] لیکن جھوٹ اور بغیر محرَم کے سفر کا گناہ سر پر رہے گا۔[5]

---

(۱) ومنها المحرَم للمرأة .... إذا كانت بينها وبين مكة مسيرة ثلاثة أيام .... وعلى القول الآخرين تلزمه الوصية. (فتاویٰ عالمگیری ج:۱ ص:۲۱۹، کتاب المناسک).

(۲) يكره تحريمًا على المرأة أن تحج بغيرهما أى المحرَم والزوج. (اللباب ج:۱ ص:۱۶۵، كتاب الحج، طبع قديمى).

(۳) عن عبدالله بن مسعود رضى الله عنه قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: من غشّنا فليس منّا، والمكر والخداع فى النار. (صحيح مسلم ج:۱ ص:۷۰، طبع قديمى، حلية الأولياء ج:۴ ص:۱۸۹، طبع دار الكتب العلمية بيروت، كنز العمال ج:۳ ص:۵۴۵ طبع مؤسسة الرسالة، بيروت).

(۴) حوالہ کے لئے گزشتہ صفحے کا حاشیہ نمبر ۲، ۴ دیکھیں۔

(۵) ایضاً حاشیہ نمبر ۳، نیز گزشتہ صفحے کا حاشیہ نمبر ۲ دیکھیں۔

نامحرَم کو محرَم ظاہر کر کے حج کرنا

سوال:... میری دادی اور پھوپھی اس سال حج پر تشریف لے گئی ہیں، ان کے ساتھ کوئی محرَم نہیں گیا ہے، جانے سے پہلے انہوں نے اپنے شہر کے مولوی صاحب سے پوچھا ہے، پتا نہیں مولوی صاحب نے انہیں کس طرح محرَم کے بغیر حج پر جانے کی اِجازت دی ہے۔ دُوسرے میری دادی اور پھوپھی نے کہا ہے کہ انہوں نے اپنے گروپ کے کسی آدمی کو بھائی بتایا ہے، حالانکہ میں ان کا بھتیجا اور پوتا ہوں، میں بھی اس آدمی کو چہرے سے نہیں جانتا ہوں، اور حتیٰ کہ ان کا لڑکا اور بھائی یعنی میرے والد صاحب بھی اس شخص کو نہیں جانتے ہیں۔

جواب:... آپ کی دادی اور پھوپھی کا حج تو ہوگیا،[1] لیکن ان کا سفر بغیر محرَم کے، یہ گناہ ہے، گروپ کے کسی مرد کو اَپنا بھائی یا لڑکا بنالینے سے وہ محرَم نہیں بن جاتا،[2] اور پھر درخواستوں میں اس شخص کو اپنا بیٹا یا بھائی ظاہر کرنا الگ جھوٹ۔

عورت کو محرَم کے بغیر حج پر جانا جائز نہیں

سوال:... میں حج کی سعادت حاصل کرنا چاہتی ہوں اور اللہ پاک کا شکر ہے کہ اتنی حیثیت ہے کہ میں اپنا حج کا خرچہ اُٹھاسکوں، لیکن مشکل یہ ہے کہ میرے ساتھ جانے والا کوئی نہیں ہے، ماشاء اللہ میرے چار بیٹے ہیں، جن میں دو شادی شدہ ہیں اور اپنی کاروباری اور گھریلو زندگی میں مصروف ہیں، اور ایک گورنمنٹ سروس میں ہے، جنھیں چھٹی ملنا مشکل ہے، بلکہ ناممکن ہے، اور چوتھا بیٹا ابھی تیرہ سال کا ہے اور قرآن پاک حفظ کر رہا ہے۔ کیا میں گروپ کے ساتھ حج کرنے جاسکتی ہوں یا اور کوئی طریقہ ہے؟ برائے مہربانی جواب دے کر مشکور و ممنون فرمائیں۔

جواب:... عورت کا بغیر محرَم کے سفرِ حج پر جانا جائز نہیں۔[3] آپ کے صاحب زادوں کو چاہئے کہ ان میں سے کوئی اپنی مصروفیتوں کو آگے پیچھے کر کے آپ کے ساتھ حج پر جائے، کل تیس پینتیس دن تو خرچ ہوتے ہیں، آپ کے صاحب زادوں کے لئے آپ کے حج کی خاطر اتنی قربانی دینا کیا مشکل ہے...؟

رضاعی بھتیجے کے ساتھ حج کرنا

سوال:... سوال یہ ہے کہ زبیدہ نے ایک لڑکے کو اپنا دُودھ پلایا، زبیدہ کی نند رضیہ بغیر کسی محرَم کے حج کرنے جارہی ہے، جبکہ ان کے سارے محرَم صاحبِ نصاب ہیں یعنی حج پر جانے کی اِستطاعت رکھتے ہیں۔ جہاز میں وہ لڑکا بھی رضیہ کے ساتھ ہے، وہ دونوں الگ الگ رہتے ہیں، صرف حج کے دِنوں میں ملتے ہیں تاکہ رضیہ کا حج ہوجائے، کیونکہ رضاعت کے رشتے سے وہ اس کی

---

(۱) فإن حجت بغير محرَم أو زوج جاز حجها مع الكراهة۔ (الجوهرة النيرة، كتاب الحج ج:۱ ص:۱۵۴)۔

(۲) ص:۲۹۶ کا حاشیہ نمبر۱ تا ۴ ملاحظہ فرمائیں۔

(۳) ایضاً۔

پھوپھی لگتی ہے، معلوم یہ کرنا ہے کہ اس طرح رضیہ کا حج ہوگیا یا نہیں جبکہ اس لڑکے کا رضیہ سے کوئی اور رشتہ نہیں ہے؟ ہم نے سنا ہے کہ اس طرح حج نہیں ہوتا اور کچھ لوگ کہتے ہیں کہ ہوجاتا ہے، جواب دے کر مشکور فرمائیں تو مہربانی ہوگی۔

جواب:... رضاعی بھتیجا محرَم ہے، رضاعی پھوپھی اس کے ساتھ حج پر جاسکتی ہے۔[1]

بغیر محرَم کے حج

سوال:... میرے والد صاحب کا انتقال ۱۹۷۶ء میں ہوا، میں گھر کا بڑا فرد ہوں، ان کی وفات کے بعد میرے اُوپر ذمہ داریاں تھیں جو کہ کافی تھیں، خدا تعالیٰ کا شکر ہے کہ میں نے اس عرصے میں والد صاحب کی وفات کے بعد اپنی ذمہ داریاں پوری کیں، سابقہ سال میں، میں نے اپنی چھوٹی بہن کی شادی بھی کردی ہے، اب مجھ پر کوئی ایسی ذمہ داری نہ تھی اور نہ ہی ہے۔ میری والدہ صاحبہ کو جو کہ کراچی میں مقیم ہیں، اس سال حج اسکیم کے تحت لوگ حج پر جارہے تھے تو میرے دوست اور ان کی والدہ بھی جارہی تھیں، انہوں نے ڈرافٹ بنوایا جو کہ کل ۲۵۱۲۰ روپے فی فرد کے حساب سے ہوتا ہے، میں نے اپنی والدہ کے لئے حج ڈرافٹ بنوایا اور ان کے ساتھ ہی ارسال کردیا جو کہ تینوں ڈرافٹ ایک ساتھ جمع ہوگئے ہیں اور گورنمنٹ سے منظوری بھی آگئی ہے کہ حج پر جاسکتی ہیں، جبکہ والدہ اور جن کے ساتھ جارہی ہیں، وہ صاحب دِین دار ہیں یعنی نماز وغیرہ کے مکمل پابند ہیں، میں گورنمنٹ میں ملازم ہوں کیونکہ مجھے چھٹی نہیں مل سکتی، میں سوچ رہا ہوں کہ چھٹی مل جانے پر میں یہاں ریاض سے کار کے ذریعہ جاسکوں گا اور جدہ ایئرپورٹ پر ان سے ملاقات کرلوں اور ساتھ حج بھی کرلوں، لیکن میں نے ایک دن نماز کے بعد پیش اِمام صاحب سے پوچھا جو کہ بنگلہ دیش سے تعلق رکھتے ہیں تو انہوں نے جواب دیا کہ حنفی مذہب میں بغیر محرَم کے سفر نہیں کرسکتی ہیں، حج تو بہت دُور رہا۔ اب میں پریشان ہوں کہ کیا کروں؟ کیا میری والدہ کا حج ہوسکتا ہے یا نہیں؟ یہاں دُوسرے عالم جو مصر سے تعلق رکھتے ہیں، انہوں نے جواب دیا کہ ہوسکتا ہے، جبکہ ان کی تاریخِ پیدائش ۱۹۲۶ء ہے جو کہ عمر ۵۸ سال بنتی ہے۔ میں نے یوں بھی کوشش کی تھی کہ زندگی کا کوئی بھروسہ نہیں ہے اور حالات بھی کل کیا ہوں، کل سروس رہے یا نہ رہے، اس وقت میرے حالات اچھے ہیں خدا تعالیٰ کا شکر ہے، اور میری یہ خواہش تھی کہ میں اپنی والدہ کو حج کرادوں اور یہی دُعا کرتا ہوں اور کرتا تھا کہ تمام بہنوں اور بھائیوں کی شادی سے فارغ ہوجاؤں تو پھر والدہ کو حج بھی کرادوں گا۔ خدا تعالیٰ کا شکر ہے کہ میں نے یہ ذمہ داریاں پوری کردی ہیں۔ خدا تعالیٰ میری یہ آخری خواہش بھی پوری کردے تو اچھا ہے، بہرحال مجھے جواب دیں تو میں آپ کا بڑا ہی شکرگزار رہوں گا تاکہ مجھے تسلی ہوجائے۔

جواب:... حنفی مذہب میں عورت کا بغیر محرَم کے سفرِ حج پر جانا جائز نہیں، لیکن اگر چلی جائے گی تو حج ہوجائے گا، گو تنہا سفر کرنے کا گناہ ہوگا۔ شافعی مذہب میں بھروسے کی عورتوں کے ساتھ عورت کا حج پر جانا جائز ہے، وہ مصری عالم شافعی مذہب کے ہوں گے۔[2]

---

(۱) یحرم من الرضاع ما یحرم من النسب۔ (هدایة ج:۲ ص:۳۰۸، کتاب النکاح، فصل فی بیان المحرمات)۔

(۲) ویعتبر فی المرأة أن یکون لها محرم تحج به أو زوج ولَا یجوز لها أن تحج بغیرهما .... وقال الشافعی یجوز لها الحج إذا خرجت فی رفقة ومعها نساء ثقاة لحصول الأمن بالمرافقة۔ (هدایة، کتاب الحج ج:۱ ص:۲۱۳، بدائع الصنائع ج:۲ ص:۱۲۳، کتاب الحج، طبع سعید)۔

بغیر محرَم کے حج پر جانا

سوال:... مسئلہ یہ ہے کہ میرے والد کا اِنتقال ڈھائی سال پہلے ہوچکا ہے، میری والدہ حیات ہیں، اور وہ اپنی پنشن اور اپنے ذاتی پیسے جمع کرکے حج کرنا چاہتی ہیں، ماشاء اللہ دو بیٹے ہیں، لیکن اتنی مالی اِستطاعت نہیں رکھتے کہ یہاں سے والدہ کو ساتھ حج کے لئے لے کر جائیں۔ میری بہن بہنوئی کئی سال سے ریاض میں مقیم ہیں، اب والدہ کا اِرادہ حج کا ہے، بلکہ بہت شدید خواہش ہے کہ وہ حج بیت اللہ کا شرف حاصل کریں۔ تو پوچھنا یہ ہے کہ کیا بیٹی داماد کے ساتھ حج کرنا جائز ہے؟ یہاں سے بیٹی داماد اپنی اپنی ماؤں کو بذریعہ جہاز ریاض یا پھر جدہ حج کے لئے بلا سکتے ہیں؟ مطلب میرے بہنوئی اپنی ماں اور اپنی ساس، دونوں کو بغیر محرَم کے جہاز میں اکیلے بلا سکتے ہیں؟ اور وہاں سے میری ماں کے ساتھ بیٹی داماد ہوں گے، کیا اس صورت میں حج جائز ہوگا یا پھر کیا صورتِ حال ہوسکتی ہے؟ آپ براہ مہربانی جلد از جلد اس کا جواب دے دیجئے، کیونکہ حج پر بلانے کے لئے کئی مہینے پہلے سے اِنتظام کرنا پڑتا ہے، یعنی جو باہر سے بلائے اسے پہلے سے پیسے وغیرہ جمع کرنا ہوتے ہیں۔

جواب:... یہاں سے جہاز میں اکیلے سفر کرنا جائز نہیں،[1] اگر آپ کے بہنوئی اپنی والدہ کو اور آپ کی والدہ کو آکر لے جائیں اور حج پر بھی ساتھ ہوں تو جائز ہے، ورنہ جائز نہیں۔[2]

بوڑھے جوڑے کے ساتھ حج پر جانا

سوال:... میری ضعیف والدہ (بیوہ عمر ۵۶ سال) اور ایک ضعیف بیوہ عزیزہ (عمر ۶۵ سال) حج پر جانے کی آرزومند ہیں، دونوں خواتین حنفی مسلک کی نمائندہ ہیں، خاندان کے ہی ایک فرد جن کی عمر ۷۰ سال ہے، اور جو اپنی والدہ کے لئے حجِ بدل کر رہے ہیں، کے ساتھ حج پر جانا چاہتی ہیں، دونوں ضعیف خواتین عمر کے آخری حصے میں ہیں، صرف اس حد تک صاحبِ نصاب ہیں کہ حج کرسکیں، کیا وہ اپنے عزیز جو ضعیف اور ان کے بزرگ کے زُمرے میں آتے ہیں، ان کے ساتھ حج کرسکتی ہیں؟

جواب:... خواتین کو خواہ وہ کتنی ہی معمر ہوں، محرَم کے بغیر سفر پر جانا جائز نہیں،[3] اگر ان پر حج فرض ہے اور کوئی محرَم ان کے ساتھ جانے والا نہیں، تو وصیت کرجائیں کہ ان کا حجِ بدل کرایا جائے، واللہ اعلم![4]

(۱، ۲) عن ابن عباس رضی اللہ عنهما عن النبی صلی اللہ علیه وسلم أنه قال: : ألَا لَا تحجن امرأة إلّا ومعها محرَم۔ وعن النبی صلی اللہ علیه وسلم أنه قال: لَا تسافر إمرأة ثلاثة أيام إلّا ومعها محرم أو زوج، ولأنها إذا لم يكن معها زوج ولَا محرم لَا يؤمن عليها اذ النساء لحم علٰی وضم إلّا ما ذاب عنه۔ (بدائع ج:۲ ص:۱۲۳، کتاب الحج، وأما شرائط فريضته، طبع سعيد)۔

(۳) ويعتبر فی المرأة أن يكون لها محرَم تحج به أو زوج سواء كانت عجوزًا أو شابةً ...إلخ۔ (الجوهرة النيرة ج:۱ ص:۱۵۴، کتاب الحج، طبع مجتبائی دهلی)۔

(۴) وهل المحرَم من شرائط الوجوب أو من شرائط الأداء علی الخلاف فی أمن الطريق (وهو قبل من شرائط الأداء حتّٰی يجب الْإيصاء به قال فی النهاية وهو الصحيح)۔ (الجوهرة النيرة، کتاب الحج ج:۱ ص:۱۵۴، کتاب الحج، طبع مجتبائی دهلی)۔

محرَم کے بغیر بوڑھی عورت کا حج تو ہوگیا لیکن گناہ گار ہوگی

سوال:... ہمارے ایک دوست کی بوڑھی، عبادت گزار نانی بغیر محرَم کے بغرض ادائے فریضۂ حج بذریعہ ہوائی جہاز کراچی سے جدہ روانہ ہوئی ہیں۔ آپ سے یہ پوچھنا ہے کہ کراچی سے جدہ تک کا سفر بغیر محرَم کے قابلِ قبول ہے یا اس طرح حج نہیں ہوگا یا اس میں کوئی رعایت ہے؟ کیونکہ محترمہ کا نہ کوئی بیٹا ہے اور نہ ہی ان کا شوہر حیات ہے، اور ان کو حج کی تمنا ہے۔ تو کیا اسلام میں اس کے لئے کوئی رعایت ہے؟ نیز ہزاروں عورتیں جن کا کوئی محرَم نہیں ہوتا کیا وہ حج نہ کریں؟

جواب:... بغیر محرَم کے عورت اگر جائے تو حج تو اس کا ہوجائے گا،[1] مگر سفر کرنا بغیر محرَم کے اِمام ابوحنیفہؒ کے نزدیک جائز نہیں، تو اس ناجائز سفر کا گناہ الگ ہوگا۔[2] مگر چونکہ بوڑھی اماں کا سفر زیادہ فتنے کا موجب نہیں، اس لئے ممکن ہے اللہ تعالیٰ کے یہاں ان کو رعایت مل جائے، تاہم انہیں اس ناجائز سفر کرنے پر خدا تعالیٰ سے اِستغفار کرنا چاہئے۔ رہا آپ کا یہ کہنا کہ: ''ہزاروں عورتیں جن کا کوئی نہیں ہوتا، کیا وہ حج نہ کریں؟'' اس کا جواب یہ ہے کہ جب تک محرَم میسر نہ ہو، عورت پر حج فرض ہی نہیں ہوتا، اس لئے نہ کریں، اور اگر بہت ہی شوق ہے تو نکاح کرلیا کریں۔ میرے علم میں ایسے کیس موجود ہیں کہ عورت محرَم کے بغیر حج پر گئی اور وہاں منہ کالا کرکے آئی۔ دیکھنے میں ماشاءاللہ ''حـجّـن'' ہے، لیکن اندر کی حقیقت یہ ہے۔ اس لئے خدا کے قانون کو محض اپنی رائے اور خواہش سے ٹھکرادینا اور ایک پہلو پر نظر کرکے دُوسرے سارے پہلوؤں سے آنکھیں بند کرلینا دانش مندی نہیں ہے۔ افسوس ہے کہ آج یہ مذاق عام ہوگیا ہے۔

ضعیف عورت کا ضعیف نامحرَم مرد کے ساتھ حج

سوال:... کیا ۵۰ سال، ۶۰ سال یا ۷۰ سال کی نامحرَم عورت ۷۰ سال کے نامحرَم مرد کے ساتھ حج، عمرہ کرسکتی ہے؟ اگر عمرہ عورت نے کرلیا تو اس کا کفارہ کیا ہوگا؟

جواب:... نامحرَم کے ساتھ حج و عمرہ کا سفر بوڑھی عورت کے لئے بھی جائز نہیں،[3] اگر کرلیا تو حج کی فرضیت تو ادا ہوگئی، لیکن گناہ ہوا، توبہ و اِستغفار کے سوا اس کا کوئی کفارہ نہیں۔

ممانی کا بھانجے کے ساتھ حج کرنا

سوال:... مسئلہ یہ ہے کہ میری والدہ اس سال حج پر جانا چاہتی ہیں اور میرے والد صاحب کا انتقال ہوچکا ہے۔ میرے پھوپھی زاد بھائی اپنی والدہ، خالہ اور پھوپھی کے ساتھ جارہے ہیں اور میری والدہ ان کے ساتھ جانا چاہ رہی ہیں، میری والدہ رشتے

---

(۱) فإن حجت بغير محرَم أو زوج جاز حجها مع الكراهة. (الجوهرة النيرة ج:۱ ص:۱۵۴).

(۲) گزشتہ صفحے کا حاشیہ نمبر۱ دیکھیں۔

(۳) ومع زوج أو محرَم .... لِامرأة حرة ولو عجوزًا في سفر. (فتاویٰ شامی ج:۲ ص:۴۶۴، کتاب الحج)، ويعتبر في المرأة أن يكون لها محرَم تحج به أو زوج سواء كانت عجوزًا أو شابةً. (الجوهرة النيرة ج:۱ ص:۱۵۴، کتاب الحج).

میں میرے پھوپھی زاد بھائی کی سگی ممانی ہوتی ہیں، شرعی لحاظ سے قرآن وسنت کی روشنی میں یہ بتائیں کہ ممانی بھی بھانجے کے ساتھ حج کرنے جاسکتی ہیں یا کوئی اور صورت اس کی ہوسکتی ہے؟

جواب:... ممانی شرعاً محرَم نہیں، اس لئے وہ شوہر کے حقیقی بھانجے کے ساتھ حج پر نہیں جاسکتی۔ (۱)

بہنوئی کے ساتھ حج یا سفر کرنا

سوال:... اگر بہنوئی کے ساتھ حج یا کسی اور ایسے سفر پر جہاں محرَم کے ساتھ جانا ہوتا ہے، جاسکتے ہیں یا نہیں؟ جبکہ بہن بھی ساتھ جارہی ہو۔

جواب:... بہنوئی کے ساتھ سفر کرنا شرعاً دُرست نہیں۔ (۲)

سوال:... مسئلہ یہ ہے کہ اگر میاں اور بیوی حج کو جانا چاہتے ہوں تو کیا ان کے ہمراہ بیوی کی بہن بھی بطور محرَم جاسکتی ہے؟ شرعی طور پر ایک بیوی کی موجودگی میں اس کی ہمشیرہ سے نکاح جائز نہیں، اس لحاظ سے تو سالی محرَم ہی ہوئی۔ بہرحال اگر حکومتِ پاکستان اس مسئلے کی وضاحت اخباروں میں شائع کرادے تو بہت سے لوگ ذہنی پریشانی سے بچ جائیں گے۔

جواب:... محرَم وہ ہے جس سے نکاح کسی حال میں بھی جائز نہ ہو۔(۳) سالی محرَم نہیں، چنانچہ اگر شوہر بیوی کو طلاق دیدے یا بیوی کا انتقال ہوجائے تو سالی کے ساتھ نکاح ہوسکتا ہے۔ اور نامحرَم کو ساتھ لے جانے سے حاجی مجرم بن جاتا ہے۔

بہنوئی کے ہمراہ سفرِ حج پر جانا

سوال:... میں ایک بیوہ اسکول ٹیچر ہوں، عمر تقریباً ۵۰ سال ہے، میں اپنے چھوٹے بھائی بھاوج اور ضعیف ماں کے ساتھ رہتی ہوں۔ خودکفیل ہوں، صاحبِ نصاب ہوں، اور میں عمرے کی بھی سعادت حاصل کرچکی ہوں۔ اس دفعہ حج کرنے کا اِرادہ ہے، میرے دُور کے رشتہ دار اور بہنوئی عمریں تقریباً ۵۰ اور ۶۰ سال، بھی اس سال حج کا اِرادہ رکھتے ہیں۔ آپ سے معلوم یہ کرنا ہے کہ کیا میں اپنے بہن بہنوئی کے ساتھ حج کرسکتی ہوں؟ جواب دے کر ممنون فرمائیں۔

جواب:... بہنوئی نامحرَم ہے، اور بغیر محرَم کے حج کے سفر پر جانا ناجائز ہے، اپنے بھائی صاحب کو ساتھ لے جایئے۔ (۴)

ماموں زاد، چچازاد، بہن بہنوئی کے ساتھ حج پر جانا

سوال:... آج کل عام رِواج پایا جاتا ہے کہ عورتیں اپنے کسی رشتہ دار مثلاً ماموں زاد، چچازاد وغیرہ کے (یا ان کی اولادوں کے ساتھ) حج کو چلی جاتی ہیں، جس آدمی کے ساتھ جاتی ہیں عموماً اس کے اہلِ خانہ بھی ساتھ ہوتے ہیں، کیا ایسی عورتوں کا اس طریقے

(۱،۲) وتعتبر فی المرأة أن یکون لها محرَم تحج به أو زوج ولَا تجوز لها أن تحج بغیرهما۔ (هدایة ج:۱ ص:۲۳۳، کتاب الحج، طبع شرکت علمیه ملتان)۔ نیز دیکھئے ص:۳۰۰ کا حاشیہ نمبر۱۔

(۳) والمحرم من لَا یجوز له مناکحتها علی التأبید ...إلخ۔ (فتاویٰ شامی ج:۲ ص:۴۶۴، کتاب الحج)۔

(۴) ایضاً حاشیہ نمبر۱،۳۔

سے حج ہوجاتا ہے؟

جواب:...محرَم کے بغیر جانا جائز نہیں۔ [۱]

سوال:...اگر دو تین بہنیں اِکٹھی حج کو جائیں، ان میں سے کسی ایک کا شوہر ساتھ ہو، تو کیا باقی ماندہ بہنوں کا جن کے محرَم ساتھ نہیں ہیں، بہن اور بہنوئی کے ساتھ حج ہوجاتا ہے کہ نہیں؟

جواب:...بہنوئی محرَم نہیں، اس لئے بیوی کے علاوہ دُوسری بہنوں کا اس کے ساتھ جانا جائز نہیں۔ [۲]

جیٹھ یا دُوسرے نامحرَم کے ساتھ سفرِ حج

سوال:...الف و ب دو بھائی ہیں، چھوٹے بھائی الف کی اہلیہ ب (شوہر کے بڑے بھائی) کے ساتھ حج پر جانا چاہتی ہے، شرعاً کیا حکم ہے؟

جواب:...عورت کا جیٹھ نامحرَم ہے، اور نامحرَم کے ساتھ سفرِ حج پر جانا جائز نہیں۔ [۳]

شوہر کے سگے چچا کے ساتھ سفرِ حج کرنا

سوال:...میری بیوی، میرے حقیقی چچا کے ساتھ میری رضامندی سے حج پر جانے کا ارادہ رکھتی ہے، کاغذات وغیرہ داخل کردیئے ہیں، کیا میرے چچا کی حیثیت غیرمحرَم کی تو نہ ہوجائے گی؟ شرعاً ان کے ساتھ میری بیوی جاسکتی ہے یا نہیں؟

جواب:...اگر آپ کی بیوی کی آپ کے چچا سے اور کوئی قرابت نہیں، تو یہ دونوں ایک دُوسرے کے لئے نامحرَم ہیں اور آپ کی بیوی کا اس کے ساتھ حج پر جانا جائز نہیں۔ [۴]

عورت کا بیٹی کے سسر و ساس کے ساتھ سفرِ حج

سوال:...میں اور میری بیوی کا اس سال حج پر جانے کا مصمم ارادہ ہے، میرے ہمراہ میرے سالے کی بیوی جو کہ میرے لڑکے کی ساس بھی ہے، وہ بھی حج پر جانا چاہتی ہے اور اس کی عمر ۶۰ سال ہے، جبکہ میرے سالے کے انتقال کو دو سال گزر چکے ہیں، وہ بضد ہے کہ آپ لوگوں سے اچھا میرا ساتھ جانے والا کوئی نہ ہوگا۔ بے حد خواہش ہے کہ دیارِ حبیب (صلی اللہ علیہ وسلم) کی زیارت کرسکوں، زندگی کا کوئی بھروسہ نہیں، میرا فارم بھی ساتھ ہی بھرنا، میں آپ لوگوں کے ساتھ جاؤں گی۔ لہٰذا مسئلہ یہ ہے کہ وہ میرے ساتھ کس صورت سے حج پر جاسکتی ہیں؟

(۱ تا ۴) عن ابن عباس رضی اللہ عنهما عن النبی صلی اللہ علیه وسلم أنه قال: ألَا لَا تحجن إمرأة إلّا ومعها محرم، وعن النبی صلی اللہ علیه وسلم أنه قال: لَا تسافر إمرأة ثلاثة أیام إلّا ومعها محرم أو زوج ولأنها إذا لم یکن معها زوج ولَا محرم لَا یؤمن علیها۔ (بدائع الصنائع ج:۲ ص:۱۲۳، کتاب الحج، وأما شرائط فریضته، طبع سعید)۔ وتعتبر فی المرأة أن یکون لها محرَم تحج به أو زوج، ولَا یجوز لها أن تحج بغیرهما إذا کان بینها وبین مکة ثلاثة أیام۔ (هدایة، کتاب الحج ج:۱ ص:۲۱۳، کتاب الحج، طبع شرکت علمیه ملتان)۔

جواب:... آپ اس کے محرَم نہیں اور محرَم کے بغیر سفرِ حج جائز نہیں،[1] اگر چلی جائے گی تو حج ادا ہوجائے گا، مگر گناہ گار ہوگی۔[2]

بہن کے دیور کے ساتھ سفرِ حج و عمرہ

سوال:... میرا مسئلہ یہ ہے کہ میں نے حج نہیں کیا، کیا میں عمرہ کرسکتی ہوں؟ میری بہن کا دیور اس مرتبہ حج پر جارہا ہے، وہ ہمارا رشتہ دار بھی ہے اور شادی شدہ بھی ہے، کیونکہ مجھے یہاں پر بہت سے لوگوں نے کہا کہ جوان لڑکی دُوسرے آدمی کے ساتھ نہیں جاسکتی، کیا میں اس کے ساتھ حج پر جاسکتی ہوں؟

جواب:... بہن کا دیور محرَم نہیں ہوتا، اور محرَم کے بغیر حج یا عمرہ کے لئے جانا جائز نہیں۔[3]

عورت کا منہ بولے بھائی کے ساتھ حج کرنا

سوال:... نامحرَم کے ساتھ حج پر جانا کیسا ہے؟ اگر عورت بغیر محرَم کے حج پر جائے یا کسی نامحرَم کو محرَم بناکر اس کے ہمراہ جائے تو اس کا یہ عمل کیسا ہوگا؟ ہماری پھوپھی امسال حج پر گئی ہیں، انہوں نے حج کا سفر اپنے ایک منہ بولے بھائی کے ہمراہ کیا اور انہیں محرَم ظاہر کیا، حالانکہ ان کے بیٹے بیٹیاں بھی ہیں، مگر وہ اکیلی منہ بولے بھائی کے ہمراہ گئیں۔ کیا منہ بولے بھائی کو محرَم بنایا جاسکتا ہے؟ کیا اس کے ہمراہ ارکانِ حج ادا کرسکتے ہیں؟ کیا ان کا حج ہوگیا؟

جواب:... عورت کا بغیر محرَم کے سفر پر جانا گناہ ہے،[4] حج تو ہوجائے گا، لیکن عورت گناہ گار ہوگی۔[5] منہ بولا بھائی محرَم نہیں ہوتا، اس کو محرَم ظاہر کرنا غلط بیانی ہے۔[6]

عورت کا ایسی عورت کے ساتھ سفرِ حج کرنا جس کا شوہر ساتھ ہو

سوال:... ایک خاتون بغرض حج جانا چاہتی ہیں، شوہر کا انتقال ہوگیا، کسی اور محرَم کا انتظام نہیں ہو پاتا۔ کیا یہ خاتون کسی ایسے مرد کے ساتھ جاسکتی ہے جس کے ساتھ اُس کی بیوی ہو یا کسی ایسی خاتون کے ساتھ جاسکتی ہیں جن کے ساتھ ان کا محرَم ہو؟

جواب:... عورت کے لئے محرَم کے بغیر حج پر جانا جائز نہیں ہے، اور نہ مذکورہ صورت کے تحت جانا جائز ہے۔[7]

---

(۱) گزشتہ صفحے کا حاشیہ نمبر ۱ تا ۴ ملاحظہ فرمائیں۔

(۲) فإن حجت بغیر محرَم أو زوج جاز حجها مع الکراهة۔ (الجوهرة النیرة ج:۱ ص:۱۵۴، کتاب الحج)۔

(۳) حوالہ کے لئے دیکھئے گزشتہ صفحے کا حاشیہ نمبر ۱۔

(۴) ایضاً۔

(۵) ایضاً حاشیہ نمبر ۲۔

(۶) "وَمَا جَعَلَ اَدْعِیَآءَکُمْ اَبْنَآءَکُمْ ذٰلِکُمْ قَوْلُکُمْ بِاَفْوَاهِکُمْ" (الأحزاب:۴)۔

(۷) ص:۲۹۶ کا حاشیہ نمبر ۱، ۲ ملاحظہ کیجئے۔

ملازم کو محرَم بنا کر حج کرنا

سوال:... میں ایک سرکاری ملازم ہوں اور میری بیوی حج کی سعادت حاصل کرنا چاہتی ہے، میں اپنی مصروفیات کی بنا پر بطور محرَم اس کے ساتھ جانے سے قاصر ہوں، کیا میں اپنے ملازم کو (جو کہ مجھے سرکاری طور پر ملا ہوا ہے) محرَم کی حیثیت سے اپنی بیوی کے ساتھ بھیج سکتا ہوں؟

جواب:... محرَم ایسے رشتہ دار کو کہتے ہیں جس سے اس کے رشتے کی وجہ سے نکاح جائز نہیں ہوتا،[1] جیسے: عورت کا باپ، بھائی، بھتیجا، بھانجا۔ گھر کا ملازم محرَم نہیں، اور بغیر محرَم کے حج پر جانا حرام ہے۔ آپ خود بھی گناہ گار ہوں گے اور آپ کی بیگم اور وہ ملازم بھی۔

اگر عورت کو مرنے تک محرَم حج کے لئے نہ ملے تو حج کی وصیت کرے

سوال:... ہماری والدہ صاحبہ پر حج فرض ہوچکا ہے، جبکہ ان کے ساتھ حج پر جانے کے لئے کوئی محرَم نہیں ملتا، تو کیا اس صورت میں وہ کسی غیرمحرَم کے ساتھ حج کے لئے جاسکتی ہیں؟ نیز ان کی عمر تقریباً ۶۳ سال ہے۔

جواب:... عورت بغیر محرَم کے حج کے لئے نہیں جاسکتی، اس میں عمر کی کوئی قید نہیں ہے، اگر محرَم میسر نہ ہو تو اس پر حج کی ادائیگی فرض نہیں ہے، لہٰذا اس صورت میں نامحرَم کے ساتھ جانا جائز نہیں ہے، اگر چلی گئی تو حج تو ادا ہوجائے گا البتہ گناہ گار ہوگی۔ اگر آخر حیات تک اسے جانے کے لئے محرَم میسر نہ ہوا، تو اسے چاہئے کہ وصیت کرے کہ اس کے مرنے کے بعد اس کی طرف سے حجِ بدل کرایا جائے۔[2]

اَیامِ عدّت میں اَرکانِ حج کی ادائیگی

سوال:... اس سال میرا اور میری اہلیہ کا حج پر جانے کا اِرادہ ہے (اِن شاء اللہ)۔ ایک سوال ذہن میں آیا ہے کہ اگر اللہ پاک کی مرضی اور رضا سے میرا حج سے پہلے یا دوران اِنتقال ہوجاتا ہے، بیوی کے لئے چار ماہ دس دن کی عدّت لازم ہوجائے گی، جسے بیوہ کے لئے گھر کی چہار دیواری میں گزارنا ہے، آپ جواب عطا فرمائیں کہ:

۱:... کیا بیوی اَیامِ عدّت میں حج کے اَرکان ادا کرے؟

۲:... بغیر کسی شرعی محرَم کے اتنا عرصہ سعودی عرب میں کیسے گزارے؟ جبکہ حجاج کی مدّتِ قیام ہی صرف ۳۵ یوم ہوتی ہے،

---

(۱) والمحرم من لَا يجوز له مناكحتها على التأبيد بقرابة أو رضاع أو صهرية۔ (شامی ج:۲ ص:۴۶۴، مطلب فی قولهم يقدم حق العبد علٰى حق الشرع، كتاب الحجر)۔

(۲) (قوله قولَان) وهما مبنيان علٰى أن وجود الزوج أو المحرَم شرط وجوب أم شرط وجوب أداء والذی اختاره فی الفتح .... شرط وجوب الأداء فيجب الْإيصاء إن منع المرض وخوف الطريق أو لم يوجد الزوج، ولَا محرَم۔ (فتاویٰ شامی ج:۲ ص:۴۶۵، مطلب فی قولهم يقدم حق العبد علٰى حق الشرع، كتاب الحج)۔

اس کے بعد سعودی حکومت رہنے نہیں دیتی اور گروپ والے پاکستان آجائیں گے۔

۳:...اگر حج کرکے ارکان ادا کرے گی تو پھر مدینے شریف کی حاضری کیسے ہوگی بغیر شرعی محرَم کے؟

جواب:...اگر آپ حرمین شریفین جائیں اور وہاں آپ کا اِنتقال ہوجائے تو عورت کو حکم تو ہے کہ وہیں سے واپس آجائے، لیکن جہازوں کے نظام الاوقات کا مسئلہ ہے، اس لئے معتبر عورتوں کے ساتھ سفر کرے۔[1] عدّت اسی وقت سے شروع ہوجائے گی جبکہ آپ کی وفات ہوگی۔[2]

---

(۱) (وإن كان مات عنها في غير مصر من الأمصار، فإن شاءت رجعت إلى مصرها وإن شاءت مضت في سفرها) لأنها لَا يمكنها المقام هناك، فلم يلزمها الكون، ألَا ترىٰ انها لو طلقت في المصر، ولم يكن المقام في منزلها لخوف أو عذر كان لها أن تنتقل، فإذا كانت في غير مصر فهي أحرىٰ، لَا يلزمها الكون هناك۔ (شرح مختصر الطحاوی ج:۵ ص:۲۴۸، باب العِدَد والإستبراء، طبع دار السراج، بيروت)۔

(۲) قال: والعدة واجبة من يوم الطلاق، ويوم الموت، وذالک لقول الله تعالىٰ .... والذين يتوفون منكم ويذرون أزواجًا يتربصن بأنفسهن أربعة أشهر وعشرًا، فأوجبها من يوم الموت۔ (شرح مختصر الطحاوی ج:۵ ص:۲۴۸، ۲۴۹، باب العدد والإستبراء)۔

اِحرام باندھنے کے مسائل

غسل کے بعد اِحرام باندھنے سے پہلے خوشبو اور سرمہ استعمال کرنا

سوال:... کیا غسل کے بعد اِحرام باندھنے سے پہلے بدن پر اور اِحرام کے کپڑوں پر خوشبو لگا سکتے ہیں؟ اور تیل اور سرمہ استعمال کر سکتے ہیں یا نہیں؟

جواب:... اِحرام باندھنے سے پہلے تیل اور سرمہ لگانا جائز ہے، اور خوشبو لگانے میں یہ تفصیل ہے کہ بدن کو خوشبو لگانا تو مطلقاً جائز ہے، اور کپڑوں کو ایسی خوشبو لگانا جائز ہے جس کا جسم باقی نہ رہے، اور جس خوشبو کا جسم باقی رہے وہ کپڑوں کو لگانا ممنوع ہے۔[1]

میقات کے بورڈ اور تنعیم میں فرق

سوال:... مکہ کے حدود سے پہلے جہاں میقات کا بورڈ لگا ہوتا ہے اور لکھا ہوتا ہے کہ غیرمسلم آگے داخل نہیں ہو سکتے، وہاں سے اِحرام باندھے یا تنعیم جاکر مسجدِ عائشہ سے اِحرام باندھے؟ میقات کے بورڈ اور تنعیم میں کیا فرق ہے؟

جواب:... یہ میقات کا بورڈ نہیں، بلکہ حدودِ حرم کا بورڈ ہے۔[2]

تنعیم بھی حدودِ حرم سے باہر ہے، اس لئے ان دونوں کے درمیان کوئی فرق نہیں۔ اہلِ مکہ مسجدِ تنعیم سے جو اِحرام باندھتے ہیں اس کی وجہ یہ ہے کہ وہ قریب ترین جگہ ہے جو حدِ حرم سے باہر ہے۔[3] نیز اُمّ المؤمنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا وہاں سے عمرہ کا

---

(۱) ویدهن بأی دهن شاء مطيّبًا كان أو غير مطيب وأجمعوا علىٰ أنه يجوز التطيب قبل الإحرام۔ (عالمگیری ج:۱ ص:۲۲۲، طبع مکتبہ ماجدیہ کوئٹہ، كذا فی فتاویٰ قاضیخان) ولَا يجوز التطيب فی الثوب لما تبقی عينه علىٰ قول الكل۔ (عالمگیری ج:۱ ص:۲۲۲، هٰكذا فی فتاوی الشامی ج:۲ ص:۱۷۱ طبع مکتبہ ماجدیہ کوئٹہ)۔

(۲) قوله ولداخلها الحل۔ أی الحل ميقات من كان داخل المواقيت المواضع التی بين المواقيت والحرم ولَا فرق بين أن يكون فی نفس الميقات أو بعده كما نص عليه محمد فی كتبه۔ (البحر الرائق ج:۲ ص:۳۱۹)۔ وأما الصنف الثالث فميقاتهم للحج الحرم وللعمرة الحل فيحرم المكی من دويرة أهله للحج أو حيث شاء فی الحرم ويحرم للعمرة من الحل وهو التنعيم۔ (بدائع ج:۱-۲ ص:۱۶۷)۔ والتنعيم أفضل هو موضع قريب من مكة عند مسجد عائشة۔ (الشامی ج:۲ ص:۱۲۹، طحطاوی ج:۱ ص:۴۸۹ طبع المكتبة العربية بيروت)۔

(۳) والميقات لمن بمكة يعنی بداخل الحرم للحج والعمرة الحل .... والتنعيم أفضل (وفی الشامية) والتنعيم أفضل وهو موضع قريب من مكة ...إلخ۔ (در مختار مع الرد ج:۲ ص:۴۷۸، كتاب الحج)۔

اِحرام باندھ کر آئی تھیں۔[۱] اور بعض حضرات عمرہ کا اِحرام باندھنے کے لئے مکہ مکرّمہ سے جعرانہ جاتے ہیں، کیونکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم غزوۂ حنین کے بعد وہاں سے اِحرام باندھ کر عمرہ کے لئے تشریف لائے تھے۔[۲] اہلِ مکہ کے اِحرامِ عمرہ کے لئے ان دو جگہوں کی کوئی تخصیص نہیں، وہ حدودِ حرم سے باہر کہیں سے بھی اِحرام باندھ کر آجائیں، صحیح ہے۔[۳]

اِحرام کی حالت میں چہرے یا سر کا پسینہ صاف کرنا

سوال:...آیا اِحرام کی حالت میں چہرے یا سر کا پسینہ پونچھ سکتے ہیں، کپڑے سے ہاتھ سے؟

جواب:...مکروہ ہے۔[۴]

سوال:...کیا اِحرام کی حالت میں حجرِ اَسود کا بوسہ لے سکتے ہیں؟ یا ملتزم پر کھڑے ہوسکتے ہیں، کیونکہ ہمارے مولانا صاحب کا کہنا ہے کہ جس جگہ عطر لگا ہوا اس کو ہاتھ نہیں لگا سکتے۔

جواب:...حجرِ اَسود یا ملتزم پر اگر خوشبو لگی ہو تو محرِم کو اس کا چھونا جائز نہیں۔[۵]

سردی کی وجہ سے اِحرام کی حالت میں سوئٹر یا گرم چادر استعمال کرنا

سوال:...اگر مکہ مکرّمہ میں سردی ہو اور کوئی آدمی عمرہ کے لئے جائے تو وہ اِحرام کی دو چادروں کے علاوہ گرم کپڑا مثلاً: سوئٹر وغیرہ یا گرم چادر استعمال کرسکتا ہے؟ تفصیل سے جواب عنایت فرمائیں۔

جواب:...گرم چادریں استعمال کرسکتا ہے، مگر سر نہیں ڈھک سکتا، اور جو کپڑے بدن کی وضع پر سلے ہوئے بنائے جاتے ہیں جیسے جرابیں، ان کا استعمال جائز نہیں۔[۶]

عورتوں کا اِحرام کس شکل کا ہوتا ہے؟

سوال:...مردوں کے لئے اِحرام دو چادروں کی شکل میں ہوتا ہے، عورتوں کے لئے اِحرام کی کیا شکل ہوگی؟ اور کیا اِحرام مجھے اور میرے بچوں کو گھر سے باندھنا ہوگا جبکہ میں برقع کی حالت میں ہوں؟

---

(۱) الْإحرام منه أی التنعیم للعمرة أفضل .... لأمره علیه السلام عبدالرحمٰن بأن یذهب بأخته عائشة إلی التنعیم ... إلخ. (فتاویٰ شامی ج:۲ ص:۴۷۹، کتاب الحج، فصل فی الْإحرام).

(۲) فإن میقات المکي للعمرة الحل. (رد المحتار، مطلب لَا یجب الضمان بکسر آلات اللهو ج:۲ ص:۵۸۱ طبع سعید).

(۳) گزشتہ صفحے کا حاشیہ نمبر ۳ دیکھیں۔

(۴) فصل في مکروهاته .... (وتعصیب شيء من جسده) قال ابن الهمام: ویکره تعصیب رأسه ولو عصب غیر الرأس من بدنه یکره أیضًا. (إرشاد الساری ص:۸۳).

(۵) وقالوا فیمن إستلم الحجر فأصاب یده من طیبه ان علیه الکفارة. (بدائع الصنائع ج:۲ ص:۱۹۱).

(۶) ولَا یلبس الجوربین کما لَا یلبس الخفین. (عالمگیری ج:۱ ص:۲۲۴، کذا فی المحیط). ولَا یلبس مخیطًا قمیصًا أو قباء أو سراویل أو عمامة أو قلنسوة أو خفا إلّا أن یقطع الخف أسفل من الکعبین. (عالمگیری ج:۱ ص:۲۲۴، الباب الرابع فیما یفعله المحرم بعد الْإحرام، هٰکذا فی فتح القدیر ج:۲ ص:۳۴۶).

جواب:...حج کا اِحرام میقات سے پہلے باندھنا ضروری ہے،[۱] عورتوں کو اِحرام کی حالت میں چہرہ ڈھکنے کی اجازت نہیں۔[۲]

عورتوں کا اِحرام میں چہرے کو کھلا رکھنا

سوال:...میں نے سنا ہے کہ حدیث میں آیا ہے کہ عورت کا اِحرام چہرے میں ہے، جس سے معلوم ہوتا ہے کہ چہرہ کھلا رکھنا چاہئے، حالانکہ قرآن وحدیث میں عورت کو چہرہ کھولنے سے سختی سے منع فرمایا ہے، لہٰذا ایسی کیا صورت ہوگی جس سے اس حدیث پر بھی عمل ہوجائے اور چہرہ بھی ڈھکا رہے؟ کیونکہ مجھے اُمید ہے کہ اس کی کوئی صورت شریعتِ مطہرہ میں ضرور بتائی گئی ہوگی۔

جواب:...یہ صحیح ہے کہ اِحرام کی حالت میں چہرے کو ڈھکنا جائز نہیں، لیکن اس کے یہ معنی نہیں کہ اِحرام کی حالت میں عورت کو پردے کی چھوٹ ہوگئی،[۳] بلکہ جہاں تک ممکن ہو پردہ ضروری ہے، یا تو سر پر کوئی چھجا سا لگایا جائے اور اس کے اُوپر سے کپڑا اس طرح ڈالا جائے کہ پردہ ہوجائے، مگر کپڑا چہرے کو نہ لگے، یا عورت ہاتھ میں پنکھا وغیرہ رکھے اور اسے چہرے کے آگے کرلیا کرے۔ اس میں شبہ نہیں کہ حج کے طویل اور پُرہجوم سفر میں عورت کے لئے پردے کی پابندی بڑی مشکل ہے، لیکن جہاں تک ہوسکے پردے کا اہتمام کرنا ضروری ہے، اور جو اپنے بس سے باہر ہو تو اللہ تعالیٰ معاف فرمائیں۔[۴]

عورت کے اِحرام کی کیا نوعیت ہے؟ اور وہ اِحرام کہاں سے باندھے؟

سوال:...مردوں کے لئے اِحرام دو چادروں کی شکل میں ہوتا ہے، عورتوں کے لئے اِحرام کی کیا شکل ہوگی؟ اور کیا اِحرام مجھے اور میرے بچوں کو گھر سے باندھنا ہوگا؟ جبکہ میں برقعے کی حالت میں ہوں؟

---

(۱) المواقيت التی لَا يجوز أن يجاوزها الْإنسان إلّا مُحرمًا خمسة: لأهل المدينة ذُوالحُلَيفة .... وفائدة التاقيت المنع عن تأخير الْإحرام عنها۔ (عالمگيری ج:۱ ص:۲۲۱)۔

(۲) والمرأة فی جميع ذٰلک کالرجل غير أنها لَا تکشف رأسها، وتکشف وجهها ولو سدلت علٰی وجهها شيئًا وجافته عنه جاز۔ (فتاویٰ عالمگيری ج:۱ ص:۲۳۵)۔

(۳) ولأن المرأة لَا تغطی وجهها إجماعًا مع انها عورة مستورة وفی کشفه فتنة۔ (بحر الرائق ج:۲ ص:۳۲۴، هٰکذا فی البدائع الصنائع ج:۱-۲ ص:۱۸۶)۔ والمرأة فی جميع ذٰلک کالرجل غير أنها لَا تکشف رأسها۔ وتکشف وجهها ولو سدلت علٰی وجهها شيئًا وجافته عنه جاز۔ (عالمگيری ج:۱ ص:۲۳۵، کذا فی الهداية، وکذا السنن الکبریٰ للبيهقی ج:۵ ص:۴۸)۔

(۴) والمرأة فی جميع ذٰلک کالرجل .... غير أنها لَا تکشف رأسها لأنه عورة وتکشف وجهها .... ولو سدلت شيئًا علٰی وجهها وجافته عنه هٰکذا روی عن عائشة ولأنه بمنزلة الْإستظلال بالمحمل۔ (الهداية مع الفتح ج:۲ ص:۱۹۳ تا ۱۹۵، باب الْإحرام)۔ والمرأة کالرجل غير أنها تکشف وجهها .... وانما لَا تکشف رأسها لأنه عورة ولما کان وجهها خفيا لأن المتبادر إلی الفهم لَا تکشفه لما أنه محل الفتنة نص عليه۔ (بحر الرائق ج:۲ ص:۳۵۴، کذا فی فتاویٰ عالمگيری ج:۱ ص:۲۳۵، کتاب المناسک، الباب الخامس، کذا فی الهداية وکذا فی فتح القدير ج:۲ ص:۱۴۳، طبع دار صادر، بيروت)۔

جواب:... مردوں کو اِحرام کی حالت میں سلے ہوئے کپڑے ممنوع ہیں[۱]، اس لئے وہ اِحرام باندھنے سے پہلے دو چادریں پہن لیتے ہیں، عورتوں کو اِحرام باندھنے کے لئے کسی خاص قسم کا لباس پہننا لازم نہیں، اس لئے وہ معمول کے کپڑوں میں اِحرام باندھ لیتی ہیں، البتہ عورت کا اِحرام اس کے چہرے میں ہوتا ہے، اس لئے اِحرام کی حالت میں وہ چہرے کو اس طرح نہ ڈھکیں کہ کپڑا ان کے چہرے کو لگے،[۲] مگر نامحرَموں سے چہرے کو چھپانا بھی لازم ہے، اس لئے ان کو چاہئے کہ سر پر کوئی چیز ایسی باندھ لیں جو چھجے کی طرح آگے کو بڑھی ہوئی ہو، اس پر نقاب ڈال لیں تاکہ نقاب کا کپڑا چہرے کو نہ لگے اور پردہ بھی ہوجائے۔[۳] حج کا اِحرام میقات سے پہلے باندھنا ضروری ہے، گھر سے باندھنا ضروری نہیں۔[۴]

عورت کا اِحرام کے اُوپر سے سر کا مسح کرنا غلط ہے

سوال:... آج کل دیکھا ہے کہ عورتیں جو اِحرام باندھتی ہیں تو بال بالکل ڈھک جاتے ہیں اور اس کا سر سے بار بار اُتارنا عورتوں کے لئے مشکل ہوتا ہے، تو آیا سر کا مسح اسی کپڑے کے اُوپر ٹھیک ہے یا نہیں؟

جواب:... عورتیں جو سر پر رُومال باندھتی ہیں، شرعاً اس کا اِحرام سے کوئی تعلق نہیں، یہ رُومالی صرف اس لئے باندھی جاتی ہے کہ بال بکھریں اور ٹوٹیں نہیں۔ عورتوں کو اس رُومال پر مسح کرنا صحیح نہیں، بلکہ رُومالی اُتار کر سر پر مسح کرنا لازم ہے، اگر رُومالی پر مسح کیا اور سر پر مسح نہیں کیا تو نہ وضو ہوگا، نہ نماز ہوگی، نہ طواف ہوگا، نہ حج ہوگا، نہ عمرہ۔ کیونکہ یہ افعال بغیر وضو جائز نہیں، اور سر پر مسح کرنا فرض ہے، بغیر مسح کے وضو نہیں ہوتا۔[۵]

عورت کا ماہواری کی حالت میں اِحرام باندھنا

سوال:... جدہ روانگی سے قبل ماہواری کی حالت میں اِحرام باندھ سکتے ہیں یا نہیں؟

جواب:... حیض کی حالت میں عورت اِحرام باندھ سکتی ہے، بغیر دوگانہ پڑھے حج یا عمرہ کی نیت کرلے اور تلبیہ پڑھ کر اِحرام باندھ لے۔[۶]

---

(۱) یحرم بالإحرام أمور .... الثالث لبس المخیط علٰی وجہ لبس المخیط۔ (فتح القدیر ج:۲ ص:۱۴۱)۔

(۲) وتکشف وجھھا لقولہ علیہ السلام: إحرام المرأۃ فی وجھھا ...إلخ۔ (الھدایۃ مع الفتح ج:۲ ص:۱۹۳)۔

(۳) المستحب أن تسدل علٰی وجھھا شیئًا وتجافیہ .... ودلت المسئلۃ علٰی أن المرأۃ منھیۃ عن إبداء وجھھا للأجانب بلا ضرورۃ۔ (فتح القدیر ج:۲ ص:۱۹۵، باب الإحرام)۔

(۴) لَا یجاوز أحد المیقات إلّا مُحرِمًا ...إلخ۔ (الھدایۃ مع الفتح ج:۲ ص:۱۳۲، کتاب الحج)۔

(۵) ولَا یجوز مسح المرأۃ علٰی خمارھا لما روی عن عائشۃ رضی اللہ عنھا أنھا أدخلت یدھا تحت الخمار ومسحت برأسھا وقالت: بھٰذا أمرنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم۔ (بدائع الصنائع ج:۱ ص:۵، عالمگیری ج:۱ ص:۲)۔

(۶) انہ علیہ السلام قال: ان النفساء والحائض تغتسل وتحرم وتقضی المناسک کلھا غیر أن لَا تطوف بالبیت۔ (فتح القدیر ج:۲ ص:۱۳۵، باب الإحرام، عالمگیری ج:۱ ص:۲۲۲، کتاب المناسک، الباب الثالث)۔

حج میں پردہ

سوال:... آج کل لوگ حج پر جاتے ہیں، عورتوں کے ساتھ کوئی پردہ نہیں کرتا ہے، حالتِ اِحرام میں یہ جواب دیا جاتا ہے کہ اگر پردہ کرایا جائے تو منہ کے اُوپر کپڑا لگے گا، تو اس کے لئے کیا کیا جائے؟

جواب:... پردے کا اہتمام تو حج کے موقع پر بھی ہونا چاہئے، اِحرام کی حالت میں عورت پیشانی سے اُوپر کوئی چھجا سا لگائے تاکہ پردہ بھی ہوجائے اور کپڑا چہرے کو لگے بھی نہیں۔ (۱)

طواف کے علاوہ کندھے ننگے رکھنا مکروہ ہے

سوال:... حج یا عمرہ میں اِحرام باندھتے ہیں، اکثر لوگ کندھا کھلا رکھتے ہیں، اس کے لئے شرعی مسئلہ کیا ہے؟

جواب:... شرعی مسئلہ یہ ہے کہ حج و عمرہ کے جس طواف کے بعد صفا مروہ کی سعی ہو اس طواف میں رَمل اور اِضطباع کیا جائے۔ (۲) رَمل سے مراد ہے پہلوانوں کی طرح کندھے ہلاکر تیز تیز چلنا، اور اِضطباع سے مراد کندھا کھولنا ہے۔ (۳) ایسے طواف کے علاوہ خصوصاً نماز میں کندھے ننگے رکھنا مکروہ ہے۔ (۴)

ایک اِحرام کے ساتھ کتنے عمرے کئے جاسکتے ہیں؟

سوال:... خدائے بزرگ و برتر کے فضل و کرم سے میں امسال حج و زیارت کے لئے جاؤں گا۔ قیامِ مکہ معظمہ کے دوران میں اپنے والدین کی جانب سے پانچ عمرے ادا کرنا چاہتا ہوں، ان عمروں کے لئے حدودِ حرم کے باہر تنعیم یا جعرانہ جاکر نفلی عمرہ کا اِحرام باندھا جائے گا، کیا پانچ مرتبہ یعنی ہر عمرہ کے لئے علیحدہ علیحدہ یا ایک مرتبہ اِحرام باندھ کر ایک دن میں ایک مرتبہ عمرہ کیا جائے؟ یا اسی اِحرام میں ایک دن میں دو یا تین مرتبہ عمرہ کیا جاسکتا ہے؟

جواب:... ہر عمرے کا الگ اِحرام باندھا جاتا ہے، اِحرام باندھ کر طواف و سعی کرکے اِحرام کھول دیتے ہیں، اور پھر تنعیم یا جعرانہ جاکر دوبارہ اِحرام باندھتے ہیں۔ ایک اِحرام کے ساتھ ایک سے زیادہ عمرے نہیں ہوسکتے اور عمرہ (یعنی طواف اور سعی) کرنے کے بعد جب تک بال اُتار کر اِحرام نہ کھولا جائے، دُوسرے عمرے کا اِحرام باندھنا بھی جائز نہیں۔ (۵)

---

(۱) والمرأة في جميع ذٰلک کالرجل غير أنها لَا تكشف رأسها وتكشف وجهها ولو سدلت علٰى وجهها شيئًا وجافته عنه جاز۔ (عالمگیری ج:۱ ص:۲۳۵، كذا في الهداية وكذا في السنن الكبرىٰ للبيهقي ج:۵ ص:۴۸)۔

(۲) قيد للإضطباع والرمل لكونهما من سنن طواف بعده سعي۔ (ارشاد الساری ص:۱۵۸)۔

(۳) الرمل أن يهز في مشيته الكتفين كالمبارز ... إلخ۔ (فتح مع الهداية ج:۲ ص:۵۲)۔

(۴) يستر الكتفين فإن الصلاة مع كشفهما أو كشف أحدهما مكروهة۔ (ارشاد الساری لمُلّا علی القاری ص:۶۸)۔

(۵) باب الجمع بين النسكين المتحدين أى حجتين أو عمرتين أو أكثر من الثنتين إحرامًا وافعالًا .... مكروه مطلقًا۔ (ارشاد الساری ص:۱۹۴)۔ ومن أتى بعمرة إلّا الحلق فأحرم بأخرى ذبح الأصل أن الجمع بين إحرامين لعمرتين مكروه تحريمًا فيلزم الدم۔ (الدر المختار ج:۲ ص:۵۸۷، كتاب الحج، باب الجنايات)۔

عمرے کا اِحرام کہاں سے باندھا جائے؟

سوال:... عمرے کے لئے اِحرام باندھنے کا مسئلہ دریافت طلب ہے۔ ایک معتبر کتاب میں ''حج اور عمرے کا فرق'' کے عنوان سے تحریر ہے کہ عمرے کا اِحرام سب کے لئے ''حِـلّ'' (حدودِ حرم سے باہر کی جگہ) سے ہے، البتہ اگر آفاقی باہر سے بہ ارادہ حج آئے تو اپنے میقات سے اِحرام باندھنا ہوگا۔

الف:... اگر کوئی شخص بہ ارادہ حج نہیں بلکہ صرف عمرے کا اِرادہ رکھتا ہے اور باوجود آفاقی ہونے کے حدودِ حرم سے باہر مثلاً جدہ میں اِحرام باندھ سکتا ہے یا نہیں؟

ب:... جدہ میں ایک دو یوم قیام کرنے کے بعد عازمِ عمرہ ہو تو اس پر ''اہلِ حِلّ'' کا اطلاق ہوگا یا نہیں؟

جواب:... جو شخص بیرون ''حِلّ'' سے مکہ مکرّمہ جانے کا ارادہ رکھتا ہو، اس کو میقات سے بغیر اِحرام کے گزرنا جائز نہیں، بلکہ حج یا عمرے کا اِحرام باندھنا اس پر لازم ہے۔[1] اگر بغیر اِحرام کے گزر گیا تو میقات کی طرف واپس لوٹ کر میقات سے اِحرام باندھنا ضروری ہے، اگر واپس نہ لوٹا تو دَم لازم ہوگا۔[2] جو شخص مکہ مکرّمہ کے قصد سے گھر سے چلا ہے اس کا جدہ میں ایک دو روز ٹھہرنا لائقِ اعتبار نہیں، اور وہ اس کی وجہ سے ''اہلِ حِـلّ'' میں شمار نہیں ہوگا۔ ہاں! اگر کسی کا ارادہ جدہ جانے کا ہی تھا، وہاں پہنچ کر مکہ مکرّمہ جانے کا قصد ہوا تو اس پر ''اہلِ حِلّ'' کا اطلاق ہوگا،[3] واللہ اعلم بالصواب!

اس مسئلے کو سمجھنے کے لئے چند اِصطلاحات ذہن میں رکھئے:

میقات:... مکہ مکرّمہ کے اطراف میں چند جگہیں مقرّر ہیں، باہر سے مکہ مکرّمہ جانے والے شخص کو ان جگہوں سے اِحرام باندھنا لازم ہے، اور بغیر اِحرام کے ان سے آگے بڑھنا ممنوع ہے۔[4]

آفاقی:... جو شخص میقات سے باہر رہتا ہو۔[5]

---

(۱) ثم الآفاقی إذا انتهٰی إلیها علٰی قصد دخول مکة علیه أن یحرم۔ (البنایة فی شرح الهدایة ج:۵ ص:۲۸، کتاب الحج، طبع مکتبه حقانیه)۔ أیضًا: ولَا یجوز للآفاقی أن یدخل مکة بغیر إحرام نوی النسک أو لَا ولو دخلها فعلیه حجة أو عمرة کذا فی محیط السرخسی۔ (فتاویٰ هندیة، کتاب الحج، الباب الثانی فی المواقیت ج:۱ ص:۲۲۱)۔

(۲) فلو جاوز أحد منهم میقاته یرید الحج أو العمرة فدخل الحرم من غیر إحرام فعلیه دم۔ ولو عاد إلی المیقات قبل أن یحرم أو بعد ما أحرم فهو علی التفصیل ... إلخ۔ (بدائع ج:۱-۲ ص:۱۲۶، إرشاد الساری إلی مناسک المُلّا علی القاری ص:۵۸)۔ أیضًا: ومن جاوز میقاته غیر محرم ثم أتی میقاتًا آخر فأحرم منه أجزأه ... إلخ۔ (فتاویٰ هندیة ج:۱ ص:۲۲۱)۔

(۳) ومن کان أهله فی المیقات أو داخل المیقات إلی الحرم فمیقاتهم للحج والعمرة الحل الذی بین المواقیت والحرم ولو أخر الإحرام إلی الحرم جاز کذا فی المحیط۔ (عالمگیری ج:۱ ص:۲۲۱، الباب الثانی فی المواقیت)۔

(۴) والمواقیت التی لَا یجوز أن یجاوزها الإنسان إلَّا مُحرمًا خمسة .... قال الجوهری رحمه الله: المیقات موضع الإحرام۔ (البنایة فی شرح الهدایة ج:۵ ص:۲۱، کتاب الحج)۔

(۵) (ثم الآفاقی) هو من کان خارج المواقیت۔ (البنایة فی شرح الهدایة ج:۵ ص:۲۸، کتاب الحج)۔

حرم:... مکہ مکرّمہ کی حدود، جہاں شکار کرنا، درخت کاٹنا وغیرہ ممنوع ہے۔ [۱]

حِلّ:... حرم سے باہر اور میقات کے اندر کا حصہ "حل" کہلاتا ہے۔ [۲]

مدینہ سے مکہ آتے ہوئے یا مسجدِ عائشہ کی زیارت کے بعد عمرہ ضروری ہے؟

سوال:... مدینہ شریف یا مسجدِ عائشہ کی زیارت کے بعد مکہ واپسی پر عمرہ ضروری ہے یا مستحب؟ جبکہ عام طور پر لوگ مکہ سے مدینہ جاتے ہوئے اور مکہ واپسی پر لازماً عمرہ ادا کرتے ہیں۔

جواب:... مدینہ شریف سے مکہ مکرمہ آئے تو عمرے کا اِحرام لازم ہے، [۳] مسجدِ عائشہ کی زیارت کو جائے تو لازم نہیں، [۴] واللہ اعلم!

مکی، حج یا عمرہ کا اِحرام کہاں سے باندھے گا؟

سوال:... ہم مکہ مکرّمہ کی حدودِ میقات کے اندر مقیم ہیں، ہم فریضۂ حج یا عمرہ کے لئے اپنی رہائش گاہ سے اِحرام باندھ سکتے ہیں یا میقات جانا ہوگا؟

جواب:... جو لوگ میقات اور حدودِ حرم کے درمیان رہتے ہیں ان کے لئے حِلّ میقات ہے، وہ حج اور عمرہ دونوں کا اِحرام حدودِ حرم میں داخل ہونے سے پہلے باندھ لیں۔ [۵] اور جو لوگ مکہ مکرّمہ یا حدودِ حرم کے اندر رہتے ہیں وہ حج کا اِحرام حدودِ حرم کے اندر سے باندھیں اور عمرہ کا اِحرام حدودِ حرم سے باہر نکل کر حِلّ سے باندھیں۔ چنانچہ اہلِ مکہ حج کا اِحرام مکہ سے باندھتے ہیں اور عمرہ کا اِحرام باندھنے کے لئے تنعیم مسجدِ عائشہ جاتے ہیں یا جعرانہ جاتے ہیں۔

نوٹ:... میقات کے اندر اور حدودِ حرم سے باہر کے علاقے کو "حِلّ" کہا جاتا ہے۔ [۶]

---

(۱) الحرم بالتحريك إذا أطلق أريد به حرم مكة المكرمة وهو موضع معروفة متحددة بنوع من العلامة. (قواعد الفقه ص:۲۶۳، طبع صدف پبلشرز كراچى).

(۲) الحل الذى بين المواقيت وبين الحرم. (البناية فى شرح الهداية ج:۵ ص:۳۲، كتاب الحج).

(۳) ولو جاوز الميقات قاصدًا مكة بغير إحرام مرارًا فإنه يجب عليه لكل مرة إمّا حجة أو عمرة. (عالمگيرى ج:۱ ص:۲۵۳). ولو جاوز الميقات يريد دخول مكة أو الحرم من غير إحرام يلزمه إمّا حجة أو عمرة. (بدائع ج:۲ ص:۱۶۵).

(۴) المكى إذا خرج إلى الحل للإحتطاب أو الإحتشاش ثم دخل مكة يباح له الدخول بغير إحرام .... كذا فى محيط السرخسى. (عالمگيرى ج:۱ ص:۲۲۱، كتاب المناسك، الباب الثانى فى المواقيت).

(۵) ومن كان داخل الميقات فوقته الحل أى موضع إحرامه الحل. (البناية فى شرح الهداية ج:۵ ص:۳۲). أيضًا: ومن كان أهله فى الميقات أو داخل الميقات إلى الحرم فميقاتهم للحج والعمرة الحل الذى بين المواقيت والحرم ولو أخر الإحرام إلى الحرم جاز. (فتاوىٰ عالمگيرى، الباب الثانى فى المواقيت ج:۱ ص:۲۲۱).

(۶) ووقت المكى للإحرام بالحج الحرم وللعمرة الحل. كذا فى الكافى. فيخرج الذى يريد العمرة إلى الحل من أى جانب شاء. كذا فى المحيط. والتنعيم أفضل كذا فى الهداية. (فتاوىٰ عالمگيرى ج:۱ ص:۲۲۱، أيضًا بدائع ج:۱-۲ ص:۱۶۷، بحر الرائق ج:۲ ص:۳۱۹، إرشاد السارى إلىٰ مناسك المُلّا على القارىٔ ص:۱۲۳).

کراچی سے جانے والے اِحرام کہاں سے باندھیں؟

سوال:... گزشتہ سال میں اور میری اہلیہ بغرض عمرہ بذریعہ ہوائی جہاز سعودی عرب گئے تھے، جدہ میں میرے بھانجے کا مستقل قیام ہے، وہ ہمیں اپنے گھر لے گیا۔ رات قیام کے بعد دُوسرے دِن صبح غسل کرکے جدہ سے اِحرام باندھا اور پھر بس سے مکہ کے لئے روانہ ہوگئے۔ دریافت طلب اُمور یہ ہیں کہ:

۱:... کیا ہمیں کراچی سے روانگی کے وقت اِحرام باندھنا چاہئے تھا؟

۲:... کیا جدہ ایئرپورٹ پر اِحرام باندھنا دُرست ہے؟

۳:... میں جدہ سے اِحرام باندھ کر عمرہ کرنے گیا تھا، آیا میرا وہاں سے اِحرام باندھنا دُرست تھا؟ اور میرا عمرہ ہوگیا؟ یا مجھے دَم دینا پڑے گا؟

جواب ۱:... آپ کو کراچی سے اِحرام باندھنا چاہئے تھا۔[1]

۲:... جدہ سے اِحرام باندھنا بعض علماء کے نزدیک جائز نہیں، اور بعض کے نزدیک جائز ہے،[2] بہرحال آپ کا عمرہ ہوگیا لیکن آپ نے بُرا کیا، اور اس پر کوئی دَم لازم نہیں۔

عمرہ کرنے والا شخص اِحرام کہاں سے باندھے؟

سوال:... عمرہ کے لئے گھر سے اِحرام باندھنا فرض ہے یا جدہ جاکر؟

جواب:... میقات سے پہلے فرض ہے۔[3] سفر ہوائی جہاز سے ہو تو ہوائی جہاز پر سوار ہونے سے پہلے اِحرام باندھ لیا جائے، جدہ تک اِحرام کے مؤخر کرنے کے جواز میں علماء کا اختلاف ہے، اِحتیاط کی بات یہی ہے کہ اِحرام کو جدہ تک مؤخر نہ کیا جائے۔[4]

ہوائی جہاز پر سفر کرنے والا اِحرام کہاں سے باندھے؟

سوال:... ریاض سے جب عمرہ یا حج ادا کرنے کے لئے بذریعہ ہوائی جہاز جدہ جاتے ہیں تو دورانِ سفر ہوائی جہاز کا عملہ اعلان کرتا ہے کہ میقات آگئی ہے، اِحرام باندھ لیں۔ بعض لوگ جہاز میں ہی وضو کرکے اِحرام باندھ لیتے ہیں، جبکہ بعض لوگ جدہ میں اُتر کر ایئرپورٹ پر غسل یا وضو کرکے اِحرام باندھتے ہیں اور اِحرام کے نفل پڑھ کر پھر مکہ مکرّمہ جاتے ہیں۔ جدہ سے مکہ مکرّمہ جائیں تو

---

(۱) فإن قدم الإحرام على هٰذه المواقيت (أى الخمسة المتقدمة) جاز لقوله تعالٰى: "وأتمّوا الحج والعمرة لله" .... والأفضل التقديم عليها۔ (هداية، كتاب الحج ج:۱ ص:۲۳۵)۔

(۲) وان لم يعلم المحاذاة فعلى المرحلتين من مكة كجدة المحروسة من طرف البحر۔ (ارشاد السارى ص:۵۶، طبع دار الفكر)۔

(۳) وأما الصنف الأوّل فميقاتهم ما وقت لهم رسول الله صلى الله عليه وسلم لا يجوز لأحد منهم أن يجاوز ميقاته إذا أراد الحج أو العمرة إلّا محرمًا۔ (بدائع الصنائع ج:۲ ص:۱۶۴، كتاب الحج، فصل وأمّا بيان مكان الإحرام)۔

(۴) تفصیل کے لئے ملاحظہ ہو: فتاویٰ بینات ج:۳ ص:۹۸ تا ۱۱۱ طبع مکتبہ بینات، جواہر الفقہ ج:۱ ص:۴۵۹ تا ۴۹۳ طبع دار العلوم کراچی۔

راستے میں بھی میقات آتی ہے، جن لوگوں نے ایئرپورٹ سے اِحرام باندھا تھا وہ جدہ والی میقات پر اِحرام کی نیت کرلیتے ہیں۔ اب سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ جہاز میں جو میقات آنے کا اعلان ہوتا ہے وہاں اگر اِحرام نہ باندھا جائے تو کیا حرج ہوگا؟ کیونکہ جہاز تو مکہ مکرّمہ کے بجائے جدہ جائے گا، بہت سے لوگ اس شبہ میں رہتے ہیں کہ اِحرام ضروری جہاز میں ہی باندھنا چاہئے، میقات سے بغیر اِحرام کے نہیں گزرنا چاہئے، جبکہ جہاز میں اِحرام کے نفل بھی نہیں پڑھے جاسکتے، براہِ کرم وضاحت فرمائیں۔

جواب:... ایسے لوگ جو میقات سے گزر کر جدہ آتے ہیں، ان کو میقات سے پہلے اِحرام باندھنا چاہئے۔[۱] اِحرام باندھنے کے لئے نفل پڑھنا سنت ہے، اگر موقع نہ ہو تو نفلوں کے بغیر بھی اِحرام باندھنا صحیح ہے۔[۲] جدہ سے مکہ جاتے ہوئے راستے میں کوئی میقات نہیں آتی، البتہ اس میں اختلاف ہے کہ جدہ میقات کے اندر ہے یا خود میقات ہے، جو لوگ ہوائی جہاز سے سفر کر رہے ہوں ان کو چاہئے کہ جہاز پر سوار ہونے سے پہلے اِحرام باندھ لیں، یا کم از کم چادر ہی پہن لیں اور جب میقات کا اعلان ہو تو جہاز میں اِحرام باندھ لیں، جدہ پہنچنے کا انتظار نہ کریں۔[۳]

بحری جہاز کے ملازمین اگر حج کرنا چاہیں تو کہاں سے اِحرام باندھیں گے؟

سوال:... بحری جہاز کے ملازمین جن کو حج کے لئے اجازت ملتی ہے، یلملم کی پہاڑی (میقات) کو عبور کرتے وقت اپنے فرائض کی ادائیگی کی وجہ سے اِحرام باندھنے سے معذور ہوتے ہیں۔

۱:... اگر عازمینِ حج (جہاز کے ملازمین) کی نیت پہلے سے مکہ مکرّمہ جانے کی ہوتا کہ وہ عمرہ و حج ادا کرسکیں۔

۲:... وقت کی کمی کے باعث پہلے مدینہ منوّرہ جانے کی نیت ہو۔

مندرجہ بالا اُمور میں غلطی سرزد ہونے کی صورت میں کفارہ کی ادائیگی کی صورت کیا ہوگی؟

جواب:... یہ سمجھ میں نہیں آیا کہ اِحرام، فرائضِ منصبی سے کیسے مانع ہے؟ بہرحال مسئلہ یہ ہے:

۱:... اگر یہ ملازمین صرف جدہ تک جائیں گے اور پھر واپس آجائیں گے، ان کو مکہ مکرّمہ نہیں جانا تو وہ اِحرام نہیں باندھیں گے۔

۲:... اگر ان کا ارادہ مکہ مکرّمہ جانے سے پہلے مدینہ منوّرہ جانے کا ہے تب بھی ان کو اِحرام باندھنے کی ضرورت نہیں۔

---

(۱) وكذٰلك لو أراد بمجاوزة هٰذه المواقيت دخول مكة لَا يجوز له أن يجاوزها إلّا مُحرِمًا. (بدائع الصنائع ج:۲ ص:۱۶۴، كتاب الحج، فصل وأمّا بيان مكان الإحرام).

(۲) ثم يصلي ركعتين بعد اللبس أي لبس الإزارين .... ولو أحرم بغير صلاة جاز. (ارشاد الساري ص:۶۸).

(۳) ومن حج في البحر فوقته إذا حاذى موضعًا من البر لَا يتجاوزه إلّا مُحرِمًا. (عالمگیری ج:۱ ص:۲۲۱، طحطاوی ج:۱ ص:۴۸۸، بحر الرائق ج:۲ ص:۳۱۸). ومن كان في بحر أو برّ لَا يمرُّ لواحدة من المیقات المذكورة فعليه ...... أن يحرم. (فتح القدير ج:۲ ص:۳۳۴). مزید تفصیل کے لئے ملاحظہ ہو: فتاویٰ بینات ج:۳ ص:۹۸ تا ۱۱۱، طبع مکتبہ بینات، جواہر الفقہ ج:۱ ص:۴۵۹ تا ۴۹۳، طبع مکتبہ دارالعلوم کراچی۔

۳:...اور اگر وہ حج کا قصد رکھتے ہیں اور جدہ پہنچتے ہی ان کو مکہ مکرّمہ جانا ہے تو ان کو یلملم سے اِحرام باندھنا لازم ہے۔[1] اس لئے جو ملازمین ڈیوٹی پر ہوں وہ سفر کے دوران صرف جدہ جانے کا ارادہ کریں، وہاں پہنچ کر جب ان کو مکہ مکرّمہ جانے کی اجازت مل جائے تب وہ جدہ سے اِحرام باندھ لیں۔[2]

کیا کراچی سے اِحرام باندھنا ضروری ہے؟

سوال:... میرا اِرادہ اس ماہ کے آخر میں کراچی سے براہِ راست مدینہ (جدہ جائے بغیر) جانے کا ہے، کیا اس صورت میں بھی کراچی سے اِحرام باندھنا ضروری ہوگا؟

جواب:... اگر آپ مکہ مکرمہ پہلے نہیں جاتے تو آپ کے ذمہ اِحرام باندھنا لازم نہیں۔[3]

کراچی سے عمرہ پر جانے والا کہاں سے اِحرام باندھے؟

سوال:... ہم لوگ اگلے ماہ عمرہ پر جانا چاہتے ہیں، پوچھنا یہ ہے کہ کیا کراچی سے اِحرام باندھنا ضروری ہے یا جدہ جاکر باندھ سکتے ہیں (مردوں کے لئے)؟

جواب:... چونکہ پرواز کے دوران جہاز میقات سے (بلکہ بعض اوقات حدودِ حرم سے) گزر کر جدہ پہنچتا ہے، اس لئے جہاز پر سوار ہونے سے پہلے یا سوار ہوکر اِحرام باندھ لیا جاتا ہے۔ بہرحال میقات کی حد عبور کرنے سے پہلے اِحرام باندھ لینا لازم ہے، جدہ جاکر نہیں۔[4] اور اگر جدہ پہنچ کر اِحرام باندھا تب بھی بعض اہلِ علم کے نزدیک جائز ہے۔[5]

پینٹ شرٹ پہن کر عمرے کے لئے جانا

سوال:... ہمارے گھر والے یہاں سے عمرے پر جاتے ہیں تو پینٹ شرٹ پہن کر جاتے ہیں، جیسے کوئی امریکا کی سیر پر جارہا ہوتا ہے، پوچھنا یہ ہے کہ ان کا بغیر اِحرام کے جدہ پہنچنا کیسا ہے؟ اگر ناجائز ہے تو آج تک کئی عمرے ایسے کئے ہیں، اس کا تاوان کیا ہوگا؟ اور کیا وہ عمرے ہمارے قبول ہوں گے یا نہیں؟

جواب:... حج و عمرہ جہاں بہت بڑا عمل ہے، وہاں نازک بھی بہت ہے، جس شخص کی حالت میں حج و عمرہ سے دِینی اِنقلاب نہیں آتا، اور وہ بدستور کفار کی وضع قطع اور ان کے لباس وغیرہ کو اَپنائے ہوئے ہے، یہ اس کے حج و عمرہ کے مردُود ہونے کی علامت

---

(۱) ثم الآفاقی إذا انتهی إلیها علٰی قصد دخول مکة علیه أن یحرم۔ (الهدایة مع البنایة ج:۵ ص:۲۸)۔

(۲) ومن کان أهله فی المیقات أو داخل المیقات إلی الحرم فمیقاتهم للحج والعمرة الحل الذی بین المواقیت والحرم ولو أخر الإحرام إلی الحرم جاز۔ (فتاویٰ عالمگیری ج:۱ ص:۲۲۱، الباب الثانی فی المواقیت)۔

(۳) لو جاوز المیقات ویرید بستان بنی عامر دون مکة فلا شیء علیه۔ (عالمگیری ج:۱ ص:۲۵۳)۔

(۴) لَا یجوز لأحد منهم أن یجاوز میقاته إذا أراد الحج أو العمرة إلّا مُحرِمًا۔ (بدائع ج:۱-۲ ص:۱۶۴)۔

(۵) تفصیل کے لئے ملاحظہ ہو: جواہر الفقہ ص:۴۵۹ تا ۴۹۳۔

ہے۔[1] یہ گفتگو تو پینٹ شرٹ پہن کر عمرے پر جانے میں تھی۔ رہا جدہ پہنچ کر اِحرام باندھنا! تو اس میں بعض اہلِ علم کی رائے یہ ہے کہ چونکہ درمیان میں میقات سے بغیر اِحرام کے گزرنا پڑتا ہے اس لئے یہ جائز نہیں، اور جو شخص میقات سے اِحرام باندھے بغیر آگے بڑھ جائے، اس پر دَم لازم ہے، اِلَّا یہ کہ دوبارہ میقات کی طرف واپس لوٹے، اور وہاں سے اِحرام باندھ کر جائے۔[2] اور بعض حضرات نے فرمایا ہے کہ اگر جدہ جاکر اِحرام باندھا تو دَم لازم نہیں آئے گا۔ پہلا قول زیادہ لائقِ اِعتماد ہے۔ بہرحال جدہ جاکر اِحرام باندھنا غلط ہے، اِحرام، میقات سے باندھنا ضروری ہے، اور چونکہ ہوائی جہاز میں میقات کا پتا نہیں چل سکتا، اس لئے ہوائی جہاز سے سفر کرنے والوں کو جہاز پر سوار ہونے سے پہلے اِحرام باندھ لینا چاہئے۔[3]

جس کی فلائٹ یقینی نہ ہو وہ اِحرام کہاں سے باندھے؟

سوال:... میں پی آئی اے کا ملازم ہوں اور عمرہ کرنے کا قصد ہے۔ سوال یہ ہے کہ ایئرلائن کے ملازمین کو فری ٹکٹ ملتا ہے مگر ان کی سیٹ کا تعین نہیں ہوتا۔ جس دن اور جس طیارے میں خالی سیٹ ہوتی ہے اس وقت ملازم جاسکتا ہے، لہٰذا اکثر دو تین دن تک ایئرپورٹ جانا آنا پڑتا ہے، اس وجہ سے کراچی سے اِحرام باندھ کر چلنا محال ہے، ایسی مجبوری کی حالت میں کیا یہ دُرست ہے کہ جدہ پہنچ کر وہاں ایک دن قیام کرنے کے بعد اِحرام باندھ لیا جائے؟

جواب:... جب منزلِ مقصود جدہ نہیں، بلکہ مکہ مکرّمہ ہے، تو اِحرام میقات سے پہلے باندھنا ضروری ہے۔[4] ایئرلائن کے ملازمین کو چاہئے کہ جب ان کی نشست کا تعین ہوجائے اور ان کو بورڈنگ کارڈ مل جائے تب اِحرام باندھیں، اگر انتظارگاہ میں اِحرام باندھنے کا وقت ہو تو وہاں باندھ لیں، ورنہ جہاز پر سوار ہوکر باندھ لیں۔[5]

میقات سے بغیر اِحرام کے گزرنا

سوال:... عمرہ ادا کرنے کے بعد ہم مدینہ روانہ ہوئے اور مغرب اور عصر کی نمازیں وہاں ادا کیں اور واپس جدہ آگئے، میقات سے گزر کر آئے اور رات جدہ میں گزری، اور صبح پھر مکہ مکرّمہ عمرہ کے لئے روانہ ہوئے اور مکہ مکرّمہ کے قریب میقات سے اِحرام باندھا اور عمرہ کیا، کیا میقات سے گزر کر جو ہم نے عمرہ کیا اس میں کوئی حرج ہے؟

جواب:... اگر میقات سے گزرتے وقت آپ کا قصد مکہ مکرّمہ جانے کا تھا تو میقات پر آپ کے ذمہ اِحرام باندھنا لازم تھا،

---

(۱) ومن علامة القبول أن يرجع خيرا مما كان ولا يعاود المعاصي. (التعليق الصبيح على مشكٰوة المصابيح ج:۳ ص:۱۷۳). ومن علامات القبول انه إذا رجع يكون حاله خيرا من حال الذى قبله. (معارف السنن ج:۶ ص:۱۲).

(۲) ومن جاوز الميقات .... فإن عاد حلالًا ثم أحرم سقط عنه الدم. (فتاویٰ عالمگیری ج:۱ ص:۲۵۳، طبع رشيديه).

(۳) وتقديم الإحرام على الميقات جائز بالإجماع. (بدائع الصنائع ج:۲ ص:۱۶۴، كتاب الحج).

(۴) ایضاً۔

(۵) ایضاً۔

اور اس کے کفارہ کے طور پر دَم واجب ہے۔[۱] اور اگر اس وقت جدہ آنے ہی کا ارادہ تھا، یہاں آ کے عمرہ کا ارادہ ہوا تو آپ کے ذمہ کچھ لازم نہیں۔[۲]

سوال:... یہ بتائیں کہ جو پاکستانی حضرات سعودی عرب میں جدہ اور طائف میں ملازم ہیں، اگر وہ عمرہ کی نیت سے مکہ (خانۂ کعبہ) جاتے ہیں تو میقات سے اِحرام باندھنا پڑتا ہے، اگر کوئی شخص خالی طواف کی غرض سے مکہ جائے تو کیا اِحرام باندھنا لازمی ہے؟ کیونکہ یہاں مقیم اکثر لوگ بغیر اِحرام کے طواف کرنے مکہ چلے جاتے ہیں، کیا یہ طریقہ ٹھیک ہے؟ اگر نہیں تو آپ ہمیں اس کا صحیح مسئلہ بتائیں۔

جواب:... آپ کا سوال بہت اہم ہے، اس سلسلے میں چند مسئلے اچھی طرح ذہن نشین کرلیجئے!

۱:... مکہ شریف کے چاروں طرف کا کچھ علاقہ ''حرم'' کہلاتا ہے، جہاں شکار کرنا اور درخت کاٹنا ممنوع ہے۔ ''حرم'' سے آگے کم و بیش فاصلے پر کچھ جگہیں مقرّر ہیں جن کو ''میقات'' کہا جاتا ہے، اور جہاں سے حاجی لوگ اِحرام باندھا کرتے ہیں۔[۳]

۲:... جو لوگ ''حرم'' کے علاقے میں رہتے ہوں یا میقات کے اندر رہتے ہوں، وہ تو جب چاہیں مکہ مکرّمہ میں احرام کے بغیر جاسکتے ہیں۔[۴] لیکن جو شخص میقات کے باہر سے آئے، اس کے لئے میقات پر حج یا عمرہ کا اِحرام باندھنا لازم ہے۔[۵] گویا ایسے شخص پر حج یا عمرہ لازم ہوجاتا ہے، خواہ اس شخص کا مکہ مکرّمہ جانا حج و عمرہ کی نیت سے نہ ہو، بلکہ محض کسی ضروری کام سے مکہ مکرّمہ جانا چاہتا ہو یا صرف حرم شریف میں جمعہ پڑھنے یا صرف طواف کرنے کے لئے جانا چاہتا ہو۔ الغرض خواہ کسی مقصد کے لئے بھی مکہ مکرّمہ جائے وہ میقات سے اِحرام کے بغیر نہیں جاسکتا۔

---

(۱) إذا دخل الآفاقي مكة بغير إحرام وهو لَا يريد الحج والعمرة فعليه لدخول مكة إما حجة أو عمرة، فإن أحرم بالحج أو العمرة من غير أن يرجع إلى الميقات فعليه دم لترك حق الميقات. (عالمگیری ج:۱ ص:۲۵۳، كتاب الحج).

(۲) (وحل لأهل داخلها) يعني لكل من وجد في داخل المواقيت (دخول مكة غير مُحرِم) ما لم يرد نسكًا للحرج كما لو جاوزها حطابو مكة فهٰذا (ميقاته الحل) الذي بين المواقيت والحرم. (الدر المختار ج:۲ ص:۴۷۸، كتاب الحج، طبع ايچ ايم سعيد، هداية ج:۱ ص:۲۳۵، كتاب الحج، طبع مكتبه شركت علمية).

(۳) عن ابن عباس رضي الله عنهما قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: .... إنّ هٰذا البلد حرّمه الله يوم خلق السماوات والأرض فهو حرام بحرمة الله إلٰى يوم القيامة .... لَا يعضد شوكه ولَا ينفر صيده .... وفي رواية أبي هريرة: لَا يعضد شجرها ...إلخ. (مشكوٰة ص:۲۳۷، ۲۳۸). أن على الحرم علامات منصوبة في جميع جوانبه نصبها إبراهيم الخليل عليه الصلاة والسلام، وكان جبريل يريه مواضعها ثم أمر النبي صلى الله عليه وسلم بتجديدها، ثم عمر، ثم عثمان، ثم معاوية وهي إلى الآن [illegible]تة في جميع جوانبه ...إلخ. (رد المحتار ج:۲ ص:۴۷۹، قبيل فصل في الإحرام، طبع ايچ ايم سعيد). والمواقيت التي لَا يجوز أن يجاوزها الإنسان إلّا محرمًا. (هداية ج:۱ ص:۲۳۴، كتاب الحج).

(۴) ولو خرج من مكة إلى الحل ولم يجاوز الميقات ثم أراد أن يعود إلٰى مكة له أن يعود إليها من غير إحرام لأن أهل مكة يحتاجون إلى الخروج إلى الحل .... فلو ألزمناهم الإحرام عند كل خروج لوقعوا في الحرج. (بدائع ج:۱-۲ ص:۱۶۷، طبع ايچ ايم سعيد كراچي، بحر الرائق ج:۲ ص:۳۱[illegible]، عالمگیری ج:۱ ص:۲۲۱، فتح القدير ج:۲ ص:۳۳۵).

(۵) المكي إذا خرج منها وجاوز المواقيت لَا يحل له العود بلا إحرام لٰكن إحرامه من الميقات. (رد المحتار ج:۲ ص:۴۷۸، مطلب في المواقيت، طبع ايچ ايم سعيد كراچي).

۳:...اگر کوئی شخص میقات سے اِحرام کے بغیر گزر گیا تو اس پر لازم ہے کہ مکہ شریف میں داخل ہونے سے پہلے پہلے میقات پر واپس لوٹے اور وہاں سے اِحرام باندھ کر جائے۔ (۱)

۴:...اگر وہ واپس نہیں لوٹا تو اس کے ذمہ "دَم" واجب ہوگا۔ (۲)

۵:...جو شخص میقات سے بغیر اِحرام مکہ مکرّمہ چلا جائے، اس پر حج یا عمرہ لازم ہے، اگر کئی بار بغیر اِحرام کے میقات سے گزر گیا تو ہر بار ایک حج یا عمرہ واجب ہوگا۔ ان مسائل سے معلوم ہوا کہ جو لوگ میقات سے باہر رہتے ہیں وہ صرف طواف کرنے کے لئے مکہ مکرّمہ نہیں جاسکتے بلکہ ان کے لئے ضروری ہے کہ وہ میقات سے عمرہ کا اِحرام باندھ کر جایا کریں۔ اور یہ بھی معلوم ہوا کہ وہ جتنی بار بغیر اِحرام کے جاچکے ہیں ان پر اتنے دَم اور اتنے ہی عمرے واجب ہوگئے۔ (۳)

۶:...جدہ میقات سے باہر نہیں، لہٰذا جدہ سے بغیر اِحرام کے مکہ مکرّمہ آنا صحیح ہے، جبکہ طائف میقات سے باہر ہے، لہٰذا وہاں سے بغیر اِحرام کے آنا صحیح نہیں۔ (۴)

بغیر اِحرام کے میقات سے گزرنا جائز نہیں

سوال:... بعض لوگ جھوٹ بول کر بغیر اِحرام کے حدودِ حرم میں چلے جاتے ہیں اور پھر مسجدِ عائشہ سے اِحرام باندھتے ہیں، کیا اس صورت میں دَم لازم آتا ہے؟

جواب:... بغیر اِحرام کے حدودِ حرم میں داخل ہونا گناہ ہے، اور ایسے شخص کے ذمہ لازم ہے کہ واپس میقات پر جاکر اِحرام باندھ کر آئے، اگر یہ شخص دوبارہ میقات پر گیا اور وہاں سے اِحرام باندھ کر آیا تو اس کے ذمہ سے دَم ساقط ہوگیا، اگر واپس نہ گیا تو اس پر دَم واجب ہے اور یہ دَم اس کے ذمہ ہمیشہ واجب رہے گا جب تک اسے ادا نہ کرے، اور اس ترکِ واجب کا گناہ بھی اس کے ذمہ واجب رہے گا۔ (۵) نفلی حج کے لئے گناہِ کبیرہ کا ارتکاب کرنا عبادت نہیں بلکہ خواہشِ نفس کی پیروی ہے۔

---

(۱) ولو جاوز ميقاتا في المواقيت الخمسة يريد الحج أو العمرة فجاوزه بغير إحرام ثم عاد قبل أن يحرم وأحرم من الميقات وجاوزه محرما لَا يجب عليه الدم بالإجماع. (بدائع ج:۲ ص:۱۶۵، كتاب الحج، بحر الرائق ج:۳ ص:۴۸). أيضًا: ومن تجاوز الميقات دون إحرام وجب عليه الدم إلّا إذا عاد إليه. (الفقه الإسلامي وأدلّته ج:۳ ص:۷۲، أحكام الحج والعمرة).

(۲) أيضًا.

(۳) فإن دخل مكة بغير إحرام ثم خرج فعاد إلى أهله ثم عاد إلى مكة فدخلها بغير إحرام وجب عليه لكل واحد من الدخولين حجة أو عمرة. (بدائع الصنائع ج:۲ ص:۱۶۶، كتاب الحج، فصل وأما بيان مكان الإحرام).

(۴) وكذا المكي إذا خرج من مكة لحاجة فبلغ الوقت ولم يجاوزه يعني له أن يدخل مكة راجعًا بغير إحرام. (فتح القدير ج:۲ ص:۱۳۳). ولو جاوز ميقاتا في المواقيت الخمسة يريد الحج أو العمرة فجاوزه بغير إحرام ثم عاد قبل أن يحرم وأحرم من الميقات وجاوزه محرما لَا يجب عليه الدم بالإجماع. (بدائع ج:۲ ص:۱۶۵، بحر الرائق ج:۳ ص:۴۸). أيضًا: ومن تجاوز الميقات دون إحرام وجب عليه الدم إلّا إذا عاد إليه. (الفقه الإسلامي وأدلّته ج:۳ ص:۷۲).

(۵) ایضاً۔

نوٹ:... جو لوگ میقات کے باہر سے آئے ہوں، ان کے لئے مسجدِ عائشہ سے اِحرام باندھ لینا کافی نہیں، بلکہ ان کو دوبارہ بیرونی میقات پر واپس جانا ضروری ہے، اگر بیرونی میقات پر دوبارہ واپس نہیں گئے اور مسجدِ عائشہ سے اِحرام باندھ لیا تو دَم لازم آئے گا۔ (۱)

بغیر اِحرام کے میقات سے گزرنے والے پر دَم

سوال:... ایک واقعہ یوں پیش آیا کہ ایک شخص حج کی نیت سے سعودی عرب گیا، لیکن پہلے اس نے ریاض میں قیام کیا، پھر مدینہ منوّرہ آگیا، اس کے بعد اِحرام باندھ کر مکہ مکرّمہ جاکر عمرہ ادا کیا اور پھر ریاض واپس چلا گیا۔ اس کے بعد حج سے ایک ہفتہ پہلے بغیر اِحرام کے پھر مکہ مکرّمہ آیا، کسی نے اسے بتلایا کہ تم نے غلطی کی ہے، تمہیں یہاں بغیر اِحرام کے نہیں آنا چاہئے تھا، لہٰذا اس نے تنعیم جاکر اِحرام باندھا اور عمرہ کیا۔ کیا یہ صحیح ہوا اور غلطی کا ازالہ ہوگیا یا اس پر دَم واجب ہوگا؟

جواب:... صورتِ مسئولہ میں چونکہ اس شخص نے اپنے میقات سے گزرنے کے وقت فی الحال مکہ مکرّمہ جانے کی نیت نہیں کی تھی بلکہ ریاض اور پھر مدینہ منوّرہ جاکر وہاں سے اِحرام باندھنے کا ارادہ تھا، اس لئے اس پر بغیر اِحرام کے میقات سے گزرنے کا دَم واجب نہیں۔ دُوسری دفعہ جو یہ شخص ریاض سے مکہ مکرّمہ بغیر اِحرام کے آیا، اس کی وجہ سے اس پر دَم واجب ہو چکا ہے، تنعیم پر آکر عمرہ کا اِحرام باندھنے سے اس غلطی کا ازالہ نہیں ہوا، اور دَم ساقط نہیں ہوا۔ ہاں! اگر یہ شخص اپنی میقات پر واپس لوٹ جاتا اور وہاں سے حج کا یا عمرہ کا اِحرام باندھ کر آتا تو دَم ساقط ہوجاتا۔ (۲)

میقات سے اگر بغیر اِحرام کے گزر گیا تو دَم واجب ہوگیا، لیکن اگر واپس آکر میقات سے اِحرام باندھ لیا تو دَم ساقط ہوگیا

سوال:... میں ۱۷؍رمضان المبارک کو ریاض سے مکۃ المکرّمہ کو روانہ ہوا تھا، میری وہاں پر چند دن ڈیوٹی تھی، لیکن سفر کی وجہ سے میری طبیعت خراب ہوگئی، اس لئے میں میقات پر اِحرام نہ باندھ سکا۔ دو دن مکہ میں قیام کرنے کے بعد دوبارہ مدینہ روڈ پر میقات سے آگے جاکر میں نے عمرہ کے لئے اِحرام باندھا اور عمرہ ادا کیا۔ میرے کچھ دوستوں نے کہا کہ اِحرام لازمی پہلے دن باندھنا چاہئے تھا، اس کے متعلق آپ صحیح جواب دیں، میرے سے جو غلطی ہوئی ہو اس کا کیا کفارہ ہے؟

جواب:... آپ پر میقات سے بغیر اِحرام کے گزرنے کی وجہ سے دَم لازم ہوگیا تھا، اگر آپ دوبارہ میقات سے باہر جاکر

---

(۱) واذا تجاوز المیقات بنیة الإقامة فی مکان غیر الحرم جاز له ذٰلک .... ومن تجاوز المیقات دون إحرام وجب علیه الدم إلّا إذا عاد إلیه۔ (الفقه الإسلامی وأدلّته ج:۳ ص:۷۲)۔ وأیضًا: ولو جاوز میقاتا من المواقیت الخمسة یرید الحج أو العمرة فجاوزه بغیر إحرام ثم عاد قبل أن یحرم وأحرم من المیقات وجاوزه محرمًا لَا یجب علیه دم بالإجماع لأنه لما عاد إلی المیقات قبل ان یحرم وأحرم التحقت تلک المجاوزة بالعدم وصار هٰذا إبتداء إحرام منه۔ (بدائع الصنائع ج:۲ ص:۱۶۵)۔

(۲) أیضًا۔

اِحرام باندھ کر آئے تو آپ سے دَم ساقط ہوگیا۔[1] لیکن آپ کے سوال سے کچھ ایسا محسوس ہوتا ہے کہ آپ عمرہ کا اِحرام باندھنے کے لئے آفاقیوں کی میقات پر نہیں گئے بلکہ صرف حدودِ حرم سے باہر جاکر اِحرام باندھ آئے، اور اسی کو آپ نے میقات سمجھ لیا، کیونکہ مدینہ روڈ پر میقات یا تو رابغ ہے یا ذوالحلیفہ، غالباً آپ دونوں میں سے کسی ایک جگہ بھی نہیں پہنچے ہوں گے۔ بہرحال آپ کے سوال سے میں نے جو کچھ سمجھا ہے اگر یہ صحیح ہے تو آپ کے ذمہ سے دَم ساقط نہیں ہوا، اور اگر واقعی آپ آفاقیوں کی کسی میقات سے باہر جاکر اِحرام باندھ کر آئے تھے تو دَم آپ سے ساقط ہوگیا۔[2]

بغیر اِحرام کے مکہ میں داخل ہونا

سوال:... میں یہاں طائف میں سروس کرتا ہوں، میں نے ایک حج کیا ہے اور عمرے بہت کئے ہیں، ابھی آٹھ مہینے ہوئے، میں ہر جمعہ کو مکہ مکرّمہ جاتا ہوں، وہاں جمعہ کی نماز بیت اللہ شریف میں پڑھتا ہوں، میرا بڑا بھائی مکہ مکرّمہ میں کام کرتا ہے، اس سے ملاقات بھی کرتا ہوں۔ میرا ایک ساتھی ہے، اس کا کہنا ہے کہ بغیر اِحرام کے مکہ مکرّمہ میں داخل ہونے سے دَم دینا پڑتا ہے۔ یعنی آپ جتنی مرتبہ گئے ہیں اتنی بار دَم دینا پڑے گا۔ اب آپ مجھے یہ بتایئے کہ دَم دینا پڑے گا؟ کیونکہ میں یہی ارادہ کرکے جاتا ہوں کہ مکہ مکرّمہ جاؤں گا، طواف کروں گا، جمعہ کی نماز پڑھوں گا، پھر بھائی سے ملاقات کروں گا۔

جواب:... جو لوگ میقات سے باہر رہتے ہیں، اگر وہ مکہ مکرّمہ آئیں خواہ ان کا آنا کسی ذاتی کام ہی کے لئے ہو، ان کے ذمہ میقات سے حج یا عمرہ کا اِحرام باندھنا لازم ہے، اگر وہ اِحرام کے بغیر مکہ مکرّمہ چلے گئے اور واپس آکر میقات پر اِحرام نہیں باندھا تو وہ گناہ گار ہوں گے اور ان کے ذمہ حج یا عمرہ بھی واجب ہوگا۔ دُوسرے ائمہ کے نزدیک یہ پابندی صرف ان لوگوں پر ہے جو حج وعمرہ کی نیت سے میقات سے گزریں، دُوسرے لوگوں پر اِحرام باندھنا لازم نہیں۔ حنفی مذہب کے مطابق آپ جتنی مرتبہ بغیر اِحرام کے مکہ مکرّمہ گئے، آپ کے ذمہ اتنے عمرے لازم ہیں اور جو کوتاہی ہوچکی ہے اس پر اِستغفار بھی کیا جائے۔[3]

مکہ مکرمہ میں داخل ہونے کے لئے اِحرام ضروری ہے؟

سوال:... میرے عزیز نے درج ذیل فتویٰ کی مزید تحقیق کے لئے اِرسال کیا ہے، براہِ کرم کتاب وسنت کی روشنی سے آپ کا فتویٰ کیا ہے؟

---

(۱) گزشتہ صفحے کا حاشیہ نمبر۱ ملاحظہ فرمائیں۔

(۲) أيضًا۔

(۳) وكذلك لو أراد بمجاوزة هذه المواقيت دخول مكة لَا يجوز له أن يجاوزها إلّا مُحرمًا سواء أراد بدخول مكة النسك من الحج أو العمرة أو التجارة أو حاجة أخرىٰ عندنا وقال الشافعي: إن دخلها للنسك وجب عليه الْإحرام، وإن دخلها لحاجة جاز دخوله من غير إحرام وجه قوله أنه تجوز السكنى بمكة من غير إحرام فالدخول أولىٰ لأنه دون السكنى ولنا ما روى عن النبي صلى الله عليه وسلم أنه قال: ألَا إن مكة حرام منذ خلقها الله تعالىٰ لم تحل لأحد قبلي ولَا تحل لأحد بعدي وإنما أحلت لي ساعة من نهار ثم عادت حرامًا إلىٰ يوم القيامة الحديث۔ والْإستدلَال به من ثلاثة أوجه۔ (بدائع الصنائع، فصل: واما بيان مكان الْإحرام ج:۲ ص:۱۶۴ طبع ايچ ايم سعيد)۔

فتویٰ:... ''رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے میقات کے بارے میں اِرشاد فرمایا ہے کہ یہ میقات مقرّر ہیں اور یہ ان کے لئے ہیں جو حج وعمرہ کے اِرادے سے آنا چاہیں۔ (متفق علیہ) البتہ وہ لوگ جو حج وعمرہ کے اِرادے کے بغیر، تجارتی غرض سے یا اپنے کسی رشتہ دار سے ملنے کے لئے مکہ مکرمہ میں داخل ہونا چاہتے ہیں تو ان کے لئے بلا اِحرام مکہ مکرمہ میں داخلہ جائز ہے۔ خود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فتحِ مکہ کے دِن مکہ مکرمہ میں بغیر اِحرام داخل ہوئے۔ حدیث میں ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کالا عمامہ باندھے ہوئے تھے، اِحرام باندھنے کا تعلق نیت سے ہے کہ میقات عبور کرنے والے کی نیت کیا ہے؟ اگر حج وعمرہ کی نیت ہو تب تو بغیر اِحرام کے میقات عبور کرنا جائز نہیں، اس سے دَم لازم آئے گا، اور اگر میقات عبور کرنے والے کی نیت طواف بیت اللہ یا حرم میں نماز اَدا کرنے یا کسی سے ملنے کی ہو، یا تجارتی غرض ہو تو میقات عبور کرنے اور مکہ مکرمہ میں داخل ہونے کے لئے اِحرام باندھنا ضروری نہیں۔''

کیا میقات سے باہر سے آنے والا مکہ مکرمہ میں بغیر اِحرام داخل ہوسکتا ہے؟

جواب:... یہ فتویٰ دُوسرے ائمہ کے مطابق ہے، ہمارے نزدیک میقات سے باہر رہنے والوں کو، خواہ وہ ذاتی کام سے جائیں بغیر حج یا عمرے کی نیت (اِحرام) کے مکہ مکرمہ میں داخل ہونا جائز نہیں۔ اس جواب میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے عمل کا جو حوالہ دیا گیا ہے، ہمارے اِمامؒ کے نزدیک صحیح نہیں، کیونکہ اس دن مکہ مکرمہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے حلال کردیا گیا تھا، اور یہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خصوصیت تھی کہ نہ حرمِ مکہ اس دن سے پہلے کسی کے لئے حلال ہوا، نہ قیامت تک بعد میں کسی کے لئے حلال ہوگا۔ الغرض! حنفی مذہب کے حضرات کو اس کے فتویٰ پر عمل کرنا صحیح نہیں، ہاں! حنبلی، شافعی حضرات عمل کریں تو صحیح ہے۔ [1]

کیا مدینہ سے طائف آتے ہوئے حدودِ حرم سے گزرتے وقت اِحرام باندھنا ضروری ہے؟

سوال:... مدینہ منوّرہ سے واپسی پر طائف آتے ہوئے مکہ سے گزرنا پڑتا ہے، کیا حدودِ حرم میں داخل ہونے کے لئے اِحرام باندھنا اور عمرہ کرنا اس وقت بھی ضروری ہے جبکہ سفر کا دوران ہو، رات ہوگئی ہو اور بقیہ سفر اپنے شہر کا باقی ہو، اور وقت کی کمی بھی ہو کہ عمرہ کرنے میں کئی گھنٹے لگیں گے؟

جواب:... اِحرام باندھنا اس شخص کے ذمے لازم ہے جو مکہ مکرمہ میں داخل ہونے کا اِرادہ رکھتا ہو، جو محض حدودِ حرم سے عبور کر رہا ہو، اس کے ذمے لازم نہیں۔ [2]

---

(۱) لو أراد بمجاوزة هٰذه المواقيت دخول مكة لَا يجوز له أن يجاوزها إلّا مُحرِمًا سواء .... أراد الحج أو العمرة أو التجارة أو حاجة أخرىٰ. قال الشافعي .... إن دخلها لحاجة جاز دخوله من غير إحرام. ولنا ما روى عن النبى صلى الله عليه وسلم أنّه قال: ألَا إن مكة حرام منذ خلقها الله تعالىٰ، لم تحل لأحد قبلى ولَا تحل لأحد بعدى، وإنّما أحلت لى ساعة من نهار ثم عادت حرامًا إلىٰ يوم القيامة. (بدائع ج:۲ ص:۱۶۴، كتاب الحج، فصل: وأما بيان مكان الْإحرام).

(۲) لو أراد .... دخول مكة لَا يجوز له أن يجاوزها إلّا مُحرِمًا .... فإذا لم يرد البيت لم يصر ملتزما للإحرام فلا يلزمه شيء. (بدائع الصنائع ج:۲ ص:۱۶۴، ۱۶۶، كتاب الحج، فصل: وأما بيان مكان الْإحرام).

شوہر کے پاس جدہ جانے والی عورت پر اِحرام باندھنا لازم نہیں

سوال:... میں عرصہ ساڑھے چار سال سے سعودی عرب میں مقیم ہوں۔ ہر سال ایک مہینہ چھٹی پر جاتا ہوں، گزشتہ رمضان میں حسبِ معمول چھٹی پر پاکستان چلا گیا، لیکن جانے سے پہلے میں نے بیوی کے لئے وزٹ ویزا ارسال کیا تھا۔ ویزا ارسال کرتے وقت میرے دو مقصد تھے: ۱:... وزٹ۔ ۲:... حج۔

یعنی میرا خیال تھا کہ بچے حج بھی کرلیں گے اور میرے ساتھ بھی کچھ عرصہ گزارلیں گے، اور کچھ توسیع بھی کرالوں گا، کیونکہ وزٹ ویزا صرف تین مہینے کا ہوتا ہے۔ بہرحال ۲۹ رشوال کو پاکستان سے میری مع اہل وعیال روانگی ہوئی، میں چونکہ ملازمت کے سلسلے میں رہتا تھا لیکن گھر والوں کو تو حج اور وزٹ مقصود تھا، کراچی ایئرپورٹ سے اِحرام نہیں باندھا تھا۔ ۲۹ رشوال کو جدہ پہنچ گیا، ۳۰ رشوال کا دن بھی جدہ میں گزاردیا، یعنی تیسرے دن میں بچوں کو عمرہ پر لے گیا اور پھر حج بھی ادا کیا اور پھر وہ تین مہینے کے بعد واپس پاکستان چلے گئے۔ چونکہ میری بیوی اَن پڑھ تھی اور میں نے بھی خیال نہیں کیا، کیونکہ میرا خیال تھا کہ میں تو جدہ میں مقیم ہوں، بیوی وزٹ ویزے پر آرہی ہے، اِحرام کی ضرورت نہیں۔ لیکن میرے خیال میں حج کرانا بھی ضروری تھا اور بیوی کا بھی زیادہ تر حج کا مقصد تھا۔ یعنی ایسا نہیں تھا کہ وہ وزٹ ویزے پر آئی تھی اور یہاں حج کا ارادہ ہوگیا، یعنی پاکستان سے بھی حج کا ارادہ ضرور تھا۔ اب مسئلہ یہ ہے کہ کیا میری بیوی پر دَم واجب ہے یا کہ نہیں؟ اگر ہے تو اب تک جتنی دیر ہوگئی ہے اس کا کیا ہوگا؟ کیا میں بیوی کی طرف سے دَم کی قربانی یہاں (مکہ مکرّمہ) میں کرسکتا ہوں جبکہ ان کو پتا بھی نہیں؟

جواب:... مندرجہ بالا صورت میں چونکہ آپ کا قیام جدہ میں ہے، اور آپ کی اہلیہ آپ کے پاس اصلاً جدہ گئی تھیں، اور ویزے کا مدعا بھی یہی تھا، گو اصل مقصد حج کرنا ہی تھا، اس لئے میرے خیال میں اس کو میقات سے اِحرام باندھنا لازم نہیں تھا، اور نہ اس پر دَم لازم ہوا۔[۱]

حج وعمرہ کے ارادے سے جدہ پہنچنے والے کا اِحرام

سوال:... اگر کوئی شخص پاکستان، امریکہ، انگلینڈ یا کسی بھی ملک سے حج وعمرہ کے ارادے سے روانہ ہوا اور جدہ بغیر اِحرام کے پہنچا تو:

الف:... اب وہ کس مقام پر لوٹ کر اِحرام باندھے؟

ب:... اگر اس نے جدہ ہی سے اِحرام باندھا تو کیا ہوگا؟

جواب: الف... جو شخص بغیر اِحرام کے میقات سے گزر جائے اس کے لئے افضل تو یہ ہے کہ اپنے میقات پر واپس آکر

---

(۱) ولو جاوز الميقات ويريد بُستان بنى عامر دون مكة فلا شيء عليه۔ (عالمگیری ج:۱ ص:۲۵۳، كتاب الحج، الباب العاشر فى مجاوزة الميقات بغير إحررام)۔ أيضًا: أما لو قصد موضعًا من الحل كخليص وجدة حل له مجاوزته بلا إحرام فإذا حل به التحق بأهله فله دخول مكة بلا إحرام۔ (درمختار ج:۲ ص:۴۷۷، كتاب الحج، مطلب فى المواقيت)۔

اِحرام باندھ لے، البتہ کسی بھی میقات پر جاکر اِحرام باندھنے سے دَم ساقط ہوجائے گا۔[1]

جواب:ب...اگر جدہ سے اِحرام باندھا تب بھی اس پر دَم لازم نہیں آئے گا۔

کیا اِحرام جدہ سے باندھ سکتے ہیں؟

سوال:...عمرہ کے اِحرام کے سلسلے میں ایک ضروری مسئلہ یہ ہے کہ پی آئی اے کے ملازمین کو عمرہ کے لئے مفت ٹکٹ ملتا ہے، لیکن یہ ٹکٹ کنفرم نہیں ہوتا بلکہ جہاز کی روانگی سے چند منٹ پہلے اگر کچھ نشستیں باقی بچ جائیں تو اس ٹکٹ پر سیٹ ملتی ہے، اس وقت اتنا موقع نہیں ہوتا کہ اِحرام باندھا جاسکے، بعض اوقات کئی کئی روز تک سیٹ نہیں ملتی اور ملازمین کی چھٹی ختم ہوجاتی ہے اور وہ عمرہ پر نہیں جاسکتے۔ ایسی صورت میں کیا وہ جدہ جاکر اِحرام باندھ سکتے ہیں؟ جہاز کے ٹوائلٹ، واش رُوم میں بھی اتنی گنجائش نہیں ہوتی کہ غسل کرکے اِحرام باندھا جاسکے۔ اگر کراچی سے اِحرام باندھیں اور سیٹ نہ ملنے کی وجہ سے اِحرام کھولنا پڑے تو کیا کیا جائے؟ ملازمین بلکہ تمام لوگ جدہ جاکر اِحرام باندھتے ہیں۔

جواب:... اِحرام باندھنے کے لئے غسل کرنا اور نوافل پڑھنا شرط نہیں، مستحب ہے، لہٰذا عذر کی صورت میں صرف سلے ہوئے کپڑے اُتار کر چادریں پہن لیں[2] اور عمرہ کی نیت کرکے تلبیہ پڑھ لیں، بس اِحرام بندھ گیا۔[3] اور یہ کام جہاز پر سوار ہونے سے پہلے بھی ہوسکتا ہے اور جہاز پر سوار ہوکر بھی ہوسکتا ہے، جدہ جاکر اِحرام باندھنا دُرست نہیں، کیونکہ بعض اوقات جہاز حرم کے اُوپر سے جاتا ہے، اس لئے جہاز پر سوار ہونے سے پہلے یا سوار ہوکر اِحرام باندھ لینا ضروری ہے، اور اس کا طریقہ اُوپر عرض کردیا ہے۔[4]

جدہ جاکر اِحرام باندھنا صحیح نہیں

سوال:...کئی مرتبہ عمرہ پر دیکھا گیا کہ پاکستان سے جانے والے احباب جدہ ایئرپورٹ پر اِحرام باندھتے ہیں، آیا جدہ پر اِحرام باندھنے سے عمرہ ہوجاتا ہے یا نہیں؟ اگر نہیں ہوتا تو اس کا بدل کیا ہے؟ آیا دَم یا صدقہ جس سے ناقص عمرہ صحیح ہوجائے۔

جواب:...اگر پاکستان سے عمرہ کرنے کے ارادے سے گئے ہیں تو پھر جدہ میں اِحرام نہیں باندھنا چاہئے، بلکہ کراچی سے

---

(۱) ومن جاوز میقاته غیر مُحرِم ثم أتی میقاتًا آخر فأحرم منه أجزأه إلّا ان إحرامه من میقاته أفضل۔ (عالمگیری ج:۱ ص:۲۲۱، کتاب الحج، کذا فی الجوهرة النیرة، شامی ج:۲ ص:۱۶۷، عالمگیری ج:۱ ص:۲۵۳)۔

(۲) والغسل هو سُنّة للإحرام مطلقًا أو الوضوء۔ (ارشاد الساری ص:۶۳)۔ وینزع المخیط والخف ویلبس ثوبین إزارًا ورداءً جدیدین أو غسیلین والجدید أفضل۔ (عالمگیری ج:۱ ص:۲۲۲، کتاب الحج، الباب الثالث فی الإحرام)۔ إذا أراد أن یُحرِم اغتسل أو توضأ والغسل أفضل۔ (بدائع ج:۲ ص:۱۴۳، کتاب الحج، فصل: وأما بیان سنن الحج)۔ والأمر بالإغتسال فی الحدیثین علٰی وجه الإستحباب دون الإیجاب۔ (بدائع ج:۲ ص:۱۴۴، عالمگیری ج:۱ ص:۲۲۲)۔

(۳) وأما شرطه فالنیة حتّٰی لَا یصیر مُحرِمًا بالتلبیة بدون نیة الإحرام۔ (فتاویٰ عالمگیری ج:۱ ص:۲۲۲، کتاب الحج، الباب الثالث فی الإحرام، إرشاد الساری ص:۶۲، طبع دار الفکر)۔

(۴) لَا یجوز لأحد منهم أن یجاوز میقاته إذا أراد الحج أو العمرة إلّا مُحرِمًا۔ (بدائع ج:۲ ص:۱۶۴، کتاب الحج)۔

اِحرام باندھ کر جانا چاہئے یا جہاز میں اِحرام باندھ لیا جائے۔[۱] اگر کسی نے جدہ سے اِحرام باندھا تو اس کے ذمہ دَم لازم ہے یا نہیں؟ اس میں اکابر کا اختلاف رہا ہے۔ احتیاط کی بات یہ ہے کہ اگر کوئی ایسا کر چکا ہو تو دَم دے دیا جائے اور آئندہ کے لئے اس سے پرہیز کیا جائے۔[۲]

جدہ سے اِحرام کب باندھ سکتا ہے؟

سوال:... اگر کسی کا عمرے کا ارادہ ہو لیکن اس کو جدہ میں بھی کوئی کام ہو، مثلاً: رشتہ داروں سے ملنا یا اور کوئی کاروباری کام ہو، تو کیا یہ شخص بغیر اِحرام کے جدہ جاسکتا ہے، جبکہ جدہ کا اور اس کے بعد عمرے کا ارادہ ہو؟

جواب:... اگر وہ کراچی سے جدہ کا سفر عزیزوں سے ملنے کے لئے کر رہا ہے اور کراچی سے اس کی نیت عمرہ کے سفر کی نہیں تو اس کو میقات سے اِحرام باندھنے کی ضرورت نہیں،[۳] جدہ پہنچ کر اگر اس کا عمرہ کا ارادہ ہو جائے تو جدہ سے اِحرام باندھ لے۔ عمرہ ہی کے لئے سفر کر رہا ہو تو اس کو میقات سے پہلے اِحرام باندھنا ضروری ہے۔ لہٰذا مذکورہ صورت میں جب پہلے جدہ کا ارادہ ہے تو اِحرام باندھنا ضروری نہیں، اس کے بعد پھر جب جدہ سے عمرہ کا ارادہ کرلے تو وہاں سے اِحرام باندھ لے۔

جدہ سے مکہ آنے والوں کا اِحرام باندھنا

سوال:... کیا جدہ میں مستقل قیام یا جس کی نیت پندرہ دن قیام کی ہو یا اس سے کم مدّت ٹھہرے، جدہ سے بغیر اِحرام کے مکہ مکرّمہ آسکتا ہے یا نہیں؟

جواب:... جدہ میں رہنے والوں کو بغیر اِحرام کے مکہ مکرّمہ آنا جائز ہے، جبکہ وہ حج وعمرہ کے ارادے سے مکہ مکرّمہ نہ جائیں۔[۴] یہی حکم ان تمام لوگوں کا ہے جو کسی کام سے جدہ آئے تھے پھر وہاں آنے کے بعد ان کا ارادہ مکہ مکرّمہ جانے کا ہوگیا، ان کو بھی اِحرام کے بغیر آنا جائز ہے۔

سوال:... ایک شخص جدہ گیا، وہاں چند دن قیام کیا، پھر مکہ مکرّمہ عمرہ کرنے کی نیت سے گیا، لیکن اِحرام نہیں باندھا بلکہ پہلے حرم شریف کے پاس ہوٹل میں کمرہ لیا اور پھر تنعیم جاکر اِحرام باندھا، یہ صحیح ہوا یا غلط ہوا؟

جواب:... غلط ہوا، کیونکہ جب یہ شخص عمرہ کی نیت سے مکہ مکرّمہ کو چلا تو حدودِ حرم میں داخل ہونے سے پہلے اس کو عمرہ کا اِحرام

---

(۱) گزشتہ صفحے کا حاشیہ نمبر ۱، ۴ ملاحظہ فرمائیں۔

(۲) دیکھئے: جواهر الفقه ج:۱ ص:۴۷۴-۴۸۰، طبع دار العلوم کراچی۔

(۳) أما لو قصد موضعا من الحل كخليص وجدة حل له مجاوزته بلا إحرام فإذا حل به التحق بأهله فله دخول مكة بلا إحرام. (الدر المختار ج:۲ ص:۴۷۷، كتاب الحج). وحل لأهل داخلها .... دخول مكة غير مُحرِم ...... ما لم يرد نسكًا ...... فهٰذا ميقاته الحل الذی بين المواقيت والحرم. (الدر المختار ج:۲ ص:۴۷۸، كتاب الحج).

(۴) ومن كان داخل الميقات كالبستانی له أن يدخل مكة لحاجة بلا إحرام إلّا إذا أراد النسک فالنسک لَا يتادی إلّا بالإحرام كذا فی الكافی. (عالمگيری ج:۱ ص:۲۲۱، كتاب المناسک، طبع رشيديه).

باندھنا لازم تھا، اور حدودِ حرم میں بغیر اِحرام کے داخل ہونا اس کے لئے جائز نہیں تھا، اس لئے بغیر اِحرام کے حدودِ حرم میں داخل ہونے کی وجہ سے گناہ گار ہوا، تاہم جب اس نے حرم سے باہر آکر تنعیم سے عمرہ کا اِحرام باندھ لیا تو دَم تو ساقط ہوگیا، مگر گناہ باقی رہا، توبہ اِستغفار کرے۔[1]

سوال:... اگر یہ شخص عمرہ کی نیت سے مکہ مکرّمہ کو نہ جائے بلکہ یونہی جائے یا طواف کی نیت سے جائے اور حرم شریف کے باہر ہوٹل میں کمرہ لے لے اور طواف کر کے واپس ہوجائے تو؟ یا ہوٹل میں قیام کے بعد عمرہ کرنے کا ارادہ پیدا ہوا اور تنعیم جاکر اِحرام باندھا تو کیا اس صورت میں بھی گناہ گار ہوا؟

جواب:... اس صورت میں گناہ گار نہیں، کیونکہ یہ شخص عمرہ کی نیت سے مکہ مکرّمہ نہیں آیا تھا، بلکہ مکہ شریف پہنچنے کے بعد اس کا ارادہ ہوا کہ عمرہ بھی کرلوں، اس لئے بغیر اِحرام کے حرم میں آنے کا گناہ اس کے ذمہ نہیں۔[2] اب اگر یہ عمرہ کرنا چاہتا ہے تو اہلِ مکہ کی طرح حرم سے باہر جاکر اِحرام باندھ کر آئے۔[3]

اِحرام کھولنے کا کیا طریقہ ہے؟

سوال:... حج یا عمرہ کا جب اِحرام باندھتے ہیں جس طرح اِحرام باندھنے کی شرائط ہیں، اسی طرح اِحرام کھولنے کی بھی شرائط ہیں۔ بال کٹوانا ہے تو بال کٹوانے کا طریقہ اور اصل مسئلے کی وضاحت فرمائیں۔

جواب:... اِحرام کھولنے کے لئے حلق (یعنی اُسترے سے سر کے بال صاف کردینا) افضل ہے، اور قصر جائز ہے۔ اِمام ابوحنیفہؒ کے نزدیک اِحرام کھولنے کے لئے یہ شرط ہے کہ کم سے کم چوتھائی سر کے بال ایک پورے کے برابر کاٹ دیئے جائیں،[4] اگر سر کے بال چھوٹے ہوں اور ایک پورے سے کم ہوں تو اُسترے سے صاف کرنا ضروری ہے، اس کے بغیر اِحرام نہیں کھلتا۔[5]

عمرے سے فارغ ہوکر حلق سے پہلے کپڑے پہننا

سوال:... دو سال قبل عمرہ کے لئے گیا تھا، تقریباً دس دن مکہ مکرّمہ میں گزارے، آخری دن جب عمرہ کیا تو بہت جلدی میں

---

(۱) وإذا تجاوز الميقات بنية الإقامة في مكان غير الحرم جاز له ذٰلك .... ومن تجاوز الميقات دون إحرام وجب عليه الدم إلّا إذا عاد إليه. (الفقه الإسلامي وأدلّته ج:۳ ص:۷۲). وأيضًا: ولو جاوز ميقاتا من المواقيت الخمسة يريد الحج أو العمرة فجاوزه بغير إحرام ثم عاد قبل أن يحرم وأحرم من الميقات وجاوزه محرمًا لَا يجب عليه دم بالإجماع لأنه لما عاد إلى الميقات قبل ان يحرم وأحرم التحقت تلك المجاوزة بالعدم وصار هٰذا إبتداء إحرام منه. (بدائع الصنائع ج:۲ ص:۱۶۵).

(۲) ومن كان داخل الميقات كالبستاني له أن يدخل مكة لحاجة بلا إحرام إلّا إذا أراد النسك فالنسك لَا يتادى إلّا بالإحرام. (عالمگيرى ج:۱ ص:۲۲۱، كتاب المناسك).

(۳) ایضاً حوالہ بالا۔

(۴) والحلق أفضل .... ويكتفى في الحلق بربع الرأس إعتبارًا بالمسح وحلق الكل الأولى والتقصير أن يأخذ من رؤس شعره مقدار الأنملة. (بحر الرائق ج:۲ ص:۳۸۵، ۳۸۶، بدائع ج:۲ ص:۱۴۱، كتاب الحج، فصل: وأما مقدار الواجب).

(۵) هٰذا إذا كان على رأس شعر، فأما إذا لم يكن أجرى الموسى على رأسه لما روى عن ابن عمر أنه قال: من جاء يوم النحر ولم يكن على رأسه شعر أجرى الموسى على رأسه ...إلخ. (بدائع الصنائع، فصل وأما الحلق أو التقصير ج:۲ ص:۱۴۰).

تھا، کیونکہ میری فلائٹ میں صرف چار گھنٹے رہ گئے تھے، ڈَر تھا کہ کہیں فلائٹ نکل نہ جائے، اسی جلدی میں عمرہ سے فارغ ہوکر پہلے حلق کرانے کے بجائے پہلے اِحرام کھول کے کپڑے پہن کے حلق (بال کٹوائے) کرایا۔ اس وقت جلدی میں تھا تو یاد نہیں رہا کہ میں نے غلط کیا ہے، جب یہاں پہنچا تو ایک دوست سے باتوں باتوں میں مجھے یاد آیا کہ میں نے اِحرام کھول کر حلق کرایا تھا۔ برائے مہربانی مجھے بتائیں کہ کیا مجھ پر جزا (دَم) واجب ہے یا نہیں؟ اگر جزا واجب ہے تو کیا میں مکہ مکرّمہ سے باہر دَم دے سکتا ہوں یا اس کے لئے مکہ مکرّمہ میں حاضر ہونا ضروری ہے؟ ان شاء اللہ اس سال حج کا ارادہ ہے، کیا حج سے پہلے دَم دینا ہوگا یا کہ حج کی قربانی کے ساتھ یہ جزا (دَم) کے طور پر ایک بکرا ذبح کردُوں۔ اُمید ہے کہ آپ جلدی جواب دیں گے۔

جواب:... اس غلطی کی وجہ سے آپ کے ذمہ دَم لازم نہیں آیا، بلکہ صدقۂ فطر کی مقدار صدقہ آپ پر لازم ہے، اور یہ صدقہ آپ کسی بھی جگہ دے سکتے ہیں۔[1]

اِحرام کھولنے کے لئے کتنے بال کاٹنے ضروری ہیں؟

سوال:... حج یا عمرہ کے موقع پر سر کے بال کٹوائے جاتے ہیں، کچھ لوگ چند بال کٹواتے ہیں اور اِمام ابوحنیفہؒ کے مقلد ہیں، کیا اس طرح بال کٹوانے سے ان کا اِحرام کھل جاتا ہے؟ اِحرام کے ممنوعات حلال ہوجاتے ہیں؟

جواب:... حضرت اِمام ابوحنیفہؒ کے نزدیک اِحرام کھولنے کے لئے کم سے کم چوتھائی سر کے بالوں کا ایک پورے کی مقدار کاٹنا شرط ہے۔[2] اس لئے جو لوگ چند بال کاٹ لیتے ہیں ان کا اِحرام نہیں کھلتا اور اسی حالت میں ممنوعات کا ارتکاب کرنے کی وجہ سے ان پر دَم لازم آتا ہے۔[3] (یہاں واضح رہے کہ سر کے چوتھائی حصے کے بال کاٹنا اِحرام کھولنے کی شرط ہے، لیکن سر کے کچھ بال کاٹ لینا اور کچھ چھوڑ دینا جائز نہیں، حدیث میں اس عمل کی ممانعت آئی ہے۔[4] اس لئے اگر کسی نے چوتھائی سر کے بال کاٹ لئے تو اِحرام تو کھل جائے گا، مگر باقی بال نہ کاٹنے کی وجہ سے گناہ گار ہوگا)۔

سوال:... اس مرتبہ عمرہ پر اکثر لوگوں کو دیکھا گیا ہے کہ عمرہ کے بعد بال کاٹے بغیر اِحرام کھول لیتے ہیں یا بعض لوگ چاروں طرف سے معمولی معمولی بال کاٹ لیتے ہیں اور یہ کہتے ہیں کہ چوتھائی کاٹنے کا حکم ہے جو کہ اس طرح پورا ہوجاتا ہے، اور بعض لوگ مشین سے کاٹتے ہیں۔ پوچھنا یہ ہے کہ ایسے لوگوں کے بارے میں کیا حکم ہے؟ ان کا اِحرام کا اُتارنا آیا دَم وغیرہ کو واجب کرتا ہے یا

---

(۱) إذا لبس المُحرِم المخيط على وجه المعتاد يوما إلى الليل فعليه دم، وإن كان أقل من ذٰلک فصدقة. (عالمگيری ج:۱ ص:۲۴۲، فتح القدير ج:۲ ص:۴۴۲، بحر الرائق ج:۳ ص:۶، شامی ج:۲ ص:۲۲۰).

(۲) فإن حلق أقل من الربع الرأس لم يجز وإن حلق ربع الرأس أجزأه ويكره. (بدائع ج:۲ ص:۱۴۱، كتاب الحج).

(۳) لأن الحلق والتقصير واجب لما ذكرنا ولَا يقع التحلل إلّا بأحدهما ولم يوجد فكان إحرامه باقيًا فإذا غسل رأسه بالخطمی فقد أزال التفث في حال قيام الإحرام فيلزمه الدم والله أعلم. (بدائع ج:۲ ص:۱۴۰، كتاب الحج).

(۴) عن نافع عن ابن عمر قال: سمعت النبی صلی الله عليه وسلم ينهى عن القزع، قيل لنافع: ما القزع؟ قال: يحلق بعض رأس الصبی ويترک البعض. متفق عليه. وعن ابن عمر أن النبی صلی الله عليه وسلم رأى صبيًّا قد حُلِقَ بعض رأسه وتُرک بعضه فنهاهم عن ذٰلک وقال: إحلقوا كله أو اتركوا كله. رواه مسلم. (مشكوٰة، باب الترجل ص:۳۸۰).

نہیں؟ اور مسنون طریقہ کیا ہے؟

جواب:...حج وعمرہ کا اِحرام کھولنے کے لئے چار صورتیں اختیار کی جاتی ہیں، ہر ایک کا حکم الگ الگ لکھتا ہوں۔

اوّل یہ کہ حلق کرایا جائے، یعنی اُسترے سے سر کے بال اُتار دیئے جائیں، یہ صورت سب سے افضل ہے۔[1] اور حلق کرانے والوں کے لئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے تین مرتبہ رحمت کی دُعا فرمائی ہے۔[2] جو شخص حج وغیرہ پر جاکر بھی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی دُعائے رحمت سے محروم رہے، اس کی محرومی کا کیا ٹھکانا...! اس لئے حج وعمرہ پر جانے والے تمام حضرات کو مشورہ دُوں گا کہ وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی دُعا سے محروم نہ رہیں، بلکہ حلق کراکر اِحرام کھولیں۔

دُوسری صورت یہ ہے کہ قینچی یا مشین سے پورے سر کے بال اُتار دیئے جائیں، یہ صورت بغیر کراہت کے جائز ہے۔[3]

تیسری صورت یہ ہے کہ کم سے کم چوتھائی سر کے بال کاٹ دیئے جائیں، یہ صورت مکروہِ تحریمی اور ناجائز ہے، کیونکہ ایک حدیث میں اس کی ممانعت آئی ہے،[4] مگر اس سے اِحرام کھل جائے گا۔[5] اب یہ خود سوچئے کہ جو حج وعمرہ جیسی مقدس عبادت کا خاتمہ ایک ناجائز فعل سے کرتے ہیں ان کا حج وعمرہ کیا قبول ہوگا...؟

چوتھی صورت میں جبکہ اِدھر اُدھر سے چند بال کاٹ دیئے جائیں جو چوتھائی سر سے کم ہوں، اس صورت میں اِحرام نہیں کھلے گا، بلکہ آدمی بدستور اِحرام میں رہے گا،[6] اور اس کو ممنوعاتِ اِحرام کی پابندی لازم ہوگی، اور سلا ہوا کپڑا پہننے اور دیگر ممنوعاتِ اِحرام کا ارتکاب کرنے کی صورت میں اس پر دَم لازم ہوگا۔[7] آج کل بہت سے ناواقف لوگ دُوسروں کی دیکھا دیکھی اسی چوتھی صورت پر عمل کرتے ہیں، یہ لوگ ہمیشہ اِحرام میں رہتے ہیں، اسی اِحرام کی حالت میں تمام ممنوعات کا ارتکاب کرتے ہیں، وہ اپنی ناواقفی کی وجہ سے سمجھتے ہیں کہ ہم نے چند بال کاٹ کر اِحرام کھول دیا، حالانکہ ان کا اِحرام نہیں کھلا اور اِحرام کی حالت میں خلافِ اِحرام چیزوں کا ارتکاب کرکے اللہ تعالیٰ کے قہر وغضب کو مول لیتے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ ہزاروں لوگوں میں کوئی ایک آدھ ہوگا جس کا حج وعمرہ شریعت کے مطابق ہوتا ہو، باقی لوگ سیر سپاٹا کرکے آجاتے ہیں اور ''حاجی'' کہلاتے ہیں، عوام کو چاہئے کہ حج وعمرہ کے مسائل اہلِ علم سے سیکھیں اور ان پر عمل کریں، محض دیکھا دیکھی سے کام نہ چلائیں۔

---

(۱) فأما الحلق فالأفضل حلق جميع الرأس لقوله عزّ وجلّ: "محلّقين رؤسكم" والرأس اسم للجميع وكذا روى أن رسول الله صلى الله عليه وسلم حلق جميع رأسه. (بدائع ج:۲ ص:۱۴۱، كتاب الحج، فصل: وأما مقدار الواجب).

(۲) الحلق أفضل لأنه روى أن رسول الله صلى الله عليه وسلم دعا للمحلّقين ثلاثًا والمقصّرين مرّة واحد فقال. اللّهم اغفر للمحلّقين والمقصرين. (بدائع ج:۲ ص:۱۴۰، كتاب الحج، فصل: وأما الحلق أو التقصير).

(۳) فالحلق أو التقصير واجب عندنا إذا كان على رأسه شعر لَا يتحلل بدونه. (بدائع الصنائع ج:۲ ص:۱۴۰، كتاب الحج).

(۴) گزشتہ صفحے کا حوالہ نمبر ۴ ملاحظہ فرمائیں۔

(۵) وإن حلق ربع الرأس أجزأه ويكره. (بدائع ج:۲ ص:۱۴۱، كتاب الحج، فصل: وأما مقدار الواجب).

(۶) والحلق المطلق يقع على حلق جميع الرأس ولو حلق بعض الرأس فإن حلق أقل من الربع لم يجزه. (بدائع ج:۲ ص:۱۴۱، كتاب الحج، فصل: وأما مقدار الواجب).

(۷) گزشتہ صفحے کا حوالہ نمبر ۳ ملاحظہ ہو۔

حج کا اِحرام طواف کے بعد کھول دیا تو کیا کیا جائے؟

سوال:... میں نے کراچی سے ہی سب کے ساتھ حج کا اِحرام باندھ لیا تھا، مکہ شریف میں طواف کرنے کے بعد کھول دیا، تو اب مجھے کیا کرنا چاہئے؟

جواب:... آپ پر حج کا اِحرام توڑنے کی وجہ سے دَم لازم ہوا، اور حج کی قضا لازم ہوئی، حج تو آپ نے کرلیا ہوگا، دَم آپ کے ذمہ رہا،[1] اور اس فعل پر ندامت کے ساتھ توبہ اِستغفار بھی کیجئے، اللہ تعالیٰ سے معافی بھی مانگئے۔

عمرہ کے اِحرام سے فراغت کے بعد حج کا اِحرام باندھنے تک پابندیاں نہیں ہیں

سوال:... پاکستان سے حجِ تمتع کے لئے اِحرام باندھ کر چلے، مگر مکہ پہنچ کر پہلے عمرہ ادا کیا اور اِحرام کھول دیئے۔ اب سوال یہ ہے کہ اِحرام کھولنے کے بعد جہاں وہ پابندیاں ختم ہوجاتی ہیں جو اِحرام کی حالت میں تھیں، وہاں کیا یہ پابندی بھی ختم ہوجاتی ہے کہ بیوی شوہر پر حلال ہوجاتی ہے؟ کیونکہ اِحرام کی حالت میں حرام تھی۔ ابھی حج کے لئے عمرہ کے بعد دس دن باقی ہیں اور اگر ایسا کسی نے کیا تو کیا اس کا حج قبول ہوگا کہ نہیں؟ اور اگر خدانخواستہ نہیں ہوتا تو وہ کیا کرے؟ اگر دوبارہ آئندہ سال حج کرنے کا حکم ہے اور وہ آئندہ سال حج نہ کرسکے، وجہ مجبوری ہے، پیسہ نہ ہونے کی۔

جواب:... عمرہ کے اِحرام سے فارغ ہونے کے بعد سے حج کا اِحرام باندھنے تک جو وقفہ ہے، اس میں جس طرح کسی اور چیز کی پابندی نہیں، اسی طرح میاں بیوی کے تعلق کی بھی پابندی نہیں۔ اس لئے عمرہ سے فارغ ہوکر حج کا اِحرام باندھنے سے پہلے بیوی سے ملنا جائز ہے، اس سے حج کا ثواب ضائع نہیں ہوتا، نہ آئندہ سال حج کرنا لازم آتا ہے۔[2]

اِحرام والے کے لئے بیوی کب حلال ہوتی ہے؟

سوال:... کیا یہ صحیح ہے کہ طوافِ زیارت نہ کرنے والے پر اس کی بیوی حرام ہوجاتی ہے؟ بحوالہ تحریر فرمائیں۔ اور کیا قربانی سے پہلے طوافِ زیارت کیا جاسکتا ہے؟

جواب:... جب تک طوافِ زیارت نہ کرے بیوی حلال نہیں ہوتی، گویا بیوی کے حق میں اِحرام باقی رہتا ہے۔[3] قربانی سے

---

(۱) ان المُحرِم إذا نوى رفض الإحرام فجعل يصنع ما يصنعه الحلال من لبس الثياب والتطيب .... وعليه أن يعود كما كان مُحرِمًا ويجب دم لجميع ما ارتكب۔ (شامی ج:۲ ص:۲۲۴، كتاب الحج)۔

(۲) وصفة المتمتع الذی لَا يسوق الهدی أن يبتدئ من الميقات فيحرم بعمرة ويدخل مكة ويطوف لها ويسعى ويحلق أو يقصر وقد حل من عمرته۔ (عالمگیری ج:۱ ص:۲۳۸)۔ ثم يقيم بمكة حلالًا۔ (عالمگیری ج:۱ ص:۲۳۸ كذا فی الهداية)۔

(۳) ولو لم يطف أصلًا لم تحل له النساء وإن طال ومضت سنون وهٰذا باجماع۔ (عالمگیری ج:۱ ص:۲۳۲)۔ أربعة أشياء تحل به النساء للمحرمين .... وللحاج بطواف الزيارة۔ (خزانة الفقه ص:۹۷، أيضًا الفقه الإسلامی وأدلّته: وأما طواف الزيارة ج:۳ ص:۱۴۶)۔ (وإذا طاف) أی طواف الزيارة (حل له النساء)۔ (ارشاد الساری ص:۱۵۵)۔ وتحل له النساء بالحلق السابق لَا بالطواف وإذا طاف أربعة أشواط حلت له النساء۔ (عالمگیری ج:۱ ص:۲۳۲، كتاب الحج، الباب الخامس فی كيفية أداء الحج، طبع مكتبه ماجديه كوئٹه، بدائع ج:۲ ص:۱۴۰، كتاب الحج)۔

پہلے طوافِ زیارت جائز ہے مگر افضل یہ ہے کہ بعد میں کرے۔[1]

اِحرام باندھنے کے بعد بغیر حج کے واپسی کے مسائل

سوال:... ہوائی جہاز سے جانے والے حنفی عازمینِ حج گھر سے اِحرام باندھ کر نکلتے ہیں، اگر اتفاق سے کوئی حاجی (جو اِحرام باندھے گھر سے چلا ہو) کسی مجبوری کے سبب ایئرپورٹ سے واپس ہوجائے اور حج پر نہ جائے تو کیا وہ اِحرام نہیں اُتار سکتا تاوقتیکہ قربانی کے جانور کی رقم حدودِ حرم میں نہ بھیج دے اور وہاں سے قربانی ہوجانے کی اطلاع نہ مل جائے، خواہ اس میں دس پندرہ دن لگ جائیں؟

جواب:... گھر سے اِحرام کی چادریں پہن لینی چاہئیں، مگر اِحرام نہ باندھا جائے، اِحرام اس وقت باندھا جائے جب سیٹ پکی ہوجائے۔ اِحرام باندھنے کا مطلب ہے حج یا عمرہ کی نیت سے تلبیہ پڑھ لینا۔ اور اگر اِحرام باندھ چکا تھا اس کے بعد نہیں جاسکا، تو جیسا کہ آپ نے لکھا وہ قربانی کی رقم کسی کے ہاتھ مکہ مکرّمہ بھیج دے اور آپس میں یہ طے ہوجائے کہ فلاں دن قربانی کا جانور ذبح ہوگا، جب قربانی کا جانور ذبح ہوجائے تب یہ اِحرام کھولے،[2] اور آئندہ اس حج کی قضا کرے۔[3]

عمرہ ادا کئے بغیر اِحرام کھولنے والے پر دَم واجب ہے اور قضا لازم ہے

سوال:... دُوسرے عمرے کے لئے میں نے جدہ سے اِحرام باندھ لیا تھا مگر میری طبیعت بہت زیادہ خراب ہوگئی تھی، میں بالکل چل نہیں سکتا تھا، میں نے اِحرام عمرہ ادا کرنے کے بغیر کھول دیا ہے، میں نے مجبوری سے عمرہ ادا نہیں کیا ہے، اس گناہ کی بخشش کس طرح ہوسکتی ہے؟

جواب:... آپ کے ذمے اِحرام توڑ دینے کی وجہ سے دَم بھی واجب ہے اور عمرے کی قضا بھی لازم ہے۔[4]

کیا حالتِ اِحرام میں ناپاک ہونے پر دَم واجب ہے؟

سوال:... حالتِ اِحرام میں عورت یا مرد کسی عذر کی بنا پر ناپاک ہوگئے تو ان کی پاکی کا کیا طریقہ ہوگا؟ آیا ان پر دَم وغیرہ ہوگا یا کچھ بھی نہیں؟

---

(۱) وظاهر أنه لَا يجب الترتيب بينه وبين الرّمی والذبح والحلق وفی الدر المختار عند عد الواجبات والترتيب بين الرّمی والحق والذبح يوم النحر وأما الترتيب بين الطواف وبين الرّمی والحلق فسنة فلو طاف قبل الرّمی والحلق لَا شیء عليه ويكره لباب آه. وبالأولٰى لو طاف القارِن والمتمتع قبل الذبح لأن الذبح يجب قبل الرّمی وقد علمت أن الطواف قبل الرّمی لَا يجب فيه شیء فبالأولٰى قبل الذبح. (منحة الخالق علٰى هامش البحر الرائق ج:۳ ص:۲۶، باب الجنايات).

(۲) وأراد التحلل يجب أن يبعث الهدی أو ثمنه يشتری به الهدی فيذبح عنه ويجب أن يواعدهم يومًا ...إلخ. (بدائع ج:۲ ص:۱۷۸، عالمگيری ج:۱ ص:۲۵۵) لقوله تعالٰى: "وَلَا تَحْلِقُوْا رُءُوْسَكُمْ حَتّٰى يَبْلُغَ الْهَدْیُ مَحِلَّهٗ".

(۳) والحاصل أن يجب عند الحنفية على المحصر قضاء ما أحرم به بعد التحلل. (الفقه الإسلامی وأدلّته ج:۳ ص:۲۹۳).

(۴) من أهلّ فی يوم النحر .... لزمته ويرفضها فإن رفضها فعليه دم لرفضها وعمرة مكانها. (هداية ج:۱ ص:۲۷۲).

جواب:... کوئی دَم وغیرہ نہیں۔ (۱)

اگر ناپاک اِحرام کے ساتھ عمرہ کرکے دَم دے دیا تو کیا عمرہ ہوگیا؟

سوال:... مجھے پیشاب کے بعد قطروں کی بیماری ہے، میں عمرے کے لئے جب روانہ ہوا تو میں نے اِحرام باندھتے وقت یہ طے کرلیا کہ اب عمرہ کرنے تک پیشاب نہیں کروں گا، اور یہ اس لئے طے کیا تھا کہ قطرے نہ نکلیں، حالانکہ اتنے عرصے تک پیشاب روکنا ناممکن ہے، یہی ہوا اور میرا پیشاب اِحرام کی حالت میں نکل گیا۔ پھر اس گناہ کے اُوپر ایک اور گناہ ہوگیا کہ جہاز میں آنکھوں کے زِنا کی وجہ سے قطرۂ ناپاک بھی نکل گیا۔ مکہ پہنچ کر میں نے پہلے تو غسل کیا، لیکن ایک گناہ اور یہ بھی ہوگیا کہ غسل کے بعد میں نے بغیر پاک کئے وہی اِحرام باندھ لیا، اس خیال سے کہ چلو جو کچھ بھی ہوا، سوکھ گیا ہوگا۔ غرض میں نے اسی اِحرام کے ساتھ عمرہ کیا۔ پھر مدینہ سے واپسی پر دُوسرا عمرہ کیا تو اِحرام دھوکر کیا۔ اس کے بعد شیطان نے مجھے وسوسے ڈالنا شروع کئے، وہاں سے آنے کے بعد میں نے ایک حاجی کے ہاتھ بکرا کاٹنے کے لئے روپے بھی بھیجے۔ سوال یہ ہے کہ میرا عمرہ ہوا یا نہیں؟ اور میں کتنے بڑے گناہ کا مرتکب ہوا؟

جواب:... پریشان ہونے کی ضرورت نہیں، آپ کے دونوں عمرے صحیح ہوگئے، کیونکہ آپ نے دَم بھی دے دیا۔ شیطان کے بہکانے میں نہ آیئے، بلکہ اللہ تعالیٰ سے معافی مانگئے، والسلام۔

ناپاکی کی وجہ سے اِحرام کی نچلی چادر کا بدلنا

سوال:... مجھ کو اکثر عمرہ کرنے کی سعادت نصیب ہوتی ہے، اور میں کراچی سے اِحرام باندھ کر جاتا ہوں، مگر ضعیفی کی وجہ سے مجھے پیشاب جلدی جلدی آتا ہے اور ہوائی جہاز کے چار گھنٹے کے سفر میں تین مرتبہ غسل خانہ جانا پڑتا ہے۔ غسل خانہ اس قدر تنگ ہوتا ہے کہ اِحرام کا پاک رہنا قطعی ناممکن ہے، کیا اسی حالت میں عمرہ کرلوں یا نیچے کا اِحرام بدل سکتا ہوں؟ دُوسری صورت کیا یہ بھی ہوسکتی ہے کہ جدہ میں میری ایک بیٹی رہتی ہے، اس کے ہاں ایک شب قیام کروں اور وہاں سے اِحرام باندھوں؟

جواب:... اِحرام تو سوار ہونے سے پہلے یا بعد میں باندھ لینا چاہئے، اِحرام کی نیچے والی چادر بدل لیا کریں۔ (۲)

اِحرام کی حالت میں بال گریں تو کیا قربانی کی جائے؟

سوال:... میرے سر اور داڑھی کے بال بہت زیادہ گرتے ہیں، سنا ہے کہ اِحرام کی حالت میں جتنے بال گریں اتنی قربانیاں دینی پڑتی ہیں، حج کی صورت میں، جبکہ میں معذور ہوں، مسئلہ واضح فرمائیں۔

جواب:... جتنے بال گریں اتنی قربانیاں دینے کا مسئلہ غلط ہے، البتہ وضو احتیاط سے کرنا چاہئے تاکہ بال نہ گریں اور اگر گر

---

(۱) إذا حاضت المرأة أو نفست عند الإحرام اغسلت للإحرام وأحرمت وصنعت كما يصنعه الحاج غير أنها لا تطوف بالبيت حتّى تطهر۔ وإذا حاضت المرأة أو نفست فلا غسل عليها بعد الإحرام۔ (الفقه الإسلامي وأدلّته ج:۳ ص:۱۶۲، أحكام الحج والعمرة، حج المرأة الحائض، بحر الرائق ج:۲ ص:۳۷۰، كتاب الحج)۔

(۲) عن ابن عمر رضى الله عنه أنه عليه السلام أهلّ حين استوت به راحلته قائمة۔ (فتح القدير ج:۲ ص:۳۴۰)۔

جائیں تو صدقہ کردینا کافی ہے۔ (۱)

کیا حالتِ اِحرام میں چوٹ لگنے سے دَم واجب ہے؟

سوال:... اِحرام کی حالت میں اگر چوٹ لگ جائے اور خون نکل آئے تو کیا دَم واجب ہے یا صدقہ دینا پڑے گا؟

جواب:... اس سے دَم لازم نہیں آتا، نہ کوئی صدقہ واجب ہے۔ (۲)

عمرہ کرنے کے بعد حج کے لئے اِحرام دھونا

سوال:... حج سے قبل تمتع کا اِحرام باندھ کر عمرہ ادا کیا جائے گا، ۸ ذوالحجہ کو اس اِحرام کو دھوکر باندھنا چاہئے یا بغیر دھوئے ہوئے استعمال کرلیں؟

جواب:... تمتع کا عمرہ کرنے کے بعد اِحرام کی چادروں کو دھونا ضروری نہیں، اگر وہ پاک ہوں تو انہی چادروں میں حج کا اِحرام باندھ سکتے ہیں۔

حالتِ اِحرام میں دانتوں سے خون نکلنے کا کیا حکم ہے؟

سوال:... میں حج پر جارہی ہوں اور اِحرام میں جو اِحتیاط اور آداب ہیں، ان میں ایک اِحتیاط یہ بھی ہے کہ کہیں سے خون نہ نکلے، میرے ساتھ مسئلہ یہ ہے کہ میرے دانتوں سے خون آتا ہے، خاص طور پر سوتے وقت یا کبھی ٹھوکر لگنے سے یا دانت صاف کرتے وقت برش یا اُنگلی لگ جائے، اس سے بھی نکل آتا ہے، اگر اِحرام کی حالت میں خون نکلا ہو تو اس کا کیا حکم ہے؟

جواب:... اس سے اِحرام تو نہیں جاتا، لیکن کوشش کی جائے کہ اِحرام کی حالت میں برش نہ کیا جائے۔ (۳)

اِحرام کے سر پر لگنے، تکیے پر سونے، اِحرام سے آنکھ کا پانی صاف کرنے کا اِحرام پر اَثر اور اُس کا اِزالہ

سوال:... روانگی کے وقت اِحرام باندھا، آنکھ سے پانی آیا، اِحرام سے پونچھا، اِحرام پھنس گیا، سر سے اُتارا، کپڑا سر پر لگا، ایک شخص نے اِحرام کا پلو مارا، اس کا اِحرام سر پر لگا، تکیے پر سویا، گال پر کپڑا لگا، ایک صاحب نے کہا کہ اگر چت بھی لیٹو تو سر کے نیچے

(۱) إذا حک المحرم رأسه أو لحيته فانتثر منها شعر فعليه صدقة. (عالمگیری ج:۱ ص:۲۴۳، کتاب المناسک، الباب الثامن فی الجنايات، الفصل الثالث فی حلق الشعر، وبدائع ج:۲ ص:۱۹۳، کتاب الحج).

(۲) ولَا بأس للمُحرِمِ أن يحتجم أو يفتصد أو يجبر الكسر أو يختتن ...إلخ. (عالمگیری ج:۱ ص:۲۲۴، کتاب المناسک، الباب الرابع فيما يفعله المحرم).

(۳) أيضًا.

ہاتھ رکھو، اس غلطی کا اِزالہ کیسے ہو؟ آپ فرمائیں میں نے کبھی اخبار، کبھی پلاسٹک تھیلے تکیے پر رکھ لئے تھے سوتے وقت، یہ فعل میرا دُرست تھا یا غلط؟

جواب:... ان چیزوں سے کچھ نہیں ہوتا، نہ ان کے اِزالے کی ضرورت ہے۔[1]

کیا ہر مرتبہ عمرہ کے لئے اِحرام دھونا پڑے گا؟

سوال:... ہر مرتبہ عمرہ کرنے کے لئے اِحرام دھونا پڑے گا یا اسی اِحرام کو دُوسری، تیسری مرتبہ پانچ دن تک بغیر دُھلے استعمال کریں؟

جواب:... اِحرام کی چادروں کا ہر مرتبہ دھونا کوئی ضروری نہیں۔

اِحرام کی چادر استعمال کے بعد کسی کو بھی دے سکتے ہیں

سوال:... کیا ہم حج کے بعد اِحرام کسی غریب کو دے دیں کہ وہ اپنی ضرورت کے لئے استعمال کرے؟

جواب:... اِحرام کی چادر خود بھی استعمال کرسکتے ہیں، کسی کو دینا چاہیں تو دے بھی سکتے ہیں۔

اِحرام کو تولیہ کی جگہ استعمال کرنا

سوال:... اِحرام جو کہ تولیہ کے کپڑا کا ہے، اس کو عام استعمال میں تولیہ کی جگہ استعمال کرسکتے ہیں یا نہیں؟

جواب:... کرسکتے ہیں۔

اِحرام کے کپڑے کو بعد میں دُوسری جگہ استعمال کرنا

سوال:... حج اور عمرہ کے دوران جو کپڑا بطور اِحرام استعمال کرتے ہیں، کیا اس کو عام کپڑوں کی طرح گھر میں استعمال کرسکتے ہیں؟ یعنی تولیہ کو تولیہ کی جگہ اور لٹھے کو شلوار قمیص بنا کر پہن سکتے ہیں یا نہیں؟

جواب:... اِحرام کے کپڑوں کا عام استعمال جائز ہے۔

---

(۱) لَا بأس بأن یستظل بالبیت والمحمل .... وکذا لو دخل تحت ستر الکعبة حتّٰی غطاه والستر لَا یصیب رأسه ولَا وجهه لَا بأس به۔ (عالمگیری ج:۱ ص:۲۲۴، کتاب المناسک، الباب الرابع فیما یفعله المحرم بعد الإحرام)۔

طواف

حرم شریف کی تحیۃ المسجد طواف ہے

سوال:... کیا عمرہ ادا کرنے کے بعد مکہ مکرّمہ سے رُخصتی کے وقت طوافُ الوداع ضروری ہے؟ اور کیا عمرہ کے لئے جانے والے شخص کو حرم شریف میں تحیۃ المسجد کے نفل پڑھنا ضروری ہیں؟

جواب:... طوافِ وداع صرف حج میں واجب ہے،(۱) عمرہ میں نہیں،(۲) حرم شریف کی تحیۃ المسجد طواف ہے۔(۳)

طواف سے پہلے سعی کرنا

سوال:... حرمین شریفین میں نماز پڑھنے کے لئے عورتوں کا دوائی وغیرہ کا استعمال کرنا ماہواری کو روکنے کے لئے، آیا یہ عمل بغیر کراہت کے دُرست ہے یا نہیں؟

جواب:... کوئی حرج نہیں۔

سوال:... دُوسرا مسئلہ یہ ہے کہ عورت اپنے ایامِ خاص میں سعی کو مقدم (طواف پر) کرسکتی ہے یا نہیں؟ اگر نہیں کرسکتی تو کس طرح عمرے کو ادا کرے گی؟ آیا وہ تأخیر کرے گی حالتِ طہارت تک یا اِحرام کو اُتار دے گی؟

جواب:... اس صورت میں سعی طواف سے پہلے کرنا صحیح نہیں، پاک ہونے کے بعد طواف و سعی کرکے اِحرام کھولے، اس وقت تک اِحرام میں رہے۔(۴)

اذان شروع ہونے کے بعد طواف شروع کردیا

سوال:... کیا اذان شروع ہونے کے بعد طواف شروع کرنا جائز ہے؟

---

(۱) وأما واجبات الحج فخمسة: السعي بين الصفا والمروة .... وطواف الصدر. (بدائع الصنائع ج:۲ ص:۱۳۳، كتاب الحج). والطواف الوداع وهو واجب عندنا. (فتح القدير ج:۲ ص:۳۹۷، كتاب الحج).

(۲) وأما طواف الصدر فلا يجب على المعتمر. (بدائع ج:۲ ص:۲۲۷، كتاب الحج).

(۳) ان تحية هذا المسجد بخصوصه هو الطواف. (شامي ج:۲ ص:۱۷۹، إرشاد الساري ص:۱۲۶).

(۴) ولو حاضت عند الإحرام أتت بغير الطواف، لقوله عليه السلام لعائشة رضي الله عنها حين حاضت بسرف إفعلي ما يفعل الحاج غير أن لَا تطوفي. (بحر الرائق ج:۲ ص:۳۷۰، طبع دار المعرفة، والدليل لفقه الإسلامي ج:۳ ص:۱۲۶).

جواب:...اگر اذان اور نماز کے درمیان اتنا وقفہ ہو کہ طواف کرسکتا ہے تو اذان کے وقت طواف شروع کرنے میں کوئی مضائقہ نہیں۔ (۱)

بیت اللہ میں اَذانِ مغرب اور نمازِ مغرب کے درمیان طواف کا دوگانہ پڑھنا

سوال:...حرم شریف میں اَذانِ مغرب کے بعد کافی وقفہ ملتا ہے، آیا اس وقفے میں طواف کے دو رکعت نفل یا کوئی نماز قضا وغیرہ پڑھ سکتے ہیں یا نہیں؟

جواب:...اس وقفے میں دوگانۂ طواف اور نمازِ قضا پڑھنا صحیح ہے۔

طواف کے دوران ایذا رسانی

سوال:...دیکھا گیا ہے کہ کچھ لوگ طواف کے دوران تیز دوڑتے ہیں اور سامنے آنے والوں کو دھکا دے کر آگے نکلنے کی کوشش کرتے ہیں، کیا یہ دُرست ہے؟

جواب:...طواف کے دوران لوگوں کو دھکے دینا بہت بُرا ہے۔ (۲)

دورانِ طواف عورتوں کا ٹکرا جانا

سوال:...طواف میں عورتیں بالکل اِحتیاط نہیں کرتیں اور ہمارے اِحتیاط کرنے کے باوجود آگے پیچھے، دائیں بائیں ٹکرا جاتی ہیں۔

جواب:...حتی الوسع خود اِحتیاط سے کام لیا جائے۔

حجرِ اَسود کے اِستلام کا طریقہ

سوال:...کچھ حاجی صاحبان طواف کا ایک چکر پورا ہونے پر حجرِ اَسود کا اِستلام کرتے ہوئے سات مرتبہ ہاتھ اُٹھا کر اگلا چکر شروع کرتے ہیں، جس سے طواف میں رُکاوٹ ہوتی ہے، کیا ان کا یہ عمل دُرست ہے؟

جواب:...سات مرتبہ ہاتھ اُٹھانا غلط ہے، ایک مرتبہ اِستلام کافی ہے۔

اِستلام:...طواف شروع کرنے سے پہلے اور طواف کے ہر چکر کے بعد حجرِ اَسود کو چومنا اور اگر حجرِ اَسود کا چومنا دُشوار ہو تو اس

---

(۱) ولو أقيمت الصلٰوة والرجل يطوف أو يسعٰى يترک الطواف والسعي ويصلي ثم يبني بعد الفراغ من الصلٰوة. (عالمگیری ج:۱ ص:۲۲۷، کتاب المناسک، الباب الخامس في کيفية أداء الحج، هٰکذا في فتح القدير).

(۲) لقوله عليه السلام: وإيذاء المسلم حرام. (بدائع ج:۲ ص:۱۴۶، کتاب الحج، شامي ج:۲ ص:۱۸۰).

کی طرف ہاتھ سے اشارہ کرکے اس کو چوم لینا۔[۱]

حجرِ اَسود اور رُکنِ یمانی کا بوسہ لینا

سوال:... مسئلہ یہ ہے کہ اکثر طواف کے دوران دیکھا گیا ہے کہ مرد اور عورتیں رُکنِ یمانی اور حجرِ اَسود کا بوسہ بہت اہتمام سے ادا کرتے ہیں، اور بعض مرتبہ اس عمل کو ادا کرتے وقت کثرتِ ہجوم اور رش کی بناپر وہ حالت ہوتی ہے جس کو بیان نہیں کیا جاسکتا، یعنی کھلم کھلا مرد اور عورتوں کا اختلاط پایا جاتا ہے، اس کے باوجود اس عمل کو ترک نہیں کیا جاتا، پوچھنا یہ ہے کہ یہ عمل سنت ہے یا واجب؟ جس پر اتنا اہتمام ہوتا ہے، اگر ادا کرنا مشکل ہو (یعنی حجرِ اَسود وغیرہ کا بوسہ) تو اس کا بدل کیا ہے؟ براہِ مہربانی تفصیل سے جواب دیں۔

جواب:... حجرِ اَسود کا اِستلام سنت ہے، بشرطیکہ بوسہ لینے سے اپنے آپ کو یا کسی اور کو ایذا نہ ہو، اگر اس میں دھکم پیل کی نوبت آئے اور کسی مسلمان کو ایذا پہنچے تو یہ فعلِ حرام ہے، اور طواف میں فعلِ حرام کا ارتکاب کرنا اور اپنی اور دُوسروں کی جان کو خطرے میں ڈالنا بہت ہی بے عقلی کی بات ہے۔ اگر آدمی آسانی سے حجرِ اَسود تک پہنچ سکے تو اس کو چوم لے، ورنہ دُور سے اپنے ہاتھوں کو حجرِ اَسود کی طرف بڑھا کر یہ تصوّر کرے کہ گویا میں نے ہاتھ حجرِ اَسود پر رکھ دیئے ہیں اور پھر ہاتھوں کو چوم لے، اس کے ثواب میں کوئی کمی نہیں ہوگی، اِن شاء اللہ۔[۲]

اور رُکنِ یمانی کو بوسہ نہیں دیا جاتا، نہ اس کی طرف اِشارہ کیا جاتا ہے، بلکہ اگر چلتے چلتے اس کو داہنا ہاتھ لگانے کی گنجائش ہو تو ہاتھ لگادے (ہاتھ کو بھی نہ چومے)، ورنہ بغیر اِشارہ کئے گزر جائے۔[۳]

حجرِ اَسود کی توہین

سوال:... جناب! ایک مسئلہ آپ سے پوچھنا ہے، وہ یہ کہ ایک سرمایہ دار خاتون حج کرنے کے لئے گئی اور واپس آکر انہوں نے بتایا کہ دورانِ حج سنگِ اَسود کو بوسہ دینے کے لئے جب میں گئی تو وہاں پر لوگوں کو بوسہ دیتے ہوئے دیکھ کر مجھے گھن آئی، میں نے بوسہ نہیں دیا۔ اس سلسلے میں قرآن اور حدیث کی روشنی میں تحریر فرمائیں کہ شریعت میں ایسی عورت کے لئے کیا حکم ہے؟ آیا وہ دائرۂ اسلام میں ہے یا اس سے خارج ہے؟

---

(۱) (ثم إبتدأ بالحجر الأسود (فاستقبله وكبّر وهلّل) لما روى أن النبى صلى الله عليه وسلم دخل المسجد فابتدأ بالحجر فاستقبله وكبّر وهلّل (ويرفع يديه) أى عند التكبير إفتتاح الطواف لقوله عليه السلام: لَا ترفع الأيدى إلّا فى سبعة مواطن وذكر من جملتها إستلام الحجر (واستلمه إن استطاع فى غير أن يؤذى مسلمًا) يعنى بعد الرفع للإفتتاح والتكبير .... أن يضع يدهٗ ويقبله ...إلخ. (فتح القدير ج:۲ ص:۳۵۳، ۳۵۴، بدائع ج:۲ ص:۱۴۶، عالمگیری ج:۱ ص:۲۲۵).

(۲) الإستلام سُنَّة والتحرز عن أذى المسلم واجب، وإن أمكنه أن يمس الحجر شيئًا فى يده أو يمسه بيده أو يقبل ما مس به ...إلخ. (فتح القدير ج:۲ ص:۳۵۴، كتاب الحج، بدائع ج:۲ ص:۱۴۷، بحر الرائق ج:۲ ص:۳۲۶).

(۳) أما رُكن اليمانى فإن استلمه فحسن وإن تركه لم يضره فى قول أبى حنيفة وأبى يوسف رحمهما الله ...إلخ. (البناية فى شرح الهداية ج:۵ ص:۷۷، كتاب الحج، طبع حقانيه ملتان).

جواب:... اگر اس عورت نے حجرِ اسود کی توہین و بے عزّتی کے ارتکاب کی نیت سے یہ گفتگو کی ہو اور اس کا مقصد حجرِ اسود ہی کی توہین ہو اور اس بوسہ دینے کے عمل سے نفرت ہو تو یہ کلمۂ کفر ہے،[1] اس پر تجدیدِ ایمان واجب ہے اور اس کا نکاح شوہر سے ٹوٹ گیا۔ اور اگر اس کا ارادہ یہ ہو کہ چونکہ اس پر لوگوں کا لعاب و تھوک پڑتا ہے جو قابلِ نفرت ہے، یا اس کا مقصد تکبر کی بنا پر لوگوں کی اہانت ہے تو کفر کا حکم تو نہیں ہوگا لیکن بدترین قسم کے فسق (گناہ) ہونے میں کلام نہیں ہے، اس عورت پر توبہ واجب ہے۔[2] اور اگر اس خاتون کو اس بات سے گھن آئی کہ سب مرد، عورتیں اکٹھے بوسے دے رہے ہیں اور اس کو حیا مانع آئی کہ وہ مردوں کے مجمع میں گھس کر بوسہ دے تو اس کا یہ فعل بلاشبہ صحیح ہے، اور کسی مسلمان کے قول و عمل کو حتی الوسع اچھے معنی پر ہی محمول کرنا چاہئے۔

طواف کے ہر چکر میں نئی دُعا پڑھنا ضروری نہیں

سوال:... طواف میں سات چکر ہوتے ہیں، ہر چکر میں نئی دُعا پڑھنی ضروری ہے یا کوئی سی دُعا پڑھی جاسکتی ہے؟

جواب:... ہر چکر میں نئی دُعا پڑھنا کوئی ضروری نہیں، بلکہ جس دُعا یا ذکر میں خشوع زیادہ ہو اس کو پڑھے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے رُکنِ یمانی اور حجرِ اسود کے درمیان "رَبَّنَا اٰتِنَا فِی الدُّنْیَا حَسَنَةً" والی دُعا منقول ہے۔ طواف کے سات چکروں کی جو دُعائیں کتابوں میں لکھی ہیں یہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے منقول نہیں، بعض بزرگوں سے منقول ہیں۔ عام لوگ نہ تو ان کا صحیح تلفظ کرسکتے ہیں، نہ ان کے معنی و مفہوم سے واقف ہیں، اور پھر طواف کے دوران چلّا چلّا کر پڑھتے ہیں جس سے دُوسروں کو بھی تشویش ہوتی ہے، اور بعض قرآن مجید کی تلاوت بلند آواز سے کرتے ہیں، ایسا کرنا نامناسب ہے۔ تیسرا کلمہ، چوتھا کلمہ، دُرود شریف یا کوئی دُعا جس میں دِل لگے، زیرِ لب پڑھتے رہنا چاہئے۔[3]

اِضطباع ساتوں چکروں میں ہے

سوال:... مجھ کو جو بھی کتاب دیکھنے کا اتفاق ہوا ہے میں نے اس میں یہی لکھا ہوا پایا ہے کہ اِضطباع "جس طواف میں اِضطباع مسنون ہے" پورے طواف یعنی ساتوں چکروں میں مسنون ہے۔ لیکن ہماری مسجد کے اِمام صاحب کا کہنا ہے کہ رَمل کی طرح یہ بھی صرف پہلے تین چکروں میں مسنون ہے، ان کو لوگوں نے ٹوکا کہ مسئلہ غلط بتلا رہے ہیں، لیکن وہ اپنی بات پر اَڑے رہے۔ برائے مہربانی بتلائیں کہ حنفی فقہ میں واقعی ایسی کوئی روایت ہے؟

---

(۱) وفی تتمة الفتاویٰ: من استخف بالقرآن .... أو بنحو مما یعظم فی الشرع کفر۔ (شرح فقه أكبر ص:۲۰۵)۔

(۲) ما یکون کفرًا إتفاقًا یبطل العمل والنکاح .... وما فیه خلاف یؤمر بالإستغفار والتوبة وتجدید النکاح۔ (درمختار ج:۴ ص:۲۴۶، باب المرتد، طبع ایچ ایم سعید)۔

(۳) عن یحیی بن عبید عن أبیه أنه سمع عبدالله بن السائب یقول: سمعت رسول الله صلی الله علیه وسلم یقول: بین الرکنین: ربنا آتنا فی الدنیا حسنة وفی الآخرة حسنة وقنا عذاب النار۔ (السنن الکبریٰ للبیهقی ج:۵ ص:۸۴، شامی ج:۲ ص:۱۸۴)۔ یکره أن یرفع صوته بالقراءة ولَا بأس بقراءته فی نفسه .... وان الذکر أفضل منها مأثورًا أوّلًا کما هو مقتضی الإطلاق۔ (شامی ج:۲ ص:۱۸۳، باب الکسوف، طبع سعید)۔

جواب:... مناسک ملا علی قاریؒ میں لکھا ہے کہ اِضطباع ساتوں پھیروں میں مسنون ہے۔[1] علامہ شامی ردّ المحتار میں لکھتے ہیں:

"وفی شرح اللباب: واعلم ان الْاضطباع سنة فی جمیع اشواط الطواف۔ کما صرح به ابن الضیاء۔" (رد المحتار ج:۲ ص:۴۹۵)۔

ترجمہ:... "اور شرح لباب میں ہے: واضح ہو کہ اِضطباع تمام چکروں میں مسنون ہے، جیسا کہ ابن ضیاء نے اس کی تصریح کی ہے۔"

سوال:... میں نے کتابوں میں یہی لکھا ہوا پایا ہے کہ اگر کوئی شخص اِحرام میں مرجائے تو غیرمحرِم کی طرح اس کو کفن دیا جائے، اس کا سر ڈھانکا جائے، کافور اور خوشبو وغیرہ لگائی جائے، لیکن ہماری مسجد کے اِمام صاحب کا کہنا ہے کہ اس کو اِحرام ہی کے کپڑوں میں دفن کیا جائے، لیکن اگر عورت ہو تو اس کو کفن دیا جائے۔ برائے مہربانی بتلائیں کہ اس معاملے میں حنفی فقہ کیا ہے؟ کیا واقعی مرد کے لئے الگ حکم ہے اور عورت کے لئے الگ؟

جواب:... حنفیہ کے نزدیک موت سے اِحرام ختم ہوجاتا ہے، لہٰذا اگر کوئی شخص حالتِ اِحرام میں فوت ہوجائے تو اسے بھی عام مرنے والوں کی طرح مسنون کفن دیا جائے گا، اس کا سر ڈھانکا جائے گا اور خوشبو بھی لگائی جائے گی۔[2] یہ بات دُوسری ہے کہ قیامت کے دن اس کو حالتِ اِحرام میں اُٹھایا جائے گا۔[3]

طواف کے چودہ چکر لگانا

سوال:... ہم عمرہ کے لئے گئے اور طواف کے سات شوط یعنی سات چکر کی جگہ چودہ چکر لگادئیے، اس کے بعد سعی وغیرہ کی، کیا یہ عمل دُرست ہوا؟

جواب:... طواف تو سات ہی شوط کا ہوتا ہے، گویا آپ نے مسلسل دو طواف کرلئے، ایسا کرنا نامناسب تھا، مگر اس پر کوئی کفارہ یا جرمانہ نہیں، البتہ آپ کے ذمہ دو طوافوں کے دو دوگانے لازم ہوگئے تھے، یعنی چار رکعتیں، اگر آپ نے نہ پڑھی

(۱) واعلم ان الْاضطباع سُنّة فی جمیع أشواط الطواف کما صرح به ابن الضیاء۔ (مناسک لمُلّا علی القاریؒ ص:۸۸)۔

(۲) والمُحرم وغیر المُحرم فی ذالک سواء یطیب ویغطی وجهه ورأسه .... هٰکذا فی المحیط۔ (عالمگیری ج:۱ ص:۱۶۱، کتاب الصلاة، الباب الحادی والعشرون فی الجنائز، الفصل الثالث فی التکفین)۔

(۳) عن جابر بن عبدالله قال: سمعت النبی صلی الله علیه وسلم یقول: یبعث کل عبد علٰی ما مات علیه۔ وعن ابن عباس أن رجلًا کان مع رسول الله صلی الله علیه وسلم مُحرمًا فوقصته ناقته فمات، فقال رسول الله صلی الله علیه وسلم: اغسلوه بماء وسدر وکفنوه فی ثوبه ولَا تمسوه بطیب ولَا تخمروا رأسه فإنه یبعث یوم القیامة ملبیًا، وفی روایة: ملبهًا۔ أخرجه البخاری۔ (التذکرة ص:۱۱۲ فی أحوال الموتٰی واُمور الآخرة)۔

ہوں تو اَب پڑھ لیں۔[1]

بیت اللہ کی دیوار کو چومنا مکروہ اور خلافِ ادب ہے

سوال:... بیت اللہ کی دیوار کو بوسہ دے سکتا ہے؟ اگر بوسہ لیا ہے تو گناہ گار ہوا یا نہیں؟

جواب:... صرف حجرِ اَسود کا بوسہ لیا جاتا ہے، کسی اور جگہ کا چومنا مکروہ ہے، اور ادب کے خلاف ہے۔[2]

طوافِ عمرہ کا ایک چکر حطیم کے اندر سے کیا تو دَم واجب ہے

سوال:... میں اور میرا دوست اس مرتبہ حج کے لئے گئے تھے، ہم نے حجِ قران کا اِحرام باندھا تھا، جب ہم عمرے کا طواف کر رہے تھے تو چونکہ جم غفیر تھا اس لئے ہم تیسرے یا چوتھے شوط میں حطیم کے اندر سے گزر گئے، پہلے ہمیں علم نہیں ہوسکا، جب حطیم کی دُوسری طرف سے نکلے تو معلوم ہوا کہ یہ حطیم تھا۔ اس طرح ہمارا یہ شوط نامکمل ہوا، لیکن ہم نے اس کا اعادہ نہیں کیا۔ بس اس وقت ذہن سے بات نکل گئی۔ اب اس بارے میں مجھے کوئی تسلی بخش جواب نہیں مل رہا، چونکہ ہم نے اکثر اَشواط ادا کئے لہٰذا فرض ادا ہوگیا، اب اگر عمرے کا ہر شوط واجب ہے تو پھر ترکِ واجب ہوا، لہٰذا دَم آئے گا اور قران والے کے لئے دو دَم ہوں گے، بہرحال یہ تحقیق آپ کی ہے۔ الغرض مجھ پر دَم ہے یا نہیں؟ اور اگر ہے تو اس کی ادائیگی کی کیا صورت ہوگی؟ اُمید ہے اوّلین فرصت میں جواب دے کر تشفی فرمائیں گے، اللہ تعالیٰ آپ کے فیض کو تا حیات جاری و ساری رکھے، آمین!

جواب:... آپ پر اور آپ کے رفیق پر عمرے کے طواف کا ایک چکر اَدھورا چھوڑنے کی وجہ سے ایک ایک دَم واجب ہے۔[3] یہ جو قاعدہ ہے کہ قران والے کے ذمہ دو دَم ہوتے ہیں، وہ یہاں جاری نہیں ہوتا۔ دَم ادا کرنے کی صورت یہ ہے کہ آپ کسی مکہ مکرّمہ جانے والے کے ہاتھ اتنی رقم بھیج دیں جس سے بکرا خریدا جاسکے، وہ صاحب بکرا خرید کر حدودِ حرم میں ذبح کرادیں اور گوشت فقراء اور مساکین میں تقسیم کردیں، غنی اور مال دار لوگ اس گوشت کو نہ کھائیں۔

مقامِ ابراہیم پر نماز واجب الطّواف ادا کرنا

سوال:... بعض حضرات یہ جانتے ہوئے کہ مجمع زیادہ ہے مگر مقامِ ابراہیم پر نماز واجب الطّواف پڑھنے لگتے ہیں، جس

---

(۱) (ثمانية أشواط) أى بزيادة واحدة على سبعة (إن كان) أى الطائف حين فى شرع فى هٰذا الشوط (على ظن ان الثامن سابع فلا شيء عليه كالمظنون). (ارشاد السارى ص:۱۱۳، طبع دار الفكر، بيروت). فعليه لكل اسبوع ركعتان على حدتين) فى ضمن فرض أو سُنّة. (ارشاد السارى ص:۱۱۳).

(۲) (قوله ويكره إستلام غيرهما) وهو الركن العراقى والشامى لأنهما ليسا ركنين حقيقة بل فى وسط البيت لأن بعض الحطيم فى البيت. (بحر الرائق ج:۲ ص:۳۳۰، كتاب الحج).

(۳) ولو طاف فى داخل الحجر فعليه أن يعيد لأن الحطيم لما كان من البيت فإذا طاف فى داخل الحطيم فقد ترك الطواف ببعض البيت والمفروض هو الطواف بكل البيت لقوله تعالىٰ: (وليطوّفوا بالبيت العتيق) والأفضل أن يعيد الطواف .... ولو لم يعد حتى عاد إلى أهله يجب عليه الدم لأن الحطيم ربع البيت فقد ترك من طوافه ربعه. (بدائع ج:۲ ص:۱۳۲، كتاب الحج، عالمگيرى ج:۱ ص:۲۲۵، كتاب المناسك).

سے ان کو بھی چوٹ لگنے کا اندیشہ رہتا ہے، نیز ضعیف و مستورات کے زخمی ہوجانے کا احتمال ہے، کیا یہ نماز ہجوم سے ہٹ کر نہیں پڑھی جاسکتی؟

جواب:...ضرور پڑھی جاسکتی ہے، اور اگر مقامِ ابراہیم پر نماز پڑھنے سے اپنے آپ کو یا کسی دُوسرے کو تکلیف پہنچنے کا اندیشہ ہو تو مقامِ ابراہیم پر نماز نہ پڑھی جائے کہ کسی کو ایذا پہنچانا حرام ہے۔ (۱)

طواف کی دو رکعت نفل کیا مقامِ ابراہیم پر ادا کرنا ضروری ہے؟

سوال:...طواف کے آخر میں دو رکعت نفل جو ادا کرتے ہیں، کیا وہ مقامِ ابراہیم پر ہی ادا کرنا ضروری ہے یا نہیں اور کہیں مثلاً چھت وغیرہ پر ادا کیا جاسکتا ہے؟

جواب:...اگر جگہ ہو تو مقامِ ابراہیم پر پڑھنا افضل ہے، یا حطیم میں گنجائش ہو تو وہاں پڑھ لے، ورنہ کسی جگہ بھی پڑھ سکتا ہے، بلکہ مسجدِ حرام سے باہر اپنے مکان پر پڑھے تب بھی جائز ہے، کوئی کراہت نہیں۔ (۲)

ہر طواف کی دو نفل غیر ممنوع اوقات میں ادا کرنا

سوال:... بیت اللہ شریف کے طواف کے بعد دو رکعت نفل (واجب الطّواف) ممنوع وقت (صبح فجر سے طلوعِ آفتاب تک اور شام عصر سے مغرب تک) پڑھنے چاہئیں یا نہیں؟ کئی علماء کہتے ہیں کہ ان نفلوں کا ممنوع وقت نہیں ہے، ہر وقت پڑھے جاسکتے ہیں، اور کئی علماء کہتے ہیں کہ ممنوع وقت گزرنے کے بعد پڑھنے چاہئیں۔ اگر ممنوع وقت کے بعد پڑھے جائیں تو اس وقت جتنے بھی طواف کئے جائیں، ان سب کے ایک دفعہ دو نفل پڑھے جائیں یا دو دو نفل ہر طواف کے الگ الگ پڑھے جائیں؟

جواب:... اِمام ابوحنیفہؒ کے نزدیک ممنوع اوقات (یعنی عصر کے بعد سے مغرب تک، فجر کے بعد سے اِشراق تک اور زوال کے وقت) دوگانۂ طواف ادا کرنا جائز نہیں، اس دوران جتنے طواف کئے ہوں، مکروہ وقت ختم ہونے کے بعد ان کے دوگانے الگ الگ ادا کرلے۔ (۳)

---

(۱) وإذا فرغ من الطواف يأتي مقام إبراهيم عليه السلام ويصلي ركعتين وإن لم يقدر على الصلٰوة في المقام بسبب المزاحمة يصلي حيث ...إلخ. (عالمگيری ج:۱ ص:۲۲۶، كتاب المناسک). ثم يأتي المقام (أي مقام إبراهيم عليه السلام) فيصلي عنده ركعتين أو حيث تيسر. (هداية ج:۱ ص:۲۲۲، كتاب الحج).

(۲) وإذا فرغ من الطواف يأتي مقام إبراهيم عليه السلام ويصلي ركعتين وإن لم يقدر على الصلٰوة في المقام بسبب المزاحمة يصلي حيث لَا يعسر عليه من المسجد كذا في الظهيرية. وإن صلّى في غير المسجد جاز. كذا في فتاوىٰ قاضيخان. (عالمگيری ج:۱ ص:۲۲۶، فتح القدير ج:۲ ص:۳۵۹، بحر الرائق ج:۲ ص:۳۲۱).

(۳) ولو صلّاها في وقت مكروه قيل صحت مع الكراهة ويجب قطعها فإن مضٰى فيها فالأحب أن يعيدها لباب .... لَا تنعقد في ثلاثة من الأوقات المنهية أعني الطلوع والإستواء والغروب ...إلخ. (شامی ج:۲ ص:۱۸۴). (ولَا يصلي في وقت مكروه) أي للفرائض والنوافل لأئمتنا. (ارشاد الساری ص:۶۸).

دورانِ طواف وضو ٹوٹ جائے تو کیا کرے؟

سوال:...طوافِ کعبہ کے دوران یا حج کے ارکان ادا کرتے وقت اگر وضو ٹوٹ جائے تو کیا دوبارہ وضو کر کے ارکان ادا کرنے ہوں گے؟ عرفات میں قیام کے دوران یا سعی کرتے وقت؟ براہ کرم تفصیل سے جواب دیں۔

جواب:...طواف کے لئے وضو شرط ہے، اگر طواف کے دوران وضو ٹوٹ جائے تو وضو کر کے دوبارہ طواف کیا جائے، اور اگر چار یا پانچ پھیرے پورے کر چکا ہو تو وضو کر کے باقی پھیرے پورے کر لے، ورنہ نئے سرے سے طواف شروع کرے۔[1] البتہ سعی کے دوران وضو شرط نہیں، اگر بغیر وضو کے سعی کر لی تو ادا ہو جائے گی، یہی حکم وقوفِ عرفات کا ہے۔[2]

طواف میں بار بار وضو ٹوٹے تو کیا کیا جائے؟

سوال:...مسئلہ یہ ہے کہ میں شوگر کی مریضہ ہوں، میرے ساتھ یہ مسئلہ بھی ہے کہ گیس کی وجہ سے میرا وضو نہیں رہتا، نماز کے لئے میں ہر وقت تازہ وضو کرتی ہوں، دورانِ طواف اگر اس طرح بار بار وضو ٹوٹ جائے تو کیا میرا طواف ہو جائے گا؟

جواب:...کوشش کریں کہ آپ طواف باوضو کریں، اور اگر چار چکروں کے بعد وضو ٹوٹ جائے تو دوبارہ وضو کر کے باقی ماندہ چکر پورے کر لیں، اور کسی طبیب سے دوائیں لیں جس سے آپ کا وضو نہ ٹوٹے، اور اگر کسی حالت میں آپ کا وضو ٹھہرتا ہی نہیں، تو آپ معذور ہیں۔[3]

عمرہ کے طواف کے دوران ایام آنے والی لڑکی کیا کرے؟

سوال:...ایک بچی اپنے والدین کے ہمراہ عمرہ اور زیارتِ مدینہ منوّرہ کے لئے روانہ ہوئی، روانہ ہونے کے وقت بچی بلوغت کو نہیں پہنچی تھی، اس کی عمر تقریباً ۱۲ برس تھی، مکہ مکرّمہ پہنچنے پر عمرہ کا طواف کیا اور پھر سعی کی، اور سعی کے بعد بچی نے اپنی والدہ کو حیض آنے کی اطلاع ناواقفیت کی وجہ سے بڑی گھبراہٹ کے عالم میں کی، میں نے اس سے دریافت کیا کہ یہ کب سے شروع ہوا؟ تو اس نے بتایا کہ طواف کے دوران شروع ہوا۔ گویا اس حالتِ حیض میں اس نے پورا یا طواف کا بیشتر حصہ ادا کیا، اور پھر اسی حالت میں سعی بھی کی۔ ایسی صورت میں اس بچی کے اس فعل پر جو ناواقفیت کے عالم میں ہوا، کوئی چیز واجب ہوگی؟ اگر ہوگی تو کیا چیز ادا کرنی ہوگی؟

---

(۱) إلّا أنه يشترط أن يكون الطواف على الطهارة عن الجنابة والحيض، لأن السعي مرتب عليه ومن توابعه، والطواف مع الجنابة والحيض لَا يعتد به حتى تجب إعادته ...إلخ۔ (بدائع ج:۲ ص:۱۳۵، فتح القدير ج:۲ ص:۴۵۸)۔ عن عائشة رضي الله عنها، ان أوّل شيء بدأ به حين قدم مكة أن توضأ ثم طاف بالبيت۔ (السنن الكبرىٰ للبيهقي ج:۵ ص:۸۶، البحر الرائق ج:۱ ص:۱۹۷)۔

(۲) وإن سعىٰ جنبًا أو حائضًا أو نفساء فسعيه صحيح۔ (هندية ج:۱ ص:۲۴۷ طبع رشيديه)۔

(۳) والمستحاضة ومن به سلس البول .... يتوضؤن لوقت كل صلاة .... وكذا كل من هو في معناها وهو من ذكرناه ومن به إستطلاق البطن وانفلات ريح لأن الضرورة بهٰذا يتحقق وهي نعم الكل۔ (هداية، كتاب الطهارة ص:۵۰ تا ۵۲)۔

جواب:...اس کو چاہئے تھا کہ عمرہ کا اِحرام نہ کھولتی، بلکہ پاک ہونے کے بعد دوبارہ طواف اور سعی کرتی۔ بہرحال چونکہ اس نے اِحرام نابالغی کی حالت میں باندھا تھا اس لئے اس پر دَم جنایت نہیں۔ مناسک مُلّا علی قاریؒ میں ہے:

"(وان ارتکب) أیّ الصبی شیئًا من المحظورات (لَا شیٔ علیه) أیّ ولو بعد بلوغه لعدم تکلیفه قبله۔" (ارشاد الساری ص:۴۹)

ترجمہ:...''اور اگر بچے نے ممنوعاتِ اِحرام میں سے کسی چیز کا ارتکاب کیا تو اس کے ذمہ کچھ نہیں، خواہ یہ ارتکاب بلوغ کے بعد ہو، کیونکہ وہ اس سے پہلے مکلّف نہیں تھا۔''

معذور شخص طواف اور دوگانہ نفل کا کیا کرے؟

سوال:...معذور شخص کو طواف کے بعد دو رکعت نفل پڑھنا کیسا ہے؟

جواب:...جیسے فرض نماز پڑھتا ہے ویسے ہی دوگانہ طواف پڑھے، یعنی کھڑے ہوکر، اگر اس کی اِستطاعت نہ ہو تو پھر بیٹھ کر پڑھے[1] اور طواف خود یا کسی کے سہارے سے کرے یا پھر ڈولی میں جیسے کہ عام معذور لوگ وہاں کرتے ہیں۔[2]

آبِ زم زم پینے کا طریقہ

سوال:...آبِ زم زم کے متعلق حدیث شریف میں حکم ہے کہ کھڑے ہوکر پیا جائے۔ عرض ہے کہ یہ حکم صرف حج و عمرہ ادا کرتے وقت ہے یا کسی بھی وقت اور کسی بھی جگہ پیا جائے تو کھڑے ہوکر اور قبلہ رُخ ہوکر پینا چاہئے؟ یا قبلہ رُخ ہونے کی پابندی نہیں ہے؟ کیونکہ حاجی صاحبان جب اپنے ساتھ آبِ زم زم لے جاتے ہیں تو وہاں بعض لوگ کھڑے ہوکر پیتے ہیں اور بعض لوگ بیٹھ کر پیتے ہیں۔

جواب:...آبِ زم زم کھڑے ہوکر قبلہ رُخ ہوکر پینا مستحب ہے، حج و عمرہ کی تخصیص نہیں۔[3]

---

(۱) تعذر علیه القیام أو خاف زیادة المرض صلّی قاعدًا یرکع ویسجد۔ (بحر الرائق ج:۲ ص:۱۱۲، عالمگیری ج:۱ ص:۱۳۶)۔

(۲) أن طاؤسًا أخبره أن رسول الله صلی الله علیه وسلم مر وهو یطوف بالکعبة برجل یقود رجلًا .... ثم أمره أن یقوده بیده۔ (السنن الکبریٰ للبیهقی ج:۵ ص:۸۸ و ۹۹، عالمگیری ج:۱ ص:۲۳۶)۔

(۳) عن ابن عباس رضی الله عنهما أن النبی صلی الله علیه وسلم شرب من زمزم وهو قائمٌ۔ (ترمذی ج:۲ ص:۱۰)۔ عن عمرو بن شعیب عن أبیه عن جده قال: رأیتُ رسول الله صلی الله علیه وسلم یشرب قائمًا وقاعدًا۔ هٰذا حدیث حسنٌ صحیح۔ (ترمذی ج:۲ ص:۱۰)۔ وکیفیتهٗ أن یأتی زمزم فیستقی بنفسه الماء فیشربه مستقبل القبلة۔ (عالمگیری ج:۱ ص:۲۳۰، شامی ج:۱ ص:۹۵ طبع مکتبه رشیدیه کوئٹه)۔ أیضًا قوله شرب من ماء زمزم أی قائما مستقبلا القبلة ...إلخ۔ (شامی ج:۲ ص:۵۲۴)۔

حج کے اعمال

حج کے ایام میں دُوسرے کو تلبیہ کہلوانا

سوال:... حج کے ایام میں بعض دفعہ دیکھا گیا ہے کہ بس میں سوار ایک آدمی تلبیہ پڑھتا ہے اور باقی اس کی تکرار کرتے ہیں، کیا یہ جائز ہے؟

جواب:... عوام کی آسانی کے لئے اگر ایسا کیا جاتا ہو تو اس میں کوئی مضائقہ نہیں ہے، ورنہ آواز میں آواز ملاکر تلبیہ نہ کہا جائے۔[1]

اَن پڑھ والدین کو حج کس طرح کرائیں؟

سوال:... زید حج کرنا چاہتا ہے، ساتھ ہی اپنے والد اور والدہ کو بھی حج کروانا چاہتا ہے، لیکن دونوں ماں باپ بالکل اَن پڑھ ہیں۔ سورۂ فاتحہ تک صحیح نہیں آتی، کوشش کے باوجود سکھانا ناممکن ہے، آیا اس صورت میں حج کے لئے زید اپنے والدین کو ساتھ لے جائے؟ حج صرف نام کے لئے تو نہیں ہوتا، اَزراہِ کرم تفصیل سے سمجھائیے۔

جواب:... حج میں تلبیہ پڑھنا فرض ہے، اس کے بغیر اِحرام نہیں بندھے گا۔[2] ان کو تلبیہ سکھا دیا جائے، حج ان کا ہو جائے گا، اور اگر ان کو تلبیہ کے الفاظ یاد نہیں ہوتے تو کم سے کم اتنا تو ہوسکتا ہے کہ اِحرام باندھتے وقت ان کو تلبیہ کے الفاظ کہلا دیئے جائیں، اور وہ آپ کے ساتھ ساتھ کہتے جائیں، اس سے تلبیہ کا فرض ادا ہو جائے گا۔[3]

---

(۱) (وإذا كانوا جماعة) وأقلها هنا اثنان ولذا قال (لَا يمشي أحد على تلبية الآخر) لأنه يشوش الخواطر، ويفوت كمال سمع الحاضر (بل كل إنسان يلبي بنفسه) أي منفرد بصوته (دون أن يمشي على صوت غيره) أي على وجه المعية لَا الشبهية ... إلخ. (المسلك المتقسط في المنسك المتوسط ص:۷۱ طبع دار الفكر بيروت، أيضًا غنية الناسك، باب الإحرام ص:۷۶).

(۲) فصل وشرط التلبية أن تكون باللسان .... والتلبية مرة فرض وهو عند الشروع لَا غير ... إلخ. (المسلك المتقسط في المنسك المتوسط ص:۷۰). أما فرائض الحج .... فثلاث: الأوّل الإحرام قبل الوقوف بعرفة .... وآية ثبوت هٰذا المعنى نية إلتزام نسك مع التلبية، أو ما يقوم مقامها كذا في الفتح. فله فرضان: النية والتلبية أو ما يقوم مقامها من الذكر. (غنية الناسك، باب فرائض الحج ص:۴۴).

(۳) ولو كان مكان التلبية تسبيح أو تحميد أو تهليل .... وما أشبه ذٰلك ونوىٰ به الإحرام صار مُحرِمًا سواء كان يحسن التلبية أو لَا يحسنها بالإجماع وكذا إذا أتى بلسان آخر أجزأه سواء كان يحسن العربية أو لَا يحسنها كذا في شرح الطحاوي. (فتاوىٰ عالمگيري، كتاب الحج، الباب الثالث في الإحرام، ج:۱ ص:۲۲۲، أيضًا غنية الناسك ص:۷۶ طبع إدارة القرآن).

حرم اور حرم سے باہر صفوں کا شرعی حکم

سوال:... حرم میں اور حرم کے باہر نماز کی صفوں کے بارے میں کیا حکم ہے؟ حرم میں بھی صفوں کے درمیان خاصا فاصلہ ہوتا ہے، اور حرم میں جگہ ہونے کے باوجود حرم کے باہر بھی نماز ہوتی ہے۔ حرم کے باہر ۳، ۴ سو گز بلکہ زیادہ فاصلے تک کوئی صف نہیں ہوتی، سرنگ منفلہ میں صفیں قائم کرلی جاتی ہیں، کیا ان صفوں میں شامل ہونے سے نماز ہوجاتی ہے؟

جواب:... حرم شریف میں تو اگر صفوں کے درمیان فاصلہ ہو تب بھی نماز ہوجائے گی،[1] اور حرم شریف سے باہر اگر صفیں متصل ہوں درمیان میں فاصلہ نہ ہو تو نماز صحیح ہے، اور اگر درمیان میں سڑک ہو یا زیادہ فاصلہ ہو تو نماز صحیح نہیں۔[2]

جن لوگوں کو حج کی دُعائیں یاد نہ ہوں وہ کیا کریں؟

سوال:... جو لوگ ارکانِ حج کی دُعائیں یاد نہیں کرسکتے، ان کے لئے کیا حکم ہے؟

جواب:... دُعائیں یاد نہیں تو جو دُعائیں آتی ہوں وہ پڑھتے رہیں۔

کیا عورتوں کو حرم شریف، مسجدِ نبوی میں جانا جائز ہے؟

سوال:... مسجد میں عورتوں کا داخلہ منع ہے، جبکہ عورتیں حج اور عمرے میں مسجدِ نبوی اور حرم شریف میں جاتی ہیں، جبکہ عام مساجد میں نہیں جاتیں، اس کی کیا وجہ ہے؟

جواب:... بہتر یہ ہے کہ حرم شریف اور مسجدِ نبوی میں بھی نہ جایا کریں، گھر پر نماز پڑھا کریں۔[3]

دورانِ حج میاں بیوی کی ناراضی

سوال:... ایک شخص حج کے لئے روانگی سے قبل اپنی بیوی کو اس کے والدین کے گھر دُوسرے شہر لے گیا، مگر بیوی اپنی والدہ اور بھائیوں کے کہنے میں آکر شوہر کے ساتھ دوبارہ کراچی جانے سے انکاری ہوگئی۔ بیوی کی والدہ نے اس کے شوہر سے کہا کہ تم سامان لے جاؤ، میری بیٹی، بھائیوں کے ساتھ ایئرپورٹ پہنچ جائے گی۔ شوہر ناراض ہوکر چلا گیا۔ بیوی اپنے بھائیوں کے ساتھ کراچی آئی، مگر شوہر کی ناراضی برقرار رہی۔ سعودی عرب میں شوہر نے بیوی سے احسن طریقے سے برتاؤ کیا۔ رہائش، سفر وغیرہ میں ہر طرح کا

---

(۱) فإن المسجد مكان واحد ولذا لم يعتبر فيه الفصل بالخلاء إلّا إذا كان المسجد كبيرًا جدًّا۔ (رد المحتار ج:۱ ص:۵۸۶)۔

(۲) إذا كان بين الإمام وبين المقتدى طريق إن كان ضيّقًا لَا يمرّ فيه العجلة لَا يمنع، وإن كان واسعًا يمرّ فيه العجلة يمنع إذا لم تكن الصفوف متصلة على الطريق أما إذا اتصلت الصفوف لَا يمنع الإقتداء۔ (عالمگیری ج:۱ ص:۸۷)۔ أيضًا: وعند إتصال الصفوف يصير المكان واحدًا حكمًا فلا يمنع كما مر۔ (رد المحتار ج:۱ ص:۵۸۶)۔

(۳) صلاة المرأة في بيتها خير من صلاتها في حجرتها، وصلاتها في حجرتها خير من صلاتها في دارها، وصلاتها في دارها خير من صلاتها خارج۔ (طس عن أمّ سلمة، كنز العمال ج:۷ رقم:۲۰۸۶۹)۔ خير مساجد النساء قعر بيوتهن۔ (ج:۷ رقم:۲۰۸۶۸)۔

خیال رکھا، مگر اس کے دِل میں بیوی کے لئے ناراضی برقرار رہی۔ اس طرح سے عورت کا حج قبول ہوتا ہے یا نہیں؟

جواب:... عورت کا یہ رویہ شریعت کے خلاف ہے، اور شوہر کی ناراضی کی وجہ سے وہ گناہگار ہے۔ حج کی فرضیت تو ادا ہوگئی، مگر برکات سے محرومی کا اندیشہ ہے۔ (۱)

حج کے دوران عورتوں کے لئے اَحکام

سوال:... میرا اسی سال حج کا ارادہ ہے، مگر میں اس بات سے بہت پریشان ہوں کہ اگر حج کے دوران عورتوں کے خاص ایام شروع ہوجائیں تو کیا کرنا چاہئے اور مسجدِ نبوی میں چالیس نمازوں کا حکم ہے، اس دوران اگر ایام شروع ہوجائیں تو کیا کیا جائے؟

جواب:... آپ کی پریشانی مسئلہ معلوم نہ ہونے کی وجہ سے ہے، حج کے افعال میں سوائے بیت اللہ شریف کے طواف کے کوئی چیز ایسی نہیں جس میں عورتوں کے خاص ایام رُکاوٹ ہوں۔

اگر حج یا عمرہ کا اِحرام باندھنے سے پہلے ایام شروع ہوجائیں تو عورت غسل یا وضو کرکے حج کا اِحرام باندھ لے، (۲) اِحرام باندھنے سے پہلے جو دو رکعتیں پڑھی جاتی ہیں، وہ نہ پڑھے۔ حاجی کے لئے مکہ مکرّمہ پہنچ کر پہلا طواف (جسے طوافِ قدوم کہا جاتا ہے) سنت ہے، اگر عورت خاص ایام میں ہو تو یہ طواف چھوڑ دے، منیٰ جانے سے پہلے اگر پاک ہوگئی تو طواف کرلے ورنہ ضرورت نہیں، اور نہ اس پر اس کا کفارہ ہی لازم ہے۔ (۳)

دُوسرا طواف دس تاریخ کو کیا جاتا ہے، جسے "طوافِ زیارت" کہتے ہیں، یہ حج کا فرض ہے، اگر عورت اس دوران خاص ایام میں ہو تو طواف میں تأخیر کرے، پاک ہونے کے بعد طواف کرے۔ (۴)

---

(۱) وأما آدابه .... يبدأ بالتوبة وإخلاص النيّة واستحلال من خصومه ومن كل عامله. (عالمگيرى ج:۱ ص:۲۱۹).

(۲) مالک عن نافع أن عبدالله بن عمر كان يقول: المرأة الحائض التى تهل بالحج أو العمرة انها تهل بحجها أو عمرتها إذا أرادت ولٰكن لَا تطوف بالبيت ولَا بين الصفا والمروة وهى تشهد المناسک كلها مع الناس غير انها لَا تطوف بالبيت ولَا بين الصفا والمروة ولَا تقرب المسجد حتّى تطهر. (مؤطا إمام مالک ص:۳۵۲ طبع مير محمد كتب خانه). أيضًا: وإذا حاضت عند الإحرام اغتسلت وأحرمت وصنعت كما يصنعه الحاج غير انها لَا تطوف بالبيت حتّى تطهر، لحديث عائشة رضى الله عنها حين حاضت بسرف، ولأن الطواف فى المسجد والوقوف فى المفازة وهٰذا الإغتسال للإحرام لَا للصلٰوة فيكون مفيدًا. (الهداية مع فتح القدير، كتاب الحج، قبيل باب الجنايات ج:۲ ص:۲۲۲ تا ۲۲۴).

(۳) (ولو تركه) أى طواف القدوم (كله فلا شىء عليه لأنه ليس بواجب إلّا أنه كره ...إلخ. (المسلک المتقسط ص:۲۳۶). أيضًا: ويسقط طواف القدوم عمن وقف بعرفة قبل دخول مكة ولَا شىء عليه بتركه أو لَا يجب عليه شىء بترک السُّنَّة. (شرح الوقاية ج:۱ ص:۲۶۷).

(۴) وأما طواف الإفاضة أو الزيارة فهو ركن باتفاق الفقهاء، لَا يتم الحج إلّا به لقوله عزّ وجلّ: وليطوفوا بالبيت العتيق. قال ابن عبدالبر: هو من فرائض الحج لَا خلاف فى ذٰلک بين العلماء. (الفقه الإسلامى وأدلته ج:۳ ص:۱۴۶). أيضًا: ولو حاضت فى وقت تقدر علٰى أقل من ذٰلک لم يلزمها شىء .... فقولهم أى مجملًا (لَا شىء على الحائض وكذا النفساء لتأخير الطواف أى طواف الزيارة كما فى الفتاوى السراجية وغيرها مقيد بما إذا حاضت فى وقت لم تقدر علٰى أكثر الطواف أى قبل الحيض ...إلخ. (المسلک المتقسط فى المنسک المتوسط ص:۲۳۵).

تیسرا طواف مکہ مکرّمہ سے رُخصت ہونے کے وقت کیا جاتا ہے، یہ واجب ہے، لیکن اگر اس دوران عورت خاص ایام میں ہو تو اس طواف کو بھی چھوڑ دے، اس سے یہ واجب ساقط ہوجاتا ہے۔[1] باقی منیٰ، عرفات، مزدلفہ میں جو مناسک ادا کئے جاتے ہیں ان کے لئے عورت کا پاک ہونا کوئی شرط نہیں۔[2]

اور اگر عورت نے عمرہ کا اِحرام باندھا تھا تو پاک ہونے تک عمرہ کا طواف اور سعی نہ کرے، اور اگر اس صورت میں اس کو عمرہ کے افعال ادا کرنے کا موقع نہیں ملا کہ منیٰ روانگی کا وقت آگیا تو عمرہ کا اِحرام کھول کر حج کا اِحرام باندھ لے اور یہ عمرہ جو توڑ دیا تھا اس کی جگہ بعد میں عمرہ کرلے۔[3]

مسجدِ نبوی میں چالیس نمازیں پڑھنا مردوں کے لئے مستحب ہے، عورتوں کے لئے نہیں، عورتوں کے لئے مکہ مکرّمہ اور مدینہ منوّرہ میں بھی مسجد کے بجائے اپنے گھر میں نماز پڑھنا افضل ہے، اور ان کو مردوں کے برابر ثواب ملے گا۔[4]

عورت کا باریک دوپٹہ پہن کر حرمین شریفین آنا

سوال:... بعض ہماری بہنوں کو حرمین شریفین میں دیکھا گیا ہے کہ حرم میں نماز کے لئے اس حالت میں آتی ہیں کہ باریک دوپٹہ پہن کر اور بغیر پردے کے آتی ہیں، اسی حالت میں نماز وطواف وغیرہ کرتی ہیں، جب ان سے کہا جاتا ہے کہ یہ منع ہے تو وہ کہتی ہیں کہ یہاں کوئی منع نہیں، اللہ تعالیٰ دِلوں کو دیکھتا ہے۔ تو پوچھنا یہ ہے کہ وہاں کیا پردہ نہیں ہوتا؟ کیا وہاں اس طرح نماز وطواف ادا ہوجاتا ہے جس میں بال تک نظر آتے ہیں؟

---

(۱) وأما طواف الوداع لمن أراد الخروج من مكة .... وواجب عند باقي المذاهب (غير المالكية) يجبر تركه بدم لما قال ابن عباس: أمر الناس أن يكون آخر عهدهم بالبيت إلّا أنه خفف عن الحائض .... وأخرج الترمذي عن عمر: من حج البيت فليكن آخر عهده بالبيت، إلّا الحيّض، ورخص لهن رسول الله صلى الله عليه وسلم. وليس في سقوطه عن المعذور ما يجوز سقوطه لغيره كالصلاة تسقط عن الحائض، وتجب على غيرها، بل تخصيص الحائض بإسقاطه عنها دليل على وجوبه على غيرها. (الفقه الإسلامي وأدلّته، الحج والعمرة ج:۳ ص:۱۴۷). أيضًا: فمن أهم شرائط الجواب إثنان .... ۲-الطهارة من الحيض والنفاس، فلا تجب على الحائض والنفساء، ولَا يجب عليهما الدم بتركه للحديث السابق ...إلخ. (أيضًا ج:۳ ص:۱۴۸).

(۲) حج المرأة الحائض: إذا حاضت المرأة أو نفست عند الإحرام اغتسلت للإحرام وأحرمت وصنعت كما يصنعه الحاج غير انها لَا تطوف بالبيت حتّٰى تطهر ...إلخ. (الفقه الإسلامي وأدلّته ج:۳ ص:۱۶۲). أيضًا: وفي المؤطا لمالك ص:۳۵۲ (طبع مير محمد) وهي (أي المرأة الحائض) تشهد المناسك كلها مع الناس غير انها لَا تطوف بالبيت.

(۳) إذا حاضت المرأة عند الإحرام صنعت كما يصنع الحاج غير انها لَا تطوف بالبيت ترفض العمرة وتهل بالحج. (الفقه الإسلامي وأدلّته ج:۳ ص:۱۶۳، ۱۶۴).

(۴) عن عبدالله بن عباس رضي الله عنها عن النبي صلى الله عليه وسلم قال: صلٰوة المرأة في بيتها أفضل من صلاتها في حجرتها، وصلاتها في مخدعها أفضل من صلاتها في بيتها. (أبوداوٗد، باب التشديد في خروج النساء إلى المساجد ج:۱ ص:۸۴).

جواب:...آپ کے سوال کے جواب میں چند مسائل کا معلوم ہونا ضروری ہے۔

اوّل:...عورت کا ایسا کپڑا پہن کر باہر نکلنا حرام ہے جس سے بدن نظر آتا ہو یا سر کے بال نظر آتے ہوں۔ [1]

دوم:...ایسے باریک دوپٹے میں نماز بھی نہیں ہوتی جس سے بال نظر آتے ہوں۔ [2]

سوم:...مکہ و مدینہ جاکر عام عورتیں مسجد میں جماعت کے ساتھ نماز پڑھتی ہیں، اور مسجدِ نبوی میں چالیس نمازیں پوری کرنا ضروری سمجھتی ہیں۔ یہ مسئلہ اچھی طرح یاد رکھنا چاہئے کہ حرمین شریفین میں نماز باجماعت کی فضیلت صرف مردوں کے لئے ہے، عورتوں کو وہاں جاکر بھی اپنے گھر میں نماز پڑھنے کا حکم ہے، اور گھر میں نماز پڑھنا مسجد کی جماعت کے ساتھ نماز پڑھنے سے افضل ہے۔ ذرا غور فرمایئے! کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جب خود بنفسِ نفیس نماز پڑھا رہے تھے اس وقت یہ فرمارہے تھے کہ: ''عورت کا گھر میں نماز پڑھنا مسجد میں جماعت کے ساتھ نماز پڑھنے سے افضل ہے''، جس نماز میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اِمام، اور صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین مقتدی ہوں، جب اس جماعت کے بجائے عورت کا گھر میں نماز پڑھنا افضل ہو تو آج کی جماعت عورت کے لئے کیسے افضل ہوسکتی ہے؟ حاصل یہ کہ مکہ مکرّمہ اور مدینہ منوّرہ جاکر عورتوں کو اپنے گھروں میں نماز پڑھنی چاہئے اور یہ گھر کی نماز ان کے لئے حرم کی نماز سے افضل ہے، حرم شریف میں ان کو طواف کے لئے آنا چاہئے۔ [3]

حج کے مبارک سفر میں عورتوں کے لئے پردہ

سوال:...اکثر دیکھا گیا کہ سفرِ حج میں چالیس حاجیوں کا ایک گروپ ہوتا ہے، جس میں محرَم اور نامحرَم سب ہوتے ہیں، ایسے مبارک سفر میں بے پردہ عورتوں کو تو چھوڑیئے باپردہ عورتوں کا یہ حال ہوتا ہے کہ پردے کا بالکل اہتمام نہیں کرتیں، جب ان سے پردے کا کہا جاتا ہے تو اس پر جواب یہ دیتی: ''اس مبارک سفر میں پردے کی ضرورت نہیں اور مجبوری بھی ہے۔'' اس کے ساتھ یہ بھی دیکھا گیا کہ حرم میں عورتیں نماز وطواف کے لئے باریک کپڑا پہن کر تشریف لاتی ہیں، اور ان کا یہ حال ہوتا ہے کہ خوب آدمیوں کے ہجوم میں طواف کرتی ہیں اور اسی طرح حجرِ اَسود کے بوسے میں بڑھ چڑھ کر حصہ لینے کی کوشش کرتی ہیں۔ پوچھنا یہ ہے کہ آیا ایسی مجبوری کی حالت میں شریعت کے یہاں پردے میں کوئی رعایت ہے؟ چاہئے تو یہ تھا کہ ایسے مبارک سفر میں حرام سے بچے تاکہ حج مقبول ہو، اس طرح کے کپڑے پہن کر طواف ونماز وغیرہ کے لئے آنا شریعت میں کیا حیثیت رکھتا ہے؟

جواب:...اِحرام کی حالت میں عورت کو حکم ہے کہ کپڑا اس کے چہرے کو نہ لگے، لیکن اس حالت میں جہاں تک اپنے بس

---

(۱) (يدنين عليهنّ من جلابيبهنّ) قال أبوبكر في هٰذه الآية دلالة علٰى أن المرأة الشابة مأمورة بستر وجهها عن الأجنبيين وإظهار الستر والعفاف عند الخروج. (أحكام القرآن للجصاص ج:۳ ص:۳۷۲).

(۲) والثوب الرقيق الذي يصف ما تحته لَا تجوز الصلاة بالإجماع. (عالمگيري ج:۱ ص:۵۸). عن ابن عمر رضي الله عنهما قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: لَا تمنعوا نسائكم المساجد، وبيوتهنّ خير لهنّ. (أبوداؤد ج:۱ ص:۸۴).

(۳) گزشتہ صفحے کا حاشیہ نمبر ۴ ملاحظہ فرمائیں۔

میں ہو، نامحرَموں سے پردہ کرنا ضروری ہے، اور جب اِحرام نہ ہو تو چہرے کا ڈھکنا لازم ہے۔[۱] یہ غلط ہے کہ مکہ مکرّمہ میں یا سفرِ حج میں پردہ ضروری نہیں۔ عورت کا باریک کپڑا پہن کر (جس میں سے سر کے بال جھلکتے ہوں) نماز اور طواف کے لئے آنا حرام ہے اور ایسے کپڑے میں ان کی نماز بھی نہیں ہوتی۔[۲] طواف میں عورتوں کو چاہئے کہ مردوں کے ہجوم میں نہ گھسیں اور حجرِ اَسود کا بوسہ لینے کی بھی کوشش نہ کریں،[۳] ورنہ گناہ گار ہوں گی اور ''نیکی برباد، گناہ لازم'' کا مضمون صادق آئے گا۔ عورتوں کو چاہئے کہ حج کے دوران بھی نمازیں اپنے گھر پر پڑھیں، گھر پر نماز پڑھنے سے پورا ثواب ملے گا، ان کا گھر پر نماز پڑھنا حرم شریف میں نماز پڑھنے سے افضل ہے، اور طواف کے لئے رات کو جائیں اس وقت رَش نسبتاً کم ہوتا ہے۔

حج و عمرہ کے دوران ایامِ حیض کو دوا سے بند کرنا

سوال:... کیا شرعاً یہ جائز ہے کہ عمرہ یا حج کے دوران خواتین کوئی ایسی دوا استعمال کریں کہ جس سے ایام نہ آئیں اور وہ اپنا عمرہ یا حج صحیح طور پر ادا کرلیں؟

جواب:... جائز ہے، لیکن جبکہ ''ایام'' حج و عمرہ سے مانع نہیں تو انہیں بند کرنے کا اہتمام کیوں کیا جائے؟ ایام کی حالت میں صرف طواف جائز نہیں، باقی تمام افعال جائز ہیں۔[۴]

حاجی، مکہ، منیٰ، عرفات اور مزدلفہ میں مقیم ہوگا یا مسافر؟

سوال:... حاجی، مکہ میں مسافر ہوگا یا مقیم؟ جبکہ وہ پندرہ دن قیام کی نیت کرے، مگر اس قیام کے دوران وہ منیٰ اور عرفات میں بھی پانچ دن کے لئے جائے اور آئے، ایسی صورت میں وہ مقیم ہوگا یا مسافر؟ اور منیٰ اور مکہ شہرِ واحد کے حکم میں ہیں یا دو الگ الگ شہر؟

جواب:... مکہ، منیٰ، عرفات اور مزدلفہ الگ الگ مقامات ہیں۔ ان میں مجموعی طور پر پندرہ دن رہنے کی نیت سے آدمی

---

(۱) والمرأة فی جمیع ذٰلک کالرجل غیر انها لَا تکشف رأسها وتکشف وجهها ولو سدلت علٰی وجهها شیئًا وجافته عنه جاز۔ (عالمگیری ج:۱ ص:۲۳۵، کذا فی الهدایة، إرشاد الساری إلٰی مناسک مُلّا علی القاریؒ ص:۳۸، السنن الکبریٰ للبیهقی ج:۵ ص:۴۸)۔ أیضًا: قال الله تعالٰی: ''وَلْیَضْرِبْنَ بِخُمُرِهِنَّ عَلٰی جُیُوْبِهِنَّ وَلَا یُبْدِیْنَ زِیْنَتَهُنَّ'' الآیة۔ (النور:۳۱)۔

(۲) والثوب الرقیق الذی یصف ما تحته لَا تجوز الصلاة فیه کذا فی التبیین۔ (عالمگیری ج:۱ ص:۵۸)۔

(۳) (ولَا تستلم الحجر) الأسود (عند المزاحمة) أی إذا کان هناک جمع من الرجال۔ (المسلک المتقسط ص:۷۹)۔

(۴) حج المرأة الحائض: إذا حاضت المرأة أو نفست عند الْإحرام إغتسلت للإحرام وأحرمت وصنعت کما یصنعه الحاج غیر انها لَا تطوف بالبیت حتّٰی تطهر، وإذا حاضت المرأة أو نفست فلا غسل علیها بعد الْإحرام، وإنما یلزمها ان تشد الحفاظ الذی تضعه کل أنثٰی علٰی محل الدم لمنع تسربه للخارج، ثم تفعل سائر مناسک الحج إلّا الطواف بالبیت، لأن رسول الله صلی الله علیه وسلم أمر عائشة رضی الله عنها أن تصنع ما یصنع الحاج غیر الطواف بالبیت۔ (الفقه الْإسلامی وأدلّته ج:۳ ص:۱۶۲ طبع دار الفکر، وکذا فی البحر الرائق ج:۱ ص:۱۹۶)۔

مقیم نہیں ہوتا۔[1] پس جو شخص ۸؍ذوالحجہ کو منیٰ جانے سے پندرہ دن پہلے مکہ مکرّمہ آگیا ہو تو وہ مکہ مکرّمہ میں مقیم ہوگیا۔ اب وہ منیٰ، عرفات اور مزدلفہ میں بھی مقیم ہوگا اور پوری نماز پڑھے گا۔ لیکن اگر مکہ مکرّمہ آئے ہوئے ابھی پندرہ دن پورے نہیں ہوئے تھے کہ منیٰ کو روانگی ہوگئی تو یہ شخص مکہ مکرّمہ میں بھی مسافر ہوگا اور منیٰ، عرفات اور مزدلفہ میں بھی قصر نماز پڑھے گا۔ تیرہویں تاریخ کو منیٰ سے واپسی کے بعد اگر اس کا ارادہ پندرہ دن مکہ مکرّمہ میں رہنے کا ہے تو اب یہ شخص مکہ مکرّمہ میں مقیم بن جائے گا، لیکن اگر منیٰ سے واپسی کے بعد بھی مکہ مکرّمہ میں پندرہ دن رہنے کا موقع نہیں تو یہ شخص بدستور مسافر ہی رہے گا۔[2]

آٹھویں ذوالحجہ کو کس وقت منیٰ جانا چاہئے؟

سوال:... آٹھویں ذوالحجہ کو کس وقت منیٰ جانا چاہئے؟ کیا سورج نکلنے سے قبل منیٰ جانا جائز ہے؟

جواب:... آٹھویں ذوالحجہ کو کسی وقت بھی منیٰ جانا مسنون ہے، البتہ مستحب یہ ہے کہ طلوعِ آفتاب کے بعد جائے اور ظہر کی نماز وہاں پر پڑھے۔ سورج نکلنے سے قبل جانا خلافِ اَوْلیٰ ہے، مگر جائز ہے۔[3]

---

(۱) فالمسافر يصير مقيمًا بوجود الْإقامة، والْإقامة تثبت بأربعة أشياء، أحدها صريح نية الْإقامة وهو أن ينوى الْإقامة خمسة عشر يومًا في مكان واحد صالح للإقامة فلا بد من أربعة اشياء، نية الْإقامة، ونية مدة الْإقامة، واتحاد المكان، وصلاحيته للإقامة .... وأما إتحاد المكان فالشرط فيه نية مدة الْإقامة فى مكان واحد .... وإذا عرف هٰذا فنقول: اذى المسافر الْإقامة خمسة عشر يومًا فى موضعين فإن كان مصرًا واحدًا أو قرية واحدة صار مقيمًا لأنهما متحدان حكمًا .... وإن كانا مصرين نحو مكة ومنىٰ أو الكوفة والحيرة، أو قريتين أو أحدهما مصر والآخر قرية لَا يصير مقيمًا، لأنهما مكانان متباينان حقيقةً ...إلخ. (البدائع الصنائع، كتاب الصلاة، فصل: وأما بيان ما يصير المسافر به مقيمًا ج:۱ ص:۹۷، ۹۸). أيضًا: (قوله لَا بمكة ومنىٰ) أى لو نوى الْإقامة بمكة خمسة عشرة يومًا فإنه لَا يتم الصلاة لأن الْإقامة لَا تكون فى مكانين إذ لو جازت فى مكانين لجازت فى أماكن فيؤدى إلى أن السفر لَا يتحقق ...إلخ. (البحر الرائق، باب المسافر ج:۲ ص:۱۴۳ طبع دار المعرفة). أيضًا: وذكر في كتاب المناسك: ان الحاج إذا دخل مكة فى أيام العشر ونوى الْإقامة نصف شهر لَا يصح لأنه لَابد له من الخروج إلى عرفات فلا يتحقق الشرط. (البحر الرائق، باب المسافر ج:۲ ص:۱۴۳، وكذا فى البدائع الصنائع، كتاب الصلاة ج:۱ ص:۹۸، إرشاد السارى مع المناسك ص:۱۳۲).

(۲) انه إذا نوى الْإقامة بمكة شهرًا ومن نيته أن يخرج إلى عرفات ومنىٰ قبل أن يمكث بمكة خمسة عشر يومًا لَا يصير مقيمًا لأنه يكون ناويا بالْإقامة مستقلة فلا تعتبر فإذا رجع من منىٰ وعرفات إلى مكة وهو على نيته السابقة صار مقيمًا لأن الباقى من الشهر أكثر من خمسة عشر وهنا كذٰلك لأن فرض المسئلة انه دخل فى أوّل العشر ومعلوم ان الحاج يخرج فى اليوم الثامن إلى منىٰ ويرجع إلى مكة فى اليوم الثانى عشر فلما دخل إلى مكة أوّل العشر ونوىٰ إقامة شهر ثم تصح نيته أوّل المدة لأنه لَا يحصل له إقامة خمسة عشر يومًا إلّا بعد رجوعه من منىٰ فلذا أمره صاحب الْإمام بالقصر أوّل المدة وبالْإتمام بعد العودة. (منحة الخالق على هامش البحر الرائق، باب المسافر ج:۲ ص:۱۴۳ طبع دار المعرفة، البدائع الصنائع ج:۱ ص:۹۸ طبع ايچ ايم سعيد).

(۳) ثم يروح مع الناس إلى منىٰ يوم التروية بعد صلٰوة الفجر وطلوع الشمس كذا فى فتاوىٰ قاضيخان، وهو الصحيح، ولو ذهب قبل طلوع الشمس جاز والأوّل أولىٰ كذا فى البدائع. (عالمگيرى، كتاب الحج، الباب الخامس ج:۱ ص:۲۲۷). قال المرغينانى: بعد طلوع الشمس وهو الصحيح. (شامى ج:۲ ص:۱۸۷). وفى المبسوط: يستحب أن يصلى الظهر يوم التروية بمنىٰ. (شامى ج:۲ ص:۱۸۷، طحطاوى ج:۱ ص:۵۰۱، بحر الرائق ج:۲ ص:۳۳۵).

دس اور گیارہ ذوالحجہ کی درمیانی رات منیٰ کے باہر گزارنا خلافِ سنت ہے

سوال:... ایک شخص نے منیٰ میں قربانی کرنے اور اِحرام کھولنے کے بعد ۱۰/اور ۱۱/ذوالحجہ کی درمیانی شب مکمل اور ۱۱/ذوالحجہ کا آدھا دن مکہ مکرّمہ میں گزارا اور باقی دن منیٰ میں، اور وہاں ۱۲/ذوالحجہ کی رمی تک رہا، اس شخص کا کیا حکم ہے؟

جواب:... منیٰ میں رات گزارنا سنت ہے، اس لئے اس نے خلافِ سنت کیا، مگر اس کے ذمہ دَم وغیرہ واجب نہیں۔ [1]

منیٰ کی حدود سے باہر قیام کیا تو حج ہوا یا نہیں؟

سوال:... جدہ سے بہت سے افراد گروپ حج کا انتظام کرتے ہیں جو مقرّرہ معاوضے کے عوض لوگوں کے خیمے (رہائش)، خوراک اور ٹرانسپورٹ کا انتظام کرتے ہیں اور حج کراتے ہیں۔ اس بار میں نے اپنی فیملی کے ہمراہ ایسے ہی ایک ادارے سے مقرّرہ رقم دے کر بکنگ کرائی، منیٰ پہنچنے پر معلوم ہوا کہ ان کے خیمے حکومت کی بتائی ہوئی منیٰ کی حدود کے عین باہر ہیں، اب ایسے وقت آپ کچھ بھی بحث کریں نہ رقم واپس مل سکتی ہے، اور نہ باوجود کوشش کرنے کے کسی اور جگہ متبادل انتظام ہوسکتا ہے، لہٰذا ہم سب نے تمام مناسکِ حج پورے کئے اور منیٰ میں وہیں قیام کیا جو کہ منیٰ سے چند قدم باہر تھا، بہت سے سعودی اور دُوسری قومیتوں کے لوگ بھی وہاں قیام پذیر تھے، اور حکومت کی دُوسری سہولتیں وہاں بھی اسی طرح مہیا کی گئی ہیں جس طرح کہ منیٰ کے اندر دیگر جگہوں پر ہیں، بلکہ کچھ ملکوں جیسے عراق وغیرہ کے باقاعدہ حکومت سے منظور شدہ معلّموں کے خیمے بھی وہاں تھے۔ اب آپ اپنی رائے سے مطلع فرمائیں کہ ان حالات میں منیٰ کی حد سے چند قدم باہر قیام کرنے پر ہمارے حج میں کیا کوئی نقص رہا یا نہیں؟

جواب:... منیٰ کی حدود سے باہر رہنے کی صورت میں منیٰ میں رات گزارنے کی سنت ادا نہیں ہوگی، حج ادا ہوگیا۔ [2]

پاکستانی حجاج منیٰ اور عرفات میں پوری نماز پڑھیں گے یا قصر؟

سوال:... پاکستانیوں کے لئے دورانِ حج منیٰ میں اور میدانِ عرفات میں پوری نماز اَدا کرنا ہوگی یا قصر نماز؟

جواب:... اگر مکہ میں منیٰ سے پہلے پندرہ روز کا قیام ہو چکا ہو تو مقیم ہوگئے، پوری نماز پڑھنی ہوگی۔ اور اگر مکہ شریف میں پندرہ دِن ٹھہرنا نہیں ہوا تھا کہ منیٰ کو روانگی ہوگئی، تو یہ مسافر ہیں، منیٰ، عرفات، مزدلفہ میں قصر پڑھیں گے، اور مکہ مکرمہ واپس آنے کے بعد اگر وہاں پندرہ دن کا قیام نہیں تو وہاں بھی مسافر رہیں گے، اور اگر منیٰ سے واپسی کے بعد مکہ مکرمہ میں پندرہ دِن یا اس سے زیادہ ٹھہرنا

---

(۱) كذٰلك في حديث جابر الطويل وابن عمر مع إتفاق الرواية أنه صلّى الظهر بمنىٰ فالبيتوتة بها سُنّة والإقامة بها مندوبة كذا في المحيط، ولو لم يخرج من مكة إلّا يوم عرفة أجزأه أيضًا ولٰكن أساء لترك السُّنَّة. (بحر الرائق ج:۲ ص:۳۳۵).
ويكره أن يبيت في غير منىٰ في أيام منىٰ كذا في شرح الطحاوي. (عالمگيري ج:۱ ص:۲۲۷ و ۲۳۲، فتح القدير ج:۲ ص:۳۶۸، إرشاد الساري ص:۱۵۱، بحر الرائق ج:۲ ص:۳۴۸).
(۲) أيضًا.

ہے تو آپ مکہ میں مقیم ہوں گے۔ [۱]

حاجی، منیٰ اور عرفات میں نماز قصر کرے یا پوری پڑھے؟

سوال:... اس سال میں نے حج کیا، چونکہ پہلے ہم مدینہ شریف کی زیارت کرکے آگئے، بعد میں حج کا ٹائم ہوا، اور پھر ہم مکہ سے منیٰ کے لئے روانہ ہوئے، منیٰ میں قیام کے دوران ہم نے تمام نمازیں قصر ادا کیں، کیا ہماری تمام نمازیں قبول ہوگئیں؟

جواب:... اگر آپ منیٰ جانے سے پندرہ دن پہلے مکہ مکرّمہ آگئے تھے تو آپ مکہ مکرّمہ میں مقیم ہوگئے اور منیٰ، عرفات اور مزدلفہ میں مقیم ہی رہے، آپ کو پوری نماز پڑھنی لازم تھی، اس لئے آپ کی یہ نمازیں نہیں ہوئیں، ان کو دوبارہ پڑھیں۔ اور اگر منیٰ جانے سے پندرہ دن پہلے آپ نہیں آئے تھے، بلکہ منیٰ جانے میں اس سے کم مدّت کا وقفہ تھا تو آپ مکہ مکرّمہ میں بھی مسافر تھے اور منیٰ، عرفات میں بھی مسافر رہے، اس لئے آپ کا قصر پڑھنا صحیح تھا۔ [۲]

حج اور عمرہ میں قصر نماز

سوال:... کوئی مسلمان جب عمرہ اور حج مبارک کی نیت سے سعودی عرب کا سفر کرتا ہے تو کیا اس سفر کے دوران اس کو (الف) فرائض کی رکعتیں پوری پڑھنی ہوں گی؟ (ب) قصر کرنا ضرور ہوگا؟ یاد رکھنے کی بات یہ ہے کہ اس سفر کا مقصد صرف عمرہ کرنا، حج کرنا ہے، (د) کعبۃ اللہ اور مسجدِ نبوی میں بھی قصر نماز پڑھنی ضروری ہوگی؟

جواب:... کراچی سے مکہ مکرّمہ تک تو سفر ہے، اس لئے قصر کرے گا، اگر مکہ مکرّمہ میں پندرہ دن یا اس سے زیادہ ٹھہرنے کا موقع ہو تو مقیم ہوگا اور پوری نماز پڑھے گا، اور اگر مکہ مکرّمہ میں پندرہ دن ٹھہرنے کا موقع نہیں، مثلاً چودھویں دن اس کو منیٰ جانا ہے (یا اس سے پہلے مدینہ منوّرہ جانا ہے) تو مکہ مکرّمہ میں بھی مسافر ہی رہے گا اور قصر کرے گا۔ [۳]

عرفات، منیٰ، مکہ مکرّمہ میں نماز قصر پڑھنا

سوال:... آپ کی خدمت میں ایک مسئلہ تحریر کر رہا ہوں، یہ مسئلہ صرف میرا ہی نہیں ہے، بلکہ لاکھوں انسانوں کا ہے، براہِ مہربانی تفصیل سے جواب دیجئے تاکہ لاکھوں انسانوں کا مسئلہ حل ہوجائے۔ ہوائی جہاز سے جانے والے عازمینِ حج کو اس سال

---

(۱) ولَا يزال على حكم السفر حتّٰى ينوى الإقامة فى بلدة أو قرية خمسة عشر يومًا أو أكثر، وإن نوىٰ أقل من ذٰلك قصر لَابد من إعتبار مدة ... إلخ. (هداية ج:۱ ص:۱۶۶، باب صلاة المسافر).

(۲) قوله أيام العشر أى عشر ذى الحجة وهو تفريعٌ علٰى عدم صحة الإقامة بمكة ومنٰى وأما إذا دخلها قبل العشر بحيث يتم له خمسة عشر يومًا قبل الخروج صحت نيّة الإقامة ... إلخ. (حاشية طحطاوى على الدر المختار ج:۱ ص:۳۳۳، باب صلاة المسافر). انه إذا نوى الإقامة بمكة شهرًا ومن نيته أن يخرج إلٰى عرفات ومنٰى قبل أن يمكث بمكة خمسة عشر يومًا لَا يصير مقيمًا. (منحة الخالق على البحر الرائق ج:۲ ص:۱۴۳، أيضًا بدائع ج:۱ ص:۹۸، شامى ج:۱ ص:۵۸۱).

(۳) صفحہ:۱۲۱ کا حوالہ نمبر ۲، ۳ ملاحظہ ہو۔

گورنمنٹ کی طرف سے ایک ماہ دو روز کی واپسی کی تاریخ ملی تھی، تقریباً نصف حاجیوں کو روانہ ہونے سے پہلے اطلاع ملی کہ مدینہ شریف حج کے بعد جانے کی اجازت ہے، حج سے پہلے نہیں جاسکتے۔ میرا جہاز جس روز مکہ شریف پہنچا تو اس جہاز کے تمام حاجیوں کو منیٰ جانے میں صرف دس روز باقی تھے، اور ان تمام حاجیوں کو ۲۲ روز مکہ شریف اور حج کے سفر میں گزارنے ہیں، اور آخر کے دس دن مدینہ شریف اور جدہ میں گزارنے ہیں، کیونکہ ہم لوگوں کو مدینہ شریف حج سے پہلے جانے کی اجازت نہیں تھی اور اس کی اطلاع جانے سے پہلے ہی کراچی میں مل گئی تھی۔ اب مسئلہ یہ ہے کہ پانچ روز جو حج کے سفر میں گزارے جو مکہ شریف سے تقریباً چار چھ میل کے فاصلے پر ہے، تو حج کے سفر کے دوران نمازیں بحیثیت مقیم پڑھنی ہیں یا قصر؟ اور مکہ شریف میں کوئی نماز کسی مجبوری کی وجہ سے باجماعت سے رہ جائے تو وہ نماز مقیم پڑھنی ہے یا قصر؟ مدینہ شریف اور جدہ میں تو بہرحال قصر ہی پڑھنی ہیں کیونکہ یہاں پندرہ روز سے کم کا قیام ہے۔

جواب:... مقیم ہونے کے لئے یہ شرط ہے کہ ایک ہی جگہ کم از کم پندرہ دن ٹھہرنے کی نیت ہو۔ اور مکہ مکرّمہ، منیٰ، عرفات یہ ایک جگہ نہیں ہے، بلکہ الگ الگ تین جگہیں ہیں، اس لئے جن لوگوں کو منیٰ جانے سے پہلے مکہ شریف میں پندرہ دن ٹھہرنے کا وقفہ مل جائے وہ مقیم ہوں گے، اور منیٰ، عرفات میں بھی پوری ہی نماز پڑھیں گے، اسی طرح منیٰ کے اعمال سے فارغ ہوکر پندرہ دن مکہ مکرّمہ میں ٹھہرنا ہو تب بھی مقیم ہوں گے،[1] لیکن جن لوگوں کو منیٰ سے آنے کے بعد بھی مکہ شریف میں پندرہ دن ٹھہرنے کا موقع نہیں ملتا وہ مسافر ہوں گے، چنانچہ آپ مسافر تھے۔[2]

وقوفِ عرفہ کی نیت کب کرنی چاہئے؟

سوال:... یومِ عرفہ کو وقوف کی نیت کس وقت کرنی چاہئے؟

جواب:... وقوفِ عرفہ کا وقت زوال سے شروع ہوتا ہے،[3] یومِ عرفہ کو زوال کے بعد جس وقت بھی میدانِ عرفات میں داخل ہوجائے وقوفِ عرفہ کی نیت کرنی چاہئے، اگر نیت نہ بھی کرے اور وقوف ہوجائے تو فرض ادا ہوجائے گا۔[4]

---

(۱) صفحہ:۱۲۱ کا حوالہ نمبر ۲، ۳ دیکھیں۔

(۲) انه إذا نوى الإقامة بمكة شهرًا ومن نيته أن يخرج إلى عرفات ومنى قبل أن يمكث بمكة خمسة عشر يومًا لَا يصير مقيمًا. (حاشية منحة الخالق على البحر الرائق ج:۲ ص:۱۴۳، كتاب الحج، شامى ج:۱ ص:۵۸۱).

(۳) ثالثًا: زمان الوقوف (أى العرفة) يقف الحاج بالإتفاق من حين زوال الشمس يوم عرفة إلى طلوع الفجر الثانى من يوم النحر، لأن النبى صلى الله عليه وسلم وقف بعرفة بعد الزوال وقال: خذوا عنّى مناسككم ... إلخ. (الفقه الإسلامى وأدلّته، المطلب الرابع الوقوف بعرفة ج:۳ ص:۱۷۵). أيضًا: ومن أدرك الوقوف بعرفة ما بين زوال الشمس من يومها إلى طلوع الفجر من يوم النحر فقد أدرك الحج فأوّل وقت الوقوف بعد الزوال عندنا. (الهداية مع البناية ج:۵ ص:۱۶۰، باب الإحرام، طبع حقانيه).

(۴) ومن وقف بعرفات ولو مرورًا أو نائمًا أو مغمى عليه، أو لم يعلم أنها عرفة فى هذا الوقت، أجزأه ذلك عند الحنفية عن الوقوف. (الفقه الإسلامى وأدلّته ج:۳ ص:۱۷۶، طبع دار الفكر، أيضًا فتح القدير، كتاب الحج ج:۲ ص:۱۹۲).

میدانِ عرفات اور نمازِ قصر

سوال:...حج میں عرفات کے میدان میں جو پیش اِمام صاحب مسجدِ نمرہ میں نماز پڑھاتے ہیں تو سنا ہے کہ چونکہ وہ بظاہر مقیم ہوتے ہیں اس لئے ان کا نماز کو قصر کرکے پڑھنا صحیح نہیں ہے، لہٰذا حاجی حضرات الگ سے اپنی جماعت کرلیا کریں۔ اور اَب یہ بھی سنا ہے کہ سعودی حکومت نے یہ اِنتظام کیا ہے کہ وہ پیش اِمام صاحب مسافر کی حیثیت رکھتے ہوں۔ برائے مہربانی اس سلسلے میں تفصیل سے اِرشاد فرمائیں۔

جواب:...حنفیہ کے نزدیک اگر اِمام مقیم ہو تو اس کی اِقتدا میں پوری نماز پڑھی جائے گی، اور سعودی حضرات کے نزدیک مسجدِ نمرہ میں قصر کرنا مناسکِ حج میں سے ہے، اس لئے اِمام مسافر ہو یا مقیم، ہر حال میں قصر کرے گا۔ سنا ہے کہ اِمام ریاض سے لایا جاتا ہے، اس لئے حنفیہ کو اس کی اِقتدا میں قصر کرنا صحیح ہے، لیکن اس کی تحقیق نہیں، اور جب تک یقینی بات نہ ہو اس پر فتویٰ نہیں دیا جاتا، اس لئے احناف کو چاہئے کہ یا تو اِمام کے بارے میں تحقیق کرلیں کہ وہ مسافر ہے یا نہیں؟ یا اپنی نماز الگ پڑھیں، مسجدِ نمرہ کے اِمام کی اِقتدا نہ کریں۔ [1]

عرفات کے میدان میں ظہر وعصر کی نماز قصر کیوں کی جاتی ہے؟

سوال:... یوم الحج یعنی ۹ رذوالحجہ کو مقامِ عرفات میں مسجدِ نمرہ میں جو ظہر اور عصر کی نمازیں ایک ساتھ پڑھی جاتی ہیں وہ ہمیشہ قصر کیوں پڑھی جاتی ہیں؟ جبکہ مکہ معظمہ سے عرفات کے میدان کا فاصلہ تین چار میل ہے، اور قصر کے لئے مقامِ قیام سے ۴۸ میل یا ایسے ہی کچھ فاصلے کا ہونا ضروری ہے۔

جواب:...ہمارے نزدیک عرفات میں قصر صرف مسافر کے لئے ہے، مقیم پوری نماز پڑھے گا۔ سعودی حضرات کے نزدیک قصر مناسک کی وجہ سے ہے، اس لئے اِمام خواہ مقیم ہو، قصر ہی کرے گا۔ [2]

عرفات میں نمازِ ظہر وعصر جمع کرنے کی شرط

سوال:...عرفات کے میدان میں ظہر اور عصر کی نمازیں قصر ملاکر جماعت کے ساتھ پڑھی جاتی ہیں، لیکن اگر کوئی شخص اِمام کے ساتھ جماعت میں شریک نہیں ہوسکا اور اب اکیلے نماز پڑھتا ہے تو اسے دونوں نمازیں اپنے اپنے وقت پر پڑھنی ہوں گی یا دونوں نمازیں اکیلے ہونے کی صورت میں بھی اکٹھی پڑھے گا؟ نیز اگر اپنے خیمے میں دُوسری جماعت کے ساتھ شریک ہو تو اِمام کو صرف ظہر پڑھانی چاہئے یا ظہر اور عصر اکٹھی؟

---

(۱) وإذا دخل المسافر فی صلاة المقیم مع بقاء الوقت أتم الصلاة سواء أدرک أوّلها أو آخرها لأنه التزم متابعة الإمام بالإقتداء۔ (الجوهرة النيرة ص:۸۷، کتاب الصلاة، باب صلاة المقيم)۔

(۲) ولا یجوز للمقیم أن یقصر الصلاة، ولا للمسافر أن یقتدی به إن قصر، وقال مالک رحمه الله تعالٰی: یقصر المقیم یقتدی به المسافر فهو قصر نسک۔ (غنیة الناسک، باب مناسک عرفات ص:۱۵۰، طبع إدارة القرآن)۔

جواب:... عرفات میں ظہر اور عصر جمع کرنے کے لئے اِمامِ اکبر کے ساتھ جو مسجدِ نمرہ میں ظہر و عصر پڑھاتا ہے، اس جماعت میں شرکت شرط ہے، پس جو لوگ مسجدِ نمرہ کی دونوں نمازوں (ظہر و عصر) یا کسی ایک کی جماعت میں شریک نہ ہوں ان کے لئے ظہر و عصر کو اپنے اپنے وقت پر پڑھنا لازم ہے، خواہ وہ جماعت کرائیں یا اکیلے اکیلے نماز پڑھیں، ان کے لئے ظہر و عصر کو جمع کرنا جائز نہیں۔ [1]

کیا عرفات میں نمازِ ظہر، نمازِ عصر اکیلے پڑھنے والا دونوں کو الگ الگ پڑھے؟

سوال:... عرفات کے میدان میں ۹؍ذی الحجہ کو جو خطبہ حج پڑھا جاتا ہے اور ظہر اور عصر کی نماز ایک ہی وقت میں ادا کی جاتی ہے، ہمارے ساتھ چند لوگ تھے جو دِین کے متعلق واقفیت رکھتے تھے، انہوں نے ہمیں ظہر کی نماز ظہر کے وقت میں، اور عصر کی نماز عصر کے وقت پڑھنے کو کہا، لہٰذا معلوم یہ کرنا تھا کہ ہمیں یہ نمازیں عرفات کے میدان میں ایک وقت میں ادا کرنا چاہئے تھی یا انہیں اپنے اپنے وقت پر اَدا کرنا چاہئے تھا؟ برائے مہربانی دُرست طریقے کی وضاحت فرمادیجئے۔

جواب:... اگر کوئی حاجی عرفات میں ''اِمام الحج'' کے ساتھ مسجدِ نمرہ میں نماز پڑھے، وہ تو اِمام کے ساتھ ظہر اور عصر کو جمع کرے گا، اور جو لوگ اپنے اپنے خیموں میں نماز پڑھتے ہیں، وہ ظہر کی ظہر کے وقت، اور عصر کی عصر کے وقت پڑھیں گے۔ [2]

عرفات سے عصر کے بعد ہی نکلنا کیسا ہے؟

سوال:... رش کی وجہ سے عصر بعد ہی لوگ عرفات سے نکل کر باہر سڑک پر آکر بس میں بیٹھنے کے لئے اِنتظار کرتے ہیں جبکہ وقت مغرب کے بعد تک کا ہے، اگر مغرب بعد نکلتے ہیں تو معلم کی بسیں ان لوگوں کو لے کر جاچکی ہوتی ہیں جو پہلے باہر سڑک پر آچکے ہوتے ہیں، مغرب بعد نکلنے سے پھر پرائیویٹ یا کرایوں کی گاڑیوں میں جانا پڑتا ہے، لہٰذا مزدلفہ میں اپنے ساتھیوں سے علیحدہ ہوجاتے ہیں، پھر وہاں سے منیٰ بھی تنہا ہی جانا پڑتا ہے۔

---

(۱) فصل فی شرائط جواز الجمع: .... الثانی: الجماعة فیهما فلو صلاهما، أو إحداهما منفردًا لم یجز عند أبی حنیفة، والجماعة شرط لَازم فی حق غیر الْإمام، فلا تسقط بحال .... الثالث: الْإمام الأعظم أو نائبه فیهما .... والحاصل أن مکان الجمع هو المسجد وما فی معناه إتفاقًا .... ولو فقد شرط منهما یصلی کل صلاة فی الخیمة علیحده فی وقتها بجماعة أو غیرها۔ (غنیة الناسک ص: ۱۵۱، ۱۵۳، فصل فی شرائط جواز الجمع، طبع إدارة القرآن)۔ أیضًا: وشرط لصحة هٰذا الجمع الْإمام الأعظم أو نائبه وإلّا صلوا وحدانًا .... فلا تجوز العصر للمنفرد فی إحداهما فلو صلّٰی وحده لم یصل العصر مع الْإمام وفی الشامیة: أی بل یصلیها فی وقتها ومثله ما لو صلی الظهر فقط مع الْإمام لَا یصلی العصر إلّا فی وقتها۔ (رد المحتار مع الدر المختار، مطلب فی شروط الجمع بین الصلاتین بعرفة ج:۲ ص:۵۰۴، ۵۰۵، طبع سعید)۔

(۲) فإذا زالت الشمس من یوم عرفة صلّی الْإمام بالناس الظهر والعصر بأذان وإقامتین .... ومن صلّٰی فی رحله وحده صلی کل واحدة منهما فی وقتها ...إلخ۔ (الجوهرة النیرة ص: ۱۲۰، کتاب الحج، طبع دهلی)۔ أیضًا: والحاصل أن مکان الجمع هو المسجد .... ولو فقد شرط منها (أی الستة) یصلّی کل صلاة فی الخیمة علیحدة فی وقتها بجماعة أو غیرها۔ (غنیة الناسک، فصل فی شرائط جواز الجمع ص: ۱۵۳، طبع إدارة القرآن)۔

جواب:...مغرب سے پہلے عرفات کا چھوڑنا جائز نہیں، اگر غروب سے پہلے عرفات سے نکل گیا اور دوبارہ واپس نہیں آیا تو دَم لازم آئے گا۔[1]

عرفات میں ظہر وعصر اور مزدلفہ میں مغرب وعشاء یکجا پڑھنا

سوال:...حج کے موقع پر حجاجِ کرام کو ایک مقام پر دو نمازوں کو یکجا پڑھنے کا حکم ہے، لہٰذا مطلع کریں وہ دو وقت کی نمازیں کون سی ہیں؟ اور اگر کوئی شخص ان دو نمازوں کو یکجا نہ پڑھے (جان بوجھ کر) بلکہ اپنے اوقات میں پڑھے تو کیا اس شخص کی نمازیں قبول ہوں گی؟

جواب:...عرفات کے میدان میں عرفہ کے دن ظہر اور عصر کی نماز، ظہر کے وقت میں پڑھی جاتی ہے بشرطیکہ مسجدِ نمرہ کے اِمام کے ساتھ نماز پڑھی جائے۔ اگر اس کے ساتھ نماز نہیں پڑھی تو اِمام ابوحنیفہؒ کے نزدیک دونوں نمازیں اپنے اپنے وقت میں ادا کی جائیں، اور ہر نماز کی جماعت اس کے وقت میں کرالی جائے۔[2] اور یومِ عرفہ کی شام کو غروبِ آفتاب کے بعد عرفات سے مزدلفہ جاتے ہیں اور نمازِ مغرب اور عشاء دونوں مزدلفہ پہنچ کر ادا کرتے ہیں۔ اگر کسی نے مغرب کی نماز عرفات میں یا راستے میں پڑھ لی تو جائز نہیں، مزدلفہ پہنچ کر دوبارہ مغرب کی نماز پڑھے، اس کے بعد عشاء کی نماز پڑھے۔[3]

سوال:...کیا مزدلفہ میں نمازیں جماعت سے نہیں پڑھتے ہیں، فرداً فرداً پڑھتے ہیں؟

جواب:...نہیں! بلکہ جماعت کے ساتھ پڑھی جاتی ہیں۔[4]

---

(۱) قوله: فإذا غربت الشمس أفاض الإمام والناس معه .... ولَا يدفع أحد قبل الغروب فإن دفع أحد قبل الغروب إن جاوز حد عرفة بعد الغروب فلا شيء عليه وإن جاوزها قبله فعليه دم ...إلخ۔ (الجوهرة النيرة، كتاب الحج ص: ۱۶۱، طبع دهلی)۔ فإذا وقف نهارًا ودفع قبل الغروب، فإن جاوز حدود عرفة بعد الغروب مع الإمام، أو قبله فلا شيء عليه، وإن جاوز قبل الغروب فعليه دم إمامًا كان أو غيره، ولو كان يخاف الزحام لنحو عجز، أو مرض، أو كانت امرأة تخاف الزحام، فإن لم يعد أو عاد بعد الغروب لَا يسقط عنه الدم في ظاهر الرواية، وعليه الجمهور۔ (غنية الناسک فی بغية المناسک، فصل في ركن الوقوف وقدر الواجب ص: ۱۵۹، ۱۶۰)۔

(۲) ایضاً حوالہ نمبر ۲۔

(۳) إذا صلّى المغرب في يوم عرفة في وقتها في الطريق أو بعرفات يجب عليه الإعادة عندهما۔ (ارشاد الساری ص: ۱۴۴، ۱۴۵، طبع دار الفكر، وأيضًا في الفتاوى الهندية ج: ۱ ص: ۲۳۰، الباب الخامس في كيفية أداء الحج)۔

(۴) وإذا أتوا المزدلفة .... فإذا دخل وقت العشاء يؤذّن المؤذّن ويقيم فيصلي الإمام بهم صلاة المغرب في وقت صلاة العشاء ثم يصلّي بهم صلاة العشاء بأذان وإقامة واحدة في قول أصحابنا الثلاثة كذا في البدائع۔ (فتاویٰ عالمگیری، الباب الخامس في كيفية أداء الحج ج: ۱ ص: ۲۳۰)۔ أيضًا: (فإذا دخل وقت العشاء) أي تحقق دخوله (أذّن المؤذّن ويقيم) ...... (فيصلّي الإمام المغرب) أي صلاته (بجماعة في وقت العشاء) أي أوّلًا (ثم يتبعها) أي تعقب صلاة المغرب (العشاء) بجماعة أي ثانيًا جمع تأخير۔ (مناسک مُلّا علی القاریؒ ص: ۱۴۳ طبع دار الفكر، أيضًا شرح الوقاية ج: ۱ ص: ۲۶۵)۔

مزدلفہ اور عرفات میں نمازیں جمع کرنا اور ادا کرنے کا طریقہ

سوال:...عرفات میں ظہر وعصر کو جو اکٹھے یعنی جمع کرکے ایک وقت میں نماز پڑھتے ہیں، اس کے لئے کیا کیا شرائط ہیں؟ کیونکہ میں نے اس مرتبہ عرفہ کی مسجد میں نماز پڑھی تو ہماری مسجد کے مولوی صاحب کا کہنا ہے کہ وہاں ان کے پیچھے نماز پڑھنا ہماری شرائط کے مطابق نہیں ہے۔ آپ سے پوچھنا ہے کہ اگر کوئی شخص ان شرائط کا لحاظ نہ رکھتے ہوئے نماز پڑھ لے تو اس کے لئے کیا تاوان ہے اور کیا حکم ہے؟

جواب:...مسجدِ نمرہ کے اِمام کے ساتھ ظہر وعصر کی نمازیں جمع کرنا جائز ہے، مگر اس کے لئے چند شرائط ہیں۔ ان میں سے ایک یہ ہے کہ قصر صرف اِمام مسافر کرسکتا ہے، اگر اِمام مقیم ہو تو اس کو پوری نماز پڑھنی ہوگی۔ سنا یہ تھا کہ مسجدِ نمرہ کا اِمام مقیم ہونے کے باوجود قصر کرتا ہے، اس لئے حنفی ان کے ساتھ جمع نہیں کرتے تھے، لیکن اگر یہ تحقیق ہوجائے کہ اِمام مسافر ہوتا ہے تو حنفیہ کے لئے اِمام کی ان نمازوں میں شریک ہونا صحیح ہے، ورنہ دونوں نمازیں اپنے اپنے وقت پر اپنے خیموں میں ادا کریں۔ (۱)

سوال:...اسی طرح مزدلفہ میں مغرب اور عشاء کی نمازیں ایک ساتھ پڑھنے کا حکم ہے، اس صورتِ حال میں کوئی خاص اَحکام ہیں؟ دونوں نمازوں کو جمع کرنا ضروری ہے؟ کیا مغرب کی نماز کو اس کے وقت میں ادا نہیں کرسکتے؟ دُوسری بات یہ کہ کیا خواتین کے لئے بھی یہی حکم ہے؟

جواب:...مزدلفہ میں مغرب وعشاء کا جمع کرنا حاجیوں کے لئے ضروری ہے، مغرب کو مغرب کے وقت میں پڑھنا ان کے لئے جائز نہیں، اس میں مرد اور عورت دونوں کا ایک ہی حکم ہے۔ (۲)

سوال:...اسی طرح مزدلفہ میں جو مغرب وعشاء کی نمازیں جمع کی جاتی ہیں، ان کی جماعت شرط ہے یا اِنفرادی طور پر بھی پڑھ سکتے ہیں؟ اگر جماعت کروائیں تو دونوں کے لئے الگ الگ اَذان واِقامت ضروری ہے؟ کیا مغرب کی سنتیں عشاء کے فرائض کے بعد ادا کریں؟

جواب:...مغرب وعشاء جماعت کے ساتھ پڑھی جائیں، اگر جماعت نہ ملے تو اکیلا پڑھ لے۔ دونوں نمازیں ایک اذان اور ایک اقامت کے ساتھ پڑھی جائیں، دونوں نمازوں کے درمیان سنتیں نہ پڑھی جائیں بلکہ سنتیں بعد میں پڑھیں، اور اگر مغرب پڑھ کر اس کی سنتیں پڑھیں تو عشاء کے لئے دوبارہ اقامت کی جائے۔ (۳)

---

(۱) والحاصل ان الإمام إن كان مقيمًا فلا يجوز القصر للمسافرين والمقيمين وإن كان مسافرًا فلا يجوز القصر للمقيمين. (ارشاد الساری ص:۱۲۹ و ۱۳۱، شامی ج:۲ ص:۱۸۸، ۱۸۹).

(۲) فيصلي الإمام المغرب أى صلوته بجماعة فى وقت العشاء أولًا .... ثم يتبعها العشاء بجماعة. (المسلك المتقسط ص:۱۴۳).

(۳) فإذا دخل وقت العشاء أذّن المؤذّن ويقيم فيصلّى الإمام المغرب بجماعة فى وقت العشاء. ثم يتبعها العشاء بجماعة، ولَا يعيد الأذان ولَا الإقامة للعشاء بل يكتفى بأذان واحد وإقامة واحدة ولَا يتطوع بينهما، أى بل يصلى سُنّة المغرب والعشاء والوتر بعدهما كما صرح به مولَانا عبدالرحمٰن الجامى قدس الله سبحانه وتعالىٰ سره السامى فى منسكه، .... (باقی اگلے صفحے پر)

مزدلفہ میں نمازِ مغرب وعشاء کو جمع کرنا

سوال:... مسئلہ یہ ہے کہ مغرب اور عشاء کی نماز میں جو جمع کرکے ایک وقت میں پڑھتے ہیں، اس کے لئے بھی کیا شرائط ہیں؟ اور ان دونوں کو جمع کرنے کے لئے کن چیزوں کا لحاظ رکھنا ضروری ہے؟ اور کیا مرد اور عورتوں تمام پر ضروری ہے؟ کوئی مستثنیٰ بھی ہیں؟ اور جو اس کو قصداً ترک کرے یا سہواً تو اس کے لئے کیا حکم ہے؟

جواب:... مزدلفہ میں مغرب وعشاء کا جمع کرنا سب حاجیوں کے لئے ضروری ہے، مغرب کے وقت میں پڑھنا ان کے لئے جائز نہیں۔ اس میں مرد اور عورت دونوں کا ایک ہی حکم ہے۔[1]

کیا مزدلفہ میں نمازِ مغرب وعشاء ایک ساتھ پڑھنے کے لئے جماعت ضروری ہے؟

سوال:... مزدلفہ میں جو مغرب وعشاء کو جمع کریں گے آیا اس کو جماعت کے ساتھ پڑھنا ضروری ہے یا الگ الگ بھی پڑھ سکتے ہیں؟ آیا ان دونوں نمازوں کو دو اَذان و اِقامت کے ساتھ پڑھیں گے یا ایک اَذان و اِقامت کے ساتھ پڑھیں گے؟ ساتھ یہ بھی بتلائیں کہ مغرب وعشاء کے درمیان مغرب کی سنتیں یا نوافل بھی پڑھیں گے یا فقط فرض نماز پڑھ کر فوراً عشاء کی نماز پڑھیں گے؟ واضح رہے کہ ہمارا تعلق فقہِ حنفی سے ہے۔

جواب:... مزدلفہ میں مغرب وعشاء دونوں جماعت کے ساتھ پڑھی جائیں، اگر چند رُفقاء ہوں تو دونوں نمازوں کی جماعت کرالیں، اور اگر کسی کو جماعت نہ مل سکے تو خیر اَکیلا پڑھ لے۔ فقہِ حنفی کے مطابق دونوں نمازیں ایک اَذان اور ایک اِقامت کے ساتھ پڑھی جائیں، دونوں نمازوں کے درمیان سنتیں نہ پڑھی جائیں، بلکہ سنتیں بعد میں پڑھیں، اور اگر مغرب پڑھ کر اس کی سنتیں پڑھیں تو عشاء کے لئے دوبارہ اِقامت کہی جائے۔[2]

رش کی وجہ سے مزدلفہ میں ۱۰رذی الحجہ کی فجر کے وقت پہنچنے سے مغرب وعشاء قضا ہوگئی تو کیا کرے؟

سوال:... رش کی وجہ سے اکثر لوگ مزدلفہ ۱۰رذی الحجہ کی فجر کی اَذان پر یا فجر بعد پہنچتے ہیں، ایسی صورت میں ۹رذی الحجہ کی

(بقیہ حاشیہ صفحہ گزشتہ)........ ولَا یشتغل بشیء آخر فإن تطوع أو تشاغل أعاد الْإقامة للعشاء دون الأذان .... والجماعة سُنّة فی هٰذا الجمع ولیس بشرط فلو صلاهما وحده جاز ...إلخ۔ (لباب المناسک للسندی ص:۱۴۳، ۱۴۴، أیضًا فتاویٰ عالمگیری ج:۱ ص:۲۳۰)۔

(۱) فیصلّی الْإمام المغرب أی صلاته بجماعة فی وقت العشاء أوّلًا ثم یتبعها .... العشاء بجماعة ...إلخ۔ (المسلک المتقسط ص:۱۴۳)۔

(۲) فیصلّی الْإمام بالناس المغرب ثم یتبعها العشاء بذٰلک الأذان والْإقامة ولَا یتطوع بینهما، فإن تطوع بینهما أو تشاغل بشیء أعاد الْإقامة ...إلخ۔ (الجوهرة النیرة ص:۱۶۲)۔ نیز گزشتہ صفحے کا حاشیہ نمبر ۳ ملاحظہ فرمائیں۔

مغرب اور عشاء کی نماز قضا ہوجاتی ہے، مغرب وعشاء کی نماز مزدلفہ میں بغیر قضا ادا کرنی ہوتی ہے۔

جواب:... نمازیں قضا نہ کی جائیں بلکہ ایسی صورت میں راستے میں پڑھ لی جائیں۔ [1]

مزدلفہ میں وتر اور سنتیں پڑھنے کا حکم

سوال:... مزدلفہ پہنچ کر عشاء اور مغرب کی نماز پڑھنے کے بعد سنت اور وتر واجب پڑھنے ضروری ہیں یا کہ نہیں؟

جواب:... وتر کی نماز تو واجب ہے، اور اس کا ادا کرنا مقیم اور مسافر ہر ایک کے ذمہ لازم ہے۔ [2] باقی رہیں سنتیں! تو سننِ مؤکدہ کا ادا کرنا مقیم کے لئے تو ضروری ہے، [3] مسافر کو اِختیار ہے کہ پڑھے یا نہ پڑھے۔ [4]

مزدلفہ کا وقوف کب ہوتا ہے؟ اور وادیٔ محسِّر میں وقوف کرنا اور نماز ادا کرنا

سوال:... مسئلہ یہ ہے کہ مزدلفہ میں تو رات کو عرفہ سے پہنچیں گے، اس کے بعد اس کا وقوف کب سے شروع ہوتا ہے جو کہ واجب ہے اور کب تک ہوتا ہے؟ اور اس میں (مزدلفہ میں) فجر کی نماز کس وقت پڑھیں گے، آیا اوّل وقت میں یا آخر وقت میں؟ ساتھ یہ بتلائیں کہ اگر کوئی شخص اس وادی میں جو کہ مزدلفہ کے ساتھ ہے جس میں اصحابِ فیل کا واقعہ پیش آیا تھا، نماز ادا کرلے، پھر معلوم ہو کہ یہ وہ جگہ ہے جس میں جلدی سے گزرنے کا حکم ہے تو کیا نماز کو لوٹائے گا یا ادا ہوجائے گی؟

جواب:... وقوفِ مزدلفہ کا وقت ۱۰رذوالحجہ کو صبحِ صادق سے لے کر سورج نکلنے سے پہلے تک ہے۔ [5] سنت یہ ہے کہ صبحِ صادق ہوتے ہی اوّل وقت نمازِ فجر ادا کی جائے، نماز سے فارغ ہوکر وقوف کیا جائے اور سورج نکلنے سے پہلے تک دُعا و اِستغفار اور تضرّع

---

(۱) ولو خشي أن يطلع الفجر قبل أن يصل إلى مزدلفة صلّى المغرب لأنه إذا طلع الفجر فات وقت الجمع. (الجوهرة النيرة ص:۱۶۲، كتاب الحج).

(۲) عن أبي حنيفة رضي الله عنه في الوتر ثلاث روايات .... وفي رواية واجب وهي آخر أقواله وهو الصحيح، كذا في محيط السرخسي .... ويجب القضاء بتركه ناسيًا أو عامدًا وإن طالت المدة ... إلخ. (فتاوىٰ عالمگیری، كتاب الصلاة، الباب الثامن في الوتر ج:۱ ص:۱۱۰، ۱۱۱). أيضًا: ولَا يتطوع بينهما أي بل يصلّي سُنّة المغرب والعشاء والوتر بعدهما كما صرح به مولَانا عبدالرحمٰن الجامي قدس الله سبحانه وتعالىٰ سره السامي في منسكه. (المسلك المتقسط ص:۱۴۴ طبع دار الفكر).

(۳) وقد ذكرنا مرارًا أنها بمنزلة الواجب ولهٰذا كان الأصح أنه يأثم بترك السُّنّة المؤكدة كالواجب. (رد المحتار ج:۲ ص:۱۶۶، باب العيدين، مطلب في الفأل والطيرة).

(۴) ولَا قصر في السُّنن .... وبعضهم جوزوا للمسافر ترك السُّنن والمختار أنه لَا يأتي بها في حال الخوف ويأتي بها في حال القرار والأمن. (فتاوىٰ عالمگیری، كتاب الصلاة، الباب الخامس عشر في صلاة المسافر ج:۱ ص:۱۳۹).

(۵) وأوّل وقته طلوع الفجر الثاني من يوم النحر وآخره طلوع الشمس منه. (شامي ج:۲ ص:۵۱۱، وقوف المزدلفة).

وابتہال میں مشغول ہوں۔[۱] جب سورج نکلنے کے قریب ہو تو منیٰ کی طرف چل پڑیں اور وادیٔ محسّر میں وقوف جائز نہیں۔[۲]

دورانِ حج مزدلفہ میں قیام ضروری ہے

سوال:... عرفات سے منیٰ آتے ہوئے بسوں کا قافلہ دونوں پہاڑوں کے درمیان رش کی وجہ سے رُک جاتا ہے، اور صبح رش کم ہونے پر روانہ ہوتا ہے، بس مزدلفہ میں نہیں رُکتی، کیا اس صورت میں دَم دینا ہوگا؟

جواب:... اگر طلوعِ فجر سے پہلے آپ مزدلفہ پہنچ گئے اور وہاں مغرب اور عشاء کی نماز پڑھ لی تو آپ کے ذمے کچھ نہیں، ورنہ آپ پر دَم لازم ہے۔[۳]

مزدلفہ کے وقوف کا ترک ہوجانا

سوال:... گزشتہ سال حج کے موقع پر میں اپنے اہلِ خانہ کے ساتھ وہاں پر روڈ بند ہونے کی وجہ سے بروقت نہیں پہنچ سکا، یعنی مزدلفہ میں قیام کا موقع (رات) نہ مل سکا، برائے مہربانی یہ بتائیں کہ ۱:... مزدلفہ میں قیام کئے بغیر حج ہوگیا یا نہیں؟ ۲:... اگر نہیں تو اس صورت میں دَم دینا واجب ہے؟ ۳:... دَم کس مقام پر دینا چاہئے؟ ۴:... کیا مرد اور خواتین سب کی طرف سے دینا ہوگا؟ یا صرف دَم مرد پر واجب ہوگا؟ ۵:... کیا اِمسال کسی کی معرفت دَم دلا سکتے ہیں؟

جواب:... اگر ایسے (غیر اِختیاری) عذر کی وجہ سے مزدلفہ کا وقوف رہ جائے تو دَم واجب نہیں، گزشتہ سال بے شمار لوگوں کو یہ حادثہ پیش آیا۔[۴]

یوم النحر کے کن افعال میں ترتیب واجب ہے؟

سوال:... ''فضائلِ حج'' صفحہ: ۲۱۴، ۲۱۵ پر دسویں تاریخ کا ذکر ہے، اور حضرتِ شیخ رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں: ''اس دن میں چار کام کرنے ہیں: رَمی، ذبح، سر منڈانا اور طوافِ زیارت کرنا'' یہی ترتیب ان کی ہے۔ اس میں بہت سے حضرات سے بھول وغیرہ کی وجہ سے ترتیب میں تقدّم و تأخر ہوا، ہر شخص آ کر عرض کرتا کہ مجھ سے بجائے اس کے ایسا ہوگیا، حضور صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے: ''اس میں

---

(۱) فإذا طلع الفجر صلّى الإمام بالناس الفجر بغلس ثم وقف ووقف الناس معه كذا في القدوري .... ويحمد الله تعالىٰ ويثني عليه ويهلّل ويكبّر ويلبّي ويصلّي على النبي صلى الله عليه وسلم ويدعوا الله بحاجته رافعًا يديه إلى السماء. (فتاویٰ هندية ج:۱ ص:۲۳۰، الباب الخامس في كيفية أداء الحج، شرح وقاية ج:۱ ص:۲۶۲، كتاب الحج).

(۲) والمزدلفة كلها موقف إلّا بطن محسر كذا في فتاویٰ قاضي خان، وإذا بلغ بطن محسر أسرع إن كان ماشيًا وحرك دابته إن كان راكبًا .... فإذا أسفر جدًا دفع منها قبل طلوع الشمس والناس معه حتّى يأتوا منىٰ كذا في الزاد. (فتاویٰ عالمگيری، كتاب الحج، الباب الخامس في كيفية أداء الحج ج:۱ ص:۲۳۰، ۲۳۱، طبع رشيديه، وهٰكذا في اللباب في شرح الكتاب ج:۱ ص:۱۷۲، طبع قديمي كتب خانه).

(۳) ومن ترك الوقوف بمزدلفة فعليه دم لأنه من الواجبات ...إلخ. (الجوهرة النيرة ص:۱۷۷).

(۴) لٰكن لو تركه بعذر كزحمة لَا شيء عليه. وفي رد المحتار: وكذا كل واجب إذا ترك بعذر لَا شيء عليه كما في البحر. (فتاویٰ شامي ج:۲ ص:۵۱۲).

کوئی گناہ نہیں۔" اب اس ترتیب میں تقدیم و تأخیر ہو تو دَم واجب بتایا جاتا ہے (معلّم الحجاج ص:۲۵۳)۔ اگر مفرِد یا قارِن نے یا متمتع نے رَمی سے پہلے سر منڈایا، یا قارن اور متمتع نے ذبح سے پہلے سر منڈایا، قارِن اور متمتع نے رَمی سے پہلے ذبح کیا تو دَم واجب ہوگا، کیونکہ ان چیزوں میں ترتیب واجب ہے۔ یہ فرق سمجھ میں نہیں آیا، برائے مہربانی اس کی وضاحت فرمادیں۔

جواب:... یوم النحر کے چار افعال ہیں، یعنی رَمی، ذبح، حلق اور طوافِ زیارت۔ اوّل الذکر تین چیزوں میں ترتیب واجب ہے، تقدیم و تأخیر کی صورت میں دَم واجب ہوگا۔ مگر طوافِ زیارت اور تین افعالِ مذکورہ کے درمیان ترتیب واجب نہیں بلکہ مستحب ہے۔ پس اگر طوافِ زیارت ان تین سے پہلے کرلیا جائے تو کوئی دَم لازم نہیں۔[1] حدیث میں ان تین افعال کے آگے پیچھے کرنے والوں کو جو فرمایا گیا ہے کہ: "کوئی حرج نہیں!" حنفیہ اس میں یہ تأویل کرتے ہیں کہ اس وقت افعالِ حج کی تشریع ہو رہی تھی، اس لئے خاص اس موقع پر بھول چوک کر تقدیم و تأخیر کرنے والوں کو گناہ سے بَری قرار دیا، مگر چونکہ دُوسرے دلائل سے ان افعال میں ترتیب کا وجوب ثابت ہوتا ہے اس لئے دَم واجب ہوگا،[2] واللہ اعلم!

دَم کہاں ادا کیا جائے؟

سوال:...عرض یہ ہے کہ ہم سب سے دورانِ حج اِحرام باندھنے کے سلسلے میں غلطی ہوگئی تھی جس کا ہم کو دَم ادا کرنا ہے، لیکن

---

(۱) قال في معراج الدراية: اعلم ان ما يفعل في أيام النحر أربعة أشياء: الرمي والنحر والحلق والطواف، وهٰذا الترتيب واجب عند أبي حنيفة ومالك وأحمد لأثر ابن مسعود وابن عباس من قدم نسكا علٰى نسك لزمه دم، وظاهره أنه إذا قدم الطواف على الحلق يلزمه دم عنده، وقد نص في المعراج في مسئلة حلق القارِن قبل الذبح أنه إذا قدم الطواف على الحلق لَا يلزمه شيء فالحاصل: أنه إن حلق قبل الرمي لزمه دم مطلقًا، وإن ذبح قبل الرّمي لزمه دم إن كان قارنًا أو متمتعًا ...إلخ. (البحر الرائق، باب الجنايات ج:۳ ص:۲۶ طبع دار المعرفة، بيروت)۔ أيضًا: (قوله وقد نص في المعراج إلخ) قد ذكر المؤلف عنه قول المتن ثم إلٰى مكة ان أوّل وقت صحة الطواف إذا طلع الفجر يوم النحر ولو قبل الرمي والحلق وأما الواجب فهو فعله في يوم من الأيام الثلاثة عند أبي حنيفة رحمه الله، وظاهره أنه لَا يجب الترتيب بينه وبين الرمي والذبح والحلق، وفي الدر المختار عند عد الواجبات، والترتيب بين الرمي والحلق والذبح يوم النحر، وأما الترتيب بين الطواف وبين الرّمي والحلق فسُنّة فلو طاف قبل الرّمي والحلق لَا شيء عليه ويكره. لباب، اهـ. (منحة الخالق علٰى هامش البحر الرائق ج:۳ ص:۲۶، باب الجنايات، طبع دار المعرفة بيروت)۔

(۲) وله (أي لأبي حنيفة) ان التأخير عن المكان يوجب الدم .... والمراد بالحرج المنفي الإثم بدليل أنه قال: لم أشعر فعذرهم لعدم العلم بالمناسك قبل ذٰلك۔ (البحر الرائق، باب الجنايات ج:۳ ص:۲۶ طبع دار المعرفة)۔ أيضًا: وأجاب أبوحنيفة عما استدل به الشافعي وهو ما روى البخاري ومسلم، واللفظ للبخاري: عن ابن عباس رضي الله عنهما قال رجل للنبي صلى الله عليه وسلم: زرت قبل أن أرمي، قال: لَا حرج! قال: حلقت قبل أن أذبح، قال: لَا حرج! قال: ذبحت قبل أن أرمي، قال: لَا حرج۔ قال: إن المراد بالحرج المنفي هو الإثم ولَا يستلزم من ذٰلك نفي الفدية ...إلخ. (الفقه الحنفي وأدلّته، كتاب الحج، حكم التأخير والتقديم في الرمي والذبح والحلق ج:۱ ص:۴۵۶ طبع دار الكلم الطيب، بيروت)۔

ہم یہ ادا نہیں کرسکے۔ اس کے علاوہ مکہ و مدینہ دوبارہ جانے کی سعادت ابھی تک نصیب نہیں ہوئی، کچھ عرصہ بعد ہم چھٹی پر کراچی جارہے ہیں، پس عرض یہ ہے کہ یہ دَم جو ہم کو ادا کرنا ہے، کیا کراچی میں کرسکتے ہیں یا نہیں؟

جواب:... حج و عمرہ کے سلسلے میں جو دَم واجب ہوتا ہے اس کا حدودِ حرم میں ذبح کرنا ضروری ہے، دُوسری جگہ ذبح کرنا دُرست نہیں۔[1] آپ کسی حاجی کے ہاتھ اتنی رقم بھیج دیں اور اس کو تاکید کردیں کہ وہ وہاں بکرا خرید کر حدودِ حرم میں ذبح کرادے، اس کا گوشت صرف فقراء و مساکین کھاسکتے ہیں، مال دار لوگ نہیں کھاسکتے۔[2]

(۱) ولَا یجزی دم الفدیة إلّا فی الحرم کدم الْإحصار ودم المتعة والقِران۔ (بدائع الصنائع، کتاب الحج، واما حکم الْإحصار ج:۲ ص:۱۷۹)۔ أیضًا: ویذبح بقیة الهدایا متی شاء، لأنها جنایات وکفارات فلا تتوقت بوقت، ومصرفها الفقراء، فلا یأکل منها .... وکل الذبائح تذبح فی الحرم، قال تعالٰی فی جزاء الصید: هدیًا بالغ الکعبة [المائدة:۹۵] وفی دم الْإحصار: حتّٰی یبلغ الهدی محله [البقرة:۱۹۶]۔ (الفقه الحنفی وأدلّته ج:۱ ص:۴۵۰، الهدی)۔ أیضًا: (ویختص) أی جواز ذبحه (بالمکان وهو الحرم) فلا یجوز ذبحه فی غیره أصلًا۔ (المسلک المتقسط ص:۱۷۵)۔

(۲) وأما بیان ما یتحلل به المحصر نوعان، نوع لَا یتحلل إلّا بالهدی ونوع یحتلل بغیر الهدی، أما الذی لَا یتحلل إلّا بالهدی فکل من منع ممن مضی فی موجب الْإحرام حقیقةً .... فهٰذا لَا یتحلل إلّا بالهدی وهو أن یبعث بالهدی أو بثمنه یشتری به هدیا فیذبح عنه وما لم یذبح لَا یحل وهذا قول عامة العلماء ...إلخ۔ (البدائع الصنائع، کتاب الحج، وأما حکم الْإحصار ج:۲ ص:۱۷۷، ۱۷۸)۔

رَمی
(شیطان کو کنکریاں مارنا)

شیطان کو کنکریاں مارنے کی کیا علت ہے؟

سوال:... حج مبارک کے موقع پر شیطان کو جو کنکریاں ماری جاتی ہیں، کیا اس کی علت وہ ہاتھیوں کا لشکر ہے جس پر اللہ جل شانہ نے کنکریاں برسوا کر پامال کیا تھا یا حضرت ابراہیم علیہ السلام کا وہ واقعہ ہے جس میں شیطان نے متعدّد دفعہ بہکایا تھا؟ ممکن ہے اس موقع کی علتیں بہت سی ہوں، اُمید ہے رائج علت تحریر فرما کر ہمارے مسئلے کا حل فرمادیں گے۔

جواب:... غالباً حضرت ابراہیم علیہ السلام والا واقعہ ہی اس کا سبب ہے، مگر یہ علت نہیں۔[1] ایسے اُمور کی علت تلاش نہیں کی جاتی، بس جو حکم ہو اس کی تعمیل کی جاتی ہے، اور حج کے اکثر افعال و ارکان عاشقانہ انداز کے ہیں، کہ عقلاء ان کی علتیں تلاش کرنے سے قاصر ہیں۔

اگر جمرات کے لئے مزدلفہ سے کنکریاں نہ لے تو کیا کرے؟

سوال:... اگر کوئی شخص جمرات کے لئے مزدلفہ سے کنکریاں نہ چنے تو پھر کہاں سے لے؟

جواب:... منیٰ میں کسی جگہ سے بھی لے لے، مگر جمرات کے پاس سے نہ اُٹھائے۔[2]

شیطان کو کنکریاں مارنے کا وقت

سوال:... شیطان کو کنکریاں مارنے کا وقت کس وقت سے شروع ہوتا ہے اور کب تک کنکریاں مارنا جائز ہے؟ برائے مہربانی

---

(۱) وذكر في مبسوط شيخ الإسلام انما سميت جمرة لأن إبراهيم عليه السلام لما أمر بذبح الولد جاء الشيطان يوسوسه فكان إبراهيم عليه السلام يرمي إليه الجمار طردًا له، وكان يجمر بين يديه أي يسرع في المشي والإجمار الإسراع في المشي۔ (البناية في شرح الهداية، باب الإحرام ج:۵ ص:۱۲۸ طبع حقانيه ملتان، وكذا في الفقه الإسلامي وأدلّته ج:۳ ص:۱۹۲، المطلب الثاني، رمي الجمار في منًى وحكم المبيت فيها، طبع دار الفكر)۔

(۲) يستحب أن يأخذ حصى الجمار من المزدلفة أو من الطريق ولَا يرمي بحصاة أخذها من عند الجمرة فإن رمىٰ بها جاز وقد أساء۔ (عالمگيری ج:۱ ص:۲۳۳، الباب الخامس في كيفية أداء الحج)۔ مأخذها: وتؤخذ حصى الجمار من مزدلفة أو من الطريق من محسر وغيره أو من أي مكان غير نجس، لما روى أن النبي صلى الله عليه وسلم أمر ابن عباس رضي الله عنهما أن يأخذ الحصى من مزدلفة، وعليه فعل المسلمين۔ (الفقه الإسلامي وأدلّته، كتاب الحج ج:۳ ص:۱۹۸، طبع دار الفكر)۔

اس کو بھی تفصیل سے تحریر فرمائیں۔

جواب:... پہلے دن دسویں ذوالحجہ کو صرف جمرہ عقبہ (بڑا شیطان) کی رَمی کی جاتی ہے،[1] اس کا وقت صبحِ صادق سے شروع ہوجاتا ہے مگر طلوعِ آفتاب سے پہلے رَمی کرنا خلافِ سنت ہے، اس کا وقتِ مسنون طلوعِ آفتاب سے زوال تک ہے، زوال سے غروب تک بلاکراہت جواز کا وقت ہے، اور غروب سے اگلے دن کی صبحِ صادق تک کراہت کے ساتھ جائز ہے، لیکن اگر کوئی عذر ہو تو غروب کے بعد بھی بلاکراہت جائز ہے۔[2] گیارہویں اور بارہویں کی رَمی کا وقت زوال کے بعد سے شروع ہوتا ہے، غروبِ آفتاب تک بلاکراہت، اور غروب سے صبحِ صادق تک کراہت کے ساتھ جائز ہے۔ مگر آج کل ہجوم کی وجہ سے غروب سے پہلے رَمی نہ کرسکے تو غروب کے بعد بلاکراہت جائز ہے۔[3] تیرہویں تاریخ کی رَمی کا مسنون وقت تو زوال کے بعد ہے، لیکن صبحِ صادق کے بعد زوال سے پہلے اس دن کی رَمی کرنا امام ابوحنیفہؒ کے نزدیک کراہت کے ساتھ جائز ہے۔[4]

رات کے وقت رَمی کرنا

سوال:... رَمیٔ جمرات کے وقت کافی رش ہوتا ہے اور حجاج پاؤں تلے دَب کر مرجاتے ہیں، تو کیا کمزور مرد و عورت بجائے دن کے رات کے کسی حصے میں رَمی کرسکتے ہیں؟ جبکہ وہاں کے علماء کا کہنا ہے کہ چوبیس گھنٹے رَمیٔ جمار کرسکتے ہیں۔

جواب:... طاقت ور مردوں کو رات کے وقت رَمی کرنا مکروہ ہے، البتہ عورتیں اور کمزور مرد اگر عذر کی بنا پر رات کو رَمی کریں تو ان کے لئے نہ صرف جائز بلکہ مستحب ہے۔[5]

---

(۱) (الثانی عشر) أنه فی الیوم الأوّل یرمی جمرة العقبة لَا غیر وفی بقیة الأیام یرمیها، یبدأ بالأولٰی ثم بالوسطیٰ ثم بجمرة العقبة ...إلخ. (عالمگیری ج:۱ ص:۲۳۴ الباب الخامس فی کیفیة أداء الحج). أیضًا: ثالثًا: وقت الرمی: رمی جمرة العقبة (أو الکبریٰ) .... ووقته عند المالکیة والحنفیة بعد طلوع الشمس یوم العید، لقوله صلی الله علیه وسلم: لَا ترموا حتّٰی تطلع الشمس ...إلخ. (الفقه الإسلامی وأدلّته، کتاب الحج ج:۳ ص:۱۹۴، طبع دار الفکر).

(۲) أوقات الرمی: وله أوقات ثلاثة یوم النحر، وثلاثة من أیام التشریق، أوّلها: یوم النحر، ووقت الرمی ثلاثة أنواع: مکروه ومسنون ومباحٌ، فما بعد طلوع الفجر إلٰی وقت الطلوع مکروه، وما بعد طلوع الشمس إلٰی زوالها وقت مسنون، وما بعد زوال الشمس إلٰی غروب الشمس وقت مباح، واللیل وقت مکروه، کذا فی المحیط السرخسی. (عالمگیری، کتاب الحج، الباب الخامس فی کیفیة أداء الحج ج:۱ ص:۲۳۳، طبع رشیدیه کوئٹه).

(۳) وأما وقت الرمی فی الیوم الثانی والثالث فهو ما بعد الزوال إلٰی طلوع الشمس من الغد حتّٰی لَا یجوز الرمی فیهما قبل الزوال إلّا ان ما بعد الزوال إلٰی غروب الشمس وقت مسنون وما بعد الغروب إلٰی طلوع الفجر وقت مکروه هٰکذا روی فی ظاهر الروایة. (فتاویٰ عالمگیری، کتاب الحج، الباب الخامس ج:۱ ص:۲۳۳، وبکذا البدائع الصنائع ج:۲ ص:۱۳۷).

(۴) وأما وقته فی الیوم الرابع فعند أبی حنیفة من طلوع الفجر إلٰی غروب الشمس إلّا أن ما قبل الزوال وقت مکروه وما بعده مسنون. کذا فی محیط السرخسی. (عالمگیری، کتاب الحج، الباب الخامس ج:۱ ص:۲۳۳، طبع رشیدیه کوئٹه).

(۵) واللیل وقت مکروه (عالمگیری ج:۱ ص:۲۳۳، الباب الخامس) والرجل والمرأة فی الرمی سواءٌ إلّا ان رمیها فی اللیل أفضل. (إرشاد الساری، فصل فی أحکام الرمی وشرائطه ص:۱۶۷، أیضًا الفقه الإسلامی وأدلّته ج:۳ ص:۱۹۵).

رَمیٔ جمار میں ترتیب بدل دینے سے دَم واجب نہیں ہوتا

سوال:... ایک صاحب نے اس سال حجِ بیت اللہ ادا فرمایا، اور شیطانوں پر کنکریاں مارنے کے سلسلے میں تاریخ دس، گیارہ، بارہ یعنی تین یوم میں بھول یا غلطی سے جمرۂ عقبہ سے شروع ہوکر جمرۂ اوّل پر ختم کیں، تو اس غلطی و بھول کی کیا سزا و جزا ہے؟ اس سے حج میں فرق آیا یا نہیں؟

جواب:... چونکہ جمرات میں ترتیب سنت ہے، واجب نہیں، اور ترکِ سنت پر دَم نہیں آتا، اس لئے نہ حج میں کوئی خرابی آئے گی اور نہ دَم واجب ہوگا۔ البتہ ترکِ سنت سے کچھ اساءت آتی ہے، یعنی خلافِ سنت کام کیا۔ صورتِ مسئولہ میں اگر یہ شخص جمرۂ اُولیٰ کی رَمی کے بعد علی الترتیب جمرۂ وسطیٰ اور جمرۂ عقبہ کی رَمی دوبارہ کرلیتا تو اس کا فعل سنت کے مطابق ہوجاتا اور اساءت ختم ہوجاتی۔ (۱)

اگر کسی نے تینوں دِن کی رَمی چھوڑ دی تو کتنے دَم واجب ہوں گے؟

سوال:... اگر کسی نے دسویں، گیارہویں اور بارہویں کی رَمی نہیں کی، یعنی کسی دن کی بھی نہیں کی، یا کسی ایک دن کی نہیں کی، یا کسی ایک دن میں تینوں رمیوں میں سے ایک فوت کردی، تو کیا ان تمام صورتوں میں ایک ہی دَم ہوگا یا الگ دَم آئیں گے؟

جواب:... تمام صورتوں میں ایک ہی دَم ہوگا، اور گناہ بقدرِ جرم ہوگا۔ (۲)

اگر مزدلفہ کا قیام نہ ہوسکے اور قربانی، رَمی، حلق کی ترتیب تبدیل ہوگئی ہو تو دو دَم آئیں گے

سوال:... ۹ رذی الحجہ کو عرفات سے معلم کی بس پر رات دس بجے مزدلفہ کے لئے روانگی ہوئی، راہ میں بس خراب ہوئی، دُوسری بس میں سوار ہوئے، اس بس میں ایک شخص عربی زبان سے واقف تھا، اس نے بتایا کہ ڈرائیور کا مطالبہ ہے کہ ہر سواری دو تین ریال دے، میں نے اِنکار کردیا۔ ڈرائیور نے بس روک دی، بولا: خراب ہوگئی ہے۔ تیسری بس میں سب سوار ہوئے۔ راستہ بلاک (جام) ہونے کے سبب بس رینگتی تھی، اسی اثنا میں صبح کے چار بج گئے، وہیں لوگوں نے نماز پڑھی (عشاء قضا ہوئی)، کنکریاں چنیں، پھر بس چلی، آٹھ بجے مزدلفہ کی حدود میں داخل ہوئے، وہاں وقوف نہ ہوا، بس چلتی رہی، گیارہ بجے دن ایک پل کے نیچے بس والے نے سب کو اُتار دِیا، تلاشِ بسیار کے بعد ایک بجے خیمے میں منیٰ پہنچے، قربانی بینک کے ذریعے صبح دس بجے ہوگئی (یہی وقت بینک نے دِیا تھا)، رات بھر کے جاگے بھوکے پیاسے تھے، سب سو گئے، مغرب وعشاء کے بعد رمی کی گئی، دُوسرے دِن صبح کو حلق کرایا، اس طرح مزدلفہ کا

---

(۱) فلترکہ الترتیب فإنه مسنون لأن النبی صلی اللہ علیه وسلم رتب فإذا ترک المسنون تستحب الإعادة ولَا یعید الأولٰی لأنه إذا أعاد الوسطیٰ والعقبة صارت هی الأولٰی۔ (بدائع ج:۱-۲ ص:۱۳۹، کتاب الحج)۔ فحسن مراعاة للترتیب وإن رمی الأولٰی وحدها أجزأه عندنا، هٰكذا فی التاتارخانیة۔ (عالمگیری ج:۱ ص:۲۳۴)۔

(۲) ومن ترک رمی الجمار فی الأیام کلها فعلیه دم ویکفیه دم واحد .... وإن ترک رمی یوم فعلیه دم۔ (هدایة ج:۱ ص:۲۵۵، کتاب الحج)۔ أیضًا: ولو ترک رمی الکل وهو الجمار الثلاث لزمه دم عند أبی حنیفة، لأن جنس الجناية واحد، حظرها إحرام واحد، فیکفیها دم واحد ... إلخ۔ (الفقه الإسلامی وأدلّته، کتاب الحج، سادسًا کیفیة الرمی ج:۳ ص:۲۰۲)۔

وقوف نہ ہوسکا، اور رَمی، قربانی، حلق کی ترتیب بھی نہ ہوئی، آپ فرمائیے کہ اس غلطی کا اِزالہ کیسے ہو؟

جواب:...اس میں دو دَم لازم ہوئے، ایک تو وقوفِ مزدلفہ کے ترک کی وجہ سے جو کہ واجب ہے۔(۱) دُوسرا رَمی اور حلق سے پہلے قربانی کرنے کی وجہ سے کہ قارِن اور متمتع کے لئے ان تین افعال (رَمی، پھر قربانی، پھر حلق) کے درمیان ترتیب واجب ہے۔(۲)

دسویں ذی الحجہ کو مغرب کے وقت رَمی کرنا

سوال:...لوگوں کے کہنے کے مطابق کہ دسویں ذی الحجہ کو رَمی کرنے میں کافی دُشواری ہوتی ہے، خواتین ہمارے ساتھ تھیں، ہم نے صبح کے بجائے مغرب کے وقت رَمی کی، کیا یہ عمل صحیح ہوا؟

جواب:...مغرب تک رَمی کی تأخیر میں کوئی حرج نہیں،(۳) لیکن شرط یہ ہے کہ جب تک رَمی نہ کرلیں تب تک تمتع اور قران کی قربانی نہیں کرسکتے، اور جب تک قربانی نہ کرلیں، بال نہیں کٹا سکتے، اگر آپ نے اس شرط کو ملحوظ رکھا تو ٹھیک کیا۔(۴)

کسی سے کنکریاں مروانا

سوال:...میں نے اپنے شوہر کے ساتھ حج کیا ہے، چونکہ میرے شوہر بہت بیمار ہوگئے تھے اور میرے ساتھ اپنا کوئی خاص نہیں تھا، جس کی وجہ سے میں کنکریاں خود نہیں مارسکی، نہ میرے شوہر۔ ہمارے ساتھ جو اور لوگ تھے ان کی بھی کوئی عورت نہیں گئی کنکریاں مارنے، ان کی طرف سے اور میری اور میرے شوہر کی طرف سے ہمارے ساتھ والے مردوں نے ہی کنکریاں ماردیں۔ میں

---

(۱) ومن ترک الوقوف بمزدلفة فعليه دم لأنه من الواجبات. (الجوهرة النيرة ص:۱۷۷، كتاب الحج، باب الجنايات).

(۲) فلو أن القارِن حلق أوّلًا ثم ذبح فعليه دم .... لأن عليه أن يذبح ثم يحلق. (الجوهرة النيرة، باب القِران ص:۱۶۸، طبع دهلی).

(۳) وما بعد زوال الشمس إلى غروب الشمس وقت مباح. (عالمگيری ج:۱ ص:۲۳۳، الباب الخامس فی كيفية أداء الحج، أيضًا الفقه الإسلامی وأدلّته ج:۳ ص:۱۹۵، رمی الجمرات الثلاث ايام التشريق).

(۴) قال: أی القدوری رحمه الله (ثم يذبح) بعد رمی جمرة العقبة (إن أحب) أی الذبح يعنی إن شاء، وأما على المحبة بإعتبار الدم على المفرد مستحب لَا واجب، والكلام فی المفرد لَا فی القارِن والمتمتع، فإن الدم واجب عليهما (ثم يحلق أو يقصر) انما يردد بين الحلق والتقصير لأن أحدهما واجب، سواء كان مفردًا أو قارنًا أو متمتعًا .... (لما روی ان النبی صلى الله عليه وسلم أنه قال: إن أوّل نسكنا فی يومنا هٰذا أن نرمی ثم نذبح ثم نحلق) .... (ولأن الحلق من أسباب التحلل، وكذا الذبح حتّٰی يتحلل به المحصر) أی الذبح أيضًا من أسباب التحلل كالحلق .... (فيقدم الرمی عليها) أی على الذبح (ثم الحلق من محظورات الإحرام) أی من ممنوعاته بلغ (فيقدم عليه الذبح) أی على الحلق فأخر لذٰلک ...إلخ. (البناية فی شرح الهداية ج:۵ ص:۱۳۵، باب الإحرام). أيضًا: قال فی معراج الدراية: إعلم أن ما يفعل فی أيام النحر أربعة أشياء: الرمی والنحر والحلق والطواف، وهٰذا الترتيب واجب عند أبی حنيفة ومالک وأحمد لأثر ابن مسعود وابن عباس من قدم نسكًا علٰی نسک لزمه دم .... وقد نص فی المعراج فی مسئلة حلق القارِن قبل الذبح إنه إذا قدم الطواف على الحلق لَا يلزمه شیء ...إلخ. (البحر الرائق، كتاب الحج، باب الجنايات ج:۳ ص:۲۶ طبع دار المعرفة، وهٰكذا فی منحة الخالق حاشية البحر الرائق ج:۳ ص:۲۶، كتاب الحج، باب الجنايات).

نے ایک کتاب میں پڑھا ہے کہ جو آدمی نماز کھڑے ہوکر پڑھ سکتا ہے وہ کنکریاں خود مارے، اور اگر ایسا نہ کرے تو اس کا فدیہ دے۔ اب مجھے بہت فکر ہوگئی ہے، آپ مجھے بتائیں کہ مجھے کیا کرنا چاہئے؟ ہم نے اپنی قربانی بھی انہیں لوگوں کی معرفت کرائی تھی۔

جواب:...آپ کے ذمہ قربانی لازم ہوگئی، مکہ جانے والے کسی آدمی کے ہاتھ رقم بھیج دیجئے اور اس کو تاکید کردیجئے کہ وہ بکری ذبح کرادے۔[۱]

کیا ہجوم کے وقت خواتین کی کنکریاں دُوسرا مار سکتا ہے؟

سوال:...خواتین کو کنکریاں خود مارنی چاہئیں، دن کو رَش ہو تو رات کو مارنی چاہئیں، کیا خواتین خود مارنے کے بجائے دُوسروں سے کنکریاں مرواسکتی ہیں؟

جواب:...رات کے وقت رَش نہیں ہوتا، عورتوں کو اس وقت رَمی کرنی چاہئے۔ خواتین کی جگہ کسی دُوسرے کا رَمی کرنا صحیح نہیں، البتہ اگر کوئی ایسا مریض ہو کہ رَمی کرنے پر قادر نہ ہو تو اس کی جگہ رَمی کرنا جائز ہے۔[۲]

وزارتِ مذہبی اُمور کا کتابچہ

سوال:...گزارش ہے کہ آج آپ کی توجہ ایک اہم مسئلے کی طرف مبذول کرانا چاہتی ہوں، وہ یہ کہ اس سال ''وزارتِ مذہبی اُمور و اقلیتی اُمور اسلام آباد'' سے ایک کتابچہ حجاجِ کرام کے نام بھیجا گیا ہے جس کا نام ہے ''آپ حج کیسے کریں؟'' یہ ذی الحجہ ۱۴۰۰ھ اور اکتوبر ۱۹۸۰ء کا شائع شدہ ہے، اس کے صفحہ:۸۹ پر رَمی کے سلسلے میں تحریر ہے کہ: ''بھیڑ زیادہ ہوتی ہے اس لئے عورتیں، بوڑھے اور کمزور مرد وہاں نہ جائیں، وہ اپنی کنکریاں دُوسروں کو دے دیں۔'' اور صفحہ:۹۴ پر بھی عورتوں کو کنکریاں مارنے کے لئے منع کیا ہے۔ چنانچہ اس سال بہت سی عورتوں نے اس مسئلے پر آنکھ بند کرکے عمل کیا اور تین دن میں ایک دن بھی کنکریاں مارنے، نہ دن میں اور نہ رات میں گئی تھیں، اسی صفحہ:۸۹ پر لکھا ہے کہ: ''عورتیں اگر جانا چاہیں تو مغرب کی نماز کے بعد جائیں۔'' چنانچہ میں نے بھی اسی پر عمل کیا اور میری خوش دامن نے بھی جو میرے ہمراہ تھیں، اور بھی بہت سی عورتوں نے کہا کہ جب مذہبی اُمور کی وزارت نے اور اپنے اسلامی جمہوریہ پاکستان کی حکومت نے لکھا ہے، تب تو بالکل صحیح ہی ہوگا۔

یہاں آنے پر علماء سے معلوم ہوا کہ عورتوں کا کنکریاں مارنا واجب ہے، اگر دن میں بھیڑ تھی تو رات کو دیر کرکے جب بھیڑ کم ہوجاتی تب جانا چاہئے تھا، اور اس طرح سے ترکِ واجب پر ہر عورت پر ایک ایک دَم واجب ہوتا ہے جو کہ حدودِ حرم ہی میں دیا جائے گا۔ لہٰذا ہم اب کیسے وہاں دَم دینے کا بندوبست کریں؟ اور دَم نہ دینے کی وجہ سے جن جن عورتوں کو معلوم بھی نہیں ہے اور وزارتِ مذہبی اُمور پاکستان کے کتابچے کے مطابق عمل کرکے مطمئن ہیں کہ ہمارا حج مکمل ہوگیا ہے، ان ہزاروں عورتوں کو کس طرح بتلادیا جائے

---

(۱) ص:۳۶۱ کا حاشیہ نمبر ۲ ملاحظہ کیجئے۔

(۲) (والرجل والمرأة في الرمي سواءٌ) إلّا ان رميها في الليل أفضل وفيه ايماء إلى انه لَا تجوز النيابة عن المرأة بغير عذر. (ارشاد الساري ص:۱۶۷، فصل في الرمي، طبع دار الفكر، بيروت).

کہ ایک ایک دم حدودِ حرم میں مزید دینے کا بندوبست کرو؟ اور اس کا گناہ کس پر آئے گا؟ اور اس طرح ہزاروں عورتوں کا حج ناقص کرانے کا گناہ کس پر ہوگا؟ جو حکمِ شرعی ہو مطلع فرمائیں۔ (نوٹ) فوٹو اسٹیٹ کتابچے کا منسلک ہے۔

جواب:... مسئلہ وہی ہے جو علمائے کرام نے بتایا، خود رَمی نہ کرنا بلکہ کسی دُوسرے سے رَمی کرالینا، اس کی اجازت صرف ایسے کمزور مریض کے لئے ہے جو خود وہاں تک جانے اور رَمی کرنے پر قادر نہ ہو۔[1]

عورتوں کے لئے یہ سہولت دی گئی ہے کہ وہ رات کے وقت رَمی کرسکتی ہیں، اس لئے جن عورتوں نے بغیر عذرِ صحیح کے خود رَمی نہیں کی، وہ واجبِ حج کی تارک ہیں، اور ان کے ذمہ دَم لازم ہے،[2] وہ کسی ذریعہ سے اتنی رقم مکہ مکرّمہ بھیجیں جس کا جانور خرید کر ان کی طرف سے حدودِ حرم میں ذبح کیا جائے،[3] ورنہ ان کا حج، ترکِ واجب کی وجہ سے ہمیشہ ناقص رہے گا، اور وہ گناہگار رہیں گی۔

رہا یہ کہ ہزاروں عورتوں نے اس غلط مشورے پر عمل کرکے جو اپنے حج خراب کئے اس کا گناہ کس کے ذمہ ہوگا؟ اس کا جواب یہ ہے کہ دونوں گناہگار ہیں، ایسی غلط کتابیں لکھنے والے بھی، اور ایسے کچے پکے کتابچوں پر عمل کرنے والے بھی۔

جو لوگ حج کا طویل سفر کرتے ہیں، ہزاروں روپے کے مصارف اور سفر کی صعوبتیں برداشت کرتے ہیں، وہ تھوڑی سی یہ زحمت بھی برداشت کرلیا کریں کہ حج پر جانے سے پہلے محقق اور معتبر علمائے دین سے حج کے مسائل معلوم کرلیا کریں، محض غلط سلط کتابچوں پر اعتماد کرکے اپنا سفر کھوٹا نہ کیا کریں۔

ہم وزارتِ مذہبی اُمور سے اور اسلامی نظریاتی کونسل کے چیئرمین سے بھی اپیل کرتے ہیں کہ وہ غلط قسم کے کتابچے شائع کرکے ہزاروں لوگوں کا حج برباد نہ کریں۔

جمرات کی رَمی کرنا

سوال:... دُوسرے کی طرف سے منیٰ میں شیطان کو کنکریاں مارنے کا طریقہ کیا ہے؟

جواب:... حالتِ عذر میں دُوسرے کی طرف سے رَمی کرنے کا طریقہ فقہاء نے یوں لکھا ہے کہ پہلے اپنی طرف سے سات کنکریاں مارے اور پھر دُوسرے کی طرف سے نیابت کے طور پر سات کنکریاں مارے۔ ایک کنکری اپنی طرف سے مارنا اور دُوسری دُوسرے شخص کی طرف سے مارنے کو مکروہ لکھا ہے۔[4]

---

(۱) ومن كان مريضًا لَا يستطيع الرمي يوضع في يده ويرمي بها أو يرمي عنه غيره. (البحر الرائق ج:۲ ص:۳۷۵، كتاب الحج، طبع دار المعرفة بيروت).

(۲) ولو ترك الجمار كلها أو رمي واحدة أو جمرة العقبة يوم النحر فعليه شاة. (عالمگیری ج:۱ ص:۲۴۷).

(۳) ويتعين الحرم لَا منى للكل ...إلخ. الدر المختار. وفي الشرح: قوله للكل بيان لكون الهدى مؤقتا بالمكان سواء كان دم شكر أو جناية. (الدر المختار مع رد المحتار ج:۲ ص:۶۱۲، باب الهدى).

(۴) (ولو رمى بحصاتين إحداهما عن نفسه والآخر عن غيره جاز ويكره) أي لترك السنة فإنه ينبغي أن يرمي السبعة عن نفسه أوّلًا ثم يرميها عن غيره نيابة. (ارشاد الساري ص:۱۶۶، طبع دار الفكر).

بیمار یا کمزور آدمی کا دُوسرے سے رَمی کروانا

سوال:... ایک شخص بیماری یا کمزوری کی حالت میں حج کرتا ہے، اب وہ جمرات کی رَمی کس طرح کرے؟ کیا وہ کسی دُوسرے سے رَمی کرواسکتا ہے؟

جواب:... جو شخص بیماری یا کمزوری کی وجہ سے کھڑے ہوکر نماز نہ پڑھ سکتا ہو، اور جمرات تک پیدل یا سوار ہوکر آنے میں سخت تکلیف ہوتی ہو تو وہ معذور ہے، اور اگر اس کو آنے میں مرض بڑھنے یا تکلیف ہونے کا اندیشہ نہیں ہے، تو اَب اس کو خود رَمی کرنا ضروری ہے، اور دُوسرے سے رَمی کرانا جائز نہیں۔ ہاں! اگر سواری یا اُٹھانے والا نہ ہو تو وہ معذور ہے اور معذور دُوسرے سے رَمی کراسکتا ہے، جس کو معذوری نہ ہو اس کا دُوسرے کے ذریعہ رَمی کرانا جائز نہیں۔ بہت سے لوگ محض ہجوم کی وجہ سے دُوسرے کو کنکریاں دے دیتے ہیں، ان کی رَمی نہیں ہوتی۔ البتہ سخت ہجوم میں ضعیف و ناتواں لوگ پس جاتے ہیں، گو وہ چلنے سے معذور نہیں، لہٰذا ان کے لئے رات کو رَمی کرنا افضل ہے۔ [1]

۱۰ رذی الحجہ کو رَمی رَش کی وجہ سے نہ کرسکے تو کیا کرے؟

سوال:... ۱۰ رذی الحجہ کو زوال سے پہلے جمرۂ اُولیٰ کی رَمی کرنی ہوتی ہے، لیکن بہت بھیڑ ہوتی ہے، کیا کریں؟

جواب:... ۱۱ رذی الحجہ کی صبحِ صادق تک رَمی کا وقت ہے، جب موقع ملے، کرلی جائے۔ [2]

دس ذوالحجہ کو رَمیٔ جمار کے لئے کنکریاں دُوسرے کو دے کر چلے آنا جائز نہیں

سوال:... میرے ایک دوست جن کا تعلق انڈیا سے ہے، اس مرتبہ ان کا ارادہ حج کرنے کا بھی ہے اور اپنے وطن جاکر گھر والوں کے ساتھ عید کرنے کا بھی۔ جبکہ عربی کیلنڈر کے مطابق عربی کی دس بروز جمعرات ہے اور اس طرح سے حج جمعرات کو ہوجاتا ہے، لیکن شیطان کو کنکریاں مارنے کے لئے تین دن تک منیٰ میں رُکنا پڑتا ہے، میرے دوست چاہتے ہیں کہ جمعہ کی صبح والی فلائٹ سے انڈیا روانہ ہوجائیں اور اپنی کنکریاں مارنے کے لئے کسی دُوسرے شخص کو دے دیں، تو کیا اس صورت میں اس کے حج کے تمام فرائض ادا ہوجاتے ہیں اور حج مکمل ہوجاتا ہے یا کہ نہیں؟

---

(۱) ثم المریض لیس علٰی إطلاقه ففي الحاوی عن المنتقیٰ عن محمد إذا کان المریض بحیث یصلّی جالسًا رمی عنه، ولَا شیء علیه، ولعل وجهه أنه إذا کان یصلّی قائمًا فله القدرة علٰی حضور المرمی راکبًا أو محمولًا فلا یجوز النیابة عنه ...إلخ. (المسلک المتقسط فی المنسک المتوسط، فصل فی أحکام الرمی وشرائطه وواجباته ص:۱۶۶). فصل فی شرائط الرمی وهی عشرة .... السادس: أن یرمی بنفسه فلا تجوز النیابة فیه عند القدرة، وتجوز عند العذر، فلو رمی عن مریض بأمره، أو مغمی علیه، ولو بغیر أمره، أو صبی، أو معتوه، أو مجنون جاز، والأفضل أن توضع الحصاة فی أکفهم فیرمونها، أو یرمونه بأکفهم، ولو رمی [illegible]هم یجزنهم ذٰلک ...إلخ. (غنیة الناسک فی بغیة المناسک ص:۱۸۷ طبع إدارة القرآن کراچی).

(۲) إبتداءه من طلوع الفجر یوم النحر وإنتهاؤه إذا طلع الفجر من الیوم الثانی. (البحر الرائق ج:۲ ص:۳۷۱).

جواب:... جمرات کی رَمی واجب ہے اور اس کے ترک پر دَم لازم آتا ہے۔[1] آپ کے دوست بارہویں تاریخ کو زوال کے بعد رَمی کر کے جانا چاہیں تو جاسکتے ہیں۔[2] اپنی کنکریاں کسی دُوسرے کے حوالے کر کے خود چلے آنا جائز نہیں، ان کا حج ناقص رہے گا، ان کا دَم لازم آئے گا، اور وہ قصداً حج کا واجب چھوڑنے کی وجہ سے گناہ گار ہوں گے۔ تعجب ہے! کہ ایک شخص اتنا خرچ کر کے آئے اور پھر حج کو اَدھورا اور ناقص چھوڑ کر بھاگ جائے۔ اگر ایک سال عید گھر والوں کے ساتھ نہ کی جائے تو کیا حرج ہے...؟ واضح رہے کہ جو شخص خود رَمی کرنے پر قادر ہو اس کی طرف سے کسی دُوسرے شخص کا رَمی کردینا کافی نہیں، بلکہ اس کے ذمہ بذاتِ خود رَمی کرنا لازم ہے۔ البتہ اگر کوئی شخص ایسا بیمار یا معذور ہو کہ خود جمرات تک آنے کی طاقت نہیں رکھتا اس کی طرف سے نیابت جائز ہے کہ اس کے حکم سے دُوسرا شخص اس کی طرف سے رَمی کردے۔[3]

بیمار اہلیہ کی طرف سے رمی کرنا

سوال:... گزشتہ سال حج مبارک کی سعادت نصیب ہوئی، میرے ساتھ میری اہلیہ بھی تھی، عرفات جاتے ہوئے بس میں جگہ کم ہونے کی وجہ سے کھڑے ہو کر سفر کرنا پڑا، میری اہلیہ موٹاپے کی وجہ سے بلڈ پریشر کی مریضہ ہے، جس کی دورانِ سفر طبیعت خراب ہوگئی، بمشکل عرفات پہنچایا۔ واپسی کے لئے بھی بس میں جگہ نہ مل سکی، پرائیویٹ گاڑی پر مزدلفہ آئے، صبح بھی پیدل منیٰ آنا پڑا، اہلیہ کی طبیعت بدستور خراب تھی، پہلے دن کی رَمی میں نے اہلیہ کی طرف سے کرتے ہوئے کنکریاں ماریں۔ دورانِ رَمی دیکھا کہ چند عورتیں جو رَمی کے لئے آئی تھیں، بھیڑ میں ایسی پھنس گئیں کہ ان کے اِحرام اُتر گئے اور کنکریاں بھی نہ مار سکیں۔ حالات کو دیکھتے ہوئے باقی دونوں دِنوں کی رَمی بھی اہلیہ کی طرف سے میں نے خود کی ہے۔ ہمارے کیمپ میں جتنی عورتیں تھیں، ان کی طرف سے بھی ان کے محرَم حضرات نے کنکریاں ماریں، ان کا کہنا تھا کہ عورتوں کا ایسے حالات میں کنکریاں مارنا ممکن نہیں ہے، لہٰذا یہ معذور ہیں، اس حوالے سے آپ سے چند سوالات درکار ہیں:

۱:... اہلیہ کی طرف سے تینوں دن جو میں نے رمی کی ہے، کیا ادا ہوگئی؟

۲:... اس پر دَم وغیرہ تو واجب نہیں ہوا؟

---

(۱) ولو ترک الکل وھو الجمار الثلاث فیه للزمه عنده دم فیجب فی أقلها الصدقة بخلاف الیوم الأوّل وھو یوم النحر إذا ترک الجمرة وھو سبع حصیات انه یلزمه دم عنده ...إلخ۔ (بدائع ج:۱-۲ ص:۱۳۹، کتاب الحج، وشرح الوقایة ج:۱ ص:۲۶۲، والفقه الإسلامی وأدلّته ج:۳ ص:۲۰۲)۔

(۲) وأما فی الیوم الثانی والثالث وقت الرمی ما بعد الزوال ولو رمی قبل الزوال لَا یجزیه ھٰکذا ذکر فی الأصل وفی التجرید عن أبی حنیفة ولو أراد أن ینفر فی الیوم الثالث فله أن یرمی قبل الزوال۔ (التاتارخانیة ج:۲ ص:۴۶۱، إرشاد الساری ص:۱۵۸)۔ أیضًا: وأما وقت الرمی فی الیوم الثانی والثالث فھو ما بعد الزوال إلٰی طلوع الشمس من الغد حتّٰی لَا یجوز الرمی فیھما قبل الزوال۔ (عالمگیری، کتاب الحج ج:۱ ص:۲۳۳، بدائع، کتاب الحج ج:۱ ص:۱۳۷)۔

(۳) الخامس: ان یرمی بنفسه فلا تجوز النیابة عن القدرة، وتجوز عند القدرة فلو رمی عن مریض بأمره .... جاز۔ (لباب المناسک مع إرشاد الساری، فصل فی أحکام الرمی وشرائطه وواجباته ص:۱۶۶ طبع دار الفکر بیروت)۔

۳:... جن عورتوں کے اِحرام بھیڑ میں کھل گئے اور کنکریاں بھی نہ مار سکیں، ان کے لئے کیا اَحکام ہیں؟

۴:... جن عورتوں کی طرف سے ان کے محرَم حضرات نے یہ کہتے ہوئے رَمی کی کہ عورتوں کا اس حال میں رَمی کرنا ممکن نہیں ہے، کیا ان عورتوں کی رَمی ہوگئی؟

جواب:... رَمی کا وقت پہلے دن طلوعِ آفتاب سے لے کر اگلے دن کی صبحِ صادق تک رہتا ہے، اور اس طویل عرصے میں رات کو بارہ ایک بجے کے قریب رَش بالکل نہیں ہوتا، اور آدمی آسانی کے ساتھ رَمی کرسکتا ہے۔[1] اس لئے آپ کی بیوی نے جو رَمی نہیں کی، یہ اس کی کوتاہی تھی، اور آپ کی مسئلے سے ناواقفیت۔ اسی طرح جن مردوں نے بغیر عذر کے عورتوں کی طرف سے رَمی کی، ان عورتوں کی رَمی نہیں ہوئی، ان سب پر دَم لازم ہے۔[2]

۱۲رذی الحجہ کو زوال سے پہلے رَمی کرنا دُرست نہیں

سوال:... ۱۲رذوالحجہ کو اکثر دیکھا گیا کہ لوگ زوال سے پہلے رَمی کرنے نکل جاتے ہیں کہ بعد میں رَش ہوجائے گا، اس لئے قبل از وقت مار کر نکل جاتے ہیں۔ پوچھنا یہ ہے کہ کیا یہ عمل دُرست ہے؟ اور اگر دُرست نہیں تو جس نے کرلیا اس پر کیا تاوان آئے گا؟ اس کا حج دُرست ہوا یا فاسد؟

جواب:... صرف دس ذوالحجہ کی رَمی زوال سے پہلے ہے۔[3] ۱۱ر، ۱۲رکی رَمی زوال کے بعد ہی ہوسکتی ہے، اگر زوال سے پہلے کرلی تو وہ رَمی ادا نہیں ہوئی،[4] اس صورت میں دَم واجب ہوگا۔[5] البتہ تیرہویں تاریخ کی رَمی زوال سے پہلے کرکے جانا جائز ہے۔[6]

---

(۱) أما الرمي في اليوم الأوّل فلأدائه وقت الجواز من الفجر إلى الفجر، ووقت مسنون من طلوع الشمس إلى الزوال، ووقت مباح من الزوال إلى الغروب، ووقت مكروه قبل طلوع الشمس وبعد الغروب، وإن كان بعذر لا كراهة فيهما ...إلخ. (غنية الناسك ص:۱۸۱، طبع إدارة القرآن).

(۲) الخامس: أن يرمي بنفسه فلا تجوز النيابة عند القدرة. (إرشاد الساري ص:۱۶۶). أيضًا: لو ترك رمي الكل وهو الجمار الثلاث لزمه دم عند أبي حنيفة ...إلخ. (الفقه الإسلامي وأدلّته ج:۳ ص:۲۰۲ طبع دار الفكر).

(۳) اما الرمي في اليوم الأوّل فلأداءه وقت الجواز من الفجر إلى الفجر، ووقت مسنون من طلوع الشمس إلى الزوال ...إلخ. (غنية الناسك ص:۱۸۱).

(۴) وأمّا وقت الجواز في اليوم الثاني والثالث من أيام النحر، فمن الزوال إلى طلوع الفجر من الغد، فلا يجوز قبل الزوال في ظاهر الرواية، وعليه الجمهور من أصحاب المتون والشروح والفتاوىٰ .... وقال الشارح: والصحيح أنه لا يصح في اليومين إلّا بعد الزوال مطلقًا اهـ. (غنية الناسك ص:۱۸۱ أيضًا إرشاد الساري ص:۱۵۸).

(۵) رمي الجمار واجب كما عرفنا، فإن تأخر عن وقته أو فات، وجب دم على النحو المقرر فقهًا فقال الحنفية .... ولو ترك رمي الكل وهو الجمار الثلاث لزمه دم عند أبي حنيفة لأن جنس الجناية واحد، حظرها إحرام واحد، فيكفيها دم واحد. (الفقه الإسلامي وأدلّته، كتاب الحج، حكم تأخير الرمي عن وقته ج:۳ ص:۲۰۱، ۲۰۲).

(۶) وأما وقته في اليوم الرابع فعند أبي حنيفة من طلوع الفجر إلى غروب الشمس إلّا أن ما قبل الزوال وقت مكروه وما بعده مسنون. (عالمگیری ج:۱ ص:۲۳۳، الباب الخامس في كيفية أداء الحج).

عورتوں اور ضعفاء کا بارہویں اور تیرہویں کی درمیانی شب میں رَمی کرنا

سوال:... عورتوں اور ضعفاء کے لئے تو رات کو کنکریاں مارنا جائز ہے، لیکن بارہویں ذوالحجہ کو اگر وہ غروبِ آفتاب کے بعد ٹھہریں اور رات کو رَمی کریں تو کیا ان پر تیرہویں کی رَمی بھی لازم ہوتی ہے؟ صحیح مسئلہ کیا ہے؟

جواب:... بارہویں تاریخ کو بھی عورتیں و دیگر ضعفاء و کمزور حضرات رات کو رَمی کر سکتے ہیں[1]۔ بارہویں تاریخ کو منیٰ سے غروبِ آفتاب کے بعد بھی تیرہویں کی فجر سے پہلے آنا کراہت کے ساتھ جائز ہے۔ اس لئے اگر تیرہویں تاریخ کی صبحِ صادق ہونے سے پہلے منیٰ سے نکل جائیں تو تیرہویں تاریخ کی رَمی لازم نہیں ہوگی[2] اور اس کے چھوڑنے پر دَم لازم نہیں آئے گا۔ ہاں! اگر تیرہویں کی فجر بھی منیٰ میں ہوگئی تو پھر تیرہویں کی رَمی بھی واجب ہو جاتی ہے، اس کے چھوڑنے سے دَم لازم آئے گا۔[3]

تیرہویں کو صبح سے پہلے منیٰ سے نکل جائے تو رَمی لازم نہیں

سوال:... مسئلہ یہ ہے کہ بارہویں تاریخ کو ہم یعنی عورتوں نے رات کو رَمی کا فعل ادا کیا اور پھر غروب کے بعد وہاں سے نکلے۔ پوچھنا میں یہ چاہتی ہوں کہ غروب کے بعد نکلنے سے تیرہ کا ٹھہرنا ضروری تو نہیں ہوگیا؟ کیونکہ بعض لوگوں نے وہاں بتلایا کہ بارہ کو منیٰ سے دیر سے نکلنے پر تیرہ کی رَمی کرنا واجب ہو جاتی ہے۔ اور یہ بھی بتلائیں کہ ہمارے ان عملوں سے کوئی حج میں نقص و فساد تو نہیں آیا؟ اگر آیا تو اس کا تاوان کیا ہے؟

جواب:... بارہویں تاریخ کا سورج غروب ہونے کے بعد منیٰ سے نکلنا مکروہ ہے، مگر اس صورت میں تیرہویں تاریخ کی رَمی لازم نہیں ہوتی، بشرطیکہ صبحِ صادق سے پہلے منیٰ سے نکل گیا ہو[4]۔ اور اگر منیٰ میں تیرہویں تاریخ کی صبحِ صادق ہوگئی تو اَب تیرہویں تاریخ کی رَمی بھی واجب ہوگئی، اب اگر رَمی کے بغیر منیٰ سے جائے گا تو دَم لازم ہوگا۔[5]

---

(۱) ولو لم یرم یوم النحر أی الیوم الأوّل أو الثانی أو الثالث رماه فی اللیلة المقبلة۔ (ارشاد الساری ص:۱۶۱، طبع دار الفکر، بیروت)۔

(۲) وإن لم یقم أی لم یرد الإقامة (فی الیوم الثانی) نفر قبل غروب الشمس أی من یومه فإن لم ینفر حتّٰی غربت الشمس یکره له أی الخروج فی تلک اللیلة عندنا۔ (ارشاد الساری ص:۱۶۳، طبع دار الفکر، بیروت)۔

(۳) ولو نفر من اللیل قبل طلوع الفجر من الیوم الرابع لَا شیء علیه .... ولو نفر بعد طلوع الفجر قبل الرمی یلزمه الدم إتفاقًا۔ (ارشاد الساری ص:۱۶۳، طبع دار الفکر، بیروت)۔

(۴) ایضاً حاشیہ نمبر ۲۔

(۵) ایضاً حاشیہ نمبر ۳۔

حج کے دوران قربانی

کیا حاجی پر عید کی قربانی بھی واجب ہے؟

سوال:... جو حضرات پاکستان سے حج کے لئے جاتے ہیں، ان کے لئے وہاں حج کے دوران ایک قربانی واجب ہے یا دو واجب ہیں؟ اور اگر ایک قربانی کردی ہو تو اَب کیا کیا جائے؟

جواب:... جو حاجی صاحبان مسافر ہوں اور انہوں نے حجِ تمتع یا قران کیا ہو ان پر صرف حج کی قربانی واجب ہے، اور اگر انہوں نے حجِ مفرَد کیا ہو تو ان کے ذمہ کوئی قربانی واجب نہیں۔[1] اور جو حاجی مسافر نہ ہوں بلکہ مقیم ہوں ان پر بشرطِ اِستطاعت عید کی قربانی بھی واجب ہے۔[2]

حج کے موقع پر کتنا مال ہو تو قربانی کرنا واجب ہے؟

سوال:... حج کے موقع پر جو قربانی کی جاتی ہے (یعنی عیدالاضحیٰ) اس کے لئے شرعی طور پر کتنے مال کا ہونا ضروری ہے کہ جس پر قربانی کا کرنا واجب ہوجاتا ہے؟

جواب:... اگر حجِ تمتع یا قران کیا ہو، تو حج کی قربانی واجب ہے، اگر قربانی نہ کرسکتا ہو تو تین روزے حج کے دِنوں میں

---

(۱) فإذا فرغ من الرمي يوم النحر انصرف إلٰى رحله، ويشتغل بشيء آخر، فذبح إن شاء، لأنه مفرد والذبح أفضل، وإنما يجب على القارن والمتمتع أما الأضحية فإن كان مسافرًا فلا يجب عليه، وإلّا فكالمكي فتجب كما في البحر۔ (غنية الناسک، فصل في الذبح وأحكامه ص:۱۷۲)۔ أيضًا: (فصل في هدى القارن والمتمتع): (يجب) أى إجماعًا على القارن والمتمتع هدى شكرًا لما وفقه الله تبارک وتعالٰى للجمع بين النسكين في أشهر الحج بسفر واحد ...إلخ۔ (مناسک مُلّا على القاريؒ ص:۱۷۴)۔ أيضًا: فإذا وصل منزله بمنٰى .... وإن كان قارنًا أو متمتعًا يجب عليه ذبح الهدى، وصفاته كصفات الأضحية۔ (البحر العميق، الباب الثاني عشر ج:۳ ص:۱۷۰۰ طبع مؤسسة الريان، مصر)۔

(۲) وأما شرائط الوجوب .... ومنها الإقامة، فلا تجب على المسافر، لأنه لَا تتادى بكل مال، وفي كل زمان .... وقال في "الأصل" لَا تجب الأضحية على الحاج، وأراد به المسافر، فأما أهل مكة فتجب عليهم الأضحية وإن حجوا۔ (البحر العميق، الباب الثاني عشر في الأعمال المشروعة يوم النحر، مطلب شرائط الوجوب ج:۳ ص:۱۷۰۵، طبع مصر)۔

رکھے، یعنی ۹ رذُوالحجہ تک اور سات روزے حج سے فارغ ہوکر رکھے۔ [1]

کیا دورانِ حج مسافر کو قربانی معاف ہے؟

سوال:... کیا مسافرت میں قربانی معاف ہے؟ دورانِ حج جبکہ حالتِ سفر ہوتی ہے اس وقت بھی قربانی معاف ہے؟

جواب:... دورانِ سفر عام طور پر حاجی سفر میں ہوتا ہے، اس لئے اس پر عیدالاضحیٰ کی قربانی واجب نہیں، البتہ اگر حاجی نے حجِ تمتع یا حجِ قران کا اِحرام باندھا ہے تو اس پر حج کی قربانی واجب ہوگی، عیدالاضحیٰ کی نہیں۔ البتہ اگر عیدالاضحیٰ کی قربانی بھی کرلے تو ثواب ہوگا۔ [2]

حجِ اِفراد میں قربانی نہیں، چاہے پہلا ہو یا دُوسرا، تیسرا

سوال:... ہمارا تیسرا حج ہے، بعض لوگ کہتے ہیں کہ قربانی صرف پہلے حج پر لازمی ہے۔

جواب:... حجِ اِفراد میں قربانی نہیں ہوتی، خواہ پہلا ہو یا دُوسرا، تیسرا۔ اور تمتع یا قران ہو تو قربانی لازم ہے، خواہ پہلا ہو یا دُوسرا، تیسرا۔ [3]

حج میں قربانی کریں یا دَمِ شکر؟

سوال:... اب تک تو میں نے سنا تھا کہ قربانی ایک ہوتی ہے جو کہ عرصے سے ہم اِدھر کرتے آئے ہیں، آج ہمارے ایک مولوی صاحب نے بتایا کہ قربانی کے دنوں میں جو قربانی ہوتی ہے وہ دَم ہے حج کا، اور قربانی کرنا حاجی پر ضروری نہیں کیونکہ حاجی مسافر ہوتا ہے، پوچھنا یہ ہے کہ آیا یہ بات کہاں تک دُرست ہے؟

---

(۱) "فَمَنْ تَمَتَّعَ بِالْعُمْرَةِ اِلَى الْحَجِّ فَمَا اسْتَيْسَرَ مِنَ الْهَدْيِ، فَمَنْ لَّمْ يَجِدْ فَصِيَامُ ثَلٰثَةِ اَيَّامٍ فِي الْحَجِّ وَسَبْعَةٍ اِذَا رَجَعْتُمْ" (البقرة: ۱۹۶)۔ أيضًا: (يجب) أى إجماعًا (على القارن والمتمتع هدى شكرًا لما وفقه الله تبارك وتعالىٰ للجمع بين النسكين فى أشهر الحج بسفر واحد وهٰذا عندنا۔ (مناسک مُلّا علی القاریؒ، فصل فی هدى القارن والمتمتع ص:۱۷۴)۔ أيضًا: فصل فى بدل الهدى إذا عجز القارن أو المتمتع عن الهدى أى هدى القران أو التمتع، بأن لم يكن فى ملكه فضل أى مال زائد عن كفاف .... قدر ما يشترى به الدم أى من النقود أو العروض ولَا هو أى الدم أو الهدى بعينه فى ملكه، وجب الصيام عليه عشرة أيام أى كاملة بجملة فيصوم ثلاثة أيام قبل الحج ...... وسبعة بعده أى إذا رجع كما فى الآية ...إلخ. (المسلک المتقسط فی المنسک المتوسط ص:۱۷۵ طبع دار الفكر بيروت)۔

(۲) ایضاً، نیز گزشتہ صفحے کا حاشیہ نمبر۱، ۲ ملاحظہ فرمائیں۔

(۳) ایضاً، نیز گزشتہ صفحے کا حاشیہ نمبر۱ ملاحظہ کیجئے۔

جواب:... جس شخص کا حج تمتع یا قران ہو اس پر حج کی وجہ سے قربانی واجب ہے، اس کو دَمِ شکر کہتے ہیں۔[1] اسی طرح اگر حج و عمرہ میں کوئی غلطی ہوئی ہو تو اس کی وجہ سے بھی بعض صورتوں میں قربانی واجب ہو جاتی ہے، اس کو "دَم" کہتے ہیں۔[2]

بقرعید کی عام قربانی دو شرطوں کے ساتھ واجب ہے، ایک یہ کہ آدمی مقیم ہو، مسافر نہ ہو۔ دوم یہ کہ حج کے ضروری اخراجات ادا کرنے کے بعد اس کے پاس قربانی کی گنجائش ہو۔ اگر مقیم نہیں تو قربانی واجب نہیں اور اگر حج کے ضروری اخراجات کے بعد قربانی کی گنجائش نہیں تب بھی اس کے ذمہ قربانی واجب نہیں۔[3]

رَمی مؤخر ہونے پر قربانی بھی بعد میں ہوگی

سوال:... ہجوم وغیرہ کی وجہ سے اگر عورت رات تک رَمی مؤخر کرے تو کیا اس کے حصے کی قربانی پہلے کی جاسکتی ہے؟

جواب:... جس شخص کا تمتع یا قران کا اِحرام ہو اس کے لئے رَمی اور قربانی میں ترتیب واجب ہے کہ پہلے رَمی کرے، پھر قربانی کرے، پھر اِحرام کھولے۔ پس جس عورت نے تمتع یا قران کیا ہوا گر وہ ہجوم کی وجہ سے رات تک رَمی کو مؤخر کرے تو قربانی کو بھی رَمی سے فارغ ہونے تک مؤخر کرنا لازم ہوگا۔ جب تک وہ رَمی نہ کرے اس کے حصے کی قربانی نہیں ہوسکتی اور جب تک قربانی نہ ہو جائے، اس کا اِحرام نہیں کھل سکتا۔[4]

کسی اِدارے کو رقم دے کر قربانی کروانا

سوال:... حج کے موقع پر ایک ادارہ رقم لے کر رسید جاری کرتا ہے اور وقت دے دیتا ہے کہ فلاں وقت تمہاری طرف سے قربانی ہو جائے گی، چنانچہ فلاں وقت بال کٹوا کر اِحرام کھول دینا۔ لیکن بغیر تصدیق کئے بال کٹوا کر اِحرام کھولنا چاہئے یا نہیں؟

---

(۱) فإذا فرغ من الرمي يوم النحر انصرف إلٰى رحله، ويشتغل بشيء آخر، فذبح إن شاء، لأنه مفرد والذبح أفضل، وإنما يجب على القارن والمتمتع، أوما الأضحية فإن كان مسافرًا فلا يجب عليه، وإلّا فكالمكي فتجب كما في البحر. (غنية الناسک، فصل في الذبح وأحكامه ص:۱۷۲). أيضًا: (فصل في هدى القارن والمتمتع): (يجب) أي إجماعًا على القارن والمتمتع هدى شكرًا لما وفقه الله تبارک وتعالٰى للجمع بين النسكين في أشهر الحج بسفر واحد ...إلخ. (مناسک مُلّا علي القاریؒ ص:۱۷۴). أيضًا: فإذا وصل منزله بمنٰى .... وإن كان قارنًا أو متمتعًا يجب عليه ذبح الهدى، وصفاته كصفات الأضحية. (البحر العميق، الباب الثاني عشر ج:۳ ص:۱۷۰۰ طبع مؤسسة الريان، مصر).

(۲) الدم في جناية الحج: هو ذبح حيوان من الإبل والبقر والغنم. (قواعد الفقه ص:۲۹۴، طبع صدف پبلشرز کراچی).

(۳) وأما شرائط الوجوب .... ومنها الإقامة، فلا تجب على المسافر، لأنه لَا تتأدى بكل مال، وفي كل زمان .... وقال في "الأصل": لَا تجب الأضحية وإن حجوا .... ومنها: الغني لقوله صلى الله عليه وسلم: "من وجد سعه فليضح" شرط السعة، وهي الغنى ...إلخ. (البحر العميق، الباب الثاني عشر ج:۳ ص:۱۷۰۶ طبع مؤسسة الريان، المكتبة المكية، مصر).

(۴) قال ابن عباس: من قدم من حجه شيئًا أو أخره فعليه دم وهو قول النخعي والحسن وقتادة وبه قال أبوحنيفة .... الرمي أوّلًا، ثم الذبح، ثم الحلق، روى أنس ان رسول الله صلى الله عليه وسلم أتى منٰى فأتى الجمرة فرماها، ثم أتى منزله بمنٰى ونحر، ثم قال للحلاق: خذ، وأشار إلٰى جانبه الأيمن ثم الأيسر. (الفقه الحنفي وأدلّته ج:۱ ص:۴۵۶، ۴۵۷ طبع دار الكلم الطيب، بيروت، أيضًا البحر الرائق، باب الجنايات ج:۳ ص:۲۶، ۲۷ طبع دار المعرفة، بيروت).

جواب:... اگر قربانی سے پہلے بال کٹادیئے جائیں تو دَم لازم آتا ہے،[۱] چونکہ اس صورت میں یہ یقین نہیں کہ اِحرام کھولنے سے پہلے قربانی ہوگئی، اس لئے یہ صورت صحیح نہیں۔

حج کی قربانی کس جگہ کی جاسکتی ہے؟

سوال:... حج کی قربانی منیٰ کے علاوہ مکہ، مزدلفہ، عرفات میں بھی ہوسکتی ہے یا منیٰ میں ہی قربانی کرنا شرط ہے؟ اگر کسی حاجی نے حج کی قربانی رَمی کرنے کے فوراً بعد مکہ آکر قربانی کرلی، تو اس کی قربانی ہوگئی یا دوبارہ قربانی کرنی ہوگی؟

جواب:... حج سے متعلقہ قربانیوں کا حدودِ حرم میں ذبح کیا جانا شرط ہے، مزدلفہ حدودِ حرم کے اندر ہے، عرفات نہیں۔[۲]

حاجی کا قربانی کے لئے کسی جگہ رقم جمع کروانا

سوال:... قربانی کے لئے مدرسہ صولتیہ میں رقم جمع کروائی، اپنے ہاتھ سے یہ قربانی نہیں کی، یہ عمل صحیح ہوا؟

جواب:... حاجی کو مزدلفہ سے منیٰ آکر چار کام کرنے ہوتے ہیں۔ ۱:- رَمی، ۲:- قربانی، ۳:- حلق، ۴:- طوافِ اِفاضہ، پہلے تین کاموں میں ترتیب واجب ہے، یعنی سب سے پہلے رَمی کرے، پھر قربانی کرے (جبکہ حج تمتع یا قران کیا ہو)، اس کے بعد بال کٹائے، اگر ان تین کاموں میں ترتیب قائم نہ رکھی، مثلاً رَمی سے پہلے قربانی کردی، یا حلق کرالیا، یا قربانی سے پہلے حلق کرالیا تو دَم واجب ہے۔ اب آپ نے جو صولتیہ میں رقم جمع کروائی تو ضروری تھا کہ وہ قربانی آپ کی رَمی کے بعد اور حلق سے پہلے ہو، اگر آپ نے رَمی نہیں کی تھی کہ انہوں نے آپ کی طرف سے قربانی کردی تو دَم لازم آیا، یا انہوں نے قربانی نہیں کی تھی اور آپ نے حلق کرالیا تب بھی دَم لازم آگیا، اس لئے ان سے تحقیق کرلی جائے کہ انہوں نے قربانی کس وقت کی تھی؟

یہ حکم اس صورت میں ہے کہ جبکہ آپ نے حج قران یا تمتع کیا ہو،[۳] لیکن اگر آپ نے صرف حجِ مفرَد کیا تھا تو قربانی آپ کے

---

(۱) گزشتہ صفحہ کا حاشیہ نمبر ۴ ملاحظہ فرمائیں، نیز صفحۂ موجودہ کا حاشیہ نمبر ۳ دیکھئے۔

(۲) ولَا یجوز ذبح الهدایا إلّا فی الحرم۔ (عالمگیری ج:۱ ص:۲۶۱، الباب السادس عشر فی الهدی)۔

(۳) قال فی معراج الدرایة: اعلم ان ما یفعل فی أیام النحر أربعة أشیاء: الرمی والنحر والحلق والطواف، وهٰذا الترتیب واجب عند أبی حنیفة ومالک وأحمد لأثر ابن مسعود وابن عباس من قدم نسکا علٰی نسک لزمه دم، وظاهره أنه إذا قدم الطواف علی الحلق یلزمه دم عنده، وقد نص فی المعراج فی مسئلة حلق القارِن قبل الذبح أنه إذا قدم الطواف علی الحلق لَا یلزمه شیء فالحاصل: أنه إن حلق قبل الرمی لزمه دم مطلقًا، وان ذبح قبل الرّمـ لزمه دم إن کان قارنًا أو متمتعًا ... إلخ۔ (البحر الرائق، باب الجنایات ج:۳ ص:۲۶ طبع دار المعرفة، بیروت)۔ أیضًا: (قوله وقد نص فی المعراج إلخ) قد ذکر المؤلف عنه قول المتن ثم إلٰی مکۃ ان أوّل وقت صحة الطواف إذا طلع الفجر یوم النحر ولو قبل الرمی والحلق وأما الواجب فهو فعله فی یوم من الأیام الثلاثة عند أبی حنیفة رحمه الله، وظاهره أنه لَا یجب الترتیب بینه وبین الرمی والذبح والحلق، وفی الدر المختار عند عد الواجبات، والترتیب بین الرمی والحلق والذبح یوم النحر، وأما الترتیب بین الطواف وبین الرّمی والحلق فسُنّة فلو طاف قبل الرّمی والحلق لَا شیء علیه ویکره۔ لباب، اهـ۔ (منحة الخالق علٰی هامش البحر الرائق ج:۳ ص:۲۶، باب الجنایات، طبع دار المعرفة، بیروت)۔

ذمہ واجب نہیں تھی، اور آپ رَمی کے بعد حلق کرا سکتے تھے۔ [1]

بینک کے ذریعے قربانی کروانا

سوال:... میں اور میری بیوی کا حج پر جانا ہوا، حج سے پہلے ہم نے قربانی کے پیسے وہاں کے بینک میں جمع کرا دیئے تاکہ اس دن مذبح خانہ جانے کی پریشانی نہ ہو، لیکن یہاں آکر میرے بھائی نے بتلایا کہ یہ ٹھیک نہیں ہے۔ اس بنا پر میں آپ سے پوچھنا چاہتا ہوں کہ آیا یہ عمل ٹھیک ہے یا نہیں؟ اگر نہیں تو اس کی کیا دلیل ہے؟ اور پھر اس عمل سے حج میں کوئی نقص آیا ہوگا، وہ نقص کیا ہے؟ اور اب اس کا کیا تاوان ہے جس کی وجہ سے وہ غلطی پوری ہوجائے؟

جواب:... جس شخص کا حج تمتع یا قران کا ہو اس کے ذمہ قربانی واجب ہے، [2] اور یہ بھی واجب ہے کہ پہلے قربانی کی جائے اس کے بعد حلق کرایا جائے، اگر قربانی سے پہلے حلق کرالیا تو دَم واجب ہوگا۔ آپ نے بینک میں جو رقم جمع کرائی، آپ کو کچھ معلوم نہیں کہ آپ کے نام کی قربانی ہوجانے کے بعد آپ نے حلق کرایا یا پہلے کرالیا؟ اس لئے آپ کے ذمہ احتیاطاً دَم لازم ہے۔ [3]

سوال:... اکثر حج کے دنوں میں دیکھا گیا ہے کہ حاجی حضرات وہاں کے بینک میں قربانی کی رقم جمع کراتے ہیں اور پھر دسویں ذوالحجہ کو رَمی کے بعد فوراً حلق کرکے اِحرام اُتار لیتے ہیں، حالانکہ بینک والے قربانی بے ترتیب اور بغیر حساب کے مسلسل تین دن تک کرتے ہیں، جس میں کوئی معلوم نہیں کہ پہلے کس کی قربانی ہوگی تاکہ اس اعتبار سے حلال ہو۔ پوچھنا یہ ہے کہ حاجیوں کا یہ عمل کیسا ہے؟ کیا یہ لوگ بغیر قربانی کے اِحرام اُتار سکتے ہیں یا نہیں؟ اور مسنون اور واجب طریقہ کیا ہے؟

جواب:... جس شخص کا حج تمتع یا قران ہو اس پر قربانی واجب ہے، اور اس قربانی کا حلق سے پہلے کرنا واجب ہے، اگر حلق کرالیا اور قربانی نہیں کی تو دَم لازم آئے گا۔ جو لوگ بینک میں قربانی کی رقم جمع کراتے ہیں ان کے لئے ضروری ہے کہ بینک والوں

---

(۱) لَا إن كان مفردًا لأن أفعاله ثلاثة الرمي والحلق والطواف، وأما ذبحه فليس بواجب فلا يضره تقديمه وتأخيره ...إلخ. (البحر الرائق، باب الجنايات ج:۳ ص:۲۶، طبع دار المعرفة، بيروت).

(۲) فإذا فرغ من الرمي يوم النحر انصرف إلٰى رحله، ويشتغل بشيء آخر، فذبح إن شاء، لأنه مفرد والذبح أفضل، وإنما يجب على القارن والمتمتع، أما الأضحية فإن كان مسافرًا فلا يجب عليه، وإلّا فكالمكي فتجب كما في البحر. (غنية الناسك، فصل في الذبح وأحكامه ص:۱۷۲). أيضًا: (فصل في هدى القارن والمتمتع): (يجب) أي إجماعًا على القارن والمتمتع هدى شكرًا لما وفقه الله تبارك وتعالٰى للجمع بين النسكين في أشهر الحج بسفر واحد ...إلخ. (مناسك مُلّا علي القاريؒ ص:۱۷۴). أيضًا: فإذا وصل منزله بمنٰى .... وإن كان قارنًا أو متمتعًا يجب عليه ذبح الهدى، وصفاته كصفات الأضحية. (البحر العميق، الباب الثاني عشر ج:۳ ص:۱۷۰۰ طبع مؤسسة الريان، مصر).

(۳) قال في البحر وأفاد بالفاء التي للتعقيب في قوله فيتحلل إلٰى أنه لَا يتحلل إلّا بالذبح ولهٰذا قالوا انه يواعد من يبعثه بأن يذبحها في يوم معيّن فلو ظن أنه ذبح هديه ففعل ما يفعله الحلال ثم ظهر أنه لم يذبح كان عليه ما على الذي ارتكب محظورات إحرامه لبقاء إحرامه كذا في النهاية. (بحر الرائق ج:۳ ص:۵۴، كتاب الحج، طبع دار المعرفة، بيروت). ويدل علٰى أن الذبح مقدم على الحلق في القِران والتمتع لأنه عموم في كل من عليه حلق وهدى في وقت واحد فيحتج فيمن حلق قبل أن يذبح ان عليه دما لمواقعته المحظور في تقديم الحلق على الهدى. (أحكام القرآن للجصاص ج:۱ ص:۲۷۵ باب وقت ذبح هدى الإحصار، طبع سهيل اكيڈمی لاهور).

سے وقت کا تعین کرالیں اور پھر قربانی کے دن قربان گاہ پر اپنا آدمی بھیج کر اپنے نام کی قربانی کو ذبح کرادیں، اس کے بعد حلق کرائیں۔ جب تک کسی حاجی کو یہ معلوم نہ ہو کہ اس کی قربانی ہوچکی ہے یا نہیں؟ اس وقت تک اس کا حلق کرانا جائز نہیں، ورنہ دَم لازم آئے گا۔ اس لئے یا تو اس طریقے پر عمل کیا جائے جو میں نے لکھا ہے، یا پھر بینک میں رقم جمع ہی نہ کرائی جائے بلکہ اپنے طور پر قربانی کا انتظام کیا جائے۔[1]

ایک قربانی پر دو دعویٰ کریں تو پہلے خریدنے والے کی شمار ہوگی

سوال:... پچھلے سال حج کے دوران میرے دوست نے قربانی کے لئے وہاں موجود قصائی کو رقم ادا کی، جب جانور ذبح ہوگیا اور میرے دوست نے اس میں سے کچھ گوشت نکالنا چاہا تو وہاں کچھ لوگ آگئے اور انہوں نے کہا کہ یہ جانور تو ہمارا ہے اور ہم نے قصائی کو اس کی رقم ادا کی ہے۔ تحقیق کرنے پر معلوم ہوا کہ قصائی نے دونوں پارٹیوں سے الگ الگ پیسے لئے اور ایک ہی جانور ذبح کردیا، اب مسئلہ یہ ہے کہ آیا میرے دوست کی قربانی کا فرض ادا ہوگیا یا اسے دوبارہ کرنی پڑے گی؟

جواب:... چونکہ اس قصائی نے دُوسری پارٹی سے پہلے سودا کیا تھا اس لئے وہ جانور ان کا تھا، پتہ چلنے پر آپ کے دوست کو اپنی رقم واپس لے کر دُوسرا جانور خرید کر ذبح کرنا چاہئے تھا۔ بہرحال قربانی ان کے ذمہ باقی ہے، اور چونکہ انہوں نے قربانی سے پہلے اِحرام اُتار دیا اس لئے ایک دَم اس کا بھی ان کے ذمہ لازم آیا۔ اب دو قربانیاں کریں۔ یہ مسئلہ اس صورت میں ہے کہ جبکہ ان کا اِحرام تمتع یا قران ہو، اور اگر حجِ مفرَد کا اِحرام تھا تو ان کے ذمہ کوئی چیز بھی واجب نہیں۔[2]

حاجی کس قربانی کا گوشت کھا سکتا ہے؟

سوال:... گزارش یہ ہے کہ جو لوگ حج وعمرہ کرتے ہیں، ان کو ایک قربانی کرنی ہوتی ہے جو کہ دَم کہلاتا ہے، اور ۱۰ رذوالحجہ کو جو عام لوگ قربانی کرتے ہیں وہ سنتِ ابراہیمی (علیہ السلام) کہلاتا ہے، اب دریافت کرنا ہے کہ دَم کا گوشت سوائے مساکین کے اہلِ ثروت کو کھانا منع ہے، لیکن مکہ مکرّمہ میں قریب قریب سب حاجی صاحبان یہی گوشت کھاتے ہیں، مجھے اس میں کافی تردّد ہے، اس کا حل کیا ہوگا؟

جواب:... حجِ تمتع یا حجِ قران کرنے والا ایک ہی سفر میں حج وعمرہ ادا کرنے کی بنا پر جو قربانی کرتا ہے اسے "دَمِ شکر" کہا جاتا

---

(۱) گزشتہ صفحے کا حاشیہ نمبر ۳ ملاحظہ فرمائیں۔

(۲) وأما القارن إذا جنٰى يجب عليه دمان لأجل الجناية إلّا أنه لو حلق المفرد قبل الذبح لَا يلزمه دم عند أبي حنيفة لأنه لَا ذبح على المفرد. (البناية في شرح الهداية ج:۵ ص:۱۹۴، كتاب الحج، باب القِران). أيضًا: فإن حلق قبل الذبح فعليه دمان، دم للحلق قبل ودم القِران عند أبي حنيفة كذا في التبيين. (فتاویٰ عالمگیری ج:۱ ص:۲۴۴).

ہے۔[1] اس کا حکم بھی عام قربانی جیسا ہے، اس سے خود قربانی کرنے والا، امیر و غریب سب کھاسکتے ہیں۔ البتہ جن لوگوں پر حج و عمرہ میں کوئی جنایت (غلطی) کرنے کی وجہ سے دَم واجب ہوتا ہے وہ "دَمِ جبر" کہلاتا ہے، اس کا فقراء و مساکین میں صدقہ کرنا ضروری ہے، مال دار لوگ اور دَم دینے والا خود اس کو نہیں کھاسکتے۔[2]

(۱) قال فی معراج الدراية: اعلم ان ما يفعل فی أيام النحر أربعة أشياء: الرمی والنحر والحلق والطواف، وهٰذا الترتيب واجب عند أبی حنيفة ومالک وأحمد لأثر ابن مسعود وابن عباس من قدم نسكا علىٰ نسک لزمه دم، وظاهره أنه إذا قدم الطواف على الحلق يلزمه دم عنده، وقد نص فی المعراج فی مسئلة حلق القارِن قبل الذبح أنه إذا قدم الطواف على الحلق لَا يلزمه شیء فالحاصل: أنه إن حلق قبل الرمی لزمه دم مطلقًا، وإن ذبح قبل الرّمی لزمه دم إن كان قارنًا أو متمتعًا ... إلخ۔ (البحر الرائق، كتاب الحج، باب الجنايات ج:۳ ص:۲٦ طبع دار المعرفة، بيروت)۔ أيضًا: (قوله وقد نص فی المعراج إلخ) قد ذكر المؤلف عنه قول المتن ثم إلىٰ مكة ان أوّل وقت صحة الطواف إذا طلع الفجر يوم النحر ولو قبل الرمی والحلق وأما الواجب فهو فعله فی يوم من الأيام الثلاثة عند أبی حنيفة رحمه الله، وظاهره أنه لَا يجب الترتيب بينه وبين الرمی والذبح والحلق، وفی الدر المختار عند عد الواجبات، والترتيب بين الرمی والحلق والذبح يوم النحر، وأما الترتيب بين الطواف وبين الرّمی والحلق فسُنّة فلو طاف قبل الرّمی والحلق لَا شیء عليه ويكره۔ لباب، اهـ (منحة الخالق علىٰ هامش البحر الرائق ج:۳ ص:۲٦، كتاب الحج، باب الجنايات)۔

(۲) (قوله ويأكل من هدی التطوع والمتعة والقِران فقط) أی يجوز له الأكل .... والمستحب أن يفعل كما فی الأضحية وهو أن يتصدق بالثلث ويطعم الأغنياء الثلث ويأكل ويدخر الثلث .... وأفاد بقوله فقط: أنه لَا يجوز الأكل من بقية الهدايا كدماء الكفارات كلها والنذور وهدی الإحصار ... إلخ۔ (البحر الرائق، كتاب الحج، باب الهدی ج:۳ ص:٧٦، طبع دار المعرفة، أيضًا فتاوىٰ عالمگيری، كتاب الحج، الباب السادس عشر فی الهدی ج:۱ ص:۲٦۲)۔

حلق

(بال منڈوانا)

رَمیٔ جمار کے بعد سر منڈانا

سوال:... بعض حاجی صاحبان ۱۰رذوالحجہ کو کنکریاں مارنے کے بعد قربانی کرنے سے پہلے ہی بال کٹوا لیتے یا سر منڈوا لیتے ہیں، حالانکہ قربانی کے بعد ہی اِحرام سے فارغ ہوا جاسکتا ہے، اس صورت میں کیا کوئی جزا واجب ہوتی ہے یا نہیں؟

جواب:... اگر حجِ مفرَد کا اِحرام ہو تو قربانی اس کے ذمہ واجب نہیں، اس لئے رَمی کے بعد سر منڈا سکتا ہے۔[1] اور اگر تمتع یا قران کا اِحرام تھا تو رَمی کے بعد پہلے قربانی کرے پھر اِحرام کھولے، اگر قربانی سے پہلے اِحرام کھول دیا تو اس پر دَم لازم ہوگا۔[2]

اِحرام کھولنے کا طریقہ

سوال:... حج یا عمرے کا جب اِحرام باندھتے ہیں، جس طرح اِحرام باندھنے کی شرائط ہیں، اسی طرح اِحرام کھولنے کی بھی شرائط ہیں، بال کٹوانا ہے تو بال کٹوانے کا طریقہ اور اصل مسئلہ وضاحت فرمائیں۔

جواب:... اِحرام کھولنے کے لئے حلق (یعنی اُسترے سے سر کے بال صاف کردینا) افضل ہے، اور قصر جائز ہے۔ امام ابوحنیفہؒ کے نزدیک اِحرام کھولنے کے لئے یہ شرط ہے کہ کم سے کم چوتھائی سر کے بال ایک پورے کے برابر کاٹ دیئے جائیں، اگر سر کے بال چھوٹے ہوں اور ایک پورے سے کم ہوں، تو اُسترے سے صاف کرنا ضروری ہے، اس کے بغیر اِحرام نہیں کھلتا۔[3]

---

(۱) فإذا فرغ من الرمي يوم النحر انصرف إلٰى رحله، ويتنفل بشيء آخر، فذبح إن شاء، لأنه منفردٌ والذبح له أفضل، وانما يجب على القارن والمتمتع، وأما الأضحية فإن كان مسافرًا فلا يجب عليه وإلّا فكالمكي فتجب كما في البحر۔ (غنية الناسک ص:۱۷۲، أيضًا: البناية في شرح الهداية، باب التمتع، ج:۵ ص:۱۹۵)۔

(۲) گزشتہ صفحے کا حاشیہ نمبرا ملاحظہ فرمائیں۔

(۳) أن الحلق والتقصير واجب لٰكن الحلق أفضل .... من جاءه يوم النحر ولم يكن علٰى رأسه شعر أجرى الموسى علٰى رأسه۔ (بدائع ج:۲ ص:۱۴۰، كتاب الحج، فصل وأما الحلق أو التقصر، أيضًا فتاوىٰ عالمگيرى ج:۱ ص:۲۳۱)۔ يكتفى في الحلق بربع الرأس وحلق الكل أولٰى۔ (هداية، كتاب الحج، باب الإحرام ج:۱ ص:۲۵۰)۔

بار بار عمرہ کرنے والے کے لئے حلق لازم ہے

سوال:... حج وعمرہ کی ایک کتاب میں لکھا ہے کہ حج یا عمرہ کے بعد اگر سر کے بال اُنگلی کے پورے سے چھوٹے ہیں تو قصر نہیں ہوسکتی، حلق ہی کرنا پڑے گا، اگر بال اُنگلی کے پورے سے بڑے ہیں پھر قصر ہوسکتی ہے۔ عرض ہے کہ جو لوگ طائف، جدہ یا مکہ مکرّمہ کے قریب رہتے ہیں اور اللہ تعالیٰ انہیں توفیق دیتا ہے تو وہ ہر مہینے ۲، ۳ عمرے ادا کرنا چاہیں اور ان کے بال چھوٹے ہوں تو کیا وہ ہمیشہ حلق ہی کرتے رہیں گے؟ کیونکہ ایک مرتبہ حلق کروانے سے کم از کم دو ماہ تو بال اتنے نہیں بڑھتے کہ قصر کرائی جاسکے، اگر کوئی خوش نصیب ہر جمعہ کو عمرہ ادا کرنا چاہے اور حلق نہیں کروانا چاہتا تو کیا قصر کراسکتا ہے؟

جواب:... قصر اس وقت ہوسکتا ہے جب سر کے بال اُنگلی کے پورے کے برابر ہوں، لیکن اگر بال اس سے چھوٹے ہوں تو حلق متعین ہے، قصر صحیح نہیں۔[1] اس لئے جو حضرات بار بار عمرے کرنے کا شوق رکھتے ہیں، ان کو لازم ہے کہ ہر عمرہ کے بعد حلق کرایا کریں، قصر سے ان کا اِحرام نہیں کھلے گا۔[2]

حج وعمرہ میں کتنے بال کٹوائیں؟

سوال:... حج یا عمرہ مسلمان کے لئے ایک بہت بڑی فضیلت ہے، ان کو ادا کرنے کے لئے اللہ تعالیٰ نے کچھ رُکن مقرّر کئے ہیں، اگر ان میں سے کوئی ایک بھی رہ جائے تو حج یا عمرہ نہیں ہوتا۔ ان دونوں فریضوں میں ایک آخری رُکن ہے، سر کے بال کٹانا، اُسترے سے یا مشین سے، یعنی سر کے ہر ایک بال کا چوتھا حصہ کٹانا چاہئے۔ آج کل جو لوگ حج یا عمرہ کے لئے آتے ہیں تو وہ تمام کے تمام بال یا بالوں کا چوتھا حصہ کٹانے کے بجائے قینچی سے ایک دو جگہ سے تھوڑے تھوڑے بال بالکل کاٹ دیتے ہیں، اور یہ رُکن اس طرح پورا کرتے ہیں۔ کیا اس طرح بال کٹانے سے رُکن پورا ہوجاتا ہے؟ جبکہ حضور پاک صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشادِ مبارک ہے کہ بال اُسترے سے مونڈنا زیادہ افضل ہے، نہیں تو چوتھا حصہ بالوں کا۔

جواب:... اِحرام کھولنے کے لئے سر کے بال اُتارنا ضروری ہے اور اس کے تین درجے ہیں۔ پہلا درجہ حلق کرانا ہے، یعنی اُسترے سے سر کے بال صاف کردینا، یہ سب سے افضل ہے، اور ایسے لوگوں کے لئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے تین بار رحمت کی

---

(۱) وأمّا التقصير فالتقدير فيه بالأنملة. (البدائع الصنائع ج:۲ ص:۱۴۱). أيضًا: وإذا جاء وقت الحلق ولم يكن على رأسه شعر بأن حلق قبل ذٰلك سبب آخر ذكر في الأصل أنه يجري الموسٰى على رأسه لأنه لو كان على رأسه شعر كان المأخوذ عليه اجراء الموسى وإزالة للشعر فأعجز عنه سقط وما لم يعجز عنه يلزمه. (فتاویٰ عالمگیری، كتاب الحج، الباب الخامس في كيفية أداء الحج ج:۱ ص:۲۳۱).

(۲) فدل ان الحلق والتقصير واجب .... هٰذا إذا كان على رأسه شعر فأمّا إذا لم يكن أجرى الموسٰى على رأسه. (البدائع الصنائع ج:۲ ص:۱۴۰، كتاب الحج، فصل وأما الحلق أو التقصير).

دُعا فرمائی۔[۱] جو لوگ دُور دُور سے سفر کرکے حج و عمرہ کے لئے جاتے ہیں اس کے باوجود آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی تین بار کی دُعائے رحمت سے محروم رہتے ہیں، ان کی حالت بہت ہی افسوس کے لائق ہے کہ ان لوگوں نے اپنے بالوں کے عشق میں دُعائے خیر سے محروم ہوجانے کو گوارا کرلیا، گویا ان کی حالت اس شعر کے مصداق ہے:

کعبے بھی گئے، پر نہ چھٹا عشق بتوں کا
اور زمزم بھی پیا، پر نہ بجھی آگ جگر کی

دُوسرا درجہ یہ ہے کہ پورے سر کے بال مشین یا قینچی سے اُتار لئے جائیں، اس کی فضیلت حلق (سر منڈانے) کے برابر نہیں، لیکن تین مرتبہ حلق کرانے والوں کے لئے دُعا کرنے کے بعد چوتھی مرتبہ دُعا میں ان لوگوں کو بھی شامل فرمایا ہے۔[۲]

تیسرا درجہ یہ ہے کہ کم سے کم چوتھائی سر کے بال ایک پورے کے برابر کاٹ دیئے جائیں۔[۳] جو شخص چوتھائی سر کے بال نہ کٹوائے اس کا اِحرام ہی نہیں کھلتا،[۴] اور اس کے لئے سلے ہوئے کپڑے پہننا اور بیوی کے پاس جانا بدستور حرام رہتا ہے، جو لوگ اُوپر اُوپر سے دو چار بال کٹا کر کپڑے پہن لیتے ہیں وہ گویا اِحرام کی حالت میں کپڑے پہنتے ہیں، جس کی وجہ سے ان کے ذمہ جنایت کا دَم لازم آتا رہتا ہے۔

سوال:... ہم لوگ یہاں سعودی عرب میں بغرض ملازمت مقیم ہیں اور اللہ تعالیٰ کی مہربانی سے ہمیں حج اور عمرہ ادا کرنے کی سعادت اکثر نصیب ہوتی رہتی ہے۔ مگر عمرہ ادا کرنے کے بعد ہم لوگ اکثر یہ غلطی کرتے رہے ہیں کہ مقامی لوگوں، مصری، یمنی اور سوڈانی لوگوں کی دیکھا دیکھی سر کے بال صرف دو تین جگہ سے معمولی کاٹ کر اِحرام کھول دیتے ہیں۔ جبکہ کچھ لوگ کہتے ہیں کہ اس طرح کرنے سے اِحرام سے خارج نہیں ہوتے، کیونکہ فقہِ حنفیہ میں اس طرح کرنا جائز نہیں، بلکہ کم از کم سر کے چوتھائی بال کاٹنے چاہئیں۔ اور بعض لوگوں کا خیال ہے کہ ہر بال کا چوتھائی حصہ کاٹنا ضروری ہے، جو کہ بہت مشکل ہے۔ عمرہ کی کتابوں سے بھی یہ بات واضح طور سے نہیں ملتی ہے۔ آپ سے مؤدّبانہ عرض ہے کہ برائے مہربانی بال کٹوانے کا مسئلہ اور اَب تک جو عمرے غلطی کے ساتھ کئے ہیں ان کا

---

(۱) فالحلق أو التقصير واجب عندنا إذا كان علىٰ رأسه شعر لَا يتحلل بدونه .... فدل أن الحلق أو التقصير واجب لٰكن الحلق أفضل لأنه روى أن رسول الله صلى الله عليه وسلم دَعا للمحلّقين ثلاثًا وللمقصّرين مرة واحدة فقال: اللّٰهم اغفر للمحلّقين، فقيل له: والمقصرين، فقال: اللّٰهم اغفر للمحلّقين، فقيل له: والمقصرين، فقال: اللّٰهم للمحلّقين والمقصرين ...إلخ۔ (البدائع الصنائع ج:۲ ص:۱۴۰، كتاب الحج، فصل وأما الحلق أو التقصير)۔

(۲) ایضاً حوالہ بالا۔

(۳) وأما التقصير فالتقدير فيه بالأنملة لما روينا من حديث عمر رضى الله عنه لٰكن أصحابنا قالوا: يجب أن يزيد فى التقصير علىٰ قدر الأنملة، لأن الواجب هٰذا القدر من أطراف جميع الشعر، وأطراف جميع الشعر لَا يساوى طولها عادة بل تتفاوت ...إلخ۔ (البدائع الصنائع ج:۲ ص:۱۴۱، كتاب الحج، فصل وأما الحلق أو التقصير)۔

(۴) ولو حلق بعض الرأس فإن حلق أقل من الربع لم يجزه وإن حلق ربع الرأس أجزأه ويكره۔ (بدائع الصنائع ج:۲ ص:۱۴۱)۔ أيضًا: لأن الحلق أو التقصير واجب لما ذكرنا فلا يقع التحلل إلّا بأحدهما ولم يوجد فكان إحرامه باقيًا فإذا غسل رأسه بالخطمى فقد أزال التفث فى حال قيام الإحرام فيلزمه الدم والله أعلم۔ (بدائع الصنائع ج:۲ ص:۱۴۰)۔

کفارہ کس طرح ادا کیا جائے؟ تفصیلاً اور واضح طور سے روزنامہ "جنگ" جمعہ ایڈیشن کے اسلامی صفحہ میں چھاپ کر ان لاکھوں مسلمانوں کی اصلاح فرمائیں جو یہ غلطی کر رہے ہیں۔ مشاہدے میں یہ بات سامنے آئی ہے کہ عمرہ ادا کرنے آنے والے پاکستانی اور انڈین حضرات میں سے نوے فیصد مقامی لوگوں کی تقلید کرتے ہوئے اسی غلطی کا اعادہ کرتے رہتے ہیں۔

جواب:... اِحرام خواہ حج کا ہو یا عمرہ کا، اِمام ابوحنیفہؒ کے نزدیک کم سے کم چوتھائی سر کے بال کاٹنا اِحرام کھولنے کے لئے شرط ہے۔ اگر چوتھائی سر کے بال نہیں کاٹے تو اِحرام نہیں کھلا، اس صورت میں اِحرام کے منافی عمل کرنے سے دَم لازم آئے گا۔ (۱)

سعی کے بعد بال نہ کٹوانے والی عورت کے لئے کیا حکم ہے؟

سوال:... رمضان سے کچھ عرصہ قبل میں اور میرے شوہر عمرے پر گئے تھے، اس کے بعد میرے شوہر نے کہا کہ تم چلی جانا میں بال کٹوا کر پہنچ جاؤں گا۔ مجھے بالکل خیال نہ رہا کہ مجھے بھی بال کاٹنے ہیں، وہاں سے مدینہ شریف چلے گئے، اور ایک ہفتہ وہاں رہے، واپس آکر دوبارہ عمرہ ادا کیا، پھر کراچی آگئے، ایک ماہ بعد یہ احساس ہوا کہ عمرے کا ایک رُکن تو چھوٹ گیا، کسی مولوی صاحب سے معلوم کیا تو انہوں نے کہا کہ دَم دینا ہوگا۔ اسی سلسلے میں، میں نے آپ سے رُجوع کیا ہے کہ آیا بکرا ہی دینا ضروری ہوگا یا بکرے کی رقم کسی ضرورت مند کو دے سکتے ہیں؟

جواب:... جب تک بال نہ کاٹے جائیں، آدمی اِحرام میں رہتا ہے، اس کے لئے وہ تمام چیزیں ممنوع رہتی ہیں جو اِحرام میں ممنوع ہیں، اور میاں بیوی کا آپس میں ملنا بھی جائز نہیں۔ اگر اس دوران آپ لوگوں نے وظیفۂ زوجیت ادا کیا، یا دُوسری چیزیں کیں جو اِحرام میں ممنوع ہیں، تو آپ کے ذمے دَم لازم آیا۔ (۲)

۲:... اور جب تک ایک اِحرام نہ کھول دیا جائے، دُوسرا اِحرام باندھنا جائز نہیں۔ مدینہ شریف سے واپس آتے ہوئے آپ نے اِحرام باندھا ہوگا، اور اگر اور عمرے کئے ہوں تو ان کا بھی اِحرام باندھا ہوگا، الغرض اتنے دَم آپ کے ذمے لازم آئے۔ (۳)

۳:... دَم بکرا ذبح کرنے کو کہتے ہیں، اور یہ صرف حدودِ حرم میں اَدا ہوسکتا ہے۔ (۴) اپنے بال کاٹ کر کے اِحرام کھول دیجئے، اور جتنے دَم آپ کے ذمے لازم آئے ہیں، اتنے پیسے کسی حاجی کے ہاتھ بھیج دیجئے کہ وہاں اتنے بکرے ذبح کردے، اور اللہ تعالیٰ سے اِستغفار کیجئے۔

---

(۱) گزشتہ صفحے کا حاشیہ نمبر ۴ ملاحظہ فرمائیں۔

(۲) (والحلق) أی نفسه (أو التقصير) أی بدله مقدار الربع من الرأس عند الإحلال فإن قلت الحلق عد من الواجبات وهو شرط للخروج من الإحرام. (ارشاد الساری ص:۴۸، مطلب فی تحقيق قول الشارح الحلق عد ... الخ).

(۳) ومن فرغ من عمرته إلّا التقصير فأحرم بأخریٰ فعليه دم لإحرامه قبل الوقت لأنه جمع بين إحرامی العمرة وهٰذا مكروه فيلزمه الدم وهو دم جبر وكفارة. (الهداية مع الدراية ج:۱ ص:۲۹۱، كتاب الحج، باب اضافة الإحرام).

(۴) وإن ذبح فی غير الحرم لَا يجوز عن الذبح. (عالمگيری ج:۱ ص:۲۴۴، كتاب الحج، الباب الثامن فی الجنايات).

اِحرام کی حالت میں کسی دُوسرے کے بال کاٹنا

سوال:... گزشتہ سال میں نے اپنے دوست کے ساتھ حج کیا، ۱۰ر ذوالحجہ کو قربانی سے فارغ ہوکر بال کٹوانے کے لئے ہم نے حجام کو خاصا تلاش کیا لیکن اتفاق سے کوئی نہ مل سکا۔ اس پر میرے دوست نے خود ہی میرے بال کاٹ دیئے۔ واضح رہے کہ وہ اس وقت اِحرام ہی میں تھے۔ اتنے میں ایک بال کاٹنے والا بھی مل گیا اور میرے دوست نے اپنے بال اس سے کٹوائے۔ اب بعد میں کچھ لوگ بتارہے ہیں کہ میرے دوست کو میرے بال نہیں کاٹنے چاہئے تھے کیونکہ وہ اس وقت اِحرام کی حالت میں تھے۔ اب براہِ مہربانی آپ اس صورتِ حال میں یہ بتائیں کہ کیا میرے دوست پر دَم واجب ہوگیا؟ یا اصل مسئلے سے ناواقفیت کی بنا پر یہ کوئی غلطی نہیں تھی۔

جواب:... اِحرام کھولنے کی نیت سے محرِم خود بھی اپنے بال اُتار سکتا ہے اور کسی دُوسرے محرِم کے بال بھی اُتار سکتا ہے۔ آپ کے دوست نے آپ کا اِحرام کھولنے کے لئے جو آپ کے بال اُتار دیئے تو ٹھیک کیا، اس کے ذمہ دَم واجب نہیں ہوا۔[1]

شوہر یا باپ کا اپنی بیوی یا بیٹی کے بال کاٹنا

سوال:... کیا شوہر یا باپ اپنی بیوی یا بیٹی کے بال کاٹ سکتا ہے؟

جواب:... اِحرام کھولنے کے لئے شوہر اپنی بیوی کے اور باپ اپنی بیٹی کے بال کاٹ سکتا ہے، عورتیں یہ کام خود بھی کرلیا کرتی ہیں۔[2]

---

(۱) وإذا حلق أی المحرِم رأسه أو رأس غيره أی ولو كان مُحرِمًا عند جواز التحلل .... لم يلزمه شیء. (إرشاد السارى ص:۱۵۴، مبحث في تحقيق حلق الرأس لِابن الهمام).

(۲) ايضاً حوالہ بالا۔

طوافِ زیارت وطوافِ وداع

طوافِ زیارت، رَمی، ذبح وغیرہ سے پہلے کرنا مکروہ ہے

سوال:... حجِ تمتع اور حجِ قران کرنے والوں کے لئے رَمی، قربانی اور بال کٹوانا اسی ترتیب کے ساتھ کرنا ہوتا ہے یا اس کی اجازت ہے کہ رَمی کے بعد اِحرام کی حالت میں مسجدِ حرام جاکر طوافِ زیارت کرلیا جائے اور پھر منیٰ آکر قربانی اور بال کٹوائے جائیں؟

جواب:... جس شخص نے تمتع یا قران کیا ہو اس کے لئے تین چیزوں میں تو ترتیب واجب ہے، پہلے جمرۂ عقبہ کی رَمی کرے، پھر قربانی کرے، پھر بال کٹائے۔ اگر اس ترتیب کے خلاف کیا تو دَم لازم ہوگا۔[1] لیکن ان تین چیزوں کے درمیان اور طوافِ زیارت کے درمیان ترتیب واجب نہیں، بلکہ سنت ہے۔ پس ان تین چیزوں سے علی الترتیب فارغ ہوکر طوافِ زیارت کے لئے جانا سنت ہے، لیکن اگر کسی نے ان تین چیزوں سے پہلے طوافِ زیارت کرلیا تو خلافِ سنت ہونے کی وجہ سے مکروہ ہے،[2] مگر اس پر دَم لازم نہیں ہوگا۔

کیا ضعیف مرد یا عورت ۷ ر یا ۸ ر ذوالحجہ کو طوافِ زیارت کرسکتے ہیں؟

سوال:... کوئی مرد یا عورت جو نہایت کمزوری کی حالت میں ہو، اور ۱۰ ر ذوالحجہ یا ۱۱ ر ذوالحجہ کو حرم شریف میں بہت رَش ہوتا ہے، تو کیا ایسا شخص سات یا آٹھ ذوالحجہ کو طوافِ زیارت کرسکتا ہے یا نہیں؟ تاکہ آنے جانے کے سفر سے بچ جائے۔ نیز اگر کوئی تیرہ یا چودہ تاریخ کو طوافِ زیارت کرلے تو کیا فرض ادا ہوجائے گا؟

جواب:... طوافِ زیارت کا وقت ذوالحجہ کی دسویں تاریخ (یوم النحر) کی صبحِ صادق سے شروع ہوتا ہے، اس سے پہلے طوافِ زیارت جائز نہیں۔ اور اس کو بارہویں تاریخ کا سورج غروب ہونے سے پہلے ادا کرلینا واجب ہے، پس اگر بارہویں تاریخ کا سورج غروب ہوگیا اور اس نے طوافِ زیارت نہیں کیا تو اس کے ذمہ دَم لازم آئے گا۔[3]

---

(۱) قال فی معراج الدراية: اعلم ان ما يفعل فی أيام النحر أربعة أشياء: الرمی والنحر والحلق والطواف، وهٰذا الترتيب واجب عند أبی حنيفة ومالک وأحمد لأثر ابن مسعود وابن عباس من قدم نسكا علٰی نسک لزمه دم، وظاهره أنه إذا قدم الطواف على الحلق يلزمه دم عنده، وقد نص فی المعراج فی مسئلة حلق القارن قبل الذبح أنه إذا قدم الطواف على الحلق لَا يلزمه شیء فالحاصل أنه إن حلق قبل الرمی لزمه دم مطلقًا، وإن ذبح قبل الرّمی لزمه دم إن كان قارنًا أو متمتعًا ...إلخ. (البحر الرائق ج:۳ ص:۲۶، كتاب الحج، باب الجنايات، فصل ولَا شیء إن نظر ...إلخ).

(۲) ولو طاف قبل الرمی الحلق لَا شیء عليه ويكره. (غنية الناسک ص:۲۸۰).

(۳) فصل: أول وقت طواف الزيارة طلوع الفجر الثانی من يوم النحر فلا يصح قبله .... لٰكن يجب فعليه فی أيام النحر فلو أخره عنها .... لزمه دم. (ارشاد الساری ص:۱۵۵، باب طواف الزيارة، فصل أول وقت ...إلخ).

کیا طوافِ زیارت میں رَمل، اِضطباع کیا جائے گا؟

سوال:... کیا طوافِ زیارت میں رَمل، اِضطباع اور سعی ہوگی؟

جواب:... اگر پہلے سعی نہ کی ہو، بلکہ طوافِ زیارت کے بعد کرنی ہو تو اس میں رَمل ہوگا۔ مگر طوافِ زیارت عموماً سادہ کپڑے پہن کر ہوتا ہے، اس لئے اس میں اِضطباع نہیں ہوگا۔ البتہ اگر اِحرام کی چادریں نہ اُتاری ہوں تو اِضطباع بھی کرلیں۔ (۱)

طوافِ زیارت سے قبل میاں بیوی کا تعلق قائم کرنا

سوال:... کیا طوافِ زیارت سے پہلے میاں بیوی کا تعلق جائز ہے؟

جواب:... حج میں حلق کرانے کے بعد اور طوافِ زیارت سے پہلے تمام ممنوعاتِ اِحرام جائز ہوجاتے ہیں، لیکن میاں بیوی کا تعلق جائز نہیں جب تک کہ طوافِ زیارت نہ کرلے۔ (۲)

طوافِ زیارت سے پہلے جماع کرنے سے اُونٹ یا گائے کا دَم دے

سوال:... میرا تعلق مسلکِ حنفیہ سے ہے، گزشتہ سال حج کے اَیام میں ایک غلطی سرزد ہوگئی تھی، وہ یہ کہ ۱۲رذوالحجہ کو کنکریاں مارنے کے بعد رات کو ہم میاں بیوی نے صحبت کرلی، جبکہ بیوی کی طبیعت کی خرابی کی وجہ سے ہم نے طوافِ زیارت ۱۳رذوالحجہ کو کیا۔ جوں ہی غلطی کا احساس ہوا، ہم نے کتاب ''معین الحجاج'' پڑھی جس میں ایسی غلطی پر دَم تحریر تھا۔ کیونکہ میں یہاں پر سروس میں ہوں اور ہم دونوں نے اَیام الحج میں عمرہ بھی نہیں کیا تھا، اور ہم حدودِ حرم میں رہتے ہیں۔ ہم نے جن صاحب کو قربانی کے پیسے حج کے ایک ہفتے بعد دیئے تھے انہوں نے قربانی ماہِ محرَّم کے پہلے ہفتے میں کروائی تھی۔ براہِ کرم مجھے حنفی مسلک کے اعتبار سے بتایئے کہ یہ حج ہمارا ٹھیک ہوگیا کہ کمی باقی ہے؟ اس بیان سے دُوسرے لوگوں کو بھی فائدہ پہنچے گا، کیونکہ ایسا ہی مسئلہ ایک اور صاحب کے ساتھ درپیش تھا اور وہ امریکہ سے آئے تھے اور غالباً بغیر کسی دَم دیئے چلے گئے، واللہ اعلم۔

جواب:... آپ دونوں کا حج تو بہرحال ہوگیا، لیکن دونوں نے دو جرم کئے، ایک طوافِ زیارت کو بارہویں تاریخ سے مؤخر کرنا، اور دُوسرا طوافِ زیارت سے پہلے صحبت کرلینا۔ پہلے جرم پر دونوں کے ذمہ دَم لازم آیا، یعنی حدودِ حرم میں دونوں کی طرف سے

---

(۱) فإن كان سعى بين الصفا والمروة عقيب طواف القدوم لم يرمل في هٰذا الطواف ولم يسع وإلّا رمل وسعى كذا في الكافي۔ (عالمگیری ج:۱ ص:۲۳۲، كتاب الحج، الباب الخامس في كيفية أداء الحج)۔

(۲) ثم إذا حلق أو قصر حل له كل شيء حرم عليه بالإحرام إلّا النساء كذا في فتاوىٰ قاضي خان۔ (عالمگیری ج:۱ ص:۲۳۲)۔ ثم يذبح ان أحب ثم يحلق أو يقصر .... وقد حل له كل شيء إلّا النساء ...إلخ۔ (هداية ج:۱ ص:۲۵۰)۔ ولو لم يطف أصلًا لم تحل له النساء وإن طال ومضت سنون وهٰذا بإجماع كذا في غاية السروجي شرح الهداية۔ (عالمگیری ج:۱ ص:۲۳۲، كتاب الحج، الباب الخامس في كيفية أداء الحج)۔

ایک ایک بکری ذبح کی جائے۔[1] اور دُوسرے جرم پر دونوں کے ذمہ "بڑا دَم" لازمی آیا، یعنی دونوں کی جانب سے ایک ایک اُونٹ یا گائے حدودِ حرم میں ذبح کی جائے، اس کے علاوہ دونوں کو اِستغفار بھی کرنا چاہئے۔[2]

خواتین کو طوافِ زیارت ترک نہیں کرنا چاہئے

سوال:... بعض خواتین طوافِ زیارت خصوصی اَیام کے باعث وقتِ مقرّرہ پر نہیں کرسکتیں اور ان کی فلائٹ بھی پہلے ہوتی ہے۔ کیا ایسی خواتین کو فلائٹ چھوڑ دینی چاہئے یا طوافِ زیارت چھوڑ دینا چاہئے؟

جواب:... طوافِ زیارت حج کا رُکنِ عظیم ہے، جب تک طوافِ زیارت نہ کیا جائے میاں بیوی ایک دُوسرے کے لئے حلال نہیں ہوتے، بلکہ اس معاملے میں اِحرام بدستور باقی رہتا ہے۔ اس لئے خواتین کو ہرگز طوافِ زیارت ترک نہیں کرنا چاہئے، بلکہ پرواز چھوڑ دینی چاہئے۔[3]

عورت کا اَیامِ خاص کی وجہ سے بغیر طوافِ زیارت کے آنا

سوال:... اگر کسی عورت کی ۱۲/ذوالحجہ کی فلائٹ ہے اور وہ اپنے خاص اَیام میں ہے تو کیا وہ طوافِ زیارت ترک کرکے وطن آجائے اور دَم دیدے یا کوئی مانع چیز (دوائی وغیرہ) استعمال کرکے طواف ادا کرے؟ براہِ مہربانی واضح فرمائیں کہ ایسی صورت میں کیا کرے؟

جواب:... بڑا طواف حج کا فرض ہے،[4] وہ جب تک ادا نہ کیا جائے میاں بیوی ایک دُوسرے کے لئے حلال نہیں ہوتے اور اِحرام ختم نہیں ہوتا۔[5] اگر کوئی شخص اس طواف کے بغیر آجائے تو اس پر لازم ہے کہ نیا اِحرام باندھے بغیر واپس جائے اور جاکر طواف کرے، جب تک نہیں کرے گا، میاں بیوی کے تعلق میں اِحرام رہے گا، اور اس کا حج بھی نہیں ہوتا، اس کا کوئی بدل بھی نہیں۔ دَم دینے سے کام نہیں چلے گا بلکہ واپس جاکر طواف کرنا ضروری ہوگا۔[6]

جو خواتین ان دنوں میں ناپاک ہوں ان کو چاہئے کہ اپنا سفر ملتوی کردیں اور جب تک پاک ہوکر طواف نہیں کرلیتیں مکہ مکرّمہ

---

(۱) (فصل أوّل وقت طواف الزيارة طلوع الفجر من يوم النحر .... فلو أخره عنها) أى بغير عذر (ولو إلى آخر أيام التشريق لزمه دم)۔ (إرشاد السارى ص:۱۵۵، باب طواف الزيارة، فصل أول وقت طواف الزيارة)۔

(۲) قال فى البحر قوله (أو جامع بعد الحلق) أى يجب شاة إن جامع بعد الحلق قبل الطواف ثم اعلم أن أصحاب المتون على ما ذكره المصنف من التفصيل فيما إذا جامع بعد الوقوف فإن كان قبل الحلق فالواجب بدنة وإن كان بعد الحق فالواجب شاة ومشى جماعة من المشايخ كصاحب المبسوط وغيره والبدائع والسبيجابى على وجوب البدنة مطلقًا .... وقال فى فتح القدير انه الأوجه لأن إيجابها ليس إلّا بقول ابن عباس والمروى عنه ظاهره فيما بعد الحلق۔ (بحر الرائق ج:۳ ص:۱۶)۔

(۳) گزشتہ صفحے کا حاشیہ نمبر ۲ ملاحظہ فرمائیں۔

(۴) وهذا الطواف أى الزيارة هو المفروض فى الحج۔ (إرشاد السارى ص:۱۵۵)۔

(۵) گزشتہ صفحے کا حاشیہ نمبر ۲ ملاحظہ فرمائیں۔

(۶) ولو لم يطف أصلًا لم تحل له النساء وإن طال ومضت سنون ...إلخ۔ (عالمگیری ج:۱ ص:۲۳۲، کتاب المناسک)۔

سے واپس نہ جائیں۔[۱] اگر کوئی تدبیر اَیام کے روکنے کی ہوسکتی ہے تو پہلے سے اس کا اختیار کرلینا جائز ہے۔

عورت ناپاکی یا اور کسی وجہ سے طوافِ زیارت نہ کرسکے تو حج نہ ہوگا

سوال:... ناپاکی (حیض) کے باعث عورت طوافِ زیارت نہ کرسکی کہ واپسی کا سرکاری حکم ہوگیا، اب اس کے لئے کیا حکم ہے؟

جواب:... طوافِ زیارت حج کا اہم ترین رُکن ہے، جب تک یہ طواف نہ کرلیا جائے، نہ تو حج مکمل ہوتا ہے،[۲] نہ میاں بیوی ایک دُوسرے کے لئے حلال ہوتے ہیں۔[۳] جن خواتین کو طوافِ زیارت کے دنوں میں ''خاص اَیام'' کا عارضہ پیش آجائے، انہیں چاہئے کہ پاک ہونے تک مکہ مکرّمہ سے واپس نہ ہوں، بلکہ پاک ہونے کے بعد طوافِ زیارت سے فارغ ہوکر واپس ہوں۔[۴] اگر ان کی واپسی کی تاریخ مقرّر ہو تو اس کو تبدیل کرالیا جائے۔ اگر طوافِ زیارت کے بغیر واپس آگئی تو اس کا حج نہیں ہوگا اور نہ وہ اپنے شوہر کے لئے حلال ہوگی، جب تک کہ واپس جاکر طوافِ زیارت نہ کرلے، اور جب تک طوافِ زیارت نہ کرلے، اِحرام کی حالت میں رہے گی۔ جو شخص طوافِ زیارت کے بغیر واپس آگیا ہو، اسے چاہئے کہ بغیر نیا اِحرام باندھنے کے مکہ مکرّمہ جائے اور طوافِ زیارت کرے، تأخیر کی وجہ سے اس پر دَم بھی لازم ہوگا۔[۵]

طوافِ زیارت اگر ۱۲رذوالحجہ سے پہلے نہ کرسکے تو کیا کرے؟

سوال:... ۱۲رذی الحجہ کے غروبِ آفتاب تک اگر طوافِ زیارت کرنے کی ہمت نہ ہو تو کیا کرے؟ اور ۱۲رذی الحجہ بھیڑ (رش) کی وجہ سے طوافِ زیارت کو مغرب تک نہ پہنچ سکے تو کیا کرے؟

جواب:... طوافِ زیارت ۱۲ر کے غروب سے پہلے کرلینا واجب ہے، ورنہ دَم لازم آئے گا۔[۶]

طوافِ زیارت میں تأخیر کا دَم

سوال:... ایک خاتون ناپاک ہونے کی وجہ سے ۱۲رتاریخ تک طوافِ زیارت نہ کرسکی، ۱۲رتاریخ کو پاک ہوگئی تو بارہ

---

(۱) وإن حاضت المرأة يوم النحر قبل أن تطوف بالبيت ليس لها أن تنفر حتّٰى تطهر وتطوف بالبيت ...إلخ. (التاترخانية ج:۲ ص:۴۷۱، كتاب الحج).

(۲) وهٰذا الطواف هو المفروض في الحج ولَا يتم الحج إلّا به أي لكونه ركنًا بالإجماع. (إرشاد الساري ص:۱۵۵).

(۳) گزشتہ صفحے کا حاشیہ نمبر۲ ملاحظہ فرمائیں۔

(۴) ایضاً حاشیہ نمبر۱، ۲ ملاحظہ کیجئے۔

(۵) گزشتہ صفحے کا حاشیہ نمبر۱ ملاحظہ فرمائیں۔

(۶) وأما زمان هٰذا الطواف .... مؤقت بأيام النحر وجوبًا في قول أبي حنيفة حتّٰى لو أخرّه عنها فعليه دم عنده. (بدائع ج:۲ ص:۱۳۲، كتاب الحج، فصل: وأما زمان هٰذا الطواف).

بجے شیطان کو کنکریاں مارنے چلے گئے، کوئی چار گھنٹوں کے بعد فارغ ہوئے تو مکہ شریف روانہ ہوگئے، مکہ پاک میں مغرب کے وقت پہنچ گئے، مگر ٹیکسی والے نے اتنا گھمایا کہ رات کے بارہ بج گئے، کتاب میں لکھا ہوا تھا کہ مغرب سے پہلے طوافِ زیارت کرنا ہے، اس لئے وہ خاتون اس دن طواف نہ کرسکی، بلکہ دُوسرے دن کیا۔ اب معلوم یہ کرنا ہے کہ آیا اس پر دَم ہے یا نہیں؟

جواب:... سوال سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ خاتون ۱۲ر تاریخ کو دوپہر سے پہلے پاک ہوچکی تھی، جس وقت یہ پاک ہوئی اگر اسی وقت طواف کے لئے چلی جاتی تو بڑی آسانی کے ساتھ غروب سے پہلے طواف کرسکتی تھی۔ لیکن یہ بجائے طواف کو جانے کے، رَمی کے لئے چلی گئی، اس لئے اس کا غروب سے پہلے طواف نہ کرسکنا، اس کی لاعلمی اور کوتاہی کی وجہ سے ہوا، لہٰذا اس کے ذمے دَم لازم ہے،[1] حدودِ حرم میں ایک بکرا ذبح کرادیں۔[2]

طوافِ وداع کب کیا جائے؟

سوال:... زیادہ تر لوگوں سے یہ بات سننے میں آئی ہے کہ طوافِ وداع کے بعد حرم شریف میں نہیں جانا چاہئے، یعنی اگر مغرب کے بعد طوافِ وداع کیا اور عشاء کے بعد مکہ مکرّمہ سے روانگی ہے تو عشاء کی نماز کے لئے حرم شریف میں نہ جائے۔ کیا یہ خیال دُرست ہے؟ نیز اگر گیا تو کیا طوافِ وداع کا اعادہ ضروری ہے؟

جواب:... اگر کسی نے طوافِ وداع کرلیا اور اس کے بعد مکہ معظمہ میں رہا تو وہ مسجدِ حرام میں جاسکتا ہے اور اس پر طوافِ وداع کا اعادہ واجب نہیں۔ البتہ بہتر یہ ہے کہ جب مکہ سے چلنے لگے تو طوافِ وداع کرے تاکہ اس کی آخری ملاقات بیت اللہ شریف کے ساتھ ہو،[3] چنانچہ اِمام ابوحنیفہ رحمہ اللہ سے مروی ہے کہ اگر کوئی دن کو طوافِ وداع کرکے عشاء تک مکہ میں ٹھہر گیا تو میرے نزدیک بہت پسندیدہ ہے کہ وہ وداع کی نیت سے دُوسرا طواف کرے تاکہ نکلنے کے ساتھ اس کا طواف متصل ہو۔[4] الغرض یہ خیال کہ طوافِ وداع کے بعد حرم شریف میں نہیں جانا چاہئے، بالکل غلط ہے۔

طوافِ وداع کا مسئلہ

سوال:... اس سال خانۂ کعبہ کے حادثے کی وجہ سے بہت سے حاجی صاحبان کو یہ صورت پیش آئی کہ اس حادثے سے

---

(۱) ولو طاف طواف الزيارة ... إلخ وإن أعاده بعد أيام النحر يجب الدم عند أبي حنيفة بالتأخير. (عالمگیری ج:۱ ص:۲۴۵، كتاب المناسك، الباب الثامن في الجنايات).

(۲) ولَا يجوز ذبح الهدايا إلّا في الحرم. (عالمگیری ج:۱ ص:۲۶۱، الباب السادس عشر في الهدى).

(۳) وهٰذا عند الحنفية بيان الوقت المستحب أو الأفضل، فلو أطال الإقامة بمكة ولم يستوطنها صح طوافه وإن أقام سنة بعد الطواف ويجوز طواف الوداع عند الحنفية في أيام النحر وبعدها ويكون أداء لَا قضاء. (الفقه الإسلامي وأدلّته ج:۳ ص:۱۴۹، شروط طواف الوداع، قدره، وكيفيته وسننه، طبع دار الفكر بيروت).

(۴) والثاني أن يوقعه عند إرادة السفر حتّٰى روى عن أبي حنيفة رحمه الله تعالىٰ أنه لو طاف ثم أقام إلى العشاء فأحب إليّ أن يطوف طوافًا آخر ليكن توديع البيت آخر عهده عن مورده، كذا في البحر الرائق. (عالمگیری ج:۱ ص:۲۳۴، كتاب المناسك، الباب الخامس في كيفية أداء الحج).

پہلے وہ جب تک مکہ شریف میں رہے نفلی طواف تو کرتے رہے مگر آتے وقت طوافِ وداع کی نیت سے طواف نہیں کر سکے۔ میں نے ایک مسجد کے خطیب صاحب سے یہ مسئلہ پوچھا تو انہوں نے فرمایا کہ ان کو دَم بھیجنا ہوگا، مگر ''معلّم الحجاج'' میں مسئلہ اس طرح لکھا ہے کہ: ''طوافِ زیارت کے بعد اگر نفلی طواف کر چکا ہے تو وہ بھی طوافِ وداع کے قائم مقام ہو جائے گا۔'' اس سے معلوم ہوتا ہے کہ ان حاجی صاحبان کا طوافِ وداع ادا ہو گیا اور ان کو دَم بھیجنے کی ضرورت نہیں۔ خطیب صاحب فرماتے ہیں کہ ''معلّم الحجاج'' کا یہ مسئلہ غلط ہے، ان لوگوں کا طوافِ وداع ادا نہیں ہوا، اس لئے ان کو دَم بھیجنا چاہئے۔ چونکہ یہ صورت بہت سے حاجی صاحبان کو پیش آئی ہے، اس لئے برائے مہربانی آپ بتائیں کہ ان کو دَم بھیجنا ہوگا یا یہ مسئلہ صحیح ہے کہ اگر طوافِ زیارت کے بعد نفلی طواف کر چکا ہے تو وہ بھی طوافِ وداع کا قائم مقام ہوگا۔ جواب اخبار جنگ کے ذریعہ دیں تاکہ تمام حاجی صاحبان پڑھ لیں۔

جواب:... ''فتح القدیر'' میں ہے:

''والحاصل أن المستحب فيه أن يوقع عند ارادة السفر أما وقته على التعين فأوله بعد طواف الزيارة اذا كان علٰى عزم السفر۔'' (ج:۲ ص:۸۸)

ترجمہ:... ''حاصل یہ کہ مستحب تو یہ ہے کہ ارادۂ سفر کے وقت طوافِ وداع کرے، لیکن اس کا وقت طوافِ زیارت کے بعد شروع ہو جاتا ہے، جبکہ سفر کا عزم ہو (مکہ مکرّمہ میں رہنے کا ارادہ نہ ہو)۔''

اور دُرِمختار میں ہے:

''فلو طاف بعد ارادة السفر ونوى التطوع اجزاه عن الصدر'' (ردّ المحتار ج:۲ ص:۵۲۳)

ترجمہ:... ''پس اگر سفر کا ارادہ ہونے کے بعد نفل کی نیت سے طواف کر لیا تو طوافِ وداع کے قائم مقام ہو جائے گا۔''

اس عبارت سے دو باتیں معلوم ہوئیں:

ایک یہ کہ طوافِ وداع کا وقت طوافِ زیارت کے بعد شروع ہو جاتا ہے، بشرطیکہ حاجی مکہ مکرّمہ میں رہائش پذیر ہونے کی نیت نہ رکھتا ہو، بلکہ وطن واپسی کا عزم رکھتا ہو۔ دُوسری بات یہ معلوم ہوئی کہ طوافِ وداع کے وقت میں اگر نفل کی نیت سے طواف کر لیا جائے تب بھی طوافِ وداع ادا ہو جاتا ہے، البتہ مستحب یہ ہے کہ واپسی کے ارادے کے وقت طوافِ وداع کرے۔ اس سے معلوم ہوا کہ ''معلّم الحجاج'' کا مسئلہ صحیح ہے، جن حضرات نے طوافِ زیارت کے بعد نفلی طواف کئے ہیں ان کا طوافِ وداع ادا ہو گیا، ان کے ذمہ دَم واجب نہیں۔

طوافِ وداع میں رَمل، اِضطباع اور سعی ہوگی یا نہیں؟

سوال:... کیا طوافِ وداع میں رَمل، اِضطباع اور سعی ہوگی؟

جواب:... ''طوافِ وداع'' اس طواف کو کہتے ہیں جو اپنے وطن کو واپسی کے وقت بیت اللہ شریف سے رُخصت ہونے کے

لئے کیا جاتا ہے۔[۱] یہ سادہ طواف ہوتا ہے، اس میں رَمل اور اِضطباع نہیں کیا جاتا، نہ اس کے بعد سعی ہوتی ہے۔[۲] رَمل اور اِضطباع ایسے طواف میں مسنون ہے جس کے بعد سعی ہو۔[۳]

نوٹ:... اِضطباع کے معنی یہ ہیں کہ اِحرام کی اُوپر والی چادر کو دائیں بغل سے نکال کر اس کے دونوں کنارے بائیں کندھے پر ڈال لئے جائیں۔[۴] یہ اِضطباع اسی وقت ہوسکتا ہے جبکہ اِحرام کی چادر پہنی ہوئی ہو۔ اِضطباع طواف کے صرف تین چکروں میں مسنون ہے، باقی چار چکروں میں بھی اسی طرح رہنے دیا جائے۔ طواف کے بعد نماز کے لئے دونوں کندھوں کو ڈھانپ لینا چاہئے۔ اسی طرح صفا و مروہ کی سعی کے دوران بھی اِضطباع مسنون نہیں۔ اور رَمل کے معنی یہ ہیں کہ ایسا طواف جس کے بعد سعی کرنا ہو اس کے پہلے تین شوطوں میں چھوٹے چھوٹے قدم اُٹھاتے ہوئے اور پہلوانوں کی طرح کندھے ہلاتے ہوئے ذرا سا تیز چلا جائے۔[۵]

سعی ۱۲؍ذی الحجہ کے بعد کرنے والے پر دَم یا کفارہ تو نہیں؟

سوال:... میں نے ۱۹۸۶ء میں اپنی اہلیہ کے ساتھ حج کیا، طوافِ زیارت تو میں نے (میاں بیوی دونوں نے) حج کے ایام میں ہی کرلیا، لیکن سعی ۱۲؍ذوالحجہ کے بعد مکہ واپس آنے کے بعد کی۔ معلوم یہ کرنا ہے کہ حج مکمل ہوگیا، کوئی نقص تو نہیں رہا؟ اگر کوئی غلطی ہوئی یعنی دَم واجب ہوگیا ہو تو اس کی اب کیا صورت ہے؟

جواب:... سعی کا وقت مستحب یہ ہے کہ ۱۲؍ذوالحجہ کی مغرب سے پہلے کرلی جائے، تاہم اگر تأخیر ہوجائے تو کوئی کفارہ یا دَم لازم نہیں آتا، واللہ اعلم![۶]

---

(۱) وهٰذا طواف الصدر، ويسمّٰى طواف الوداع وطواف آخر عهد بالبيت لأنه يودع البيت. (الهداية مع البناية ج:۵ ص:۱۵۷، كتاب الحج، باب الإحرام).

(۲) فصل في صفة طواف الوداع .... ثم يطوف سبعًا .... بلا رمل ولَا إضطباع ولَا سعي بعده. (ارشاد الساري ص:۱۷۰، باب طواف الصدر، فصل في صفة طواف الوداع).

(۳) .... لأن السعي لم يشرع إلّا مرّة، والرمل ما شرع إلّا مرّة في طواف بعده سعي. (هداية ص:۲۷۳، كتاب الحج).

(۴) والإضطباع أن يجعل رداءه تحت ابطه الأيمن ويلقيه علٰى كتفه الأيسر. (هداية، كتاب الحج ج:۱ ص:۲۴۱ طبع شركت علميه).

(۵) ويرمل في الثلاث الأوّل من الأشواط، والرمل أن يهز في مشيته الكتفين كالمبارز يتبختر بين الصفّين وذٰلك مع الإضطباع. (هداية ص:۲۶۱، كتاب الحج، باب التمتع).

(۶) أما بيان حكمه إذا تأخر عن وقته الأصلي وهي أيام النحر .... ولَا شيء عليه لأنّه أتى بما وجب عليه ولَا يلزمه بالتأخير شيء. (بدائع ج:۲ ص:۱۳۵، كتاب الحج، فصل: وأما بيان حكمه).

مدینہ منوّرہ کی حاضری

زیارتِ روضۂ اطہر اور حج

سوال:... اگر کوئی شخص حج کے لئے جائے اور زیارتِ روضہ کئے بغیر آجائے تو اس کا حج مکمل ہوجائے گا یا نہیں؟ اگر ہوجائے گا تو حدیث کے ساتھ اس کا ٹکراؤ آتا ہے، لہٰذا ضروری تاکید کی جاتی ہے کہ احقر کی ان مشکلات کا حل تحریر فرماکر ہمیشہ کے لئے مشکور فرمائیں۔

جواب:... آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے روضۂ اطہر کی زیارت کے بغیر جو شخص واپس آجائے، حج تو اس کا ادا ہوگیا، لیکن اس نے بے مروّتی سے کام لیا اور زیارت شریفہ کی برکت سے محروم رہا۔ یوں کہہ لیجئے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے روضۂ اطہر کی زیارت کے لئے جانا ایک مستقل عملِ مندوب ہے، جو حج کے اعمال میں تو داخل نہیں مگر جو شخص حج پر جائے اس کے لئے یہ سعادت حاصل کرنا آسان ہے، اس لئے حدیث میں فرمایا:

"من حج البیت ولم یزرنی فقد جفانی۔"

(رواہ ابن عدی بسند حسن، "شرح مناسک" لمُلّا علی قاری ص:۳۳۴)

ترجمہ:... "جس شخص نے بیت اللہ شریف کا حج کیا اور میری زیارت کو نہ آیا، اس نے مجھ سے بے مروّتی کی۔"

مسجدِ نبوی کی زیارت کی نیت سے سفر کرنا اور شفاعت کی درخواست کرنا

سوال:... میں نے ایک کتاب میں پڑھا ہے کہ مسجدِ نبوی کی زیارت کی نیت سے سفر نہیں کرسکتا، اور سنا ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے روضۂ مبارک پر شفاعت کی درخواست ممنوع ہے۔ بتلائیں کہ کیا یہ ٹھیک ہے؟ اور روضۂ مبارک پر دُعا مانگنا کیسا ہے؟ اور اس کا طریقہ کیا ہے؟ کس طرف منہ کرکے مانگیں گے؟ آیا کعبہ کی جانب یا روضۂ مبارک کی جانب؟ اور مسجدِ نبوی میں کثرت سے دُرود افضل ہے یا تلاوتِ قرآن؟

جواب:... یہ تو آپ نے غلط سنا ہے یا غلط سمجھا ہے کہ مسجدِ نبوی (علٰی صاحبہا الصلوات والتسلیمات) کی نیت سے سفر نہیں کرسکتے، اس میں تو کسی کا اختلاف نہیں کہ مسجد شریف کی نیت سے سفر کرنا صحیح ہے۔[1] البتہ بعض لوگ اس کے قائل ہیں کہ روضۂ

(۱) کما فی الحدیث المتفق علیہ: لَا تشد الرحال إلّا لثلاثۃ مساجد: المسجد الحرام، ومسجدی ھٰذا، والمسجد الأقصٰی۔ والمعنی کما أفادہ فی الْإحیاء أنہ لَا تشد الرحال لمسجد من المساجد إلّا لھٰذہ الثلاثۃ لما فیھا من المضاعفۃ۔ (رد المحتار ج:۲ ص:۶۲۷، مطلب فی تفضیل قبرہ المکرم صلی اللہ علیہ وسلم، طبع سعید کراچی)۔

اقدس کی زیارت کی نیت سے سفر جائز نہیں، لیکن جمہور اکابرِ اُمت کے نزدیک روضۂ شریف کی زیارت کی بھی ضرور نیت کرنی چاہئے۔ اور روضۂ اطہر پر حاضر ہوکر شفاعت ممنوع نہیں، فقہائے اُمت نے زیارتِ نبوی کے آداب میں تحریر فرمایا ہے کہ بارگاہِ عالی میں سلام پیش کرنے کے بعد شفاعت کی درخواست کرے۔ اِمام جزریؒ "حصن حصین" میں تحریر فرماتے ہیں کہ اگر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم (کی قبرِ مبارک) کے پاس دُعا قبول نہ ہوگی تو اور کہاں ہوگی...؟[1] صلوٰۃ وسلام اور شفاعت کی درخواست پیش کرنے کے بعد قبلہ رُخ ہوکر دُعا مانگے۔[2] مدینہ طیبہ میں دُرود شریف کثرت سے پڑھنا چاہئے اور تلاوتِ قرآنِ کریم کی مقدار بھی بڑھادینی چاہئے۔

مسجدِ نبوی (علیٰ صاحبہا الصلوٰۃ والسلام) میں چالیس نمازیں

سوال:... میں یہاں عمرہ پر گیا، عمرہ ادا کرکے مسجدِ نبوی کی حاضری دی اور اپنی نیت کے مطابق دونوں جگہ ایک ایک جمعہ پڑھ کر واپس آگیا، یعنی مدینہ شریف میں چالیس نمازیں پوری نہیں کیں۔ کیا اس کا کوئی گناہ ہے؟

جواب:... گناہ تو کوئی نہیں، مگر مسجدِ نبوی (علیٰ صاحبہا الصلوٰۃ والسلام) میں اس طرح چالیس نمازیں پڑھنے کی ایک خاص فضیلت ہے کہ تکبیرِ تحریمہ فوت نہ ہو،[3] یہ فضیلت حاصل نہیں ہوئی۔

سوال:... میں نے اپنے اِمام سے سنا ہے کہ مسجدِ نبوی میں چالیس نمازوں کا ادا کرنا ضروری ہے، پوچھنا یہ ہے کہ آیا یہ ضروری ہے؟ کیا اس کے بارے میں کوئی حدیث ہے جس میں ضروری یا فضیلت کا ہونا بتلایا گیا ہو؟ براہِ مہربانی تفصیل سے جواب دیں۔

جواب:... ایک حدیث میں مسجدِ نبوی شریف میں چالیس نمازیں تکبیرِ تحریمہ کے ساتھ ادا کرنے کی خاص فضیلت آتی ہے، اس کے الفاظ کا ترجمہ یہ ہے: "حضرت انس رضی اللہ عنہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جس شخص نے میری مسجد میں چالیس نمازیں اس طرح ادا کیں کہ اس کی کوئی بھی نماز (باجماعت) فوت نہ ہو، اس کے لئے دوزخ سے اور عذاب سے براءت لکھی جائے گی، اور وہ نفاق سے بَری ہوگا" (مسندِ احمد ج:۳ ص:۱۵۵)۔[4]

---

(۱) وان لم یجب الدعاء عند النبی صلی الله علیه وسلم ففی أیّ موضع یُستجاب؟ (حصن حصین، أماکن الإجابة ص:۶۷، طبع دار الإشاعت)۔

(۲) تفصیل کے لئے دیکھئے: عالمگیری ج:۱ ص:۲۶۵، کتاب الحج، خاتمة فی زیارة قبر النبی صلی الله علیه وسلم۔

(۳ و ۴) عن أنس رضی الله عنه قال: قال رسول الله صلی الله علیه وسلم: من صلّی فی مسجدی أربعین صلٰوة لا تفوته صلٰوة، کتب له براءة من النار وبراءة من العذاب وبراءة من النفاق. رواه أحمد وغیره. (مسند أحمد ج:۳ ص:۱۵۵)۔

حج کے متفرِّق مسائل

حقانی صاحب کی حج تجاویز

سوال:... بتاریخ ۱۶؍جون ۱۹۹۳ء کالم نویس جناب ارشاد احمد حقانی صاحب نے حالیہ نگران حکومت کے زیرِ انتظام حجِ بیت اللہ سے واپسی پر ''حج کے انتظامات، بعض توجہ طلب پہلو'' کے عنوان سے جن خیالات کا اظہار اخبار ''جنگ'' کراچی میں کیا ہے، اس کو پڑھ کر سخت تکلیف ہوئی اور طرح طرح کے خیالات کے اظہار سے ایسا محسوس ہوا کہ وہ منیٰ کی ساری غلاظت کو اپنے ساتھ کراچی لے آئے ہیں۔ جس شہر میں ہر راستے پر، ہر زمانے میں اور خصوصاً سخت گرمی کے زمانے میں جو گٹر بہہ رہا ہے اور حتیٰ کہ ہمارے مکان کے دروازے پر پڑوس کے گٹر کا سیاہ سیلاب سارے راستے پر پھیلا ہوا ہے اس کی طرف کسی کی نظر نہیں، جہاں مستقلاً لوگ رہائش پذیر ہیں اور سارے شہر میں گٹر کے ناپاک پانی نے طہارت اور صفائی کو مستقل عذاب اور خطرہ میں ڈال دیا ہے، اس کی اصلاح کے لئے زورِ قلم اور حکومت اور عمال کی توجہ مبذول نہ کرا کر مفت کی مہمانی کا حق اس ذہنیت سے ادا کر رہے ہیں جو پاکستان کی بدنامی کا باعث ہو رہا ہے۔ اس کے علاوہ فقہی مسائل میں بھی اپنی قابلیت کا جس طرح اظہار کیا ہے اس سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ حضرت کی معلومات کی داد دینے والا سارے عالمِ اسلام میں کوئی نہیں۔

میں، آپ جیسے مُسلّم بزرگ اور مفتیٔ وقت سے اس سلسلے میں رُجوع کرنا ایک اسلامی فریضہ سمجھ کر یہ خط لکھ رہا ہوں کہ برائے کرم جناب ارشاد احمد حقانی صاحب کے اظہارِ خیال کی روشنی میں جو انہوں نے ''طوافِ زیارت'' کے سلسلے میں تحریر فرمایا ہے، اس کی اسلامی اور فقہی حیثیت کیا ہے؟ جیسا کہ ارشاد احمد حقانی نے اپنے کالم میں لکھا ہے کہ:

> ''بعض فقہاء کے نزدیک اس بات کی اجازت موجود ہے کہ ''طوافِ زیارت'' عرفات جانے سے پہلے بھی ادا کیا جاسکتا ہے۔ میرے بہت سے قارئین کے لئے یہ بات باعثِ حیرت ہوگی، لیکن یہ اجازت موجود ہے۔ مگر اس کا علم بہت کم لوگوں کو ہے اور اس پر عمل بھی شاذ ہی کیا جاتا ہے۔'' (کیا یہی صحیح ہے؟)

> ''اگر کمزور اور ضعیف حجاج اور خواتین کو اس کی اطلاع دی جائے اور انہیں طوافِ زیارت عرفات جانے سے پہلے ادا کرنے کی ترغیب دی جائے تو دو چار لاکھ حاجی تو ایسا کر سکتے ہیں، جس سے بعد از عرفات کے دنوں میں رش کم کیا جاسکتا ہے۔''

> ''ویسے میں اس بات کا بھی حامی اور قائل ہوں کہ عرفات سے واپسی پر کئے جانے والے طوافِ

زیارت کے وقت میں بھی توسیع کا جائزہ لیا جانا چاہئے اور جید علماء اس مسئلے پر غور کریں۔''

''حرم شریف کی غیر معمولی توسیع کے باوجود بیس پچیس لاکھ افراد کا تین روز میں طوافِ زیارت مکمل کرنا شدید اژدہام پیدا کئے بغیر نہیں رہ سکتا، جس سے ضعیف مردوں اور عورتوں کا تو کجا مضبوط اور جوان حاجیوں کا عہدہ برآ ہونا آسان نہیں۔''

''طوافِ زیارت کو آسان کرنا وقت کی اہم ضرورت ہے۔''

اس کے بعد حقانی صاحب نے منیٰ اور عرفات کے سلسلے میں عام حجاج کی سہولت کے حوالے سے جس طرح جو کچھ لکھا ہے اس سے ہم جیسے مسلمان دین دار حاجیوں کو قطعی اتفاق نہیں ہے۔

اللہ تعالیٰ نے علم و قلم مسلمان کو اس لئے عطا نہیں کیا کہ وہ اپنے کو ساری مخلوق سے بالاتر اور اپنی محدود عقل کو سب سے افضل و برتر سمجھے اور ان خیالات کا ہر موقع پر اظہارِ خیال کرے۔ سعودی حکومت تو ٹھنڈے پانی کا تھیلا مفت میں حجاجِ کرام کے لئے منیٰ اور عرفات میں مسلسل تقسیم کیا کرتی ہے، اور روز بروز ہر طرح کی سہولت فراہم کر رہی ہے، اس کا کہیں ذکر نہیں ہے۔

منیٰ میں میرا بھی قیام تھا، مگر میں نے وہ تعفن اور گندگی نہیں دیکھی جو حقانی صاحب کو نظر آئی، اگر کسی کا قیام بدقسمتی سے کوڑا کرکٹ اور گٹر کے پاس ہو تو پھر بھی اس کا اظہار عوامی انداز سے ہونا چاہئے، یہ اخبار والوں کو بھی لازم ہے کہ ایسے جذباتی برانگیختی کے مضامین کو اخبار میں جگہ نہ دیں، جو اخبار کے رویہ کو متنازع بنادے اور نفرت و فساد کو جنم دے۔ بہرکیف! اس مسئلے پر علماء اور حجاجِ کرام کو اپنے مُسلّمہ واضح خیالات کا اظہار کرنا لازم ہے۔

جواب:... جناب حقانی صاحب کا کالم میں نے آپ کا خط موصول ہونے کے بعد اخبار منگوا کر پڑھا، موصوف نے اپنے مضمون (۱۶/جون ۱۹۹۳ء) کی قسط میں چند مسائلِ شرعیہ پر اظہارِ خیال فرماتے ہوئے ان میں اِجتہاد کی ضرورت پر زور دیا ہے، جن کی تفصیل درج ذیل ہے:

پہلا مسئلہ

جناب حقانی صاحب رقم طراز ہیں:

''سعودی وزارتِ اطلاعات کے حکام نے عقلمندی کی، ہمیں مزدلفہ سے رات کے گیارہ بجے ہی بسوں پر سوار کرادیا اور سیدھے جمرۃ العقبیٰ پر لے گئے، اس وقت وہاں کوئی ہجوم نہیں تھا اور ہم سب نے سات سات کنکریاں ماریں۔''

موصوف کی اس تحریر سے مترشح ہوتا ہے کہ وہ رات ڈھلنے سے پہلے ہی گیارہ بجے مزدلفہ سے چل کھڑے ہوئے اور آدھی رات سے پہلے پہلے وہ جمرۃ العقبہ کی رَمی سے بھی فارغ ہوچکے تھے۔ اگر میں نے ان کی اس عبارت کا مفہوم صحیح سمجھا ہے تو سعودی حکام کی ''عقلمندی'' نے ان سے مناسکِ حج کی ادائیگی میں دو سنگین غلطیاں کرادیں۔ ایک یہ کہ مزدلفہ پر وقوف کرنا حج کے واجبات میں سے ہے، اس کے فوت ہوجانے پر دَم لازم آتا ہے اور اسے قصداً چھوڑ دینا حرام ہے۔

وقوفِ مزدلفہ کا وقت حنفیہ کے نزدیک یوم النحر (ذوالحجہ کی دسویں تاریخ) کی صبحِ صادق سے شروع ہوتا ہے۔[1] شافعیہ وحنابلہ کے نزدیک نصف شب کے بعد ہے، البتہ مالکیہ کے نزدیک رات کے کسی حصے پر وہاں ٹھہرنا واجب ہے۔[2] چونکہ حقانی صاحب اور ان کے رفقاء رات کے گیارہ بجے ہی مزدلفہ سے چل پڑے، اس لئے حنفیہ، شافعیہ اور حنابلہ کے قول کے مطابق ان کا وقوفِ مزدلفہ فوت ہوگیا، جس کی وجہ سے ان پر دَم بھی واجب ہوا اور گناہ بھی لازم آیا۔

دُوسری غلطی یہ کہ یوم النحر کو جمرۃ العقبہ کی رَمی کا وقت شافعیہ وحنابلہ کے نزدیک آدھی رات کے بعد سے شروع ہوتا ہے اور حنفیہ و مالکیہ کے نزدیک صبحِ صادق کے بعد سے۔ اب اگر حقانی صاحب صبحِ صادق سے پہلے جمرۃ العقبہ کی رَمی سے فارغ ہوچکے تھے تب تو حنفیہ و مالکیہ کے نزدیک ترکِ واجب کی وجہ سے ان پر دَم لازم آیا اور اگر نصف شب سے پہلے ہی رَمی کرلی تھی تو تمام ائمہ کے نزدیک ان پر دَم لازم ہوا۔[3]

دُوسرا مسئلہ

حقانی صاحب سفارش کرتے ہیں:

''اس ضمن میں کمزور حجاج بالخصوص خواتین کی حوصلہ افزائی کی جانی چاہئے کہ وہ اپنا وکیل مقرّر کرکے رَمیٔ جمرات کا فرض ادا کریں۔''

اس ضمن میں یہ وضاحت کافی ہے کہ شریعت نے رَمیٔ جمرات کا وقت بہت وسیع رکھا ہے، مثلاً: پہلے دن یوم النحر کو صرف جمرۃ العقبہ کی رَمی کرنی ہے، مگر اس کا وقت پورے آٹھ پہر (چوبیس گھنٹے) تک پھیلا ہوا ہے، کیونکہ یہ وقت یوم النحر کی صبحِ صادق سے شروع ہوکر گیارہویں تاریخ کی صبحِ صادق تک ہے۔[4] اور رات کے وقت خصوصاً بارہ بجے کے بعد جمرات پر کوئی ہجوم نہیں ہوتا، اس لئے کمزور مرد اور خواتین رات کو اطمینان سے رَمی کرسکتے ہیں۔ اور رَمیٔ جمرات کے لئے کسی کو وکیل بنانا صرف اس صورت میں صحیح ہے کہ کوئی دن

---

(۱) وإذا طلع الفجر يصلي الإمام بالناس الفجر بغلس .... ثم وقف ووقف معه الناس فدعا، لأن النبي عليه السلام وقف في هٰذا الموضع يدعو .... ثم هٰذا الوقوف واجب عندنا وليس بركن حتّٰى لو تركه بغير عذر يلزمه الدم. (هداية ج:۱ ص:۲۴۸، كتاب الحج، باب الإحرام).

(۲) زمان الوقوف بالمزدلفة: للفقهاء رأيان: رأي الحنفية: أن زمان الوقوف هو ما بين طلوع الفجر من يوم النحر وطلوع الشمس لأن النبي صلى الله عليه وسلم في حديث جابر وابن عمر دفع قبل طلوع الشمس فمن وقف بها قبل طلوع الفجر أو بعد طلوع الشمس لَا يعتد به ...إلخ. ۲- ورأي الجمهور: أن زمان الوقوف هو الليل، وتفصيل ذالك ما يأتي: قال المالكية: زمان الوقوف في أي جزء من أجزاء الليل بقدر حط الرحال .... وقال الشافعية: وقت الوقوف بالمزدلفة بعد نصف الليل فمن لم يكن فيها في النصف الثاني أراق دمًا. وقال الحنابلة: المبيت بالمزدلفة حتّٰى يطلع الفجر واجب، من تركه فعليه دم. (الفقه الإسلامي وأدلّته ج:۳ ص:۱۸۸، ۱۸۹، زمان الوقوف بالمزدلفة).

(۳) وقت الرمي: رمي جمرة العقبة أو الكبرىٰ: يدخل وقته عند الشافعية والحنابلة من نصف ليلة النحر .... ووقته عند المالكية والحنفية: بعد طلوع الشمس يوم العيد. (الفقه الإسلامي وأدلّته ج:۳ ص:۱۹۴).

(۴) وقال الحنفية: إن أخّر الرمي إلى الليل، ورمى قبل طلوع الفجر جاز ولَا شيء عليه، لأن الليل وقت الرمي في أيام الرمي. (الفقه الإسلامي وأدلّته ج:۳ ص:۱۹۵، كتاب الحج، رمي الجمرات الثلاث أيام التشريق).

میں یا رات میں خود چل کر جمرات تک پہنچنے اور رَمی کرنے کی طاقت نہ رکھتا ہو۔[1] اس لئے حقانی صاحب کی یہ سفارش کہ معذور اور غیرمعذور مرد اور خواتین کی حوصلہ افزائی کی جانی چاہئے کہ بغیر عذرِ شرعی کے وہ کسی کو اپنا وکیل مقرّر کردیں، قطعاً لائقِ التفات نہیں۔

حقانی صاحب کا اپنے اِجتہاد پر عمل

حقانی صاحب خود معذور نہیں تھے، لیکن انہوں نے پہلے دن کی رَمی تو وقت سے پہلے کرلی اور باقی دنوں کی رَمی کے بارے میں وہ لکھتے ہیں:

''بقیہ دو دنوں کے لئے میں نے تو اپنے نوجوان ساتھیوں کو وکیل مقرّر کیا اور انہی کے ذریعہ اپنے حصے کے پتھر مروائے۔''

حالانکہ منیٰ کے دنوں میں حاجی کو رَمیٔ جمرات کے سوا کوئی کام نہیں ہوتا۔

اب اس کو تساہل پسندی کے سوا کیا کہا جائے کہ بغیر کسی عذرِ شرعی کے موصوف نے رَمی کے لئے نوجوان ساتھیوں کو وکیل مقرّر کردیا اور انہی کے ذریعہ رَمی کروالی۔ ظاہر ہے کہ شرعاً ان کا وکیل مقرّر کرنا دُرست نہ تھا، اور وہ ترکِ واجب کے مرتکب ہوئے، لیکن عجیب بات یہ ہے کہ انہیں اس ترکِ واجب پر افسوس بھی نہیں بلکہ وہ اس ضمن میں فقہائے اُمت کی ''اصلاح'' کے درپے ہیں، چنانچہ تحریر فرماتے ہیں:

''فقہاء نے رَمیٔ جمرات کے حوالے سے بعض ایسے اَحکام اور شرائط مقرّر کر رکھی ہیں غالباً جن میں قدرے اِجتہاد کی گنجائش ہے۔''

حضراتِ فقہائے اُمت نے رَمیٔ جمرات کے بارے میں جو اَحکام و شرائط مقرّر کی ہیں وہ سب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اُسوۂ حسنہ سے مستنبط ہیں، تمام فقہائے اُمت کے اجماعی فیصلوں کو نظرانداز کرکے نئی راہ اختیار کرنے کا نام ''اِجتہاد'' نہیں بلکہ خواہشِ نفس کی پیروی ہے۔

تیسرا مسئلہ

تیسرا مسئلہ جس میں موصوف نے ''اِجتہاد'' کی ضرورت پر زور دیا ہے وہ ہے وقوفِ عرفات سے پہلے طوافِ زیارت سے فارغ ہوجانا، موصوف لکھتے ہیں کہ:

''بعض فقہاء کے نزدیک اس بات کی اجازت موجود ہے کہ طوافِ زیارت، عرفات جانے سے پہلے بھی ادا کیا جاسکتا ہے۔ میرے بہت سے قارئین کے لئے یہ بات باعثِ حیرت ہوگی، لیکن یہ اجازت موجود ہے، مگر اس کا علم بہت کم لوگوں کو ہے اور اس پر عمل بھی شاذ ہی کیا جاتا ہے۔ اگر کمزور اور ضعیف حجاج اور خواتین کو

---

(۱) وتجوز الإنابة في الرمي لمن عجز عن الرمي بنفسه لمرض أو حبس أو كبر سن أو حمل المرأة، فيصح للمريض بعلة لَا يرجى زوالها قبل انتهاء وقت الرمي۔ (الفقه الإسلامي وأدلّته ج:۳ ص:۱۹۳، وجوب الرمي والإنابة فيه)۔

اس کی اطلاع دی جائے اور انہیں طوافِ زیارت، عرفات جانے سے پہلے ادا کرنے کی ترغیب دی جائے تو دو چار لاکھ حاجی تو ایسا کر سکتے ہیں، جس سے بعد از عرفات کے دنوں میں رش کم کیا جا سکتا ہے۔''

جناب حقانی صاحب نے جو تحریر فرمایا ہے کہ بعض فقہاء کے نزدیک وقوفِ عرفات سے پہلے طوافِ زیارت کرنے کی اجازت موجود ہے۔ یہ اس ناکارہ کے لئے بالکل جدید اِنکشاف ہے، قریباً نصف صدی تک فقہی کتابوں کی ورق گردانی کرتے ہوئے بال سفید ہوگئے، لیکن افسوس ہے کہ مجھے ایسے کسی فقیہ کا سراغ نہیں مل سکا جو وقوفِ عرفات سے پہلے طوافِ زیارت سے فارغ ہوجانے کا فتویٰ دیتا ہو۔ اگر موصوف ان ''بعض فقہاء'' کا نام نشان بتادیں تو اہلِ علم ان کے ممنون ہوں گے اور اس پر غور کرسکیں گے کہ ان ''بعض فقہاء'' کے فتویٰ کی قدر و قیمت کیا ہے...؟

جہاں تک اس ناکارہ کے ناقص مطالعے کا تعلق ہے، مذاہبِ اربعہ اس پر متفق ہیں کہ وقوفِ عرفات سے قبل طوافِ زیارت نہیں ہوسکتا، کیونکہ اِمام ابوحنیفہؒ[1] اور اِمام مالکؒ[2] کے نزدیک طوافِ زیارت کا وقت یوم النحر کی صبحِ صادق سے شروع ہوتا ہے، اور اِمام شافعیؒ اور احمدؒ[3] کے نزدیک یوم النحر کی نصف شب کے بعد سے اس کا وقت شروع ہوجاتا ہے، گویا یوم النحر کی نصف شب سے پہلے طوافِ زیارت کسی کے نزدیک بھی جائز نہیں۔ اور جس مسئلے میں مذاہبِ اربعہ متفق ہوں ان کے خلاف فتویٰ دینا ''اِجتہاد'' نہیں بلکہ ''اِلحاد'' ہے۔

حج و عمرہ کے بعد بھی گناہوں سے نہ بچے تو گویا اس کا حج مقبول نہیں ہوا

سوال:... میرے چار پاکستانی دوست ہیں جو کہ تبوک میں مقیم ہیں، حج اور عمرہ کرکے واپس آکر انہوں نے وی سی آر پر عریاں فلمیں دیکھی ہیں، اب ان کے لئے کیا حکم لاگو ہے؟ اب وہ پچھتا رہے ہیں، ان کا کفارہ کس طرح ادا کیا جائے؟

جواب:... معلوم ہوتا ہے کہ انہوں نے صحیح معنوں میں حج و عمرہ نہیں کیا، بس گھوم پھر کر واپس آگئے ہیں۔ حج کے مقبول ہونے کی علامت یہ ہے کہ حج کے بعد آدمی کی زندگی میں دینی انقلاب آجائے، اور اس کا رُخ خیر اور نیکی کی طرف بدل جائے، ان صاحبوں کو اپنے فعل سے توبہ کرنی چاہئے، فرائض کی پابندی اور محرّمات سے پرہیز کرنا چاہئے۔ اگر سچی توبہ کرلیں گے تو اللہ تعالیٰ ان

---

(۱) والحاصل أن وقت الطواف أوله طلوع الفجر من يوم النحر لَا من ليلة كما يقوله الشافعي لأن ذالك وقت الوقوف. (فتح القدير ج:۲ ص:۱۸۰). أيضًا: (أوّل وقت طواف الزيارة طلوع الفجر الثاني من يوم النحر فلا يصح قبله) خلافًا للشافعي حيث يجوزه بعد نصف الليل منه. (مناسک لمُلّا علي القاريؒ ص:۱۵۵، طبع دار الفكر، بيروت).

(۲) وطواف الْإفاضة بعد رمي جمرة العقبة يوم النحر .... وجمهورهم علٰى أنه لَا يجزئ طواف القدوم علٰى مكة عن طواف الْإفاضة إذا نسي طواف الْإفاضة لكونه قبل يوم النحر. (بداية المجتهد ج:۱ ص:۲۵۱، القول في الطواف ...إلخ).

(۳) (فصل) ولهٰذا الطواف وقتان، وقت فضيلة، ووقت اجزاء، فأما وقت الفضيلة فيوم النحر بعد الرمي والنحر والحلق .... وأما وقت الجواز فأوّله من نصف الليل من ليلة النحر، وبهٰذا قال الشافعي وقال أبو حنيفة أوّله طلوع الفجر من يوم النحر. (المغني ج:۳ ص:۴۶۵، ۴۶۶).

کے قصور معاف فرمادیں گے۔[1] اللہ تعالیٰ ہم سب کو معاف فرمائے۔

حج کے بعد اعمال میں سستی آئے تو کیا کریں؟

سوال:... حج کرنے کے بعد زیادہ عبادات میں سستی، کاہلی یعنی ذکر، اذکار، صبح کے وقت نماز دیر سے پڑھنا، اور دِل میں وساوس یعنی حج سے پہلے دِینی کاموں تبلیغ اور نیک کاموں میں دِلچسپی لیتا تھا لیکن اب اس کے برعکس ہے۔ آپ سے معلوم کرنا ہے کہ حج کرنے میں کوئی فرق تو نہیں ہے؟ کیا دوبارہ حج کے لئے جانا ضروری ہوگا؟

جواب:... اگر پہلا حج صحیح ہوگیا تو دوبارہ کرنا ضروری نہیں، حج کے بعد اعمال میں سستی نہیں بلکہ چستی ہونی چاہئے۔[2]

جمعہ کے دن حج اور عید کا ہونا سعادت ہے

سوال:... اکثر ہمارے مسلمان بھائی پڑھے لکھے اور اَن پڑھ پورے وثوق سے کہتے ہیں کہ جمعہ کے دن کا حج ''حجِ اکبر'' ہوتا ہے، اور اس کا ثواب سات حجوں کے برابر ملتا ہے اور حکومتیں جمعہ کے دن کو حج نہیں ہونے دیتیں کیونکہ دو خطبے اکٹھے کرنے سے حکومت پر زوال آجاتا ہے۔ اور یہی عقیدہ و یقین وہ عیدین کے بارے میں رکھتے ہیں، اس کی شرعی تشریح فرمادیں۔

جواب:... جمعہ کے حج کو ''حجِ اکبر'' کہنا تو عوام کی اِصطلاح ہے، البتہ ''معلّم الحجاج'' میں طبرانی کی روایت نقل کی ہے کہ جمعہ کے دن کا حج ستر حجوں کی فضیلت رکھتا ہے۔ مجھے اس کی سند کی تحقیق نہیں۔ اور یہ غلط ہے کہ حکومتیں جمعہ کے دن حج یا عید نہیں ہونے دیتیں، متعدّد بار جمعہ کا حج ہوا ہے جس کی سعادت بے شمار لوگوں کو حاصل ہوئی ہے، اور جمعہ کو عیدیں بھی ہوئی ہیں۔[3]

''حجِ اکبر'' کی فضیلت

سوال:... جیسا کہ مشہور ہے کہ جمعہ کے دن کا حج پڑجائے تو وہ ''حجِ اکبر'' ہوتا ہے، جس کا اجر ستر حجوں کے اجر سے بڑھا ہوا ہے۔ آیا یہ حدیث ہے؟ اور کیا یہ حدیث صحیح ہے یا کہ عوام الناس کی زبانوں پر ویسے ہی مشہور ہے۔ جبکہ بعض حوالہ جات سے یہ بات معلوم ہوتی ہے کہ ''حجِ اکبر'' کی اِصطلاح مذکورہ حج کے ساتھ خاص نہیں بلکہ ہر حج ''حجِ اکبر'' کہلاتا ہے عمرہ کے مقابلے میں، یا عرفہ کے دن کو ''حجِ اکبر'' کہتے ہیں، یا جس دن حجاج قربانی کرتے ہیں وہ ''حجِ اکبر'' ہے، وغیرہ وغیرہ، ان تمام باتوں کی موجودگی میں ذہن شدید اُلجھن کا شکار ہوجاتا ہے کہ ''حجِ اکبر'' کا کس پر اطلاق کیا جاسکتا ہے؟

جواب:... جمعہ کے دن کے حج کو ''حجِ اکبر'' کہنا تو عوام کی اِصطلاح ہے، قرآن مجید میں ''حجِ اکبر'' کا لفظ عمرہ کے مقابلے

---

(۱) ''یٰٓاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا تُوْبُوْٓا اِلَی اللهِ تَوْبَةً نَّصُوْحًا'' الآية (التحريم:۸)۔

(۲) فرض مرّة لأن سببه البيت وهو واحد۔ (الدر المختار ج:۲ ص:۴۵۵ طبع ايچ ايم سعيد)۔

(۳) أفضل الأيام يوم عرفة إذا وافق يوم الجمعة وهو أفضل من سبعين حجة في غير جمعة۔ رواه رزين بن معاوية في تجريد الصحاح لٰكن نقل المناوى عن بعض الحفاظ أن هٰذا حديث باطل لَا أصل له۔ (رد المحتار ج:۲ ص:۶۲۱، مطلب في فضل وقفة الجمعة، طبع ايچ ايم سعيد)۔

میں استعمال ہوا ہے۔[1] باقی رہا یہ کہ جمعہ کے دن جو حج ہو اس کی فضیلت ستر گنا ہے، اس مضمون کی ایک حدیث بعض کتابوں میں طبرانی کی روایت سے نقل کی ہے، مجھے اس کی سند کی تحقیق نہیں۔

حج کے ثواب کا ایصالِ ثواب

سوال:... اگر ایک شخص اپنا حج کر چکا ہے اور وہ کسی کے لئے بغیر نیت کئے حج کر کے اس کو بخش دیتا ہے مرحوم کو، تو کیا اس کا حج ادا ہو جائے گا؟ اگر نہیں ہو سکتا تو صحیح طریقہ اور نیت بتادیں۔

جواب:... اگر مرحوم کے ذمہ حج فرض تھا اور یہ شخص اس کی طرف سے حجِ بدل کرنا چاہتا ہے تو اس مرحوم کی طرف سے اِحرام باندھنا لازم ہوگا، ورنہ حجِ فرض ادا نہیں ہوگا، اور اگر مرحوم کے ذمہ حج فرض نہیں تھا تو حج کا ثواب بخشنے سے اس کو حج کا ثواب مل جائے گا۔[2]

کیا حجرِ اَسود جنت سے ہی سیاہ رنگ کا آیا تھا؟

سوال:... حجرِ اَسود جو کہ کالے رنگ کا ایک پتھر ہے، میں نے ایک حدیث پڑھی ہے کہ حجرِ اَسود لوگوں کے کثرتِ گناہ کی وجہ سے کالا ہوگیا۔ جب یہ جنت سے آیا تھا تو اس کا رنگ کیسا تھا؟ اس وقت اسے ''حجرِ اَسود'' نہ کہتے تھے، کیونکہ ''اسود'' کے تو معنی ہیں کالا، کیا حدیث سے اس پتھر کا اصلی رنگ کا پتہ چلتا ہے؟

جواب:... جس حدیث کا آپ نے حوالہ دیا ہے،[3] وہ ترمذی، نسائی وغیرہ میں ہے، اور اِمام ترمذیؒ نے اس کو ''حسن صحیح'' کہا ہے، اس حدیث میں مذکور ہے کہ یہ اس وقت سفید رنگ کا تھا، ظاہر ہے کہ جب یہ نازل ہوا ہوگا اس وقت اس کو ''حجرِ اَسود'' نہ کہتے ہوں گے۔

حرمین شریفین کے ائمہ کے پیچھے نماز نہ پڑھنا بڑی محرومی ہے

سوال:... میں چند دوستوں کے ساتھ مکہ مکرّمہ میں کام کرتا ہوں، ابھی کچھ دنوں کے لئے پاکستان آیا ہوں، جب ہم مکہ مکرّمہ میں ہوتے تھے تو میرے دوستوں میں سے کوئی بھی حرمین شریفین کے اِمام کے پیچھے نماز نہیں پڑھتا تھا۔ میں نے یہ کئی مرتبہ ان کو سمجھایا، وہ کہتے تھے کہ یہ لوگ وہابی ہیں، پھر میں خاموش ہوجاتا تھا، لیکن یہاں آنے کے بعد بھی ان کے عمل میں تبدیلی نہیں آئی بلکہ اِدھر تو کسی بھی اِمام کے پیچھے نماز نہیں پڑھتے۔ چند خاص مسجدیں ہیں ان کے سوا سب کو غیرمسلم قرار دیتے ہیں، ظاہری حالت ان کی یہ ہے کہ

---

(۱) "وَاَذَانٌ مِّنَ اللهِ وَرَسُوْلِهٖٓ اِلَى النَّاسِ يَوْمَ الْحَجِّ الْاَكْبَرِ اَنَّ اللهَ بَرِیْٓءٌ مِّنَ الْمُشْرِكِيْنَ وَرَسُوْلُهٗ" (التوبة:۳)۔

(۲) تقبل النيابة عند العجز فقط وعن نية الحج عنه لأنّ الحج النفل يقبل النيابة من غير إشتراط عجز۔ (رد المحتار ج:۲ ص:۵۹۸، مطلب فی الفرق بين العبادة والقربة والطاعة، طبع ایچ ایم سعید)۔

(۳) نزل الحجر الأسود من الجنّة وهو أشدّ بياضًا من اللبن فسوّدته خطايا بنی آدم۔ (ترمذی، باب ما جاء فی فضل الحجر والركن والمقام ج:۱ ص:۱۰۷ طبع مكتبه رشيديه ساهيوال)۔

پگڑیاں پہنتے ہیں اور کندھوں پر دونوں جانب لمبا سا کپڑا بھی لٹکاتے ہیں۔ پوچھنا یہ ہے کہ ایسے لوگوں کی بات کہاں تک دُرست ہے؟ اور ان کی پیروی اور ان کے پیچھے نماز پڑھنا کہاں تک ٹھیک ہے؟ اب تو ہمارے محلے کی مسجد کے اِمام کو بھی نہیں مانتے، براہِ مہربانی تفصیل سے جواب دیں۔

جواب:... حرمین شریفین پہنچ کر وہاں کی نمازِ باجماعت سے محروم رہنا بڑی محرومی ہے، حرمین شریفین کے ائمہ، اِمام احمد بن حنبلؒ کے مقلد ہیں، اہلِ سنت ہیں، اگرچہ ہمارا ان کے ساتھ بعض مسائل میں اختلاف ہے، لیکن یہ نہیں کہ ان کے پیچھے نماز ہی نہ پڑھی جائے۔

حج صرف مکہ مکرّمہ میں ہوتا ہے

سوال:... میں نے اکثر لوگوں سے سنا ہے کہ اگر پچّیس اولیاء سندھ میں اور پیدا ہوجاتے تو حج یہاں ہوتا۔ وضاحت سے یہ بات بتائیں۔

جواب:... اولیاء تو خدا جانے سندھ میں لاکھوں ہوئے ہوں گے، مگر حج تو ساری دُنیا میں صرف ایک ہی جگہ ہوتا ہے، یعنی مکہ مکرّمہ میں۔[1] ایسی فضول باتیں کرنے سے ایمان جاتا رہتا ہے۔

کیا لڑکی کا رُخصتی سے پہلے حج ہوجائے گا؟

سوال:... ایک لڑکی کا نکاح ایک لڑکے کے ساتھ ہوگیا ہے لیکن رُخصتی نہیں ہوئی، اور نہ ہی دونوں فریقوں کا دوسال تک مزید رُخصتی کرنے کا اِرادہ ہے۔ لڑکا ملازمت کے سلسلے میں سعودی عرب میں مقیم ہے، لڑکا چاہتا ہے کہ وہ اپنے سعودی عرب کے قیام کے دوران اور رُخصتی سے پہلے لڑکی کو اپنے ساتھ حج کروائے۔ تو کیا بغیر رُخصتی کے لڑکی کو لڑکے کے ساتھ حج پر بھیجنا جائز ہے؟

جواب:... حج کرالے، دونوں کام ہوجائیں گے، رُخصتی بھی اور حج بھی۔ جب نکاح ہوگیا تو دونوں میاں بیوی ہیں، رُخصتی ہوئی ہو یا نہ ہوئی ہو۔

حاجی کو دریاؤں کے کن جانوروں کا شکار جائز ہے؟

سوال:... قرآن مجید کی آیت ہے کہ دریاؤں کے جانوروں کو حلال قرار دیا گیا ہے، مگر ہم صرف مچھلی حلال سمجھتے ہیں، جبکہ سمندروں میں اور بھی جاندار ہوتے ہیں۔

جواب:... قرآنِ کریم نے اِحرام کی حالت میں دریائی جانوروں کے شکار کو حلال فرمایا ہے،[2] خود ان جانوروں کو حلال نہیں فرمایا۔ کسی جانور کا شکار جائز ہونے سے خود اس جانور کا حلال ہونا لازم نہیں آتا، مثلاً: جنگلی جانوروں میں شیر اور چیتے کا شکار جائز ہے،

---

(۱) هو زيارة مكان مخصوص أى الكعبة وعرفة۔ (تنوير الأبصار ج:۲ ص:۴۵۴ طبع ايچ ايم سعيد)۔

(۲) "أُحِلَّ لَكُمْ صَيْدُ الْبَحْرِ وَطَعَامُهُ مَتَاعًا لَّكُمْ وَلِلسَّيَّارَةِ وَحُرِّمَ عَلَيْكُمْ صَيْدُ الْبَرِّ مَا دُمْتُمْ حُرُمًا" (المائدة:۹۶)۔

مگر یہ جانور حلال نہیں۔ اسی طرح تمام دریائی جانوروں کا شکار تو جائز ہے، مگر دریائی جانوروں میں سے صرف مچھلی کو حلال فرمایا گیا ہے (نصب الرایہ[1] ج:۴ ص:۲۰۲) اس لئے ہم صرف مچھلی کو حلال سمجھتے ہیں۔

حدودِ حرم میں جانور ذبح کرنا

سوال:... جیسا کہ حکم ہے کہ حدودِ حرم کے اندر ماسوائے ان کیڑے مکوڑوں کے جو کہ انسانی جان کے دُشمن ہیں، کسی جاندار چیز کا حتیٰ کہ درخت کی ٹہنی توڑنا بھی منع ہے۔ لیکن یہ جو روزانہ سینکڑوں کے حساب سے مرغیاں اور دُوسرے جانور حدودِ حرم میں ذبح ہوتے ہیں، تفصیل سے واضح کریں کہ ان جانوروں کا حدودِ حرم میں ذبح کرنا کیا جائز ہے؟

جواب:... حدودِ حرم میں شکار جائز نہیں،[2] پالتو جانوروں کو ذبح کرنا جائز ہے۔[3]

سانپ بچھو وغیرہ کو حرم میں، اور حالتِ اِحرام میں مارنا

سوال:... اَیامِ حج میں بحالتِ اِحرام اگر کسی موذی جانور مثلاً: سانپ، بچھو وغیرہ کو مارا جائے تو جائز ہے یا نہیں؟ یا ان جیسی چیزوں کے مارنے سے بھی ''دَم'' دینا لازم ہو جاتا ہے؟

جواب:... ایسے موذی جانوروں کو حرم میں اور حالتِ اِحرام میں مارنا جائز ہے۔[4]

حج کے دوران تصویر بنوانا

سوال:... ایک شخص حج پر جاتا ہے، مناسکِ حج ادا کرتے وقت وہ اُجرت دے کر ایک فوٹوگرافر سے تصویریں اُتروا تا ہے، مثلاً: اِحرام باندھے ہوئے، قربانی کرتے وقت وغیرہ۔ تصویر اُتروانا تو ویسے ہی ناجائز ہے، لیکن حج کے دوران تصویر اُتروانے سے حج کے ثواب میں کوئی کمی واقع ہوتی ہے یا نہیں؟

جواب:... حج کے دوران گناہ کا کام کرنے سے حج کے ثواب میں ضرور خلل آئے گا، کیونکہ حدیث میں ''حجِ مبرور'' کی فضیلت آئی ہے، اور ''حجِ مبرور'' وہ کہلاتا ہے جس میں گناہوں سے اجتناب کیا جائے، اگر حج میں کسی گناہ کا ارتکاب کیا جائے تو حج

---

(۱) يحل لنا من الميتة اثنتان ومن الدم اثنان، فأما الميتة فالسمك والجراد وأما الدم فالكبد والطحال. (نصب الراية ج:۴ ص:۲۰۲، طبع دار الكتب العلمية، بيروت).

(۲) عن ابن عباس رضي الله عنهما قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم .... ان هذا البلد حرّمه الله .... لَا يعضد شوكه ولَا ينفر صيده ولَا يلتقط القطته إلّا من عرفها. (مشكوٰة ص:۲۳۷، ۲۳۸، باب حرم مكة).

(۳) ولَا بأس للمُحرِم أن يذبح الشاة والبقرة والعير .... لأن هٰذه الأشياء ليست بصيود. (الهداية مع البناية ج:۵ ص:۳۱۲، كتاب الحج، باب الجنايات).

(۴) عن ابن عمر رضي الله عنهما من الدواب ليس على المحرِم في قلتهنّ جُناح العقرب والفارة والغراب والحدأة. (البناية في شرح الهداية ج:۵ ص:۲۷۸، كتاب الحج، باب الجنايات).

''حجِ مبرور'' نہیں رہتا۔[1] علاوہ ازیں اس طرح تصویریں کھنچوانا اس کا منشا تفاخر اور ریاکاری ہے کہ اپنے دوستوں کو دِکھاتے پھریں گے، اور ریاکاری سے اعمال کا ثواب ضائع ہوجاتا ہے۔

ہیجڑہ کی زندگی گزارنے سے توبہ اور حرام رقم سے حج

سوال:... میں پانچویں جماعت میں پڑھتا تھا، مجھے ایک بردہ فروش نے بنوں سے اغوا کر کے ہیجڑوں کے پاس فروخت کردیا، جنھوں نے مجھے رضاکارانہ طور پر ناچ گانا سیکھنے اور زنانہ لباس پہننے کو کہا، لیکن میرے انکار پر کھانے میں بے ہوشی کی دوا ملاکر مجھے بے ہوش کیا گیا، پھر میرا آپریشن کر کے مجھے مردانہ اجزا سے محروم کردیا گیا، اس طرح میں دوبارہ گھر جانے یا کسی اور جگہ پناہ لینے کے قابل نہ رہا۔ مجھے ناچ گانا سکھایا گیا، میرے بال بڑھوادیئے گئے، میرے کان چھدواکر بالیاں پہنائی گئیں اور ناک چھدواکر کیل ڈالی گئی۔ ظاہر ہے مجھے کوئی انکار نہیں ہوسکتا تھا، اور میں بیس سال تک ہیجڑوں میں رہا ہوں۔ اب سب مرکھپ گئے ہیں اور میں ڈیرے کا مالک ہوں۔ میرے پاس کافی رقم ہے، چاہتا ہوں کہ حج کرآؤں، لوگ کہتے ہیں پیسہ حرام کا ہے اور تم بھی مجرم ہو، آپ مہربانی کر کے بتائیں کہ میرا حج ہوسکتا ہے؟

جواب:... آپ ان تمام غیرشرعی افعال سے توبہ کریں، جو روپیہ آپ کے پاس ہے، اس سے حج نہ کریں بلکہ کسی غیرمسلم سے حج کے لئے قرض لے کر حج کریں اور جو رقم آپ کے پاس جمع ہے اس سے قرض ادا کردیں۔ آئندہ کے لئے زنانہ وضع ترک کردیں، مردانہ لباس پہنیں اور اپنا ڈیرہ بھی ختم کردیں۔[2]

حرم میں چھوڑے ہوئے جوتوں اور چپلوں کا شرعی حکم

سوال:... حرم میں چپلوں اور جوتوں کے بارے میں کیا حکم ہے جو عام طور پر تبدیل ہوجاتے ہیں؟ کیا ایک بار اپنی ذاتی چپل پہن کر جانا اور تبدیل ہونے پر ہر بار ایک نئی چپل پہن کر آنا جانا جیسا کہ عام طور پر ہوتا ہے جائز ہے؟

جواب:... جن چپلوں کے بارے میں خیال ہو کہ مالک ان کو تلاش کرے گا، ان کا پہننا صحیح نہیں، اور جن کو اس خیال سے چھوڑ دیا گیا کہ خواہ کوئی پہن لے، ان کا پہننا صحیح ہے۔ یوں بھی ان کو اُٹھاکر ضائع کردیا جاتا ہے۔[3]

---

(۱) عن أبی هريرة قال: قال رسول الله صلی الله عليه وسلم: من حجّ لله فلم يرفث ولم يفسق رجع كيوم ولدته أمّه. (مشكٰوة ص:۲۲۱، كتاب المناسک)۔ والفسوق أی الخروج عن طاعة الله. (الدر المختار ج:۲ ص:۴۸۷ طبع ايج ايم سعيد)۔

(۲) ويجتهد فی تحصيل نفقة حلال فإنّه لَا يقبل بالنفقة الحرام كما ورد فی الحديث مع أنّه يسقط الفرض عنه معها. (ردالمحتار ج:۲ ص:۴۵۶، مطلب فيمن حج بمال حرام، طبع ايج ايم سعيد)۔

(۳) ولو من الحرم .... فينتفع الرافع بها. وفی ردالمحتار: أی إلٰی أن غلب علٰی ظنّه أنّ صاحبها لَا يطلبها. (رد المحتار ج:۴ ص:۲۷۹، كتاب اللقطة، طبع ايج ايم سعيد)۔

حج کے دنوں میں غیرقانونی طور پر گاڑی کرایہ پر چلانا

سوال:... یہاں سعودیہ میں کام کرنے والے دین دار حضرات کو حج اور عمرہ کرنے کا بے حد شوق ہوتا ہے، لیکن دیکھنے میں آیا ہے کہ زندگی کے اس آخری رکن اور صرف زندگی میں ایک مرتبہ ادائیگی کی فرضیت ہونے کے باوجود مندرجہ ذیل فریب دہی اور حیلہ سازی وجھوٹ سے کام لے کر ان مقدس فریضوں کو ادا کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔ رمضان اور حج کے زمانے میں لوگ گاڑیاں اس نیت سے خرید لیتے ہیں کہ دُوسروں کو عمرہ اور حج پر کرائے پر لے جائیں گے، اس طرح گاڑی کی اچھی خاصی رقم کرائے سے قلیل مدّت میں وصول ہوجائے گی، اور عمرہ وحج بھی ہوجائے گا۔

یاد رہے کہ یہاں غیرسعودی کو کرایہ پر گاڑی چلانے کی اجازت نہیں، اور بیشتر راستے کی چوکیوں پر معلوم کیا جاتا ہے تو حالتِ اِحرام میں بھی برملا کہتے ہیں کہ ہم دوست ہیں، کرائے پر نہ لے جارہے ہیں اور نہ کرائے پر جارہے ہیں، (لے جانے والا اور جانے والے جھوٹ بولتے ہیں)۔

جواب:... حج کے لئے گاڑی لینے اور اس کو کرائے پر چلانے میں تو کوئی حرج نہیں، مگر چونکہ قانوناً منع ہے اور اس کی خاطر جھوٹ بولنا پڑتا ہے، اس لئے حج گناہ سے پاک نہ ہوا۔[1]

بغیر اجازت کے کمپنی کی گاڑی وغیرہ حج کے لئے استعمال کرنا

سوال:... ملازمین، عمرہ اور حج کے لئے کمپنی کی گاڑیاں جو ان کے شہر میں استعمال کے لئے ہوتی ہیں، ان کو لے کر خاموشی سے سفر پر چلے جاتے ہیں یا جن کے تعلقات ان کے افسروں سے اچھے ہوتے ہیں ان سے اجازت لے کر اس مقدس فریضے کے سفر پر جاتے ہیں۔ اسی طرح ملازمین، حج اور عمرے پر جاتے وقت کمپنی کا سامان مثلاً: تکیے، کمل، واٹر کولر، چادریں، برتن وغیرہ بھی خاموشی سے یا تعلقات کی بنا پر اجازت لے کر لے جاتے ہیں۔ واضح رہے کہ عام ملازمین ایسی مراعات کمپنیوں سے نہیں حاصل کرپاتے اور ان کو کمپنی اجازت نہیں دیتی۔

جواب:... اگر کمپنی کی اجازت نہیں تو کمپنی کی گاڑیوں اور دُوسرے سامان کا استعمال جائز نہیں، یہ خیانت اور چوری ہے۔[2]

حاجیوں کا تحفے تحائف دینا

سوال:... اکثر لوگ جب عمرہ یا حج کے لئے جاتے ہیں تو ان کے عزیز انہیں تحفے میں مٹھائی، نقد روپے وغیرہ دیتے ہیں، اور جب یہ لوگ حج کرکے آتے ہیں تو تبرک کے نام سے ایک رسم ادا کرتے ہیں جس میں وہ کھجوریں، زمزم اور ان کے ساتھ دُوسری

---

(۱) وبعده أی الإحرام یتقی الرفث ...... والفسوق أی الخروج عن طاعة الله. (درمختار ج:۲ ص:۴۸۶).

(۲) أیضًا.

چیزیں رسماً بانٹتے ہیں، کیا یہ رواج دُرست ہے؟

جواب:... عزیز و اقارب اور دوست احباب کو تحفے تحائف دینے کا تو شریعت میں حکم ہے کہ اس سے محبت بڑھتی ہے۔[1] مگر دِلی رغبت و محبت کے بغیر محض نام کے لئے یا رسم کی لکیر پیٹنے کے لئے کوئی کام کرنا بُری بات ہے۔ حاجیوں کو تحفے دینا اور ان سے تحفے وصول کرنا آج کل ایسا رواج ہوگیا ہے کہ محض نام اور شرم کی وجہ سے یہ کام خواہی نخواہی کیا جاتا ہے، یہ شرعاً لائقِ ترک ہے۔

حج کے ولیمے کی شرعی حیثیت

سوال:... لوگ حج ولیمے پر بڑا زور دیتے ہیں، کہتے ہیں کہ اگر حج ولیمہ نہ کیا جائے تو وبال آتا ہے، آپ سے دریافت کرنا ہے کہ حج ولیمے کی شرعی حیثیت کیا ہے؟ کیا یہ سنت ہے یا صحابہ کرامؓ نے کیا ہے؟

جواب:... حج کا ولیمہ سنت سے، صحابہ کرامؓ کے عمل سے ثابت نہیں۔

ادائیگیٔ حج کا عقیقہ

سوال:... میری نانی گزشتہ سال حج کرکے آئی ہیں، ان سے کسی نے یہ کہہ دیا ہے کہ حج کے بعد حج کا عقیقہ کرنا ضروری ہے۔ اب نانی اس بات پر اِصرار کررہی ہیں کہ میرے حج کا عقیقہ کیا جائے۔ کیا یہ دُرست ہے؟

جواب:... یہ کسی نے غلط کہا ہے کہ حج کا عقیقہ ہوتا ہے۔ اللہ تعالیٰ تمہاری نانی کے حج کو قبول فرمائیں، حج کا عقیقہ نہیں ہوتا۔

حج کرنے کے بعد ''حاجی'' کہلانا اور نام کے ساتھ لکھنا

سوال:... حج کی سعادت حاصل کرنے کے بعد اپنے نام میں لفظ ''حاجی'' لگانا کیا جائز ہے؟ قرآن و سنت کی روشنی میں بتائیں تاکہ میں بھی اپنے نام میں ''حاجی'' لگالوں یا نہ لگاؤں، بہتر کیا ہے؟

جواب:... اپنے نام کے ساتھ ''حاجی'' کا لقب لگانا بھی ریاکاری کے سوا کچھ نہیں۔ حج تو رضائے الٰہی کے لئے کیا جاتا ہے، لوگوں سے ''حاجی'' کہلانے کے لئے نہیں۔ دُوسرے لوگ اگر ''حاجی صاحب'' کہیں تو مضائقہ نہیں لیکن خود اپنے نام کے ساتھ ''حاجی'' کا لفظ لکھنا بالکل غلط ہے۔

حاجیوں کا استقبال کرنا شرعاً کیسا ہے؟

سوال:... اکثر یہ دیکھا گیا ہے کہ حج کی سعادت حاصل کرکے آنے والے حضرات کو لواحقین ایئرپورٹ یا بندرگاہ پر بڑی

---

(۱) حلال من الجانبين كالإهداء للتودد وحرام منهما كالإهداء ليعينه على الظلم. (ردالمحتار ج:۵ ص:۳۶۲، مطلب في الكلام على الرشوة والهدية، طبع ايچ ايم سعيد).

تعداد میں لینے جاتے ہیں، حاجی کے باہر آتے ہی اسے پھولوں سے لاد دیتے ہیں، پھر ہر شخص حاجی سے گلے ملتا ہے، حاجی صاحبان ہار پہنے ہوئے ہی ایک بجی سجائی گاڑی میں دُولہا کی طرح بیٹھ جاتے ہیں، گلی اور گھر کو بھی خوب حاجی صاحب کی آمد پر سجایا جاتا ہے، جگہ جگہ "حج مبارک" کی عبارت کے کتبے لگے نظر آتے ہیں، بعض لوگ تو مختلف نعرے بھی لگاتے ہیں۔ معلوم یہ کرنا ہے کہ ہار، پھول، کتبے، نعرے اور گلے ملنے کی شرعی حیثیت کیا ہے؟ اللہ معاف فرمائے کیا اس طرح اِخلاص برقرار رہتا ہے؟

جواب:... حاجیوں کا استقبال تو اچھی بات ہے، ان سے ملاقات اور مصافحہ اور معانقہ بھی جائز ہے، اور ان سے دُعا کرانے کا بھی حکم ہے۔[1] لیکن یہ پھول اور نعرے وغیرہ حدود سے تجاوز ہے، اگر حاجی صاحب کے دِل میں عُجب پیدا ہوجائے تو حج ضائع ہوجائے گا۔ اس لئے ان چیزوں سے احتراز کرنا چاہئے۔[2]

---

(۱) وقد كان من سُنَّة الخلف أن يشيعوا الغزاة .... وأن يستقبلوا الحاج إذا قدموا ويقبلوا بين أعينهم ...إلخ۔ (اتحاف بحواله عمدة الفقه ج:۴ ص:۲۰)۔

(۲) العُجب عبارة عن تصوّر إستحقاق الشخص رتبة لَا يكون مستحقًا لها۔ (قواعد الفقه ص:۳۷۳)۔

عیدالاضحیٰ کے موقع پر قربانی کے مسائل کی تفصیل

(یہ حضرت مصنف مدظلہٗ کا ایک مفید مضمون ہے، اس لئے شامل کیا جارہا ہے)

فضائلِ قربانی

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہجرت کے بعد ہر سال قربانی فرمائی، کسی سال ترک نہیں فرمائی، اس سے مواظبت ثابت ہوئی جس کا مطلب ہے لگاتار کرنا، اس طرح اس سے وجوب ثابت ہوا۔[1] آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے قربانی نہ کرنے پر وعید فرمائی، احادیث میں بہت سی وعیدیں مذکور ہیں، جیسے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد کہ: ''جو قربانی نہ کرے وہ ہماری عیدگاہ میں نہ آئے۔''[2] قربانی کی بہت سی فضیلتیں ہیں، مسندِ احمد کی روایت میں ایک حدیث پاک ہے، زید بن ارقم رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ''قربانی تمہارے باپ (ابراہیم علیہ السلام) کی سنت ہے۔'' صحابیؓ نے پوچھا: ''ہمارے لئے اس میں کیا ثواب ہے؟'' آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''ایک بال کے عوض ایک نیکی ہے۔''[3] اُون کے متعلق فرمایا: ''اس کے ایک بال کے عوض بھی ایک نیکی ہے'' (مشکوٰۃ ص:۱۲۹)۔

حضرت ابنِ عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: ''قربانی سے زیادہ کوئی دُوسرا عمل نہیں ہے، اِلَّا یہ کہ رشتہ داری کا پاس کیا جائے'' (طبرانی)۔[4]

قربانی کے دنوں میں قربانی کرنا بہت بڑا عمل ہے، حدیث میں ہے کہ: ''قربانی کے دنوں میں قربانی سے زیادہ کوئی چیز

---

(۱) عن ابن عمر قال: أقام رسول الله صلى الله عليه وسلم بالمدينة عشر سنين يضحّي. رواه الترمذي. (مشكوٰة ص: ۱۲۹).

(۲) عن أبي هريرة قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: من وجد سعة لأن يضحّي فلم يضحّ فلا يحضر مُصلّانا. (الترغيب ج:۲ ص:۱۵۵، الترغيب في صدقة الفطر وبيان تأكيدها).

(۳) عن زيد بن أرقم رضي الله عنه قال: قال أصحاب رسول الله صلى الله عليه وسلم: يا رسول الله! ما هٰذه الأضاحي؟ قال: سُنّة أبيكم إبراهيم عليه السلام! قالوا: فما لنا فيها يا رسول الله؟ قال: بكل شعرة حسنة! قالوا: فالصوف يا رسول الله؟ قال: بكل شعرة من الصوف حسنة. (مشكوٰة، باب في الأضحية ص: ۱۲۹، الترغيب ج:۲ ص:۱۵۴).

(۴) عن ابن عباس رضي الله عنهما قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم في يوم أضحى: ما عمل آدم في هٰذا اليوم أفضل من دم يهراق إلّا أن يكون رحمًا مقطوعة توصل. رواه الطبراني في الكبير. (مجمع الزوائد، باب فضل الأضحية وشهود ذبحها ج:۴ ص:۵ طبع دار الكتب العلمية، بيروت).

اللہ تعالیٰ کو محبوب نہیں، اور قربانی کرتے وقت خون کا جو قطرہ زمین پر گرتا ہے وہ گرنے سے پہلے اللہ تعالیٰ کے ہاں مقبول ہوجاتا ہے۔" (مشکوٰۃ شریف ص:۱۲۸)۔ [1]

قربانی کس پر واجب ہے؟

چند صورتوں میں قربانی کرنا واجب ہے:

۱:... کسی شخص نے قربانی کی منّت مانی ہو تو اس پر قربانی کرنا واجب ہے۔ [2]

۲:... کسی شخص نے مرنے سے پہلے قربانی کی وصیت کی ہو اور اتنا مال چھوڑا ہو کہ اس کے تہائی مال سے قربانی کی جاسکے تو اس کی طرف سے قربانی کرنا واجب ہے۔ [3]

۳:... جس شخص پر صدقۂ فطر واجب ہے، اس پر قربانی کے دنوں میں قربانی کرنا بھی واجب ہے۔ [4] پس جس شخص کے پاس رہائشی مکان، کھانے پینے کا سامان، استعمال کے کپڑوں اور روزمرّہ استعمال کی دُوسری چیزوں کے علاوہ ساڑھے باون تولہ چاندی کی مالیت کا نقد روپیہ، مالِ تجارت یا دیگر سامان ہو، اس پر قربانی کرنا واجب ہے۔ [5]

*:... مثلاً: ایک شخص کے پاس دو مکان ہیں، ایک مکان اس کی رہائش کا ہے اور دُوسرا خالی ہے تو اس پر قربانی واجب ہے، جبکہ اس خالی مکان کی قیمت ساڑھے باون تولہ چاندی کی مالیت کے برابر ہو۔ [6]

*:... یا مثلاً: ایک مکان میں وہ خود رہتا ہو اور دُوسرا مکان کرایہ پر اُٹھایا ہے تو اس پر بھی قربانی واجب ہے، البتہ اگر اس کا

---

(۱) عن عائشة رضی الله عنها قالت: قال رسول الله صلی الله علیه وسلم: ما عمل ابن آدم من عمل یوم النحر أحب إلی الله من إهراق الدم .... وإن الدم لیقع من الله بمکان قبل أن یقع بالأرض، فطیبوا بها نفسا۔ رواه الترمذی وابن ماجة۔ (مشکوٰة ص:۱۲۸، کتاب الأضحیة، الفصل الثانی)۔

(۲) أما الذی یجب علی الغنی والفقیر فالمنذور به .... أو قال جعلت هٰذه الشاة ضحیة أو أضحیة وهو غنی أو فقیر لأن هٰذه قربة لله تعالٰی عز شأنهٗ۔ (بدائع الصنائع ج:۵ ص:۶۱، کتاب التضحیة)۔

(۳) ولو أوصی بأن یشتری بقرة بجمیع ماله ویضحی بها عنه فمات ولم تجز الورثة فالوصیة جائزة بالثلث بلا خلاف ویشتری بالثلث شاة ویضحی بها عنه۔ (عالمگیری ج:۵ ص:۳۰۶)۔ ولو مات بعد مضی أیام النحر لم یسقط التصدق بقیمة الشاة حتّٰی یلزمه الإیصاء به هٰکذا فی الظهیریة۔ (عالمگیری ج:۵ ص:۲۹۷، کتاب الأضحیة، الباب الرابع)۔

(۴) (وأما شرائط الوجوب) منها الیسار وهو ما یتعلق به وجوب صدقة الفطر دون ما یتعلق به وجوب الزکٰوة۔ (عالمگیری ج:۵ ص:۲۹۲، کتاب الأضحیة، الباب الأوّل)۔

(۵) والیسار بأن ملک مائتی درهم أو عرضا یساویها غیر مسکنه وثیاب اللبس۔ (الدر المختار ج:۶ ص:۳۱۲)۔ أو متاع یحتاجه إلٰی أن یذبح الأضحیة ولو له عقار یستغله فقیل تلزم لو قیمته نصابًا۔ (رد المحتار ج:۶ ص:۳۱۲)۔

(۶) ولو کان له دار فیها بیتان شتوی وصیفی وفرش شتوی وصیفی لم یکن بها غنیًّا فإن کان له فیها ثلاثة بیوت وقیمة الثالث مائتا درهم فعلیه الأضحیة وکذا الفرش الثالث۔ (عالمگیری ج:۵ ص:۲۹۳)۔ ولو کان فی دار بأجرة فاشتری أرضًا بنصاب وبنی فیها منزلًا یسکنه لزمت۔ (فتاویٰ بزازیة علٰی هامش الهندیة ج:۶ ص:۲۸۷)۔

ذریعہ معاش یہی مکان کا کرایہ ہے تو یہ بھی ضروریاتِ زندگی میں شمار ہوگا اور اس پر قربانی کرنا واجب نہیں ہوگی۔ (۱)

*:... یا مثلاً: کسی کے پاس دو گاڑیاں ہیں، ایک عام استعمال کی ہے اور دُوسری زائد تو اس پر بھی قربانی واجب ہے۔ (۲)

*:... یا مثلاً: کسی کے پاس دو پلاٹ ہیں، ایک اس کے سکونتی مکان کے لئے ہے اور دُوسرا زائد، تو اگر اس کے دُوسرے پلاٹ کی قیمت ساڑھے باون تولہ چاندی کی مالیت کے برابر ہو تو اس پر قربانی واجب ہے۔ (۳)

*:...عورت کا مہرِ معجّل اگر اتنی مالیت کا ہو تو اس پر بھی قربانی واجب ہے، یا صرف والدین کی طرف سے دیا گیا زیور اور استعمال سے زائد کپڑے نصاب کی مالیت کو پہنچتے ہوں تو اس پر بھی قربانی کرنا واجب ہے۔ (۴)

*:...ایک شخص ملازم ہے، اس کی ماہانہ تنخواہ سے اس کے اہل و عیال کی گزر بسر ہو سکتی ہے، پس انداز نہیں ہو سکتی، اس پر قربانی واجب نہیں جبکہ اس کے پاس کوئی اور مالیت نہ ہو۔ (۵)

*:...ایک شخص کے پاس زرعی اراضی ہے، جس کی پیداوار سے اس کی گزر اوقات ہوتی ہے، وہ زمین اس کی ضروریات میں سے سمجھی جائے گی۔

*:...ایک شخص کے پاس ہل جوتنے کے لئے بیل اور دودھیاری گائے بھینس کے علاوہ اور مویشی اتنے ہیں کہ ان کی مالیت نصاب کو پہنچتی ہے تو اس پر قربانی کرنا واجب ہے۔ (۶)

۴:...ایک شخص صاحبِ نصاب نہیں، نہ قربانی اس پر واجب ہے، لیکن اس نے شوق سے قربانی کا جانور خرید لیا تو قربانی واجب ہے۔ (۷)

۵:...مسافر پر قربانی واجب نہیں۔ (۸)

---

(۱) لها دار تبلغ نصابًا تسكنها مع الزوج إذا قدر زوجها على الإسكان تلزمها وإلّا لَا. (فتاویٰ بزازية علٰى هامش الهندية ج:۶ ص:۲۸۷، طبع رشيديه كوئٹه).

(۲) فإن كان له فرسان أو حماران أحدهما يساوی مأتين فهو نصاب. (عالمگيری ج:۵ ص:۲۹۳، كتاب الأضحية، الباب الأوّل).

(۳) حوالہ سابقہ۔

(۴) والمرأة موسرة بالمعجل لو الزوج مليًّا وبالمؤجل لَا. (حاشية رد المحتار ج:۶ ص:۳۱۲، كتاب الأضحية). وصاحب الثياب الأربعة لو ساوی الرابع نصابًا غنی وثلاثة فلا، لأن أحدها للبذلة والآخر للمهنة والثالث للجمع والوفد والأعياد. (ردالمحتار ج:۶ ص:۳۱۲، كتاب الأضحية).

(۵) واليسار بأن ملك مأتی درهم أو عرضًا يساويها غير مسكنة وثياب اللبس. (الدر المختار ج:۶ ص:۳۱۲).

(۶) والدهقان بفرس واحد وبحمار واحد لَا يكون غنيًّا وبالزائد عليه لو بلغ نصابًا غنی. (فتاویٰ بزازية علٰى هامش الهندية ج:۶ ص:۲۸۷، كتاب الأضحية).

(۷) وأما يجب على الفقير دون الغنی فالمشتری للأضحية إذا كان المشتری فقيرًا ...إلخ. (عالمگيری ج:۵ ص:۲۹۱).

(۸) وأما شرائط الوجوب .... ومنها الإقامة فلا تجب على المسافر. (فتاویٰ عالمگيری ج:۵ ص:۲۹۲).

۶:...صحیح قول کے مطابق بچے اور مجنون پر قربانی واجب نہیں، خواہ وہ مال دار ہوں۔ (۱)

قربانی کا وقت

۱:...بقرعید کی دسویں تاریخ سے لے کر بارہویں تاریخ تک کی شام (آفتاب غروب ہونے سے پہلے) تک قربانی کا وقت ہے، ان دنوں میں جب چاہے قربانی کرسکتا ہے، لیکن پہلا دن افضل ہے، پھر گیارہویں تاریخ، پھر بارہویں تاریخ۔ (۲)

۲:...شہر میں نمازِ عید سے پہلے قربانی کرنا دُرست نہیں، اگر کسی نے عید سے پہلے جانور ذبح کرلیا تو یہ گوشت کا جانور ہوا، قربانی نہیں ہوگی۔ البتہ دیہات میں جہاں عید کی نماز نہیں ہوتی، عید کے دن صبح صادق طلوع ہوجانے کے بعد قربانی کرنا دُرست ہے۔ (۳)

۳:...اگر شہری آدمی خود تو شہر میں موجود ہے، مگر قربانی کا جانور دیہات میں بھیج دے اور وہاں صبحِ صادق کے بعد قربانی ہوجائے تو دُرست ہے۔ (۴)

۴:...ان تین دنوں کے دوران رات کے وقت قربانی کرنا بھی جائز ہے، لیکن بہتر نہیں۔ (۵)

۵:...اگر ان تین دنوں کے اندر کوئی مسافر اپنے وطن پہنچ گیا یا اس نے کہیں اِقامت کی نیت کرلی اور وہ صاحبِ نصاب ہے تو اس کے ذمہ قربانی واجب ہوگی۔ (۶)

۶:...جس شخص کے ذمہ قربانی واجب ہے، اس کے لئے ان دنوں میں قربانی کا جانور ذبح کرنا ہی لازم ہے، اگر اتنی رقم صدقہ خیرات کردے تو قربانی ادا نہیں ہوگی اور یہ شخص گناہ گار ہوگا۔ (۷)

۷:...جس شخص کے ذمہ قربانی واجب تھی اور ان تین دنوں میں اس نے قربانی نہیں کی تو اس کے بعد قربانی کرنا دُرست نہیں، اس شخص کو توبہ واِستغفار کرنی چاہئے اور قربانی کے جانور کی مالیت صدقہ خیرات کردے۔ (۸)

---

(۱) إتفق الفقهاء على أن المطالب بالأضحية هو المسلم الحر البالغ العاقل ...إلخ۔ (الفقه الإسلامي وأدلّته ج:۳ ص:۶۰۳)۔ إن الأضحية تستحب ولَا تجب عن الولد الصغير۔ (الفقه الإسلامي وأدلّته ج:۳ ص:۶۰۴)۔

(۲) وقت الأضحية ثلاثة أيام: العاشر والحادى عشر والثانى عشر، أوّلها أفضلها وآخرها أدونها ...إلخ۔ (عالمگيرى ج:۵ ص:۲۹۵، كتاب الأضحية، الباب الثالث فى وقت الأضحية)۔

(۳) لَا يجوز لأهل الأمصار الذبح .... إلّا بعد صلاة العيد .... وأما أهل القرىٰ .... فيذبحون بعد الفجر اليوم الأوّل۔ (الفقه الإسلامي وأدلّته ج:۳ ص:۶۰۶، الأضحية، طبع دار الفكر، بيروت)۔

(۴) ولو أن رجلًا من أهل السواد دخل المصر لصلاة الأضحى وأمر أهله أن يضحوا عنه جاز أن يذبحوا عنه بعد طلوع الفجر قال محمد رحمه الله تعالىٰ: أنظر فى هٰذا إلىٰ موضع الذبح دون المذبوح عنه كذا فى الظهيرية۔ (عالمگيرى ج:۵ ص:۲۹۶، كتاب الأضحية، الباب الرابع فيما يتعلق بالمكان والزمان)۔

(۵) ويجوز فى نهارها وليلها .... إلّا أنه يكره الذبح فى الليل۔ (عالمگيرى، كتاب الأضحية ج:۵ ص:۲۹۵)۔

(۶) حتّٰى لو كان مسافرًا فى أوّل الوقت ثم أقام فى آخره تجب عليه۔ (عالمگيرى، كتاب الأضحية ج:۵ ص:۲۹۲)۔

(۷) ومنها أن لَا يقوم غيرها مقامها فى الوقت حتّٰى لو تصدق بعين الشاة أو قيمتها فى الوقت لَا يجزئه عن الأضحية۔ (عالمگيرى ج:۵ ص:۲۹۳، ۲۹۴، كتاب الأضحية)۔

(۸) ایضاً حوالہ بالا۔

۸:...ایک شخص نے قربانی کا جانور باندھ رکھا تھا، مگر کسی عذر کی بنا پر قربانی کے دنوں میں ذبح نہیں کرسکا تو اس کا اب صدقہ کردینا واجب ہے، ذبح کرکے گوشت کھانا دُرست نہیں۔ (۱)

۹:...قربانی کا جانور خود اپنے ہاتھ سے ذبح کرنا مستحب ہے، لیکن جو شخص ذبح کرنا نہ جانتا ہو یا کسی وجہ سے ذبح نہ کرنا چاہتا ہو اسے ذبح کرنے والے کے پاس موجود رہنا بہتر ہے۔ (۲)

۱۰:...قربانی کا جانور ذبح کرتے وقت زبان سے نیت کے الفاظ پڑھنا ضروری نہیں، بلکہ دِل میں نیت کرلینا کافی ہے، اور بعض دُعائیں جو حدیثِ پاک میں منقول ہیں اگر کسی کو یاد ہوں تو ان کا پڑھنا مستحب ہے۔ (۳)

کسی دُوسرے کی طرف سے نیت کرنا

۱:...قربانی میں نیابت جائز ہے، یعنی جس شخص کے ذمہ قربانی واجب ہے اگر اس کی اجازت سے یا حکم سے دُوسرے شخص نے اس کی طرف سے قربانی کردی تو جائز ہے، لیکن اگر کسی شخص کے حکم کے بغیر اس کی طرف سے قربانی کی تو قربانی نہیں ہوگی۔ (۴) اسی طرح اگر کسی شخص کو اس کے حکم کے بغیر شریک کیا گیا تو کسی کی بھی قربانی جائز نہیں ہوگی۔ (۵)

۲:...آدمی کے ذمہ اپنی اولاد کی طرف سے قربانی کرنا ضروری نہیں، اگر اولاد بالغ اور مال دار ہو تو خود کرے۔ (۶)

۳:...اسی طرح مرد کے ذمہ بیوی کی جانب سے قربانی کرنا لازم نہیں، اگر بیوی صاحبِ نصاب ہو تو اس کے لئے الگ قربانی کا انتظام کیا جائے۔ (۷)

۴:...جس شخص کو اللہ تعالیٰ نے توفیق دی ہو وہ اپنی واجب قربانی کے علاوہ اپنے مرحوم والدین اور دیگر بزرگوں کی طرف سے بھی قربانی کرے، اس کا بڑا اَجر و ثواب ہے۔ (۸) آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ذاتِ گرامی کے بھی ہم پر بڑے احسانات اور حقوق ہیں،

---

(۱) ولو لم يضح حتّٰى مضت أيام النحر فقد فاته الذبح .... تصدق بقيمة شاة۔ (عالمگیری ج:۵ ص:۲۹۶، کتاب الأضحية، الباب الرابع)۔ أيضًا: وإن كان أوجب شاة بعينها أو اشترىٰ شاة يضحي بها فلم يفعل حتّٰى مضت أيام النحر تصدق به حيةً ولَا يجوز الأكل منها۔ (عالمگیری ج:۵ ص:۲۹۶، کتاب الأضحية، الباب الرابع فيما يتعلق بالمكان والزمان)۔

(۲) فالأفضل أن يذبح بنفسه إن قدر عليه هٰذا إذا كان الرجل يحسن الذبح فأمّا إذا لم يحسنه فتوليته غيره فيه أولٰى۔ (بدائع الصنائع ج:۵ ص:۷۹، كتاب الأضحية)۔

(۳) ويكفيه أن ينوى بقلبه ولَا يشترط أن يقول بلسانه۔ (بدائع الصنائع ج:۵ ص:۷۱، كتاب التضحية، فصل شرائط الجواز)۔

(۴) ولو ضحى عن أولَاده الكبار وزوجته لَا يجوز إلّا بإذنهم۔ (رد المحتار ج:۶ ص:۳۱۵، كتاب الأضحية)۔

(۵) فى قول أبى حنيفة وأبى يوسف رحمهما الله تعالىٰ وإن فعل بغير أمرهم أو بغير أمر بعضهم لَا تجوز عنه ولَا عنهم فى قولهم جميعًا لأن نصيب عن لم يأمر صار لحما فصار الكل لحما۔ (عالمگیری ج:۵ ص:۳۰۲، الباب السابع فى التضحية عن الغير)۔

(۶ و ۷) وليس على الرجل أن يضحى عن أولَاده الكبار وامرأته إلّا بإذنه۔ (عالمگیری ج:۵ ص:۲۹۳، كتاب الأضحية)۔

(۸) مطلب فى إهداء ثواب الأعمال للغير (قوله بعبادة ما) أى سواء كانت صلاة أو صومًا أو صدقة أو قراءة أو ذكرًا أو طوافًا أو حجًا أو عمرة أو غير ذٰلك .... الأفضل لمن يتصدق نفلا أن ينوى لجميع المؤمنين والمؤمنات لأنها تصل إليهم ولَا ينقص من أجره شيء۔ (رد المحتار ج:۲ ص:۵۹۵، باب الحج عن الغير)۔

اللہ تعالیٰ نے گنجائش دی ہو تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے بھی قربانی کی جائے، مگر اپنی واجب قربانی لازم ہے، اس کو چھوڑنا جائز نہیں۔

قربانی کن جانوروں کی جائز ہے؟

۱:...بکری، بکرا، مینڈھا، بھیڑ، دُنبہ، گائے، بیل، بھینس، بھینسا، اُونٹ، اُونٹنی کی قربانی دُرست ہے، ان کے علاوہ کسی اور جانور کی قربانی دُرست نہیں۔[۱]

۲:...گائے، بھینس، اُونٹ میں اگر سات آدمی شریک ہوکر قربانی کریں تو بھی دُرست ہے، مگر ضروری ہے کہ کسی کا حصہ ساتویں حصے سے کم نہ ہو۔[۲] اور یہ بھی شرط ہے کہ سب کی نیت قربانی یا عقیقہ کی ہو،[۳] صرف گوشت کھانے کے لئے حصہ رکھنا مقصود نہ ہو، اگر ایک آدمی کی نیت بھی صحیح نہ ہو تو کسی کی بھی قربانی صحیح نہ ہوگی۔[۴]

۳:...کسی نے قربانی کے لئے گائے خریدی اور خریدتے وقت یہ نیت تھی کہ دُوسرے لوگوں کو بھی اس میں شریک کرلیں گے، اور بعد میں دُوسروں کا حصہ رکھ لیا تو یہ دُرست ہے۔[۵]

لیکن اگر گائے خریدتے وقت دُوسرے لوگوں کو شریک کرنے کی نیت نہیں تھی بلکہ پوری گائے اپنی طرف سے قربانی کرنے کی نیت تھی، مگر اب دُوسروں کو بھی شریک کرنا چاہتا ہے، تو یہ دیکھیں گے کہ آیا اس شخص کے ذمہ قربانی واجب ہے یا نہیں؟ اگر واجب ہے تو دُوسروں کو بھی شریک کرتو سکتا ہے مگر بہتر نہیں، اور اگر اس کے ذمہ قربانی واجب نہیں تھی تو دُوسروں کو شریک کرنا دُرست نہیں۔[۶]

۴:...اگر قربانی کا جانور گم ہوگیا اور اس نے دُوسرا خریدلیا، پھر اتفاق سے پہلا بھی مل گیا، تو اگر اس شخص کے ذمہ قربانی واجب تھی تب تو صرف ایک جانور کی قربانی اس کے ذمہ ہے، اور اگر واجب نہیں تھی تو دونوں جانوروں کی قربانی لازم ہوگئی۔[۷]

---

(۱) أما جنسه فهو أن يكون من الأجناس الثلاثة الغنم أو الإبل أو البقر ويدخل في كل جنس نوعه الذكر والأنثىٰ منه .... والمعز نوعان من الغنم والجاموس نوع من البقر۔ (فتاویٰ عالمگیری ج:۵ ص:۲۹۷، الباب الخامس)۔

(۲) والبقر والبعير يجزى عن سبعة إذا كانوا يريدون به وجه الله تعالىٰ والتقدير بالسبع يمنع الزيادة ولَا يمنع النقصان۔ (عالمگیری ج:۵ ص:۳۰۴، كتاب الأضحية، الباب الثامن فيما يتعلق بالشركة في الضحايا)۔

(۳) ولو أرادوا القربة الأضحية أو غيرها من القرب أجزأهم .... وكذٰلك إن أراد بعضهم العقيقة عن ولد ولد لهٗ ...إلخ۔ (فتاویٰ عالگمیری ج:۵ ص:۳۰۴، كتاب الأضحية، الباب الثامن فيما يتعلق بالشركة في الضحايا)۔

(۴) لَا يشارك المضحي فيما يحتمل الشركة من لَا يريد القربة رأسًا فإن شارك لم يجز عن الأضحية۔ (عالمگیری ج:۵ ص:۳۰۴، كتاب الأضحية، الباب الثامن فيما يتعلق بالشركة في الضحايا)۔

(۵) ولو اشترىٰ بقرة يريد أن يضحي بها ثم أشرك فيها ستة يكره .... إلّا أن يريد حين اشتراها أن يشركهم فيها فلا يكره۔ (فتاویٰ عالمگیری ج:۵ ص:۳۰۴، كتاب الأضحية، الباب الثامن فيما يتعلق بالشركة في الضحايا)۔

(۶) وإن فعل ذٰلك قبل أن يشتريها كان أحسن وهٰذا إذا كان موسرًا وإن كان معسرًا فقد أوجب بالشراء فلا يجوز أن يشرك فيها وكذٰلك لو أشرك فيها ستة بعد ما أوجبها لنفسه لم يسعه ...إلخ۔ (عالمگیری ج:۵ ص:۳۰۴)۔

(۷) ضلت أو سرقت فاشترىٰ أخرىٰ ثم وجدها فالأفضل ذبحهما وإن ذبح الأولىٰ جاز .... قال بعضهم إن وجبت عن يسار فكذا الجواب وإن عن إعسار ذبحهما ...إلخ۔ (الدر المختار ج:۶ ص:۳۲۳، كتاب الأضحية)۔

۵:...بکری اگر ایک سال سے کم عمر کی ہو خواہ ایک ہی دن کی کمی ہو تو اس کی قربانی کرنا دُرست نہیں، پورے سال کی ہو تو دُرست ہے۔ اور گائے یا بھینس پورے دو سال کی ہو تو قربانی دُرست ہوگی، اس سے کم عمر کی ہو تو دُرست نہیں۔ اور اُونٹ پورے پانچ سال کا ہو تو قربانی دُرست ہوگی۔[1]

۶:...بھیڑ، یا دُنبہ اگر چھ مہینے سے زائد کا ہو اور اتنا فربہ یعنی موٹا تازہ ہو کہ اگر پورے سال والے بھیڑ دُنبوں کے درمیان چھوڑا جائے تو فرق معلوم نہ ہو تو اس کی قربانی کرنا دُرست ہے، اور اگر کچھ فرق معلوم ہوتا ہے تو قربانی دُرست نہیں۔[2]

۷:...جو جانور اندھا یا کانا ہو یا اس کی ایک آنکھ کی تہائی روشنی یا اس سے زائد جاتی رہی ہو، یا ایک کان تہائی یا تہائی سے زیادہ کٹ گیا ہو، تو اس کی قربانی کرنا دُرست نہیں۔[3]

۸:...جو جانور اتنا لنگڑا ہو کہ صرف تین پاؤں سے چلتا ہو، چوتھا پاؤں زمین پر رکھتا ہی نہیں یا رکھتا ہے مگر اس سے چل نہیں سکتا تو اس کی قربانی دُرست نہیں۔ اور اگر چلنے میں چوتھے پاؤں کا سہارا تو لیتا ہے مگر لنگڑا کر چلتا ہے تو اس کی قربانی دُرست ہے۔[4]

۹:...اگر جانور اتنا دُبلا ہو کہ اس کی ہڈیوں میں گودا تک نہ رہا ہو تو اس کی قربانی دُرست نہیں۔ اگر ایسا دُبلا نہ ہو تو قربانی دُرست ہے۔[5] جانور جتنا موٹا، فربہ ہو اسی قدر قربانی اچھی ہے۔[6]

۱۰:...جس جانور کے دانت بالکل نہ ہوں یا زیادہ دانت جھڑ گئے ہوں اس کی قربانی دُرست نہیں۔[7]

۱۱:...جس جانور کے پیدائشی کان نہ ہوں اس کی قربانی کرنا دُرست نہیں، اگر کان تو ہوں مگر چھوٹے ہوں اس کی قربانی دُرست ہے۔[8]

---

(۱) وجاز الثنى من الكل والجذع من الضأن .... والثنى من الضأن والمعز ابن سنة ومن البقر ابن سنتين ومن الإبل ابن خمس سنين ...إلخ. (البحر ج:۸ ص:۲۰۱، ۲۰۲، كتاب الأضحية، طبع دار المعرفة، بيروت).

(۲) ويجوز الجذع من الضأن أضحية .... هذا إذا كان الجذع عظيمًا بحيث لو خلط بالثنيات يشتبه على الناظرين ...إلخ. (البحر الرائق ج:۸ ص:۲۰۲، كتاب الأضحية، طبع دار المعرفة، بيروت).

(۳) لَا بالعمياء والعوراء والعجفاء .... ومقطوع أكثر الأذن أو الذنب أو العين إلخ. (وفى الشامية) روى محمد عنه فى الأصل والجامع الصغير أن المانع ذهاب أكثر من الثلث وعنه أنه الثلث ...إلخ. (الفتاوى الشامية ج:۶ ص:۳۲۳).

(۴) العرجاء التى تمشى بثلاثة قوائم وتجافى الرابع عن الأرض لَا تجوز الأضحية بها وإن كانت تضع الرابع على الأرض وتستعين به إلَّا انها تتمايل مع ذالك وتضعه وضعًا خفيفًا يجوز ...إلخ. (البحر الرائق ج:۸ ص:۲۰۱، كتاب الأضحية).

(۵) لَا بالعمياء والعوراء والعجفاء والمهزولة التى لَا مخ فى عظامها ...إلخ. (درمختار ج:۶ ص:۳۲۳).

(۶) فالمستحب أن يكون أسمنها وأحسنها وأعظمها لأنها مطية الآخرة فقال عليه الصلاة والسلام: عظموا ضحاياكم فإنها على الصراط مطاياكم ومهما كانت المطية أعظم وأسمن كانت على الجواز على الصراط أقدر. (بدائع الصنائع ج:۵ ص:۸۰، كتاب التضحية، فصل: وأما بيان ما يستحب قبل التضحية، طبع سعيد كراچى).

(۷) ولا بالهتماء التى لَا أسنان لها ويكفى بقاء الأكثر ...إلخ. (درمختار ج:۶ ص:۳۲۴، كتاب الأضحية، أيضًا: البحر الرائق ج:۸ ص:۲۰۱، كتاب الأضحية، طبع دار المعرفة، بيروت).

(۸) والسكاء التى لَا أذن لها خلقة فلو لها أذن صغيرة خلقة أجزأت. (درمختار ج:۶ ص:۳۲۴، كتاب الأضحية).

۱۲:...جس جانور کے پیدائشی طور پر سینگ نہ ہوں اس کی قربانی دُرست ہے، اور اگر سینگ تھے مگر ٹوٹ گئے، تو صرف اُوپر سے خول اُترا ہے اندر کا گودا باقی ہے تو قربانی دُرست ہے، اگر جڑ ہی سے نکل گئے ہوں تو اس کی قربانی کرنا دُرست نہیں۔ (۱)

۱۳:...خصی جانور کی قربانی جائز، بلکہ افضل ہے۔ (۲)

۱۴:...جس جانور کے خارش ہو تو اگر خارش کا اثر صرف جلد تک محدود ہے تو اس کی قربانی کرنا دُرست ہے، اور اگر خارش کا اثر گوشت تک پہنچ گیا ہو اور جانور اس کی وجہ سے لاغر اور دُبلا ہوگیا ہو تو اس کی قربانی دُرست نہیں۔ (۳)

۱۵:...اگر جانور خریدنے کے بعد اس میں کوئی عیب ایسا پیدا ہوگیا جس کی وجہ سے اس کی قربانی دُرست نہیں، تو اگر یہ شخص صاحبِ نصاب ہے اور اس پر قربانی واجب ہے تو اس کی جگہ تندرست جانور خرید کر قربانی کرے، اور اگر اس شخص کے ذمہ قربانی واجب نہیں تھی تو وہ اسی جانور کی قربانی کردے۔ (۴)

۱۶:...جانور پہلے تو صحیح سالم تھا مگر ذبح کرتے وقت جو اس کو لٹایا تو اس کی وجہ سے اس میں کچھ عیب پیدا ہوگیا تو اس کا کچھ حرج نہیں، اس کی قربانی دُرست ہے۔ (۵)

قربانی کا گوشت

۱:...قربانی کا گوشت اگر کئی آدمیوں کے درمیان مشترک ہو تو اس کو اَٹکل سے تقسیم کرنا جائز نہیں، بلکہ خوب احتیاط سے تول کر برابر حصہ کرنا دُرست ہے۔ ہاں! اگر کسی کے حصے میں سر اور پاؤں لگادیئے جائیں تو اس کے وزن کے حصے میں کمی جائز ہے۔ (۶)

۲:...قربانی کا گوشت خود کھائے، دوست احباب میں تقسیم کرے، غریب مسکینوں کو دے، اور بہتر یہ ہے کہ اس کے تین حصے کرے، ایک اپنے لئے، ایک دوست احباب، عزیز و اقارب کو ہدیہ دینے کے لئے اور ایک ضرورت مند ناداروں میں تقسیم کرنے کے لئے۔ الغرض کم از کم تہائی حصہ خیرات کردے، لیکن اگر کسی نے تہائی سے کم گوشت خیرات کیا، باقی سب کھالیا یا عزیز و اقارب کو دے دے تب بھی گناہ نہیں۔ (۷)

---

(۱) ويضحى بالجماء هى التى لَا قرن لها وكذا الغطاء التى ذهب بعض قرنها بالكسر أو غيره فإن بلغ الكسر إلى المخ لم يجز ...إلخ۔ (فتاویٰ شامی ج:۶ ص:۳۲۳، کتاب الأضحية، طبع ایچ ایم سعید)۔

(۲) والخصى أفضل من الفحل لأنه أطيب لحمة۔ (عالمگیری ج:۵ ص:۲۹۹، کتاب الأضحية، الباب الخامس)۔

(۳) ويضحى .... والجرباء السمينة فلو مهزولة لم يجز إلخ۔ (وفى الشامية) قال فى الخانية وتجوز بالثولاء والجرباء السمينتين فلو مهزولتين لَا تنقى لَا يجوز إذا ذهب مخ عظمها ...إلخ۔ (فتاویٰ شامی ج:۶ ص:۳۲۳، کتاب الأضحية)۔

(۴) ولو اشتراها سليمة ثم تصيبت بعيب مانع فعليه اقامة غيرها إن كان غنيًّا وإن كان فقيرًا أجزأهُ ذٰلك۔ (حاشية رد المحتار ج:۶ ص:۳۲۵، کتاب الأضحية)۔

(۵) ولَا يضرُّ تعيبها من اضطرابها عند الذبح۔ (حاشية رد المحتار ج:۶ ص:۳۲۳، کتاب الأضحية)۔

(۶) يقسم اللحم وزنًا لَا جزافا إلّا إذا ضمّ معه من الأكارع أو الجلد۔ (حاشية رد المحتار ج:۶ ص:۳۱۷، ۳۱۸)۔

(۷) والأفضل أن يتصدق بالثلث ويتخذ الثلث زيافة لأقربائه وأصدقائه ويدخر الثلث ويستحب أن يأكل منها ولو حبس الكل لنفسه جاز۔ (حاشية رد المحتار ج:۶ ص:۳۲۸، کتاب الأضحية)۔

۳:...قربانی کی کھال اپنے استعمال کے لئے رکھ سکتا ہے، کسی کو ہدیہ بھی کرسکتا ہے، لیکن اگر اس کو فروخت کردیا تو اس کے پیسے نہ خود استعمال کرسکتا ہے، نہ کسی غنی کو دینا جائز ہے، بلکہ کسی غریب پر صدقہ کردینا واجب ہے۔ (۱)

۴:...قربانی کی کھال کے پیسے مسجد کی مرمت میں یا کسی اور نیک کام میں لگانا جائز نہیں، بلکہ کسی غریب کو ان کا مالک بنادینا ضروری ہے۔ (۲)

۵:...قربانی کی کھال یا اس کی رقم کسی ایسی جماعت یا انجمن کو دینا دُرست نہیں جس کے بارے میں اندیشہ ہو کہ وہ مستحقین کو نہیں دیں گے، بلکہ جماعتی پروگراموں مثلاً کتابوں اور رسالوں کی طباعت واشاعت، شفاخانوں کی تعمیر، کارکنوں کی تنخواہ وغیرہ میں خرچ کریں گے، کیونکہ اس رقم کا کسی فقیر کو مالک بنانا ضروری ہے، البتہ ایسے ادارے کو دینا دُرست ہے جو واقعی مستحقین میں تقسیم کرے۔ (۳)

۶:...قربانی کے جانور کا دُودھ نکال کر استعمال کرنا، یا اس کی پشم اُتارنا دُرست نہیں، اگر اس کی ضرورت ہو تو وہ رقم صدقہ کردینی چاہئے۔ (۴)

۷:...قربانی کے جانور کی جھول اور رَسّی بھی صدقہ کردینی چاہئے۔ (۵)

۸:...قربانی کی کھال یا گوشت قصاب کو اُجرت میں دینا جائز نہیں۔ (۶)

۹:...اسی طرح اِمام یا مؤذّن کو بطورِ اُجرت دینا بھی دُرست نہیں۔ (۷)

چند غلطیوں کی اصلاح

۱:...بعض لوگ یہ کوتاہی کرتے ہیں کہ طاقت نہ ہونے کے باوجود شرم کی وجہ سے قربانی کرتے ہیں کہ لوگ یہ کہیں گے کہ

---

(۱) ويتصدق بجلدها أو يعمل منه غربال وجراب أو يبدله بما ينتفع به باقيا ...إلخ. فإن بيع اللحم أو الجلد به أي بمستهلك أو بدراهم تصدق بثمنه. (حاشية رد المحتار ج:۶ ص:۳۲۸، كتاب الأضحية، طبع ايچ ايم سعيد).

(۲) أيضًا.

(۳) ولَا يجوز أن يبني بالزكوٰة المسجد وكذا القناطر والسقايات وإصلاح الطرقات وكري الأنهار والحج والجهاد وكل ما لَا تمليك فيه. (عالمگيري ج:۱ ص:۱۸۸، كتاب الزكاة، الباب السابع في المصارف).

(۴) وكره جز صوفها قبل الذبح لينتفع به فإن جزه تصدق به .... ويكره الإنتفاع بلبنها قبله كما في الصوف. (الدر المختار مع الرد المحتار ج:۶ ص:۳۲۹، كتاب الأضحية).

(۵) قوله ويتصدق بجلدها وكذا بجلالها وقلائدها فإنه يستحب إذا أوجب بقرة أن يجللها ويقلدها وإذا ذبحها تصدق بذٰلك كما في التاترخانية. (رد المحتار ج:۶ ص:۳۲۸، كتاب الأضحية).

(۶) ولَا يعطي أُجرة بجزار منها. (حاشية رد المحتار ج:۶ ص:۳۲۸، كتاب الأضحية).

(۷) ایضاً حاشیہ نمبر ۳ اور ۶ ملاحظہ فرمائیں۔

انہوں نے قربانی نہیں کی، محض دِکھاوے کے لئے قربانی کرنا دُرست نہیں، جس سے واجب حقوق فوت ہوجائیں۔ (۱)

۲:... بہت سے لوگ محض گوشت کھانے کی نیت سے قربانی کی نیت کرلیتے ہیں، اگر عبادت کی نیت نہ ہو تو ان کو ثواب نہیں ملے گا، اور اگر ایسے لوگوں نے کسی اور کے ساتھ حصہ رکھا ہو تو کسی کی بھی قربانی نہیں ہوگی۔ (۲)

۳:... بعض لوگ یہ سمجھتے ہیں کہ گھر میں ایک قربانی ہوجانا کافی ہے، اس لئے لوگ ایسا کرتے ہیں کہ ایک سال اپنی طرف سے قربانی کرلی، ایک سال بیوی کی طرف سے کردی، ایک سال لڑکے کی طرف سے، ایک سال لڑکی کی طرف سے، ایک سال مرحوم والد کی طرف سے، ایک سال مرحومہ والدہ کی طرف سے۔ خوب یاد رکھنا چاہئے کہ گھر کے جتنے افراد پر قربانی واجب ہو ان میں سے ہر ایک کی طرف سے قربانی کرنا واجب ہے۔ مثلاً: میاں بیوی اگر دونوں صاحبِ نصاب ہوں تو دونوں کی طرف سے دو قربانیاں لازم ہیں، اسی طرح اگر باپ بیٹا دونوں صاحبِ نصاب ہوں تو خواہ اکٹھے رہتے ہوں مگر ہر ایک کی طرف سے الگ الگ قربانی واجب ہے۔ (۳)

بعض لوگ یہ سمجھتے ہیں کہ قربانی عمر بھر میں ایک دفعہ کرلینا کافی ہے، یہ خیال بالکل غلط ہے، بلکہ جس طرح زکوٰۃ اور صدقۂ فطر ہر سال واجب ہوتا ہے، اسی طرح ہر صاحبِ نصاب پر بھی قربانی ہر سال واجب ہے۔ بعض لوگ گائے یا بھینس میں حصہ رکھ لیتے ہیں اور یہ نہیں دیکھتے کہ جن لوگوں کے حصے رکھے ہیں وہ کیسے لوگ ہیں؟ یہ بڑی غلطی ہے، اگر سات حصہ داروں میں سے ایک بھی بے دِین ہو یا اس نے قربانی کی نیت نہیں کی بلکہ محض گوشت کھانے کی نیت کی تو سب کی قربانی برباد ہوگئی، اس لئے حصہ ڈالتے وقت حصہ داروں کا انتخاب بڑی احتیاط سے کرنا چاہئے۔ (۴)

قربانی حضرت ابراہیم علیہ السلام اور حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت ہے

سوال:... قربانی کے بارے میں علماء سے تقریروں میں سنا ہے کہ سنتِ ابراہیمی ہے، ایک مولوی صاحب نے دورانِ تقریر فرمایا کہ سنتِ نبوی ہے، لہٰذا اس سنت پر حتی الوسع عمل کی کوشش کرنی چاہئے نہ کہ گوشت کھانے کا ارادہ، ایک آدمی مجمع سے اُٹھا اور اس نے کہا: مولوی صاحب! سنتِ ابراہیمی ہے، ہمارے نبی کی سنت نہیں ہے۔ مولوی صاحب نے فرمایا: واقعی سنتِ ابراہیمی ہے، مگر ہم کو سنتِ نبوی سمجھ کر قربانی کرنی چاہئے۔ آدمی نے کہا: آپ غلط مسئلہ بتارہے ہیں۔ آدھ گھنٹے کی بحث کے باوجود وہ شخص قائل نہیں ہوا۔

---

(۱) قید ..... وباليسار لأنها لَا تجب إلّا على القادر وهو الغني دون الفقير ومقداره مقدار ما تجب فيه صدقة الفطر. (البحر الرائق ج:۸ ص:۱۹۷، كتاب الأضحية).

(۲) وشرعًا ذبح حيوان مخصوص بنية القربة في وقت مخصوص. (وفي الشامية) قال في البدائع فلا تجزي التضحية بدونها لأن الذبح قد يكون للحم وقد يكون للقربة والفعل لَا يقع قربة بدون النية وللقربة جهات من المتعة والقِران والإحصار وغيره فلا تتعين الأضحية إلّا بنيتها. (فتاوىٰ شامي ج:۶ ص:۳۱۲، كتاب الأضحية).

(۳) تجب علىٰ حر مسلم مقيم موسر عن نفسه ...إلخ. (البحر الرائق ج:۸ ص:۱۹۷، كتاب الأضحية).

(۴) لَا يشارك المضحي فيما يحتمل الشركة من لَا يريد القربة رأسًا فإن شارك لم يجز عن الأضحية ...إلخ. (عالمگيری ج:۵ ص:۳۰۴، الباب الثامن فيما يتعلق بالشركة).

براہِ کرم اس مسئلے پر روشنی ڈال کر ہمیں اندھیرے سے نکالیں۔

جواب:...لغو بحث تھی، قربانی ابراہیم علیہ السلام کی سنت تو ہے ہی، جب ہمارے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس پر عمل فرمایا، اور اس کا حکم دیا تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت بھی ہوئی، دونوں میں کوئی تعارض یا تضاد تو ہے نہیں۔[۱]

قربانی کی شرعی حیثیت

سوال:...قربانی کی شرعی حیثیت کیا ہے؟

جواب:...ایک اہم عبادت اور شعائرِ اسلام میں سے ہے، زمانۂ جاہلیت میں بھی اس کو عبادت سمجھا جاتا تھا، مگر بتوں کے نام پر قربانی کرتے تھے، اسی طرح آج تک بھی دُوسرے مذاہب میں "قربانی" مذہبی رسم کے طور پر ادا کی جاتی ہے، مشرکین اور عیسائی بتوں کے نام پر یا مسیح کے نام پر قربانی کرتے ہیں۔ سورۂ کوثر میں اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو حکم دیا ہے کہ جس طرح نماز اللہ کے سوا کسی کی نہیں ہوسکتی، قربانی بھی اسی کے نام پر ہونی چاہئے۔[۲] دُوسری ایک آیت میں اسی مفہوم کو دُوسرے عنوان سے بیان فرمایا ہے: "بے شک میری نماز اور میری قربانی اور میری زندگی اور میری موت اللہ کے لئے ہیں، جو تمام جہانوں کا پالنے والا ہے۔"[۳]

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بعد ہجرت دس سال مدینہ طیبہ میں قیام فرمایا، ہر سال برابر قربانی کرتے تھے۔[۴] (ترمذی) جس سے معلوم ہوا کہ قربانی صرف مکہ معظمہ میں حج کے موقع پر واجب نہیں بلکہ ہر شخص پر، ہر شہر میں واجب ہوگی، بشرطیکہ شریعت نے قربانی کے واجب ہونے کے لئے جو شرائط اور قیود بیان کی ہیں وہ پائی جائیں۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم مسلمانوں کو اس کی تاکید فرماتے تھے، اسی لئے جمہور علمائے اسلام کے نزدیک قربانی واجب ہے (شامی)۔[۵]

قربانی واجب ہے، سنت نہیں

سوال:...ہمارے ایک رشتہ دار جو کافی صاحبِ حیثیت ہیں، ان کا کہنا ہے کہ قربانی فرض نہیں بلکہ سنت ہے۔ کیا یہ صحیح ہے؟

جواب:...قربانی صاحبِ نصاب پر واجب ہے، آپ کے عزیز کا سنت کہنا لاعلمی پر مبنی ہے، اس کی کوئی حیثیت نہیں۔[۶]

---

(۱) قوله عليه السلام: ضحوا فإنّها سُنَّة أبيكم إبراهيم. (فتح القدير ج:۸ ص:۶۹، كتاب الأضحية).

(۲) "فَصَلِّ لِرَبِّكَ وَانْحَرْ" (الكوثر: ۲).

(۳) "قُلْ إِنَّ صَلَاتِيْ وَنُسُكِيْ وَمَحْيَايَ وَمَمَاتِيْ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ" (الأنعام: ۱۶۲).

(۴) عن ابن عمر رضي الله عنهما قال: أقام رسول الله صلى الله عليه وسلم بالمدينة عشر سنين يضحّي. (ترمذي، ج:۱ ص:۱۸۲، أبواب الأضاحي).

(۵) ونحن نقول بأنها غير فرض وإنّما هي واجبة. (فتح القدير ج:۸ ص:۷۰). والواجب ما ثبت بدليل فيه شبهة كصدقة الفطر والأضحية، وحكمه اللزوم عملًا كالفرض لَا علمًا على اليقين للشبهة حتّٰى لَا يكفر جاحده ويفسق تاركه بلا تأويل كما هو مبسوط في كتب الأصول. (رد المحتار ج:۶ ص:۳۱۳). والوجوب هو قول أبي حنيفة ومحمد وزُفر والحسن وإحدى الروايتين عن أبي يوسف. (رد المحتار ج:۶ ص:۳۱۳، كتاب الأضحية).

(۶) رُوِيَ عن النبي صلى الله عليه وسلم ضحوا فإنّها سُنَّة أبيكم إبراهيم، أمر عليه الصلاة والسلام بالتضحية والأمر المطلق عن القرينة يقتضي الوجوب في حق العمل. (بدائع ج:۵ ص:۶۲ كتاب التضحية).

قربانی کیا صرف حاجی پر ہے؟

سوال:... قربانی کے متعلق ایک مضمون مؤرخہ ۱۰/۵/۱۹۹۵ء کے ''جنگ'' میں چھپا ہے، جس میں مضمون نگار نے قرآنی آیات اور اَحادیث کی روشنی میں یہ بات ثابت کی ہے کہ قربانی ہر صاحبِ حیثیت مسلمان پر واجب نہیں ہے، سوائے ان مسلمانوں کے جو فریضۂ حج ادا کر رہے ہوں، اور ان جانوروں کی قربانی کی جگہ مقرّر ہے جو کہ ''بیتِ عتیق'' ہے، اس کے علاوہ کہیں اور قربانی بھی جائز نہیں۔ اس کے علاوہ جانوروں کے لئے بھی لکھا ہے کہ ان کے لئے بھی کوئی خاصیت نہیں بلکہ وہ جانور بھی آپ قربان کر سکتے ہیں جن سے آپ حج کے دوران فائدہ سواری یا بار برداری کا کام لے چکے ہوں، مگر ہوں حلال جانور۔ باقی مضمون آپ خود پڑھ سکتے ہیں۔ اس مضمون سے یہ بھی ظاہر ہے کہ حضرت اِسماعیل کی جگہ کوئی دُنبہ وغیرہ نہیں آیا تھا، یہ سب غلط باتیں ہیں۔ خط کی طوالت کی وجہ سے میں مزید کچھ نہیں لکھ رہا۔

آپ سے معلوم یہ کرنا ہے کہ واقعی مندرجہ بالا مضمون دُرست ہے؟ ہم تمام لوگ خواہ مخواہ لاکھوں جانوروں کا ہر سال زیاں کرتے ہیں اور گناہ کماتے اور رقم ضائع کرتے ہیں؟ اور اگر مضمون غلط ہے تو مہربانی کرکے اس خط کا جواب ایسا مدلل دیں کہ اس مضمون کے پڑھنے کے بعد جو لوگوں کے ذہنوں میں سوال اُٹھے ہیں ان سب کا تدارک ہو جائے۔

جواب:... جو باتیں آپ نے نقل کی ہیں، یہ مضمون نگار کی خود ذاتی ہے۔ شاید وہ بتانا چاہتے ہیں کہ وہ قرآنِ کریم کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے، اور صحابہ کرامؓ سے بہتر سمجھتے ہیں... نعوذ باللہ... کیونکہ:

۱:... آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ طیبہ میں رہتے ہوئے ہر سال قربانی کرتے تھے۔ (۱)

۲:... فرماتے تھے کہ قربانی کے دنوں میں سب سے زیادہ محبوب عمل اللہ تعالیٰ کے نزدیک قربانی کرنا ہے۔ (۲)

۳:... حضرت علی رضی اللہ عنہ ہر سال دو بکروں کی قربانی کرتے تھے، اور فرماتے تھے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے اس کی وصیت فرمائی تھی، لہٰذا میں ایک قربانی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے کرتا ہوں۔ (۳)

۴:... صحابہؓ نے پوچھا کہ یا رسول اللہ! یہ قربانی کیا چیز ہے؟ فرمایا: یہ تمہارے جدِ اَمجد حضرت اِبراہیم علیہ السلام کا جاری کردہ طریقہ ہے! عرض کیا گیا کہ: ہمیں قربانی کرنے سے کیا ملتا ہے؟ فرمایا: ہر بال کے بدلے ایک نیکی۔ (۴)

یہ تمام احادیث مشکوٰۃ شریف ص:۱۲۷، ۱۲۸، ۱۲۹ میں مذکور ہیں۔

---

(۱) عن ابن عمر رضی اللہ عنهما قال: أقام رسول الله صلى الله عليه وسلم بالمدينة عشر سنين يضحي۔ (مشكٰوة، باب في الأضحية ص: ۱۲۹، الفصل الثالث)۔

(۲) وعن عائشة ..... ما عمل ابن آدم من عمل يوم النحر أحب إلى الله من اهراق الدم۔ (مشكٰوة ص: ۱۲۸، باب في الأضحية)۔

(۳) عن حنش قال: رأيت عليًّا يضحي بكبشين فقلت له: ما هٰذا؟ فقال: ان رسول الله صلى الله عليه وسلم أوصاني أن أضحي عنه، فأنا أضحي عنه۔ رواه أبو داؤد وروى الترمذي نحوه۔ (مشكٰوة ص: ۱۲۸، باب في الأضحية، الفصل الثاني)۔

(۴) وعن زيد بن أرقم رضي الله عنه قال: قال أصحاب رسول الله صلى الله عليه وسلم: ما هٰذه الأضاحي؟ قال: سُنَّة أبيكم إبراهيم عليه السلام! قالوا: فما لنا فيها يا رسول الله؟ قال: بكل شعرة حسنة ...إلخ۔ (مشكٰوة، أضحية ص: ۱۲۹)۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بابرکت زمانے سے لے کر آج تک مشرق و مغرب کے مسلمان آج تک قربانیاں کرتے آرہے ہیں، مضمون نگار نے جن آیات کا حوالہ دِیا ہے، ان کا تعلق قربانی سے نہیں، بلکہ ''ہدی'' کے جانوروں سے ہے۔ مضمون نگار نے ''اضحیہ'' اور ''ہدی'' کے فرق کو نہیں سمجھا۔

اسی مضمون نگار کا یہ دعویٰ کہ حضرت اِسماعیل علیہ السلام کی جگہ کوئی دُنبہ نہیں آیا تھا، یہ بھی صریحاً غلط ہے۔ سورۂ صافات کی آیت:۱۰۷ میں اللہ تعالیٰ کا اِرشاد ہے: ''اور ہم نے اس کے فدیے میں دے دیا ایک بڑا ذبیحہ''[۱] حضرت علیؓ، حضرت ابنِ عباسؓ، حضرت حسن بصریؒ اور دیگر اکابرؒ سے منقول ہے کہ اس بڑے ذبیحے سے مراد وہ دُنبہ ہے جو حضرت اِسماعیل علیہ السلام کے بدلے میں نازل کیا گیا۔[۲] لیکن فاضل مضمون نگار اس آیت کا ترجمہ کرتے ہیں: ''اور ہم نے اسے (حضرت اِسماعیلؑ کو) ایک عظیم ذبیحے کے لئے بچالیا۔''

مضمون نگار کا یہ ترجمہ مذکورہ بالا آیات کی تفسیر کے بھی خلاف ہے، اُردو، فارسی کے تمام تراجم کے بھی خلاف ہے، اور خود عربی زبان کے بھی خلاف ہے۔ کیونکہ اوّل تو عظیم ذبیحے کے لئے بچالیا آیت کے کسی لفظ کا ترجمہ نہیں، محض فاضل مضمون نگار کی اِختراع ہے۔ علاوہ ازیں اس ترجمے کا مفہوم یہ نکلتا ہے کہ اس موقع پر جو اللہ تعالیٰ نے حضرت اِسماعیل علیہ السلام کی جان بچائی، وہ ایک عظیم ذبیحے کے لئے تھی۔ سوال یہ ہے کہ وہ عظیم ذبیحہ کیا تھا جس کے لئے حضرت اِسماعیل علیہ السلام کو اللہ تعالیٰ نے بچالیا...؟

اور ''ذبیحہ'' عربی زبان میں اس جانور کو کہا جاتا ہے جو ذبح کیا جائے، مضمون نگار غور فرمائیں کہ ان کے ترجمے سے آیت کا مفہوم کیا بن جاتا ہے؟ یعنی حضرت اِسماعیل علیہ السلام کو ذبح کئے جانے والے ایک بڑے جانور کے لئے بچایا گیا۔

الغرض! مضمون نگار نے قرآنِ کریم کی آیت کا مفہوم اپنی غرض کے مطابق ڈھالنے کے لئے جو ترجمہ کیا ہے، یہ قرآنِ کریم کے مطلب کو بگاڑنا ہے، جس کو ''تحریف'' کہا جاتا ہے۔ آیت کا سیدھا سادا مطلب... جس کو تمام مفسرین نے اِختیار کیا ہے... یہ ہے کہ ہم نے ایک بڑا ذبیحہ بدلے میں دے کر حضرت اِسماعیل کو بچالیا۔

میں فاضل مضمون نگار کو خیرخواہانہ مشورہ دُوں گا کہ وہ اپنی اس تحریر سے توبہ کریں، کیونکہ حدیث شریف میں فرمایا گیا ہے کہ جس شخص نے اپنی رائے سے قرآنِ کریم میں کوئی بات کہی، وہ اپنا ٹھکانا دوزخ میں بنائے (مشکوٰۃ ص:۳۵)۔[۳]

---

(۱) ''وَفَدَيْنَاهُ بِذِبْحٍ عَظِيمٍ'' (الصافات:۱۰۷)۔

(۲) وقوله تعالىٰ: وفديناه بذبح عظيم، قال سفيان الثورى عن جابر الجعفى عن أبى الطفيل عن على رضى الله عنه وفديناه بذبح عظيم، قال: بكبش أبيض أعين أقرن قد ربط بسمرة. قال ابو الطفيل: وجدوه مربوطًا بسمرة فى ثبير، وقال الثورى أيضًا عن عبدالله بن عثمان بن خثيم عن سعيد بن جبير عن ابن عباس قال: كبش قد رعى فى الجنة أربعين خريفًا .... وعن الحسن البصرى أنه قال: كان إسم كبش إبراهيم جرير۔ (تفسير ابن كثير ج:۵ ص:۳۵۴)۔

(۳) عن ابن عباس رضى الله عنهما قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: من قال فى القرآن برأيه فليتبوأ مقعده من النار۔ (مشكوٰة، كتاب العلم، ص:۳۵)۔

قربانی کس پر واجب ہے؟

چاندی کے نصاب بھر مالک ہوجانے پر قربانی واجب ہے

سوال:... قربانی کس پر واجب ہوتی ہے؟ مطلع فرمائیں۔

جواب:... قربانی ہر اس مسلمان عاقل، بالغ، مقیم پر واجب ہوتی ہے، جس کی ملک میں ساڑھے باون تولہ چاندی یا اس کی قیمت کا مال اس کی حاجاتِ اَصلیہ سے زائد موجود ہو، یہ مال خواہ سونا چاندی یا اس کے زیورات ہوں، یا مالِ تجارت یا ضرورت سے زائد گھریلو سامان یا مسکونہ مکان سے زائد کوئی مکان، پلاٹ وغیرہ۔[1]

قربانی کے معاملے میں اس مال پر سال بھر گزرنا بھی شرط نہیں[2]، بچہ اور مجنون کی ملک میں اگر اتنا مال ہو بھی تو اس پر یا اس کی طرف سے اس کے ولی پر قربانی واجب نہیں۔[3] اسی طرح جو شخص شرعی قاعدے کے موافق مسافر ہو اس پر بھی قربانی لازم نہیں۔[4] جس شخص پر قربانی لازم نہ تھی اگر اس نے قربانی کی نیت سے کوئی جانور خرید لیا تو اس پر قربانی واجب ہوگئی۔[5]

قربانی صاحبِ نصاب پر ہر سال واجب ہے

سوال:... قربانی جو کہ سب سے پہلے اپنے اُوپر واجب ہے اور پھر دُوسروں پر، کیا ایک دفعہ کرنے سے واجب پورا ہوجاتا ہے یا ہر سال اپنے اُوپر کرنی واجب ہوتی ہے؟

جواب:... قربانی صاحبِ نصاب پر زکوٰۃ کی طرح ہر سال واجب ہوتی ہے، قربانی کے واجب ہونے کے لئے نصاب پر

---

(۱) وشرائطها الإسلام والإقامة واليسار إلخ. وفي الشامية: قوله واليسار بأن ملك مائتي درهم أو عرضا يساويها غير مسكنه وثياب اللبس أو متاع يحتاجه ... إلخ. (فتاویٰ شامی ج:۶ ص:۳۱۲، کتاب الأضحية).

(۲) وأما وقت الوجوب فأيام النحر، فلا تجب قبل دخول الوقت .... وأيام النحر ثلاثة: يوم الأضحى وهو اليوم العاشر من ذي الحجة والحادي عشر والثاني عشر، وذالك بعد طلوع الفجر من اليوم الأوّل إلى غروب الشمس من الثاني عشر. (بدائع الصنائع ج:۵ ص:۶۵، كتاب التضحية، فصل: وأما وقت الوجوب).

(۳) ومن المتأخرين من قال لا خلاف بينهم في الأضحية انها لا تجب في مالهما (أي الصبي والمجنون) ... إلخ. (بدائع الصنائع ج:۵ ص:۶۴، كتاب التضحية، فصل: وأما شرائط الوجوب).

(۴) وشرائطها .... الإقامة إلخ (قوله الإقامة) فالمسافر لا تجب عليه ... إلخ. (فتاویٰ شامی ج:۶ ص:۳۱۲).

(۵) ص:۱۶۵ کا حوالہ نمبر ۲ دیکھیں۔ وأما الذي يجب على الفقير دون الغني فالمشتري للأضحية إذا كان المشتري فقيرًا بأن اشترىٰ فقير شاة ينوي أن يضحي بها. (عالمگیری ج:۵ ص:۲۹۱، كتاب الأضحية، الباب الأوّل في تفسيرها).

سال گزرنا بھی ضروری نہیں۔[1]

وجوبِ قربانی کا نصاب

سوال:... قربانی کے لئے کم از کم کتنا نصاب ضروری ہے، سونے کی شکل میں؟ نیز یہ سونے کا نصاب اِستعمال ہونے والے سونے کے علاوہ ہوگا یا اس کو ملا کر؟

جواب:... سونا، چاندی اور دیگر گھریلو سامان خواہ اِستعمال ہونے والا ہو یا نہ ہو، ان سب کی مالیت ساڑھے باون تولہ چاندی کی مالیت کو پہنچ جائے تو اس پر قربانی واجب ہے۔[2]

کیا گنجائش نہ ہونے والے گزشتہ سالوں کی قربانی گنجائش پر کرنی ہوگی؟

سوال:... اگر کسی خاتونِ خانہ نے آمدنی میں گنجائش نہ ہونے کے سبب بیس تیس سالوں سے قربانی نہ کی ہو، مگر اَب گنجائش (پلاٹ بیچ کر) نکل آئی ہو، تو کیا گزشتہ سالوں کی قربانی بکروں کی صورت میں ہی کرنا ہوگی یا رقم کا اندازہ لگا کر کسی نیک کام میں روپیہ لگایا جاسکتا ہے؟

جواب:... گزشتہ سالوں کی قربانی... جبکہ گنجائش نہیں تھی... واجب نہیں، جب سے گنجائش ہوئی تب سے واجب ہے۔[3]

قربانی کے واجب ہونے کی چند اہم صورتیں

سوال:... میرے پاس کوئی پونجی نہیں ہے، اگر بقرعید کے تین دنوں میں کسی دن بھی میرے پاس ۲۶۲۵ (دو ہزار چھ سو پچیّس) روپے آجائیں تو کیا مجھ پر قربانی کرنا واجب ہوگی؟ (آج کل ساڑھے ۵۲ تولے چاندی کے دام بحساب پچاس روپے فی تولہ ۲۶۲۵ روپے بنتے ہیں)۔

جواب:... جی ہاں! اس صورت میں قربانی واجب ہے۔[4] اس مسئلے کو سمجھنے کے لئے یہ سمجھنا ضروری ہے کہ زکوٰۃ اور قربانی کے درمیان کیا فرق ہے؟ سو واضح رہے کہ زکوٰۃ بھی صاحبِ نصاب پر واجب ہوتی ہے، اور قربانی بھی صاحبِ نصاب ہی پر واجب

---

(۱) وسببها الوقت وهو أيام النحر إلخ. (وفي الشامية) وقد تكرر وجوب الأضحية بتكرر الوقت. (فتاوىٰ شامي ج:۶ ص:۳۱۲، كتاب الأضحية). وفي الفقه الإسلامي وأدلّته (ج:۳ ص:۵۹۵، الأضحية، طبع دار الفكر) فقال أبوحنيفة وأصحابه: انها واجبة مرة في كل عام على المقيمين من أهل الأمصار.

(۲) وشرائطها الإسلام والإقامة واليسار الذي يتعلق به وجوب صدقة الفطر إلخ. بأن ملك مائتي درهم أو عرضًا يساويها غير سكنة وثياب اللبس. (حاشية رد المحتار ج:۶ ص:۳۱۲، كتاب الأضحية).

(۳) ومن شرائطها الإسلام والإقامة واليسار إلخ. بأن ملك مائتي درهم أو عرضا يساويها غير سكنة وثياب اللبس. (حاشية رد المحتار ج:۶ ص:۳۱۲، كتاب الأضحية).

(۴) (قوله واليسار ......) بأن ملك مأتي درهم أو عرضا يساويها غير مسكنه وثياب اللبس أو متاع يحتاجه إلى أن يذبح الأضحية ولو له عقار يستغله فقيل تلزم لو قيمته نصابًا. (رد المحتار ج:۶ ص:۳۱۲، كتاب الأضحية).

ہے، مگر دونوں کے درمیان دو وجہ سے فرق ہے۔ ایک یہ کہ زکوٰۃ کے واجب ہونے کے لئے شرط ہے کہ نصاب پر سال گزر گیا ہو، جب تک سال پورا نہیں ہوگا زکوٰۃ واجب نہیں ہوگی۔[1] لیکن قربانی کے واجب ہونے کے لئے سال کا گزرنا کوئی شرط نہیں بلکہ اگر کوئی شخص عین قربانی کے دن صاحبِ نصاب ہوگیا تو اس پر قربانی واجب ہے،[2] جبکہ زکوٰۃ سال کے بعد واجب ہوگی۔

دُوسرا فرق یہ ہے کہ زکوٰۃ کے واجب ہونے کے لئے یہ بھی شرط ہے کہ نصاب "نامی" (بڑھنے والا) ہو، شریعت کی اِصطلاح میں سونا، چاندی، نقد روپیہ، مالِ تجارت اور چرنے والے جانور "مالِ نامی" کہلاتے ہیں۔[3] اگر کسی کے پاس ان چیزوں میں سے کوئی چیز نصاب کے برابر ہو اور اس پر سال بھی گزر جائے تو اس پر زکوٰۃ واجب ہوگی، مگر قربانی کے لئے مال کا "نامی" ہونا بھی شرط نہیں۔ مثال کے طور پر کسی کے پاس اپنی زمین کا غلہ اس کی ضروریات سے زائد ہے اور زائد ضرورت کی قیمت ۲۶۲۵ روپے کے برابر ہے، چونکہ یہ غلہ مالِ نامی نہیں اس لئے اس پر زکوٰۃ واجب نہیں، چاہے سال بھر پڑا رہے، لیکن اس پر قربانی واجب ہے۔[4]

سوال:... میری دو بیٹیوں کے پاس پندرہ سولہ سال کی عمر سے دو تولے سونے کے زیور ہیں، وہ اس کی مالک ہیں، وہ ہماری زیرِ کفالت ہیں، ہمارے پاس اتنے پیسے نہیں ہیں کہ ہم ان کی طرف سے قربانی کرسکیں، کیا ان بیٹیوں پر قربانی واجب ہے؟ اگر فرض ہے تو وہ قربانی کس طرح کریں جبکہ ان کے پاس نقد پیسے نہیں؟ واضح رہے کہ دو تولے زیور کے دام تقریباً سات ہزار روپے بنتے ہیں۔

جواب:... اگر ان کے پاس کچھ روپیہ پیسہ بھی رہتا ہے تو وہ صاحبِ نصاب ہیں، اور ان پر زکوٰۃ اور قربانی دونوں واجب ہیں، اور اگر روپیہ پیسہ نہیں رہتا تو وہ صاحبِ نصاب نہیں اور ان پر زکوٰۃ اور قربانی بھی واجب نہیں۔[5]

سوال:... ہماری شادی کو ۴۱ سال ہوگئے، لیکن میری بیوی نے صرف دو بار قربانی کی، کیونکہ میرے پاس اس کی طرف سے قربانی کرنے کے پیسے نہیں تھے۔ لیکن اس کے پاس اس تمام مدّت میں کم وبیش تین چار تولے سونے کے زیور رہے ہیں۔ کیا میری بیوی پر اس تمام مدّت میں ہر سال قربانی فرض تھی؟ کیونکہ اس تمام مدّت میں ساڑھے باون تولے چاندی کی قیمت بہرحال تین چار تولے سونے سے کم رہی۔ اگر فرض تھی تو کیا ۳۹ سال کی قربانی اس کے ذمے واجب الادا ہے؟ اگر ایسا ہے تو وہ اس سے کیسے عہدہ برآ ہو؟ واضح رہے کہ ہم لوگ ہمیشہ اس خیال میں رہے کہ قربانی اس پر واجب ہے جس کے پاس کم از کم ساڑھے سات تولے سونا ہو۔ (نوٹ ابھی کچھ زمانہ پہلے تک خالص چاندی کا روپیہ ہوتا تھا جس کا وزن ٹھیک ایک تولہ ہوتا تھا، جس کے پاس ۵۲ روپے اور ایک اٹھنی ہوتی وہ

---

(۱) وسببه أی سبب إفتراضها ملک نصاب حولی ... إلخ. (درمختار ج:۲ ص:۲۵۹، کتاب الزکاة).

(۲) وأما شرائط الوجوب منها اليسار وهو ما يتعلق به وجوب صدقة الفطر دون ما يتعلق به وجوب الزكٰوة .... ولَا يشترط أن يكون غنيًّا في جميع الوقت حتّٰى لو كان فقيرًا في أوّل الوقت ثم أيسر في آخره تجب عليه. (فتاویٰ عالمگیری ج:۵ ص:۲۹۲، کتاب الأضحية، الباب الأوّل).

(۳) وسببه ملک نصاب حولی .... نام ولو تقديرًا. (تنوير الأبصار ج:۲ ص:۲۵۹ تا ۲۶۳، کتاب الزکاة).

(۴) ایضاً حاشیہ نمبر ۲ ملاحظہ فرمائیں۔

(۵) نصاب الذهب عشرون مثقالًا إلخ (قوله عشرون مثقالًا) فما دون ذٰلک لَا زكٰوة فيه. (فتاویٰ شامی ج:۲ ص:۲۹۵).

بتوفیقِ الٰہی تین چار روپے کی بھیڑ بکری لاکر قربانی کردیتا تھا، آج کل کے گرام اور ہوشربا نرخوں نے یہ مسائل عوام کے لئے مشکل بنادیئے ہیں)۔

جواب:... یہاں بھی وہی اُوپر والا مسئلہ ہے، اگر آپ کی اہلیہ کے پاس زیور کے علاوہ کچھ روپیہ پیسہ بھی بطور ملک رہتا تھا تو قربانی واجب تھی اور زکوٰۃ بھی،[1] جس کے ذمہ قربانی واجب ہو اور وہ نہ کرے تو اتنی رقم صدقہ کرنے کا حکم ہے۔[2]

سوال:... میری ایک شادی شدہ بیٹی جس کے پاس پندرہ سال کی عمر سے دو تین تولے سونے کا زیور رہا ہے اور شادی کے بعد اور زیادہ ہی ہے۔ اس کی طرف سے نہ میں نے کبھی قربانی کی، نہ اس نے خود کی، اور نہ شوہر اس کی طرف سے کرتا ہے، ایسے میں کیا میری اس بیٹی پر پندرہ سال کی عمر سے قربانی فرض ہے اور وہ بھی تمام سالوں کی قربانیاں ادا کرے؟

جواب:... اُوپر کا مسئلہ من وعن یہاں بھی جاری ہے۔[3]

سوال:... چند ایسے لوگ ہیں جن کے پاس نہ ۲۶۲۵ روپے ہیں، نہ سونا ہے، نہ چاندی ہے، لیکن ان کے پاس ٹی وی ہے، جس کے دام تقریباً دس ہزار روپے ہیں، ایسے لوگوں پر قربانی فرض ہے کہ نہیں؟

جواب:... ٹی وی ضروریات میں داخل نہیں، بلکہ لغویات میں شامل ہے۔ جس کے پاس ٹی وی ہو اس پر صدقۂ فطر اور قربانی واجب ہے، اور اس کو زکوٰۃ لینا جائز نہیں۔[4]

سوال:... میں زیادہ تر مقروض رہا، اس لئے میں نے بہت کم قربانی کی ہے، جبکہ میرے اور اخراجات ایسے ہیں کہ میں ان میں تھوڑا بہت رَدّ و بدل کر کے قربانی کرسکتا ہوں۔ قرض اپنی جگہ پر ہے جس کو رفتہ رفتہ ادا کرتا رہتا ہوں، تو کیا میرا ایسی حالت مین قربانی کرنا صحیح ہوگا؟

جواب:... ان حالات میں یہ تو ظاہر ہے کہ قربانی آپ پر واجب نہیں، رہا یہ کہ قربانی کرنا صحیح بھی ہے یا نہیں؟ اس کا جواب یہ ہے کہ اگر آپ کے حالات ایسے ہیں کہ آپ اس قرضہ کو بہ سہولت ادا کرسکتے ہیں تو قرض لے کر قربانی کرنا جائز بلکہ بہتر ہے، ورنہ نہیں کرنی چاہئے۔[5]

سوال:... سنا ہے کہ نابالغ بچوں پر قربانی فرض نہیں، میرا ایک نابالغ نواسہ میرے ساتھ رہتا ہے، کیا میں اس کی طرف سے

---

(۱) گزشتہ صفحے کا حاشیہ نمبر ۲ اور ۵ ملاحظہ فرمائیں۔

(۲) ولو لم یضح حتّٰی مضت أیام النحر فقد فاته الذبح .... تصدق بقیمة شاة۔ (عالمگیری ج:۵ ص:۲۹۶، کتاب الأضحیة، الباب الرابع فیما یتعلق بالمکان والزمان)۔

(۳) أیضًا۔

(۴) وسببه أی سبب إفتراضها ملک نصاب حولی تام فارغ عن دین له مطالب من جهة العباد وعن حاجته الأصلیة ...إلخ۔ (تنویر الأبصار ج:۲ ص:۲۶۲، کتاب الزکاة)۔

(۵) (وأما) التطوع فأضحیة المسافر والفقیر الذی لم یوجد منه النذر بالتضحیة ولَا الشراء للأضحیة لإنعدام سبب الوجوب وشرطه۔ (بدائع الصنائع ج:۵ ص:۶۳، کتاب التضحیة، طبع ایچ ایم سعید کراچی)۔

قربانی کرسکتا ہوں؟ قربانی صحیح ہوگی؟

جواب:... اگر آپ کے ذمہ قربانی واجب ہے تو پہلے اپنی طرف سے کیجئے، اس کے بعد اگر گنجائش ہو تو نابالغ نواسے کی طرف سے بھی کرسکتے ہیں، مگر نابالغ کے بجائے اپنے مرحوم بزرگوں کی طرف سے کرنا بہتر ہوگا۔[1]

سوال:... میرا ایک شادی شدہ بیٹا عرب میں رہتا ہے، اس نے نہ ہم کو قربانی کرنے کے لئے لکھا اور نہ قربانی کے لئے پیسے بھیجے، لیکن ہم والدین نے اس کی محبت میں اس کی طرف سے بکرا قربان کردیا، یہ قربانی صحیح ہوئی یا غلط؟

جواب:... نفلی قربانی ہوگئی، لیکن واجب قربانی اس کے ذمہ رہے گی۔[2]

سوال:... یا بجائے بکرے کے اس بیٹے کی طرف سے اس کی بے خبری میں گائے میں ایک حصہ لے لیا، کیا اس کی طرف سے اس طرح حصہ لینا صحیح ہوا؟ اگر غلط ہوا تو گائے کے باقی حصہ داروں کی قربانی صحیح ہوئی یا غلط؟

جواب:... چونکہ نفلی قربانی ہوجائے گی، اس لئے گائے میں حصہ لینا صحیح ہے۔[3]

عورت اگر صاحبِ نصاب ہو تو اس پر قربانی واجب ہے

سوال:... کیا عورت کو اپنی قربانی خود کرنی چاہئے یا شوہر کرے؟ اکثر شوہر حضرات بہت سخت ہوتے ہیں، اپنی بیویوں پر ظلم کرتے ہیں اور انہیں تنگ دست رکھتے ہیں، ایسی صورت میں شرعی مسئلہ بتایئے۔

جواب:... عورت اگر خود صاحبِ نصاب ہو تو اس پر قربانی واجب ہے،[4] ورنہ مرد کے ذمہ بیوی کی طرف سے قربانی کرنا ضروری نہیں، گنجائش ہو تو کردے۔

میاں کے پاس ایک لاکھ روپے ہوں اور بیوی کے پاس دس تولے سونا تو دونوں پر قربانی واجب ہے

سوال:... میاں بیوی اپنے بچوں کے ساتھ ایک کرائے کے مکان میں رہتے ہیں، مرد کے پاس تقریباً ایک لاکھ روپیہ ہے، اور اس کی بیوی کے پاس دس تولے سونا، معلوم یہ کرنا ہے کہ قربانی میاں بیوی پر الگ الگ واجب ہوگی یا دونوں کے لئے ایک واجب ہے؟ واضح رہے کہ کماتا صرف مرد ہے اور عورت صرف گھریلو کام کاج کرتی ہے۔

---

(۱) ولو ضحى ببدنة عن نفسه وعرسه وأولاد .... إن كان أولاده صغارًا جاز عنه وعنهم جميعًا ... إلخ. (فتاوىٰ عالمگیری ج:۵ ص:۳۰۲، كتاب الأضحية، الباب السابع في التضحية عن الغير).

(۲) أيضًا.

(۳) أيضًا.

(۴) وشرائطها الإسلام والإقامة واليسار الذي يتعلق به وجوب صدقة الفطر كما مر لا الذكورة فتجب على الأنثى. (الدر المختار مع ردالمحتار ج:۶ ص:۳۱۲، كتاب الأضحية).

جواب:...جو حالات آپ نے لکھے ہیں، اس کے مطابق میاں بیوی دونوں پر الگ الگ قربانی واجب ہے، واللہ اعلم![1]

میاں بیوی میں سے کس پر قربانی واجب ہے؟

سوال:...اگر عورت صاحبِ استطاعت تو ہو، مگر اتنی گنجائش نہ ہو کہ قربانی علیحدہ دے سکے، تو کیا اس صورت میں وہ اپنے شوہر کے ساتھ ایک ہی بکرے کی قربانی دے سکتی ہے؟

جواب:...اگر میاں بیوی دونوں صاحبِ نصاب ہوں تو دونوں پر الگ الگ قربانی واجب ہے۔[2]

برسرِ روزگار صاحبِ نصاب لڑکے، لڑکی سب پر قربانی واجب ہے چاہے ابھی ان کی شادی نہ ہوئی ہو

سوال:...والد محترم اچھے عہدے پر فائز ہیں، پہلی بیوی سے ماشاء اللہ سے پانچ بہن بھائی ہیں، جس میں تین لڑکیاں بھی ہیں، جبکہ دونوں جوان بھائی اور ایک بہن برسرِ ملازمت ہیں۔ سوتیلی ماں کی دو چھوٹی بچیاں ہیں جو اسی گھر میں الگ الگ کمرے میں رہتی ہیں۔ والد محترم نے دو بکروں کی قربانی کی اور دونوں بیٹے، ایک بیٹی نے گائے میں حصہ لیا جو کہ تینوں غیر شادی شدہ ہیں، اپنی کمائی سے انہوں نے گائے میں حصہ لیا تھا جبکہ دونوں نوجوان بھائی کما رہے ہیں اور والد بھی اچھی خاصی انکم لا رہے ہیں۔ پوچھنا یہ ہے کہ کیا یہ سب کچھ ہونے کے باوجود غیر شادی شدہ لڑکی کا قربانی کرنا جائز ہے؟ باپ بیٹے اور بیٹی سب نے مل کر پانچ قربانیاں کی ہیں، کیا ایک گھر میں پانچ قربانی کرنا جائز ہے؟

جواب:...اگر باپ، بیٹے اور بیٹیاں سب برسرِ روزگار اور صاحبِ نصاب ہیں تو ہر ایک کے ذمہ الگ الگ قربانی واجب ہے، اس لئے گھر میں اگر پانچ قربانیاں ہوئیں تو ٹھیک ہوا۔ کیونکہ ہر عاقل بالغ مرد عورت پر مالکِ نصاب ہونے کی صورت میں قربانی واجب ہے، چاہے وہ شادی شدہ ہو یا غیر شادی شدہ۔[3]

خانہ داری مشترک ہونے کی صورت میں بالغ اولاد کی طرف سے قربانی

سوال:...ہم پانچ بھائی ہیں، تمام شادی شدہ ہیں اور والدین کے ساتھ اکٹھے رہتے ہیں۔ تمام برادران جو کماتے ہیں، والد صاحب کو دیتے ہیں، صرف جیب خرچہ اپنے پاس رکھتے ہیں، تو اس صورت میں ہم پر قربانی واجب ہوتی ہے یا نہیں؟ اب تک والدین اپنی قربانی کرتے ہیں اور ہم نہیں کرتے، لیکن اس دفعہ ہم شش و پنج میں پڑ گئے، کیونکہ والد صاحب کے پاس تقریباً تیس ہزار روپے سرمایہ ہے، برائے کرم اَز رُوئے شرع ہمارے لئے کیا حکم ہے، والدین کا قربانی کرنا کافی ہے یا ہم بھی کریں گے؟

---

(۱) وشرائطها الإسلام والإقامة واليسار إلخ۔ بأن ملك مائتي درهم أو عرضا يساويها۔ (حاشية رد المحتار ج:۶ ص:۳۱۲)۔

(۲) ایضاً حوالہ بالا۔

(۳) ایضاً۔

جواب:… آپ کے والد صاحب کو چاہئے کہ آپ پانچوں بھائیوں کی طرف سے بھی قربانی کیا کریں، بلکہ پانچوں کی بیویوں کے پاس بھی زیورات اور نقدی وغیرہ اگر اتنی ہو کہ نصاب کی مقدار کو پہنچ جائے تو ان کی طرف سے بھی قربانیاں ہونی چاہئیں۔ بہرحال گھر میں جتنے افراد صاحبِ نصاب ہوں گے ان پر قربانی واجب ہوگی، اور اگر کمانے کے باوجود مالکِ نصاب نہیں تو قربانی واجب نہیں ہوگی۔ (۱)

کیا مقروض پر قربانی واجب ہے؟

سوال:… کیا مقروض پر قربانی واجب ہے؟ جبکہ مقروض خود کو پابندِ شریعت بھی کہتا ہو اور قرض کی رقم قربانی کے لئے خریدے جانے والے جانور سے بھی کم ہو؟

جواب:… اگر قرض ادا کرنے کے بعد اس کی ملکیت میں ساڑھے باون تولے چاندی کی مالیت حاجاتِ اَصلیہ سے زائد موجود ہو تو قربانی واجب ہے، ورنہ نہیں۔ (۲)

قربانی کے بدلے میں صدقہ وخیرات کرنا

سوال:… اگر باوجود اِستطاعت کے قربانی نہ کی تو کیا کفارہ دے؟

جواب:… اگر قربانی کے دن گزر گئے، ناواقفیت یا غفلت یا کسی عذر سے قربانی نہ کرسکا تو قربانی کی قیمت فقراء و مساکین پر صدقہ کرنا واجب ہے۔ (۳) لیکن قربانی کے تین دنوں میں جانور کی قیمت صدقہ کردینے سے یہ واجب ادا نہ ہوگا، ہمیشہ گناہ گار رہے گا، کیونکہ قربانی ایک مستقل عبادت ہے، جیسے نماز پڑھنے سے روزہ، اور روزہ رکھنے سے نماز ادا نہیں ہوتی، زکوٰۃ ادا کرنے سے حج ادا نہیں ہوتا، ایسے ہی صدقہ خیرات کرنے سے قربانی ادا نہیں ہوتی۔ رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشادات اور تعامل اور پھر اجماعِ صحابہؓ اس پر شاہد ہیں۔ (۴)

صاحبِ نصاب پر گزشتہ سال کی قربانی ضروری ہے

سوال:… کیا صاحبِ نصاب عورت پر پچھلے سالوں کی بقرعید کی قربانی دینی ضروری ہے جبکہ وہ ان سالوں میں صاحبِ نصاب تھی؟ اگر ضروری ہے تو ایک بکرے کی قیمت ۱۵۰۰ اگر اوسط قیمت طے کرلیں تو ہر سال کی اتنی ہی رقم کسی غریب کو یا کسی مدرسے یا مسجد کس کو دیں؟ بقرعید کی قربانی واجب ہے یا سنتِ مؤکدہ؟

(۱، ۲) وشرائطها الإسلام والإقامة واليسار الذی یتعلق به وجوب صدقة الفطر لَا الذکور فتجب علی الأنثیٰ۔ (شامی ج:۶ ص:۳۱۲، کتاب الأضحیة، طبع سعید کراچی)۔

(۳) وإن کان لم یوجب علیٰ نفسه ولَا اشتریٰ وهو موسر حتّٰی مضت أیام النحر تصدق بقیمة شاة تجوز فی الأضحیة ...إلخ۔ (بدائع الصنائع ج:۵ ص:۶۸، کتاب التضحیة، فصل: وأما کیفیة الوجوب)۔

(۴) ومنها أن لَا یقوم غیرها مقامها .... والأصل أن الوجوب إذا تعلق بفعل معین أنه لَا یقوم غیره مقامه کما فی الصلاة والصوم وغیرهما ...إلخ۔ (بدائع الصنائع ج:۵ ص:۶۶، کتاب التضحیة، فصل: وأما کیفیة الوجوب)۔

جواب:...اس کے ذمہ قربانی واجب ہے اور قربانی کرنا ہی ضروری ہے، اس کی رقم دینا جائز نہیں، لیکن اگر قربانی نہ کی ہو تو جتنے سالوں سے قربانی واجب تھی اور ادا نہیں کی تھی، ان سالوں کا حساب کرکے (ایک حصے کی قیمت جتنی بنتی ہے) وہ رقم ادا کرے، اور یہ رقم کسی فقیر پر صدقہ کرنا واجب ہے۔[1]

نابالغ بچے کی قربانی اس کے مال سے جائز نہیں

سوال:...زید کا انتقال ہوا، اس کے تین بچے ہیں، عمر، بکر، فاطمہ اور وہ تینوں بالغ نہیں ہیں، اور ان کا رشتہ دار یعنی ان کے اُوپر خرچہ کرنے والا ان کا چچا شعیب ہے، اب ان کا وارث تو وہی ہوا، اب شعیب کو شریعت یہ اجازت دیتی ہے کہ ان کے مال سے زکوٰۃ یا قربانی وغیرہ دے؟

جواب:...نابالغ بچے کے مال پر نہ زکوٰۃ فرض ہے،[2] نہ قربانی واجب ہے، اس لئے ولی کو ان کے مال سے زکوٰۃ اور قربانی کی اجازت نہیں۔[3] البتہ ان کے مال سے ان کی طرف سے صدقۂ فطر ادا کرے، اور ان کی دیگر ضروریات پر خرچ کرے۔[4]

گھر کا سربراہ جس کی طرف سے قربانی کرے گا ثواب اسی کو ملے گا

سوال:...گھر کا سربراہ قربانی کرتا ہے، کیا جو لوگ گھر میں اس کی کفالت میں ہیں ان کو کوئی ثواب ملے گا؟ ایک سال گھر کے سربراہ نے اپنے نام سے قربانی کی تو دُوسرے سال وہ اپنے لڑکے، لڑکی یا بیوی کے نام سے قربانی کرے تو ثواب ملے گا؟ اور صحیح ہے یا نہیں؟

جواب:...گھر کا سربراہ اگر قربانی کرتا ہے تو قربانی کا ثواب صرف اسی کو ملے گا، دُوسرے لوگوں کو نہیں، اگرچہ وہ اس کی کفالت میں ہی کیوں نہ ہوں۔

گھر کا سربراہ اگر اپنی طرف سے قربانی کرنے کے بجائے اپنے گھر والوں میں سے کسی کی طرف سے قربانی کرتا ہے تو جس کی طرف سے قربانی کر رہا ہے اس کی طرف سے تو قربانی صحیح ہوجائے گی اور ثواب بھی اسی کو ملے گا، چاہے جس کی طرف سے قربانی کی

---

(۱) وإن لم يوجب ولم يشتر وهو موسر وقد مضت أيامها تصدق بقيمة شاة تجزی للأضحية. (حاشية رد المحتار ج:٦ ص:٣٢١، كتاب الأضحية).

(۲) وليس على الصبی والمجنون زكاة خلافًا للشافعي .... ولنا انها عبادة فلا تتأدى إلّا بالإختيار تحقيقًا لمعنى الإبتلاء ولَا إختيار لهما لعدم العقل. (هداية ج:۱ ص:۱۸٦ كتاب الزكاة).

(۳) ومن المتأخرين من قال لَا خلاف بينهم في الأضحية انها لَا تجب في مالهما .... إلّا ان صدقة الفطر خصت عن النصوص فبقيت الأضحية علٰى عمومها ولأن سبب الوجوب هناک رأس يمونه ويلي عليه وقد وجد في الولد الصغير ...إلخ. (بدائع الصنائع ج:۵ ص:٦۴، ٦۵، كتاب التضحية، وأما شرائط الوجوب).

(۴) تجب علٰى كل حر مسلم ولو صغيرًا مجنونًا. وفي الشرح: قوله: ولو صغيرًا مجنونًا .... وهٰذا لو كان لهما مال قال في البدائع: وأما العقل والبلوغ فليسا من شرائط الوجوب في قول أبي حنيفة وأبي يوسف، حتّٰى تجب على الصبي والمجنون إذا كان لهما مال ويخرجها الولي من مالهما. (الدر المختار مع الرد المحتار ج:۲ ص:۲۵۸-۲٦۰).

جارہی ہے اس پر قربانی واجب ہو یا نہیں۔ لیکن گھر کے سربراہ کے سلسلے میں دو صورتیں ہیں، پہلی صورت یہ ہے کہ اگر سربراہ پر بھی قربانی واجب ہے تو اب سربراہ کے لئے ضروری ہے کہ وہ اپنی طرف سے مستقل قربانی کرے، اور نہ کرنے کی صورت میں گناہ گار ہوگا، کسی دُوسرے کی طرف سے قربانی کرنے سے اپنا ذمہ ساقط نہیں ہوتا۔ [1]

دُوسری صورت یہ ہے کہ سربراہ پر شرعی طور پر قربانی واجب تو نہیں ہے لیکن وہ کسی دُوسرے کی طرف سے قربانی کرتا ہے تو اس صورت میں جس کی طرف سے قربانی کی ہے اس کی طرف سے قربانی صحیح ہوگی، اور گھر کے سربراہ پر چونکہ قربانی واجب نہیں تھی، اس لئے اس کو مستقل قربانی کی ضرورت نہیں،[2] واللہ اعلم بالصواب!

بیوہ عورت قربانی اپنی طرف سے کرے یا شوہر کی طرف سے؟

سوال:... وہ عورت جس کا شوہر فوت ہوجائے وہ شوہر کی جائیداد کی وارث ہو، وہ بقرعید پر قربانی اپنے نام سے کرے یا شوہر کے نام سے؟

جواب:... اگر وہ نصاب کے بقدر مالیت کی مالک ہے تو اس کے ذمے قربانی واجب ہے، اپنی طرف سے تو ضرور کرے۔ پھر گنجائش ہو تو شوہر کی طرف سے بھی کرے۔ [3]

نوٹ:... شوہر کے اِنتقال کے بعد اس کی جائیداد کا شرعی وارثوں پر تقسیم کرنا ضروری ہے، صرف عورت کا پوری جائیداد پر قابض ہوجانا جائز نہیں۔ اسی طرح اگر کسی اور شخص کے قبضے میں مرحوم کی جائیداد ہو، تو اس پر فرض ہے کہ مرحوم کے شرعی وارثوں تک ان کے حصے پہنچائے، ورنہ قیامت کے دن پکڑا جائے گا۔

کیا مرحوم کی قربانی کے لئے اپنی قربانی ضروری ہے؟

سوال:... میں نے سنا ہے کہ اگر اپنے کسی مرحوم عزیز کے نام سے قربانی کرنا چاہیں تو پہلے اپنے نام سے قربانی کریں، کیا ایسا ہوسکتا ہے کہ ایک سال تو میں نے اپنے نام سے قربانی کردی، دُوسرے سال کسی عزیز کے نام سے قربانی کرسکتا ہوں؟ یا جب بھی اپنے مرحوم عزیز کے نام سے قربانی کرنا چاہوں تو ساتھ مجھے اپنے نام سے بھی قربانی کرنی پڑے گی؟ اگر اتنی گنجائش نہ ہو تو؟

جواب:... اگر آپ کے ذمہ قربانی واجب ہے تو اپنی طرف سے کرنا تو ضروری ہے،[4] بعد میں گنجائش ہو تو مرحوم کی طرف سے بھی کردیں۔ اور اگر آپ کے ذمہ قربانی واجب نہیں تو مرحوم کی طرف سے کرسکتے ہیں، اپنی طرف سے خواہ نہ کریں۔ [5]

---

(۱) ومنها أنه تجزئ فيها النيابة فيجوز للإنسان أن يضحي بنفسه وبغيره وبإذنه لأنها قربة تتعلق بالمال فتجزئ فيها النيابة كأداء الزكوة وصدقة الفطر. (بدائع الصنائع ج:۵ ص:۶۷، كتاب التضحية، فصل: وأما كيفية الوجوب).

(۲) قال الحنفية والحنابلة: تذبح الأضحية عن ميّت ويفعل بها لكن حي من التصدق والأكل. (الفقه الإسلامي ج:۳ ص:۶۳۵).

(۳) ومن شرائطها .... اليسار الذى يتعلق به وجوب صدقة الفطر إلخ. بأن ملك مائتى درهم أو عرض يساويها. (حاشية رد المحتار ج:۶ ص:۳۱۲، كتاب الأضحية، طبع سعيد).

(۴) ایضاً حوالہ بالا۔

(۵) ایضاً حاشیہ نمبر ۲ دیکھیں۔

صاحبِ نصاب نے اگر مرحوم والد کی طرف سے قربانی کردی اور اپنی نہ کی تو اس کے ذمے باقی ہے

سوال:... میں صاحبِ نصاب ہوں، اس سال عیدقرباں کے موقع پر میں نے اپنے نام کے بجائے اپنے والد کے نام پر کردی ہے، جن کے اِنتقال کو زمانہ گزر چکا ہے۔ کچھ لوگ کہتے ہیں کہ میں نے غلطی کی ہے، اپنے نام سے قربانی کرنا ضروری تھا۔ میری رہنمائی فرمائیں کہ مرحوم والد کے نام کی قربانی ہوئی یا نہیں؟ اور میرے نام کی قربانی رہ گئی؟ میری نیت قربانی کی تھی اس لئے میں نے کردی۔

جواب:... صاحبِ نصاب کو اپنی طرف سے قربانی کرنی چاہئے، والد مرحوم کی طرف سے تو قربانی ہوگئی، مگر آپ کے ذمے رہ گئی، اب اتنی رقم صدقہ کردیجئے۔ [۱]

مرحوم والدین اور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے قربانی دینا

سوال:... جس صاحبِ حیثیت شخص پر قربانی فرض ہے، وہ اپنی طرف سے قربانی کے ساتھ اپنی بیوی، مرحوم والدین، نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم، اُمّ المؤمنینؓ، اپنے مرحوم دادا، دادی کی طرف سے بھی قربانی کرے تو کیا جائز ہے؟ اور کیا ثواب ان کو پہنچ جائے گا؟

جواب:... گنجائش ہو تو اپنے مرحوم بزرگوں کی طرف سے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے ضرور قربانی کی جائے، بہت ہی مبارک عمل ہے، ان سب کو اس کا ثواب اِن شاء اللہ پہنچے گا۔ [۲]

مہنگائی کی وجہ سے قربانی نہ کرنے والا کیا کرے؟

سوال:... اس سال کیونکہ جانور بہت مہنگا تھا، جس کی وجہ سے کافی لوگوں نے قربانی نہیں کی، اس لئے آپ سے یہ مسئلہ معلوم کرنا تھا کہ وہ رقم جو لوگوں نے قربانی کے لئے مختص کی ہوئی تھی، اس کا مصرف کیا ہوگا؟ آیا وہ اس کو صدقہ کریں یا آئندہ سال قربانی کے لئے رکھیں؟

جواب:... جس شخص پر قربانی واجب ہو، اور وہ قربانی نہ کرسکے، یا اس نے قصداً نہ کی ہو تو ترکِ واجب کی وجہ سے گناہگار

---

(۱) فتجب التضحية علىٰ حرّ مسلم مقيم موسر عن نفسه .... ولو ترک التضحية ومضت أيامها تصدق بها۔ (حاشية رد المحتار ج:۶ ص:۳۱۵-۳۲۰، كتاب الأضحية، طبع ايچ ايم سعيد كراچی)۔

(۲) قال في البدائع: لأن الموت لَا يمنع التقرب عن الميّت بدليل أنه يجوز أن يتصدق عنه ويحج عنه وقد صح أن رسول الله صلى الله عليه وسلم ضحىٰ بكبشين أحدهما عن نفسه والآخر عن من لم يذبح من أُمّته، وإن كان منهم من قد مات قبل أن يذبح۔ (فتاویٰ شامی ج:۶ ص:۳۲۶، كتاب الأضحية، طبع ايچ ايم سعيد كراچی)۔

ہوا، اللہ تعالیٰ سے معافی مانگے، اور قربانی کی رقم کا صدقہ کردینا اس کے ذمے واجب ہے، آئندہ سال اس کے بدلے قربانی کرنے سے واجب ادا نہیں ہوگا۔ (۱)

اگر کفایت کرکے جانور خرید سکتے ہیں تو قربانی ضرور کریں

سوال:... ہمارے والد صاحب ملازم ہیں اور تنخواہ ملتی ہے، وہ مہینے کے مہینے کھا پی لیتے ہیں، لیکن تنخواہ اتنی ہے کہ اگر کفایت سے خرچ کی جائے تو قربانی کا جانور خرید سکتے ہیں، بتایئے والد صاحب پر قربانی واجب ہے یا نہیں؟

جواب:... اس صورت میں قربانی واجب نہیں، البتہ اگر گھر میں اتنی نقدی ہو جو نصاب کی مقدار کو پہنچ جائے، یا کفایت شعاری کرکے اتنی رقم جمع کرلیں جو نصاب کی مقدار کو پہنچ جائے تو قربانی واجب ہے، اور اگر کفایت شعاری کرکے قربانی کی رقم بچائی جاسکتی ہے تو قربانی کرنا بہتر ہے، واجب نہیں۔ (۲)

فوت شدہ آدمی کی طرف سے کس طرح قربانی دیں؟

سوال:... کوئی آدمی فوت ہوجاتا ہے، فوتگی کے بعد اس کے ورثاء اس کے لئے قربانی دینا چاہتے ہیں، قربانی دینے کا کیا طریقہ ہوگا؟ گوشت کی تقسیم کا طریقہ اور قربانی کی حد کیا ہے؟

جواب:... وفات یافتہ حضرات کی طرف سے جتنی قربانیاں جی چاہے کرسکتے ہیں(۳)، گوشت کی تقسیم کا کوئی الگ طریقہ نہیں، بس فوت شدہ آدمی کی طرف سے قربانی کی نیت کرلینا کافی ہے۔ (۴)

اپنی قربانی کرنے کے بجائے اپنے والد کی طرف سے قربانی کرنا

سوال:... رِواج یہ ہے کہ زید ایک سال اپنے نام پر قربانی کرتا ہے، اگلے سال والد کے نام پر، اگلے سال والدہ کے نام پر، پھر پیر و مرشد وغیرہ کے نام پر۔ کیا یہ طریقہ صحیح ہے؟ یا کہ زید کو صرف اپنے نام پر قربانی کرنا چاہئے جبکہ صاحبِ نصاب صرف زید ہی ہے؟

---

(۱) فإن كان قد أوجب التضحية علٰى نفسه بشاة بعينها فلم يضحها حتّٰى مضت أيام النحر فيتصدق بعينها سواء كان موسرًا أو معسرًا۔ (عالمگيری ج:۵ ص:۲۹۴، كتاب الأضحية، الباب الأوّل في تفسيرها)۔

(۲) والموسر في ظاهر الرواية من له مائتا درهم أو عشرون دينارًا أو شيء يبلغ ذاك سوى مسكنه ومتاع مسكنه ومركوبه وخادمه في حاجته التي لَا يستغني عنها۔ (عالمگيری ج:۵ ص:۲۹۲، كتاب الأضحية، الباب الأوّل في تفسيرها)۔

(۳) گزشتہ صفحے کا حاشیہ نمبر ۲ ملاحظہ فرمائیں۔

(۴) من ضحى عن الميّت يصنع كما يصنع في أضحية نفسه من التصدق والأكل والأجر للميّت ...إلخ۔ (فتاویٰ شامی ج:۶ ص:۳۲۶، كتاب الأضحية)۔

جواب:... زید صاحبِ نصاب ہے تو اس کی قربانی اس پر بہرحال واجب ہوگی،[1] اس کے علاوہ وہ ان بزرگوں کی طرف سے نفلی قربانی کرسکتا ہے۔[2]

مرحوم والدین کی طرف سے قربانی دینا

سوال:... کیا قربانی فوت شدہ والدین کی طرف سے دی جاسکتی ہے جبکہ خود اپنی ذاتی نہ دے سکے؟

جواب:... جس شخص پر قربانی واجب ہو، اس کا اپنی طرف سے قربانی کرنا لازم ہے۔[3] اگر گنجائش ہو تو مرحوم والدین وغیرہ کی طرف سے الگ قربانی دے، اور اگر خود صاحبِ نصاب نہیں اور قربانی اس پر واجب نہیں تو اختیار ہے کہ خواہ اپنی طرف سے کرے یا والدین کی طرف سے۔ اگر میاں بیوی دونوں صاحبِ حیثیت ہوں تو دونوں کے ذمہ الگ الگ قربانی واجب ہے۔ اسی طرح اگر باپ بھی صاحبِ نصاب ہو اور اس کے بیٹے بھی برسرِ روزگار اور صاحبِ نصاب ہیں تو ہر ایک کے ذمہ الگ الگ قربانی واجب ہے۔[4] بہت سے گھروں میں یہ دستور ہے کہ قربانی کے موقع پر گھرانے کے بہت سے افراد کے صاحبِ نصاب ہونے کے باوجود ایک قربانی کر لیتے ہیں، کبھی شوہر کی نیت سے، کبھی بیوی کی طرف سے اور کبھی مرحومین کی طرف سے، یہ دستور غلط ہے، بلکہ جتنے افراد مالکِ نصاب ہوں ان سب پر قربانی واجب ہوگی۔

زکوٰۃ نہ دینے والے کا قربانی کرنا

سوال:... اگر کوئی شخص زکوٰۃ تو ادا نہیں کرتا، لیکن قربانی کرتا ہے تو اس کی قربانی قبول ہوگی یا نہیں؟

جواب:... اگر خلوص سے قربانی کرے تو قربانی کا ثواب ملے گا، اور زکوٰۃ نہ دینے کا وبال الگ ہوگا، اور اگر محض گوشت کھانے یا لوگوں کے طعنے سے بچنے کے لئے قربانی کرتا ہے تو ظاہر ہے کہ ثواب بھی نہیں ہوگا، بلکہ مخلوق یا دِکھلاوے کے لئے عمل کرنے کی وجہ سے مزید عذاب ہوگا۔[5]

جس پر قربانی واجب نہ ہو، وہ کرے تو اسے بھی ثواب ہوگا

سوال:... ہمارا خاندان پانچ افراد پر مشتمل ہے، محدود آمدنی ہے، بڑے بھائی کا اپنا چھوٹا موٹا کاروبار ہے، اور میری ۱۰۰۰

---

(۱) ومن شرائطها الإسلام والإقامة واليسار إلخ بأن ملك مائتى درهم أو عرضا يساويها۔ (حاشية رد المحتار ج:۶ ص:۳۱۲، كتاب الأضحية، طبع سعيد كراچى)۔

(۲) وإن كان أحد الشركاء ممن يضحى عن ميّت جاز۔ (بدائع ج:۵ ص:۷۲، كتاب التضحية)۔

(۳) وروى عنه عليه الصلاة والسلام أنه قال: من لم يضح فلا يقربن مصلانا، وهٰذا خرج مخرج الوعيد علىٰ ترك الأضحية ولَا وعيد إلّا بترك الواجب، وقال عليه الصلاة والسلام: من ذبح قبل الصلاة فليعد أضحيته .... وكل ذالك دليل الوجوب ولأن اراقة الدم قربة والوجوب هو القربة فى القربات۔ (بدائع الصنائع ج:۵ ص:۶۲، كتاب التضحية)۔

(۴) وشرائطها الإسلام والإقامة واليسار الذى يتعلق به وجوب صدقة الفطر۔ (رد المحتار ج:۶ ص:۳۱۲)۔

(۵) هى ذبح حيوان مخصوص بنية القربة .... قال فى البدائع: فلا تجزئ التضحية بدونها لأن الذبح قد يكون للحم ...إلخ۔ (الفتاوى الشامية ج:۶ ص:۳۱۲، كتاب الأضحية، طبع ايچ ايم سعيد)۔

تنخواہ ہے، جس میں ۸۰۰ ملتی ہے۔ ۱۹۷۴ء میں تباہ حال ہوکر مشرقی پاکستان سے آئے ہیں، کرائے کے ایک چھوٹے سے مکان میں رہتے ہیں، صرف ضرورت کی اشیاء موجود ہیں، جو کچھ کماتے ہیں وہ تمام خرچ ہوجاتا ہے، اس سے بچت مشکل ہے، نہ ہی سونا چاندی ہے۔ کیا میرے تمام حالات کے تحت مجھ پر قربانی فرض ہے؟ اور کیا اس طرح ۱۰ روپے روزانہ جمع کرکے اس سے جانور لانا اور اس کی قربانی کرنا جائز ہے؟ قربانی کن حالات میں جائز ہے؟

جواب:... قربانی اس شخص کے ذمہ واجب ہے جس کے پاس ضروری استعمال کی اشیاء اور ضروری اخراجات سے زائد نصاب کی مالیت ہو، یعنی ساڑھے باون تولے چاندی کی مالیت کے برابر۔ آپ نے جو حالات تحریر فرمائے ہیں ان کے مطابق آپ کے ذمہ قربانی واجب نہیں،[1] لیکن اگر آپ کچھ رقم پس انداز کرکے قربانی کردیا کریں تو بہت اچھی بات ہے۔ راقم الحروف کو رقم پس انداز کرنے کی عادت تو کبھی نہ پڑی، البتہ اس خیال سے قربانی ہمیشہ کی کہ جب ہم اپنے اخراجات میں کمی نہیں کرتے تو اللہ تعالیٰ کی ایک عبادت کے معاملے میں ناداری کا بہانہ کیوں کیا جائے؟ الغرض اگر آپ قربانی کریں گے تو آپ کو پورا ثواب ملے گا۔

قربانی کے بجائے پیسے خیرات کرنا

سوال:... اگر کوئی شخص قربانی دینے کا ارادہ رکھتا ہو اور وہ قربانی کے پیسوں سے قربانی دینے کے بجائے کسی مستحق شخص کی خدمت کرے، جس کو واقعتاً ضرورت ہو تو کیا قربانی کا ثواب مل جائے گا یا قربانی کا ثواب صرف قربانی ہی سے ملتا ہے؟ یاد رہے کہ قربانی دینے والا ویسے اس غریب شخص کی خدمت نہیں کرسکتا۔

جواب:... جس شخص کے ذمہ قربانی واجب ہو، اس کے ذمہ قربانی کرنا ہی ضروری ہے۔ غریبوں کو پیسے دینے سے قربانی کا ثواب نہیں ہوگا، بلکہ یہ شخص گناہ گار ہوگا۔[2] اور جس کے ذمہ قربانی واجب نہیں اس کو اختیار ہے، خواہ قربانی کرے یا غریبوں کو پیسے دیدے، لیکن دُوسری صورت میں قربانی کا ثواب نہیں ہوگا، صدقے کا ثواب ہوگا۔

کیا قربانی کا گوشت خراب کرنے کے بجائے اتنی رقم صدقہ کردیں؟

سوال:... اکثر دیکھنے میں آتا ہے کہ عیدِ قربان کے موقع پر مسلمان قربانی کے جانور ذبح کرتے ہیں اور یوں اکثر لوگ گوشت زیادہ یا خراب ہونے کی وجہ سے نالیوں میں ضائع کردیتے ہیں، مختصر یہ کہ یوں پھینک دیتے ہیں، کیا اگر کوئی انسان چاہے تو قربانی کے جانور جتنی رقم کسی شخص کو بطور امداد دے سکتا ہے؟ کیا یہ اسلامی نقطۂ نظر سے دُرست ہے؟

جواب:... قربانی اہلِ اِستطاعت پر واجب ہے، قربانی کے بجائے اتنی رقم صدقہ کردینے سے یہ واجب ادا نہیں ہوتا، بلکہ

---

(۱) فلا بدّ من اعتبار الغنى وهو أن يكون ملكه مائتا درهم أو عشرون دينارًا أو شيء تبلغ قيمته ذاک سوی مسكنه وما يتأثث به وكسوته وخادمه وفرسه وسلاحه وما لَا يستغنى عنه۔ (بدائع الصنائع ج:۵ ص:۶۴، كتاب التضحية)۔

(۲) گزشتہ صفحے کا حاشیہ نمبر ۵ ملاحظہ فرمائیں۔

قربانی کرنا ہی ضروری ہے۔[1] گوشت کو ضائع کرنے کی ضرورت نہیں، اللہ تعالیٰ کی بے شمار مخلوق ہے، خود نہ کھا سکے تو دُوسروں کو دیدے۔

قربانی کا جانور اگر فروخت کردیا تو رقم کو کیا کرے؟

سوال:... اگر کسی آدمی نے قربانی کا بکرا لیا ہوا اور اس کو قربانی سے پہلے کسی وجہ سے فروخت کردے، اب وہ رقم کسی اور جگہ خرچ کرسکتا ہے؟

جواب:... وہ رقم صدقہ کردے اور اِستغفار کرے، اور اگر اس پر قربانی واجب تھی تو پھر دُوسرا جانور خرید کر قربانی کے دنوں میں قربانی کرے۔[2]

سات سال مسلسل قربانی واجب ہونے کی بات غلط ہے

سوال:... قربانی کے مسائل کے بارے میں تفصیل سے آگاہ کریں کہ انسان پر کتنی قربانیاں واجب ہیں؟ کیونکہ میں نے یہ سنا ہے بلکہ عمل کرتے دیکھا ہے کہ جب کوئی آدمی قربانی دیتا ہے تو پھر اس پر لگاتار سات سال تک قربانیاں واجب ہوجاتی ہیں اور وہ سات قربانیوں کے بعد بَری الذمہ ہے، کیا یہ دُرست ہے؟

جواب:... جو شخص صاحبِ نصاب ہو اس پر قربانی واجب ہے، اور جو صاحبِ نصاب نہ ہو اس پر واجب نہیں۔[3] سات سال تک قربانی واجب ہونے کی بات بالکل غلط ہے، اگر اس سال صاحبِ نصاب ہو تو قربانی واجب ہے، اور اگلے سال صاحبِ نصاب نہ رہے تو قربانی بھی واجب نہ ہوگی۔[4]

بقرعید پر جانور مہنگے ہونے کی وجہ سے قربانی کیسے کریں؟

سوال:... دعویٰ کیا جاتا ہے کہ اسلام ہر مسئلے کا حل تلاش کرسکتا ہے، اور اسلام میں ہر مسئلے کا حل موجود ہے۔ جنابِ عالی! اب کچھ دنوں کی بات ہے، بقرعید ہونے والی ہے، اور اس موقع پر قربانی کرنے کی ترغیب دی جاتی ہے، اور اس کام کے لئے تمام ذرائعِ ابلاغ استعمال ہوتے ہیں اور پھر لوگ قربانی بھی کرتے ہیں، اپنی، اپنے والدین کے نام سے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے نام پر اور اپنے پیر کے نام پر وغیرہ وغیرہ۔

رمضان میں ایک عزیز کے بچے کا عقیقہ تھا، ان کے ساتھ بکرے خریدنے گیا تو ایک ایک بکرا ۱۲۰۰ روپے کا ملا، پھر ابھی

---

(۱) أيضًا۔ (قوله أى إراقة الدم) قال فى الجوهرة: والدليل علىٰ أنها الإراقة لو تصدق بين الحيوان لم يجز والتصدق بلحمها بعد الذبح مستحب۔ (رد المحتار ج:۶ ص:۳۱۳، كتاب الأضحية).

(۲) قال فى العناية: وهى واجبة بالقدرة الممكنة، بدليل أن الموسر إذا اشترى شاة الأضحية فى أوّل يوم النحر ولم يضح حتّى مضت أيام النحر ثم افتقر كان عليه أن يتصدق بعينها ولَا تسقط عنه الأضحية۔ (رد المحتار ج:۶ ص:۳۱۴).

(۳) قوله واليسار بأن ملك مائتى درهم أو عرضا يساويها غير مسكنه وثياب اللبس أو متاع يحتاجه ...إلخ۔ (شامى ج:۶ ص:۳۱۲، كتاب الأضحية).

(۴) أيضًا۔ وشرائطها الإسلام والإقامة واليسار ...إلخ۔ (شامى ج:۶ ص:۳۱۲، كتاب الأضحية)۔ نیز حوالہ بالا دیکھیں۔

پچھلے ہفتے تقریباً بکرے ۱۵۰۰ اور ۱۶۰۰ روپے کے خرید کئے گئے، وجہ گرانیٔ قیمت بقرعید کی آمد، بقول فروخت کرنے والے کے بقرعید آرہی ہے، دام بڑھ گئے۔

کہا جاتا ہے کہ موقع سے فائدہ اُٹھانا، دام بڑھا دینا اور اس خیال سے مال روک لینا کہ کل قیمت بڑھ جائے گی، ان سب کو اسلام جائز قرار نہیں دیتا، اور ایسے تاجروں پر اللہ کی لعنت، اور پھر یہ کہ ظالم سے جنگ کرو یہاں تک کہ وہ ظلم سے ہاتھ روک لے، وغیرہ وغیرہ۔

اب سوال یہ ہے کہ ظلم سے کیونکر بچا جائے؟ ہم میں سے کون کس کے خلاف جنگ کرے اور کیونکر؟ کیا ہم جانور کی قربانی نہ کریں اور اگر نہ کریں تو پھر کیا کریں؟ میں ذاتی طور پر گمان کرتا ہوں کہ اگر تمام علماء مل کر یہ اعلان کریں کہ چونکہ بقرعید پر تاجر دام بڑھا دیتا ہے اس لئے اب اس سال جانور کی قربانی نہ ہو، بلکہ کچھ اور۔ اگر ایسا ہوگیا تو آج اگر نہیں تو کل قیمت کم ضرور ہوگی، ورنہ ہم اور آپ سب قربانی کی فرضیت کے نام پر ظالم کو اور طاقت ور کریں گے، یہ مسئلہ متوسط شہری آبادی کے لاکھوں افراد کا ہے۔

مولانا صاحب! اس کا جواب مکمل بذریعہ اخبار بہتر ہوگا، کیونکہ اگر فرض، کراہیت سے ادا ہو تو پھر بات بنتی نہیں، بلکہ بگڑتی ہے۔

جواب:... قربانی صاحبِ اِستطاعت لوگوں پر واجب ہے۔[۱] اور واجباتِ شرعیہ کو اُٹھا دینے یا موقوف و منسوخ کردینے کا اِختیار اللہ تعالیٰ کو ہے، علمائے کرام کو یہ اِختیار حاصل نہیں۔ اس لئے آپ علماء سے جو اِعلان کروانا چاہتے ہیں یہ دِین میں ترمیم و تحریف کا مشورہ ہے، دِین میں ترمیم و تحریف حرام اور گناہِ عظیم ہے اور اس کا مشورہ دینا بھی اتنا ہی بڑا گناہ ہے۔[۲]

جہاں تک قیمتوں کے اِعتدال پر رکھنے کا سوال ہے، اس کے لئے دُوسری تدابیر اِختیار کی جاسکتی ہیں اور ضرور کرنی چاہئیں۔ اور جن لوگوں کے پاس مہنگے جانور خریدنے کی گنجائش نہیں ان پر قربانی واجب نہیں، وہ نہ کریں، مگر اس کا یہ علاج نہیں کہ اس سال قربانی ہی کو منسوخ کرنے کا اِعلان کردیا جائے۔

---

(۱) وشرائطها الإسلام والإقامة واليسار ...إلخ. (شامی ج:۶ ص:۳۱۲، كتاب الأضحية).

(۲) قال تعالىٰ: "وَقَدْ كَانَ فَرِيْقٌ مِّنْهُمْ يَسْمَعُوْنَ كَلَامَ اللهِ ثُمَّ يُحَرِّفُوْنَهٗ مِنْۢ بَعْدِ مَا عَقَلُوْهُ وَهُمْ يَعْلَمُوْنَ" (البقرة:۷۵).

اَیامِ قربانی

قربانی کتنے دن کر سکتے ہیں؟

سوال:... قربانی کے بارے میں بعض حضرات فرماتے ہیں کہ قربانی سات دن تک جائز ہے، حالانکہ ہم لوگ صرف تین دن قربانی کرتے ہیں۔ وضاحت فرمائیں کہ تین دن کر سکتے ہیں یا سات دن بھی کر سکتے ہیں؟

جواب:... جمہور ائمہ کے نزدیک قربانی کے تین دن ہیں، اِمام شافعی چوتھے دن بھی جائز کہتے ہیں، حنفیہ کو تین دن ہی قربانی کرنی چاہئے۔[1]

قربانی دسویں، گیارہویں اور بارہویں ذی الحجہ کو کرنی چاہئے

سوال:... قربانی کس دن کرنی چاہئے؟

جواب:... قربانی کی عبادت صرف تین دن کے ساتھ مخصوص ہے، دُوسرے دنوں میں قربانی کی کوئی عبادت نہیں۔ قربانی کے دن ذی الحجہ کی دسویں، گیارہویں اور بارہویں تاریخیں ہیں، ان میں جب چاہے قربانی کر سکتا ہے، البتہ پہلے دن کرنا افضل ہے۔[2]

شہر میں نمازِ عید سے قبل قربانی کرنا صحیح نہیں

سوال:... شہر میں زید نے نمازِ عید سے پہلے صبح ہی قربانی کی، یہ قربانی ہوئی یا نہیں؟

---

(۱) وأيام النحر ثلاثة: يوم الأضحٰى وهو اليوم العاشر من ذى الحجة، والحادى عشر والثانى عشر وذٰلك بعد طلوع الفجر من اليوم الأوّل .... وقال الشافعى رحمه الله تعالٰى: أيام النحر أربعة أيام، العاشر من ذى الحجة والحادى عشر والثانى عشر والثالث عشر، والصحيح قولنا ...إلخ. (البدائع الصنائع، كتاب التضحية، فصل وأما وقت الوجوب ج:۵ ص:۶۵). أيضًا: وهى ثلاثة أيام أفضلها أوّلها .... وآخرهٗ قبيل غروب يوم الثالث وجوزه الشافعى فى الرابع. (الدر المختار ج:۶ ص:۳۱۶، كتاب الأضحية، طبع ايچ ايم سعيد، وأيضًا فى البحر ج:۸ ص:۱۷۶، كتاب الأضحية).

(۲) ووقتها ثلاثة أيام أوّلها أفضلها لأنها تفوت بفوات أيامها. (البحر الرائق ج:۸ ص:۱۷۶). أيضًا: وأيام النحر ثلاثة، يوم الأضحٰى وهو اليوم العاشر من ذى الحجة، والحادى عشر والثانى عشر، وذٰلك بعد طلوع الفجر من اليوم الأوّل إلٰى غروب الشمس من الثانى عشر ...إلخ. (البدائع الصنائع، كتاب التضحية، فصل وأما وقت الوجوب ج:۵ ص:۶۵، طبع سعيد).

جواب:... یہ قربانی نہیں ہوئی، لہٰذا اگر اس پر قربانی واجب تھی تو قربانی کے دنوں میں دُوسری قربانی کرنا اس پر واجب ہوگا۔[۱]

قربانی کرنے کا صحیح وقت

سوال:... براہِ کرم قربانی کرنے کا صحیح وقت، نماز سے پہلے ہے یا بعد میں ہے؟ اس پر روشنی ڈالئے۔

جواب:... جن بستیوں یا شہروں میں نمازِ جمعہ وعیدین جائز ہے، وہاں نمازِ عید سے پہلے قربانی جائز نہیں، اگر کسی نے نمازِ عید سے پہلے قربانی کردی تو اس پر دوبارہ قربانی لازم ہے۔ البتہ چھوٹے گاؤں جہاں جمعہ وعیدین کی نمازیں نہیں ہوتیں، یہ لوگ دسویں تاریخ کی صبحِ صادق کے بعد قربانی کرسکتے ہیں۔[۲] ایسے ہی کسی عذر کی وجہ سے نمازِ عید پہلے دن نہ ہوسکے تو نمازِ عید کا وقت گزر جانے کے بعد قربانی دُرست ہے (درمختار)۔[۳] قربانی رات کو بھی جائز ہے مگر بہتر نہیں (شامی)۔[۴]

---

(۱) وأما الذی یرجع إلٰی وقت التضحیة فهو انها لَا تجوز قبل دخول الوقت .... فلا یجوز لأحد أن یضحی قبل طلوع الفجر الثانی من الیوم الأوّل من أیام النحر ویجوز بعد طلوعه سواءً کان من أهل المصر أو من أهل القریٰ غیر أن للجواز فی حق أهل المصر شرطًا زائدًا وهو أن یکون بعد صلاة العید لَا یجوز تقدیمها علیه عندنا۔ (البدائع الصنائع، کتاب التضحیة، فصل واما شرائط جواز إقامة الواجب ج:۵ ص:۷۳، طبع ایچ ایم سعید، أیضًا: من ذبح قبل صلاة الإمام فلیعد ذبیحته۔ (البحر الرائق، کتاب الأضحیة ج:۸ ص:۱۷۵، طبع دار المعرفة، بیروت)۔

(۲) لَا یجوز لأهل الأمصار المطالبین بصلاة العید الذبح فی الیوم الأوّل إلّا بعد أداء صلاة العید .... وأما أهل القریٰ الذین لیس علیهم صلاة، فیذبحون بعد فجر الیوم الأوّل۔ (الفقه الإسلامی وأدلّته ج:۳ ص:۲۰۶)۔ من ذبح قبل صلاة الإمام فلیعد ذبیحته۔ (البحر الرائق، کتاب التضحیة ج:۸ ص:۱۷۵، أیضًا ورد المحتار، کتاب الأضحیة ج:۶ ص:۳۱۸)۔

(۳) وأوّل وقتها بعد الصلاة إن ذبح فی مصر .... وبعد مضی وقتها لو لم یصلوا لعذر، درمختار، وفی الشامیة (قوله لعذر) .... فإن اشتغل الإمام فلم یصل أو ترک عمدًا حتّٰی زالت فقد حل الذبح بغیر صلاة فی الأیام کلها۔ (رد المحتار مع الدر المختار ج:۶ ص:۳۱۸، کتاب الأضحیة)۔

(۴) وکره تنزیهًا الذبح لیلًا لِاحتمال الغلط (قوله تنزیهًا) .... قلت الظاهر ان هٰذه الکراهة التنزیهیة ومرجعها إلٰی خلاف الأولٰی، إذ احتمال الغلط لَا یصلح دلیلًا علٰی کراهة التحریم۔ (رد المحتار مع الدر المختار، کتاب الأضحیة ج:۶ ص:۳۲۰، کتاب الأضحیة)۔

کن جانوروں کی قربانی جائز ہے یا ناجائز؟

کن جانوروں کی قربانی جائز ہے؟

سوال:... بکرا، بکری، بھیڑ، دُنبہ، کن کن جانوروں کی قربانی کر سکتے ہیں؟

جواب:... بھیڑ، بکرا، دُنبہ، ایک ہی شخص کی طرف سے قربان کیا جاسکتا ہے۔ گائے، بیل، بھینس، اُونٹ سات آدمیوں کی طرف سے ایک کافی ہے،[1] بشرطیکہ سب کی نیت ثواب کی ہو، کسی کی نیت محض گوشت کھانے کی نہ ہو۔ بکرا، بکری ایک سال کا پورا ہونا ضروری ہے۔ بھیڑ اور دُنبہ اگر اتنا فربہ اور تیار ہو کہ دیکھنے میں سال بھر کا معلوم ہو تو وہ بھی جائز ہے۔ گائے، بیل، بھینس دو سال کی۔ اُونٹ پانچ سال کا ہونا ضروری ہے۔ ان عمروں سے کم کے جانور قربانی کے لئے کافی نہیں۔[2] اگر جانوروں کا فروخت کرنے والا پوری عمر بتاتا ہے اور ظاہری حالات سے اس کے بیان کی تکذیب نہیں ہوتی تو اس پر اعتماد کرنا جائز ہے۔ جس جانور کے سینگ

---

(۱) وأما قدره: فلا تجوز الشاة والمعز إلّا عن واحد وإن كانت عظيمة .... ولَا يجوز بعير واحد ولَا بقرة واحدة عن أكثر من سبعة ويجوز ذٰلک عن سبعة وأقل من ذٰلک وهو قول عامة العلماء۔ (فتاویٰ عالمگیری، كتاب الأضحية، الباب الخامس ج:۵ ص:۲۹۷، طبع رشيديه كوئٹه)۔ أيضًا: يجب أن يعلم أن الشاة لَا تجزئ إلّا عن واحد وإن كانت عظيمة، والبقر والبعير يجزى عن سبعة إذا كانوا يريدون به وجه الله تعالٰى، والتقدير بالسبع يمنع الزيادة ولَا يمنع النقصان۔ (فتاویٰ عالمگیری، الباب الثامن ج:۵ ص:۳۰۴)۔ والجذور والبقر عن سبعة، ولو نوىٰ أحدهم اللحم بطل الكل ...إلخ۔ (خلاصة الفتاویٰ، كتاب الأضحية ج:۴ ص:۳۱۵ طبع رشيديه)۔

(۲) أسنان الأضاحى: الأضاحى الثان: الجذع من الضّأن إذا كان ضخمًا عظيمًا وهو الذى أتى السنة أشهر والثنى من المعز والإبل والبقر فالثنى من الإبل الذى طعن فى الثالثة ومن المعز الذى طعن فى السنة الثانية ومن البقر الذى طعن فى الثانية والبختى من الإبل بمنزلة العراب۔ (خزانة الفقه ص:۲۶۵ طبع المكتبة الغفورية)۔ وأيضًا: (وأما سنه) فلا يجوز شيء مما ذكرنا من الإبل والبقر والغنم عن الأضحية إلّا الثنى من كل جنس وإلّا الجذع من الضّأن خاصّة إذا كان عظيمًا، وأما معانى هٰذه الأسماء فقد ذكر القدورى أن الفقهاء قالوا: الجذع من الغنم ابن ستة أشهر والثنى ابن سنة، والجذع من البقر ابن سنة والثنى منه ابن سنتين، والجذع من الإبل ابن أربع سنين والثنى ابن خمسة، وتقدير هٰذه الأسنان بما قلنا يمنع النقصان ولَا يمنع الزيادة حتّٰى لو ضحّى بأقل من ذٰلک شيئًا لَا يجوز ولو ضحّى بأكثر من ذٰلک شيئًا يجوز ويكون أفضل۔ (فتاویٰ عالمگیری، كتاب الأضحية، الباب الخامس فى بيان محل إقامة الواجب ج:۵ ص:۲۹۷، طبع رشيديه كوئٹه)۔

پیدائشی طور پر نہ ہوں یا بیچ میں سے ٹوٹ گئے ہوں اس کی قربانی دُرست ہے۔ ہاں! سینگ جڑ سے اُکھڑ گیا ہو جس کا اثر دماغ پر ہونا لازم ہے تو اس کی قربانی دُرست نہیں (شامی)۔[1] خصی (بدھیا) بکرے کی قربانی جائز بلکہ افضل ہے (شامی)۔[2] اندھے، کانے اور لنگڑے جانور کی قربانی دُرست نہیں، اسی طرح ایسا مریض اور لاغر جانور جو قربانی کی جگہ تک اپنے پیروں پر نہ جاسکے اس کی قربانی بھی جائز نہیں۔ جس جانور کا تہائی سے زیادہ کان یا دُم کٹی ہوئی ہو اس کی قربانی جائز نہیں (شامی)۔[3] جس جانور کے دانت بالکل نہ ہوں یا اکثر نہ ہوں اس کی قربانی جائز نہیں (شامی، درمختار)۔[4] اسی طرح جس جانور کے کان پیدائشی طور پر بالکل نہ ہوں، اس کی قربانی دُرست نہیں۔[5] اگر جانور صحیح سالم خریدا تھا پھر اس میں کوئی عیب مانعِ قربانی پیدا ہوگیا تو اگر خریدنے والا غنی صاحبِ نصاب نہیں ہے تو اس کے لئے اسی عیب دار جانور کی قربانی جائز ہے، اور اگر یہ شخص غنی صاحبِ نصاب ہے تو اس پر لازم ہے کہ اس جانور کے بدلے دُوسرے جانور کی قربانی کرے[6] (درمختار وغیرہ)۔

قربانی کا بکرا ایک سال کا ہونا ضروری ہے، دو دانت ہونا علامت ہے

سوال:... بکرے کے دو دانت ہونا ضروری ہے، یا تندرست و توانا بکرا دو دانت ہوئے بغیر بھی ذبح کیا جاسکتا ہے؟ یا یہ حکم صرف دُنبے کے لئے ہے؟

جواب:... بکرا پورے ایک سال کا ہونا ضروری ہے، اگر ایک دن بھی کم ہوگا تو قربانی نہیں ہوگی۔ دو دانت ہونا اس کی

(۱) ویضحی بالجماء هی اللتی لَا قرن لها خلقةً، وکذا العظماء التی ذهب بعض قرنها بالکسر أو غیره فإن بلغ الکسر إلی المخ، لم یجز۔ وفی البدائع: إن بلغ الکسر إلی المشاش لَا یجزیٔ۔ (فتاویٰ شامی، کتاب الأضحیة ج:۶ ص:۳۲۳، طبع ایچ ایم سعید کراچی، أیضًا فتاویٰ عالمگیری، کتاب الأضحیة، الباب الخامس ج:۵ ص:۲۹۷، طبع رشیدیه کوئٹه)۔

(۲) ویضحی بالجماء والخصی والثولَاء۔ (درمختار، کتاب الأضحیة ج:۶ ص:۳۲۳)۔ والخصی أفضل من الفحل لأنه أطیب لحمًا۔ (فتاویٰ عالمگیری، کتاب الأضحیة، الباب الخامس ج:۵ ص:۲۹۹، أیضًا فتاویٰ بزازیة علٰی هامش الهندیة، کتاب الأضحیة ج:۶ ص:۲۸۹، طبع رشیدیه کوئٹه)۔

(۳) لَا بالعمیاء والعوراء والعجفاء المهزولة التی لَا مخ فی عظامها، والعرجاء التی لَا تمشی إلی المنسک أی المذبح، والمریضة البین مرضها، ومقطوع أکثر الأُذن أو الذنب أو العین أی التی ذهب أکثر نورها ...إلخ۔ (درمختار مع رد المحتار، کتاب الأضحیة ج:۶ ص:۳۲۳، طبع سعید کراچی، وأیضًا فتاویٰ هندیة، کتاب الأضحیة ج:۵ ص:۲۹۷)۔

(۴) (ولَا بالهتماء) التی لَا أسنان لها ویکفی بقاء الأکثر۔ (درمختار، کتاب الأضحیة ج:۶ ص:۳۲۴، طبع ایچ ایم سعید، أیضًا فتاویٰ هندیة، کتاب الأضحیة، الباب الخامس ج:۵ ص:۲۹۸، طبع رشیدیه کوئٹه)۔

(۵) ولَا بالهماء ...... (والسکاء) التی لَا أذن لها خلقة فلو لها أُذن صغیرة خلقة أجزت زیلعی۔ (درمختار علٰی هامش الطحطاوی، کتاب الأضحیة ج:۴ ص:۱۶۵، طبع رشیدیه کوئٹه)۔

(۶) ولو اشتراها سلیمة ثم تعیب بعیب مانع کما مر فعلیه إقامة غیرها مقامها إن کان غنیًا وإن کان فقیرًا أجزأه ذٰلک۔ (الدر المختار علٰی هامش الطحطاوی، کتاب الأضحیة ج:۴ ص:۱۶۵ طبع رشیدیه کوئٹه)۔

علامت ہے۔ بھیڑ اور دُنبہ اگر عمر میں سال سے کم ہے لیکن اتنا موٹا تازہ ہے کہ سال بھر کا معلوم ہوتا ہے تو اس کی قربانی جائز ہے۔ (۱)

قربانی کے جانور کی عمر کا حساب کیسے ہوگا؟

سوال:... فقہِ حنفی میں بکرا اور دُنبہ ایک سال کا قربانی کے لئے شرط ہے، میں یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ یہ کس وقت تک شمار کی جائے گی؟ آیا یہ عمر ۹ رذُوالحجہ کی مغرب تک شمار کی جائے گی؟ یا ۱۰ رذُوالحجہ کے آفتاب سے پہلے تک؟ یا پھر جانور کے قربانی کئے جانے تک؟ مثلاً ایک بکرے کی پیدائش سابقہ ذُوالحجہ کی ۱۰ رتاریخ کی ہے، آیا اسے آئندہ ذُوالحجہ کی ۱۰ رتاریخ کو بعد اَز دوپہر قربان کیا جاسکتا ہے؟

جواب:... جو بکرا گزشتہ سال پیدا ہوا، اگر وہ قربانی کے دن پیدا ہوا تھا تو اس کی پیدائش سے ایک سال بعد اس کی قربانی صحیح ہے، مثلاً گزشتہ سال دس ذُوالحجہ کو دوپہر کے وقت جو بکرا پیدا ہوا، دوپہر کے بعد اس کی قربانی صحیح ہے۔ (۲)

کیا پیدائشی عیب دار جانور کی قربانی جائز ہے؟

سوال:... چند جانور فروش یہ کہہ کر جانور فروخت کرتے ہیں کہ اس کی ٹانگ وغیرہ کا جو عیب ہے، یہ اس کا پیدائشی ہے، یعنی قدرتی ہے، جبکہ عیب دار جانور عقیقہ و قربانی میں شامل کرنے کو روکا جاتا ہے۔

جواب:... عیب خواہ پیدائشی ہو، اگر ایسا عیب ہے جو قربانی سے مانع ہے، اس جانور کی قربانی اور عقیقہ صحیح نہیں ہے۔ (۳)

گابھن جانور کی قربانی کرنا

سوال:... اگر گائے کی قربانی کی اور وہ گائے گابھن تھی لیکن ظاہر نہیں ہوتی تھی، یعنی یہ معلوم نہیں ہوتا تھا کہ گابھن ہے یا نہیں؟ لیکن جب قربانی کی تو پیٹ سے بچہ نکلا تو بتائیں کہ وہ قربانی ہوگئی ہے یا دوبارہ کریں؟

جواب:... گابھن گائے وغیرہ کی قربانی جائز ہے، دوبارہ قربانی کرنے کی ضرورت نہیں، بچہ اگر زندہ نکلے تو اس کو بھی ذبح

---

(۱) (وصح الجذع ذو ستة أشهر من الضّأن إن كان بحيث لو خلط بالثنايا لَا يمكن التميز بعد، وصح الثنى فصاعدًا من الثلاثة والثنى هو ...... وحول من الشاة والمعز، قوله: ذو ستة أشهر وذكر الزعفرانى انهٗ ابن سبعة أشهر زيلعى وهٰذا مذهب الفقهاء أما عند أهل اللغة الجذع من الضّأن ما تمت له سنة نهاية ...... (قوله والثنى هو ابن خمس إلخ تقدير هٰذه الأسنان بما ذكر يمنع النقصان ولَا يمنع الزيادة حتّٰى لو ضحّٰى بسنّ أقل من ذٰلك لَا يجوز۔ (حاشية الطحطاوى على الدر ج:۴ ص:۱۶۲)۔ وتقدير هٰذه الأسنان بما قلنا يمنع النقصان ولَا يمنع الزيادة حتّٰى لو ضحّٰى بأقل من ذٰلك شيئًا لَا يجوز، ولو ضحّٰى بأكثر من ذٰلك شيئًا يجوز ويكون أفضل۔ (فتاوىٰ عالمگيرى ج:۵ ص:۲۹۷، كتاب الأضحية، طبع رشيديه كوئٹه)۔

(۲) وصح الثنى هو ابن خمس من الإبل وحولين من البقر والجاموس وحول من الشاة۔ (حاشية رد المحتار ج:۶ ص:۳۲۲)۔

(۳) وأما صفتها فهو أن يكون سليمًا من العيوب الفاحشة۔ (فتاوىٰ عالمگيرى ج:۵ ص:۲۹۷)۔ وفى الشامية: ولَا تجوز مقطوعة إحدى الأُذنين بكمالها والتى لها أُذن واحدة خلقة۔ (ج:۹ ص:۵۳۷ طبع رشيديه)۔

کرلیا جائے، اور اگر مردہ نکلے تو اس کا کھانا دُرست نہیں، اس کو پھینک دیا جائے۔ بہرحال حاملہ جانور کی قربانی میں کوئی کراہت نہیں۔[1]

اگر قربانی کے جانور کا سینگ ٹوٹ جائے؟

سوال:… کسی شخص نے قربانی کی بکری خریدی، اس میں یہ عیب ہے کہ اس کا دایاں سینگ آدھا ٹوٹا ہوا ہے، کیا اس کی قربانی دُرست ہے؟

جواب:… سینگ اگر جڑ سے اُکھڑ جائے تو قربانی دُرست نہیں،[2] اور اگر اُوپر کا خول اُتر جائے یا ٹوٹ جائے مگر اندر سے گودا سالم ہو تو قربانی دُرست ہے۔[3]

جانور کو خصی کرنا

سوال:… قربانی کے لئے جو بکرا پالتے ہیں اس کو خصی کردیتے ہیں صرف اس نیت سے کہ اس کی نشو ونما اچھی ہو اور گوشت بھی زیادہ نکلے اور خصوصاً فروخت کرنے والے زیادہ تر خصی کردیتے ہیں تاکہ دام اچھے لگیں۔ جب خصی کرتے ہیں تو بکرا بُری طرح سے چیخ و پکار کرتا ہے، تو کیا جانور پر یہ ظلم ہے یا نہیں؟

جواب:… جانور کا خصی کرنا جائز ہے،[4] اور اس کی قربانی بھی جائز ہے۔[5] جہاں تک ممکن ہو کوشش کی جائے کہ جانور کو تکلیف کم سے کم پہنچے۔

کیا خصی جانور عیب دار ہوتا ہے؟

سوال:… پیش اِمام صاحب کا کہنا ہے کہ کسی جانور کو خصی کرنا گناہ ہے، چونکہ یہ نسل کشی میں شامل ہے، یہ جانور اپنے مقصدِ حیات میں ناکارہ کرادیا گیا، یہ ایک طرح کا عیب ہوگیا، انسان نے صرف اپنے مزے کے لئے گوشت بہتر ہونے کا یہ طریقہ اختیار کیا۔ کیا یہ صحیح ہے؟

جواب:… آپ کے اِمام صاحب کی بات غلط ہے، خصی جانور کی قربانی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کی ہے، جس سے

---

(۱) ولدت الأضحية ولدًا قبل الذبح يذبح الولد معها … إلخ. (درمختار ج:۶ ص:۳۲۲، كتاب الأضحية).

(۲) وإن بلغ الكسر المشاش لَا يجزيه، والمشاش رؤس العظام مثل الركبتين والمرفقتين كذا في البدائع. (فتاوىٰ عالمگیری، كتاب الأضحية، الباب الخامس ج:۵ ص:۲۹۷). أيضًا: فإن بلغ الكسر المشاش لَا تجزيه، والمشاش رؤس العظام مثل الركبتين والمرفقين. (بدائع الصنائع، كتاب التضحية، ج:۵ ص:۷۶).

(۳) ويضحى بالجماء هي التى لَا قرن لها خلقة، وكذا العظماء التى ذهب بعض قرنها بالكسر أو غيره، فإن بلغ الكسر إلى المخ لم يجز. (ردالمحتار، كتاب الأضحية ج:۶ ص:۳۲۳).

(۴) وجاز خصاء البهائم. (الدر المختار ج:۶ ص:۳۸۸، كتاب الحظر والإباحة، فصل في البيع).

(۵) ويضحى بالجماء والخصى … إلخ. (الدر المختار ج:۶ ص:۳۲۳، كتاب الأضحية).

جانور خصی کرانے کا جواز اور اس قسم کے جانور کی قربانی کرنے کا جواز دونوں معلوم ہوجاتے ہیں۔ (۱)

خصی بکرے کی قربانی دینا جائز ہے

سوال:... یہ کہا جاتا ہے کہ قربانی کا جانور بے عیب ہونا چاہئے، لیکن ہمارے ہاں عام رواج ہے کہ خصی بکرے کی قربانی دی جاتی ہے، اب کیا اس بکرے کا خصی ہونا عیب نہیں؟

جواب:... بکرے کا خصی ہونا عیب نہیں، یہی وجہ ہے کہ اس کی قیمت دُوسرے بکرے کی نسبت زیادہ ہوتی ہے، اس لئے خصی بکرے کی قربانی بلاشبہ جائز ہے۔ (۲)

خصی جانور کی قربانی کی علمی بحث

سوال:... کیا فرماتے ہیں مفتیانِ عظام اس مسئلے میں کہ مندرجہ ذیل عبارت میں حدیث کی دلیل سے بہائم کو خصی کرنا سختی سے ممنوع قرار دیا ہے، جبکہ آپ نے شامی کے حوالے سے قربانی کے لئے خصی جانور نہ صرف جائز بلکہ افضل قرار دیا ہے۔

''جانور کو خصی بنانا منع ہے''

''عن ابن عباس أن رسول الله صلى الله عليه وسلم نهى عن صبر ذى الروح وعن اخصاء البهائم نهيًا شديدًا۔''

ترجمہ:... ''حضرت ابنِ عباس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کسی ذی رُوح کو باندھ کر تیراندازی کرنے سے منع فرمایا ہے، اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے جانوروں کو خصی بنانے سے بڑی سختی سے منع فرمایا ہے۔''

اس حدیث کو بزاز نے روایت کیا ہے اور اس کے تمام راوی ''صحیح بخاری'' یا ''صحیح مسلم'' کے راوی ہیں۔

(مجمع الزوائد جز:۵ ص:۲۶۵، اس حدیث کی سند صحیح ہے، نیل الاوطار جز:۸ ص:۷۳)

برائے مہربانی مسئولہ صورتِ حال کی وضاحت سندِ صحاحِ ستہ سے فرماکر ثوابِ دارین حاصل کریں۔

جواب:... متعدّد احادیث میں آیا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے خصی مینڈھوں کی قربانی کی، ان احادیث کا حوالہ

---

(۱) ويضحى بالجماء والخصى وعن أبى حنيفة هو أولٰى، لأن لحمه أطيب وقد صح أنه عليه الصلاة والسلام ضحّى بكبشين أملحين موجوءين۔ (بحر ج:۸ ص:۲۰۰، كتاب الأضحية، طبع دار المعرفة، بيروت)۔

(۲) ويصح بالجماء والخصى والتولاء ...إلخ۔ (قوله والخصى) وعن الإمام أنه أولٰى لأن لحمه أطيب وقد صح أنه عليه الصلاة والسلام ضحّى بكبشين أملحين موجوءين ..... والموجوء المخصى۔ (حاشية الطحطاوى على الدر المختار، كتاب الأضحية ج:۴ ص:۱۶۴ طبع رشيديه)۔

مندرجہ ذیل ہے:[1]

۱:...حدیثِ جابر رضی اللہ عنہ۔ (ابوداوٗد ج:۲ ص:۳۰، مجمع الزوائد ج:۴ ص:۲۲)

۲:...حدیثِ عائشہ رضی اللہ عنہا۔ (ابنِ ماجہ ص:۲۲۵)

۳:...حدیثِ ابی ہریرہ رضی اللہ عنہ۔ (ابنِ ماجہ)

۴:...حدیثِ ابی رافع رضی اللہ عنہ۔ (مسندِ احمد ج:۶ ص:۸، مجمع الزوائد ج:۴ ص:۲۱)

۵:...حدیثِ ابی الدرداء رضی اللہ عنہ۔ (مسندِ احمد ج:۶ ص:۱۹۶)

ان احادیث کی بنا پر تمام ائمہ اس پر متفق ہیں کہ خصی جانور کی قربانی دُرست ہے، حافظ موفق الدین ابنِ قدامہ المقدسی الحنبلی (متوفی ۶۳۰ھ) ''المغنی'' میں لکھتے ہیں:

"ویجزی الخصی لأن النبی صلی اللہ علیہ وسلم ضحی بکبشین موجوئین .... ولأن الخصاء ذھاب عضو غیر مستطاب یطیب اللحم بذھابہ ویکثر ویسمن، قال الشعبی: ما زاد فی لحمہ وشحمہ أکثر مما ذھب منہ، وبھٰذا قال الحسن وعطاء والشعبی والنخعی ومالک والشافعی وأبو ثور وأصحاب الرأی ولَا نعلم فیہ مخالفًا۔" (المغنی مع الشرح الکبیر ج:۱۱ ص:۱۰۲)

ترجمہ:... ''اور خصی جانور کی قربانی جائز ہے، کیونکہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے خصی مینڈھوں کی قربانی کی تھی، اور جانور کے خصی ہونے سے ناپسندیدہ عضو جاتا رہتا ہے، جس کی وجہ سے گوشت عمدہ ہوجاتا ہے اور جانور موٹا اور فربہ ہوجاتا ہے۔ اِمام شعبیؒ فرماتے: خصی جانور کا جو عضو جاتا رہا اس سے زیادہ اس کے گوشت اور چربی میں اضافہ ہوگیا۔ اِمام حسن بصریؒ، عطاءؒ، شعبیؒ، مالکؒ، شافعیؒ، ابوثورؒ اور اصحاب الرائے بھی اسی کے قائل ہیں، اور اس مسئلے پر ہمیں کسی مخالف کا علم نہیں۔''

جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے خصی جانور کی قربانی ثابت ہے اور تمام ائمہ دین اس پر متفق ہیں، کسی کا اس میں اختلاف نہیں، تو معلوم ہوا کہ حلال جانور کا خصی کرنا بھی جائز ہے۔ سوال میں جو حدیث ذکر کی گئی ہے وہ ان جانوروں کے بارے میں ہوگی جن کا گوشت نہیں کھایا جاتا اور جن کی قربانی نہیں کی جاتی، ان کے خصی کرنے میں کوئی منفعت نہیں۔

---

(۱) حدیث جابر کے الفاظ یہ ہیں: **عن جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ قال: ذبح النبی صلی اللہ علیہ وسلم یوم الذبح کبشین أقرنین أملحین موجوءین فلما وجھھما قال: إنّی وجّھت وجھی للذی فطر السماوات والأرض علٰی ملۃ إبراھیم حنیفا وما أنا من المشرکین، إن صلاتی ونسکی ومحیای ومماتی للہ رب العالمین لَا شریک لہٗ وبذٰلک أُمرتُ وأنا من المسلمین، اللّٰھم منک ولک عن محمد وأُمّتہ، بسم اللہ واللہ أکبر، ثم ذبح۔ (ابوداوٗد، باب ما یستحب من الضحایا ج:۲ ص:۳۰ طبع ایچ ایم سعید۔ وکذا فی مجمع الزوائد، باب أضحیۃ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ج:۴ ص:۱۱، طبع دار الکتب العلمیۃ، بیروت، وکذا فی ابن ماجۃ عن أبی ھریرۃ وعن عائشۃ ص:۲۲۵ طبع میر محمد کتب خانہ، وکذا فی مسند أحمد عن أبی رافع ج:۸ ص:۶ طبع بیروت)۔**

قربانی کے جانور کے بچے ہونے پر کیا کرے؟

سوال:... قربانی کے جانور کے ذبح کرتے وقت اس کے پیٹ سے زندہ بچہ نکل آئے تو اس کا کیا کرنا چاہئے؟

جواب:... قربانی کے جانور کے اگر ذبح کرنے سے پہلے بچہ پیدا ہوگیا یا ذبح کرتے وقت اس کے پیٹ سے زندہ بچہ نکل آیا تو اس کو بھی ذبح کردینا چاہئے۔[1]

قربانی کا جانور گم ہوجائے تو کیا کرے؟

سوال:... ایک شخص نے قربانی کرنے کے لئے بکرا خریدا، لیکن وہ گم ہوگیا، بقرعید کے چوتھے یا پانچویں دن وہ مل گیا تو اَب اس کا کیا کرے؟

جواب:... جس شخص پر قربانی واجب تھی اگر اس نے قربانی کا جانور خریدلیا پھر وہ گم ہوگیا یا چوری ہوگیا یا مرگیا تو واجب ہے کہ اس کی جگہ دُوسری قربانی کرے۔ اگر دُوسری قربانی کرنے کے بعد پہلا جانور مل جائے تو بہتر یہ ہے کہ اس کی بھی قربانی کردے، لیکن اس کی قربانی اس پر واجب نہیں۔ اگر یہ غریب ہے جس پر پہلے سے قربانی واجب نہ تھی، نفلی طور پر اس نے قربانی کے لئے جانور خریدلیا، پھر وہ مرگیا یا گم ہوگیا تو اس کے ذمہ دُوسری قربانی واجب نہیں۔ ہاں! اگر گمشدہ جانور قربانی کے دنوں میں مل جائے تو اس کی قربانی کرنا واجب ہے، اور اَیامِ قربانی کے بعد ملے تو اس جانور کا یا اس کی قیمت کا صدقہ کرنا واجب ہے (بدائع ج:۵ ص:۶۶)۔[2]

---

(۱) وان ولدت الأضحية ولدًا ذبح ولدها مع الأُمّ، وان باعه تصدق بثمنه لأن الأُمّ تعينت للأضحية، فيتبعها الولد. (الفقه الإسلامي وأدلّته، كتاب الأضحية، المبحث الخامس ج:۳ ص:۶۲۵ طبع دار الفكر). أيضًا: ولدت الأضحية ولدًا قبل الذبح يذبح الولد معها ... إلخ. (درمختار ج:۶ ص:۳۲۲، كتاب الأضحية).

(۲) ولو اشترى الموسر شاة للأضحية فضلّت فاشترىٰ أُخرىٰ ليضحي بها ثم وجد الأُولىٰ في الوقت فالأفضل أن يضحي بهما فإن ضحّى بالأُولىٰ أجزأه ولَا تلزم التضحية بالأُخرىٰ ولَا شيء عليه غير ذٰلك. (بدائع الصنائع، كتاب التضحية ج:۵ ص:۶۶، فصل وأما كيفية الوجوب).

قربانی کے حصے دار

پوری گائے دو حصے دار بھی کر سکتے ہیں

سوال:... گائے دو حصے دار بھی کر سکتے ہیں یا سات حصے دار ہونا ضروری ہے؟

جواب:... جی ہاں! دو تین حصے دار بھی کر سکتے ہیں، لیکن ان میں سے ہر ایک کا حصہ ایک سے کم نہ ہو، یعنی حصے پورے ہونے چاہئیں، مثلاً: ایک کے تین، دُوسرے کے چار، یا ایک کا ایک، دُوسرے کے چھ۔ (۱)

مشترک خریدا ہوا بکرا قربانی کرنا

سوال:... بالفرض چند آدمیوں مثلاً: ۶-۸ نے مل کر ایک بکرا خریدا، جس میں سب برابر کے شریک ہیں، ایام النحر میں سب نے بالاتفاق اس بکرے کو منجانب حضور صلی اللہ علیہ وسلم قربان کیا، تو یہ قربانی صحیح اور دُرست ہوئی یا نہیں؟

جواب:... یہ دُرست نہیں ہوئی، البتہ اگر کوئی ایک شخص پورا حصہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی جانب سے قربانی کرے تو صحیح ہوگا، کیونکہ یہ نفلی قربانی برائے ایصالِ ثواب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ہے، اصل قربانی تو قربانی کرنے والے کی طرف سے ہے اور ظاہر ہے کہ قربانی کا ایک حصہ ایک ہی آدمی کی جانب سے ہوسکتا ہے، جبکہ مذکورہ صورت ایک حصہ کئی آدمیوں کی جانب سے ہے۔ (۲)

جانور ذبح ہوجانے کے بعد قربانی کے حصے تبدیل کرنا جائز نہیں

سوال:... پچھلے دنوں عیدالاضحیٰ پر چند افراد نے مل کر یعنی حصے رکھ کر ایک گائے کی قربانی کرنا چاہی، اس طرح حصے رکھ کر

---

(۱) ولَا يجوز بعير واحد ولَا بقرة واحدة عن أكثر من سبعة، ويجوز ذٰلك عن سبعة أو أقل من ذٰلك، وهٰذا قول عامة العلماء .... ولَا شك في جواز بدنة أو بقرة عن أقل من سبعة بأن اشترك إثنان أو ثلاثة أو أربعة أو خمسة أو ستة في بدنة أو بقرة لأنه لما جاز السبع فالزيادة أولٰى، وسواء اتفقت الأنصباء في القدر أو اختلفت بأن يكون لأحدهم النصف وللآخر الثلث ولآخر السدس بعد ان لَا ينقص عن السبع۔ (البدائع الصنائع، كتاب التضحية، فصل وأما محل إقامة الواجب ج:۵ ص:۷۰، ۷۱، طبع ایچ ایم سعید، أيضًا فتاویٰ عالمگیری ج:۵ ص:۳۰۴، كتاب الأضحية، الباب الثامن)۔

(۲) يجب أن يعلم أن الشاة لَا تجزئ إلّا عن واحد وإن كانت عظيمة والبقر والبعير يجزئ عن سبعة إذا كانوا يريدون به وجه الله تعالٰى ...إلخ۔ (فتاویٰ عالمگیری ج:۵ ص:۳۰۴)۔ وأما قدره فلا يجوز الشاة والمعز إلّا عن واحد وإن كانت عظيمة سمينة تساوي شاتين مما يجوز أن يضحي بهما .... وانه عليه السلام إنما فعل ذٰلك لأجل الثواب وهو انه جعل ثواب تضحيته بشاة واحدة لأمّته لَا للأجزاء وسقط التعبد عنهم۔ (البدائع الصنائع ج:۵ ص:۷۰)۔

گائے کو ذبح کردیا گیا، گائے کے ذبح کردینے کے بعد مذکورہ افراد میں سے ایک آدمی نے (جس کے اس گائے میں چند حصے تھے) دُوسرے افراد سے (جنھوں نے پہلے کوئی حصہ نہ رکھا تھا) کہا کہ میں حصہ نہیں رکھنا چاہتا، لہٰذا میری جگہ آپ اپنے حصے رکھ لیں۔ کیا مذکورہ شخص جبکہ قربانی کی نیت کرچکا ہے، اور سب نے مل کر گائے ذبح بھی کردی، بعد میں اپنا حصہ تبدیل کرسکتا ہے؟ اور بعد میں حصہ رکھنے والوں کی قربانی ہوسکتی ہے؟ جبکہ ہمارے گاؤں کے اِمام صاحب نے فرمایا ہے کہ اس طرح قربانی نہیں ہوتی۔

جواب:... قربانی ذبح ہوجانے کے بعد حصہ تبدیل نہیں ہوسکتا، قربانی صحیح ہوگئی، جس کے چند حصے تھے اس کی طرف سے اتنے حصوں کی قربانی ہوگئی۔[1]

ایک گائے میں چند زندہ اور مرحوم لوگوں کے حصے ہوں تو قربانی کا کیا طریقہ ہے؟

سوال:... اگر ایک گائے میں چار زندہ اور تین مرحوم کی طرف سے قربانی ہو تو کیا جائز ہے؟ اور طریقہ کیا ہے؟

جواب:... کرسکتے ہیں، اور طریقہ وہی ہے جو سات زندہ آدمیوں کے شریک ہونے کا ہے۔[2]

---

(۱) وجه الإستحسان أنها تعينت للذبح لتعينها للأضحية حتّٰى وجب عليه أن يضحّي بها بعينها في أيام النحر ويكره أن يبدل بها غيرها. (البحر الرائق ج:۸ ص:۲۰۴، قبيل كتاب الكراهية، طبع دار الفكر).

(۲) يجب أن يعلم ان الشاة لَا تجزی إلّا عن واحد .... والبقر والبعير يجزئ عن سبعة إذا كانوا يريدون به وجه الله تعالٰى. (فتاویٰ عالمگیری ج:۵ ص:۳۰۴، كتاب الأضحية، الباب الثامن، كذا في البدائع ج:۵ ص:۷۰).

قربانی کے لئے دُعا

جانور ذبح کرتے وقت کی دُعا

"بِسْمِ اللّٰہِ اَللّٰہُ اَکْبَرُ، اِنِّیْ وَجَّھْتُ وَجْھِیَ لِلَّذِیْ فَطَرَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ حَنِیْفًا وَّمَا اَنَا مِنَ الْمُشْرِکِیْنَ، اِنَّ صَلَاتِیْ وَنُسُکِیْ وَمَحْیَایَ وَمَمَاتِیْ لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ۔"[1]

ترجمہ:..."میں نے متوجہ کیا اپنے منہ کو اسی کی طرف جس نے بنائے آسمان اور زمین سب سے یکسو ہوکر، اور میں نہیں ہوں شرک کرنے والوں میں سے، بے شک میری نماز اور میری قربانی اور میرا جینا اور مرنا اللہ ہی کے لئے ہے، جو پالنے والا سارے جہان کا ہے۔"

جانور ذبح کرنے کے بعد کی دُعا

"اَللّٰھُمَّ تَقَبَّلْ مِنِّیْ کَمَا تَقَبَّلْتَ مِنْ حَبِیْبِکَ مُحَمَّدٍ وَخَلِیْلِکَ اِبْرَاھِیْمَ عَلَیْھِمَا السَّلَامُ"[2]

ترجمہ:..."اے اللہ! اس قربانی کو مجھ سے قبول فرما، جیسے کہ آپ نے قبول کیا اپنے حبیب حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم سے اور اپنے خلیل حضرت ابراہیم علیہ وعلیٰ نبینا الصلوٰۃ والسلام سے۔"

قربانی کے بعد کی دُعا کا ثبوت

سوال:...جمعہ کی اشاعت میں اقرأ کے صفحے پر آپ نے قربانی کرتے وقت کی دُعا اور قربانی کے بعد کی دُعا تحریر فرمائی ہے۔ لیکن آپ نے اس پر کسی کا حوالہ درج نہیں کیا۔ آیا یہ کس حدیث سے اخذ کی گئی ہے؟ یہ اعتراض مجھے اس وقت ہوا جب ہمارے محلے کی "دِلّی مسجد" المعروف بڑی مسجد دہلی کالونی کراچی کے خطیب نے بھری مسجد میں یہ بات کہی کہ میں نے اب تک یہ دُعا کسی حدیث میں نہیں پڑھی۔ اور اس کی تصدیق انہوں نے ایک مولانا صاحب سے کی جو کہ اس وقت وہاں موجود تھے، اور اسی مسجد میں اِمامت کے فرائض بھی انجام دیتے ہیں اور درسِ قرآن وحدیث دیتے ہیں۔ یہ خطیب صاحب ہر جمعہ آپ کا اقرأ صفحہ پڑھ کر آتے ہیں، اس کا اندازہ اس بات سے میں نے لگایا ہے کہ وہ عموماً آپ کے صفحے کا حوالہ دیتے رہتے ہیں کہ: "آج جنگ میں آیا"، انہوں نے اس مسئلے

---

(۱) مشکوۃ، باب فی الأضحیة، الفصل الثانی ص:۱۲۸۔

(۲) مشکوۃ ص:۱۲۷، طبع قدیمی کتب خانہ۔

پر تنقید کرتے ہوئے کہا کہ اگر حدیث سے یہ مسئلہ ثابت کردیا جائے تو میں رُجوع کرلوں گا۔ اس لئے آپ نے جو بعد اَز قربانی کی دُعا درج کی ہے وہ کس حدیث سے مأخوذ ہے؟ اور اس کا اتباع کس کس نے کیا؟

جواب:... مشکوٰۃ شریف "باب في الأضحية" میں صحیح مسلم کی روایت سے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی حدیث ذکر کی ہے کہ: آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک سیاہ رنگ کا سینگوں والا مینڈھا ذبح فرمایا، پھر یہ دُعا فرمائی: "بسم الله اللّٰهم تقبل من محمد وآل محمد ومن أمّة محمد" (ص:۱۲۷)۔[1]

اور اسی کتاب میں ہی بروایت احمد، ابوداؤد، ابنِ ماجہ، ترمذی اور دارمی حضرت جابر رضی اللہ عنہ کی حدیث نقل کی ہے کہ: آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے قربانی کرتے ہوئے یہ دو آیتیں پڑھیں:

"اِنِّیْ وَجَّهْتُ وَجْهِیَ لِلَّذِیْ فَطَرَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ حَنِیْفًا وَّمَا اَنَا مِنَ الْمُشْرِکِیْنَ"

اور "قُلْ اِنَّ صَلَاتِیْ وَنُسُکِیْ وَمَحْیَایَ وَمَمَاتِیْ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ لَا شَرِیْکَ لَهٗ وَبِذٰلِکَ اُمِرْتُ وَاَنَا اَوَّلُ الْمُسْلِمِیْنَ۔"

اور پھر یہ دُعا پڑھی:

"اللّٰهم منک ولک عن محمد وأمّته۔"

اور پھر "بسم الله اکبر" کہہ کر ذبح فرمایا۔[2] اور مجمع الزوائد (ج:۴ ص:۲۱) میں اس مضمون کی اور بھی متعدّد احادیث ذکر کی ہیں۔ اس سے قطعِ نظر آیتِ کریمہ: "رَبَّنَا تَقَبَّلْ مِنَّا اِنَّکَ اَنْتَ السَّمِیْعُ الْعَلِیْمُ" سے واضح ہوتا ہے کہ قبولیتِ عبادت کی دُعا خود بھی مطلوب ہے۔

قربانی کے ثواب میں دُوسرے مسلمانوں کی شرکت

سوال:... جنگ میں "قربانی کے بعد کی دُعا کا ثبوت" کے عنوان کے تحت جواب میں آپ نے مشکوٰۃ شریف "باب في

---

(۱) مسلم کی روایت یہ ہے: عن عروة بن الزبير عن عائشة ان رسول الله صلى الله عليه وسلم أمر بكبش أقرن يطأ في سواد، ويبرک في سواد وينظر في سواد فأتي به ليضحي به قال لعائشة .... وأخذ الكبش فأضجعه ثم ذبحه ثم قال: بسم الله اللّٰهم تقبل من محمد وآل محمد ومن أمّة محمد، ثم ضحّى به۔ (مسلم، كتاب الأضاحي ج:۲ ص:۱۵۷، طبع قديمي كتب خانه)۔ وأما قوله في الحديث الآخر يطأ في سواد وينظر في سواد ويبرک في سواد فمعناه ان قوائمه وبطنه وما حول عينه أسود والله أعلم۔ (شرح نووی علٰی مسلم ج:۲ ص:۱۵۷)۔

(۲) عن جابر رضي الله عنه قال: ذبح النبي صلى الله عليه وسلم يوم الذبح كبشين أقرنين، ملحين، موجوءين، فلما وجّههما قال: إنّي وجّهت وجهي للذي فطر السماوات والأرض على ملّة إبراهيم حنيفا وما أنا من المشركين، إنّ صلاتي ونسكي ومحياي ومماتي لله رب العالمين، لا شريک لهٗ وبذٰلک أُمرتُ وأنا من المسلمين، اللّٰهم منک ولک عن محمد وأُمّته، بسم الله والله أكبر۔ ثم ذبح۔ رواه أحمد وأبوداؤد وابن ماجة والدارمي، وفي رواية لأحمد وأبي داؤد والترمذي: ذبح بيده وقال: بسم الله والله أكبر، اللّٰهم هٰذا عنّي وعمن لم يضحّ من أُمّتي۔ (مشكوٰة المصابيح، باب في الأضحية، الفصل الثاني ص:۱۲۸، طبع قديمي)۔

الأضحية“ میں صحیح مسلم کی روایت سے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی حدیث ذکر کی ہے کہ: ”آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک سیاہ سینگوں والا مینڈھا ذبح فرمایا، پھر یہ دُعا فرمائی: بسم الله اللّٰهم تقبل من محمد وال محمد ومن أمّة محمد“ (ص:۱۲۷)۔

اس حدیث سے ایک سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ کیا مینڈھے، بکرے وغیرہ جیسے جانور کی قربانی ایک شخص سے زیادہ افراد کی طرف سے دی جاسکتی ہے؟ کیونکہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی دُعا میں اپنی طرف سے، اپنی آل کی طرف سے اور پوری اُمتِ محمدیہ کی طرف سے قربانی کی قبولیت چاہی ہے۔ کیا اسی سنتِ نبوی پر عمل کرکے ہر مسلمان اپنی قربانی میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا مبارک نام شامل کرسکتا ہے جبکہ انہوں نے اُمتِ مسلمہ کو اپنی طرف سے دی ہوئی قربانی میں شامل کیا؟

جواب:... ایک بکری یا مینڈھے کی قربانی ایک ہی شخص کی طرف سے ہوسکتی ہے۔[۱] آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جو مینڈھا ذبح فرمایا تھا، اس کے ثواب میں پوری اُمت کو شریک فرمایا تھا۔ ایک مینڈھے کی قربانی اپنی طرف سے کرکے اس کا ثواب کئی آدمیوں کو بخشا جاسکتا ہے۔[۲]

---

(۱) فلا تجوز الشاة والمعز إلّا عن واحد. (فتاویٰ عالمگیری ج:۵ ص:۲۹۷، کتاب الأضحية، طبع رشيديه كوئٹه).
وأيضًا: وأما قدره فلا يجوز الشاة والمعز إلّا عن واحد وإن كانت عظيمة سمينة تساوی شاتين مما يجوز أن يضحى بهما. (بدائع الصنائع، كتاب التضحية، فصل وأما محل إقامة الواجب ج:۵ ص:۷۰، طبع ایچ ایم سعید).

(۲) وأما قدره فلا يجوز الشاة والمعز إلّا عن واحد وإن كانت عظيمة سمينة، تساوی شاتين مما يجوز أن يضحّى بهما لأن القياس فى الإبل والبقر ان لَا يجوز فيهما الإشتراك لأن القربة فى هٰذا الباب إراقة الدم وانها لَا تحتمل التجزأة لأنها ذبح واحد وإنما عرفنا جواز ذٰلك بالخبر فبقى الأمر فى الغنم علٰى أصل القياس، فإن قيل: أليس انه روى أن رسول الله صلى الله عليه وسلم ضحّى بكبشين أملحين أحدهما عن نفسه والآخر عمن لَا يذبح من أُمّته فكيف ضحّى بشاة واحدة عن أُمّته عليه السلام؟ (فالجواب) أنه عليه الصلاة والسلام انما فعل ذٰلك لأجل الثواب وهو أنه جعل ثواب تضحيته بشاة واحدة لأُمّته لَا للأجزاء وسقوط التعبد عنهم. (البدائع الصنائع، كتاب التضحية، فصل وأما محل إقامة الواجب ج:۵ ص:۷۰).

ذبح کرنے اور گوشت سے متعلق مسائل

بسم اللہ کے بغیر ذبح شدہ جانور کا شرعی حکم

سوال:...شہر میں جو جانور مذبح خانے سے ذبح ہوکر آتے ہیں ان میں سے شرعی ذبح شاذ و نادر ہی کوئی ہوتا ہے، ورنہ اکثر بغیر کلمہ پڑھے یا تکبیر کہہ کے زمین پر لٹاتے ہی چھری پھیر دی جاتی ہے۔ یہ احقر کا چشم دید مشاہدہ ہے، اور اس بارے میں قصاب حضرات بھی تقریباً معذور ہیں، اس لئے کہ اکثر ان میں سے نماز روزہ سے ناواقف اور اَحکامِ شریعت سے غافل ہیں اور شرعی ذبیحہ کی پابندی کی زحمت بھی گوارا نہیں کرتے۔

جواب:...اگر کوئی مسلمان ذبح کرتے وقت بسم اللہ کہنا بھول جائے وہ ذبیحہ تو حلال ہے، اور اگر کوئی جان بوجھ کر بسم اللہ نہیں پڑھتا اس کا ذبیحہ حلال نہیں، اور جس شخص کو معلوم ہوا کہ یہ ذبیحہ حلال نہیں اس کے لئے اس کا کھانا اور بیچنا بھی حلال نہیں۔ بہرحال متعلقہ ادارے کا فرض ہے کہ وہ شرعی طریقے پر ذبح کرائے اور اس کی نگرانی بھی کرے کہ شرعی طریقے پر ذبح کیا جاتا ہے یا نہیں...؟[1]

مسلمان قصائی ذبح کے وقت بسم اللہ پڑھتے ہوں یا نہیں؟ یہ شک غلط ہے

سوال:...دیکھنے میں آیا ہے کہ قصائی نمازِ جمعہ تک ادا نہیں کرتے اور گوشت میں مصروف نظر آتے ہیں۔ قرآنِ پاک میں ہے کہ جس چیز (جانور) پر اللہ کا نام ذبح کرتے وقت نہ لیا جائے وہ حرام ہے۔ لہٰذا ہمیں شک ہے، یہ بات کہی جاسکتی ہے کہ وہ جانور ذبح کرتے وقت تکبیر نہیں کہتے ہوں گے۔ قصائیوں سے منہ لگتے ہوئے بھی ڈر لگتا ہے، کیونکہ یہ انتہائی بداخلاق ہوتے ہیں، آخر گوشت سے کب تک اجتناب کیا جاسکتا ہے؟ یہ تو بڑا مشکل کام ہے، اور ہمیں یہ بھی علم نہیں کہ آیا قصائی غیرمسلم نہ ہو؟ یا اگر ہم کسی پڑوس یا رشتہ دار کے ہاں گوشت کھاتے ہیں تو ہمیں نہیں علم کہ یہ کہاں سے ذبح شدہ ہے؟ اگر قصائی غیرمسلم ہو یا مسلمان بھی ہو تو بھی تکبیر پڑھتا ہے یا نہیں؟ اور رشتہ داروں سے پوچھنا جھگڑے کا سبب بن سکتا ہے، اوّل انہیں خود بھی علم نہیں ہوگا، ایسی صورت میں کیا کیا جائے؟

جواب:...ذبح کرنے والے عموماً مسلمان ہونے کی بنا پر ان کے بارے میں یہی گمان رکھنا چاہئے کہ وہ ذبح کے وقت تکبیر پڑھتے ہوں گے۔ ایسے اِحتمالات جو آپ نے لکھے ہیں قابلِ اِعتبار نہیں۔ البتہ اگر یقینی طور پر کسی قصائی کا جان بوجھ کر قصداً بسم اللہ نہ

---

(۱) ولنا ما روی عن راشد بن سعد عن النبی علیه الصلاة والسلام أنه قال: ذبيحة المسلم حلال سمى أو لم يسم ما لم يتعمد. (بدائع الصنائع، كتاب الصيد والذبائح ج:۵ ص:۴۷، فصل وأما بيان شرط حل الأكل ...إلخ).

پڑھنا معلوم ہوجائے تو پھر اس کا ذبیحہ نہیں کھانا چاہئے۔[1]

قصاب سے قربانی کا جانور ذبح کروانا

سوال:... بیشتر لوگ قربانی کے جانور قصاب سے ذبح کراتے ہیں، انہیں بہ مشکل پوری تکبیر آتی ہوگی، نہ ہی ان کے کپڑے پاک صاف ہوتے ہیں، وہ قربانی کی دُعا مشکل ہی سے کسی جانور پر پڑھتے ہوں گے، اس صورت میں قربانی ادا ہوجاتی ہے یا نہیں؟

جواب:... ذبح کرنے والا مسلمان ہو، اور جان بوجھ کر تکبیر کہنا نہ چھوڑے، تو ذبیحہ حلال ہے، اور قربانی بھی دُرست ہے۔[2]

آدابِ قربانی

سوال:... قربانی کرنے کے کیا آداب ہیں؟

جواب:... قربانی کے جانور کو چند روز پہلے سے پالنا افضل ہے۔[3] قربانی کے جانور کا دُودھ نکالنا یا اس کے بال کاٹنا جائز نہیں، اگر کسی نے ایسا کرلیا تو دُودھ اور بال یا ان کی قیمت کا صدقہ کرنا واجب ہے۔[4] (بدائع) قربانی سے پہلے چھری کو خوب تیز کرلے اور ایک جانور کو دُوسرے جانور کے سامنے ذبح نہ کرے،[5] اور ذبح کے بعد کھال اُتارنے اور گوشت کے ٹکڑے کرنے میں جلدی نہ

---

(۱) وحل ذبيحه مسلم وكتابي لقوله تعالٰى .... لَا مجوسي ووثني ومرتد ومحرم وتارك التسمية عمدًا يعني لَا يحل ذبيحة هٰؤلَاء .... وأما تارك التسمية عمدًا فلقوله تعالٰى: ولَا تأكلوا مما لم يذكر اسم الله عليه، ولقوله صلى الله عليه وسلم: إذا ارسلت كلبك المعلم وذكرت اسم الله فكل، الحديث .... قيدنا بقولنا "عمدًا" لأنه لو ترك التسمية ناسيًا يحل أكلها ...إلخ. (البحر الرائق، كتاب الذبائح ج:۸ ص:۱۹۱ طبع دار المعرفة بيروت). وأيضًا: وفي شرح المجلة: اليقين لَا يزول بالشك لأن ما ثبت بيقين لَا يزول إلّا بيقين. (شرح المجلة ص:۲۰ المادة:۴، طبع مكتبه حبيبيه كوئٹه).

(۲) عن راشد بن سعد رضي الله عنه عن النبي صلى الله عليه وسلم أنه قال: ذبيح المسلم حلال سمى أو لم يسم ما لم يتعمد. وهذا نص في الباب. (البدائع، كتاب الذبائح والصيود ج:۵ ص:۴۷ طبع ايچ ايم سعيد).

(۳) فيستحب ان يربط الأضحية قبل أيام النحر بأيام لما فيها من الْإستعداد للقربة وإظهارًا لرغبة فيها فيكون فيه أجر وثواب. (البدائع الصنائع، كتاب التضحية، فصل وأما بيان ما يستحب قبل التضحية ج:۵ ص:۷۸).

(۴) ولو اشترىٰ شاة للأضحية فيكره أن يحلبها أو يجز صوفها فينتفع به لأنه عينها للقربة فلا تحل له الْإنتفاع بجزء من أجزائها قبل إقامة القربة فيها .... ولأن الحلب والجز يوجب نقصانًا فيها وهو ممنوع عن إدخال النقص في الأضحية .... فإن حلب تصدق باللبن لأنه جزء من شاة متعينة للقربة ما أقيمت فيها القربة فكان الواجب هو التصدق به .... وكذٰلك الجواب في الصوف والشعر والوبر ...إلخ. (البدائع الصنائع في ترتيب الشرائع، فصل وأما بيان ما يستحب وما يكره ج:۵ ص:۷۸).

(۵) عن شداد بن أوس قال: سمعتها من رسول الله صلى الله عليه وسلم: ان الله كتب الْإحسان علىٰ كل شيء، فإذا قتلتم فأحسنوا القتلة، وإذا ذبحتم فأحسنوا الذبح، وليحد أحدكم شفرته وليرح ذبيحته. وفي الحاشية: قوله وليحد أحدكم آه .... ويستحب أن لَا يحد السكين بحضرة الذبيحة وأن لَا يذبح واحد بحضرة أُخرىٰ ولَا يجرها إلىٰ مذبحها. (سنن أبي داوٗد ج:۲ ص:۳۳ باب في الرفق بالذبيحة).

کرے جب تک پوری طرح جانور ٹھنڈا نہ ہوجائے (بدائع)۔ [۱]

قربانی کا مسنون طریقہ

سوال:...قربانی کرنے کا صحیح طریقہ کیا ہے؟

جواب:...اپنی قربانی کو خود اپنے ہاتھوں سے ذبح کرنا افضل ہے، اگر خود ذبح کرنا نہیں جانتا تو دُوسرے سے بھی ذبح کراسکتا ہے، مگر ذبح کے وقت وہاں خود بھی حاضر رہنا افضل ہے۔[۲] قربانی کی نیت صرف دِل سے کرنا کافی ہے، زبان سے کہنا ضروری نہیں، البتہ ذبح کرنے کے وقت ''بسم اللہ اللہ اکبر'' کہنا ضروری ہے۔ [۳]

قربانی کا جانور کس طرح لٹانا چاہئے؟

سوال:...قربانی کا جانور ذبح کے وقت کس طرح لٹانا چاہئے؟ جانور کا سر قطب کی جانب ہو اور گلا کعبہ کی جانب؟ یا جانور کا سر کعبہ کی جانب ہو اور گلا قطب کی جانب؟ یعنی ذبح کرنے والے کا منہ کس جانب ہو؟

جواب:...جانور کا قبلہ رُخ ہونا مستحب ہے، ویسے جس طرح بھی ذبح کرنے میں سہولت ہو، کوئی حرج نہیں۔ [۴]

جانور ذبح کرتے وقت ''اللہ اکبر'' کہنا

سوال:...جانور ذبح کرتے وقت تکبیر کس طرح کہی جائے؟ کیا یہ تکبیر صحیح ہے: ''بسم اللہ، اللہ اکبر، اللہ اکبر'' یا صرف ''بسم اللہ'' ہی کہا جائے؟ ''بسم اللہ'' ایک دفعہ پڑھی جائے یا ہر مرتبہ ''اللہ اکبر'' کے ساتھ ''بسم اللہ'' پڑھی جائے؟ کیا جانور کا منہ قبلہ رُخ کرنا ضروری ہے؟

جواب:...صرف ایک مرتبہ ''بسم اللہ، اللہ اکبر'' کہا جائے۔ اگر صرف ''بسم اللہ'' شریف پڑھ لی تب بھی ذبیحہ حلال ہے،

---

(۱) وأما الذی یرجع إلٰی آلة التضحية .... وهو أن تكون آلة الذبح حادة من الحديد .... فالمستحب أن يتربص بعد الذبح من جميع أعضاءه وتزول الحياة عن جسده ويكره أن ينخع ويسلخ قبل أن يبرد ...إلخ. (بدائع الصنائع، كتاب التضحية، فصل وأما بيان ما يستحب قبل التضحية .... وما يكره ج:۵ ص:۸۰).

(۲) فالأفضل أن يذبح بنفسه إن قدر عليه .... هذا إن كان الرجل يحسن الذبح ويقدر عليه، فأمّا إذا لم يحسن فتوليته غيره فيه أولٰى .... ويستحب أن يحضر. (بدائع، كتاب التضحية ج:۵ ص:۷۹).

(۳) ويكفيه أن ينوى بقلبه ولا يشترط أن يقول بلسانه ما نوىٰ بقلبه كما فى الصلاة لأن النية عمل القلب والذكر باللسان دليل عليها ...إلخ. (بدائع الصنائع، كتاب الأضحية، فصل وأما شرائط إقامة الواجب ج:۵ ص:۷۱).

(۴) ومنها أن يكون الذابح مستقبل القبلة والذبيحة موجهة إلى القبلة. (بدائع ج:۵ ص:۶۰).

لیکن "بسم اللہ، اللہ اکبر" کہنا مستحب ہے۔[۱] جانور کا منہ قبلے کی طرف کرنا سنتِ مؤکدہ ہے، اور بلا عذر اس کا ترک کرنا مکروہ ہے۔[۲]

بائیں ہاتھ سے جانور ذبح کرنا خلافِ سنت ہے

سوال:... کیا بائیں ہاتھ سے جانور ذبح کرنا جائز ہے؟

جواب:... جائز ہے، مگر خلافِ سنت ہے۔ البتہ اگر کوئی عذر ہو تو پھر خلافِ سنت بھی نہ ہوگا۔[۳]

کیا چھری کے ساتھ دستہ اور چھری میں تین سوراخ ہونا ضروری ہے؟

سوال:... بعض لوگ کہتے ہیں کہ ذبح کرتے وقت چھری کے ساتھ لازمی لکڑی ہونی چاہئے، یعنی دستہ لکڑی کا ہو، خالص لوہے کی چھری سے ذبح حرام ہوگا۔ ایسی چھری کے ساتھ لازمی لکڑی کا تنکا ہونا چاہئے تب ذبح جائز ہوگا، اور چھری کے ساتھ تین سوراخ بھی لازمی ہے۔

جواب:... چھری کے ساتھ لکڑی کا دستہ ہونا اور چھری کے دستے میں تین سوراخ ہونا، کوئی شرط نہیں، ذبیحہ ان دونوں شرطوں کے بغیر بھی حلال ہے۔

بغیر دستے کی چھری سے ذبح کرنا

سوال:... کیا بغیر دستے کی چھری کا ذبیحہ جائز ہے؟

جواب:... خالص لوہے کی یا کسی بھی دھات کی بنی ہوئی چھری کا ذبیحہ جائز ہے، اور یہ خیال بالکل غلط ہے کہ چھری میں اگر لکڑی نہ لگی ہو تو ذبیح مردار ہو جاتا ہے۔[۴]

مغرب کے بعد جانور ذبح کرنا

سوال:... مغرب کے بعد جانور کو ذبح کرنے کے لئے کیا اَحکام ہیں؟

---

(۱) قال البقالي: المستحب أن يقول بسم الله، الله أكبر يعني بدون الواو ...إلخ۔ (فتاویٰ عالمگیری، کتاب الذبائح ج:۵ ص:۲۸۸، الباب الأوّل)۔

(۲) وإذا ذبحها بغير توجه القبلة حلت ولٰكن يكره۔ (فتاویٰ عالمگیری، کتاب الذبائح ج:۵ ص:۲۸۸)۔

(۳) الضرورات تبيح المحظورات، أي ان الأشياء الممنوعة تعامل كالأشياء المباحة وقت الضرورة ...إلخ۔ (شرح المجلة ج:۱ ص:۲۹ المادة: ۲۱ طبع مکتبہ حبیبیہ کوئٹہ)۔

(۴) ومنها أنه يستحب في الذبح حالة الإختيار أن يكون ذٰلك بآلة حادة من الحديد كالسّكين والسّيف ونحو ذٰلك ...إلخ۔ (بدائع، كتاب الذبائح والصيود ج:۵ ص:۲۰، طبع ایچ ایم سعید)۔

جواب:... اگر صحیح ذبح ہوسکتا ہے، یعنی روشنی آتی ہے کہ جانور کی رگیں نظر آتی ہیں، تو رات کو ذبح کرنا صحیح ہے۔ [۱]

عورت کا ذبیحہ حلال ہے

سوال:... ہماری امی، نانی اور گھر کی دُوسری خواتین بذاتِ خود مرغی وغیرہ ذبح کرلیا کرتی ہیں، میں نے کالج میں اپنی سہیلیوں سے ذکر کیا تو چند نے کہا کہ عورتوں کے ہاتھ کا ذبیحہ مکروہ ہوتا ہے، بعض نے کہا کہ حرام ہوتا ہے۔ برائے کرم بتائیں کہ عورت کا طعام کی نیت سے جانور اور پرندوں (حلال) کو ذبح کرنا جائز ہے یا ناجائز؟

جواب:... جائز ہے، آپ کی سہیلیوں کا مسئلہ غلط ہے۔ [۲]

مشین کے ذریعہ ذبح کیا ہوا گوشت صحیح نہیں

سوال:... کیا مشین کے ذریعہ سے ذبح کیا ہوا گوشت حلال ہے؟

جواب:... مشینی ذبیحہ کو اہلِ علم نے صحیح قرار نہیں دیا، اس لئے اس سے احتراز کرنا چاہئے۔ [۳]

سر پر چوٹ مار کر مشین سے مرغی ذبح کرنا غلط ہے

سوال:... آج کل ملک میں ''آٹومیٹک پلانٹ'' پر مرغیوں کو جو ذبح کیا جاتا ہے اور پھر ڈبوں میں پیک کرکے سپلائی کیا جاتا ہے، تو عرض یہ ہے کہ ذبح کا یہ طریقہ میرے خیال میں غیراسلامی ہے، کیونکہ پہلے تو اس کے سر پر چوٹ لگا کر بے ہوش کیا جاتا ہے، پھر ذبح کیا جاتا ہے۔ آیا یہ طریقہ صحیح ہے اور یہ گوشت حلال ہوتا ہے یا حرام؟ اس لئے کہ میں نے لندن کی شائع کردہ ایک کتاب میں اس کے متعلق پڑھا تھا، پہلے لندن میں بھی یہی نظام رائج تھا لیکن مسلمانوں اور یہودیوں کے کہنے پر یہ نظام بند کردیا گیا اور اب مرغیوں کو زندہ ذبح کیا جاتا ہے۔

---

(۱) ان المستحب أن يكون الذبح بالنهار ويكره بالليل والأصل فيه ما روى عن رسول الله صلى الله عليه وسلم انه نهٰى عن الأضحية ليلًا وعن الحصاد ليلًا وهو كراهة تنزيه ومعنى الكراهة يحمتل أن يكون لوجوه أحدها ان الليل وقت أمن وسكون وراحة فإيصال الألم في وقت الراحة يكون أشد، والثاني انه لَا يأمن من أن يخطىء فيقطع يده ولهذا كره الحصاد بالليل، والثالث ان العروق المشروطة فى الذبح لَا تتبين في الليل فربما لَا يستوفى قطعها۔ (بدائع الصنائع ج:۵ ص:۶۰)۔

(۲) وحل ذبيحة مسلم وكتابى وصبى وامرأة۔ (البحر الرائق، كتاب الذبائح ج:۸ ص:۱۶۸)۔ أيضًا: فتحل ذبيحتهما (أى الكتابى والذمى والحربى) ولو الذابح مجنونًا أو امرأة أو صبيًّا يعقل التسمية والذبح ويقدر۔ (درمختار، كتاب الذبائح ج:۶ ص:۲۹۷)۔ عن ابن كعب بن مالك عن أبيه أن امرأة ذبحت شاة بحجر، فسئل النبى صلى الله عليه وسلم عن ذلك فأمر بأكلها۔ (صحيح البخارى، كتاب الذبائح، باب ذبيحة الأمَة والمرأة ج:۲ ص:۸۲۷)۔

(۳) تفصیل کے لئے ملاحظہ ہو: فتاویٰ بینات، کتاب الذبائح والاضحیۃ ج:۴ ص:۲۹۱ تا ۵۴۵ طبع مکتبہ بینات، فتاویٰ محمودیہ، باب الذبائح ج:۱۷ ص:۲۳۲۔

جواب:... ذبح کا یہ طریقہ غلط ہے،[1] اگر سر پر چوٹ مار کر ذبح کرنے میں جانور کو راحت ہوتی اور یہ طریقہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک پسندیدہ ہوتا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس کی خود تعلیم فرماتے۔ جن لوگوں نے یہ طریقہ ایجاد کیا ہے وہ گویا اپنے آپ کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے زیادہ ذہین اور عقلمند ثابت کرنے جارہے ہیں، اگر پاکستان میں یا کسی اور مسلمان ملک میں یہ طریقہ رائج ہے تو فوراً بند کرنا چاہئے۔

قادیانیوں کا ذبیحہ اور دُوسری چیزیں کھانا

سوال:... قادیانی لوگ قربانی کرتے ہیں تو ان کی قربانی کا گوشت کسی مسلمان کے گھر پر آئے تو لے کر پھینک دیں یا واپس کردیں؟ ایک مسلمان کے گھر کے پڑوسی جو کہ قادیانی ہیں، ان کے گھر سے کبھی کبھار کچھ کھانے پینے کی چیز آتی ہے تو ان چیزوں کا کیا کریں؟ واپس کردیں یا لے کر پھینک دیں؟

جواب:... قادیانیوں سے کوئی تعلق نہیں ہونا چاہئے، اور چیزوں کا لین دین بھی ایک نوع کا تعلق ہے۔[2]

قادیانی کا ذبیحہ مردار ہے، اس کا کھانا حلال نہیں، اس لئے کہ یہ مرتد اور زِندیق ہیں۔[3]

غیرمسلم ممالک سے درآمدشدہ گوشت حلال نہیں ہے

سوال:... یہاں پر گوشت یا مرغی کے گوشت کے پیکٹ ملتے ہیں جو کہ یورپ یا دیگر غیرممالک (جو کہ مسلم ممالک نہیں ہیں) سے آتے ہیں، معلوم نہیں انہوں نے کس طرح ذبح کیا ہوگا؟ ذبح پر تکبیر پڑھنا تو درکنار، کیا ایسا گوشت وغیرہ ہم مسلمان استعمال کرسکتے ہیں یا نہیں؟

جواب:... جس گوشت کے بارے میں اطمینان نہ ہو کہ وہ حلال طریقے سے ذبح کیا گیا ہوگا اس سے پرہیز کرنا چاہئے، یورپ اور غیرمسلم ممالک سے درآمدشدہ گوشت حلال نہیں ہے۔[4]

اگر مسلمانوں کے عقیدے کے مطابق گوشت مہیا نہ ہو تو کھانا جائز نہیں

سوال:... جہاز پر گائے کا گوشت اور بکری کا گوشت غیرمسلموں کے ہاتھ سے کٹا ہوا ہوتا ہے، کیا اس کا کھانا جائز ہے؟

---

(۱) قال اللہ تعالیٰ: "حُرِّمَتْ عَلَيْكُمُ الْمَيْتَةُ وَالدَّمُ .... وَالْمُنْخَنِقَةُ وَالْمَوْقُوْذَةُ وَالْمُتَرَدِّيَةُ" ... الآية (المائدة: ۳).

(۲) "يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَتَّخِذُوْا عَدُوِّيْ وَعَدُوَّكُمْ اَوْلِيَآءَ" ... الآية (الممتحنة: ۱).

(۳) فلا تؤكل ذبيحة أهل الشرك والمجوسي والوثني وذبيحة المرتد. (بدائع الصنائع ج:۵ ص:۴۵، فصل وأما بيان شرط حل الأكل في الحيوان، طبع سعيد).

(۴) ومن شرائط الذكاة أن يكون الذابح مسلمًا أو كتابيًا فلا تؤكل ذبيحة أهل الشرك والمجوسي والوثني وذبيحة المرتد. (البدائع الصنائع، كتاب الذبائح ج:۵ ص:۴۵). أيضًا وفي البحر: من اشترىٰ لحمًا، فعلم أنه مجوسي وأراد الرد، فقال: ذبحه مسلم يكره أكله. (رد المحتار، كتاب الحظر والإباحة ج:۶ ص:۳۴۴).

مسلمان کے علاوہ کسی اور شخص کے ہاتھ کا ذبیحہ جائز ہے؟ اس کی شرائط کیا ہیں؟

جواب:... کسی مسلمان یا صحیح اور واقعی اہلِ کتاب کے ہاتھ کا ذبح کیا ہوا گوشت کھانا جائز ہے، بشرطیکہ وہ صحیح طریقے سے بسم اللہ پڑھ کر ذبح کیا گیا ہو، دیگر غیرمسلموں کے ہاتھ کا کٹا ہوا گوشت حلال نہیں۔(۱) غیرمسلم کمپنیوں کے جہازوں میں اگر مسلمانوں کے عقیدے کے مطابق گوشت فراہم نہیں کیا جاتا تو اس کا کھانا جائز نہیں۔(۲)

سعودی عرب میں فروخت ہونے والے گوشت کا استعمال

سوال:... سعودی عرب میں جو گوشت بکتا ہے خاص طور پر اَیامِ حج میں وہ چند قسم کا ہوتا ہے۔ ۱:- بیرونی ممالک سے آنے والا گوشت جو ہوتا ہے اس پر ایک تو ٹیپ ریکارڈر کے ذریعہ بسم اللہ پڑھ کر ذبح ہوتا ہے۔ ۲:- چھری پر بسم اللہ لکھی ہوتی ہے اور ذبح ہوتا ہے۔ ۳:- وہاں کے اہلِ کتاب ذبح کرتے ہیں، اگرچہ اہلِ کتاب کا ذبح شدہ جائز ہے لیکن آج کے مسلمان برائے نام کے ہیں، اِلَّا ماشاء اللہ تو اہلِ کتاب تو بدرجہ اَولیٰ برائے نام ہوں گے۔ اب تو سو میں ایک بمشکل ملے گا جو صحیح اہلِ کتاب ہو، بہرحال یہ مُسلَّمہ بات ہے کہ یہ لوگ (اہلِ کتاب) اپنے دین پر نہیں، تو کیا اس حالت میں بھی ان کا ذبح شدہ اور ان کی عورتوں سے نکاح مسلمان کے لئے جائز ہوگا؟ یہ تو باہر سے آنے والے گوشت کی تفصیل ہے۔ سعودی عرب کے ملک میں یعنی مکہ مکرّمہ و مدینہ منوّرہ میں ایک مرغی کو کاٹ کر بغیر ٹھنڈا کئے گرم پانی یا مشین میں ڈال لیتے ہیں تاکہ اس کے پر وغیرہ اُتر جائیں، کھال وہ لوگ نہیں اُتارتے۔ دُوسری صورت منیٰ میں مذبح خانے میں دیکھی گئی کہ جانور کے ذبح ہوتے ہی ابھی تو ٹھنڈا بھی نہیں ہوا، بعض مرتبہ تو رگیں بھی صحیح نہیں کٹتیں اور دُوسرا جانور اس پر گراکر کاٹ لیتے ہیں۔ آیا اس طرح کا کاٹنا کیا ہماری شریعت اجازت دیتی ہے یا نہیں؟ تفصیل سے جواب عنایت فرمائیں، ساتھ یہ بھی بتلادیں کہ آیا بیان کردہ وہ تمام صورتِ حال عربوں کے ہاں جائز ہے؟

جواب:... اگر گوشت کے بارے میں پورا اطمینان نہ ہو کہ یہ صحیح شرعی طریقے پر ذبح کیا گیا ہے تو احتیاطاً اس کا کھانا دُرست نہیں۔(۳)

سوال:... اب کس طرح معلوم ہوگا کہ اس ہوٹل میں غیرشرعی گوشت فروخت ہو رہا ہے؟ آج مجھے سعودی عرب میں

---

(۱) وأما شرائط ركن الذكاة فأنواع .... ومنها أن يكون مسلمًا أو كتابيًا فلا تؤكل ذبيح أهل الشرك والمجوسي والوثني .... وتؤكل ذبيحة أهل الكتاب لقوله تعالىٰ: "وطعام الذين أوتوا الكتٰب حل لكم" والمراد منه ذبائحهم .... ومنها التسمية حالة الذكر عندنا .... ولنا قوله عزّ وجلّ: "وَلَا تأكلوا ممّا لم يذكر اسم الله عليه وإنه لفسق" ...إلخ. (البدائع الصنائع، كتاب الذبائح والصيود ج:۵ ص:۴۵، ۴۶، طبع سعيد).

(۲) دیکھئے: فتاویٰ بینات ج:۴ ص:۲۹۱ تا ۵۴۵۔

(۳) أن يجد شاة مذبوحة في بلد فيها مسلمون ومجوس، فلا تحل حتّى يعلم أنها مذكاة مسلم، لأنها أصلها حرام، وشككنا في الذكاة المبيحة، فلو كان الغالب فيها المسلمون جاز الأكل عملًا بالغالب المفيد للطهورية. (شرح الحموى على الأشباه والنظائر، القاعدة الثالثة: اليقين لَا يزول بالشك ج:۱ ص:۱۸۳ طبع إدارة القرآن والعلوم الإسلامية).

چالیس سال ہوگئے، مجھے پکا علم ہے کہ ۹۰ فیصد ہوٹلوں میں یہی گوشت فروخت ہوتا ہے، کیونکہ کثرتِ ہجوم کی وجہ سے ان لوگوں کے لئے مشکل ہوتا ہے کہ بکرے وغیرہ ذبح کرلیں، اسی بنا پر یہ لوگ باہر کا گوشت استعمال کرتے ہیں۔ بعض لوگ تو بتادیتے ہیں حقیقت کیا ہے۔ پوچھنا یہ ہے کہ آیا اس تمام صورتِ حال کے ہوتے ہوئے بھی کسی مسلمان کی گواہی معتبر ہوگی یا نہیں جبکہ حقیقت تجربے کے ذریعہ معلوم ہوچکی ہے؟

جواب:... اگر کوئی دین دار مسلمان کہہ دے کہ یہ حلال گوشت ہے، تو اس کا قول معتبر ہوگا۔[1]

کیا مسلمان، غیرمسلم مملکت میں حرام گوشت استعمال کرسکتے ہیں؟

سوال:... میں امریکہ میں زیرِ تعلیم ہوں، یہاں پر اکثر مسلم ممالک کے طلباء ہیں جب انہیں کوشش کے بعد حلال گوشت میسر نہیں ہوتا تو اسٹور سے ایسا گوشت خریدتے ہیں جو اسلامی طریقہ پر ذبح شدہ نہیں ہوتا، بتایئے ہم کیا کریں؟

جواب:... صورتِ مسئولہ میں سب سے پہلے چند اُصول سمجھ لیں، اس کے بعد اِن شاء اللہ مذکورہ بالا مسئلے کو سمجھنے میں کوئی دُشواری نہیں ہوگی۔

۱:... اکلِ حلال ضروری اور فرض ہے، حلال کو ترک کرنا اور حرام کو اِختیار کرنا بغیر ضرورتِ شرعی ناجائز و حرام ہے۔[2]

۲:... حلال چیزیں جب تک مل جائیں، حرام کا استعمال جائز نہیں۔

۳:... گوشت پسندیدہ اور مرغوب چیز ہے، اگر حلال مل جائے تو بہتر ہے، لیکن اگر حلال نہ مل سکے تو حرام کا استعمال دُرست نہیں۔

۴:... کسی کے نزدیک پسندیدہ ہونے کی وجہ سے حرام کا استعمال حلال نہیں ہوتا۔[3]

۵:... حرام اشیاء کا استعمال اس وقت جائز ہے جبکہ حلال بالکل نہ ملے، جان بچانے کے لئے کوئی حلال چیز موجود نہ ہو، اسی کو ''اِضطرارِ شرعی'' کہا جاتا ہے۔[4]

---

(۱) ان خبر الواحد یوجب العمل۔ (البحر الرائق، باب شروط الصلاة ج:۱ ص:۳۰۵)۔ أیضًا: ثم اعلم أن الشک علٰی ثلاثة أضرب .... فالأوّل: مثل أن یجد شاة مذبوحة فی بلد .... فلو کان الغالب فیها المسلمون جاز الأکل عملًا بالغالب المفیدة للطهوریة۔ (شرح الحموی علی الأشباه، القاعدة الثالثة ج:۱ ص:۱۸۳ طبع إدارة القرآن)۔

(۲) "یٰٓأَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا کُلُوْا مِنْ طَیِّبٰتِ مَا رَزَقْنٰکُمْ" الآیة. "اِنَّمَا حَرَّمَ عَلَیْکُمُ الْمَیْتَةَ وَالدَّمَ وَلَحْمَ الْخِنْزِیْرِ وَمَآ اُهِلَّ بِهٖ لِغَیْرِ اللهِ" (البقرة:۱۷۳)۔

(۳) عن سلمان .... قال علیه السلام: الحلال ما أحل الله فی کتابه والحرام ما حرم الله فی کتابه، وما سکت عنه فهو عفو عنه۔ (مشکٰوة، کتاب الأطعمة، ص:۳۶۷)۔

(۴) "فَمَنِ اضْطُرَّ غَیْرَ بَاغٍ وَّلَا عَادٍ فَلَآ اِثْمَ عَلَیْهِ" (البقرة:۱۷۳)۔ الضرورات تبیح المحظورات، ومن ثم جاز أکل المیتة عند المخمصة وإساغة اللقمة بالخمر .... ما أبیح للضرورة یتقدر بقدرها .... ومن فروعه المضطر لَا یأکل من المیتة إلّا قدر سد الرمق۔ (الأشباه والنظائر، القاعدة الخامسة ج:۱ ص:۱۱۸، ۱۱۹، طبع إدارة القرآن)۔

۶:... اِضطرارِ شرعی کے موقع پر صرف جان بچانے کی حد تک حرام چیز کا استعمال دُرست ہے، لذّت حاصل کرنے کے لئے یا پیٹ بھر کر کھانا دُرست نہیں۔ [۱]

۷:... غیرمسلم میں سے یہود اور نصاریٰ جو اپنی اپنی کتاب کو مانتے ہیں اور اللہ کے نام سے جانوروں کو ذبح کرتے ہیں، ان کا ذبح کیا ہوا مسلمانوں کے لئے حلال اور جائز ہے، البتہ مجوس اور دہریہ اور جو یہود و نصاریٰ اپنی اپنی کتابوں کو نہیں مانتے اور اللہ کے نام سے ذبح نہیں کرتے ان کا ذبح کیا ہوا مسلمانوں کے لئے حلال نہیں۔[۲] مذکورہ بالا قواعد سے معلوم ہوگیا کہ جب تک حلال غذا میسر ہو اس وقت تک حرام غذا کا استعمال جائز نہیں ہے، صرف پسندیدہ اور مقوی ہونے کی وجہ سے حرام گوشت حلال نہیں ہوجاتا۔

حرام گوشت کے بجائے آپ مچھلی، انڈا، دُودھ، دہی کا زیادہ استعمال کریں، جب کہیں سے حلال گوشت میسر ہوجائے اس کو وافر مقدار میں اسٹور کرلیں، یا چند مسلمان مل کر کے شہر کے مذبح خانے میں جانور مرغی وغیرہ ذبح کرلیں۔

ہوٹلوں میں مرغی کا گوشت

سوال:... عمرہ یا حج کے لئے سعودی عرب جانا ہوتا ہے تو وہاں قیام کے عرصے میں گوشت خصوصاً مرغی کے گوشت کا استعمال کیسا ہے؟ وہاں جو مرغی آتی ہے وہ دُوسرے ممالک سے آتی ہے، عام پبلک تو خیال نہیں کرتی اور وہ استعمال کرتی ہے، جبکہ دین دار طبقہ خصوصاً تبلیغی حضرات بالکل اس گوشت سے اجتناب کرتے ہیں۔ ہوٹلوں میں سالن اور روسٹ مرغی وہ استعمال ہوتی ہے جو باہر سے آئی ہوئی ہوتی ہے کیونکہ سستی بھی ہوتی ہے اور بظاہر اچھی بھی۔ اب سوال یہ ہے کہ ہم اس روسٹ مرغی یا سالن والی مرغی کو استعمال کریں یا نہیں؟ سعودی حکومت یہ کہتی ہے یا جو مرغی منگواتے ہیں وہ یہ کہتے ہیں کہ ذبیحہ حلال ہے، دُوسری طرف دین دار طبقہ خصوصاً تبلیغی حضرات کو اس پر بالکل اعتبار نہیں، اب آپ سے اس بارے میں دریافت کرنا ہے کہ آپ کا کیا فتویٰ ہے؟

جواب:... باہر ملکوں سے جو مرغی آتی ہے اوّل تو اس کے بارے میں یہ معلوم نہیں کہ وہ صحیح طور پر ذبح بھی کرتے ہیں یا نہیں؟ اس کے علاوہ مرغی کاٹنے والوں کا اُصول یہ ہے کہ جونہی مرغی کو ذبح کرتے ہیں وہ اس کو کھولتے ہوئے پانی میں ڈال دیتے ہیں تاکہ اس کے پَر وغیرہ صاف ہوسکیں اور تمام آلائش اس کے اندر ہوتی ہے، اس لئے وہ مرغی ناپاک ہوجاتی ہے اور اس کا کھانا حلال نہیں۔[۳] جہاں تک مجھے معلوم ہے سعودی عرب میں خصوصاً حج وغیرہ کے موقعوں پر ہوٹلوں میں جو مرغیاں روسٹ کی جاتی ہیں وہ اسی قسم کی ناپاک مرغیاں ہوتی ہیں اس لئے ان کا کھانا حلال نہیں۔

---

(۱) "فَمَنِ اضْطُرَّ فِیْ مَخْمَصَةٍ غَیْرَ مُتَجَانِفٍ لِاِثْمٍ فَاِنَّ اللهَ غَفُوْرٌ رَّحِیْمٌ۔ (المائدة:۳)۔

(۲) منها (أی ومن شرائط الذكاة) أن يكون مسلمًا أو كتابيًا فلا تؤكل ذبيحة مجوسی وأهل الشرك والوثنی وذبيحة المرتد .... وتؤكل ذبيحة أهل الكتاب لقوله تعالٰى: "وطعام الذين أوتوا الكتٰب حل لكم" والمراد منه ذبائحهم. (بدائع الصنائع، كتاب الذبائح والصيود ج:۵ ص:۴۵ طبع ايج ايم سعيد)۔

(۳) ولو القيت دجاجة حالة الغليان فی الماء قبل أن يشق بطنها لتنتف أو كرش قبل الغسل لَا يطهر أبدا .... وهو معلل بتشربها النجاسة المتخللة فی اللحم بواسطة الغليان. (فتح القدير ج:۱ ص:۱۴۶، باب الأنجاس، طبع دار صادر بيروت)۔

فرانس سے درآمد شدہ مرغی کا گوشت کھانا

سوال:... ہم لوگ یہاں ابوظہبی کی ایئرفورس میں سروس کر رہے ہیں، ہمارے کھانے کا انتظام ابوظہبی نیشنل ہوٹل میں ہے، کھانے میں زیادہ تر مرغی ملتی ہے، ہمیں پتا چلا ہے کہ یہ مرغی فرانس سے ذبح ہوکر آتی ہے۔ یہ نہیں معلوم کہ مرغی مسلمان کے ہاتھوں ذبح ہوتی ہے یا غیرمسلم کے۔ آپ سے پوچھنا ہے کیا یہ مرغی ہمارے لئے کھانا صحیح ہے کہ نہیں؟

جواب:... فرانس کی مرغی اگر وہ شرعی طریقے سے ذبح نہیں کی جاتی تو اس کا کھانا حلال نہیں، اور پکانا بھی حلال نہیں، اگر ذبح کرنے والا مسلمان ہو یا کتابی ہو تو حلال ہے۔[1] اور اس میں ایک قباحت یہ ہے کہ ذبح کرنے کے فوراً بعد اس کو کھولتے ہوئے پانی میں ڈال دیتے ہیں، جس سے وہ ساری مرغی ناپاک ہوجاتی ہے، اس لئے ایسے ہوٹل سے کھانا جائز نہیں۔ آپ اپنے محکمے سے مطالبہ کریں کہ آپ کو حلال کھانا دِیا جائے۔

آسٹریلیا سے درآمد کردہ بھیڑوں کا گوشت استعمال کرنا

سوال:... ایک اخباری اِطلاع کے مطابق پاکستان میں تیس ہزار بھیڑوں کی ایک کھیپ درآمد کرکے اِسلامیانِ پاکستان کو ذبح کرکے کھلادی گئی۔ یہ بھیڑیں آسٹریلیا سے درآمد کی گئی تھیں۔ جن کی دُوسری کھیپ عنقریب کراچی پہنچ رہی ہے، ان کی خریداری پر ۵ء۱ملین ڈالر خرچ آیا۔ چونکہ یہ وہ بھیڑیں ہیں جو قابلِ اِستعمال نہیں رہیں، اس لئے طبّی ماہرین کے مطابق ایسی بھیڑوں کا گوشت صحت کے لئے مضر ہوتا ہے۔ یہ بھیڑیں ۱۸ ماہ سے ۲ برس تک کی ہیں، اور آسٹریلیا کی اُونی صنعت کے زیرِ اِستعمال رہی ہیں۔ آسٹریلیا میں قانون کے مطابق مقرّرہ وقت کے بعد ایسی بھیڑوں کو ہلاک کردیا جاتا ہے۔ نقصان سے بچنے کے لئے ملی بھگت کے تحت دونوں اَطراف کے تاجروں نے ان مذکورہ جانوروں کو اِسلامی ممالک میں پہنچانے کا بندوبست کیا۔ چنانچہ یہ ناقابلِ اِستعمال بھیڑیں پاکستان میں درآمد کی گئیں جو محض مالی فائدے کے پیشِ نظر ہے۔ واضح رہے کہ پاگل گائے (برطانیہ) کے گوشت کی طرح ان بیمار بھیڑوں کا گوشت کھانے سے بھی اِنسان ذہنی امراض اور پاگل پن میں مبتلا ہوجاتا ہے۔ درآمد شدہ بھیڑوں کا سارا عمل محض مسلمانوں کی غفلت، کوتاہ نظری اور یہود و نصاریٰ اور ان کے آلہ کاروں کی وجہ سے ہوا۔ اس تمام تمہید کا خاص قابلِ توجہ امر یہ ہے کہ متذکرہ درآمد شدہ بھیڑوں کو سوَر Pig-Swine خنزیر کے تخم سے گابھن Cross Breeding کیا جاتا ہے۔ تاکہ فرنگی کے مخصوص جنین کے ملاپ سے زیادہ سے زیادہ چربی والی فربہ نسل حاصل کی جاسکے۔ ذہن نشین رہے کہ اہلِ مغرب سوَر کے تخم ریزی سے گائے، بکری اور اُونٹنی کو بھی ''ٹیسٹ ٹیوب'' کے پروسیس کے ذریعے لیبارٹری میں جدید سائنسی طریقے کے تحت بارآورگی کا عمل قرار پاجانے پر فربہ نسل کے متذکرہ جانور حاصل کرتے ہیں۔ اس ضمن میں جواب عنایت فرمائیں کہ درآمد شدہ بھیڑوں اور دیگر متذکرہ جانوروں کو مسلمان کھاسکتے ہیں؟ کیا یہ مسلمانوں کو حرام کھلائے جانے کا باعث نہیں؟ اور کیا پاگل بھیڑوں کو کھانا جائز ہے؟ واضح رہے پاگل گائے یا پاگل بھیڑ سائنسی اِصطلاح ہے، ظاہراً یہ جانور صحت مند ہی نظر آتے ہیں۔

---

(۱) ومنها أن يكون مسلمًا أو كتابيًا فلا تؤكل ذبيحة أهل الشرك والمرتد ... إلخ۔ (فتاویٰ عالمگیری ج:۵ ص:۲۸۵)۔

جواب:... یہاں دو مسئلے ہیں۔ ایک یہ کہ اگر حلال جانور بیمار ہو اور اس کا گوشت مضرِ صحت ہو، تو اس کا کھانا اگرچہ حلال ہے، مگر طبّی نقطۂ نظر سے ممنوع ہے۔[1] دُوسرا مسئلہ یہ ہے کہ جو جانور حلال اور حرام جانور کے ملاپ سے پیدا ہوا، وہ اپنی ماں کے تابع ہے۔ اگر اس کی ماں حلال ہے تو یہ بھی حلال ہے، اور اگر ماں حرام ہے تو یہ بھی حرام ہے۔[2] تاہم ایسے جانور کا کھانا کراہت سے خالی نہیں۔ اس سے معلوم ہوا کہ ان مشکوک بھیڑوں کی درآمد ممنوع ہے، حکومت کا فرض ہے کہ ان کی درآمد پر پابندی عائد کرے۔

آسٹریلیا سے درآمد شدہ گوشت اِستعمال کرنا

سوال:... آپ کی توجہ اخبار ''جنگ'' مؤرخہ ۴؍جولائی ۱۹۹۵ء صفحہ:۱۰ کالم:۱، پر شائع شدہ خبر بعنوان ''آسٹریلیا سے درآمد شدہ گوشت یوٹیلیٹی اسٹور کے ذریعے فراہم کیا جائے گا۔'' آسٹریلیا سے درآمد کئے جانے والے گوشت کو کولڈ اسٹوریج کی سہولت نہ ہونے کی وجہ سے عام لوگوں تک پہنچانے میں دُشواری کا سامنا ہے، اس سلسلے میں آسٹریلیا کے ٹریڈ کمشنر نے صورتِ حال کی وضاحت کرتے ہوئے کہا کہ مستقبل میں جب اکثر قصاب کے پاس ریفریجریشن کی سہولت ہوگی تو پھر یہ گوشت عوام تک بھی آسانی سے میسر ہوگا۔ انہوں نے کہا کہ آسٹریلیا سے حاصل کیا جانے والا یہ گوشت اِنتہائی معیاری اور موزوں قیمت پر میسر ہوگا۔ اسلام آباد کے عوامی مرکز میں آسٹریلین گوشت کی سہولت حاصل ہوگی، اور جلد ہی ملک میں قائم یوٹیلیٹی اسٹوروں سے بھی یہ گوشت حاصل کیا جاسکے گا۔

درج بالا خبر کے حوالے سے معلوم کرنا ہے کہ کیا مسلمان اپنے کھانے پینے کی اشیاء کے معیار کے تعین کو کسی غیرمسلم کے حوالے کرسکتا ہے؟ غیرمسلم قادیانی بالخصوص اور دیگر غیرمسلم اقوام بھی جب مسلمان کو ذہنی طور پر اپنی طرف آمادہ کرنے پر ناکام ہوجاتی ہیں تو ان کو اپنے ہاتھوں سے ذبح کیا ہوا گوشت کھلانا شروع کردیتے ہیں، اور اس طرح مسلمان کا قلب آہستہ آہستہ سیاہ ہونے لگتا ہے، اور اس کا دِل و دِماغ، حرام و حلال کی تمیز کھو بیٹھتا ہے، اور پھر کفر کی جانب مائل ہوجاتا ہے۔

جواب:... خط تو آپ کا شائع کردیا، اور اس پر آپ کا بلیغ تبصرہ بھی۔ ہمارے یہاں کی مذہبی تنظیموں اور سیاسی جماعتوں کو، حکومت کے اس اِقدام کے خلاف بھرپور اِحتجاج کرنا چاہئے کہ حکومت غیرمسلم ملک سے سڑا ہوا مردار گوشت مسلمانوں کو کھلانے سے باز رہے۔ اور میں مسلمانوں سے بھی درخواست کرتا ہوں کہ اس سڑے ہوئے گوشت کے اِستعمال سے اِجتناب کریں اور اس کا مکمل بائیکاٹ کریں۔

بحری جہاز پر عیسائی کے ہاتھ کا ذبح شدہ جانور کا گوشت کھانا

سوال:... مسئلہ یہ ہے کہ میرے خالو بیرونِ ملک ایک بحری جہاز میں ملازم ہیں۔ جو اکثر یورپی ممالک میں سفر کرتے ہیں، الحمدللہ صوم و صلوٰۃ کے پابند ہیں اور دورانِ سفر بھی پابندی کرتے ہیں۔ لہٰذا مسئلہ یہ ہے کہ اکثر اوقات یورپی ممالک کا سفر کرتے ہیں اور

---

(۱) الضرر يدفع بقدر الإمكان۔ (شرح المجلة المادة: ۳۱ ص: ۳۲، طبع حبيبيه كوئٹه)۔

(۲) التابع تابع .... التابع لا يفرد بالحكم۔ (شرح المجلة المادة: ۴۷/۴۸ ص: ۳۹، طبع حبيبيه كوئٹه)۔

کبھی دو مہینے، کبھی ڈھائی مہینے سفر کرتے ہیں۔ سفر زیادہ تر جنوبی امریکا، رُوس، آسٹریلیا، جاپان کا ہوتا ہے۔ خالو کہتے ہیں کہ دورانِ سفر ہمیں جو کھانا ملتا ہے وہ اکثر گوشت ہوتا ہے، جو کھانا پکاتے ہیں وہ باورچی عیسائی ہیں، اور جانور بھی وہی لوگ ذبح کرتے ہیں، لہٰذا ہمیں بھی کھانا پڑتا ہے۔ ہم ان سے کہتے ہیں کہ ہم یہ کھانا نہیں کھاتے۔ تو وہ کہتے ہیں: نہ کھاؤ۔ ہم ان سے کہتے ہیں کہ سبزیاں پکاؤ۔ وہ یہ دلیل دیتے ہیں کہ سفر زیادہ عرصہ ہوتا ہے لہٰذا سبزیاں خراب ہوجاتی ہیں، جبکہ گوشت کو فریج میں محفوظ کیا جاسکتا ہے، لہٰذا ہم یہ کھانا، کھانے پر مجبور ہیں، جبکہ اس کے متبادل ہمارے پاس کوئی اور دُوسرا راستہ نہیں۔ بعض پاکستانی دوست کہتے ہیں کہ نوکری چھوڑ دو، نوکری چھوڑ کر میں کیا کروں؟ جبکہ یہاں ہمارے ملک میں نوکریاں اتنی آسانی سے نہیں ملتیں، اور کسی اچھی نوکری کے لئے درخواست دیں تو بغیر رِشوت نوکری نہیں ملتی، لہٰذا آپ میری مجبوری کو پیشِ نظر رکھ کر قرآن وسنت کی روشنی میں مجھے جواب سے مطمئن فرمائیں۔

جواب:... اگر عیسائی "بسم اللہ، اللہ اکبر" کہہ کر جانور کو ذبح کرتے ہیں، تو اس جانور کا کھانا حلال ہے۔ [1]

بازار کے گوشت کے کباب اِستعمال کرنا

سوال:... بازار میں سیخ کباب جو کبابی فروخت کرتے ہیں، تو یہ لوگ بھی گوشت کو نہیں دھوتے، اور قیمہ باریک ہونے کی وجہ سے دُھلنا بھی دُشوار ہوتا ہے، یعنی کباب کے ساتھ ہمارے پیٹ میں خون بھی جاتا ہے۔

جواب:... یہ بھی حلال ہے۔ [2]

---

(۱) ومنها أن يكون مسلمًا أو كتابيًا .... ثم انما تؤكل ذبيحة الكتابي إذا لم يشهد ذبحه ولم يسمع منه شيء أو شهد وسمع منه تسمية الله تعالىٰ وحده۔ (فتاویٰ عالمگیری ج:۵ ص:۲۸۵، کتاب الذبائح، طبع رشیدیه کوئٹه)۔

(۲) "قُلْ لَّآ اَجِدُ فِیْ مَآ اُوْحِیَ اِلَیَّ مُحَرَّمًا عَلٰی طَاعِمٍ یَّطْعَمُهٗٓ اِلَّآ اَنْ یَّکُوْنَ مَیْتَةً اَوْ دَمًا مَّسْفُوْحًا" الآية (الأنعام:۱۴۵)۔

قربانی کا گوشت

قربانی کے گوشت کی تقسیم

سوال:... قربانی کے گوشت کی تقسیم کس طرح کرنی چاہئے؟

جواب:... جس جانور میں کئی حصہ دار ہوں تو گوشت وزن کر کے تقسیم کیا جائے، اندازے سے تقسیم نہ کریں۔[1] افضل ہے کہ قربانی کا گوشت تین حصے کر کے ایک حصہ اپنے اہل و عیال کے لئے رکھا جائے، ایک حصہ احباب و اعزّہ میں تقسیم کرے، ایک حصہ فقراء و مساکین میں تقسیم کرے۔ اور جس شخص کے عیال زیادہ ہوں وہ تمام گوشت خود بھی رکھ سکتا ہے۔[2] قربانی کا گوشت فروخت کرنا حرام ہے،[3] ذبح کرنے والے کی اُجرت میں گوشت یا کھال دینا جائز نہیں، اُجرت علیحدہ سے دینی چاہئے۔[4]

قربانی کے بکرے کی رانیں گھر میں رکھنا

سوال:... قربانی کے لئے حکم ہے کہ جانور صحت مند خوبصورت ہو اور ذبح کرنے کے بعد اس کو برابر تین حصوں میں تقسیم کیا جائے، جبکہ اس وقت یہ دیکھنے میں آیا ہے کہ لوگ قربانی کے بعد بکرے کی ران وغیرہ مکمل اپنے لئے رکھ لیتے ہیں اور بعد میں ہوٹلوں میں روسٹ کرا کر لے جاتے ہیں، بلکہ یہ بھی دیکھنے میں آیا ہے کہ بکرے کی دونوں ران مع کمر کے رکھ دی جاتی ہیں۔ اس مسئلے پر حدیث اور شریعت کی رُو سے روشنی ڈالیں تاکہ قربانی کرنے والوں کو صحیح علم ہو جائے۔

---

(۱) ویقسم اللحم بالوزن لأنه موزون وإذا قسموا جزافًا لَا یجوز۔ (البحر الرائق ج:۸ ص:۱۹۸، کتاب الأضحیة، طبع دار المعرفة، فتاویٰ شامی ج:۶ ص:۳۱۷، کتاب الأضحیة، طبع سعید)۔

(۲) ویستحب أن یأکل من أضحیته ویطعم منها غیره، والأفضل أن یتصدق بالثلث ویتخذ الثلث ضیافة لأقاربه، وأصدقائه، ویدخر الثلث، ویطعم الغنی والفقیر جمیعًا کذا فی البدائع .... ولو حبس الکل لنفسه جاز، وله أن یدخر الکل لنفسه فوق ثلاثة أیام، إلّا ان إطعامها والتصدق بها أفضل، إلّا أن یکون الرجل ذا عیال غیر موسع الحال فإن الأفضل له حینئذٍ ان یدعه لعیاله ویوسع علیهم به کذا فی البدائع۔ (الفتاوی العالمگیریة، کتاب الأضحیة ج:۵ ص:۳۰۰ طبع رشیدیه کوئٹه، وأیضًا الشامیة ج:۶ ص:۳۲۷، کتاب الأضحیة، والبحر ج:۸ ص:۲۰۳، طبع دار المعرفة)۔

(۳) ولَا یحل بیع شحمها وأطرافها ورأسها وصوفها وبرها وشعرها ولبنها ...إلخ۔ (عالمگیریة ج:۵ ص:۳۰۱ طبع بلوچستان بک ڈپو)۔ وقوله علیه السلام: من باع أضحیة، فلا أضحیة له، یفید کراهة البیع۔ (البحر الرائق، کتاب الأضحیة ج:۸ ص:۳۲۷)۔

(۴) ولَا یعطی أُجرة الجزار منها شیئًا والنهی عنه نهیٌ عن البیع لأنه فی معنی البیع ...إلخ۔ (البحر الرائق ج:۸ ص۲۰۳، کتاب الأضحیة، طبع دار المعرفة، الفتاوی الشامیة ج:۶ ص:۳۲۸، کتاب الأضحیة)۔

جواب:... افضل یہ ہے کہ قربانی کے گوشت کے تین حصے کئے جائیں، ایک فقراء کے لئے، ایک دوست احباب کے لئے، اور ایک گھر کے لئے۔ لیکن اگر سارا تقسیم کردیا جائے یا گھر میں رکھ لیا جائے تو بھی کوئی حرج نہیں،[1] بشرطیکہ قربانی صحیح نیت کے ساتھ کی تھی، صرف گوشت کھانے یا لوگوں میں سرخ رُوئی کے لئے قربانی نہیں کی تھی۔[2]

قربانی کا گوشت شادی میں کھلانا

سوال:... ہمارے محلے میں ایک صاحب نے گائے کی قربانی تیسرے دن کی اور چوتھے دن انہوں نے اپنی لڑکی کی شادی کی اور قربانی کا آدھے سے زیادہ گوشت دعوتِ شادی میں لوگوں کو کھلا دیا، کیا ان کی قربانی ہوگئی؟

جواب:... اگر قربانی صحیح نیت سے کی تھی تو اِن شاء اللہ ضرور قبول ہوگی، اور قربانی کا گوشت گھر کی ضرورت میں استعمال کرنا جائز ہے، اگرچہ افضل یہ ہے کہ ایک تہائی صدقہ کردے، ایک تہائی دوست احباب کو دے، ایک تہائی خود کھائے۔[3]

کیا سارا گوشت خود کھانے والوں کی قربانی ہوجاتی ہے؟

سوال:... بقرعید پر ہمارے گھر قربانی ہوتی ہے تو میرے بھائی اس کے تین حصے کرتے ہیں، ایک گھر میں رکھ لیتے ہیں، دو حصے محلے اور رشتہ داروں میں تقسیم کردیتے ہیں، جبکہ ہمارے محلے میں اکثر لوگ سارا گوشت گھر ہی میں کھالیتے ہیں، محلے اور رشتہ داروں میں ذرا سا تقسیم کردیتے ہیں اور کئی دن تک کھاتے ہیں۔ ضرور بتائیے گا کہ کیا ایسے لوگوں کی قربانی ہوجاتی ہے؟

جواب:... آپ کے بھائی جس طرح کرتے ہیں وہ بہتر ہے، باقی سارا گوشت اگر گھر پر کھالیا قربانی جب بھی صحیح ہے،[4] بشرطیکہ نیت قربانی کی ہو، صرف گوشت کھانے کی نہ ہو۔[5]

قربانی کے گوشت کا اسٹاک جائز ہے

سوال:... شرعی اَحکام کے مطابق قربانی کے گوشت کی تقسیم غرباء، مسکین، عزیز و اقارب، اَڑوس پڑوس اور جو مستحق ہو ان میں کی جائے، لیکن عام طور پر یہ دیکھنے میں آرہا ہے کہ اکثر گھروں میں بقرعید کی قربانی کے گوشت کا کچھ حصہ تو تقسیم کردیا جاتا ہے اور

---

(۱) الأفضل أن يتصدق منها الثلث، ويدخر الثلث ضيافة للأقارب والثلث لنفسه، فإن لم يتصدق بشيء منها جاز۔ (الجوهرة النيرة ج:۲ ص:۲۸۵، كتاب الأضحية)۔ أيضًا: والأفضل أن يتصدق بالثلث ويتخذ الثلث ضيافة لأقاربه وأصدقائه ويدخر الثلث .... ولو تصدق بالكل جاز، ولو حبس الكل لنفسه جاز ...إلخ۔ (فتاویٰ عالمگيری، كتاب الأضحية، الباب الخامس ج:۵ ص:۳۰۰، طبع رشيديه كوئٹه)۔

(۲) وفي الدر المختار: وإن كان شريک الستة نصرانيًا أو مريد اللحم لم يجز عن واحد۔ (الدر المختار على رد المحتار ج:۶ ص:۳۲۶، كتاب الأضحية، طبع ايچ ايم سعيد)۔

(۳) ایضاً حاشیہ نمبر ۱ دیکھیں۔

(۴) ایضاً۔

(۵) ایضاً حاشیہ نمبر ۲ ملاحظہ فرمائیں۔

زیادہ بچا ہوا گوشت فرج، ڈیپ فریزر میں بھر کر رکھ دیا جاتا ہے اور اپنے استعمال کے ساتھ ساتھ نیاز نذر میں بھی استعمال کیا جاتا ہے، اور یہ گوشت آئندہ بقرعید تک استعمال میں آتا رہتا ہے جبکہ زیادہ عرصہ فرج اور فریزر میں رہنے سے اس کی ماہیت اور ذائقہ بھی بے حد خراب ہوجاتا ہے، اور اسے دیکھنے اور کھانے میں کراہیت آتی ہے، لہٰذا اس سلسلے میں شرعی طور پر مطلع فرمادیجئے کہ کیا بقرعید کا گوشت آئندہ بقرعید (ایک سال) تک اسٹاک کیا جاسکتا ہے؟

جواب:... افضل تو یہ ہے کہ قربانی کے گوشت کے تین حصے کئے جائیں، ایک حصہ گھر کے لئے، ایک دوست احباب کے لئے، اور ایک فقراء و مساکین کے لئے، لیکن اگر کوئی شخص سارا گھر میں رکھ لیتا ہے یا ذخیرہ کرلیتا ہے تب بھی جائز ہے، اور جب گوشت کا رکھنا جائز ہوا تو اس کا استعمال کسی بھی جائز مقصد کے لئے صحیح ہے۔ (۱)

قربانی کا گوشت غیرمسلم کو دینا

سوال:... کیا قربانی کا گوشت غیرمسلم کو دیا جاسکتا ہے؟

جواب:... دیا جاسکتا ہے، (۲) بشرطیکہ نذر کی قربانی نہ ہو۔ (۳)

منّت کی قربانی کا گوشت صرف غریب لوگ کھاسکتے ہیں

سوال:... میری والدہ صاحبہ نے میری نوکری کے سلسلے میں منّت مانی تھی کہ اگر میرے بیٹے کو مطلوبہ جگہ نوکری مل گئی تو میں اللہ کے نام پر قربانی کروں گی، بحمداللہ نوکری مل گئی، خدا کا شکر ہے، لیکن کافی عرصہ گزر گیا ابھی تک منّت پوری نہیں کی، اس میں سستی اور دیر ضرور ہوئی ہے لیکن اس میں ہماری نیت میں کوئی فتور نہیں، صرف یہ مطلوب ہے کہ اس کا طریقۂ کار کیا ہو جو صحیح اور عین اسلامی ہو؟ اس میں اختلافِ رائے یہ ہے کہ جس جانور کی قربانی کی جائے اس کا گوشت رشتہ داروں، گھر کے افراد کے لئے جائز ہے یا یہ پورا کا پورا غریب و مسکین یا کسی دارالعلوم مدرسہ کو دے دینا چاہئے؟

جواب:... آپ کی والدہ کے ذمہ قربانی کے دنوں میں قربانی واجب ہے، اور اس گوشت کا فقراء پر تقسیم کرنا لازم ہے۔ منّت کی چیز غنی اور مال دار لوگ نہیں کھاسکتے جس طرح کہ زکوٰۃ اور صدقۂ فطر مال داروں کے لئے حلال نہیں۔ (۴)

---

(۱) گزشتہ صفحے کا حاشیہ نمبرا ملاحظہ فرمائیں۔

(۲) ویهب منها ماشاء للغنی والفقیر والمسلم والذمی۔ (فتاویٰ عالمگیری ج:۵ ص:۳۰۰، کتاب الأضحیة)۔

(۳) فأمّا الصدقة الواجبة منها کالأضحیة المنذورة مثلًا فلا یجزئ دفعها إلٰی کافر ... إلخ۔ (إعلاء السنن ج:۱۷ ص:۲۸۸، طبع إدارة القرآن کراچی)۔

(۴) إن وجبت بالنذر فلیس لصاحبها أن یأکل منها شیئًا ولَا أن یطعم غیره من الأغنیاء سواء کان الناذر غنیًّا أو فقیر، لیس للمتصدق أن یأکل صدقته ولَا أن یطعم الأغنیاء۔ (عالمگیری ج:۵ ص:۳۰۰، کتاب الأضحیة)۔ أیضًا: وأمّا فی الأضحیة المنذورة سواء کانت من الغنی أو الفقیر فلیس لصاحبها أن یأکل ولَا أن یؤکل الغنی هٰکذا فی النهایة۔ (عالمگیریة ج:۵ ص:۳۰۰، کتاب الأضحیة، طبع رشیدیه کوئٹه)۔

قربانی کی کھالوں کے مصارف

چرمہائے قربانی، مدارسِ عربیہ کو دینا

سوال:... ہمارے شہر کے کسی خطیب صاحب نے کسی جمعہ میں اس مسئلے پر وضاحت فرمائی کہ مالِ زکوٰۃ و چرمہائے قربانی، تعمیرِ مدارس وتنخواہِ مدرّسین میں صَرف کرنا جائز نہیں۔ اس سے کافی عرصہ پہلے لوگوں میں یہ دستور تھا کہ زکوٰۃ یا قربانی کے چمڑے وغیرہ خاص طور پر دِینی خدمت کی وجہ سے مدارسِ عربیہ میں پہنچادیتے تھے۔ اس سال قربانی کے موقع پر جب مولانا صاحب کی تقریر سنی تو انہوں نے بجائے مدارس کے، گھومنے پھرنے والے فقیروں میں یہ رقم صَرف کردی، جس کی وجہ سے ظاہری طور پر مدرسوں کو نقصان ہوا، اور عوام کو بھی یہ شبہ دِل میں جم چکا ہے کہ جب گناہ ہے تو ہم کیوں صَرف کریں؟ اس لئے خدمتِ اقدس میں گزارش ہے کہ اس مسئلے کو باقاعدہ وضاحت سے تحریر فرمادیں تاکہ شکوک رفع ہوجائیں۔

جواب:... خطیب صاحب نے جو مسئلہ بیان فرمایا وہ اس پہلو سے دُرست ہے کہ چرمہائے قربانی مدارس یا مساجد کی تعمیر میں اور مدارس کے مدرّسین کی تنخواہ میں صَرف کرنا جائز نہیں ہے۔[۱] لیکن مدارس میں جو چرمہائے قربانی دی جاتی ہیں وہ مدارس کی تعمیر یا مدرّسین کی تنخواہوں میں صَرف نہیں کی جاتیں بلکہ علمِ دِین حاصل کرنے والے غریب ونادار طلباء پر صَرف کی جاتی ہیں۔ لہٰذا مدارس میں چرمہائے قربانی کی رقم دینا بالکل جائز ہے، بلکہ موجودہ زمانے میں مدارس میں چرمہائے قربانی دینا زیادہ بہتر ہے، اس لئے کہ اس میں غریب طلباء کی اِمداد بھی ہے اور علمِ دِین کی خدمت بھی۔

کھال کیسے اِدارے کو دے سکتے ہیں؟

سوال:... کھالوں کا سب سے بہترین مصرف ہر وہ اِدارہ ہے جو کہ دِین کی خدمت کر رہا ہو، جیسے کہ آج کل دِینی مدارس وغیرہ، لیکن پوچھنا یہ ہے کہ آج ہر قوم والے خدمتِ خلق کے جذبہ سے جمع کرتے ہیں، تو کیا ہر آدمی اپنی برادری والوں کو دے سکتا ہے؟ اور اسی طرح دُوسرے لوگوں کو جو کہ دعویدار ہیں خدمتِ خلق کے، حالانکہ حقیقت میں ایک بھی اپنے دعوے میں سچا نہیں ہے، بلکہ ہر ایک

---

(۱) ویتصدق بجلدها أو یعمل منه .... لَا بمستهلک کخل ولحم ونحوه کدراهم فإن بیع اللحم أو الجلد به أی بمستهلک أو بدراهم تصدق بثمنه ...إلخ۔ (درمختار مع رد المحتار ج:۶ ص:۳۲۸، کتاب الأضحیة)۔ ولَا یصرف إلٰی بناء نحو مسجد (وفی الشامیة) قوله نحو مسجد: کبناء القناطر والسقایات وإصلاح الطرقات وکری الأنهار والحج والجهاد وکل ما لَا تملیک فیه۔ (رد المحتار مع الدر المختار ج:۲ ص:۳۴۴، کتاب الزکاة)۔ (ویتصدق بجلدها أو یعمل منه نحو غربال أو جراب) لأنه جزء منها وکان له التصدق والإنتفاع به۔ (بحر الرائق ج:۸ ص:۱۷۸، کتاب الأضحیة)۔

اپنے نفس کے تقاضوں کو پورا کرنے میں اس کی رقم خرچ کرتا ہے، بتلائیے کہ کیا کریں؟ یہ بھی بتلائیں کہ کھال دیتے وقت کیا نیت کرنی چاہئے؟ اور اس کو دینے کے لئے کیا شرائط ہیں؟ اور صحیح مصرف بتلائیں؟

جواب:... قربانی کی کھال فروخت کردی جائے تو اس رقم کا صدقہ کرنا واجب ہے، لہٰذا قربانی کی کھال ایسے اِدارے یا جماعت کو دی جائے جس کے بارے میں پورا اطمینان ہو کہ وہ صحیح مصرف پر خرچ کرے گی۔ (۱)

قصائی کا قربانی کی کھال کو اپنے پاس رکھ لینا

سوال:... بقرعید کی قربانی پر یہاں مذبح والے جانور ذبح کرکے کھال اُتار کر گوشت دے دیتے ہیں، جبکہ کھال انہیں کے پاس رہ جاتی ہے، اور یہ معلوم بھی نہیں کہ کھال وہ کیا کرتے ہیں، ایسے میں قربانی کرنے والے کی قربانی دُرست ہوئی یا نہیں؟

جواب:... ان کو ذبح کرنے کی اُجرت دے دی جائے۔ کھال، ذبح کرنے کی اُجرت میں نہ دی جائے۔ (۲)

قربانی کی کھال گوشت کی طرح ہر کسی کو دے سکتے ہیں

سوال:... قربانی کا گوشت کسی کو بھی دے سکتے ہیں، لیکن کھال کے لئے قید کیوں ہے؟ وہ بھی گوشت کی طرح دے سکتے ہیں یا نہیں؟ اس کے لئے مستحق شخص کی پابندی کس وجہ سے ہے؟

جواب:... قربانی کی کھال جب تک فروخت نہیں کی گئی، اس کا حکم گوشت کا ہے، اور کسی کو بھی دے دینا جائز ہے،(۳) فروخت کے بعد اس کا صدقہ واجب ہے، وہ غریب ہی کو دے سکتے ہیں۔ (۴)

اِمامِ مسجد کو چرمِ قربانی دینا کیسا ہے؟

سوال:... چرمِ قربانی اِمامِ مسجد کو دینا جائز ہے یا نہیں؟ براہِ کرم اس مسئلے کو ذرا تفصیل سے بیان فرماکر مشکور فرمائیں۔

جواب:... اگر اِمامِ مسجد کی اِمامت کی تنخواہ یا وظیفہ علیحدہ مقرّر ہو اور تقرّر کے وقت اس کے ساتھ صریحاً یا اشارۃً یہ بات طے نہ ہوئی ہو کہ اِمام کی حیثیت سے ہم آپ کو قربانی کی کھالیں بھی دیا کریں گے، اور وہ اِمام بھی کھالوں کو مقتدیوں پر اپنا حق نہ سمجھے، تو اس صورت میں اگر مقتدی واقعتاً گوشت کے ہدیہ کی طرح کھال کا بھی ہدیہ دے دیں تو جائز ہے۔(۵) لیکن اگر دونوں طرف سے نیت یہی ہو

---

(۱) فإن باع الجلد أو اللحم بالفلوس .... تصدق بثمنه. (الجوهرة النيرة ج:۲ ص:۲۸۶، كتاب الأضحية، البحر الرائق ج:۸ ص:۲۰۳، كتاب الأضحية، طبع دار المعرفة، شامی ج:۶ ص:۳۲۸، كتاب الأضحية، طبع سعيد).

(۲) ولَا يعطى أُجرة الجزار منها لأنه كبيع. (حاشية رد المحتار ج:۶ ص:۳۲۸، كتاب الأضحية).

(۳) گزشتہ صفحے کا حاشیہ نمبر۱ دیکھیں۔

(۴) ایضاً حاشیہ نمبر۱ دیکھیں۔

(۵) ويتصدق بجلدها أو يعمل منه .... لَا بمستهلك كخل ولحم ونحوه كدراهم فإن بيع اللحم أو الجلد به أی بمستهلك أو بدراهم تصدق بثمنه. (شامی ج:۶ ص:۳۲۸، كتاب الأضحية، طبع سعيد).

کہ یہ اِمامت کے عوض کے طور پر دی جارہی ہیں تو ظاہری تأویل کر کے ہدیہ نام رکھنے سے ان کو دینا جائز نہیں ہوگا۔[1] اِمامِ مسجد اگر غریب ہو اور اس کی تنخواہ اور اُجرت کی نیت کے بغیر صرف غریب یا عالم اور حافظ سمجھ کر اس کو کھالیں دی جائیں تو میری رائے میں نہ صرف یہ جائز بلکہ بہتر ہے، ایسے علماء و حفاظ اگر محتاج ہوں تو ان کی اِمداد کرنا سب سے بڑھ کر اَولیٰ ہے۔

صاحبِ حیثیت اِمام کو قربانی کی کھالیں اور صدقۂ فطر دینا

سوال:... اگر ایک اِمام جو صاحبِ حیثیت ہو اور تنخواہ دار بھی ہو، اور پھر عیدالفطر کا فطرانہ اور عیدالاضحیٰ کی قربانیوں کے چمڑے کے پیسے خود مانگے اور کہے کہ اس بات کا میں خود ذمہ دار ہوں کہ مجھ پر ان چیزوں کے پیسے لگتے ہیں۔ آپ اسلام کی شرعی حیثیت سے اس مسئلے کا مفصل جواب دیں، نیز یہ بھی بتائیں کہ اس اِمام کے پیچھے نماز ہوگی یا نہیں؟ اگر ہوگی تو کس طرح؟ اور اگر نہ ہوگی تو کس طرح؟ وضاحت کے ساتھ جواب دیں۔

جواب:... اِمام کو بحقِ اُجرت تو صدقۂ فطر اور قربانی کی کھالیں دینا جائز نہیں[2]، البتہ اگر وہ نادار اور عیال دار ہونے کی وجہ سے زکوٰۃ کا مستحق ہے تو اپنی ناداری کی وجہ سے وہ دُوسروں سے زیادہ مستحق ہے۔ رہا یہ کہ زکوٰۃ کا مستحق ہے یا نہیں؟ اس بارے میں اگر اس کی بات پر اِعتماد نہ ہو تو اپنی صوابدید پر عمل کیا جائے۔ اگر وہ اِمام نیک اور متدین ہے تو نماز اس کے پیچھے دُرست ہے۔

چرمِ قربانی یا صدقۂ فطر اگر غریب آدمی لے کر بخوشی مسجد و مدرسہ کو دے تو جائز ہے

سوال:... کسی غریب آدمی کو قربانی کی کھال اور صدقۂ فطر ملا، اب اگر وہ آدمی چاہے کہ کھال اور صدقہ مسجد یا مدرسہ کو دیدے تو یہ جائز ہوگا یا ناجائز؟ کیا مسجد و مدرسہ میں اس کو تعمیر پر خرچ کیا جاسکتا ہے؟

جواب:... قربانی کی کھالوں یا صدقۂ فطر کی رقم کا فقیر یا مسکین کو مالک بنانا ضروری ہے، اس لئے مسجد اور مدرسہ کی تعمیر پر اس رقم کو صَرف نہیں کیا جاسکتا۔[3] اگر کسی مسکین یا غریب شخص کو ان اشیاء کا مالک بنایا اور وہ برضا و رغبت مسجد یا مدرسہ میں چندہ دیدے تو اَب اس رقم کی صورت تبدیل ہوگئی اور وہ قربانی کی کھالوں کی قیمت یا صدقۂ فطر نہیں رہی، اس لئے اب وہ مسجد یا مدرسہ کی تعمیر میں دیگر چندوں کی طرح صَرف کی جاسکتی ہے۔[4]

فلاحی کاموں کے لئے قربانی کی کھالیں جمع کرنا

سوال:... اگر کوئی جماعت فلاحی کاموں کے نام سے قربانی کی کھالیں اور چندہ وصول کرے تو ان کو قربانی کی کھالیں اور

---

(۱) عن علي أن النبی صلی الله علیه وسلم أمره أن یقوم علی بدنه وأن یقسم بدنه کلها لحومها وجلودها وجلالها ولَا یعطی فی جزارتها شیئًا۔ (بخاری ج:۱ ص:۲۳۲)۔ ویشترط ان الصرف تملیکًا لَا إباحةً کما مر۔ (درمختار ج:۲ ص:۳۴۴)۔

(۲) ایضاً حوالہ بالا۔

(۳) ولَا یصرف إلٰی بناء نحو مسجد وفی الشامیة (قوله نحو مسجد) کبناء القناطر والسقایات وإصلاح الطرقات وکری الأنهار والحج والجهاد وکل ما لَا تملیک فیه۔ (شامی ج:۲ ص:۳۴۴، کتاب الزکاة)۔

(۴) قلنا ان الحیلة أن یتصدق علی الفقیر ثم یأمره بفعل هٰذه الأشیاء۔ (درمختار ج:۲ ص:۳۴۵)۔

چندہ دینا چاہئے یا نہیں؟

جواب:... قربانی کی کھالیں فروخت کرنے کے بعد ان کا حکم زکوٰۃ کی رقم کا ہے، جس کی تملیک ضروری ہے، اور بغیر تملیک کے رفاہی کاموں میں اس کا خرچ دُرست نہیں۔[1] قربانی کی کھالیں ایسے ادارے اور جماعت کو دی جائیں جو شرعی اُصولوں کے مطابق ان کو صحیح جگہ خرچ کر سکے۔

قربانی کی کھالوں کی رقم سے مسجد کی تعمیر صحیح نہیں

سوال:... صدقۂ فطر اور قربانی کی کھالوں کی رقم مسجد یا مدرسہ کی تعمیر پر خرچ ہوسکتی ہے یا نہیں؟

جواب:... زکوٰۃ، صدقۂ فطر اور چرمِ قربانی کی قیمت کا کسی فقیر کو مالک بنانا ضروری ہے، مسجد یا مدرسہ کی تعمیر میں خرچ کرنا صحیح نہیں۔[2]

اِشاعتِ کتب میں چرمِ قربانی کی رقم لگانا

سوال:... ہم چند ساتھیوں نے مل کر ایک ادارہ بنام ''ادارہ دعوت و اصلاح'' قائم کیا ہے، جس کے قیام کا مقصد علمائے کرام کی تصنیفات و تألیفات کو عام فہم انداز میں عوام تک پہنچانا ہے، نیز بدعات و رُسوماتِ مروّجہ کی روک تھام کے لئے حضرت تھانویؒ اور مختلف علمائے عظام کی تحریرات کو منظرِ عام پر لانا ہے، فی الحال اشاعتوں پر اخراجات کی تمام تر ذمہ داری کارکنانِ ادارہ پر ہے۔ چند ماہ قبل بعض ساتھیوں نے یہ رائے ظاہر کی کہ کیوں نہ ہم قربانی کی کھالوں سے حاصل شدہ رقوم کو ادارے کے فنڈ میں جمع کردیں۔ یہاں یہ بات بھی قابلِ ذکر ہے کہ ادارہ کا مقصد محض اِشاعتِ کتب ہی نہیں بلکہ اپنے ساتھیوں کی تعلیم و تربیت کے لئے رسائل کی خریداری، لائبریری کا قیام، نیز دُوسری دینی تنظیموں کے ساتھ معاونت بھی ہے، تو کیا ہم عزیزوں کے ہاں سے حاصل شدہ چرمِ قربانی کی رقوم کو ان مدوں میں لگا سکتے ہیں؟

جواب:... چرمِ قربانی سے حاصل شدہ رقوم کا حکم زکوٰۃ کی رقم جیسا ہے، لہٰذا مستحقین میں اس کی تملیک کرانا ضروری ہے، خواہ وہ نقد کی صورت میں ہو یا کتابوں وغیرہ کی صورت میں ہو۔ بہرحال ایسی مدوں میں لگانا جائز نہیں ہے جن میں تملیک کی صورت نہ پائی جائے۔[3]

مسجد سے متصل دُکانوں میں چرمِ قربانی کی رقم خرچ کرنا

سوال:... مسجد کی کمیٹی کے صدر نے لوگوں سے قربانی کی کھالیں وصول کیں اور ان کھالوں کو فروخت کردیا، بقول اس کمیٹی

(۱) گزشتہ صفحے کا حاشیہ نمبر ۳ ملاحظہ فرمائیں۔

(۲) ایضاً، نیز ص:۴۶۳ کا حاشیہ نمبر ۱ ملاحظہ ہو۔

(۳) ایضاً۔

کے صدر کے، کھالوں کی رقم مسجد کی متصل دُکانوں کی تعمیر میں صَرف کی گئی ہے۔ کیا یہ رقم جو کہ قربانی کی کھالوں کی تھی، مسجد کی دُکانوں میں لگائی جاسکتی ہے یا نہیں؟

جواب:... صورتِ مسئولہ میں چرمِ قربانی کی رقم کا مسجد سے متصل دُکانوں پر خرچ کرنا جائز نہیں ہے، اس لئے کہ قربانی کی کھالوں کو صرف انہی مصارف میں خرچ کیا جاسکتا ہے کہ جن مصارف میں زکوٰۃ کی رقم خرچ کی جاسکتی ہے، اور زکوٰۃ کے مصارف سورۂ توبہ کی آیت میں بیان کردیئے گئے ہیں۔[1] مسجد سے متصل دُکان تو دُور کی بات ہے، مسجد کی تعمیر پر بھی زکوٰۃ اور قربانی کی کھالوں کی رقم خرچ نہیں کی جاسکتی، اس لئے کہ یہ صدقاتِ واجبہ ہیں، اور صدقاتِ واجبہ میں تملیک ضروری ہے، جبکہ صورتِ مسئولہ میں تملیک مفقود ہے۔[2] مولانا اشرف علی صاحب تھانوی رحمۃ اللہ علیہ اپنے فتاویٰ میں تحریر فرماتے ہیں:

"فقہاء نے تصریح فرمائی ہے کہ جب تک کھال فروخت نہ ہو ہر شخص کو اس کا دینا اور خود بھی اس سے منتفع ہونا جائز ہے، (البتہ قصائی وغیرہ کو یا کسی اور کو اُجرت میں دینا جائز نہیں)، اور جب فروخت کردی تو اس کی قیمت کا تصدق کرنا واجب ہے، اور تصدق کی ماہیت میں تملیک مأخوذ ہے، اور چونکہ یہ صدقہ واجبہ ہے اس لئے اس کے مصارف مثل مصارفِ زکوٰۃ کے ہیں۔" (امداد الفتاویٰ ج:۲ ص:۵۳۶)

جن حضرات نے مذکورہ مسجد کی کمیٹی کے صدر کو تعمیرِ مسجد یا تعمیرِ دُکان کی غرض سے قربانی کی کھالیں دی ہیں اور صدر نے انہیں فروخت کرکے رقم حاصل کی، ان کے لئے ضروری ہے کہ وہ اس کھال کی بمقدار رقم صدقہ کریں یا مسجد کمیٹی کے صدر کھالیں دینے والوں کی اِجازت سے مستحقین میں ہی رقم صَرف کردیں۔[3]

طالبِ علم کو دُنیاوی اعلیٰ تعلیم کے لئے چرمِ قربانی کی خطیر رقم دینا

سوال:... ایک طالبِ علم جنھوں نے انجینئرنگ میں بی ای کی ڈگری حاصل کی ہے، وہ اسی شعبے میں مزید اعلیٰ تعلیم کے حصول کے لئے کینیڈا (شمالی امریکہ) کی یونیورسٹی میں داخلہ لینا چاہتے ہیں، جس کے لئے وہ یونیورسٹی سے منظوری حاصل کرچکے ہیں اور داخلے کے تمام ضروری کاغذات تیار ہیں، اور اب یونیورسٹی میں تعلیم کی فیس اور کینیڈا کے سفر کے لئے ان کو ڈیڑھ لاکھ روپے کی شدید ضرورت ہے، لیکن ان کو یہ دُشواری درپیش ہے کہ ان کے پاس ذاتی طور پر اس کا کوئی انتظام نہیں ہے، ان کی کوشش ہے کہ وہ پچھتر ہزار

---

(۱) "اِنَّمَا الصَّدَقٰتُ لِلْفُقَرَآءِ وَالْمَسٰكِيْنِ وَالْعٰمِلِيْنَ عَلَيْهَا وَالْمُؤَلَّفَةِ قُلُوْبُهُمْ وَفِي الرِّقَابِ وَالْغٰرِمِيْنَ وَفِيْ سَبِيْلِ اللهِ وَابْنِ السَّبِيْلِ، فَرِيْضَةً مِّنَ اللهِ، وَاللهُ عَلِيْمٌ حَكِيْمٌ" (التوبة: ۶۰)۔

(۲) ص:۴۶۳ کا حاشیہ نمبر۱، و ص:۴۶۵ کا حاشیہ نمبر ۳ ملاحظہ کیجئے۔

(۳) فإن بيع اللحم والجلد به أي بمستهلك أو بدراهم تصدق بثمنه... إلخ۔ (در المختار، كتاب الأضحية ج:۵ ص:۲۸۷)۔

روپے اپنے حلقۂ تعارف سے اس مقصد کے لئے جمع کرلیں تو بقیہ نصف رقم پچھتر ہزار روپے جمعیت ''چرمہائے قربانی فنڈ'' سے ان کی اعانت کردے، تاکہ وہ اعلیٰ تعلیم کے حصول کے لئے بیرون ملک جاسکیں اور اس اعلیٰ تعلیم کو ملک وقوم کی خدمت کا ذریعہ بناسکیں۔ دریافت طلب مسئلہ یہ ہے کہ کیا ایک فردِ واحد کی یہ اعانت چرمہائے قربانی کی حاصل ہونے والی رقم کی مد سے کی جاسکتی ہے یا نہیں؟ جبکہ درخواست دہندہ خود کو اس کا مستحق بتاتا ہے۔

جواب:... مجھے تو یہ قطعاً ناجائز معلوم ہوتا ہے، دُوسرے اہلِ علم سے دریافت کرلیا جائے۔ اگر ان صاحب کو یہ رقم دینی ہو تو اس کی تدبیر یہ ہوسکتی ہے کہ ان کو اتنی رقم بطور قرض کے دے دی جائے اور جب وہ خرچ کرلیں تو اس رقم سے ان کا قرض ادا کردیا جائے۔

غیرمسلم کے ذبیحے کا حکم

مسلمان اور کتابی کا ذبیحہ جائز ہے، مرتد و دہریئے اور جھٹکے کا ذبیحہ جائز نہیں

سوال:... گزارش خدمت یہ ہے کہ میری بڑی بہن امریکہ میں مقیم ہیں، ان کا مسئلہ یہ ہے کہ وہاں پر جو گوشت ملتا ہے وہ جھٹکے کا ہوتا ہے، اس لئے اس کا کھانا جائز ہے یا نہیں؟ ویسے انہوں نے اس گوشت کو ابھی تک نہیں کھایا، کیونکہ وہ سمجھتی ہیں کہ وہ ناجائز طریقے سے ذبح کیا جاتا ہے؟ مگر وہاں پر جو دُوسرے پاکستانی ہیں وہ اس کا استعمال کرتے ہیں اور ان سے کہتے ہیں کہ کراچی میں کون ہر جانور پر اللہ اکبر پڑھتا ہے؟ وہاں پر بھی گوشت ایسے ہی ذبح کیا جاتا ہے۔ آپ سے گزارش ہے کہ اس مسئلے کے بارے میں ذرا وضاحت سے تحریر کریں تاکہ وہ اس کا جواب دُوسروں کو دے سکیں، آیا وہ گوشت جائز ہے یا نہیں؟ کیونکہ گوشت کو اگر ویسے نہیں کھایا جائے تو کسی نہ کسی چیز میں، کسی نہ کسی طریقے سے وہ شامل ہوتا ہے، برائے مہربانی جواب عنایت فرمائیں۔

جواب:... جو حلال جانور کسی مسلمان یا کتابی نے بسم اللہ پڑھ کر ذبح کیا ہو اس کا کھانا حلال ہے، اور کسی مرتد، دہریئے کا ذبیحہ حلال نہیں۔[1] اسی طرح جھٹکے کا گوشت بھی حلال نہیں،[2] ہماری معلومات کے مطابق کراچی میں جھٹکے کا گوشت نہیں ہوتا۔

نوٹ:... ذبح کرتے وقت بسم اللہ پڑھنا ضروری ہے، اگر کسی مسلمان نے جان بوجھ کر بسم اللہ نہیں پڑھی تو ذبیحہ حلال نہیں ہوگا، البتہ اگر ذبح کرنے والا مسلمان ہو اور بھولے سے بسم اللہ نہیں پڑھ سکا تو ذبیحہ جائز ہے۔[3]

کن اہلِ کتاب کا ذبیحہ جائز ہے؟

سوال:... ہم دو دوست امریکہ میں رہتے ہیں، ہم کو یہاں رہتے ہوئے تقریباً بیس سال ہوگئے ہیں، مسئلہ یہ ہے کہ میرے دوست کا کہنا ہے کہ اہلِ کتاب چاہے کیسا بھی ہو اس کا ذبح کیا ہوا جانور جائز ہے، اور وہ دلیل قرآن کی آیت سے پیش کرتا ہے۔ اور میرا

---

(۱) وحل ذبیحة مسلم وکتابی لقوله تعالٰی: وطعام الذین أوتوا الکتٰب حل لکم. والمراد به ذبائحهم .... لَا مجوسی ووثنی ومرتد ومحرم وتارک التسمیة عمدًا یعنی لَا یحل ذبیحة هٰؤلَاء ... إلخ. (البحر الرائق ج:۸ ص:۱۹۱).

(۲) تفصیل کے لئے دیکھئے: فتاویٰ بینات، جلد چہارم ص:۵۹۱ تا ۵۴۵۔

(۳) ومنها (أی من شرائط الذکاة) التسمیة حالة الذکر عندنا .... ولنا قوله تعالٰی: ولَا تأکلوا ممّا لم یذکر اسم الله علیه وإنه لفسق .... ولنا ما روی عن راشد بن سعد عن النبی صلی الله علیه وسلم أنه قال: ذبیحة المسلم حلال سمّٰی أو لم یسم مالم یتعمد، وهٰذا نص فی الباب. (بدائع، کتاب الذبائح ج:۵ ص:۴۶، ۴۶). أیضًا: وحل لو ناسیًا یعنی حل المذکی لو ترک التسمیة ناسیًا. (البحر الرائق ج:۸ ص:۱۹۲، کتاب الذبائح، طبع دار المعرفة بیروت).

کہنا یہ ہے کہ ہر اہلِ کتاب کا جانور ذبح کیا ہوا جائز نہیں بلکہ ہر وہ اہلِ کتاب جو اپنی شریعتِ سابقہ پر مع اعتقاد عمل کرتا ہو اور اس کے ذبح کا طریقہ بھی وہی ہو جو ان کی کتاب میں ہے، کیونکہ ان کا اور مسلمانوں کا طریقہ ایک ہے، یعنی بسم اللہ پڑھ کر جانور ذبح کرنا، اگر اس کے خلاف ہو تو حرام ہے۔ پوچھنا یہ چاہتا ہوں کہ آیا ہم دونوں میں سے کون دُرست عمل پر ہے؟ اور اگر دونوں غلط عمل پر ہیں تو صحیح مسئلہ کیا ہے؟ براہِ مہربانی اس کو قرآن وحدیث کی روشنی میں تفصیل سے لکھیں اور اس کے ساتھ ذبح کرنے والے کے لئے کوئی شرائط ہوں جن کی وجہ سے وہ حلال ہوتا ہے وہ بھی واضح فرمائیں۔

جواب:...اس گفتگو میں آپ کی بات صحیح ہے۔ اہلِ کتاب کا ذبیحہ حلال ہے، مگر اس میں چند اُمور کا ملحوظ رکھنا ضروری ہے۔

اوّل:...ذبح کرنے والا واقعتاً صحیح اہلِ کتاب بھی ہو، بہت سے لوگ ایسے ہیں جو قومی حیثیت سے یہودی یا عیسائی کہلاتے ہیں، مگر عقیدۃً دہریئے ہیں اور وہ کسی دین ومذہب کے قائل نہیں، ایسے لوگ شرعاً اہلِ کتاب نہیں، اور ان کا ذبیحہ بھی حلال نہیں۔ (۱)

دوم:...بعض لوگ پہلے مسلمان کہلاتے تھے، پھر یہودی یا عیسائی بن گئے، یہ لوگ بھی اہلِ کتاب نہیں بلکہ شرعاً مرتد ہیں، اور مرتد کا ذبیحہ مردار ہے۔ (۲)

سوم:...یہ بھی ضروری ہے کہ ذبح کرنے والے نے اللہ تعالیٰ کا نام لے کر (بسم اللہ کے ساتھ) ذبح کیا ہو، اس کے بغیر بھی حلال نہیں، چہ جائیکہ کسی کتابی کا۔ (۳)

چہارم:...ذبح کرنے والے نے اپنے ہاتھ سے ذبح کیا ہو۔ (۴) آج کل مغربی ممالک میں مشین سے جانور کاٹے جاتے ہیں اور ساتھ میں ''بسم اللہ اللہ اکبر'' کی ٹیپ لگادی جاتی ہے، گویا ''بسم اللہ'' کہنے کا کام آدمی کے بجائے ٹیپ کرتی ہے، اور ذبح کا کام آدمی کے بجائے مشین کرتی ہے، ایسے جانور حلال نہیں بلکہ مردار کے حکم میں ہیں۔ (۵)

---

(۱) وطعام الذين أوتوا الكتٰب حل لكم وطعامكم حل لهم، قال الزهري: لَا بأس بذبيحة نصارىٰ العرب، وإن سمعته سمى لغير الله فلا تأكل، وإن لم تسمعه فقد أحله الله وعلىٰ كفرهم .... وقال ابن عباس: طعامهم ذبائحهم. أيضًا وشرط ان لَا يذكر فيه غير الله تعالىٰ حتّٰى لو ذكر الكتابي المسيح أو عزيرًا لَا يحل. (صحيح البخاري، باب ذبائح أهل الكتاب ج:۲ ص:۸۲۸، البحر الرائق، كتاب الذبائح ج:۸ ص:۱۶۸، أيضًا معارف القرآن ج:۳ ص:۴۸ سورة المائدة).

(۲) لَا مجوسي ووثني ومرتد .... ولَا فرق في المرتد بين أن يرتد إلىٰ دين اليهودية أو النصرانية أو غير ذٰلك ...إلخ. (البحر الرائق ج:۸ ص:۱۹۱، كتاب الذبائح، طبع دار المعرفة، بيروت).

(۳) وشرط كون الذابح مسلمًا .... أو كتابيًا ذميًا أو حربيًا إلّا إذا سمع منه عند الذبح ذكر المسيح. (رد المحتار، كتاب الذبائح ج:۶ ص:۲۹۷). أيضًا: وتشترط التسمية من الذابح حال الذبح أو الرمي لصيد أو الإرسال ...إلخ. قوله حال الذبح قال في الهداية: ثم التسمية في ذكاة الإختيار تشترط عند الذبح وهي على المذبوح. (ردالمحتار على الدرالمختار، كتاب الذبائح ج:۶ ص:۳۰۲ طبع سعيد). وأمّا شرائط الركن، فمنها: أن تكون التسمية من الذابح. (بدائع الصنائع، كتاب الذبائح، فصل في شرط حل الأهل ج:۵ ص:۴۵).

(۴) لأن التسمية في الذكاة الإختيارية مشروعة على الذبح لَا علىٰ آلة والذبيحة لم تتغير. (البحر الرائق ج:۸ ص:۱۹۱).

(۵) ایضاً حوالہ نمبر ۳ دیکھیں۔

یہودی کا ذبیحہ جائز ہونے کی شرائط

سوال:... اسلامی طریقے پر ذبیحہ گوشت اگر دستیاب نہ ہو سکے تو یہودیوں کا ذبح کیا ہوا گوشت کھانا جائز ہے یا نہیں؟

جواب:... یہودی اگر موسیٰ علیہ السلام پر ایمان رکھتا ہو اور اپنی کتاب کو مانتا ہو تو وہ اہلِ کتاب ہے، اس کا ذبیحہ جائز ہے،[1] بشرطیکہ اللہ کے نام سے ذبح کرے۔[2]

یہودی کا ذبیحہ استعمال کریں یا عیسائی کا؟

سوال:... بیرونِ ملک ذبیحہ مسلمانوں کے لئے بہت بڑا مسئلہ ہے، اکثر جو ذبیحہ دستیاب ہوتا ہے وہ یا تو یہودیوں کا ہوتا ہے یا پھر عیسائیوں کا ذبیحہ۔ اہلِ کتاب کے نقطۂ نظر سے زیادہ تر یہودیوں کا ذبیحہ صحیح سمجھا جاتا ہے، جبکہ عیسائیوں کے بارے میں عام خیال یہ ہے کہ وہ اپنی کتاب کے مطابق بھی ذبح نہیں کرتے، جس کی وجہ سے مسلمانوں کے ذہنوں میں بڑی اُلجھن پائی جاتی ہے۔ اَز راہِ کرم قرآن و سنت کی روشنی میں اس مسئلے کا حل بیان فرمائیے۔

جواب:... اہلِ کتاب کا ذبیحہ حلال ہے۔ اگر یہ اطمینان ہو کہ یہودی صحیح طریقے سے ذبح کرتے ہیں اور عیسائی صحیح طریقے سے ذبح نہیں کرتے تو یہودی کے ذبیحے کو ترجیح دی جائے، نصرانی کے ذبیحے سے پرہیز کیا جائے۔[3]

روافض کے ذبیحے کا کیا حکم ہے؟

سوال:... ۱: شیعہ مسلمان ہیں یا کافر؟

سوال:... ۲: شیعہ کی نمازِ جنازہ پڑھنے اور پڑھانے والے کے بارے میں علمائے کرام کیا فرماتے ہیں؟

سوال:... ۳: کیا شیعہ کے گھر کی پکی ہوئی چیزیں کھانا جائز ہے؟

سوال:... ۴: کیا شیعہ کا ذبیحہ جائز ہے؟

جواب:... اثنا عشری شیعہ تحریفِ قرآن کے قائل ہیں،[4] تین چار کے سوا باقی تمام صحابہ کرامؓ کو کافر و مرتد سمجھتے ہیں،[5] اور

---

(۱) وانما أحلت ذبائح اليهود والنصارىٰ من أجل انهم آمنوا بالتوراة والإنجيل. (الفقه الإسلامي وأدلّته ج:۳ ص:۶۵۰).

(۲) ويشترط أن لَا يذكر فيه غير الله تعالىٰ حتّى لو ذكر الكتابى المسيح أو عزيرًا لَا يحل. (بحر الرائق ج:۸ ص:۱۶۸). أيضًا: وطعام الذين أوتوا الكتٰب حل لكم وطعامكم حل لهم، قال الزهرى: لَا بأس بذبيحة نصارىٰ العرب، وإن سمعته سمى لغير الله فلا تأكل، وإن لم تسمعه فقد أحل الله وعلم كفرهم .... وقال ابن عباس: طعامهم ذبائحهم. (صحيح البخارى، باب ذبائح أهل الكتاب ج:۲ ص۸۲۸ طبع قديمى).

(۳) ایضاً حوالہ نمبر ۱، ۲ دیکھیں۔

(۴) ان القرآن قد طرح منه آى كثيرة. (مقدمة تفسير البرهان ص:۳۷).

(۵) عن أبى جعفر عليه السلام قال: كان الناس أهل ردة بعد النبى صلى الله عليه وسلم إلّا ثلاثة ...إلخ. (روضة كافى ج:۸ ص:۲۴۵).

حضرت علیؓ اور ان کے بعد گیارہ بزرگوں کو معصوم مفترض الطاعۃ[1] اور انبیائے کرام علیہم السلام سے افضل سمجھتے ہیں۔[2] اور یہ تمام عقائد ان کے مذہب کی معتبر اور مستند کتابوں میں موجود ہیں، اور ظاہر ہے کہ جو لوگ ایسے عقائد رکھتے ہوں وہ مسلمان نہیں۔[3] نہ ان کا ذبیحہ حلال ہے،[4] نہ ان کا جنازہ جائز ہے،[5] اور نہ ان کو مسلمانوں کے قبرستان میں دفن کرنا جائز ہے۔[6]

اور اگر کوئی شخص یہ کہے کہ میں ان عقائد کا قائل نہیں، تو اس مذہب سے براءت کا اِظہار کرنا لازم ہے جس کے یہ عقائد ہیں، اور ان لوگوں کی تکفیر ضروری ہے جو ایسے عقائد رکھتے ہوں، جب تک وہ ایسا نہیں کرتا اس کو بھی ان عقائد کا قائل سمجھا جائے گا، اور اس کے اِنکار کو ''تقیہ'' پر محمول کیا جائے گا۔

---

(۱) اعلم ان الإمامية رضى الله عنهم إتفقوا علٰى عصمة الأئمة عليهم السلام من الذنوب صغيرها وكبيرها. (بحار الأنوار ج:۲۵ ص:۲۰۹، طبع إيران).

(۲) اکثر علماء شیعی را اعتقاد آنست کہ حضرت امیر علیہ السلام وسایر أئمہ افضل اند از پیغمبران سوای پیغمبر آخر زمان ...الخ۔ (حق الیقین ص:۷۰)۔ تفصیل کے لئے ''شیعہ سنی اختلاف اور صراطِ مستقیم'' ملاحظہ فرمائیں۔

(۳) ويجب إكفار الروافض فى قولهم: يرجع الأموات إلى الدنيا .... وبقولهم: إن جبريل غلط فى الوحى إلٰى محمد صلى الله عليه وسلم دون على رضى الله عنه، وهؤلآء القوم خارجون عن الإسلام، وأحكامهم أحكام المرتدين. (الفتاوى التاتارخانية، كتاب أحكام المرتدين، فيمن يجب إكفاره من أهل البدع ج:۵ ص:۵۳۸ طبع إدارة القرآن كراچى).

الرافضى إذا كان يسبّ الشيخين ويلعنهما ...والعياذ بالله... فهو كافر .... ولو قذف عائشة رضى الله تعالٰى عنها بالزنا، كفر الله .... من أنكر إمامة أبى بكر الصديق رضى الله تعالٰى عنه، فهو كافر .... ويجب إكفار الروافض فى قولهم برجعة الأموات إلى الدنيا وبتناسخ الأرواح، وبانتقال روح الإلٰه إلى الأئمة، وبقولهم فى خروج إمام باطن، وبتعطيلهم الأمر والنهى إلٰى أن يخرج الإمام الباطن، وبقولهم: إن جبريل عليه السلام غلط فى الوحى إلٰى محمد صلى الله عليه وسلم دون على ابن أبى طالب رضى الله تعالٰى عنه، وهؤلآء القوم خارجون عن ملّة الإسلام وأحكامهم أحكام المرتدين كذا فى الظهيرية. (الفتاوى العالمگيرية، كتاب السير، الباب التاسع فى أحكام المرتدين، مطلب موجبات الكفر أنواع منها ما يتعلق بالإيمان والإسلام ج:۲ ص:۲۶۴ طبع رشيديه).

(۴) لَا تؤكل ذبيحة الروافض والقدرية كما لَا تؤكل ذبيحة المرتد. (الصارم المسلول ص:۵۷۵).

(۵) قال محمد بن يوسف الفريابى وسئل عمن شتم أبابكر قال: كافر، قيل: أيصلى عليه؟ قال: لَا. (أيضًا).

(۶) وإذا مات أو قتل علٰى ردته لم يدفن فى مقابر المسلمين ولَا أهل ملة وإنما يلقٰى فى حفرة كالكلب. (الأشباه والنظائر ج:۱ ص:۲۹۱، كتاب السير، باب الردة، طبع إدارة القرآن).

قربانی کے متفرّق مسائل

جانور اُدھار لے کر قربانی کرنا

سوال:... جس طرح دُنیا کے کاروبار میں ہم ایک دُوسرے سے اُدھار لیتے ہیں، اور بعد میں وہ اُدھار ادا کردیتے ہیں، کیا اسی طرح اُدھار پر جانور لے کر قربانی کرنا جائز ہے؟

جواب:... جائز ہے۔

سودی قرضے سے قربانی کرنا

سوال:... میرا ایک بڑا سالا ہے، جو کہ گھر کا واحد کفیل بھی ہے، وہ سود پر قرضہ لے کر مکان اور دُکان بنوا رہا ہے، میں ہر سال اس کے ساتھ (بقرعید) قربانی میں حصہ لیتا ہوں، کیا اس حالت میں میرے سالے پر قربانی جائز ہے، جبکہ اس نے سود پر قرضہ لے رکھا ہو؟ اس کا ایک اسنوکر کلب بھی ہے جو کہ روزگار کا یہی ذریعہ بھی ہے، اور اس کی آمدنی بقول میرے سالے کے کہ زیادہ آمدنی نہیں ہوتی۔ بڑی مشکل سے گزارہ ہوتا ہے، کیا میرے سالے پر قربانی جائز ہے؟ سود پر قرضے والا واقعہ صرف مجھے معلوم ہے، کیونکہ اس نے مجھے خود ہی بتایا تھا، اس طرح دُوسرے حصہ دار جو کہ قربانی میں حصہ لیتے ہیں، جن کو میرے سالے کی سود پر قرضے والی بات نہیں معلوم، کیا ان حضرات کی (بقرعید) قربانی بھی جائز ہوگی؟ میرے سالے کا کہنا ہے کہ میں قربانی ضرور کروں گا، اللہ تعالیٰ قبول کرے یا نہ کرے، کم از کم میرے چھوٹے بھائیوں کا شوق پورا ہوجائے گا، کیونکہ جس طرح گھر کا خرچہ چل رہا ہے، اسی طرح سے میں قربانی بھی کروں گا۔ کیا اس کی قربانی یا دُوسرے حصہ داروں کی قربانی جائز ہوگی؟ اگر نہیں تو اس کا عذاب کس کے سر ہوگا؟ کیا یہ دُنیا کو دِکھانا نہیں ہوگا؟ آپ سے گزارش ہے کہ اس کا جواب قرآن وسنت کی روشنی میں جلد سے جلد دیں تاکہ میرا سالا اس حرکت سے باز آجائے۔

جواب:... قربانی اس شخص پر واجب ہے جو نصاب کا مالک ہو۔[1] اس لئے آپ کے سالے کے ذمے قربانی لازم ہے۔ قربانی رضائے اِلٰہی کی نیت سے کی جاتی ہے، محض چھوٹوں کا شوق پورا کرنے کے لئے نہیں کی جاتی۔ جو شخص قربانی سے عبادت کی نیت نہ رکھتا ہو، اس کے ساتھ قربانی کا حصہ نہ رکھا جائے، ورنہ حصہ داروں میں سے کسی کی قربانی بھی دُرست نہ ہوگی۔[2] سودی قرضہ لینا حرام

---

(۱) فتجب التضحية علٰی حر مسلم مقيم موسر. (الدر المختار ج:۶ ص:۳۱۵، ۳۱۶، كتاب الأضحية).

(۲) أن لَا يشارك المضحی فيما يحتمل الشركة من لَا يريد القربة رأسا فإن شارك لم يجز عن الأضحية. (بدائع ج:۵ ص:۷۱، كتاب التضحية، فصل وأما شرائط جواز إقامة الواجب).

ہے، ویسے ایسے شخص کو توبہ کرنی چاہئے، اگر وہ اس سے توبہ نہ کرے تو دُوسروں کو اس کے ساتھ حصہ نہیں رکھنا چاہئے۔

قسطوں پر قربانی کے بکرے

سوال:... چند روز سے اخبارات اور ٹی وی پر قربانی کے بکرے اور گائیں بک کرانے کا اشتہار آرہا ہے، یہ معلوم کرنا چاہتا ہوں کہ کیا قسطوں پر بکرا یا گائے لے کر قربانی کرنا جائز ہے یا ناجائز ہے؟ برائے مہربانی اس مسئلے پر روشنی ڈالیں تاکہ میرا یہ مسئلہ حل ہوسکے اور دُوسروں کو بھی شرعی حل معلوم ہوسکے۔

جواب:... جس جانور کے آپ مالک ہیں اس کی قربانی جائز ہے، خواہ آپ نے نقد قیمت پر خریدا ہو، خواہ اُدھار پر، خواہ قسطوں پر۔ مگر یہ بات یاد رہے کہ صرف جانور کو بک کرالینے سے آپ اس کے مالک نہیں ہوجاتے، اور نہ بک کرانے سے بیع ہوتی ہے، بلکہ جس دن آپ کو اپنی جمع کردہ رقم کے بدلے جانور دیا جائے گا تب آپ اس کے مالک ہوں گے۔

غریب کا قربانی کا جانور اچانک بیمار ہوجائے تو کیا کرے؟

سوال:... زید نے اپنی قربانی کا جانور لیا ہوا تھا جو عیدالاضحیٰ سے ایک دو دن پہلے بیماری کی وجہ سے علیل ہوجاتا ہے، پھر اس کو ذبح کرکے تقسیم کیا جاتا ہے، کیا اس کی قربانی ہوگئی یا نہیں؟ اور زید بالکل غریب آدمی ہے، ملازم پیشہ ہے، جس نے اپنی تین چار ماہ کی تنخواہ میں سے رقم جمع کرکے یہ قربانی خریدی تھی، اب اس قربانی کے ہلاک ہونے کے بعد اس کے پاس دُوسری قربانی خریدنے کی گنجائش نہیں ہے، اب یہ کیا کرے؟

جواب:... اس کے ذمہ قربانی کا دُوسرا جانور خریدنا لازم نہیں، البتہ قربانی نہیں ہوئی، لیکن ممکن ہے اللہ تعالیٰ نیت کی وجہ سے قربانی کا ثواب عطا فرمادے۔[1]

قربانی کا بکرا خریدنے کے بعد مرجائے تو کیا کرے؟

سوال:... ایک شخص صاحبِ نصاب نہیں ہے، وہ بقرعید کے لئے قربانی کی نیت سے بکرا خریدتا ہے، لیکن قبل از قربانی بکرا مرجاتا ہے یا گم ہوجاتا ہے، ایسی صورت میں اس شخص پر دوبارہ بکرا خرید کر قربانی کرنا واجب ہے یا نہیں؟ اور اگر وہ صاحبِ نصاب ہے اور بکرا مرجاتا ہے یا گم ہوجاتا ہے تو اس کو دوبارہ بکرا خرید کر قربانی دینا چاہئے یا نہیں؟

---

(۱) الفقیر إذا اشتری شاة للأضحیة فسرقت فاشتری مکانها ثم وجد الأولٰی فعلیه أن یضحی بهما ولو ضلت فلیس علیه أن یشتری أُخریٰ مکانها وإن کان غنیًا فعلیه أن یشتری أُخریٰ مکانها وفی الواقعات له مائتا درهم فاشتری بعشرین درهما أضحیة یوم الثلاث وهلکت یوم الأربعاء وجاء یوم الخمیس الأضحی لیس علیه أن یضحی لفقره یوم الأضحی۔ (بحر الرائق ج:۸ ص:۱۷۵)۔ وأیضًا: إذا انتقص نصابه یوم الأضحی سقط عنه الذکاة۔ (بحر الرائق ج:۸ ص:۱۷۵)۔ ولو اشتراها سلیمة ثم تعیبت بعیب مانع فعلیه إقامة غیرها مقامها إن کان غنیًا، وإن کان فقیرًا أجزأه ذٰلک۔ (قوله إن کان فقیرًا أجزأه) لأنها انما تعینت بالشراء فی حقه ...إلخ۔ (رد المحتار علی الدر المختار ج:۶ ص:۳۲۵)۔

جواب:... اگر اس پر قربانی واجب نہیں تو اس کے ذمہ دُوسرا جانور خریدنا ضروری نہیں،[1] اور اگر صاحبِ نصاب ہے تو دُوسرا جانور خریدنا لازم ہے۔[2]

جس شخص کا عقیقہ نہ ہوا ہو، کیا وہ قربانی کرسکتا ہے؟

سوال:... ہمارے محلے میں ایک مولانا رہتے ہیں، انہوں نے کہا کہ قربانی وہ انسان کرسکتا ہے جس کے گھر میں ہر بچے اور بڑے کا عقیقہ ہوچکا ہو، مگر ہمارے گھر میں کسی کا بھی عقیقہ نہیں ہوا کیونکہ ہماری والدہ کہتی ہیں کہ وہ ہم سب کا عقیقہ اس کی شادی پر کردیں گی۔

جواب:... مولانا صاحب کا یہ مسئلہ صحیح نہیں، عقیقہ خواہ ہوا ہو یا نہ ہوا ہو، قربانی ہوجاتی ہے، نیز مسنون عقیقہ ساتویں دن ہوتا ہے، شادی پر عقیقہ کرنے کی شرعاً کوئی حیثیت نہیں۔[3]

لاعلمی میں دُنبہ کے بجائے بھیڑ کی قربانی

سوال:... ہم نے گزشتہ عید کو قربانی کی، ہماری یہ پہلی قربانی تھی، اس لئے ہم دھوکا کھاگئے اور بجائے دُنبہ کے بھیڑ لے آئے، بعد میں پتہ چلا کہ یہ دُنبہ نہیں بھیڑ ہے، اب آپ بتائیں کہ ہماری یہ پہلی قربانی بارگاہِ الٰہی میں قبول ہونی چاہئے؟

جواب:... اگر اس کی عمر ایک سال کی تھی تو قربانی ہوگئی، کیونکہ دُنبہ اور بھیڑ دونوں کی قربانی جائز ہے۔[4]

حلال خون اور حلال مردار کی تشریح

سوال:... ایک حدیث کی رُو سے دو قسم کے مردار اور دو قسم کا خون حلال ہیں، برائے مہربانی وہ دو قسم کے مردار جانور اور دو قسم کے خون کون سے ہیں؟ اور وہ حدیث بھی تحریر فرمائیں۔ بقول الف کے دو قسم کا مردار: ۱:- مچھلی، ۲:- ٹڈی۔ دو قسم کا خون: ۱:- قاتل کا خون، ۲:- مرتد کا خون حلال ہے۔ کیا یہ قول دُرست ہے؟

جواب:... الف نے جو کہا کہ مردار جانور سے مراد، ۱:- ٹڈی، ۲:- مچھلی ہے، تو یہ بات اس کی ٹھیک ہے۔ لیکن مردار سے حرام مراد نہیں بلکہ اس سے مراد ہے کہ ٹڈی اور مچھلی کو اگر زندہ پکڑا جائے تو یہ دونوں بغیر ذبح کے حلال ہیں، کیونکہ اگر پکڑنے سے پہلے

---

(۱) اشتری شاة لیضحی بها فمات فی أیام الأضحیة قبل أن یضحی بها فله أن یبیعها و من کان غائبًا عن ماله فی أیام الأضحیة فهو فقیر۔ (بحر الرائق ج:۸ ص:۱۹۹، کتاب الأضحیة، طبع دار المعرفة، بیروت)۔

(۲) گزشتہ صفحے کا حاشیہ نمبر۱ ملاحظہ ہو۔

(۳) یستحب لمن وُلِدَ له ولدٌ أن یسمیه یوم اسبوعه، ویحلق رأسه .... ثم یعق عند الحلق عقیقة إباحة۔ (ردالمحتار ج:۶ ص:۳۳۶، قبیل کتاب الحظر والإباحة)۔

(۴) وجاز الثنی من الکل والجذع من الضأن .... والثنی من الضأن والمعز ابن سنة والبقر ابن سنتین۔ (البحر الرائق ج:۸ ص:۲۰۱)۔ أیضًا: الأضاحی اثنان: الجذع من الضأن إذا کان ضخمًا عظیمًا هو الذی أتی الستة أشهر والثنی من المعز ...إلخ۔ (خزانة الفقه، کتاب الأضاحی، أسنان الأضاحی ص:۲۶۵ طبع مکتبه غفوریه)۔

مر گئے تو ان کا کھانا جائز نہیں بلکہ حرام ہے۔ اور اس حدیث میں جو خون کا ذکر ہے اس سے مراد، ۱:- جگر، ۲:- تلی ہے۔[1] زید نے جو خون کے متعلق کہا کہ دونوں خون سے مراد خونِ قاتل اور خونِ مرتد ہے، تو یہ غلط ہے، کیونکہ مذکورہ حدیث میں دونوں خونوں کو تصریحاً ذکر کیا گیا ہے۔ باقی قاتل اور مرتد کا ذکر دُوسری حدیث میں ہے، ان دونوں کو مباح الدم قرار دیا گیا ہے، یعنی قاتل کو مقتول کے بدلے اور مرتد کو تبدیلِ دین کی وجہ سے قتل کیا جائے۔[2] باقی اس سے مراد یہ نہیں کہ ان دونوں کا خون حلال ہے۔

ذبح شدہ جانور کے خون کے چھینٹوں کا شرعی حکم

سوال:... گائے اور بکرے کا خون ناپاک ہوتا ہے یا پاک؟ دراصل میں گوشت لینے جاتا ہوں تو قصائی کی دُکان پر خون کے چھوٹے دھبے لگ جاتے ہیں تو یہ کپڑے پاک ہیں یا نہیں؟

جواب:... گوشت میں جو خون لگا رہ جاتا ہے وہ پاک ہے، اس سے کپڑے ناپاک نہیں ہوتے، البتہ بوقتِ ذبح جو خون جانور کی رگوں سے نکلتا ہے وہ ناپاک ہے۔[3]

قربانی کے خون میں پاؤں ڈبونا

سوال:... ہمارے ایک رشتہ دار جب قربانی کرتے ہیں یا صدقہ کا بکرا کاٹتے ہیں، چھری پھیرنے کے بعد جب خون نکلنا شروع ہوتا ہے تو وہ اپنے دونوں پیر خون میں ڈبو لیتے ہیں، یہ ان کا کوئی اعتقاد ہے۔ یہ جائز ہے یا ناجائز؟

جواب:... یہ خون نجس ہوتا ہے، اور نجاست سے بدن کو آلودہ کرنا دین و مذہب کی رُو سے عبادت نہیں ہوسکتا، اس لئے یہ اعتقاد گناہ اور یہ فعل ناجائز ہے۔[4]

قربانی کرنے سے خون آلودہ کپڑوں میں نماز جائز نہیں

سوال:... قربانی کے جانور کا خون اگر کپڑے پر لگ جائے تو نماز ہوسکتی ہے یا نہیں؟

جواب:... قربانی کے جانور کا بہتا ہوا خون بھی اسی طرح ناپاک ہے جس طرح کسی اور جانور کا۔[3] خون کے اگر معمولی چھینٹے

---

(۱) عن ابن عمر رضی الله عنهما قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: أحلت لنا ميتتان ودمان، الميتتان: الحوت والجراد، والدمان: الكبد والطحال. (مشكوٰة ص: ۳۶۱). أيضًا: وفي الأصل: السمك الذى مات في الماء بغير آفة وهو الطافي لَا يؤكل، ويؤكل إن مات بآفة وهي ان ينحسر عنه الماء أو طفي علىٰ وجه الأرض .... أو ربطه أحد في الماء .... فمات يؤكل. (خلاصة الفتاوىٰ، كتاب الصيد ج:۴ ص:۳۰۳ طبع رشيديه).

(۲) عن أبي أمامة .... لَا يحل دم امرئ مسلم إلّا بإحدى ثلاث .... أو كفر بعد إسلام أو قتل نفس بغير حق فقتل به. (مشكوٰة ص: ۳۰۱، كتاب القصاص، الفصل الثانى).

(۳) ما لزق من الدم السائل باللحم فهو نجس، وما بقي في اللحم والعروق من الدم الغير السائل فليس بجنس، والأصل ان النجس من الدم ما كان مسفوحًا. (حلبى كبير، كتاب الطهارة ص:۱۹۵ طبع سهيل اكيڈمى).

(۴) ايضاً۔

پڑجائیں جو مجموعی طور پر انگریزی روپیہ کی چوڑائی سے کم ہوں تو نماز ہوجائے گی، ورنہ نہیں۔[۱] البتہ جو خون گردن کے علاوہ گوشت پر لگا ہوا ہوتا ہے وہ ناپاک نہیں۔[۲]

قربانی کے جانور کی چربی سے صابن بنانا جائز ہے

سوال:... قربانی کے بکرے کی چربی سے اگر کوئی گھر میں صابن بنائے تو کیا یہ جائز ہے؟ اگر گناہ ہے تو اس کا کفارہ کیا ہے؟ اگر معلوم نہ ہو کہ یہ گناہ ہے۔

جواب:... قربانی کے جانور کی چربی سے صابن بنالینا جائز ہے، کوئی گناہ نہیں۔[۳]

---

(۱) قدر الدرهم وما دونه من النجس المغلظ كالدم والبول .... جازت الصلاة معه وإن زاد لم تجز ...إلخ. (الهداية مع فتح القدير ج:۱ ص:۱۴۰، باب الأنجاس وتطهيرها، طبع دار صادر، بيروت).

(۲) ایضاً حوالہ نمبر۱۔

(۳) ويتصدق بجلدها لأنه جزء منها أو يعمل منه آلة تستعمل في البيت كالنطع والجراب والغربال ونحوها .... واللحم بمنزلة الجلد في الصحيح. (هداية، كتاب الأضحية ج:۴ ص:۴۴۸، طبع شركت علميه ملتان).

عقیقہ

عقیقے کی اہمیت

سوال:... اسلام میں عقیقے کی کیا اہمیت ہے؟ اور اگر کوئی شخص بغیر عقیقہ کئے مرگیا تو اس کے بارے میں کیا حکم ہے؟

جواب:... عقیقہ سنت ہے، اگر گنجائش ہو تو ضرور کردینا چاہئے، نہ کرے تو گناہ نہیں، صرف عقیقے کے ثواب سے محرومی ہے۔[1]

عقیقے کا عمل سنت ہے یا واجب

سوال:... بچہ پیدا ہونے کے بعد جو عقیقہ کیا جاتا ہے اور بکرا صدقہ کیا جاتا ہے، یہ عمل سنت ہے یا واجب؟

جواب:... عقیقہ سنت ہے،[2] لیکن اس کی میعاد ہے ساتویں دن یا چودھویں دن یا اکیسویں دن، اس کے بعد اس کی حیثیت نفل کی ہوگی۔[3]

بالغ لڑکی لڑکے کا عقیقہ ضروری نہیں اور نہ بال منڈانا ضروری ہے

سوال:... عقیقہ کس عمر تک ہوسکتا ہے؟ بالغ مرد و عورت خود اپنا عقیقہ اپنی رقم سے کرسکتے ہیں یا والدین ہی کرسکتے ہیں؟ بڑی لڑکیوں یا بالغ عورت کا عقیقے میں سر منڈانا چاہئے یا نہیں؟ اگر نہیں تو کتنے بال کاٹے جائیں اور کس طریقے پر؟

جواب:... عقیقہ سنت ہے، اس سے بچے کی اَلابلا دُور ہوتی ہے۔ سنت یہ ہے کہ ساتویں دن بچے کے سر کے بال اُتارے جائیں، ان کے ہم وزن چاندی صدقہ کردی جائے اور لڑکے کے لئے دو بکرے اور لڑکی کے لئے ایک بکرا کیا جائے۔ اسی دن بچے کا نام بھی رکھا جائے۔ اگر گنجائش نہ ہونے کی وجہ سے ساتویں دن عقیقہ نہ کرسکے تو بعد میں کردے، مگر ساتویں دن کے بعد بعض فقہاء کے

---

(۱) يستحب لمن وُلِدَ له ولدٌ أن يسميه يوم اسبوعه، ويحلق رأسه ويتصدق عند الأئمة الثلاثة .... ثم يعق عند الحلق عقيقة إباحة علٰى ما فى الجامع المحبوبى، أو تطوعًا .... وسنها الشافعى وأحمد سُنّة مؤكدة ...إلخ. (رد المحتار، كتاب الأضحية ج:٦ ص:٣٣٦، قبيل كتاب الحظر والإباحة).

(۲) قال محمد العقيقة سنة، فمن شاء فعل ومن شاء لم يفعل. (عالمگيرى ج:۵ ص:۳٦۴).

(۳) عن بريدة أن النبى صلى الله عليه وسلم قال: العقيقة تذبح لسبعٍ أو أربع عشرة، أو إحدى وعشرين. رواه الطبرانى فى الصغير والأوسط. (مجمع الزوائد ج:۴ ص:٦۵ طبع دار الكتب العلمية).

قول کے مطابق اس کی وہ حیثیت نہیں رہ جاتی۔ بڑی عمر کے لڑکوں لڑکیوں کا عقیقہ کرنے کی ضرورت نہیں، نہ عقیقے کے لئے ان کے بال اُتارنے چاہئیں۔ (۱)

عقیقے کے جانور کی رقم صدقہ کرنے سے عقیقے کی سنت ادا نہیں ہوگی

سوال:...کیا بچی کے عقیقے کے لئے خریدی جانے والی بکری کی رقم اگر کسی ضرورت مند اور غریب رشتہ دار کو دے دی جائے تو عقیقے کی سنت پوری ہوجائے گی؟

جواب:...اس سے سنت ادا نہیں ہوگی، البتہ صدقہ اور صلہ رحمی کرنے کا ثواب مل جائے گا۔ (۲)

بچوں کا عقیقہ ماں اپنی تنخواہ سے کرسکتی ہے

سوال:...ماں اور باپ دونوں کماتے ہیں، باپ کی تنخواہ گھر کی ضروریات کے لئے کافی ہوتی ہے اور ماں کی تنخواہ پوری بچتی ہے، جو کہ سال بھر جمع ہوتی ہے، تو کیا ماں اپنے بچوں کا عقیقہ اپنی تنخواہ میں سے کرسکتی ہے؟ دُوسرے الفاظ میں یہ کہ کیا بچوں کا عقیقہ ماں کی کمائی میں سے ہوسکتا ہے؟ جبکہ والد زندہ ہیں اور کماتے ہیں اور گھر کا خرچہ بھی چلاتے ہیں۔ اُمید کرتی ہوں کہ دونوں سوالوں کے جواب کتب وسنت کی روشنی میں دے کر ممنون فرمائیں گے۔

جواب:...بچوں کا عقیقہ اور دُوسرے اِخراجات باپ کے ذمہ ہیں، اگر ماں ادا کردے تو اس کی خوشی ہے، اور شرعاً عقیقہ بھی صحیح ہوگا۔ (۳)

اپنے عقیقے سے پہلے بچی کا عقیقہ کرنا

سوال:...میرا خود کا عقیقہ نہیں ہوا، تو کیا پہلے مجھے اپنا عقیقہ کرنے کے بعد بچی کا کرنا چاہئے؟

---

(۱) عن یوسف بن ماهل انهم دخلوا علٰی حفصة بنت عبدالرحمٰن فسألوها عن العقیقة فأخبرتهم أن عائشة أخبرتها أن رسول الله صلی الله علیه وسلم أمرهم عن الغلام شاتان مکافئتان وعن الجاریة شاة۔ (سنن ترمذی، أبواب الأضاحی، باب ما جاء فی العقیقة ج:۱ ص:۱۸۳)۔ أیضًا: وعن سمرة عن النبی صلی الله علیه وسلم قال: الغلام مرتهن بعقیقته تذبح عنه یوم السابع ویحلق رأسه ویسمّٰی۔ وفی روایة أمّ کرز أنها سألت النبی صلی الله علیه وسلم عن العقیقة فقال: عن الغلام شاتان وعن الجاریة شاة واحدة .... والإختیار أن تؤخر عن البلوغ فإن أخرت عن البلوغ سقطت عمن یرید أن یعق عنه۔ (فتح الباری ج:۹ ص:۵۹۳ تا ۵۹۵)۔

(۲) لو تصدق بعین الشاة أو قیمتها لَا یجزیه لأن الوجوب تعلق بالإراقة ...إلخ۔ (بدائع ج:۵ ص:۶۲)۔

(۳) نفقة أولَاد الصغار علی الأب لَا یشارکه فیها أحد، کذا فی الجوهرة۔ (فتاویٰ عالمگیری ج:۱ ص:۵۶۰)۔ وتسن للأب من ماله العقیقة عن المولود، ولَا تجب، لأن النبی صلی الله علیه وسلم فی حدیث ابن عباس عق عن الحسن والحسین علیهما السلام کبشا کبشا، وقال: مع الغلام عقیقة فاهریقوا عنه دمًا وأمیطوا عنه الأذیٰ ...إلخ۔ (الفقه الإسلامی وأدلّته، العقیقة وأحکام المولود ج:۳ ص:۶۳۷)۔

جواب:... آپ اپنی بچی کا عقیقہ کر سکتے ہیں، (۱) آپ کا عقیقہ اگر نہیں ہوا تو کوئی مضائقہ نہیں۔ (۲)

قرض لے کر عقیقہ اور قربانی کرنا

سوال:... میری مالی حالت اتنی نہیں ہے کہ میں اپنی تنخواہ میں سے اپنے بچوں کا عقیقہ یا قربانی کرسکوں، جبکہ دونوں فرض ہیں۔ کیا میں بینک سے قرضہ لے کر ان دونوں فرضوں کو پورا کرسکتا ہوں؟ یہ قرض میری تنخواہ سے برابر کٹتا رہے گا جب تک کہ قرضہ پورا نہ اُتر جائے۔

جواب:... صاحبِ استطاعت پر قربانی واجب ہے، (۳) اور عقیقہ سنت ہے۔ جس کے پاس گنجائش نہ ہو اس پر نہ قربانی واجب ہے، نہ عقیقہ۔ (۴) آپ سودی قرض لے کر قربانی یا عقیقہ کریں گے تو سخت گناہ گار ہوں گے۔ (۵)

عقیقہ امیر کے ذمہ ہے یا غریب کے بھی؟

سوال:... عقیقہ سنت ہے یا فرض؟ اور ہر غریب پر ہے یا امیروں پر ہی ہے؟ اور اگر غریب پر ضروری ہے تو پھر غریب طاقت نہیں رکھتا تو غریب کے لئے کیا حکم ہے؟

جواب:... عقیقہ سنت ہے، اگر ہمت ہو تو کردے، ورنہ کوئی گناہ نہیں۔ (۶)

غریب کے بچے بغیر عقیقے کے مرگئے تو کیا کرے؟

سوال:... اگر غریب کے بچے دو دو چار چار سال کے ہوکر فوت ہوگئے ہوں تو ان کا عقیقہ بھی ضروری ہے؟

جواب:... نہیں۔ (۷)

---

(۱) قال محمد: العقيقة سُنَّة، فمن شاء فعل ومن شاء لم يفعل۔ (فتاویٰ عالمگیری ج:۵ ص:۳۶۲، طبع رشيديه)۔

(۲) فإن أخرت عن البلوغ سقطت عمن كان يريد أن يعق عنه لٰكن إن أراد أن يعق عن نفسه فعل ونقل في البويطي أنه لَا يعق عن كبير ...إلخ۔ (فتح الباری ج:۹ ص:۵۹۵، طبع نشر الكتب الإسلامية)۔

(۳) إتفق الفقهاء علىٰ أن المطالب بالأضحية وهو المسلم الحر البالغ العاقل المقيم المستطيع۔ (الفقه الإسلامي وأدلّته، الباب الثامن، الأضحية والعقيقة ج:۳ ص:۲۰۳)۔ أيضًا: وشرائطها الإسلام والإقامة واليسار۔ (الدرالمختار ج:۶ ص:۳۱۲، كتاب الأضحية)۔

(۴) وتسن للأب من ماله العقيقة عن المولود ولَا تجب۔ (الفقه الإسلامي وأدلّته ج:۳ ص:۶۳۷، طبع دار الفكر)۔

(۵) عن جابر قال: لعن رسول الله صلى الله عليه وسلم آكل الربا وموكله وكاتبه وشاهديه، وقال هم سواء۔ رواه مسلم۔ (مشكوٰة ص:۲۴۴، باب الربا، الفصل الأوّل)۔

(۶) ایضاً حاشیہ نمبر ۱، ۴ دیکھیں۔

(۷) ایضاً۔

دس کلو قیمہ منگوا کر دعوتِ عقیقہ کرنا

سوال:... کیا دس کلو قیمہ منگوا کر رشتہ داروں کی دعوت عقیقے یا صدقے (کیونکہ ساتویں دن کے بعد ہے) کی نیت سے کر دی جائے تو اس طرح عقیقہ ہو جاتا ہے یا نہیں؟

جواب:... نہیں۔[1]

رشتہ دار کی خبرگیری پر خرچ کو عقیقے پر ترجیح دی جائے

سوال:... میرے آٹھ بچے ہیں، جن میں سے تین بچوں کا عقیقہ کر چکا ہوں، بقیہ پانچ بچے (۳ لڑکے، ۲ لڑکیاں) ہیں، مالی مجبوری کی وجہ سے ان کا عقیقہ نہیں کر سکا۔ ارادہ تھا کہ کسی سے کچھ رقم مل جائے تو اس کا عقیقہ کر دوں۔ اسی فکر میں تھا کہ میرے ایک قریبی عزیز تپِ دق کے عارضے میں مبتلا ہو گئے، وہ بھی غریب تو پہلے ہی تھے، مگر بیماری کی وجہ سے آمدنی بالکل بند ہو گئی، اب ان کے تین بچے اور ایک بیوی اور ان کی بیماری کے جملہ مصارف میں برداشت کر رہا ہوں۔ اس صورتِ حال کے پیشِ نظر درج ذیل اُمور کی وضاحت چاہتا ہوں۔ ۱:... عقیقے کی شرعی حیثیت کیا ہے؟ ۲:... کیا عقیقے پر خرچ ہونے والی رقم کسی قریبی رشتہ دار پر خرچ کی جاسکتی ہے یا نہیں؟ ان دونوں ذمہ داریوں میں اوّلیت کس کو دی جائے، رشتہ دار کی خبرگیری اور اس پر خرچہ وغیرہ کی ذمہ داری کو یا عقیقے سے عہدہ برآ ہونے کی ذمہ داری کو؟ یہ تو مجھے معلوم ہے کہ قربانی کا ذبیحہ لازم ہے، اس کی رقم کسی کو نہیں دی جاسکتی ہے، کیا عقیقے کا بھی یہی حکم ہے؟ ۳:... کیا میرے لئے لازم ہے کہ میں کسی نہ کسی طرح پانچ بچوں کے عقیقے سے فارغ ہو جاؤں؟

جواب ۱:... عقیقہ شرعاً مستحب ہے، ضروری یا واجب نہیں۔[2]

۲:... اس لئے عقیقے میں خرچ ہونے والی رقم اپنے رشتہ دار محتاج کو دے دیں، کیونکہ ایسی حالت میں اس کی اعانت کرنا ضروری ہے، لہٰذا اس کو اوّلیت دی جائے گی۔

۳:... عقیقہ کرنا واجب یا لازم نہیں، البتہ اِستطاعت ہونے پر عقیقہ کر دینا مستحب ہے، کارِ ثواب ہے، نہ کرنا گناہ نہیں ہے۔[3]

---

(۱) عن سلمان ابن عامر الضبيّ قال: سمعت رسول الله صلى الله عليه وسلم يقول: مع الغلام عقيقة فاهريقوا عنه دمًا وأميطوا عنه الأذى. رواه البخاري. وعن الحسن عن سمرة قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: الغلام مرتهن بعقيقته تذبح عنه يوم السابع ويسمّٰى ويحلق رأسه. رواه أحمد والترمذي وأبو داوٗد والنسائي. (مشكوٰة ص: ۳۶۲، باب العقيقة).

(۲) يستحب لمن وُلِدَ له ولدٌ أن يسميه يوم اسبوعه، ويحلق رأسه .... ثم يعق عند الحلق عقيقة إباحة علٰى ما في الجامع المحبوبي، أو تطوعًا علٰى ما في شرح الطحاوي ...إلخ. (رد المحتار، كتاب الأضحية ج:۶ ص:۳۳۶). أيضًا: العقيقة عن الغلام وعن الجارية، وهو ذبح شاة في سابع الولادة، وضيافة الناس وحلق شعره مباح، لَا سُنَّة ولَا واجبة، كذا في الوجيز للكردي، وذكر محمد رحمه الله تعالٰى في العقيقة: من شاء فعل ومن شاء لم يفعل، هٰذا يشير إلى الإباحة فيمنع كونها سُنّة ...إلخ. (الفتاوى الهندية، كتاب الكراهية، الباب الثاني ج:۵ ص:۳۶۲).

(۳) گزشتہ صفحے کا حاشیہ نمبر ۱ ملاحظہ کیجئے۔

کن جانوروں سے عقیقہ جائز ہے؟

سوال:... جن جانوروں میں سات حصے قربانی ہوسکتی ہے ان میں سات عقیقے بھی ہوسکتے ہیں، کیا لڑکے کے عقیقے میں گائے ہوسکتی ہے؟ اور کن جانوروں سے عقیقہ ہوسکتا ہے؟ کیا بھینس بھی ان میں شامل ہے؟

جواب:... جن جانوروں کی قربانی جائز ہے ان سے عقیقہ بھی جائز ہے۔[1] بھینس بھی ان جانوروں میں شامل ہے۔ اسی طرح جن جانوروں میں سات حصے قربانی کے ہوسکتے ہیں ان میں سات حصے عقیقے کے بھی ہوسکتے ہیں۔[2] اور ایک لڑکے کے عقیقے میں پوری گائے بھی ذبح کی جاسکتی ہے۔[3]

لڑکے کے عقیقے میں دو بکروں کی جگہ ایک بکرا دینا

سوال:... کوئی شخص اگر لڑکے کے لئے دو بکروں کی اِستطاعت نہ رکھتا ہو تو کیا وہ لڑکے کے عقیقے میں ایک بکرا کرسکتا ہے؟

جواب:... لڑکے کے عقیقے میں دو بکرے یا دو حصے دینا مستحب ہے،[4] لیکن اگر دو کی وسعت نہ ہو تو ایک بھی کافی ہے۔[5]

لڑکے اور لڑکی کے لئے کتنے بکرے عقیقے میں دیں؟

سوال:... لڑکے اور لڑکے کے لئے کتنے بکرے ہونے چاہئیں؟

جواب:... لڑکے کے لئے دو، لڑکی کے لئے ایک۔[6]

تحفے کے جانور سے عقیقہ جائز ہے

سوال:... کیا تحفے میں ملی ہوئی بکری کا عقیقہ میں استعمال کرنا جائز ہے؟

جواب:... تحفے میں ملی ہوئی بکری کا عقیقہ جائز ہے۔

---

(۱) جنسها وسنها وصفتها (أی وهی فی الجنس والسن والسلامة من العیوب) مثل الأضحیة من الأنعام من الإبل والبقرة والغنم۔ (الفقه الإسلامی وأدلّته، الأضحیة والعقیقة ج:۳ ص:۶۳۷، طبع دار الفکر، بیروت)۔

(۲) ولو ذبح بدنة أو بقرة عن سبعة أولاد، أو إشترک فیها جماعة جاز سواء أرادوا کلهم العقیقة أو أراد بعضهم العقیقة، وبعضهم اللحم کما فی الأضحیة۔ (اعلاء السنن، کتاب الذبائح ج:۱۷ ص:۱۱۹ طبع إدارة القرآن)۔

(۳) قال رسول الله صلی الله علیه وسلم: من ولد له غلام، فلیعق عنه من الإبل أو البقر أو الغنم۔ دلیل علٰی جواز العقیقة ببقرة کاملة، أو بدنة کذٰلک۔ (فتح الباری، کتاب العقیقة، باب إماطة الأذیٰ عن الصبی فی العقیقة ج:۹ ص:۵۹۳، وکذا فی إعلاء السنن، کتاب الذبائح ج:۱۷ ص:۱۱۷، طبع إدارة القرآن کراچی)۔

(۴) وفی روایة أم کرز سألت النبی صلی الله علیه وسلم عن العقیقة فقال: عن الغلام شاتان۔ (فتح الباری ج:۹ ص:۵۹۲)۔

(۵) عن علی بن أبی طالب رضی الله عنه قال: عق رسول الله صلی الله علیه وسلم عن الحسن بشاة۔ (مشکوٰة ص:۳۶۲)۔

(۶) وفی روایة أم کرز سألت النبی صلی الله علیه وسلم عن العقیقة: فقال: عن الغلام شاتان، وعن الجاریة شاة واحدة۔ (فتح الباری ج:۹ ص:۵۹۲، طبع دار نشر الکتب الإسلامیة لاهور)۔

قربانی کے جانور میں عقیقے کا حصہ رکھنا

سوال:...کیا عیدِ قربان پر قربانی کے ساتھ عقیقہ بچوں کا بھی کیا جاسکتا ہے یا نہیں؟ مثلاً ایک گائے لے کر ایک حصہ قربانی اور چھ حصے چار بچوں (دو لڑکے، دو لڑکیاں) کا عقیقہ ہوسکتا ہے؟

جواب:...قربانی کے جانور میں عقیقے کے حصے رکھے جاسکتے ہیں۔ (۱)

عقیقے کے متعلق ائمہ اَربعہؒ کا مسلک

سوال:...عقیقے کے سلسلے میں آپ کے جواب کا یہ جملہ "جن جانوروں میں سات حصے قربانی کے ہوسکتے ہیں، ان میں سات حصے عقیقے کے بھی ہوسکتے ہیں" اختلافی مسئلہ چھیڑتا ہے۔ اس سلسلے میں گزارش ہے کہ اس کی تائید میں قرآنِ کریم اور احادیثِ نبوی کی روشنی میں شرعی دلائل پیش فرماکر مشکور ہونے کا موقع دیں۔ بعض علماء کے نزدیک سات بچوں کے عقیقے پر ایک گائے یا بھینس ذبح کرنا دُرست نہیں ہے، ذیل میں کچھ اقتباسات پیش کرتا ہوں۔

"گائے، بھینس کی قربانی (ذبیحہ) دُرست نہیں ہے، تاوقتیکہ وہ دو سال کی عمر مکمل کرکے تیسرے سال میں داخل ہوچکی ہو، اسی طرح اُونٹ ذبح کرنا بھی دُرست نہیں ہے تاوقتیکہ وہ پانچ سال کی عمر مکمل کرکے چھٹے سال میں داخل ہوچکا ہو۔ عقیقے میں اشتراک صحیح نہیں ہے، جیسا کہ سات لوگ اُونٹ میں شراکت کرتے ہیں، کیونکہ اگر اس میں اشتراک صحیح ہو تو مولود پر "اراقة الدم" کا مقصد حاصل نہیں ہوتا۔ جبکہ یہ ذبیحہ مولود کی طرف سے فدیہ ہوتا ہے۔ یہ صحیح ہے کہ بھیڑ یا بکری کے بدلے اُونٹ یا گائے کو ذبح کیا جائے بشرطیکہ یہ ذبیحہ یعنی ایک جانور ایک مولود کے لئے ہو۔ اِمام ابنِ قیمؒ نے انس بن مالکؓ سے روایت کی ہے کہ: "انہوں نے اپنے بچے کا ذبیحہ (عقیقہ) ایک جانور سے کیا۔" اور ابی بکرة سے مروی ہے کہ: "انہوں نے اپنے بچے عبدالرحمٰن کے عقیقے پر ایک جانور ذبح کیا اور اہلِ بصرہ کی دعوت کی۔" اور جعفر بن محمد نے اپنے والد سے روایت کی ہے کہ: "فاطمہ رضی اللہ عنہا نے حسن و حسین رضی اللہ عنہما کے لئے ایک ایک بھیڑ ذبح کی۔" اِمام مالکؒ کا قول ہے کہ: "عبداللہ ابن عمر رضی اللہ عنہما نے اپنے دونوں لڑکے اور لڑکیوں کے لئے عقیقہ کیا، ہر بچے کے لئے ایک ایک بکری۔" اِمام ابوداؤدؒ نے اپنی سنن میں ابنِ عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کی ہے کہ: "رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حسن و حسین رضی اللہ عنہما کا عقیقہ ایک ایک بھیڑ سے کیا۔" اِمام احمدؒ اور اِمام ترمذیؒ نے اُمّ کرز کعبیہ سے روایت کی ہے کہ: انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے عقیقے کے متعلق سوال کیا تو آپؐ نے فرمایا: "لڑکے پر دو بکریاں اور لڑکی پر ایک بکری۔" ابنِ ابی شیبہؒ نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی حدیث روایت کی ہے کہ: "ہم کو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے حکم دیا ہے کہ ہم لڑکے پر دو بکریوں سے عقیقہ کریں اور لڑکی پر ایک بکری سے۔" ان سب احادیث کی روشنی میں جمہور علمائے سلف و خلف کا عمل اور فتویٰ یہی ہے کہ بھیڑ یا بکری کے علاوہ کسی دُوسرے جانور سے عقیقہ کرنا سنتِ مطہرہ سے ثابت و صحیح نہیں ہے۔ لیکن جن بعض علمائے خلف نے اُونٹ یا گائے یا بھینس سے عقیقہ کرنے کی اجازت دی ہے، ان کی دلیل ابنِ منذر کی وہ روایت ہے جس میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے

(۱) .... وكذلك إن أراد بعضهم العقيقة عن ولدٍ ولد له من قبل۔ (بدائع الصنائع ج:۵ ص:۷۲، طبع سعيد)۔

مروی ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''ہر بچے پر عقیقہ ہے، چنانچہ اس پر سے خون بہاؤ (مع الغلام عقیقة فاهریقوا عنه دمًا)۔'' چونکہ اس حدیث میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے لفظِ ''دَم'' نہیں ''دمًا'' فرمایا ہے، پس اس حدیث سے ظاہر ہے کہ مولود پر بھیڑ، بکری، اُونٹ اور گائے ذبح کرنے کی اجازت و رُخصت ہے۔ لیکن افضل یہی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ کرامؓ کی اتباع میں صرف بھیڑ یا بکری سے ہی عقیقہ کیا جائے، واللہ اعلم بالصواب۔''

یہ تمام تفصیل کتاب ''تحفة المودود فی أحکام المولود'' لابن القیم الجوزیۃ اور ''تربیة الأولاد فی الإسلام'' الجزءالاوّل، مصنفہ الاستاذ الشیخ عبداللہ ناصح علوان طبع ۱۹۸۱ء ص:۹۸، مطبع دار السلام للطابعة والنشر والتوزیع، حلب وبیروت وغیرہ میں دیکھی جاسکتی ہے۔

جواب:... آپ کے طویل گرامی نامے کے ضمن میں چند گزارشات ہیں:

اوّل:... آپ نے لکھا ہے کہ:

''عقیقے کے سلسلے میں یہ جملہ..... اختلافی مسئلہ چھیڑتا ہے.....''

یہ تو ظاہر ہے کہ فروعی مسائل میں ائمہ فقہاء کے اختلافات ہیں، اور کوئی فروعی مسئلہ مشکل ہی سے ایسا ہوگا جس کی تفصیلات میں کچھ نہ کچھ اختلاف نہ ہو۔ اس لئے جو مسئلہ بھی لکھا جائے اس کے بارے میں یہی اِشکال ہوگا کہ یہ تو اختلافی مسئلہ ہے۔ آنجناب کو معلوم ہوگا کہ یہ ناکارہ فقہِ حنفی کے مطابق مسائل لکھتا ہے، البتہ اگر سائل کی طرف سے یہ اشارہ ہو کہ وہ کسی دُوسرے فقہی مسلک سے وابستہ ہے تو اس کے فقہی مذہب کے مطابق جواب دیتا ہوں۔

دوم:... آنجناب نے ارشاد فرمایا ہے کہ میں آئندہ شمارے میں اس کی تائید میں قرآن و حدیث کی روشنی میں دلائل پیش کروں۔ میں سوالات کا جواب دیتے ہوئے دلائل سے بحث قصداً نہیں کرتا، کیونکہ عوام کی ضرورت یہ ہے کہ انہیں منقح مسئلہ بتادیا جائے، دلائل کی بحث اہلِ علم کے دائرے کی چیز ہے۔

سوم:... آنجناب نے حافظ ابنِ قیمؒ کی کتاب سے جو اقتباسات نقل کئے ہیں ان میں مسئلے زیرِ بحث آئے، ایک یہ کہ کیا بھیڑ یا بکری کے علاوہ کسی دُوسرے جانور کا عقیقہ دُرست ہے یا نہیں؟ آپ نے لکھا ہے کہ:

''ان سب احادیث کی روشنی میں جمہور علمائے سلف و خلف کا معمول اور فتویٰ یہی ہے کہ بھیڑ یا بکری کے علاوہ کسی دُوسرے جانور سے عقیقہ کرنا سنتِ مطہرہ سے ثابت و صحیح نہیں۔''

جہاں تک اس ناکارہ کی معلومات کا تعلق ہے، مذاہبِ اربعہ اس پر متفق ہیں کہ اُونٹ اور گائے سے عقیقہ دُرست ہے، حنفیہ کا فتویٰ تو میں پہلے لکھ چکا ہوں، دیگر مذاہب کی تصریحات حسبِ ذیل ہیں۔

فقہِ شافعی:

اِمام نوویؒ ''شرح مہذب'' میں لکھتے ہیں:

"المجزئ فی العقیقة هو المجزئ فی الأضحیة، فلا تجزئ دون الجذعة من الضأن، أو الثنیة من المعز والإبل والبقر، هٰذا هو الصحیح المشهور، وبه قطع الجمهور، وفیه وجه حکاه الماوردی وغیره أنه یجزئ دون جزعة الضأن، وثنیة المعز، والمذهب الأوّل۔"

(شرح مہذب ج:۸ ص:۴۲۹)

ترجمہ:... "عقیقے میں بھی وہی جانور کفایت کرے گا جو قربانی میں کفایت کرتا ہے، اس لئے جذعہ سے کم عمر کا دُنبہ، اور ثنی (دودانت) سے کم عمر کی بکری، اُونٹ اور گائے جائز نہیں، یہی صحیح اور مشہور روایت ہے اور جمہور نے اس کو قطعیت کے ساتھ لیا ہے۔ اس میں ایک دُوسری روایت، جسے ماوردیؒ وغیرہ نے نقل کیا ہے یہ ہے کہ اس میں جذعہ سے کم عمر کی بھیڑ اور دُنبہ اور ثنی سے کم عمر کی بکری بھی جائز ہے، لیکن مذہب پہلی روایت ہے۔"

فقہِ مالکی:

"شرح مختصر الخلیل" میں ہے:

"ابن رشد: ظاهر سماع أشهب أن البقر تجزئ أیضًا فی ذٰلک، وهو الأظهر قیاسًا علی الضحایا۔" (مواہب الخلیل ج:۳ ص:۲۵۵)

ترجمہ:... "ابنِ رشد کہتے ہیں کہ: اشہب کا ظاہر سماع یہ ہے کہ عقیقے میں گائے بھی کفایت کرتی ہے اور یہی ظاہر تر ہے، قربانیوں پر قیاس کرتے ہوئے۔"

فقہِ حنبلی:

"لروض المربع" میں ہے:

"وحکمها فیها یجزئ ویستحب ویکره کالأضحیة الّا أنه لَا یجزئ فیها شرک فی دم، فلا تجزئ بدنة ولَا بقرة الّا کاملة۔" (بحوالہ اوجز المسالک ج:۹ ص:۲۱۸، شائع کردہ مکتبہ امدادیہ مکہ مکرّمہ)

ترجمہ:... "عقیقے میں کون کون سے جانور جائز ہیں؟ اور کیا کیا اُمور مستحب ہیں؟ اور کیا کیا مکروہ ہیں ان تمام اُمور میں عقیقے کا حکم مثل قربانی کے ہے، اِلَّا یہ کہ اس میں جانور میں شرکت جائز نہیں، اس لئے اگر عقیقے میں بڑا جانور ذبح کیا جائے تو پورا ایک ہی کی طرف سے ذبح کرنا ہوگا۔"

ان فقہی حوالوں سے معلوم ہوا کہ مذاہبِ اربعہ اس پر متفق ہیں کہ بھیڑ بکری کی طرح اُونٹ اور گائے کا عقیقہ بھی جائز ہے اور یہ بھی معلوم ہوا کہ اکثر اَحکام میں اس کا حکم قربانی کا ہے، اور جمہور علماء کا یہی قول ہے، چنانچہ ابنِ رشدؒ "بدایة المجتهد" میں لکھتے ہیں:

"جمهور العلماء علٰی أنه لَا یجوز فی العقیقة الّا ما یجوز فی الضحایا من الأزواج

الثمانية۔" (بداية المجتهد ج:۱ ص:۳۴۹، مکتبہ علمیہ لاہور)

ترجمہ:... "جمہور علماء اس پر متفق ہیں کہ عقیقے میں صرف وہی آٹھ نر و مادہ جائز ہیں جو قربانیوں میں جائز ہیں۔"

حافظ ابنِ حجرؒ لکھتے ہیں:

"والجمهور على أجزاء الإبل والبقر أيضًا، وفيه حديث عند الطبراني وأبي الشيخ عن أنس رفعه "يعق عنه من الإبل والبقر والغنم" ونص أحمد على اشتراط كاملة، وذكر الرافعي بحثًا أنها تتأدى بالسبع كما في الأضحية والله أعلم۔"

(فتح الباری ج:۹ ص:۵۹۳، دار نشر الکتب الاسلامیۃ لاہور)

ترجمہ:... "جمہور اس کے قائل ہیں کہ عقیقے میں اُونٹ اور گائے بھی جائز ہے، اور اس میں طبرانی اور ابوالشیخ نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مرفوع روایت کی تخریج کی ہے کہ: "بچے کی طرف سے اُونٹ، گائے اور بکری کا عقیقہ کیا جائے گا" اور اِمام احمدؒ نے تصریح کی ہے کہ پورا جانور ہونا شرط ہے، اور رافعی نے بطور بحث ذکر کیا ہے کہ عقیقہ بڑے جانور کے ساتویں حصے سے بھی ہوجائے گا، جیسا کہ قربانی، واللہ اعلم۔"

دُوسرا مسئلہ یہ کہ آیا بڑے جانور میں عقیقے کے سات حصے ہوسکتے ہیں؟ اس میں اِمام احمدؒ کا اختلاف ہے، جیسا کہ اُوپر کے حوالوں سے معلوم ہوا، وہ فرماتے ہیں کہ اگر اُونٹ یا گائے کا عقیقہ کرنا ہو تو پورا جانور کرنا چاہئے، اس میں اشتراک صحیح نہیں، شافعیہ کے نزدیک اشتراک صحیح ہے۔

چنانچہ "شرح مہذب" میں ہے:

"ولو ذبح بقرة أو بدنة عن سبعة أولاد أو اشترك فيها جماعة جائز۔"

(ج:۸ ص:۴۲۹)

ترجمہ:... "اور اگر ذبح کی گائے یا اُونٹ سات بچوں کی جانب سے، یا شریک ہوئی اس میں ایک جماعت تو جائز ہے۔"

حنفیہ کے نزدیک بھی اشتراک جائز ہے، چنانچہ مفتی کفایت اللہ صاحبؒ لکھتے ہیں:

"ایک گائے میں عقیقے کے سات حصے ہوسکتے ہیں، جس طرح قربانی کے سات حصے ہوسکتے ہیں۔"

(كفاية المفتى ج:۸ ص:۲۶۳)

اور آپ کا یہ ارشاد کہ:

"عقیقے میں اشتراک صحیح نہیں ہے، جیسا کہ سات لوگ اُونٹ میں شرکت کرتے ہیں، کیونکہ اگر اس میں اشتراک صحیح ہوتو مولود پر "اراقة الدم" کا مقصد حاصل نہیں ہوتا۔"

یہ استدلال محلِ نظر ہے، اس لئے کہ قربانی میں بھی "اراقة الدم" ہی مقصود ہوتا ہے، جیسا کہ حدیثِ نبوی میں اس کی تصریح ہے:

"عن عائشة رضی الله عنها قالت: قال رسول الله صلی الله علیه وسلم: ما عمل ابن اٰدم من عمل یوم النحر أحب الی الله من اهراق الدم۔" الحدیث۔

(رواه الترمذی وابن ماجة، مشکوٰة ص:۱۲۸)

ترجمہ:... "حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: قربانی کے دن ابنِ آدم کا کوئی عمل اللہ تعالیٰ کو خون بہانے سے زیادہ محبوب نہیں۔"

"وعن ابن عباس رضی الله عنهما قال: قال رسول الله صلی الله علیه وسلم فی یوم الأضحی: ما عمل اٰدمی فی هٰذا الیوم أفضل من دم یهراق الّا أن یکون رحمًا توصل۔" (رواه الطبرانی فی الکبیر، وفیه یحیٰی بن الحسن الخشنی وهو ضعیف، وقد وثقه جماعة، مجمع الزوائد ج:۴ ص:۱۸)

ترجمہ:... "حضرت ابنِ عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے قربانی کے دن کے بارے میں فرمایا کہ: اس دن میں آدمی کا کوئی عمل خون بہانے (یعنی قربانی کرنے) سے افضل نہیں اِلَّا یہ کہ کوئی صلہ رحمی کی جائے۔"

چونکہ قربانی سے اصل مقصود "اراقة الدم" ہے، اس لئے قربانی کے گوشت کا صدقہ کرنا کسی کے نزدیک بھی ضروری نہیں، اگر خود کھائے یا دوست احباب کو کھلا دے تب بھی قربانی صحیح ہے۔

پس جبکہ قربانی سے مقصود بھی "اراقة الدم" اور اس میں شرکت کو جائز رکھا گیا ہے تو عقیقے میں شرکت سے بھی اراقہ دَم کا مضمون فوت نہیں ہوتا، اور جب قربانی میں شرکت جائز ہے، تو عقیقے میں بدرجۂ اَولیٰ جائز ہونی چاہئے، کیونکہ عقیقے کی حیثیت قربانی سے فروتر ہے، پس اعلیٰ چیز میں شریعت نے شرکت کو جائز رکھا ہے تو اس سے ادنیٰ میں بدرجۂ اَولیٰ شرکت جائز ہوگی، یہی وجہ ہے کہ تمام ائمہ فقہاء عقیقے میں قربانی ہی کے اَحکام جاری کرتے ہیں۔

چنانچہ شیخ الموفق ابن قدامہ حنبلی "المغنی" میں لکھتے ہیں:

"والأشبه قیاسها علی الأضحیة، لأنها نسیکة مشروعة غیر واجبة فأشبهت الأضحیة، ولأنها أشبهت فی صفاتها وسنها وقدرها وشروطها فأشبهتها فی مصرفها۔"

(المغنی مع الشرح الکبیر ج:۱۱ ص:۱۲۴)

ترجمہ:... "اور اشبہ یہ ہے کہ اس کو قربانی پر قیاس کیا جائے، اس لئے کہ یہ ایک قربانی ہے جو مشروع ہے، مگر واجب نہیں، پس قربانی کے مشابہ ہوئی، اور اس لئے بھی کہ یہ قربانی کے مشابہ ہے اس کی صفات میں، اس کی عمر میں، اس کی مقدار میں، اس کی شروط میں، پس مشابہ ہوئی اس کے مصرف میں بھی۔"

بڑی عمر میں اپنا عقیقہ خود کر سکتے ہیں، عقیقہ نہ کیا ہو تو بھی قربانی جائز ہے

سوال:... کیا کوئی بڑی عمر میں اپنا عقیقہ خود کرسکتا ہے؟ اگر عورت اپنا عقیقہ کرے تو کتنے بال کٹوائے؟ کچھ لوگ کہتے ہیں کہ جس کا عقیقہ نہیں ہوا اس کی قربانی جائز نہیں، پہلے اپنا عقیقہ کرے، اس کے بعد قربانی کرے۔ کیا یہ اَزرُوئے شرع دُرست ہے؟

جواب:... عقیقہ ساتویں دن سنت ہے، بعد میں اگر کرنا ہو تو ساتویں دن کی رعایت مناسب ہے،[1] یعنی پیدائش والے دن سے پہلے دن عقیقہ کیا جائے، مثلاً: پیدائش کا دن جمعہ تھا تو عقیقہ جمعرات کو ہوگا۔ بڑی عمر میں عقیقہ کیا جائے تو بال کاٹنے کی ضرورت نہیں۔[2] جس کا عقیقہ نہ ہوا ہو وہ قربانی کرسکتا ہے، اور اگر اس کے ذمہ قربانی واجب ہو تو قربانی کرنا ضروری ہے، عقیقہ خواہ ہوا ہو کہ نہ ہوا ہو۔

شوہر کا بیوی کی طرف سے عقیقہ کرنا

سوال:... یہ بتائیں کہ شوہر اپنی بیوی کا عقیقہ کرسکتا ہے یا یہ بھی شادی کے بعد والدین پر فرض ہے کہ بیٹی کا عقیقہ خود کریں جبکہ وہ دس بچوں کی ماں بھی ہے؟

جواب:... عقیقہ فرض ہی نہیں، بلکہ بچے کی پیدائش کے ساتویں دن عقیقہ کرنا سنت ہے،[3] بشرطیکہ والدین کے پاس گنجائش ہو۔ اگر والدین نے عقیقہ نہیں کیا تو بعد میں کرنے کی ضرورت نہیں۔ اور شوہر کا بیوی کی طرف سے عقیقہ کرنا جبکہ وہ دس بچوں کی ماں بھی ہو، لغو حرکت ہے۔

ساتویں دن عقیقہ دُوسری جگہ بھی کرنا جائز ہے

سوال:... عقیقہ کرنا کیا سات دن کے اندر ضروری ہے؟ اور کیونکہ یہاں قطر میں رشتہ دار وغیرہ نہیں ہیں، تو کیا ہم یہاں رہتے ہوئے اپنے والدین کو پاکستان میں لکھ سکتے ہیں کہ وہ وہاں عقیقہ کردیں؟

جواب:... عقیقہ ساتویں دن سنت ہے، اگر ساتویں دن نہ کیا جائے تو ایک قول کے مطابق بعد میں سنت کا درجہ باقی نہیں رہتا۔ اگر بعد میں کرنا ہو تو ساتویں دن کی رعایت رکھنی چاہئے، یعنی بچے کی پیدائش کے دن سے پہلے دن عقیقہ کیا جائے، مثلاً: بچے کی پیدائش جمعہ کی ہو تو عقیقہ جمعرات کو ہوگا، پاکستان میں بھی عقیقہ کیا جاسکتا ہے۔[4]

---

(۱) وقتها: تذبح يوم سابع ولادته ويحسب يوم الولادة من السبعة فإن ولدت ليلًا حسب اليوم الذي يليه ...إلخ. (الفقه الإسلامي وأدلّته ج:۳ ص:۶۳۸). عن الحسن عن سمرة بن جندب رضى الله عنه قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: الغلام مرتهن بقيقته يذبح عنه يوم السابع ويسمّٰى ويحلق.

(۲) عن الحسن البصرى، إذا لم يعق عنك، فعق عن نفسك وإن كنت رجلًا. (اعلاء السنن، كتاب الذبائح ج:۱۷ ص:۱۲۱، أيضًا الفقه الإسلامي وأدلّته ج:۳ ص:۶۳۸).

(۳) ایضاً حاشیہ نمبر۱ ملاحظہ ہو۔

(۴) ایضاً حاشیہ نمبر۱،۲ دیکھیں۔

کئی بچوں کا ایک ساتھ عقیقہ کرنا

سوال:... اکثر لوگ کئی بچوں کا عقیقہ ایک ساتھ کرتے ہیں، جبکہ بچوں کے پیدائش کے دن مختلف ہوتے ہیں، قرآن اور سنت کی روشنی میں یہ فرمائیں کیا عقیقہ ہو جاتا ہے؟

جواب:... عقیقہ بچے کی پیدائش کے ساتویں دن سنت ہے،[1] اگر گنجائش نہ ہو تو نہ کرے، کوئی گناہ نہیں، دن کی رعایت کے بغیر سب بچوں کا اکٹھا عقیقہ جائز ہے، مگر سنت کے خلاف ہے۔[2]

مختلف دنوں میں پیدا شدہ بچوں کا ایک ہی دن عقیقہ جائز ہے

سوال:... اگر گائے کا عقیقہ کریں تو اس میں سات حصے ہونے چاہئیں؟ اور بچوں کی پیدائش مختلف ایام میں ہو تو ایک دن میں گائے کرنا چاہئے یا نہیں؟

جواب:... ایک دن تمام بچوں کا عقیقہ کرنا چاہے تو مختلف تاریخوں میں پیدا ہونے والوں کا ایک دن عقیقہ کیا جاسکتا ہے، اور تمام جانور یا گائے ایک ساتھ ذبح کرسکتا ہے، یعنی جائز ہے،[3] البتہ مسنون عقیقہ ساتویں دن کا ہے۔[4]

اگر کسی کو پیدائش کا دن معلوم نہ ہو تو وہ عقیقہ کیسے کرے؟

سوال:... کہتے ہیں کہ عقیقہ پیدائش کے ساتویں دن ہونا چاہئے، اگر کوئی اپنا عقیقہ کرنا چاہے اور اس کو اپنی پیدائش کا دن معلوم نہ ہو تو وہ کیا کرے؟

جواب:... ساتویں دن عقیقہ کرنا بالاتفاق مستحب ہے، اسی طرح دارقطنی کی ایک روایت کے مطابق چودھویں دن بھی مستحب ہے۔ جبکہ اِمام ترمذیؒ کے نقل کردہ ایک قول کے مطابق اگر کسی نے ان دو دنوں میں عقیقہ نہیں کیا تو اکیسویں دن بھی کرلینا مستحب ہے۔ بہرحال اگر کوئی شخص ساتویں دن، چودھویں دن اور اکیسویں دن کے علاوہ کسی اور دن عقیقہ کرے تو نفسِ عقیقہ ہوجائے گا البتہ اس کا وہ استحباب اور ثواب جو کہ ساتویں دن، چودھویں دن اور اکیسویں دن کرنے میں تھا وہ حاصل نہ ہوگا، اگر بعد میں کرے تو ساتویں دن کی رعایت رکھنا بہتر ہے، یاد نہ ہو تو کوئی حرج نہیں۔[5]

---

(۱) گزشتہ صفحے کا حاشیہ نمبر۱ ملاحظہ ہو، نیز ص:۴۸۱ کا حاشیہ نمبر۲ دیکھیں۔

(۲) ایضاً۔

(۳ و ۴) ایضاً۔

(۵) عن سمرة بن جندب رضی الله عنه قال: قال رسول الله صلی الله علیه وسلم: الغلام مرتهن بعقیقته یذبح عنه یوم السابع، ویسمّٰی ویحلق رأسه، قال الإمام الترمذی: والعمل علٰی هٰذا عند أهل العلم، یستحبون أن یذبح عن الغلام العقیقة یوم السابع، فإن لم یتهیأ یوم السابع فیوم الرابع عشر، فإن لم یتهیأ عق عنه یوم إحدی وعشرین۔ (جامع الترمذی، ابواب الأضاحی، باب ما جاء فی العقیقة ج:۱ ص:۲۷۸، أیضًا فتح الباری ج:۹ ص:۵۹۴)۔

عقیقے کے وقت بچے کے سر کے بال اُتارنا

سوال:... کیا عقیقے کے وقت بچے کے سر کے بال اُتارنا ضروری ہے جبکہ دو چار ماہ بعد عقیقہ کیا جارہا ہو؟

جواب:... ساتویں دن بال اُتارنا اور عقیقہ کرنا سنت ہے، اگر نہ کیا تو بال اُتاردیں، بعد میں جانور ذبح کرتے وقت پھر بال اُتارنے کی ضرورت نہیں۔ [۱]

عقیقے کا گوشت والدین کو استعمال کرنا جائز ہے

سوال:... اپنی اولاد کے عقیقے کا گوشت والدین کو کھانا چاہئے یا نہیں؟ اور اگر اس گوشت میں ملاکر کھایا جائے یا اگر بالکل ہی عقیقے کا گوشت استعمال نہ کیا جائے تو والدین کے لئے کیوں منع ہے؟ کیا والدین اپنی اولاد کے عقیقے میں ذبح ہونے والے جانور کا گوشت نہیں کھاسکتے؟ اگر ایسا ہے تو کیوں؟

جواب:... عقیقے کا گوشت جیسے دُوسروں کے لئے جائز ہے، اسی طرح بغیر کسی فرق کے والدین کے لئے بھی جائز ہے۔ [۲]

عقیقے کے گوشت میں ماں، باپ، دادا، دادی کا حصہ

سوال:... عقیقے کے گوشت میں ماں، باپ، دادا، دادی کا حصہ ہے؟

جواب:... عقیقے کے گوشت کا ایک تہائی حصہ مساکین کو تقسیم کردینا افضل ہے، [۳] اور باقی دو تہائی حصے سے ماں، باپ، دادا، دادی، نانا، نانی، بھائی، بہن اور سب رشتہ دار کھاسکتے ہیں۔ اور اگر کوئی شخص تمام گوشت رشتہ داروں کو تقسیم کردے یا اس کو پکاکر ان کی ضیافت کردے تو یہ بھی جائز ہے، بہرحال عقیقے کا گوشت سب رشتہ دار کھاسکتے ہیں۔ [۴]

سات دن کے بعد عقیقہ کیا تو اس کے گوشت کا حکم

سوال:... پچھلے دنوں آپ نے عقیقے کے متعلق لکھا تھا کہ اگر سات یوم کے اندر عقیقہ کیا جائے تو عقیقہ ہوگا ورنہ صدقہ تصوّر ہوگا (جبکہ عقیقے کا مقصد پورا ہوجائے گا)۔ اس ضمن میں تھوڑی سی وضاحت آپ سے چاہوں گا، وہ یہ کہ اگر سات یوم کے بعد عقیقے کے طور پر بکرا ذبح کرتے ہیں جبکہ یہ صدقہ ہے تو اس پر صرف غریبوں کا حق ہوگا، آیا پورا گوشت غریبوں کے لئے ہوگا یا کچھ حصہ استعمال کیا جاسکتا ہے، جس طرح عقیقے میں ہوتا ہے؟

---

(۱) ویستحب حلق رأس المولود فی الیوم السابع من ولَادته وأن یسمّٰی بعد ذبح العقیقة. (الفقه الإسلامی وأدلّته ج:۳ ص:۶۴۱، المبحث الثانی، أحکام المولود).

(۲) وهی کالضحایا یؤکل من لحمها ویتصدق منها ولَا یباع شیء منها ویُسَنُّ طبخها ویأکل منها أهل البیت وغیرهم فی بیوتهم ...إلخ. (الفقه الإسلامی وأدلّته ج:۳ ص:۶۳۹، المبحث الأوّل، العقیقة).

(۳) ایضاً۔

(۴) ایضاً حوالہ نمبر۲۔

جواب:... سات دن کے بعد جو عقیقہ کیا جائے اس کے گوشت کی حیثیت عقیقے کے گوشت ہی کی ہوگی، میرے ذکر کردہ مسئلے کا مقصد یہ ہے کہ سات دن کے بعد جو عقیقہ کیا جائے، بعض فقہاء کے قول کے مطابق اس کی فضیلت عقیقے کی نہیں رہتی، بلکہ عام صدقہ خیرات کی سی ہوجاتی ہے، یہ مطلب نہیں کہ اس کا گوشت پورے کا پورا صدقہ کرنا ضروری ہے۔

عقیقے کے سلسلے میں بعض ہندوانہ رُسوم کفر و شرک تک پہنچا سکتی ہیں

سوال:... ہمارے علاقے میں عورتیں یہ کہتی ہیں کہ اگر ان کے ہاں لڑکا پیدا ہوا تو وہ اس کے سر کے بال مخصوص جگہ پر اُتروائیں گی، اور بکرے کی قربانی بھی وہاں جاکر دیں گے، اور لڑکا پیدا ہونے کے بعد کئی ماہ تک اس کے بال اُتروانے سے پہلے اپنے اُوپر گوشت کھانا حرام سمجھتی ہیں، اور پھر کسی دن مرد اور عورتیں ڈھول کے ساتھ اس جگہ پر جاکر لڑکے کے سر کے بال اُترواتے ہیں اور بکرے کا ذبیحہ کرکے وہاں ہی گوشت پکا کر کھاتے ہیں۔ قرآن و حدیث کی روشنی میں اس کی وضاحت کریں۔

جواب:... یہ ایک ہندوانہ رسم ہے، جو مسلمانوں میں در آئی ہے، اور چونکہ اس میں فسادِ عقیدہ شامل ہے اس لئے اعتقادی بدعت ہے۔ جو بعض صورتوں میں کفر و شرک تک پہنچا سکتی ہے۔ چنانچہ بعض لوگ کا عقیدہ یہ ہوتا ہے کہ یہ بچہ فلاں بزرگ نے دیا ہے، اس لئے وہ اس بزرگ کے مزار پر نیاز چڑھانے کی منّت مانتے ہیں اور منّت پوری کرنے کے لئے اس مزار پر جاکر بچے کے بال اُتارتے ہیں، وہاں قربانی کرتے ہیں اور دُوسری بہت سی خرافات کرتے ہیں، مسلمانوں کو ایسی خرافات سے پرہیز کرنا چاہئے۔

حلال اور حرام جانوروں کے مسائل

شکار

حلال و حرام جانوروں کو شکار کرنا

سوال:... اسلام میں شکار کی اجازت ہے، یعنی جانوروں کو ہلاک کرنا خواہ وہ حلال ہوں یا حرام، اگر حلال جانور شکار کیا جائے تو اسے کھانا جائز ہے یا نہیں؟

جواب:... شکار کی اجازت ہے، بشرطیکہ دُوسرے فرائض سے غافل نہ کردے۔[1] حرام جانور اگر موذی ہوں تو ان کو مارنا جائز ہے۔[2] اگر حلال جانور بندوق سے شکار کیا گیا اور مرگیا تو حلال نہیں،[3] لیکن اگر زخمی حالت میں ذبح کرلیا گیا تو حلال ہے۔[4]

نشانہ بازی کے لئے جانوروں کا شکار کرنا

سوال:... جو لوگ اپنے شوق اور نشانہ بازی کی خاطر معصوم جانوروں کا شکار کرتے ہیں ان کے بارے میں ہمارا مذہب کیا کہتا ہے؟

جواب:... حلال جانوروں کا شکار جائز ہے، مگر مقصود گوشت ہونا چاہئے، محض کھیل یا حیوانات کی ایذا رسانی ہی مقصود ہو تو جائز نہیں۔[5]

---

(۱) حکم الصید: الإصطیاد مباح لقاصده إجماعًا ... إلخ۔ (الفقه الإسلامی وأدلّته ج:۳ ص:۶۹۱)۔

(۲) خمس فواسق یقتلن فی الحل والحرم: الغراب، والحدأة، والعقرب، والفأرة، والکلب العقور۔ (نیل الأوطار ج:۵ ص:۲۶ بحواله الفقه الإسلامی وأدلّته ج:۳ ص:۷۱۴، المبحث الثالث، ما یباح اصطیاده من الحیوان)۔

(۳) لَا یحل صید البندقیة والعصا ... إلخ۔ (ردالمحتار ج:۶ ص:۴۷۱، کتاب الصید)۔

(۴) لو انتزع الذئب رأس الشاة وبقیت حیةً تحل بالذبح بین اللبة واللحیین۔ (الفتاوی البزازیة علٰی هامش الهندیة ج:۶ ص:۳۰۸، قبیل کتاب السیر)۔

(۵) وأجمع العلماء علٰی إباحة الإصطیاد والأکل من الصید، ویکره الصید لهوًا لأنه عبث ... إلخ۔ (الفقه الإسلامی وأدلّته ج:۳ ص:۶۹۲، الصید، المبحث الأوّل، تعریف الصید ... إلخ)۔

کتے کا شکار کیا حکم رکھتا ہے؟

سوال:... میں جمعہ ایڈیشن میں آپ کا کالم ''آپ کے مسائل اور ان کا حل'' بڑے غور و فکر سے پڑھتا ہوں اور اس کے پڑھنے سے میری معلومات میں اضافہ ہوتا ہے، اور اسی طرح کا ایک مسئلہ درپیش ہے، اس کا حل تجویز فرمائیے۔ میرا ایک دوست ہے وہ شکار کا بہت ہی شوقین ہے اور وہ شکار شکاری کتوں کے ذریعے کرتا ہے، جبکہ میں اس کو ایسا کرنے سے منع کرتا ہوں کہ یہ حرام ہے۔ وہ جنگل میں خرگوش کے پیچھے شکاری کتے لگا دیتے ہیں اور کتے اسے منہ میں دبوچ کر لے آتے ہیں، اور پھر وہ تکبیر پڑھ کر اسے ذبح کرنے کے بعد پکا کر کھا لیتے ہیں، حالانکہ اسلام کی رُو سے کتا ایک پلید اور حرام جانور ہے۔ لہٰذا اس کا کوئی مفید حل لکھئے اور یہ اخبار میں شائع کریں، شاید ایسا کرنے سے بہت سے انسان شکار سے باز آجائیں۔

جواب:... شکاری کتا اگر سدھایا ہوا ہو اور وہ شکار کو کھائے نہیں بلکہ پکڑ کر مالک کے پاس لے آئے اور اس کو بسم اللہ پڑھ کر چھوڑا گیا ہو، تو اس کا شکار حلال ہے، جہاں اس کا منہ لگا ہو اس کو دھوکر پاک کرلیا جائے، اور اگر زندہ پکڑ کر لائے تو اس کو تکبیر پڑھ کر ذبح کرلیا جائے۔ [1]

شارٹ گن سے کیا ہوا شکار

سوال:... ہمارے علاقے میں لوگ شکار کے بہت شوقین ہیں، شکاریوں نے مقامی علماء سے سن رکھا ہے کہ اگر کوئی شکاری کارتوس پر ''بسم اللہ، اللہ اکبر'' پڑھ کر شارٹ گن سے شکار پر فائر کرے، اور پھر اسی وقت شکار کی طرف لپک کر جائے اور ذبح کر ڈالے تو اگر پرندے میں اس وقت جان نہ بھی ہو تو وہ حلال ہے۔ اس بارے میں شریعتِ اسلامی کی رُو سے فرمائیں کہ شارٹ گن سے کیا ہوا شکار کن حالات میں حلال ہے؟

جواب:... بندوق وغیرہ سے جو جانور مرجائے وہ حرام ہے، اگر کسی جانور پر فائر کیا اور شکاری نے اس کو زِندہ پالیا تو اس کو ذبح کرسکتا ہے، ورنہ بندوق اور گن پر تکبیر پڑھنے سے جانور حلال نہیں ہوتا، ایسا جانور حرام ہے۔ [2]

بندوق سے شکار

سوال:... اگر شکاری شکار کرنے کے لئے جاتا ہے اور اس کے پاس چاقو یا چھری نہیں ہے، وہ تکبیر پڑھ کر فائر کردیتا ہے اگر پرندہ مرجائے تو حلال ہوگا یا کہ حرام؟

---

(۱) لقوله تعالٰى: "وَمَا عَلَّمْتُمْ مِّنَ الْجَوَارِحِ مُكَلِّبِيْنَ تُعَلِّمُوْنَهُنَّ مِمَّا عَلَّمَكُمُ اللهُ فَكُلُوْا مِمَّآ اَمْسَكْنَ عَلَيْكُمْ وَاذْكُرُوا اسْمَ اللهِ عَلَيْهِ" الآية (المائدة:۴)۔ وأيضًا لحديث عدى ابن حاتم: إذا أرسلت كلبك المعلم وذكرت اسم الله عليه فكل ما أمسك عليك الحديث۔ (الفقه الإسلامي وأدلّته ج:۳ ص:۶۹۵، الصيد، المبحث الأوّل، المطلب الأوّل، شروط)۔

(۲) قال قاضى خان: لَا يحل صيد البندقة والحجر والعصا وما أشبه ذٰلك ...إلخ۔ (ردالمحتار، كتاب الصيد ج:۶ ص:۴۷۱، طبع سعيد كراچى)۔

جواب:... بندوق کے فائر سے جو جانور مرجائے وہ حلال نہیں، خواہ تکبیر پڑھ کر گولی چلائی گئی ہو۔[۱] اگر زندہ مل جائے اور اس کو شرعی طریقے سے ذبح کرلیا جائے تو حلال ہے۔[۲]

بندوق، غلیل، شکاری کتے کے شکار کا شرعی حکم

سوال:... حضرت مولانا شبیر احمد عثمانی رحمۃ اللہ علیہ اپنی تفسیر میں سورۃ البقرہ رُکوع پانچ میں آیت "انما حرم علیکم المیتة" کی تفسیر کرتے ہوئے لکھتے ہیں: "مردار وہ ہے جو خود بخود مرجائے اور ذبح کرنے کی نوبت نہ آئے، یا خلافِ شرع طریقے سے اس کو ذبح یا شکار کیا جائے، مثلاً گلا گھونٹا جائے یا زندہ جانور کو پتھر، لکڑی، غلیل، بندوق سے مارا جائے یا کسی عضو کو کاٹ لیا جائے، یہ سب کا سب مردار اور حرام ہے۔" اس کے برعکس بعض مفسرین یہ تشریح بھی کرتے ہیں کہ جس جانور کے ذبح کرنے پر قادر نہ ہو مثلاً وحشی، جنگلی جانور یا طیور وغیرہ تو ان مذکورہ بالا کو بندوق، غلیل یا شکاری کتے سے شکار کرتے وقت اگر بسم اللہ اللہ اکبر پڑھی جائے تو یہ سب حلال ہیں۔ اب سوال یہ ہے کہ غلیل، بندوق یا شکاری کتے کے ذریعے جو شکار کیا جائے اور شرعی طریقے سے ذبح کرنے سے پہلے مرجائے تو کیا یہ سب مردار اور حرام ہیں؟

جواب:... جس جانور کے ذبح کرنے پر قادر ہو، اس کو تو شرعی طریقے سے ذبح کرنا ضروری ہے، اگر ذبح کرنے سے پہلے مرگیا تو وہ مردار ہے۔[۳]

شکار پر اگر بسم اللہ پڑھ کر کتا چھوڑ دیا جائے (بشرطیکہ وہ کتا سدھایا ہوا ہو) اور شکاری کتا اس شکار کو زخمی کردے اور وہ زخم سے مرجائے تو یہ ذبح کرنے کے قائم مقام ہوگا اور شکار کا کھانا حلال ہے، لیکن اگر کتا اس کا گلا گھونٹ کر ماردے، اسے زخمی نہ کرے تو حلال نہیں۔

اسی طرح اگر تیز دھار کا کوئی آلہ شکار کی طرف بسم اللہ کہہ کر پھینکا جائے اور شکار اس کے زخم سے مرجائے تو یہ بھی ذبح کے قائم مقام ہے۔ لیکن اگر لاٹھی بسم اللہ کہہ کر پھینک دی اور شکار اس کی چوٹ سے مرگیا تو وہ حلال نہیں۔[۴] اسی طرح غلیل یا بندوق سے جو شکار کیا جائے اگر وہ زندہ مل جائے تو اس کو ذبح کرلیا جائے، اور اگر وہ غلیل یا بندوق کی گولی کی چوٹ سے مرجائے تو حلال نہیں۔ خلاصہ

---

(۱) قال ابن عابدین رحمہ اللہ: قال قاضیخان: لَا یحل صید البندقة والحجر والحصا والمعراض وما أشبه ذٰلک۔ (رد المحتار ج:۶ ص:۴۷۱، کتاب الصید)۔

(۲) وإن أدرکه حیًّا ذکاه۔ (البحر الرائق ج:۸ ص:۲۵۸، کتاب الصید)۔

(۳) ذبح شاة مریضة فتحرکت أو خرج الدم حلت وإلّا لَا، إن لم تدر حیاته عند الذبح وإن علم حیاته حلت مطلقًا وإن لم تتحرک ولم یخرج الدم۔ (الدر المختار ج:۶ ص:۳۰۸)۔

(۴) قال ابن نجیم رحمہ اللہ: (وإن أدرکه حیًّا ذکاه) لقوله علیه السلام لعدی بن حاتم رضی اللہ عنه: إذا أرسلت کلبک فاذکر اسم اللہ تعالٰی علیه فإن أمسک علیک وأدرکته حیًّا فاذبحه۔ رواه البخاری۔ وفی آخره عن أبی حنیفة وأبی یوسف إذا لم یقدر علی التمکن کما ذکرنا یحل وهو إختیار بعض المشائخ لأنه إذا لم یتمکن لم یقدر علی الأصل وإن لم یذکه حتّٰی مات أو خنقه الکلب ولم یجرحه حُرِمَ۔ (بحر الرائق ج:۸ ص:۲۵۸، کتاب الصید)۔

یہ کہ غلیل اور بندوق کا حکم لاٹھی کا سا ہے، تیز دھار والے آلے کا نہیں، اس سے شکار کیا ہوا جانور اگر مر جائے تو حلال نہیں۔ (۱)

گورنمنٹ کی پابندی لگائے ہوئے جانوروں کا شکار

سوال:...جنگلی جانوروں کے شکار پر حکومت نے پابندی لگائی ہے، اگر کوئی شکار کرلے تو اسے حکومت کی طرف سے مشکلات کا سامنا کرنا پڑتا ہے۔ حدیث شریف میں تو حلال جانوروں کے شکار پر پابندی نہیں ہے۔ اس طرح محکمہ جنگلات کی طرف سے پابندی حدیث شریف کی نظر میں اس کا کیا حکم ہے؟ جواب سے نوازیں۔

جواب:...جو چیز کہ شرعاً حلال ہے، وہ تو حلال ہی رہے گی۔ اگر کوئی شخص ایسا شکار کرتا ہے، جو گورنمنٹ کے قانون کی رُو سے ممنوع ہے، تو یہ شکار شرعاً حلال ہوگا۔ البتہ حکومت کی ممانعت اگر مفادِ عامہ کے لئے ہے تو قانون کی پاسداری ضروری ہے، اور اگر یہ پابندی صرف عام لوگوں کے لئے ہے، امیروں، وزیروں کے لئے نہیں، تو یہ قانون غلط اور ظالمانہ ہے۔ (۲)

رات کو پرندوں کا شکار کرنا

سوال:...رات کو ہر ایک چیز یعنی ذی رُوح آرام کرتے ہیں، بعض لوگ رات کو پرندوں کا شکار کرتے ہیں، کیونکہ رات کو پکڑنا آسان ہوتا ہے، لہٰذا پوچھنا یہ ہے کہ رات کو جبکہ پرندے درختوں میں بیٹھ کر سو جاتے ہیں، ان کا پکڑنا، یا مارنا جائز ہے یا نہیں؟

جواب:...رات کے وقت پرندوں کا شکار کرنا، ان کو بلاوجہ ستانا ہے، جو بے رحمی ہے، اس لئے مکروہ ہے، واللہ اعلم!

---

(۱) وفی الشامیة: لَا یحل صید البندقة والعصا وما أشبه ذٰلک۔ (ج:۵ ص:۳۳۵)۔

(۲) حکم الصید: الإصطیاد مباح لقاصده إجماعًا ...إلخ۔ (الفقه الإسلامی وأدلّته ج:۳ ص:۶۹۱)۔

خشکی کے جانوروں اور متعلقات کا شرعی حکم

گھوڑا، خچر اور کبوتر کا شرعی حکم

سوال:... مندرجہ ذیل جانوروں کا گوشت حلال ہے یا حرام؟ شرعی نقطۂ نگاہ سے پوری وضاحت فرمائیں۔ گدھا، خچر، گھوڑا، کبوتر جو گھروں میں پالے جاتے ہیں، بعض بزرگوں کا کہنا ہے کہ جنگلی کبوتر حلال ہے اور گھریلو کبوتر سیّد ہے، اس کی کیا حقیقت ہے؟ بعض کہتے ہیں کہ گھوڑے کا گوشت حلال ہے۔

جواب:... گدھا اور خچر حرام ہیں،[1] کبوتر حلال ہے خواہ جنگلی ہو یا گھریلو،[2] اور گھوڑے کے بارے میں فقہائے اُمت کا اختلاف ہے، اِمام ابوحنیفہؒ کے نزدیک حلال نہیں، جمہور ائمہؒ کے نزدیک حلال ہے۔[3]

گھوڑے کا گوشت

سوال:... صحیح بخاری شریف جلد نمبر ۳ صفحہ نمبر ۲۵۵ سے ۲۵۶ تک مختلف احادیث میں یہ بات لکھی ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے گھوڑے کا گوشت کھانا جائز قرار دیا ہے۔ ہمیں بتائیں کہ ان احادیث کا کیا مطلب ہے اور پھر اگر جائز ہے تو آج تک علمائے کرام نے کیوں نہیں بتایا؟

جواب:... سننِ ابی داؤد ص:۱۷۵، ج:۲ مطبوعہ کراچی میں حدیث ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے گھوڑے کے گوشت سے منع فرمادیا تھا، چونکہ ایک حدیث سے جواز معلوم ہوتا ہے، اور دوسری سے ممانعت معلوم ہوتی ہے، اس لئے اِمام ابوحنیفہؒ اور

(۱) وأما السُّنَّة فما روى عن خالد بن وليد رضى الله عنه انه قال: نهىٰ رسول الله صلى الله عليه وسلم عن أكل لحوم الخيل والبغال والحمير. قال أبو يوسف ومحمد رحمهما الله: لَا يكره لحم الخيل وبه أخذ الشافعى رحمه الله. (بدائع ج:۵ ص:۳۸).

(۲) فالمستأنس منه كالدجاج والبط والمتوحش كالحمام والفاختة والعصافير والقبج والكركى والغراب الذى يأكل الحب والزرع والعقعق ونحوها حلال بالإجماع. (بدائع الصنائع ج:۵ ص:۳۹ طبع ايچ ايم سعيد).

(۳) وأما لحم الخيل فقد قال أبو حنيفة رضى الله عنه: يكره، وقال أبو يوسف ومحمد: لَا يكره، وبه أخذ الشافعى رحمه الله ...إلخ. (البدائع الصنائع ج:۵ ص:۳۸).

اِمام مالکؒ کے نزدیک گھوڑے کا گوشت مکروہ ہے۔[1] آپ نے یہ مسئلہ پہلے کسی عالم سے پوچھا نہیں ہوگا اگر پوچھتے تو بتایا جاتا۔

کیا جانوروں کے منہ کا جھاگ ناپاک ہے؟

سوال:... جانوروں کے منہ سے جو جھاگ نکلتے ہیں، وہ جھاگ اگر اِنسان کے کپڑوں یا جسم پر لگ جائیں تو کیا صرف کپڑے وغیرہ سوکھ جانے سے یا صرف جھاڑنے سے پاک ہوجائیں گے؟ یا غسل کرنا اور کپڑے وغیرہ دھونا ضروری ہے؟

جواب:... حلال جانوروں کے منہ کا جھاگ پاک ہے، اور حرام جانوروں کا جھاگ نجس ہے، وہ سوکھنے کے بعد بھی پاک نہیں ہوگا۔[2]

خرگوش حلال ہے

سوال:... خرگوش حرام ہے یا حلال؟ جبکہ کچھ لوگ کہتے ہیں کہ خرگوش بالکل چوہے کی شکل کا ہے اور اس کی عادتیں بھی چوہے سے ملتی ہیں، یعنی ہاتھوں سے چیزیں پکڑ کر کھاتا ہے، پاؤں کی مشابہت بھی حرام جانوروں سے ملتی جلتی ہے اور بل بنا کر رہتا ہے، اس لئے حرام ہے۔ تو اس کے متعلق وضاحت فرمائیں۔

جواب:... خرگوش حلال ہے، حرام جانوروں سے اس کی مشابہت نہیں ہے، اس مسئلے پر ائمہ اربعہؒ کا کوئی اختلاف نہیں۔[3]

گدھی کا دُودھ حرام ہے

سوال:... آج کل ہمارے یہاں جس کسی کو کالی کھانسی ہوجاتی ہے تو اسے گدھی کا دُودھ پینے کا مشورہ دیا جاتا ہے، اور بہت سے لوگ ایسا کرگزرتے ہیں۔ پوچھنا یہ ہے کہ ہمارے مذہب میں گدھی کا دُودھ پینا تو حرام ہے، پھر کیا بطور دوائی اس کا استعمال حلال ہوجاتا ہے؟

---

(۱) عن خالد بن ولید أن رسول الله صلى الله عليه وسلم نهٰى عن أكل لحوم الخيل والبغال والحمير زاد حيوة وكل ذى ناب من السباع۔ وعن جابر بن عبدالله قال: نهانا رسول الله صلى الله عليه وسلم يوم خيبر عن لحوم الحمر وأذن لنا فى لحوم الخيل۔ وفى الحاشية: قوله وأذن لنا فى لحوم الخيل ...إلخ۔ قال النووى: إختلف العلماء فى إباحة لحوم الخيل فمذهب الشافعى والجمهور من السلف والخلف انه مباح لَا كراهة فيه وبه قال أحمد وإسحاق وأبو يوسف ومحمد وداوٗد وجماهير المحدثين، وكرهها طائفة منهم ابن عباس والحكم ومالك وأبو حنيفة وقال يأثم بأكله ولَا يسمّٰى حرامًا، قال شيخ الإسلام العينى: احتج بهٰذا الحديث عطاء وابن سيرين والحسن والأسد بن يزيد وسعيد بن جبير والليث وابن المبارك والشافعى وأبو يوسف ومحمد وأحمد وأبو ثور علٰى جواز أكل لحم الخيل وقال أبو حنيفة ومالك والأوزاعى وأبو عبيدة يكره۔ (سنن أبى داوٗد ج:۲ ص:۱۷۵، باب فى أكل لحوم الخيل)۔

(۲) إن كان سؤره طاهر فالماء طاهر وإن كان نجسًا فنجس۔ (عالمگيرى ج:۱ ص:۱۹، كتاب الطهارة، الباب الثالث)۔

(۳) ولَا بأس بأكل الأرنب لما روى عن ابن عباس رضى الله عنهما أنه قال: كنا عند رسول الله صلى الله عليه وسلم فاهدى له أعرابى أرنبة مشوية فقال لأصحابه كلوا ...إلخ۔ (بدائع الصنائع ج:۵ ص:۳۹، كتاب الذبائح والصيد، طبع ايچ ايم سعيد)۔

جواب:...گدھی کا دُودھ حرام ہے، اور دوائی کے طور پر بھی اس کا استعمال دُرست نہیں جبکہ حلال دوائی سے علاج ہوسکتا ہو۔[1]

کم عمر جانور ذبح کرنا جائز ہے

سوال:...اگر گھر میں بکرے اور بکریاں پلی ہوئی ہیں جن کی عمر چار ماہ اور چھ ماہ تک ہو، یعنی وہ اتنے بڑے نہ ہوں جن کو کاٹ کر کھایا جاتا ہو، اگر بیمار ہوجاتے ہیں یا غلطی سے کوئی ایسی چیز کھا جاتے ہیں کہ اب ان کا بچ جانا مشکل ہو تو کیا ایسی صورت میں ان کو کاٹ کر کھانا جائز ہوگا یا ناجائز؟ ضرور لکھئے۔

جواب:...ان کو شرعی طریقے سے ذبح کرکے کھانا بلاشبہ جائز ہے۔[2]

بھینس کا نوزائیدہ بچہ ذبح کرکے کھانا

سوال:...آج کل بھینس جو بچے دیتی ہے، ان میں سے مادہ بچے کی پرورِش کی جاتی ہے، اور نر بچے کو اسی وقت ذبح کردیا جاتا ہے، کیونکہ مادہ بچہ آگے چل کر دُودھ دیتا ہے، اور نر بچے کا گوشت شہر کے ہوٹلوں میں پکایا جاتا ہے، جسے مسلم اور غیرمسلم تمام لوگ کھاتے ہیں، وضاحت فرمائیں کہ اس کا گوشت کھانا جائز ہے یا نہیں؟

جواب:...اس گوشت کے ناجائز ہونے کی کوئی وجہ نہیں۔[3]

دو تین ماہ کا بکری، بھیڑ کا بچہ ذبح کرنا

سوال:...حلال جانور مثلاً بکرے، بھیڑ، دُنبے کے بچے کو جو اندازاً دو تین ماہ کا ہو خدا کے نام پر ذبح کرنا جائز ہے یا نہیں؟

جواب:...گوشت کھانے کے قابل ہو تو ذبح کرنے کی کوئی ممانعت نہیں۔

ذبح شدہ جانور کے پیٹ سے بچہ نکلے تو کیا کرے؟

سوال:...بقرعید پر قربانی کی گائے یا بکری کے پیٹ سے بچہ زندہ یا مردہ نکلے تو اس کو کیا کرنا چاہئے؟ کیونکہ بعض حضرات کا کہنا ہے کہ اگر زندہ نکلے تو ذبح کرکے استعمال میں لانا چاہئے اور مردہ ویسے ہی حلال ہے، کیونکہ جو حلال جانور ذبح کردیا گیا، اس کے پیٹ سے علاوہ نجاست کے جو کچھ نکلے وہ سب حلال ہے۔ اَحکامِ خداوندی کی رُو سے آپ اس مسئلے کو حل فرمائیں۔

---

(۱) وأما الحمار الأهلی فلحمه حرام وكذا لبنه وشحمه. (فتاویٰ عالمگیری، کتاب الذبائح، الباب الثانی ج:۵ ص:۲۹۰ طبع بلوچستان بک ڈپو)۔

(۲) "یٰـأیها الذین اٰمنوا أوفوا بالعقود أحلت لکم بهیمة الأنعام إلّا ما یتلٰی علیکم غیر محلّی الصید وأنتم حُرُم، إن الله یحکم ما یرید" (المائدة:۱)، ولقوله تعالٰی: "الله الذی جعل لکم الأنعام لترکبوا منها ومنها تأکلون" وإسم الأنعام یقع علٰی هٰذه الحیوانات بلا خلاف بین أهل اللغة. (بدائع ج:۵ ص:۳۷، کتاب الذبائح والصیود)۔

(۳) إن تم خلق الجنین أُکل وإلّا فلا لقوله علیه السلام: ذکاة الجنین ذکاة أُمّه. (الفقه الحنفی وأدلّته ج:۳ ص:۲۰۷)۔

جواب:... بچہ اگر زندہ نکلے تو اس کو ذبح کر کے کھانا دُرست ہے، اور اگر مردہ نکلے تو اس میں اختلاف ہے، حضرت اِمام ابوحنیفہؒ کے نزدیک حلال نہیں، اور اِمام ابویوسفؒ اور اِمام محمدؒ کے نزدیک حلال ہے، احتیاط نہ کھانے میں ہے۔ [1]

حشرات الارض کا کھانا

سوال:... وہ کیڑے مکوڑے جن کو مارنا باعثِ ثواب ہے اور انہیں مارنے کا حکم بھی ہے، مثلاً: بچھو، دیمک، جوں، مکڑی، چھپکلی، مکھی وغیرہ۔ آج کل سائنس ان کیڑے مکوڑوں کو غذائیت سے بھرپور قرار دیتی ہے، ان مغربی سائنس دانوں کے بقول "مستقبل کا وہ دن دُور نہیں جب دُودھ والے کی جگہ مکھی والا ریڑھی اور سائیکل پر مکھیاں بیچتا پھرے، اور مرغی کی جگہ دُکانوں پر تھال میں بھری ہوئی دیمک بکنا شروع ہوجائے، ہوٹل میں بھنی دیمک یا دیمک مصالحہ، مکڑی کا سوپ ملنا شروع ہوجائے۔" کیا ہمارے نبی سیّدالمرسلین خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم نے ان مندرجہ بالا کیڑوں مکوڑوں کو بطورِ غذا استعمال کرنے کی اجازت دی ہے؟ براہِ مہربانی تفصیل سے اس اہم مسئلے پر روشنی ڈالیں، اللہ تعالیٰ آپ کو جزائے خیر عطا فرمائے، آمین۔

جواب:... حشرات الارض کا کھانا جائز نہیں۔ [2]

"خارپشت" نامی جانور کو کھانا جائز نہیں

سوال:... صوبہ سرحد میں ایک جانور سرید (خارپشت) پایا جاتا ہے، مقامی لوگ اس کا شکار کرتے ہیں اور ذبح کر کے اس کا گوشت کھاتے ہیں۔ بعض لوگ اس کو حرام سمجھتے ہیں اور بعض حلال۔ آپ سے درخواست ہے کہ شرعی طور پر یہ جانور حلال ہے یا حرام؟

جواب:... یہ حشرات الارض میں داخل ہے، اس کا کھانا حلال نہیں۔ [3]

حشرات الارض کو مارنا

سوال:... جنابِ والا! جب کبھی حشرات الارض پر نظر پڑتی ہے ایک دِل چاہتا ہے اسے مار دُوں، پھر یہ سوچ کر کہ وہ بھی جاندار ہیں چھوڑ دیتی ہوں۔ آپ اسلام کی رُو سے مطلع فرمائیں کہ ہم حشرات الارض کو (بشمول سانپ، بچھو وغیرہ) ان کو بنی نوعِ انسان کا دُشمن گردانتے ہوئے مار دیا کریں یا جانور سمجھ کر چھوڑ دیا کریں؟

جواب:... موذی چیزوں کا مار دینا ضروری ہے، مثلاً: سانپ، بچھو، بھڑ وغیرہ، اور اس کے علاوہ دُوسرے حشرات الارض کو

---

(۱) الجنين إذا خرج حيًّا ولم يكن من الوقت مقدار ما يقدر علٰى ذبحه فمات يؤكل وهٰذا لتفريع علٰى قول أبى يوسف ومحمد رحمهما الله لَا علٰى قول أبى حنيفة، كذا فى النهاية. (عالمگيرى ج:۵ ص:۲۸۷، كتاب الذبائح، الباب الثانى).

(۲) وجميع الحشرات، وهوام الأرض من الفأر والقنافذ واليربوع والزنبور والذباب والعنكبوت والعقرب ونحوها لَا خلاف فى حرمة هٰذه الأشياء. (فتاوىٰ عالمگيرى، كتاب الذبائح، الباب الثانى فى بيان ما يؤكل من الحيوان وما لَا يؤكل ج:۵ ص:۲۸۹ طبع رشيديه).

(۳) ایضاً حوالہ بالا۔

بلاضرورت مارنا جائز نہیں۔ [1]

موذی جانوروں اور حشرات کو مارنا

سوال:...گھروں میں جو جانور جیسے مکڑی، لال بیگ، کھٹمل، مچھر، چھپکلی اور دیمک وغیرہ کو مار سکتے ہیں؟ کیونکہ یہ گھروں کو خراب کرتے ہیں۔

جواب:...موذی جانوروں اور حشرات کا مارنا جائز ہے۔ [2]

مکھیوں اور مچھروں کو برقی رو سے مارنا جائز ہے

سوال:...مچھروں اور مکھیوں کو مارنے کے لئے ایک برقی آلہ یہاں استعمال ہوتا ہے جس کے اندر ایک ٹیوب لائٹ سے روشنی ہوتی ہے اور اس کے اُوپر ایک جالی میں انتہائی طاقت ور برقی رو دوڑ جاتی ہے، جونہی مچھر یا مکھی اس روشنی کے قریب جانے کی کوشش کرتے ہیں انہیں اس برقی رو والی جالی سے گزرنا پڑتا ہے، اس میں چونکہ انتہائی طاقت ور برقی رو ہوتی ہے، جس کی بنا پر وہ جل جاتے ہیں، اس کا استعمال شرعاً کیسا ہے؟

جواب:...جائز ہے۔ [3]

جانور کی کھال کی ٹوپی کا شرعی حکم

سوال:...حرام جانوروں کی کھالوں کی ٹوپیاں، شیر، چیتا، ریچھ، لومڑی، گیدڑ وغیرہ کی آج کل بازاروں میں فروخت ہو رہی ہیں، ان کا اوڑھنا یا اسے پہن کر نماز ادا کرنا دُرست ہے یا نہیں؟

جواب:...حدیث میں ہے کہ ہر جانور کی کھال دباغت سے پاک ہو جاتی ہے، [4] اس لئے دباغت کے بعد ان جانوروں کی کھالوں کی ٹوپیاں پہننا، ان میں نماز پڑھنا اور ان کی خرید و فروخت کرنا جائز ہے، البتہ خنزیر چونکہ نجس العین ہے، اس لئے اس کی کھال دباغت سے پاک نہیں ہوتی۔ [5]

(۱ و ۲) والحشرات هل يباح في الشرع ابتداء من غير إيذاء وهل يثاب على قتلهم؟ قال: لَا يثاب على ذٰلك وإن لم يوجد منه الْإيذاء فأولٰى أن لَا يتعرض بقتل شيء منه. كذا في جواهر الفتاوىٰ. (عالمگیری ج:۵ ص:۳۶۱، کتاب الذبائح، طبع بلوچستان بک ڈپو، مسجد روڈ، کوئٹہ).

(۳) حرقهم .... لٰكن جواز التحريق والتغريق مقيد. كما في شرح السير بما إذا لم يتمكنوا من الظفر بهم بدون ذٰلك بلا مشقة عظيمة، فإن تمكنوا بدونها فلا يجوز. (رد المحتار، كتاب الجهاد ج:۴ ص:۱۲۹، طبع سعيد. أيضًا إمداد الفتاوىٰ، كتاب الحظر ج:۴ ص:۲۶۳ طبع مكتبه دار العلوم كراچي).

(۴) عن عبدالله بن عباس رضي الله عنهما قال: سمعت رسول الله صلى الله عليه وسلم يقول: إذا دبغ الْإهاب فقد طهر. (الصحيح لمسلم ج:۱ ص:۱۵۹، باب طهارة جلود الميتة بالدباغ).

(۵) وكل إهاب دبغ وبشمس وهو يحتملها أي الدباغة طهر فيصلى به إلٰى قوله (خلا جلد الخنزير) فلا يطهر لأنه نجس العين بمعنى أن ذاته بجميع أجزائه نجسة حيًّا وميتًا ...إلخ. (ردالمحتار على الدر المختار ج:۱ ص:۲۰۳، ۲۰۴).

کتے کے دانتوں کا ہار پہننا

سوال:... مسئلہ یہ ہے کہ فقہِ حنفی کے مطابق کتے کے دانتوں کا ہار بنا کر پہننا اور ہار پہن کر نماز پڑھنا کیسا ہے؟

جواب:... سوائے خنزیر کے، دانت ہر جانور کے پاک ہیں، اور ان کا استعمال جائز ہے۔ (۱)

سور کی ہڈی استعمال کرنا

سوال:... کیا ہم سور کی ہڈی استعمال کر سکتے ہیں؟

جواب:... سور کی ہڈی استعمال کرنا جائز نہیں۔ (۲)

حرام جانوروں کی رنگی ہوئی کھال کی مصنوعات پاک ہیں سوائے خنزیر کے

سوال:... حرام جانوروں کی کھال کی مصنوعات مثلاً: جوتے، ہینڈ بیگ یا لباس وغیرہ استعمال کرنا جائز ہیں؟ اگر ہیں تو کیوں؟

جواب:... جانوروں کی کھال رنگنے سے پاک ہوجاتی ہے، اس لئے چرمی مصنوعات کا استعمال صحیح ہے، البتہ خنزیر کی کھال پاک نہیں ہوتی۔ (۳)

جانور سخت بیمار ہوجائے یا حادثے سے قریب المرگ ہوجائے تو اسے ذبح کر کے کھانا

سوال:... اگر کوئی جانور بیمار ہوجائے اور یہ اُمید ہو کہ اب نہیں بچے گا، یا اچانک کوئی حادثہ ہوجائے، جانور مرنے لگے تو اس کو ذبح کر کے کھانا کیسا ہے؟

جواب:... ذبح کر لینا جائز ہے، کیونکہ اگر گوشت کھانے کے لائق نہ ہو، تو چمڑا تو پاک ہوجائے گا۔ (۴)

بکری وغیرہ مرجائے تو اُس کی کھال اُتارنا کیسا ہے؟

سوال:... اگر جانور پالے ہوئے ہوں، جیسے بھینس، گائے، بھیڑ، بکری وغیرہ، اگر کوئی جانور مرجائے تو اس کا چمڑا اُتار کر بیچنا، رقم اپنے اِستعمال میں لینا جائز ہے یا ناجائز؟

جواب:... مردار کا چمڑا ابھی مردار ہے، اس لئے اس کا بیچنا جائز نہیں، ہاں چمڑا اُتار کر اس کو خشک کرلیا جائے، یا رنگا لیا جائے تو پاک ہوجائے گا، (۵) اس وقت بیچنا جائز ہے۔ (۶) اُجرت دے کر اُتروالینا جائز ہے، مگر جب تک رنگ نہ لیا جائے، تب تک بیچنا جائز نہیں۔

(۱ و ۲ و ۳) وفی العیون لا بأس ببیع عظام الفیل وغیرہ من المیتات إلّا عظم الآدمی والخنزیر۔ (الفتاوی الھندیۃ ج:۳ ص:۱۱۵، کتاب البیوع، الباب التاسع، الفصل الخامس، طبع مکتبہ رشیدیہ)۔

(۴) وکل جلد یطھر بالدباغ فإنہ یطھر بالذکاۃ وما لا فلا۔ (الجوھرۃ النیرۃ ص:۱۵، کتاب الطھارۃ، طبع مجتبائی دیوبند)۔

(۵) قولہ کل إھاب دبغ فقد طھر .... وکل جلد یطھر بالدباغ فإنہ یطھر بالذکاۃ وما لا فلا ...إلخ۔ (الجوھرۃ النیرۃ، کتاب الطھارۃ ص:۱۵ طبع مجتبائی دیوبند)۔

(۶) أن کل ما فیہ منفعۃ تحل شرعًا، فإن بیعہ یجوز ...إلخ۔ (الفقہ الإسلامی وأدلّتہ، بیع النجس والمتنجس ج:۴ ص:۴۴۶)۔

دریائی جانوروں کا شرعی حکم

دریائی جانوروں کا حکم

سوال:... میرے کچھ دوست عرب ہیں، ایک روز دورانِ گفتگو انہوں نے بتایا کہ: ''وہ لوگ سمندر سے شکار کئے ہوئے تمام جانوروں کو کھانے کے لئے حلال سمجھتے ہیں اور بلا کراہیت کھاتے ہیں۔'' جبکہ ہم پاکستانی، مچھلی اور جھینگوں کو عموماً حلال سمجھتے ہیں اور کیکڑوں، لابسٹر وغیرہ کو بعض لوگ مکروہ سمجھتے ہوئے کھاتے ہیں، براہِ مہربانی آپ صحیح صورتِ حال سے ہمیں آگاہ کیجئے۔ مزید یہ کہ کیا مچھلیوں کی ایسی قسمیں ہیں جو کھانے کے لئے جائز نہیں ہیں؟

جواب:... اِمام ابوحنیفہؒ کے نزدیک دریائی جانوروں میں سے صرف مچھلی حلال ہے، دیگر ائمہ کے نزدیک دیگر جانور بھی حلال ہیں، جن میں خاصی تفصیل ہے۔ اس لئے آپ کے عرب دوست اپنے مسلک کے مطابق عمل کرتے ہوں گے۔ مچھلیوں کی ساری قسمیں حلال ہیں، مگر بعض چیزیں مچھلی سمجھی جاتی ہیں حالانکہ وہ مچھلی نہیں، مثلاً: جھینگے۔[۱]

کیا سب دریائی جانور حلال ہیں؟

سوال:... جس طرح قرآن مجید کی یہ آیت ہے کہ دریاؤں کے جانوروں کو حلال قرار دیا گیا ہے مگر ہم صرف مچھلی حلال سمجھتے ہیں جبکہ سمندروں میں اور بھی جاندار ہوتے ہیں۔

جواب:... قرآنِ کریم کی جس آیت کا آپ نے حوالہ دیا ہے اس کا مطلب یہ ہے کہ اِحرام کی حالت میں دریائی جانوروں کے شکار کو حلال فرمایا گیا ہے،[۲] خود ان جانوروں کو حلال نہیں فرمایا گیا۔ اور شکار حرام جانور کا بھی ہوسکتا ہے، جیسے: شیر اور چیتے کا شکار کیا

---

(۱) وأما الذی یعیش فی البحر فجمیع ما فی البحر من الحیوان محرم الأکل إلّا السمک خاصة فإنه یحل أکله إلّا ما طفا منه وهٰذا قول أصحابنا رضی الله تعالٰی عنهم۔ وقال بعض الفقهاء وابن أبی لیلٰی رحمهم الله: أنه یحل أکل ما سوی السمک من الضفدع والسرطان وحیة الماء وکلبه وخنزیره ونحو ذٰلک لٰکن بالذکاة وهو قول اللیث بن سعد رحمه الله إلّا فی إنسان الماء وخنزیره أنه لَا یحل، وقال الشافعی رحمه الله یحل جمیع ذٰلک من غیر ذکاة وأخذه ذکاته ویحل أکل السمک الطافی ...إلخ۔ (بدائع، کتاب الذبائح والصیود ج:۵ ص:۳۵ طبع ایچ ایم سعید)۔

(۲) أُحلّ لکم صید البحر وطعامه متاعًا لکم وللسّیارة وحرّم علیکم صید البرّ ما دُمتم حُرُمًا۔ (المائدة:۹۶)۔ أیضًا: اعلم ان صید البر محرّم علی المُحرِم وصید البحر حلال لقوله تعالٰی ...إلخ۔ (هدایة ج:۱ ص:۲۷۷، کتاب الحج، الجنایات)۔

جاتا ہے۔ حدیث شریف میں صرف مچھلی کو حلال فرمایا ہے، اس لئے ہم صرف مچھلی کو حلال سمجھتے ہیں۔ (۱)

پانی اور خشکی کے کون سے جانور حلال ہیں؟

سوال:... یہ کہاں تک صحیح ہے کہ پانی کے تمام جانور حلال ہیں؟ اگر نہیں تو پھر کون سے حلال اور کون سے حرام ہیں؟ اسی طرح سے خشکی کے کون سے جانور اور پرندے حلال اور حرام ہیں؟ اس کا کوئی خاص اُصول ہے؟

جواب:... پانی کے جانوروں میں اِمام ابوحنیفہؒ کے نزدیک صرف مچھلی حلال ہے، اس کے علاوہ کوئی دریائی جانور حلال نہیں۔ (۲)

جنگلی جانوروں میں دانتوں سے چیرنے پھاڑنے والے، اور پرندوں میں سے پنجوں کے ساتھ شکار کرنے والے حرام ہیں، باقی حلال۔ (۳)

جھینگا کھانا اور اس کا کاروبار کرنا

سوال:... جھینگا کھانا یا اس کا کاروبار کرنا جائز ہے یا نہیں؟ کیونکہ بہت سے لوگ اسے کھانے اور کاروبار کرنے میں لگے ہوئے ہیں۔

جواب:... جھینگا مچھلی ہے یا نہیں؟ یہ مسئلہ اختلافی رہا ہے، جن حضرات نے مچھلی کی ایک قسم سمجھا انہوں نے کھانے کی اجازت تو دی البتہ احتیاط اسی میں بتلائی کہ نہ کھایا جائے، اب جدید تحقیق سے معلوم ہوتا ہے کہ جھینگا مچھلی نہیں ہے۔ اِمامِ اعظم ابوحنیفہ رحمہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک دریائی جانوروں میں سے صرف مچھلی اپنی تمام قسموں کے ساتھ حلال ہے، اور چونکہ جھینگا مچھلی نہیں، اس لئے اِمامِ اعظم رحمہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک کھانا جائز نہیں ہوگا۔ البتہ بطورِ دوا کھانے میں یا اس کی تجارت میں گنجائش ہوگی کیونکہ مسئلہ اِجتہادی ہے۔ اِمام شافعی رحمہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک کھانا حلال ہے۔ اب مسئلہ یہ ہوا کہ جھینگا کھایا تو نہ جائے البتہ اس کی تجارت میں گنجائش ہے۔ (۴)

جھینگا حنفیہ کے نزدیک مکروہِ تحریمی ہے

سوال:... ''جنگ'' میں ''آپ کے مسائل'' کے عنوان کے تحت ایک مسئلہ دریافت کیا گیا اور اس کا جواب بھی ''جنگ'' میں

---

(۱) عن ابن عمر قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: أحلّت لنا ميتتان ودمان، الميتتان: الحوت والجراد، والدّمان: الكبد والطحال. رواه أحمد وابن ماجة والدارقطني. (مشكوة ص:۳۶۱، باب ما يحل أكله وما يحرم).

(۲) گزشتہ صفحے کا حوالہ نمبر ۱ دیکھیں۔

(۳) وأما المستأنس من السباع .... فلا يحل وكذٰلك المتوحش منها المسمّٰى بسباع الوحش والطير وهو كل ذي ناب من السباع وكل ذي مخلب من الطير ...إلخ. (بدائع الصنائع ج:۵ ص:۳۹، كتاب الذبائح والصيود).

(۴) ولَا يحل حيوان مائي إلّا السمك غير الطافي. (الدر المختار ج:۶ ص:۳۰۶، طبع ايچ ايم سعيد).

شائع ہوا، وہ مسئلہ نیچے لکھا جاتا ہے، سوال اور جواب دونوں حاضرِ خدمت ہیں، آپ مسئلے کی صحیح نوعیت سے راقم الحروف کو مطلع فرمائیں تاکہ تشویش ختم ہو، یہاں جو لوگ اُلجھن میں ہیں ان کی تشفی کی جاسکے۔

''سوال:...کیا جھینگا کھانا جائز ہے؟

جواب:...مچھلی کے علاوہ کسی اور دریائی یا سمندری جانور کا کھانا جائز نہیں، کچھ لوگوں کا خیال ہے کہ جھینگا مچھلی کی قسم نہیں ہے، اگر یہ صحیح ہے تو کھانا جائز نہیں۔''

عوام الناس ''اگر'' اور ''مگر'' میں نہیں جاتے، کیا ابھی تک علماء کو تحقیق نہیں ہوئی کہ جھینگے کی نوعیت کیا ہے؟ یا تو صاف کہہ دیا جائے کہ یہ مچھلی کی قسم نہیں ہے، اس لئے کھانا جائز نہیں، یا اس کے برعکس۔ عوام الناس، علماء کے اس قسم کے بیان سے اسلام اور مسئلے مسائل سے متنفر ہونے لگتے ہیں اور علماء کا یہ رویہ مسئلے مسائل کے سلسلے میں گول مول بہتر نہیں ہے۔ میں نے لغت میں دیکھا تو جھینگے کی تعریف مچھلی کی ایک قسم ہی لکھی گئی ہے۔ آخر علماء کیا آج تک یہ نہیں طے کر پائے کہ یہ مچھلی کی قسم ہے کہ نہیں؟ مفتی محمد شفیعؒ صاحب، مولانا یوسف بنوریؒ، مولانا شبیر احمد عثمانیؒ اور دُوسرے علمائے حق کا کیا رویہ رہا؟ کیا انہوں نے جھینگا کھایا یا نہیں؟ اور اس کے متعلق کیا فرمایا؟ اُمید ہے آپ ذرا تفصیل سے کام لیتے ہوئے اس مسئلے پر روشنی ڈالیں گے۔

جواب:...صورتِ مسئولہ میں مچھلی کے سوا دریا کا اور کوئی جانور حنفیہ کے نزدیک حلال نہیں۔[1] جھینگے کی حلت وحرمت اس پر موقوف ہے کہ یہ مچھلی کی جنس میں سے ہے یا نہیں؟ ماہرینِ حیوانات نے مچھلی کی تعریف میں چار چیزیں ذکر کی ہیں۔ ۱:...ریڑھ کی ہڈی، ۲:...سانس لینے کے گلپھڑے، ۳:...تیرنے کے پنکھ، ۴:...ٹھنڈا خون۔ چوتھی علامت عام فہم نہیں ہے، مگر پہلی تین علامات کا جھینگے میں نہ ہونا ہر شخص جانتا ہے۔ اس لئے ماہرینِ حیوانات سب اس اَمر پر متفق ہیں کہ جھینگے کا مچھلی سے کوئی تعلق نہیں، بلکہ یہ مچھلی سے بالکل الگ جنس ہے۔ جبکہ جواہر اخلاطی میں تصریح ہے کہ ایسی چھوٹی مچھلیاں سب مکروہِ تحریمی ہیں، یہی صحیح تر ہے۔

"حیث قال السمک الصغار کلھا مکروھة التحریم ھو الأصح ... الخ۔" (جواہر اخلاطی)

اس لئے جھینگا حنفیہ کے نزدیک مکروہِ تحریمی ہے۔

سطحِ آب پر آنے والی مردہ مچھلیوں کا حکم

سوال:...کیا وہ مچھلیاں حلال ہیں جو مر کر سطحِ آب پر آجائیں یا ساحل پر پائی جائیں مردہ حالت میں؟ نیز بڑی مچھلیاں جو کہ مر کر ساحل پر پہنچ جاتی ہیں، لوگ ان کا گوشت، تیل اور ہڈیاں استعمال میں لاتے ہیں، تو یہ جائز ہے؟

---

(۱) ولَا یحل أکل ما فی الماء إلّا السمک ... إلخ. (خلاصة الفتاویٰ، کتاب الصید ج:۴ ص:۳۰۳ طبع رشیدیه)۔ أیضًا: ولَا یحل حیوان مائی إلّا السمک۔ (درمختار ج:۶ ص:۳۰۶، کتاب الذبائح، طبع سعید کراچی)۔

جواب:... جو مچھلی مرکر پانی کی سطح پر اُلٹی تیرنے لگے وہ حلال نہیں،[۱] اور جو ساحل پر پڑی ہو، اگر وہ متعفن نہ ہوگئی ہو تو حلال ہے۔[۲]

کیکڑا حلال نہیں

سوال:... کیکڑا کھانا حرام ہے یا حلال؟

جواب:... کیکڑا حلال نہیں۔[۳]

کچھوے کے انڈے حرام ہیں

سوال:... سنا ہے کہ کراچی میں کچھوے کے انڈے بھی مرغی کے انڈوں میں ملا کر بکتے ہیں، یہ فرمائیں کہ کیا کچھوے کے انڈے کھانا حلال ہے یا مکروہ یا حرام؟

جواب:... یہ اُصول یاد رہنا چاہئے کہ کسی چیز کے انڈے کا وہی حکم ہے جو اس چیز کا ہے، کچھوا چونکہ خود حرام ہے، اس لئے اس کے انڈے بھی حرام ہیں اور ان کو فروخت کرنا بھی حرام ہے۔ حکومت کا فرض ہے کہ ایسے لوگوں پر تعزیر جاری کرے جو بکری کی جگہ کتے کا گوشت، اور مرغی کے انڈوں کی جگہ کچھوے کے انڈے کھلاتے ہیں۔[۴]

---

(۱) ولَا یحل حیوان مائی إلّا السمک (غیر الطافی) علٰی وجه الماء الذی مات حتف أنفه وهو ما بطنه من فوق۔ (الدر المختار، کتاب الذبائح ج:۶ ص:۳۰۶ طبع ایچ ایم سعید)۔

(۲) ولو متولدًا فی ماء نجس .... بأن تحمل السمکة علٰی ما إذا لم تنتن۔ (أیضًا)۔

(۳) وقوله تعالٰی: ویحرم علیهم الخبائث .... والضفدع والسرطان والحیة من الخبائث۔ (بدائع الصنائع ج:۵ ص:۱۳۵، أیضًا: خلاصة الفتاوٰی، کتاب الصید، الفصل الخامس فیما یؤکل وما لَا یؤکل ج:۴ ص:۳۰۴)۔

(۴) القاعدة الرابعة التابع تابع: تدخل فیها قواعد الأولٰی انه لَا یفرد بالحکم ومن فروعها الحمل یدخل فی بیع الدم تبعا ولَا یفرد بالبیع والهبة کالبیع وقال الحموی التابع تابع أی غیر منفک عن متبوعه۔ (شرح الحموی علی الأشباه والنظائر، القاعدة الرابعة ج:۱ ص:۳۲۲، طبع إدارة القرآن کراچی)۔

پرندوں اور ان کے انڈوں کا شرعی حکم

بگلا اور غیر شکاری پرندے بھی حلال ہیں

سوال:... کیا بگلا حلال ہے؟ برائے مہربانی ان حرام جانوروں کی نشاندہی فرمائیں جو ہمارے ہاں پائے جاتے ہیں۔ میں نے دیکھا ہے کہ اکثر لوگ چھوٹی چھوٹی مختلف قسم کی چڑیوں کا شکار کر کے کھا لیتے ہیں، کیا یہ جائز ہے؟

جواب:... بگلا حلال ہے، اسی طرح یہ تمام غیر شکاری پرندے بھی حلال ہیں، چھوٹی چڑیا حلال ہے۔ (۱)

کبوتر کھانا حلال ہے

سوال:... ہمارے یہاں کے کچھ لوگ کبوتر بالکل نہیں کھاتے، وہ کہتے ہیں کہ اس کے کاٹنے سے گناہ ہے اور کھانے سے، حالانکہ کبوتر حلال ہے۔

جواب:... حلال جانور کو ذبح کرنے میں گناہ کیوں ہونے لگا...؟ (۲)

بطخ حلال ہے

سوال:... مولانا صاحب! مسئلہ یہ ہے کہ میرے ایک قدیم اور عزیز دوست فرماتے ہیں کہ بطخ یا ''راج ہنس'' جسے بڑی بطخ یا ''قاز'' بھی کہتے ہیں، کا گوشت حلال نہیں ہے بلکہ مکروہ ہے۔ برائے مہربانی یہ بات صحیح ہے یا غلط؟ شریعت کی روشنی میں جواب عنایت فرمائیں۔

جواب:... بطخ بذاتِ خود تو حلال ہے، (۳) نجاست کھانے کی وجہ سے مکروہ ہو سکتی ہے، سو ایسی مرغی یا بطخ جس کی بیشتر خوراک نجاست ہو اس کو تین دن بند رکھ کر پاک غذا دی جائے تو کراہت جاتی رہے گی۔ (۴)

(۱ و ۲) وما لا مخلب له من الطير والمستأنس منه كالدجاج والبط والمتوحش كالحمام والفاختة والعصافير والقبج والكركي والغراب الذي يأكل الحب والزرع ونحوها حلال بالإجماع، كذا في البدائع. (عالمگیری ج:۵ ص:۲۸۹).

(۳) وما لا مخلب له من الطير والمستأنس منه كالدجاج والبط والمتوحش كالحمام والفاختة والعصافير والقبج والكركي والغراب الذي يأكل الحب والزرع ونحوها حلال بالإجماع، كذا في البدائع. (عالمگیریة ج:۵ ص:۲۸۹).

(۴) ولا يكره أكل الدجاج المخلى وإن كان يتناول النجاسة لأنه لا يغلب عليه أكل النجاسة بل يخلطها بغيرها وهو الحب والأفضل أن يحبس الدجاج حتى يذهب ما في بطنها من النجاسة كذا في البدائع. (عالمگیری ج:۵ ص:۲۹۰، كتاب الذبائح، الباب الثاني، البدائع الصنائع ج:۵ ص:۴۰، كتاب الذبائح والصيود).

مور کا گوشت حلال ہے

سوال:...ایک دوست کہیں باہر سے مور کا گوشت کھا کر آیا ہے، وہ کہتا ہے کہ مور کا گوشت حلال ہوتا ہے، مگر ہمارے کئی دوست کہتے ہیں کہ مور کا گوشت حرام ہوتا ہے۔

جواب:...مور حلال جانور ہے، اس کا گوشت حلال ہے۔ (۱)

کیا انڈا حرام ہے؟

سوال:...کچھ عرصہ پیشتر ماہنامہ ''زیب النساء'' میں حکیم سیّد ظفر عسکری نے کسی خاتون کے جواب میں تحریر کیا تھا کہ انڈے کا ذکر صحابہ کرامؓ اور حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے کھانے میں کہیں نہیں ملتا، بلکہ اسے انگریزوں نے متعارف کرایا ہے، اس وجہ سے انڈا کھانا حرام ہے۔ براہِ کرم اس مسئلے کا تفصیلی حل اسلامی صفحے میں شائع کریں۔

جواب:...یقین نہیں آتا کہ حکیم صاحب نے ایسا لکھا ہو، اگر انہوں نے واقعی لکھا ہے تو یہ ان کا فتویٰ نہایت ''غیر حکیمانہ'' ہے۔ انہوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی یہ مشہور حدیث تو پڑھی یا سنی ہوگی جو حدیث کی ساری کتابوں میں موجود ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جو شخص جمعہ کی نماز کے لئے سب سے پہلے آئے اسے اُونٹ کی قربانی کا ثواب ملتا ہے، دُوسرے نمبر پر آنے والے کو گائے کی قربانی کا، پھر بکرے کی قربانی کا، پھر مرغی صدقہ کرنے اور سب سے آخر میں انڈا صدقہ کرنے کا، اور جب اِمام خطبہ شروع کردیتا ہے تو ثواب لکھنے والے فرشتے اپنے صحیفوں کو لپیٹ کر رکھ دیتے ہیں اور خطبہ سننے لگتے ہیں (مشکوٰۃ شریف)۔ (۲)

سوچنا چاہئے کہ اگر ہماری شریعت میں انڈا کھانا حرام ہے تو کیا...نعوذ باللہ...آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک حرام چیز کے صدقے کی فضیلت بیان فرمادی...؟ آج تک کسی فقیہ اور محدث نے انڈے کو حرام نہیں بتایا، اس لئے حکیم صاحب کا یہ فتویٰ بالکل لغو ہے۔

انڈا حلال ہے

سوال:...مرغی کا انڈا کھانا حلال ہے یا مکروہ؟ لوگ کہتے ہیں کہ انڈا مرغی کا اور دیگر حلال جانوروں کا بھی نہیں کھانا چاہئے، کیونکہ کسی شرعی کتاب میں انڈا کھانے کے لئے نہیں لکھا ہے۔

---

(۱) لَا بأس بأكل الطاؤس وعن الشعبي يكره أشد كراهة وبالأول يفتي كذا في الفتاوى الحمادية. (عالمگیری ج:۵ ص:۲۹۰، كتاب الذبائح، الباب الثاني).

(۲) وعن أبي هريرة رضي الله عنه أن رسول الله صلى الله عليه وسلم قال: من اغتسل يوم الجمعة غسل ثم راح فكأنما قرّب بدنة، ومن في الساعة الثانية فكأنما قرب بقرة، ومن راح في الساعة الثالثة فكأنما قرّب كبشًا أقرن، ومن راح في الساعة الرابعة فكأنما قرّب دجاجة، ومن راح في الساعة الخامسة فكأنما قرّب بيضة، فإذا خرج الإمام حضرتِ الملائكة يستمعون الذكر. قال أبو عيسٰى: حديث أبي هريرة حديث حسن صحيح. (ترمذي ج:۱ ص:۶۶، أيضًا مشكوٰة ص:۱۲۲).

جواب:... کسی حیوان کے انڈے کا وہی حکم ہے جو اس جاندار کا ہے، حلال جاندار کا انڈا حلال ہے، اور حرام کا حرام۔ [1]

پولٹری فارم کی مرغی اور انڈا حلال ہے؟

سوال:... پولٹری فارم کا انڈا اور مرغی حلال ہے یا اس کا کھانا ممنوع، مکروہ ہے؟

جواب:... مرغی اور مرغی کا انڈا تو حلال ہیں، لیکن جس مرغی کی غالب خوراک ناپاک اور نجس چیز ہو، اس کا کھانا مکروہ ہے۔ [2] اور جو حکم مرغی کا ہے، وہی اس کے انڈے کا ہے۔ [3]

فارمی مرغی کے کھانے کا حکم

سوال:... آپ کو معلوم ہوگا کہ آج کل تقریباً ہر ملک میں مشینی سفید مرغی کا کاروبار عام ہے اور مرغیوں کی پرورش کے لئے ایسی خوراک دی جاتی ہے جس میں خون کی آمیزش کی جاتی ہے، جس سے مرغی جلد جوان ہوتی ہے اور اس غذا کی وجہ سے مرغی کے اندر خودبخود انڈے دینے کی صلاحیت پیدا ہوتی ہے۔

اب سوال یہ ہے کہ قرآن وحدیث کی روشنی میں ایسی مرغی اور اس کے انڈے کھانے جائز ہیں؟

جواب:... مرغی کی غذا کا غالب حصہ اگر حرام ہو تو اس کا کھانا مکروہ ہے، اس کو تین دن بند رکھا جائے اور حلال غذا دی جائے اس کے بعد کھایا جائے، اور ان کی خوراک میں حلال غالب ہو تو کھانا جائز ہے۔ [4]

پرندے پالنا اور ان کی جنس تبدیل کرنا

سوال:... ہمارے ایک دوست جو کہ خوبصورت پرندے پالتے ہیں، ہم نے ان کو منع کیا کہ اس طرح سے آپ پرندوں کو پنجرے میں قید کرکے رکھتے ہیں، اور ان کی وہ آزادی جو قدرت نے انہیں عطا کی ہے، ختم کرتے ہیں، یہ پرندوں پر ظلم ہے۔ ہمارے محترم دوست فرمانے لگے کہ: ہم پرندوں کا خیال رکھتے ہیں، ان کو وقت سے دانہ پانی دیتے ہیں، جو پرندے کھلے اُڑتے پھرتے ہیں، ان سے اچھا ان پالتو پرندوں کو کھلاتے پلاتے ہیں، اور اس طرح دُوسرے خطرناک جانوروں اور پرندوں سے ان کی حفاظت بھی رہتی ہے۔ محترم مفتی صاحب! کیا ہمارے دوست کا جواب اِسلامی تعلیمات کی رُو سے صحیح ہے؟ نیز پرندوں میں جدّت اور خوبصورتی پیدا کرنے کے لئے شوقین لوگ ان کے جوڑے جنس سے ہٹ کر لگاتے ہیں، کیا یہ فعل شرعی اِعتبار سے جائز ہے؟

---

(۱) ص:۵۰۵ کا حاشیہ نمبر ۴ ملاحظہ فرمائیں۔

(۲) ولا یکره أكل الدجاج المخلى وإن كان يتناول النجاسة لأنه لَا يغلب عليه أكل النجاسة بل يخلطها .... والأفضل أن يحبس الدجاج حتّٰى يذهب ما فى بطنها من النجاسة. (فتاویٰ عالمگیری ج:۵ ص:۲۹۰، کتاب الذبائح، الباب الثانی)۔

(۳) التابع تابع .... التابع لَا يفرد بالحكم. (شرح المجلة المادة:۴۷/۴۸ ص:۳۹)۔

(۴) وتحبس الجلالة حتّٰى يذهب نتن لحمها وقدر بثلاثة أيام لدجاجة ...إلخ. (الدر المختار مع الرد ج:۶ ص:۳۴۰)۔

جواب:... پرندے پالنا جائز ہے،[1] اور ایک جنس سے دُوسری جنس تبدیل کرنا بھی دُرست ہے۔

پرندے پالنا جائز ہے

سوال:... آج کل آسٹریلین طوطوں کا پنجروں میں پالنا ایک عام سی بات ہوتی جارہی ہے، آپ کے مسائل اور اس کا حل روزنامہ جنگ اقرأ اسلامی صفحے کی وساطت سے معاملے کی شرعی حیثیت واضح فرماکر مشکور فرمائیں، واضح رہے کہ یہ پرندے صرف خوبصورتی کی خاطر پالے جاتے ہیں۔ اسی طرح چڑیا گھروں میں جانور پنجروں میں صرف انسانی تفریح کی خاطر رکھے جاتے ہیں۔ روشنی ڈالئے، اِمام بخاریؒ کی کتاب ادب المفرد میں ایک روایت ملتی ہے کہ صحابہؓ پرندے پالتے تھے، نیز اس کتاب کا کیا مقام ہے اور اس روایت کا کیا اعتبار ہے؟

جواب:... یہ روایت تو میں نے دیکھی نہیں، پرندوں کا پالنا جائز ہے، البتہ ان کو لڑانا جائز نہیں۔[2]

حلال پرندے کو شوقیہ پالنا جائز ہے

سوال:... کسی حلال پرندے کو شوقیہ طور پر پنجرے میں بند کرکے پالنا جائز ہے یا نہیں؟

جواب:... جائز ہے، بشرطیکہ بند رکھنے کے علاوہ اس کو کوئی اور ایذا اور تکلیف نہ پہنچائے، اور اس کی خوارک کا خیال رکھے۔[3]

---

(۱) عن أنس رضی الله عنه قال: كان رسول الله صلى الله عليه وسلم يخالطنا .... يا أبا عُمير ما فعل النُغير ...إلخ۔ وفى الحديث إباحة لعب الصبى بالطيور إذا لم يعذبه۔ (مشكوة مع حاشية ج:۲ ص:۴۱۶)۔

(۲ و ۳) عن أنس رضى الله عنه قال: كان النبى صلى الله عليه وسلم ليخالطنا حتّى يقول لأخ لى صغيرًا يا أبا عُمير! ما فعل النُغير؟ كان له نغير يلعب به، فمات۔ متفق عليه۔ قال المُحَشِّى فى الحديث إباحة لعب الصبى بالطيور إذا لم يعذبه۔ (مشكوة ج:۲ ص:۴۱۶)۔ وفى المرقاة: وفى شرح السُّنَّة: فيه فوائد منها: أن صيد المدينة مباح .... وانه لَا بأس أن يعطى الصبى الطير ليلعب به من غير أن يعذبه ...إلخ۔ (مرقاة المصابيح، باب المزاح ج:۴ ص:۲۴۹، طبع أصح المطابع بمبئى)۔

تلی، اوجھڑی، کپورے وغیرہ کا شرعی حکم

حلال جانور کی سات مکروہ چیزیں

سوال:... گزارش ہے کہ کپورے حرام ہیں، اس کی کیا وجوہ ہیں؟

جواب:... حلال جانور کی سات چیزیں مکروہِ تحریمی ہیں:

۱:... بہتا ہوا خون۔ ۲:... غدود۔ ۳:... مثانہ۔ ۴:... پتہ۔

۵:... نر کی پیشاب گاہ۔ ۶:... مادہ کی پیشاب گاہ۔ ۷:... کپورے۔[1]

اوّل الذکر کا حرام ہونا تو قرآنِ کریم سے ثابت ہے،[2] بقیہ اشیاء طبعاً خبیث ہیں، اس لئے "وَيُحَرِّمُ عَلَيْهِمُ الْخَبٰٓئِثَ" کے عموم میں یہ بھی داخل ہیں۔ نیز ایک حدیث شریف میں ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ان سات چیزوں کو ناپسند فرماتے تھے (مصنف عبدالرزاق ج:۴ ص:۵۳۵، مراسیل ابی داوٗد ص:۱۹، سننِ کبریٰ بیہقی ج:۱۰ ص:۷)۔[3]

کلیجی حلال ہے

سوال:... میں بی اے فرسٹ ایئر کی طالبہ ہوں اور ہمارے پروفیسر صاحب ہمیں اسلامک آئیڈیالوجی پڑھاتے ہیں۔ اسلامی آئیڈیالوجی والے پروفیسر بتا رہے تھے کہ قرآن شریف میں کلیجی کھانا حرام ہے، کلیجی چونکہ خون ہے اس لئے کلیجی حرام ہے، اور حدیث میں کلیجی کو حلال کہا ہے، تو کیا واقعی کلیجی حرام ہے؟

---

(۱) فالذی یحرم أکله منه سبعة: الدم المسفوح، والذکر، والأنثیان، والقبل، والغدة، والمثانة، والمرارة لقوله عزّ شأنه: ویحل لهم الطیّبٰت ویحرّم علیهم الخبٰٓئث ...إلخ۔ (البدائع الصنائع، ما یستحب فی الذکاة ج:۵ ص:۶۱)۔

(۲) "قُلْ لَّآ اَجِدُ فِیْ مَآ اُوْحِیَ اِلَیَّ مُحَرَّمًا عَلٰی طَاعِمٍ یَّطْعَمُهٗٓ اِلَّآ اَنْ یَّکُوْنَ مَیْتَةً اَوْ دَمًا مَّسْفُوْحًا اَوْ لَحْمَ خِنْزِیْرٍ فَاِنَّهٗ رِجْسٌ اَوْ فِسْقًا اُهِلَّ لِغَیْرِ اللهِ بِهٖ" الآیة (الأنعام:۱۴۵)۔

(۳) عن مجاهد رضی الله عنه قال: کان رسول الله صلی الله علیه وسلم یکره من الشاة سبعًا: الدم والمرار والذکر والأنثیین والحیا والغدة والمثانة قال وکان أعجب إلیه صلی الله علیه وسلّم مقدمها۔ (السنن الکبریٰ للبیهقی ج:۱۰ ص:۷، مصنف عبدالرزاق ج:۴ ص:۵۳۵)۔ أیضًا: روی عن مجاهد رضی الله عنه أنه قال: کره رسول الله صلی الله علیه وسلم من الشاة: الذکر والأنثیین والقبل والغدة والمرارة والمثانة والدم، فالمراد منه کراهة التحریم بدلیل أنه جمع بین الأشیاء الستة وبین الدم فی الکراهة، والدم المسفوح محرم، والمروی عن أبی حنیفة رحمه الله أنه قال: الدم حرام وأکره الستة، أطلق إسم الحرام علی الدم المسفوح وسمّی ما سواه مکروهًا۔ (البدائع الصنائع، ما یستحب فی الذکاة ج:۵ ص:۶۱، طبع سعید)۔

جواب:... قرآنِ حکیم میں بہتے ہوئے خون کو حرام کہا گیا ہے جو جانور کے ذبح کرنے سے بہتا ہے، کلیجی حلال ہے، قرآنِ کریم میں اس کو حرام نہیں فرمایا گیا ہے۔ آپ کے پروفیسر صاحب کو غلط فہمی ہوئی ہے۔ (۱)

تلی کھانا جائز ہے

سوال:... اکثر شادی بیاہ وغیرہ میں جیسے ہی کوئی جانور ذبح کیا ادھر اس کی تلی اور کلیجی وغیرہ پکا کر کھا لیتے ہیں، یا اکیلی تلی کو آگ پر سینک کر یا علیحدہ کھانے کے متعلق شریعت کیا حکم دیتی ہے؟

جواب:... جائز ہے۔ (۲)

حلال جانور کی اوجھڑی حلال ہے

سوال:... گائے یا بکرے کی بٹ (اوجھڑی) کھانا جائز ہے؟ اور اگر کھانا جائز ہے تو لوگ بولتے ہیں کہ اس کے کھانے سے چالیس دن تک دُعائیں قبول نہیں ہوتیں، کیا یہ صحیح ہے؟

جواب:... حلال جانور کی اوجھڑی حلال ہے، (۳) چالیس دن دُعا قبول نہ ہونے کی بات غلط ہے۔

گردے، کپورے اور ٹڈی حلال ہے یا حرام؟

سوال:... جبکہ ہمارے معاشرے میں لوگ بکرے کا گوشت عام کھاتے ہیں، اور لوگ بکرے کے گردے بھی کھاتے ہیں۔ آپ یہ بتائیں کہ یہ گردے انسان کے لئے حرام ہیں یا حلال؟ میرے دوست کہتے ہیں کہ بکرا حلال ہے، کپورے حلال نہیں، اور یہ بھی بتائیں کہ مکڑی بھی حلال ہے؟ آپ کی بڑی مہربانی ہوگی۔

جواب:... گردے حلال ہیں، کپورے حلال نہیں۔ (۴) ٹڈی دل جو فصلوں کو تباہ کر دیا کرتا ہے وہ حلال ہے۔ مکڑی حلال نہیں ہے۔ (۵)

بکرے کے کپورے کھانا اور خرید و فروخت کرنا

سوال:... کیا کپورے کھانا جائز ہے؟ آج کل بازاروں اور ہوٹلوں میں کئی لوگ کھاتے ہیں، ان کا اور بیچنے والوں کا عمل کیسا ہے؟

(۱ و ۲) عن عبدالله بن عمر رضی الله عنهما قال: قال رسول الله صلی الله علیه وسلم: أحلت لنا میتتان ودمان، فأما المیتتان: فالجراد والحیتان، وأما الدمان: فالطحال والکبد. کذٰلک رواه عبدالرحمٰن. (السنن الکبریٰ للبیهقی ج:۱۰ ص:۷).

(۳) ص:۵۰۸ کا حاشیہ نمبر ۳ دیکھیں۔

(۴) گزشتہ صفحے کا حاشیہ نمبر ۱، ۳ ملاحظہ ہو۔

(۵) ومثل الجراد والزنبور والذباب والعنکبوت .... ونحوها لَا یحل أکله إلّا الجراد خاصة لأنها من الخبائث لِاستبعاد الطباع السلیمة إیاها. (بدائع الصنائع ج:۵ ص:۳۶، کتاب الذبائح والصیود).

جواب:...بکرے کے خصیے کھانا مکروہِ تحریمی ہے، اور مکروہِ تحریمی حرام کے قریب ہوتا ہے۔ اور جو حکم کھانے کا ہے وہی کھلانے اور بیچنے کا بھی ہے، اس لئے بازار اور ہوٹل میں اس کی خرید و فروخت افسوسناک غلطی ہے۔ [1]

کپورے دوا کے طور پر کھانا

سوال:...کیا کپورے دوا کے طور پر کھا سکتے ہیں؟

جواب:...نہیں!

کپوروں والے توے پر کلیجی، بھیجا بھنا ہو کھانا

سوال:... بازار میں جس توے پر کپورے بھونے جاتے ہیں، اسی توے پر بھیجا، کلیجی اور گردے وغیرہ بھی بھونے جاتے ہیں، کیا وہ کھا سکتے ہیں؟

جواب:...کھا سکتے ہیں۔ [2]

---

(۱) وروی عن مجاهد رضی الله عنه أنه قال: کره رسول الله صلی الله علیه وسلم من الشاة: الذکر، والأُنثیین، والقبل، والغدة، والمرارة، والمثانة، والدم، فالمراد منه کراهة التحریم ...إلخ۔ (بدائع ج:۵ ص:۶۱، کتاب الذبائح والصیود)۔

(۲) لا عبرة للتوهم۔ (شرح المجلة المادة:۷۴ ص:۵۰، طبع حبیبیه کوئٹه)۔

کتا پالنا

کتا پالنا شرعاً کیسا ہے؟

سوال:... سوال حذف کردیا گیا۔

جواب:... جاہلیت میں کتے سے نفرت نہیں کی جاتی تھی، کیونکہ عرب کے لوگ اپنے مخصوص تمدن کی بنا پر کتے سے بہت مانوس تھے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مسلمانوں کے دِل میں اس کی نفرت پیدا کرنے کے لئے حکم فرمادیا کہ جہاں کتا نظر آئے اسے ماردیا جائے، لیکن یہ حکم وقتی تھا، بعد میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ضرورت کی بنا پر صرف تین مقاصد کے لئے کتا رکھنے کی اجازت دی۔ یا تو شکار کے لئے، یا غلہ اور کھیتی کے پہرے کے لئے یا ریوڑ کے پہرے کے لئے، (اگر مکان غیرمحفوظ ہو تو اس کی حفاظت کے لئے رکھنا بھی اسی حکم میں ہوگا) ان تین مقاصد کے علاوہ کتا پالنا صحیح نہیں۔ انگریزی معاشرت کی وجہ سے بہت سے لوگوں کو اب بھی کتے سے نفرت نہیں، حالانکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور خدا تعالیٰ کے فرشتوں کی ناپسندیدگی کے علاوہ بھی شوق سے کتا پالنا کوئی اچھی چیز نہیں، خدانخواستہ کسی کو کاٹ لے یا باؤلا ہوجائے اور آدمی کو پتہ نہ ہو تو ہلاکت کا اندیشہ ہے۔ پھر اس کا لعاب اپنے اندر ایک خاص زہر رکھتا ہے، اس لئے اس کے جھوٹے برتن کو سات دفعہ دھونے اور ایک دفعہ مانجھنے کا حکم دیا گیا ہے،[1] حالانکہ نجس برتن تو تین دفعہ دھونے سے شرعاً پاک ہوجاتا ہے۔[2] باقی کتا نجس العین نہیں، اگر اس کا جسم خشک ہو اور کپڑوں کو لگ جائے تو کپڑے ناپاک نہیں ہوں گے۔

کتا پالنا اور کتے والے گھر میں فرشتوں کا نہ آنا

سوال:... میں آپ سے کتا پالنے کے بارے میں کچھ پوچھنا چاہتا ہوں کیونکہ اکثر کہا جاتا ہے کہ کتا رکھنا جائز نہیں ہے، اس سے فرشتے گھر پر نہیں آتے۔ میں لوگوں کے اس نظریہ سے کچھ مطمئن نہیں ہوں، آپ مجھے صحیح جواب دیں۔

---

(۱) عن أبی هريرة رضی الله عنه قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: من اتخذ كلبًا إلّا كلب ماشية أو صيد أو زرع انتقص من أجره كل يوم قيراط۔ متفق عليه۔ عن ابن عمر رضی الله عنهما ان النبی صلى الله عليه وسلم أمر بقتل الكلاب إلّا كلب صيد أو كلب غنم أو ماشية۔ متفق عليه۔ (مشكوٰة المصابيح، باب ذكر الكلب ص:۳۵۹)۔ عن عبدالله بن المغفل رضی الله عنه أن النبی صلى الله عليه وسلم أمر بقتل الكلاب ثم قال: ما لی وللكلاب! ثم قال: إذا ولغ الكلب فی إناء أحدكم فليغسله سبع مرات وعفّروه الثامنة بالتراب۔ (شرح معانی الآثار، باب سؤر الكلب ج:۱ ص:۲۱ طبع حقانية)۔

(۲) (وسؤر الكلب نجس) ويغسل الإناء من ولوغه ثلاثًا لقوله عليه السلام: يغسل الإناء من ولوغ الكلب ثلاثًا وقال (وعرق كل شیء معتبر بسؤره) لأنهما يتولدان من لحمه فأخذ أحدهما حكم صاحبه۔ (فتح القدير ج:۱ ص:۱۱۲)۔

جواب:... کتا پالنا ''شوق'' کی چیز تو ہے نہیں، البتہ ضرورت کی چیز ہوسکتی ہے، چنانچہ شوق سے کتا پالنے کی تو ممانعت ہے، البتہ اگر کوئی شخص مکان کی حفاظت کے لئے یا کھیت کی یا مویشی کی حفاظت کے لئے یا شکار کی ضرورت کے لئے کتا پالے تو اس کی اجازت ہے۔[1] اور یہ صحیح ہے کہ جس گھر میں کتا یا تصویر ہو اس میں رحمت کا فرشتہ نہیں آتا۔ حدیث شریف میں ایک واقعہ آتا ہے کہ ایک بار حضرت جبرائیل علیہ السلام نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے ایک خاص وقت پر آنے کا وعدہ کیا تھا، مگر وہ مقرّرہ وقت پر نہیں آئے، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو اس سے پریشانی ہوئی کہ جبرائیل امین تو وعدہ خلافی نہیں کرسکتے، ان کے نہ آنے کی کیا وجہ ہوئی؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے دیکھا کہ آپ کی چارپائی کے نیچے کتے کا ایک بچہ بیٹھا تھا، اس کو اُٹھوایا گیا، اس جگہ کو صاف کرکے وہاں چھڑکاؤ کیا گیا، اس کے بعد حضرت جبرائیل علیہ السلام تشریف لائے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے مقرّرہ وقت پر نہ آنے کی شکایت کی، حضرت جبرائیل علیہ السلام نے عرض کیا: یا رسول اللہ! آپ کی چارپائی کے نیچے کتا بیٹھا تھا اور ہم اس گھر میں داخل نہیں ہوتے جس میں کتا یا تصویر ہو (مشکوٰۃ باب التصاویر ص:۳۸۵)۔[2]

کیا کتا انسانی مٹی سے بنایا گیا ہے؟ اور اس کا پالنا کیوں منع ہے؟

سوال:... میں نے آپ کے اس صفحے میں پڑھا تھا کہ چاہے کتنا ہی اہم معاملہ ہو اگر گھر میں کتا ہوگا تو رحمت کے فرشتے نہیں آئیں گے۔ لیکن یہ بتائیں کہ کیا کتے کی موجودگی میں گھر میں نماز ہوجائے گی اور قرآنِ کریم کی تلاوت جائز ہوگی؟ ہمارے گھر میں قریب سب ہی لوگ نمازی ہیں اور صبح صبح قرآن کی تلاوت بھی کی جاتی ہے، یہ چھوٹا سا کتا جو بے حد پیارا ہے اور نجاست نہیں کھاتا، ہم مجبور ہوکر لاتے ہیں۔

براہِ مہربانی یہ بھی بتائیں کہ آخر ہمارے دین میں کتے جیسے وفادار جانور کو ''گھر سے کیوں نکالا گیا ہے؟'' میں نے سنا ہے کہ کتا دراصل انسانی مٹی سے بنا ہے جبکہ حضرت آدم علیہ السلام کی ڈھنی پر شیطان نے تھوکا تھا تو وہاں سے تمام مٹی نکال کر پھینک دی گئی، اور پھر اسی سے بعد میں کتا بنایا گیا۔ شاید اسی وجہ سے یہ بیچارہ انسان کی طرف دوڑتا ہے، پاؤں میں لوٹتا ہے، اور انسان بھی اس سے محبت کئے بغیر نہیں رہ سکتا!

جواب:... جہاں کتا ہو، وہاں نماز اور تلاوت جائز ہے۔ یہ غلط ہے کہ کتا انسانی مٹی سے بنایا گیا۔ کتا وفادار تو ہے مگر اس میں بعض ایسی چیزیں پائی جاتی ہیں جو اس کی وفاداری پر پانی پھیر دیتی ہیں، ایک تو یہ کہ یہ غیر کا تو وفادار ہے لیکن اپنی قوم کا وفادار نہیں۔

---

(۱) گزشتہ صفحے کا حاشیہ نمبر۱ ملاحظہ فرمائیں۔

(۲) وعن ابن عباس رضی اللہ عنہ عن میمونة رضی اللہ عنها أن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم أصبح یومًا واجمًا وقال: إن جبریل کان وعدنی أن یلقانی اللیلة فلم یلقنی، أما واللہ ما أخلفنی۔ ثم وقع فی نفسه جرو کلب تحت فسطاط لنا فأمر به فأخرج ثم أخذ بیده ماءً فنضح مکانه، فلما أمسی لقیه جبریل، فقال: لقد کنت وعدتنی أن تلقانی البارحة! قال: أجل، ولٰکنا لَا ندخل بیتًا فیه کلب ولَا صورة۔ فأصبح رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یومئذٍ فأمر بقتل الکلاب حتّٰی إنه یأمر بقتل کلب الحائط الصغیر ویترک کلب الحائط الکبیر۔ رواہ مسلم۔ (مشکوٰة، باب التصاویر ص:۳۸۵، طبع قدیمی)۔

دُوسرے اس کے منہ کا لعاب ناپاک اور گندہ ہے، اور وہ آدمی کے بدن یا کپڑے سے مس ہو جائے تو نماز غارت ہو جاتی ہے۔[1] اور کتے کی عادت ہے کہ وہ آدمی کو منہ ضرور لگاتا ہے۔ اس لئے جس نے کتا پال رکھا ہو اس کے بدن اور کپڑوں کا پاک رہنا اَز بس مشکل ہے۔ تیسرے کتے کے لعاب میں ایک خاص قسم کا زہر ہے جس سے بچنا ضروری ہے، یہی وجہ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس برتن کو جس میں کتا منہ ڈال دے سات مرتبہ دھونے اور ایک مرتبہ مٹی سے مانجھنے کا حکم فرمایا ہے۔[2] اور یہی وہ زہر ہے جو کتے کے کاٹنے سے آدمی کے بدن میں سرایت کر جاتا ہے۔ چوتھے کتے کے مزاج میں گندگی ہے، جس کی علامت مردار خوری ہے، اس لئے ایک مسلمان کے شایانِ شان نہیں کہ وہ بغیر ضرورت کے کتا پالے۔ ہاں! ضرورت اور مجبوری ہو تو اِجازت ہے۔

کتا کیوں نجس ہے؟ جبکہ وہ وفادار بھی ہے

سوال:... کتے کو کیوں نجس قرار دیا گیا ہے؟ حالانکہ وہ ایک فرمانبردار جانور ہے، سور کے نجس ہونے کی تو ''اخبارِ جہاں'' میں سیر حاصل بحث پڑھ چکی ہوں، لیکن کتے کے بارے میں لاعلم ہوں۔ خدا کے حکم کی قطعیت لازم ہے، لیکن پھر بھی ذہن میں کچھ سوال آتے ہیں جن کے جواب کے لئے کسی عالم کی مدد کی ضرورت ہوتی ہے۔

جواب:... ایک مسلمان کی حیثیت سے تو ہمارے لئے یہی جواب کافی ہے کہ کتے کو اللہ تعالیٰ نے نجس پیدا کیا ہے، اس کے بعد یہ سوال کرنا کہ: ''کتا نجس کیوں ہے؟'' بالکل ایسا ہی سوال ہے کہ کہا جائے کہ: ''مرد، مرد کیوں ہے؟ عورت، عورت کیوں ہے؟ انسان، انسان کیوں ہے؟ اور کتا، کتا کیوں ہے؟'' جس طرح انسان کا انسان اور کتے کا کتا ہونا کسی دلیل کا محتاج نہیں، نہ اس میں ''کیوں'' کی گنجائش ہے، اسی طرح خالقِ فطرت کے اس بیان کے بعد کہ کتا نجس ہے، اس کا نجس ہونا بھی کسی دلیل و وضاحت کا محتاج نہیں۔ دُنیا کا کون عاقل ہوگا جسے پیشاب پاخانہ کی نجاست دلیل سے سمجھانے کی ضرورت ہو؟ لیکن دورِ جدید کے بعض وہ دانشور جن کو یہ سمجھانا بھی آج مشکل ہے کہ انسان، انسان ہے، بندر کی اولاد نہیں۔ عورت، عورت ہے، مرد نہیں۔ وہ اگر پیشاب کو بھی ''آبِ حیات'' اور ''داروئے شفا'' بتائیں، اور گندگی میں بھی ''وٹامن بی اور سی'' کا سراغ نکال لائیں، ان کو سمجھانا واقعی مشکل ہے۔ رہا یہ کہ: ''کتا تو وفادار جانور ہے، اس کو کیوں نجس قرار دیا گیا؟'' اس سوال کو اُٹھانے سے پہلے اس بات پر غور کر لینا چاہئے کہ کیا کسی چیز کا پاک یا ناپاک ہونا فرمانبرداری اور بے وفائی پر منحصر ہے؟ یعنی یہ اُصول کس فلسفے کی رُو سے صحیح ہے کہ جو چیز وفادار ہو وہ پاک ہوتی ہے، اور جو بے وفا ہو وہ ناپاک کہلاتی ہے...؟

اس کے علاوہ اس بات پر غور کرنا ضروری تھا کہ دُنیا کی وہ کون سی چیز ہے جس میں اللہ تعالیٰ نے کوئی نہ کوئی خوبی اور کوئی نہ کوئی فائدہ نہیں رکھا؟ کسی چیز کی صرف ایک آدھ خوبی کو دیکھ کر اس کے بارے میں آخری فیصلہ تو نہیں کیا جاسکتا۔ بلاشبہ وفاداری ایک خوبی

---

(۱) إذا شرب الكلب .... الحق النبي صلى الله عليه وسلم سؤر الكلب بالنجاسات وجعله من أشدها ...إلخ۔ (حجة الله البالغة ج:۱ ص:۱۸۵، طبع منيرية مصر)۔

(۲) عن أبي هريرة رضي الله عنه قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: إذا شرب الكلب في إناء أحدكم فليغسله سبع مرات متفق عليه۔ (مشكوٰة ص:۵۲، باب تطهير النجاسات، طبع قديمي كتب خانه)۔

ہے، جو کتے میں پائی جاتی ہے...اور جس سے سب سے پہلے خود اِنسان کو عبرت پکڑنی چاہئے تھی...لیکن اس کی اس ایک خوبی کے مقابلے میں اس کے اندر کتنے ہی اوصاف ایسے ہیں جو اس کی نجاستِ فطرت کو نمایاں کرتے ہیں، اس کا اِنسان کو کاٹ کھانا، اس کا اپنی برادری سے برسرِ پیکار رہنا، اس کا مردارخوری کی طرف رغبت رکھنا، گندگی کو بڑے شوق سے کھاجانا وغیرہ، ان تمام اوصاف کو ایک طرف رکھ کر اس کی وفاداری سے وزن کیجئے، آپ کو نظر آئے گا کہ کس کا پلہ بھاری ہے؟ اور یہ کہ کیا واقعتاً اس کی فطرت میں نجاست ہے یا نہیں...؟

یہاں یہ واضح کردینا بھی ضروری ہے کہ جن چیزوں کو آدمی خوراک کے طور پر استعمال کرتا ہے، ان کے اثرات اس کے بدن میں منتقل ہوتے ہیں، اس لئے اللہ تعالیٰ شانہ نے پاک چیزوں کو اِنسان کے لئے حلال کیا ہے، اور ناپاک چیزوں کو اس کے لئے حرام کردیا ہے، تاکہ ان کے نجس اثرات اس کی ذات اور شخصیت میں منتقل نہ ہوں، اور اس کے اخلاق و کردار کو متأثر نہ کریں۔ خنزیر کی بے حیائی اور کتے کی نجاست خوری ایک ضرب المثل چیز ہے۔ جو قوم ان گندی چیزوں کو خوراک کے طور پر استعمال کرے گی اس میں نجاست اور بے حیائی کے اثرات سرایت کریں گے، جن کا مشاہدہ آج مغرب کی سوسائٹی میں کھلی آنکھوں کیا جاسکتا ہے۔

اسلام نے بلاضرورت کتا پالنے کی بھی ممانعت کی ہے، اس لئے کہ صحبت و رفاقت بھی اخلاق کے منتقل ہونے کا ایک مؤثر اور قوی ذریعہ ہے۔ اسی لئے کہا جاتا ہے کہ نیک کی صحبت و رفاقت آدمی کو نیک بناتی ہے اور بد کی رفاقت سے بدی آتی ہے۔ یہ اُصول صرف انسانوں کی صحبت و رفاقت تک محدود نہیں بلکہ جن جانوروں کے پاس آدمی رہتا ہے ان کے اخلاق بھی اس میں غیرمحسوس طور پر منتقل ہوتے ہیں۔ اسلام نہیں چاہتا کہ کتے کے اوصاف و اخلاق انسان میں منتقل ہوں، اس لئے اللہ تعالیٰ نے کتا رکھنے کی ممانعت فرمادی ہے، کیونکہ کتے کی مصاحبت و رفاقت سے آدمی میں ظاہری اور نمائشی وفاداری اور باطنی نجاست و گندگی کا وصف منتقل ہوگا۔

اور اس کا ایک سبب یہ ہے کہ سائنسی تحقیقات کے مطابق کتے کے جراثیم بے حد مہلک ہوتے ہیں، اور اس کا زہرا گر آدمی کے بدن میں سرایت کرجائے تو اس سے جاں بر ہونا اَزبس مشکل ہوجاتا ہے۔ اسلام نے نہ صرف کتے کو حرام کردیا تاکہ اس کے جراثیم انسان کے بدن میں منتقل نہ ہوں بلکہ اس کی مصاحبت و رفاقت پر بھی پابندی عائد کردی، جس طرح کہ ڈاکٹر کسی مجذوم اور طاعونی مریض کے ساتھ رفاقت کی ممانعت کردیتے ہیں۔ پس یہ اسلام کا انسانیت پر بہت ہی بڑا اِحسان ہے کہ اس نے کتے کی پرورش پر پابندی لگاکر اِنسانیت کو اس کے مہلک اثرات سے محفوظ کردیا۔

مسلمان ملکوں میں کتوں کی نمائش

سوال:...گزشتہ دنوں اخبار ''جنگ'' اور ''نوائے وقت'' میں یہ خبر شائع ہوئی تھی کہ پاکستان میں کتوں کی نمائش ہوئی اور بڑے پیمانے پر لوگوں نے حصہ لیا، اور ایک کتے نے اپنی مالکن کے ساتھ وہ حرکت کی جس سے سب شرماگئے، کیا کتوں کو پالنا اور ان کے مقابلۂ حسن کا انعقاد کرانا جائز ہے؟ مفصل جواب تحریر کریں۔

جواب:... اِستفتاء میں اخبارات کے حوالے سے جس واقعے کا ذکر کیا گیا ہے، وہ واقعی ایک غیور مسلمان کے لئے ناقابلِ

برداشت ہے۔ زمانۂ جاہلیت میں بھی لوگوں کو کتوں سے بہت محبت ہوا کرتی تھی، یہی وجہ ہے کہ ابتداءً نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے کتوں کے قتل کرنے کا حکم دیا تھا،[1] اور فرمایا تھا کہ جس برتن میں کتا منہ ڈالے اسے سات دفعہ دھویا جائے۔[2] کتا ذلیل ترین اور حریص ترین حیوانات میں سے ہے جو کہ اپنے اوصافِ مذمومہ کی وجہ سے اس قابل نہیں کہ اس کے ساتھ مخالطت رکھی جائے، چہ جائے کہ ان کی پرورِش کی جائے اور ان کی نمائش کے لئے باقاعدہ محفل منعقد کی جائے۔ اسلام نے بلاضرورت کتا پالنے کو ممنوع قرار دیا ہے، اور جس گھر میں کتا ہوتا ہے اس کے لئے سخت وعید آئی ہے، چنانچہ حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشادِ گرامی ہے، جس کا مفہوم ہے کہ:
''جس گھر میں کتے اور جانداروں کی تصاویر ہوتی ہیں اس میں رحمت کے فرشتے داخل نہیں ہوتے۔''[3]

بہرحال یہ جانور بڑا ذلیل، حریص ہوتا ہے، پس جب کتے کے ایسے اوصاف ہیں تو جو شخص اسے پالتا ہے اور اس کے ساتھ محبت و مخالطت رکھتا ہے وہ بھی ان اوصاف سے متصف ہوتا ہے، جیسا کہ مشاہدہ ہے۔ کتے کی سب سے بُری صفت یہ ہے کہ وہ اپنی برادری یعنی کتوں سے نفرت کرتا ہے، اسی وجہ سے جب ایک کتا دُوسرے کتے کے سامنے سے گزرتا ہے وہ ایک دُوسرے پر بھونکنا شروع کردیتے ہیں، یہی حال اس شخص کا ہوتا ہے جو کہ کتا پالتا ہے، یعنی اس کو بھی اپنے بھائی بندوں، انسانوں سے نفرت ہونے لگتی ہے۔ موجودہ دور میں اگر دیکھا جائے تو اقوامِ دُنیا میں سب سے زیادہ کتوں سے محبت کرنے والے یہودی اور عیسائی ہیں۔ بہرحال اہلِ یورپ کی کتوں سے محبت کا اندازہ اس واقعے سے خوب لگایا جاسکتا ہے کہ جب انگلستان کی مشہور خاتون ''مسز ایم سی وہیل'' بیمار ہوئی تو اس نے وصیت کی کہ اس کی تمام املاک اور جائیداد کتوں کو دے دی جائے۔ خاتون کے مرنے کے بعد اس کی وصیت کے مطابق اب اس کی تمام جائیداد کے وارث کتے ہیں، اس جائیداد سے کتوں کی پرورِش، افزائشِ نسل ایک ٹرسٹ کے تحت جاری ہے۔

مسلمانوں کو چاہئے کہ خدا اور رسول کے اَحکامات کو پسِ پشت ڈال کر اغیار کی تقلید نہ کریں، بلکہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے بتائے ہوئے طریقوں کو اپنائیں جو کہ عین فطرت کے مطابق ہیں۔

کتا رکھنے کے لئے اصحابِ کہف کے کتے کا حوالہ غلط ہے

سوال:... اسلام میں کتے کو گھر میں رکھنے کے بارے میں کیا حکم ہے؟

دُوسرے یہ کہ ایک گھر جو کہ خاصا اسلامی (بظاہر) ہے، گھر کے تمام افراد نماز پڑھتے ہیں اور بعض افراد تو حج بھی کرآئے ہیں، اس کے باوجود گھر میں ایک کتا ہے جو کہ گھر میں بہت آزادانہ طور پر رہتا ہے، تمام گھر والے اسے گود میں لیتے ہیں اور نماز پڑھتے ہیں۔ اُوپر سے دُوسرے افراد کو اسلام کی تبلیغ کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ کتا ناپاک نہیں ہے۔ اس سلسلے میں وہ اصحابِ کہف کے کتے کا حوالہ دیتے ہیں اور کہتے ہیں کہ کتا گیلا ناپاک ہے، سوکھا پاک ہے۔ اس سلسلے میں قرآن وسنت کے حوالے سے اس مسئلے کی وضاحت فرمائیں

---

(۱) عن جابر رضی اللہ عنہ قال: أمرنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بقتل الکلاب ... إلخ۔ (مشکوٰۃ ص:۳۵۹)۔

(۲) عن أبی هریرة رضی اللہ عنہ قال: قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم: إذا شرب (وفی روایة إذا ولغ) الکلب فی إناء أحدکم فلیغسله سبع مرات أولٰهن بالتراب۔ (مشکوٰۃ ص:۳۵۲، باب تطهیر النجاسات)۔

(۳) قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم: لَا تدخل الملائکة بیتًا فیه کلب ولَا تصاویر۔ (مشکوٰۃ ص:۳۸۵)۔

تا کہ ہم لوگوں کو اس بارے میں صحیح طور پر معلوم ہو۔

جواب:... اسلام میں گھر کی یا کھیتی باڑی اور مویشیوں کی حفاظت یا شکار کی ضرورت کے لئے کتا پالنے کی اجازت دی گئی ہے، لیکن صحیحین کی مشہور حدیث ہے کہ جس گھر میں کتا یا تصویر ہو اس میں رحمت کے فرشتے داخل نہیں ہوتے۔[1] مشکوٰۃ صفحہ:۳۸۵ میں صحیح مسلم کے حوالے سے اُمّ المؤمنین حضرت میمونہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے، وہ فرماتی ہیں کہ: ایک دن صبح کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بہت ہی افسردہ اور غمگین تھے، اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ: آج رات جبرائیل علیہ السلام نے مجھ سے ملاقات کا وعدہ کیا تھا مگر وہ آئے نہیں، (اس کا کوئی سبب ہوگا ورنہ) بخدا! انہوں نے مجھ سے کبھی وعدہ خلافی نہیں کی۔ پھر یکا یک آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو کتے کے پلے کا خیال آیا جو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے تخت کے نیچے بیٹھا تھا۔ چنانچہ وہ وہاں سے نکالا گیا، پھر جگہ صاف کر کے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے خود اپنے دستِ مبارک سے وہاں پانی چھڑکا۔ شام ہوئی تو جبرائیل علیہ السلام تشریف لائے، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے شکایت فرمائی کہ آپ نے گزشتہ شب آنے کا وعدہ کیا تھا (مگر آپ آئے نہیں)، انہوں نے فرمایا: ہاں! وعدہ تو تھا مگر ہم ایسے گھر میں داخل نہیں ہوتے جس میں کتا ہو یا تصویر ہو۔ اس سے اگلے دن آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کتوں کو مارنے کا حکم فرمایا یہاں تک کہ یہ حکم فرمایا کہ چھوٹے باغ کی حفاظت کے لئے جو کتا پالا گیا ہو اس کو بھی قتل کر دیا جائے، اور بڑے باغ کی حفاظت کے لئے جو کتا رکھا گیا ہو اس کو چھوڑ دیا جائے۔[2]

کتے سے پیار کرنا اور اس کو گود میں لینا، جیسا کہ آپ نے سوال میں ذکر کیا ہے، کسی مسلمان کے شایانِ شان نہیں، جس چیز سے اللہ تعالیٰ کے فرشتوں کو اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو نفرت ہو اس سے کسی سچے مسلمان کو کیسے اُلفت ہو سکتی ہے؟ علاوہ ازیں کتے کے منہ سے رال ٹپکتی رہتی ہے، اور ممکن نہیں کہ جو شخص کتے کے ساتھ اس طرح اختلاط کرے اس کے بدن اور کپڑوں کو کتے کا نجس لعاب نہ لگے، اس کے کپڑے بھی پاک نہیں رہ سکتے، اور نجس ہونے کے علاوہ اس کا لعاب زہر بھی ہے، جس شخص کو کتا کاٹ لے اس کے بدن میں یہی زہر سرایت کر جاتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم فرمایا کہ جس برتن میں کتا منہ ڈال دے اس کو سات مرتبہ دھویا جائے اور ایک مرتبہ مٹی سے مانجھا جائے۔[3] یہ حکم اس کے زہر کو دُور کرنے کے لئے ہے۔ کتے سے اختلاط کرنا اس زمانے میں انگریزوں کا شعار ہے، مسلمانوں کو اس سے احتراز کرنا چاہئے۔

---

(۱) قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: لَا تدخل الملائكة بيتًا فيه كلب ولَا تصاوير. (مشكٰوة ص:۳۸۵).

(۲) وعن ابن عباس رضي الله عنه عن ميمونة رضي الله عنها أن رسول الله صلى الله عليه وسلم أصبح يومًا واجمًا وقال: إن جبريل كان وعدني أن يلقاني الليلة فلم يلقني، أما والله ما أخلفني. ثم وقع في نفسه جرو كلب تحت فسطاط لنا فأمر به فأخرج ثم أخذ بيده ماءً فنضح مكانه، فلما أمسى لقيه جبريل، فقال: لقد كنت وعدتني أن تلقاني البارحة! قال: أجل، ولٰكنا لَا ندخل بيتًا فيه كلب ولَا صورة. فأصبح رسول الله صلى الله عليه وسلم يومئذٍ فأمر بقتل الكلاب حتّٰى إنه يأمر بقتل كلب الحائط الصغير ويترك كلب الحائط الكبير. رواه مسلم. (مشكٰوة ج:۱ ص:۳۸۵، باب التصاوير).

(۳) گزشتہ صفحے کا حاشیہ نمبر ۲ ملاحظہ فرمائیں۔

قسم کھانے کے مسائل

قسم کھانے کی مختلف صورتیں

کون سی قسم میں کفارہ لازم آتا ہے اور کس میں نہیں آتا؟

سوال:... سنا ہے کہ قسم کی کئی قسمیں ہیں، کفارہ کون سی قسم میں لازم آتا ہے؟

جواب:... قسم تین طرح کی ہوتی ہے:

اوّل:... یہ کہ گزشتہ واقعہ پر جان بوجھ کر جھوٹی قسم کھائے، مثلاً: قسم کھا کر یوں کہے کہ میں نے فلاں کام نہیں کیا، حالانکہ اس نے کیا تھا، محض اِلزام کو ٹالنے کے لئے جھوٹی قسم کھالی، یا مثلاً: قسم کھا کر یوں کہا کہ فلاں آدمی نے یہ جرم کیا ہے، حالانکہ اس بے چارے نے نہیں کیا تھا، محض اس پر اِلزام دھرنے کے لئے جھوٹی قسم کھالی۔ ایسی جھوٹی قسم ''یمینِ غموس'' کہلاتی ہے، اور یہ سخت گناہِ کبیرہ ہے،[1] اس کا وبال بڑا سخت ہے۔[2] اللہ تعالیٰ سے دن رات توبہ و اِستغفار کرے اور معافی مانگے، یہی اس کا کفارہ ہے، اس کے سوا کوئی کفارہ نہیں۔

دوم:... یہ کہ کسی گزشتہ واقعہ پر بے علمی کی وجہ سے جھوٹی قسم کھالے، مثلاً: قسم کھا کر کہا کہ زید آگیا ہے، حالانکہ زید نہیں آیا تھا، مگر اس کو دھوکا ہوا، اور اس نے یہ سمجھ کر کہ واقعی زید آگیا ہے، جھوٹی قسم کھالی، اس پر بھی کفارہ نہیں اور اس کو ''یمینِ لغو'' کہتے ہیں۔[3]

---

(۱) الیمین باللہ ثلاثة أنواع: غموس وھو الحلف علیٰ إثبات شیء أو نفیہ فی الماضی أو الحال یعتمد الکذب فیہ فھٰذہ الیمین یأثم فیھا صاحبھا وعلیہ فیھا الإستغفار والتوبة دون الکفارة۔ (عالمگیری، کتاب الأیمان، الباب الأول فی تفسیرھا شرعًا ورکنھا وشرطھا وحکمھا ج:۲ ص:۵۲ طبع رشیدیہ)۔ لغو وھو أن یحلف علیٰ أمر فی الماضی أو فی الحال ویظنّ أنّہ کما قال والأمر بخلافہ بأن یقول: واللہ قد فعلت کذا، وھو ما فعل وھو یظنّ أنّہ فعل، أو رأی شخصًا من بعید فقال: واللہ انّہ لزید، وظنّہ زیدًا، وھو عمروًا، فھٰذہ الیمین نرجو أن لَا یؤاخذ بھا صاحبھا۔ (عالمگیری ج:۲ ص:۵۲، کتاب الأیمان)۔

(۲) عن عمران بن حصین رضی اللہ عنہ قال: قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم: من حلف علیٰ یمین مصبورة کاذبًا فلیتبوأ بوجھہ مقعدہ من النّار۔ (أبوداؤد ج:۲ ص:۱۰۶، کتاب الأیمان)۔

(۳) لغو وھو أن یحلف علیٰ أمر فی الماضی أو فی الحال ویظنّ أنّہ کما قال والأمر بخلافہ بأن یقول: واللہ قد فعلت کذا، وھو ما فعل وھو یظنّ أنّہ فعل، أو رأی شخصًا من بعید فقال: واللہ انّہ لزید، وظنّہ زیدًا، وھو عمروًا، فھٰذہ الیمین نرجو أن لَا یؤاخذ بھا صاحبھا۔ (عالمگیری ج:۲ ص:۵۲، کتاب الأیمان، الباب الأوّل)۔

سوم:... یہ کہ آئندہ زمانے میں کسی کام کے کرنے یا نہ کرنے کی قسم کھالے، اور پھر قسم کو توڑ ڈالے، اس کو ''یمینِ منعقدہ'' کہتے ہیں، ایسی قسم توڑنے پر کفارہ لازم آتا ہے۔[1]

نیک مقصد کے لئے سچی قسم کھانا جائز ہے

سوال:... سچ کو سچ ثابت کرنے کے لئے، جھوٹ کو جھوٹ ثابت کرنے کے لئے، ایک حق ایک خیر کو شر سے بچانے کے لئے، ذلیل کو ذلیل، شریف کو شریف ثابت کرنے کے لئے، ظالم کو ظالم، مظلوم کو مظلوم ثابت کرنے کے لئے قرآن پاک کی قسم کھانا یا قرآن پر ہاتھ رکھ کر حق اور سچ کا ساتھ دینا صحیح ہے؟

جواب:... سچی قسم کھانا جائز ہے۔[2]

قرآن مجید کی قسم کھانا جائز ہے

سوال:... کیا قرآن مجید کی قسم کھاسکتا ہے یا نہیں؟ حالانکہ حدیث شریف میں ہے: **من حلف بغير الله فقد أشرك۔**

جواب:... قرآنِ کریم، کلامِ اِلٰہی ہے، اور اللہ تعالیٰ کی صفات کی قسم کھانا، غیراللہ کی قسم نہیں۔ اس لئے قرآنِ کریم کی قسم صحیح ہے، اور اس قسم کے توڑنے پر کفارہ لازم آئے گا۔[3]

قرآن پاک پر ہاتھ رکھ کر یا بلا رکھے قسم اُٹھانا

سوال:... الف نے قرآن پاک کی موجودگی میں قرآن پاک پر ہاتھ رکھ کر کہا کہ میں آج کے بعد رشوت نہیں لوں گا۔ ب نے قرآن پاک کی غیرموجودگی میں قرآن کی قسم کھا کر کہا کہ میں آج کے بعد رشوت نہیں لوں گا۔ کیا ان دونوں قسموں میں کوئی فرق ہے؟

جواب:... کوئی فرق نہیں، قرآن پاک کی قسم کھانے سے قسم ہوجاتی ہے۔[4]

---

(۱) منعقدة وهو أن يحلف على أمر في المستقبل أن يفعله أو لَا يفعله، وحكمها لزوم الكفارة عند الحنث. (عالمگیری ج:۲ ص:۵۲، كتاب الأيمان، الباب الأوّل طبع مكتبه رشيديه كوئٹه).

(۲) قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: ولَا تحلفوا بالله إلّا وأنتم صادقون، الحديث. (أبوداؤد، كتاب الأيمان ج:۲ ص:۱۰۷). وفي الهندية: اليمين بالله تعالى لَا تكره ولٰكن تقليله أولى من تكثيره. (عالمگیری، كتاب الأيمان، الباب الأوّل في تفسيرها شرعًا وركنها وشرطها وحكمها ج:۲ ص:۵۲ طبع مكتبه رشيديه كوئٹه).

(۳) وقال محمد بن مقاتل الرازي: لو حلف بالقرآن قال يكون يمينا وبه أخذ جمهور مشائخنا رحمهم الله. (عالمگیری ج:۲ ص:۵۳، كتاب الأيمان، الباب الثاني).

(۴) ولَا يخفى أن الحلف بالقرآن الآن متعارف فيكون يمينا. (الدر المختار، كتاب الأيمان، مطلب في الفرق بين السهو والنسيان ج:۳ ص:۷۱۲ طبع سعيد). ونقل في الهندية عن المضمرات وقد قيل هٰذا في زمانهم أما في زماننا فيمين وبه نأخذ ونأمر ونعتقد وقال محمد بن مقاتل الرازي أنه يمين وبه أخذ جمهور مشائخنا اهـ. فهٰذا مؤيد لكونه صفة تعورف الحلف بها كعزة الله وجلاله. (ردالمحتار ج:۳ ص:۵۶ طبع مكتبه رشيديه كوئٹه، وأيضًا في الهندية ج:۲ ص:۵۳، كتاب الأيمان، الباب الأوّل، وفتح القدير ج:۴ ص:۳۵۶ طبع مكتبه رشيديه كوئٹه).

جانبین کا جھگڑا ختم کرنے کے لئے قرآن پر ہاتھ رکھ کر رقم اُٹھالینا

سوال:... جانبین میں اختلاف کے بعد الزام اُتارنے کے لئے رواج ہے کہ قرآن پاک پر اتنی رقم رکھ دیتا ہوں تو اُٹھالے، دُوسرا فوراً اُٹھالیتا ہے۔ تو پوچھنا یہ ہے کہ ایسا معاملہ اَز رُوئے شرع جائز ہے یا نہیں؟ اگرچہ جھوٹا ہو، رکھنے والا بَری ہو جاتا ہے، اور اُٹھانے والا خدانخواستہ جھوٹا ہو تو شریعت میں یہ کس سزا کا مستحق ہے؟

جواب:... قرآنِ کریم پر رقم رکھنا خلافِ ادب ہے، البتہ اگر رفعِ نزاع کی یہ صورت ہوسکتی ہو کہ جس شخص پر الزام ہے وہ رقم قرآن مجید کے پاس رکھ دے اور مدعی سے کہا جائے کہ اگر واقعی یہ تمہارا حق ہے تو قرآن مجید پر ہاتھ رکھ کر یہ رقم اُٹھالو، رقم اُٹھانے والا اگر جھوٹا ہوگا تو اس پر وبال پڑے گا۔

قرآن پر ہاتھ رکھ کر جھوٹ بولنے والے کو گناہ ہوگا، نہ کہ فیصلہ کرنے والے کو

سوال:... آئے دن جھگڑے ہوتے رہتے ہیں، ہمارے برادری کے لوگ زیادہ تر فیصلے قرآن پاک پر کرتے ہیں، کچھ لوگ قرآن پر ہاتھ رکھ کر جھوٹ بول جاتے ہیں، مگر فیصلہ کرنے والے کو اس کا بالکل علم نہیں ہوتا، تو کیا اس کا گناہ فیصلہ کرنے والے پر بھی ہوگا؟ جبکہ اسے اس کا بالکل علم نہیں ہوتا کہ گواہ یا ملزم نے غلط قسم کھائی ہے۔

جواب:... فیصلہ کرنے والوں پر کوئی گناہ نہیں، قرآن پر ہاتھ رکھ کر جھوٹ بولنے والوں پر گناہ ہے، مگر برادری کے لوگوں کو چاہئے کہ قرآنِ کریم کی بے حرمتی نہ کرائیں، اگر کسی شخص کے بارے میں خیال ہو کہ وہ قرآن مجید پر ہاتھ رکھ کر بھی جھوٹ بول دے گا، اس سے ہاتھ نہ رکھوائیں۔

''کلمۂ شہادت پڑھ کر کہتا ہوں کہ کام نہیں کروں گا'' لیکن پھر کرلیا تو کیا کفارہ ہے؟

سوال:... عرض ہے کہ میں نے کسی کام کے نہ کرنے کے لئے کلمہ پڑھا اور کلمۂ شہادت پڑھ کر کہا کہ میں کلمۂ شہادت پڑھ کر کہتا ہوں کہ فلاں کام نہیں کروں گا، لیکن کچھ ہی دن بعد میں نے وہ کام کرلیا، اس طرح میں نے کلمۂ شہادت کا کیا ہوا عہد توڑ دیا، اور ایسا تین بار کلمۂ شہادت پڑھ کر میں نے عہد توڑ دیا۔ جنابِ عالی! اب میں اپنے کئے پر نادم ہوں اور اللہ کے عذاب سے ڈر رہا ہوں کہ نہ جانے میرا کیا حشر ہوگا؟ برائے مہربانی مجھے کتاب وسنت کی روشنی میں بتائیں کہ اب مجھے کیا کرنا چاہئے؟ اور کس طرح تین مرتبہ کلمۂ شہادت کا بھرم نہ رکھنے کا اِزالہ ہوگا؟ نیز یہ بھی بتائیں کہ مندرجہ بالا جرم کا اِزالہ کس طرح ہوگا؟ کیا اس طرح کا جرم کرنے سے میں دائرۂ اسلام سے خارج تو نہیں ہوگیا؟

جواب:... قسم توڑنے سے خارج اَز اِسلام نہیں ہوا، لیکن کفارہ ادا کرنا لازم ہے، اور کفارہ یہ ہے کہ دس محتاجوں کو کھانا کھلائے، اور اگر اس کی گنجائش نہ ہو تو تین دن کے روزے رکھے۔[1]

---

(۱) ''فَكَفَّارَتُهُ إِطْعَامُ عَشَرَةِ مَسٰكِيْنَ مِنْ أَوْسَطِ مَا تُطْعِمُوْنَ أَهْلِيْكُمْ أَوْ كِسْوَتُهُمْ أَوْ تَحْرِيْرُ رَقَبَةٍ فَمَنْ لَّمْ يَجِدْ فَصِيَامُ ثَلٰثَةِ أَيَّامٍ'' (المائدة: ۸۹)۔

اللہ اور قرآن کی جھوٹی قسمیں کھانا

سوال:...اگر کوئی شخص اللہ تعالیٰ اور قرآن مجید کی جھوٹی قسمیں کھائے تو اُس کا کیا حکم ہے؟

جواب:...جھوٹی قسم کھانے والوں کی دُنیا برباد ہوتے ہوئے ہم نے اپنی آنکھوں سے دیکھی ہے، اور آخرت کا عذاب ابھی سر پر ہے، اللہ تعالیٰ ہر مسلمان کو اپنی پناہ میں رکھے۔[1]

لفظ ''بخدا'' یا ''واللہ'' کے ساتھ قسم ہوجائے گی

سوال:...میں نے ایک کاروبار شروع کیا اور میں نے اپنے ایک دوست سے باتوں باتوں میں بے اختیاری طور پر یہ کہہ دیا کہ: ''بخدا! اگر مجھے اس کاروبار میں نقصان ہوا تو میں یہ کاروبار بند کردوں گا'' میرا قسم اُٹھانے کا ارادہ نہیں تھا، لیکن غلطی سے میرے منہ سے ''بخدا'' کا لفظ نکل گیا۔ مجھے کاروبار میں نقصان ہوا ہے، لیکن میں نے یہ کاروبار بند نہیں کیا ہے۔ کیا میں نے قسم توڑ دی ہے؟ اگر ایسا ہی ہوا ہے تو اس کا کفارہ کیا ہے؟ نیز کیا ''واللہ'' کہنے سے قسم ہوجاتی ہے؟

جواب:...لفظ ''بخدا'' کہنے سے قسم ہوگئی۔[2] اور چونکہ آپ نے قسم توڑ دی اس لئے قسم توڑنے کا کفارہ لازم ہے، اور وہ ہے دس محتاجوں کو دو مرتبہ کھانا کھلانا، اگر اس کی طاقت نہ ہو تو تین روزے رکھنا۔[3] لفظ ''واللہ'' کہنے سے بھی قسم ہوجاتی ہے۔[4]

رسولِ پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی قسم کھانا جائز نہیں

سوال:...گزارش ہے کہ میری والدہ نے قسم کھائی تھی کہ اگر میں سینما کی چوکھٹ پر قدم رکھوں تو مجھے رسولِ پاکؐ کی قسم۔ اب وہ یہ قسم توڑنا چاہتی ہے، اس کا کفارہ کیا ادا کیا جائے گا؟

جواب:...اللہ تعالیٰ کے سوا کسی اور کی قسم کھانا جائز نہیں، اور ایسی قسم کے توڑنے کا کوئی کفارہ نہیں، بلکہ اس سے توبہ

---

(۱) غموس: وهو الحلف علٰى إثبات شيء أو نفيه في الماضي أو الحال يتعمد الكذب فيه فهٰذه اليمين يأثم فيها صاحبها وعليه فيها الإستغفار والتوبة. (عالمگيرى، كتاب الأيمان، الباب الأوّل في تفسيرها، ج:۲ ص:۵۲).

(۲) ولو قال بالفارسية: "سوگند ميخورم بخداى" يكون يمينًا. (هداية ج:۲ ص:۴۸۰، كتاب الأيمان). والقسم بالله تعالٰى وباسم من أسمائه كالرحمٰن والرحيم والحق أو بصفة من صفاته تعالٰى كعزّة الله وجلاله وكبريائه ...إلخ. (تنوير الأبصار، كتاب الأيمان، مطلب في الفرق بين السهو والنسيان ج:۳ ص:۷۱۰ طبع سعيد).

(۳) وكفارته تحرير رقبة أو إطعام عشرة مساكين أو كسوتهم بما يستر عامة البدن ...إلخ. (تنوير الأبصار، كتاب الأيمان، مطلب كفارة اليمين ج:۳ ص:۷۲۵ طبع سعيد). فإن لم يقدر علٰى أحد الأشياء الثلاثة، صام ثلاثة أيام متتابعات. (هداية ج:۲ ص:۴۸۱، كتاب الأيمان، باب ما يكون يمينًا وما لَا يكون يمينًا).

(۴) والحف بحرف القسم وحروف القسم الواوْ كقوله: والله، والباء كقوله: بالله، والتاء كقوله: تالله، لأن كل ذالک معهود في الأيمان ومذكور في القرآن. (هداية ج:۲ ص:۴۷۹، كتاب الأيمان، باب ما يكون يمينًا وما لَا يكون يمينًا).

کرنا لازم ہے۔[1]

”یہ کروں تو حرام ہے“ کہنے سے قسم ہوجاتی ہے، جس کے خلاف کرنے پر کفارہ ہے

سوال:... میں نے دو مختلف مواقع پر شدید غصّے اور اشتعال میں آکر قسم کھالی ہے کہ میں یہ (یعنی اپنے گھر میں قربانی کے جانور کا گوشت) اگر کھاؤں تو حرام کھاؤں گا۔ مگر بعد میں بصد اصرار میں نے گوشت کھالیا۔ اسی طرح تقریباً دو ماہ پہلے ایک دن میں نے غصّے میں بیوی کو کہا کہ آج گھر کا کھانا مجھ پر حرام، مگر پھر بعد میں تناول کرلیا۔ اب ان دونوں قسموں کا کفارہ کیونکر ادا ہوگا؟ نیز دونوں قسموں کا علیحدہ کفارہ ادا کرنا ہوگا یا ایک ہی کفارہ؟

جواب:... دونوں قسموں کا الگ الگ کفارہ ادا کیجئے۔[2] قسم کا کفارہ دس محتاجوں کو دو وقت کا کھانا کھلانا ہے، اگر ہر محتاج کو صدقے کی مقدار غلہ یا اس کی قیمت دے دی جائے تب بھی دُرست ہے۔[3]

کافر ہونے کی قسم کھانا

سوال:... اگر ایک آدمی یہ بولے کہ: ”میں کافر ہوں اگر میں نے یہ کام پھر کیا“ اور وہ کام پھر وہ آدمی کرے تو کیا وہ آدمی گناہ گار رہتا ہے یا کافر؟

جواب:... اس سے کافر نہیں ہوتا، البتہ ان الفاظ سے قسم ہوجاتی ہے۔[4] اس لئے قسم توڑنے کا کفارہ ادا کرنا لازم ہے، اور ایسی بیہودہ قسم کھانا بڑا گناہ ہے، اس لئے اس شخص کو اپنی اس قسم پر توبہ کرنی چاہئے۔

---

(۱) عن عمر بن الخطاب رضی الله عنه أن رسول الله صلی الله علیه وسلم أدرکه وهو رکب وهو یحلف بأبیه فقال: انّ الله ینهاکم أن تحلفوا بآبائکم فمن کان حالفًا فلیحلف بالله أو لیسکت، الحدیث۔ (أبوداوٗد ج:۲ ص:۱۰۷)۔ ومن حلف بغیر الله لم یکن حالفًا کالنّبی علیه السلام والکعبة۔ (هندیة ج:۲ ص:۵۳، کتاب الأیمان، الباب الأوّل، هدایة ج:۲ ص:۴۵۹)۔

(۲) تتعدد الکفارة لتعدد الیمین والمجلس والمجالس سواء۔ (الدر المختار علٰی هامش رد المحتار ج:۳ ص:۵۷)۔

(۳) ولو دعا عشرة مساکین فغداهم وعشاهم أجزأه ذٰلک ... إلٰی قوله ... ولو أعطاهم قیمة الطعام فأعطی کل مسکین قیمة نصف صاع أجزأه ذٰلک۔ (کتاب الأصل للإمام محمد الشیبانی ج:۳ ص:۲۱۱)۔

(۴) إذا حلف الرجل ... إلٰی قوله ... أو قال هو یهودی أو نصرانی أو مجوسی ... إلٰی قوله ... فهٰذه کلها أیمان وإذا حلف بشیء منها یفعلن کذا وکذا فحنث وجبت علیه الکفارة۔ (کتاب الأصل للإمام محمد الشیبانی ج:۳ ص:۱۷۵)۔ وإن قال: إن فعلت کذا فهو یهودی أو نصرانی أو کافر، یکون یمینًا۔ (هدایة ج:۲ ص:۴۶۱، وهندیة ج:۴ ص:۵۳، ۵۴، وفتح القدیر ج:۴ ص:۳۶۳، والدر المختار ج:۱ ص:۲۹۱)۔ وحکمها لزوم الکفارة عند الحنث۔ (هندیة ج:۲ ص:۵۲)۔ ولَا یقال أن من نوی الکفر فی المستقبل کفر فی الحال وهٰذا بمنزلة تعلیق الکفر بالشرط لأنا نقول ان من قال: إن فعلت کذا فأنا کافر، مراده الإمتناع بالتعلیق ومن عزمه أن لَا یفعل فلیس فیه رضا بالکفر عند التعلیق۔ (رد المحتار ج:۳ ص:۶۰)۔ وأیضًا: أنه لَا یکفر إن کان عنده فی إعتقاده أنه یمین وعلیه کفارة الیمین۔ (تنقیح الحامدیة، کتاب الأیمان والنذور ج:۱ ص:۸۶ طبع مکتبه حبیبیه کوئٹه)۔

جھوٹی قسم کا کفارہ اِستغفار ہے

جھوٹی قسم کھانے کا کفارہ سوائے توبہ اِستغفار کے کچھ نہیں

سوال:... قرآن شریف کے سامنے میں نے جھوٹی قسم کھائی تھی، کیونکہ میری زندگی کا مسئلہ تھا، اس کے لئے مجھے کیا کفارہ ادا کرنا ہوگا کہ اللہ تعالیٰ ہمیشہ ہمیشہ کے لئے مجھے معاف فرمادیں؟

جواب:... قسم کھاکر اگر آدمی قسم توڑ ڈالے تو اس کا تو کفارہ ہوتا ہے، لیکن اگر جھوٹی قسم کھالے کہ میں نے یہ کام کیا، حالانکہ نہیں کیا تھا، یا یہ کہ میں نے یہ نہیں کیا، حالانکہ کیا تھا، تو اس کا کفارہ سوائے توبہ و اِستغفار کے کچھ نہیں۔ (۱)

بھائی کے فائدے کے لئے جھوٹا حلف اُٹھانے کا کفارہ

سوال:... مسئلہ یہ ہے کہ میرے شوہر کے بھائی نے یہاں انڈیا کی جائیداد کے حصول کے لئے کلیم داخل کیا، میرے شوہر کو علم تھا کہ وہاں ان کی جائیداد ہے، میرے جیٹھ نے ان سے کہا کہ کلیم منظور کروانے میں ان کی مدد کریں۔ میرے شوہر نے ان کی مالی پریشانیوں سے متأثر ہوکر ان کی ہر ممکن مدد کا وعدہ کیا۔ کورٹ میں بھی کوششیں کیں، وہاں حلفیہ بیان کا موقع آیا تو چونکہ اور کوئی عزیز وغیرہ نہیں تھے، اس لئے میرے شوہر سے کہا گیا کہ جب آپ کو علم ہے تو حلفیہ بیان دیں۔ میرے شوہر نے حلفیہ بیان دے دیا، لیکن ان کو یہ یقینی علم نہیں تھا کہ کتنی جائیداد ہے؟ اس وقت سے ایک ذہنی اذیت ہے، حالانکہ ہم نے ان سے کوئی مالی فائدہ حاصل نہیں کیا اور نہ ہی اس خیال سے ان کا کام کروایا تھا۔ وجہ اس ذہنی اذیت کی یہ ہے کہ میرے شوہر کے چچا نے وہاں جائیداد اپنے قبضے میں رکھی اور یہاں ان کے بھتیجے نے اس کا کلیم حاصل کرلیا۔ اس واقعے سے پہلے ہمارے حالات بہت پُرسکون تھے، خوش حالی تھی، عزّت تھی، لیکن اس کے فوراً بعد سے کوئی نہ کوئی ذہنی اور مالی پریشانی ہمیں لاحق رہی۔ اس بات کو کئی سال ہوگئے ہیں، لیکن ذہنی سکون نہیں ہے۔ مالی طور پر بھی حالات ٹھیک ہونے لگتے ہیں، لیکن پھر بجائے سدھرنے کے بگڑ جاتے ہیں۔ مستقل کوئی نہ کوئی پریشانی رہتی ہے، برائے مہربانی اگر اس کا کوئی کفارہ ہو تو بتادیجئے۔

جواب:... آپ کے شوہر نے بھائی کی مدد کے لئے عدالت میں جو جھوٹی قسم کھائی، اس کا کوئی کفارہ توبہ و اِستغفار کے بغیر

---

(۱) وفیہ الکفارۃ ... إلٰی قولہ ... إن حنث۔ (الدر المختار مع رد المحتار ج:۳ ص:۵۳)۔ الحلف علٰی أمر ماض یتعمد الکذب فیہ فھٰذہ الیمین یأثم فیھا صاحبھا لقولہ علیہ السلام من حلف کاذبًا أدخلہ اللہ النار ولَا کفارۃ فیھا إلّا التوبۃ والْإستغفار۔ (ھدایۃ ج:۲ ص:۴۵۸، کتاب الأیمان)۔

نہیں ہوسکتا۔ جب ان کو معلوم تھا کہ انڈیا میں چچا جائیداد پر قابض ہے، تو بھائی کا کلیم داخل کرنا ہی ناجائز تھا، اور اس ناجائز کام کے لئے آپ کے شوہر کو جھوٹی قسم نہیں کھانی چاہئے تھی۔ بہرحال اب جو غلطی ہوچکی ہے، اس کا تدارک توبہ و اِستغفار سے ہوسکتا ہے۔ (۱)

جھوٹے حلف نامے کا کفارہ

سوال:... ایک مدّت سے ذہنی کشمکش میں گرفتار ہوں، آپ سے رہنمائی کا طالب ہوں، قرآن و حدیث کی روشنی میں مجھے میرے مسئلے کا حل بتائیں۔

میرا شمار ایک ماہر ڈاکٹر میں ہوتا ہے، کچھ عرصہ پہلے تک میں دین سے نابلد تھا، تین سال قبل میں ایف آر سی ایس کرنے لندن گیا، وہاں انڈیا سے آئی ہوئی تبلیغی جماعت سے سامنا ہوگیا، اس کے بعد سے میری دُنیا بدل گئی۔ حرام، حلال کا ادراک ہوا، آپ کا کالم بڑی باقاعدگی سے پڑھتا ہوں۔ پچھلے دنوں حرام کی کمائی کے متعلق آپ کا جواب پڑھا کہ کس طرح گھرانے کا سربراہ اپنے پورے گھر کو حرام کی کمائی کھلا رہا ہے، اور آپ نے جس طرح دُوراندیشی سے اس کی بیوی کو حل بتایا کہ کسی غیرمسلم سے قرض لے کر گھر چلاؤ۔ میں اسی دن سے سخت مضطرب ہوں، میری کہانی یہ ہے کہ بظاہر اچھے نمبر ہونے کے باوجود جب کراچی میں میڈیکل میں داخلہ نہیں ملا تو میں نے جعلی ڈومیسائل بناکر پنجاب میں ڈاکٹری میں داخلہ لے لیا اور وہاں ہی سے اپنی تعلیم مکمل کی۔ اب ذہن میں یہ کشمکش ہے کہ چونکہ میں نے ڈومیسائل بنواتے وقت حلف نامہ داخل کیا کہ میں لاہور میں پیدا ہوا ہوں جو کہ جھوٹا حلف نامہ تھا۔ اس کے بعد مستقل رہائش یعنی پی آر سی بھی میں نے داخل کیا، اس کے لئے بھی جھوٹا حلف نامہ داخل کیا، تیسری غلطی یہ کی کہ جب ڈاکٹری کا فارم بھرا تو اس میں بھی جھوٹے حلف نامے داخل کئے، جھوٹے لاہور کے ایڈریس لکھے۔ اب آپ مجھے قرآن و حدیث کی روشنی میں آگاہ فرمائیں کہ ڈگری حاصل کرنے کے لئے میں نے حلال اور حرام میں تمیز نہیں کی، جھوٹے حلف نامے داخل کئے، جھوٹ پر مبنی سرٹیفکیٹ (ڈومیسائل اور پی آر سی) جمع کرائے، اگر میں یہ سب کچھ نہ جمع کراتا تو آج ڈاکٹر نہ ہوتا، نہ ہی داخلہ ملتا، اب یہ سب کچھ کرنے کے بعد جو مجھے ڈگری عطا ہوئی ہے اس کی حیثیت کیا ہے؟ اور اس ڈگری کی وجہ سے جو آمدنی ہو رہی ہے اس کی حیثیت کیا ہے؟ آیا حرام کمائی میں شمار ہوگا یا حلال کمائی کہلائے گی؟ آپ مجھے آگاہ کریں کہ آیا میری کمائی جو ڈاکٹری کے پیشے سے ہوئی ہے وہ حلال ہے یا نہیں؟ اگر حلال نہیں تو میں کچھ اور کام کرکے اپنے اہل و عیال کو حلال کمائی کھلاسکوں۔

---

(۱) فالغموس هي الحلف على أمر ماض تعمد فيه الكذب مثل أن يحلف على شيء قد فعله ما فعله مع علمه بذالك، أو على شيء لم يفعله لقد فعله مع علمه انه لم يفعله وقد يقع على الحال أيضًا، ولَا يختص بالماضي مثل أن يقول: والله ما لهٰذا عليَّ دين، وهو كاذب أو يدعي عليه حق فيحلف بالله ما يستحقه علىٰ مع علمه باستحقاقه فهٰذه كلها يمين الغموس لأنه يقطع بها حق المسلم والتجري على الله تعالىٰ وسميت غموسًا لأنها تغمس صاحبها في النار قوله فهٰذه اليمين يأثم بها صاحبها لقوله عليه السلام: من حلف بالله كاذبًا أدخله الله النار، قوله ولَا كفارة لها إلّا الإستغفار، يعني مع التوبة لقوله تعالىٰ: ان الذين يشترون بعهد الله وأيمانهم ثمنًا قليلًا أولٰئك لَا خلاق لهم في الآخرة. (الجوهرة النيرة ج:۲ ص:۲۸۶-۲۸۷، كتاب الأيمان). أيضًا: غموس وهو الحلف .... في الماضي أو الحال يتعمد الكذب فيه .... يأثم فيها صاحبها وعليه فيها الإستغفار والتوبة. (عالمگيري ج:۲ ص:۵۲، كتاب الأيمان، الباب الأوّل).

جواب:...آپ نے جھوٹے حلف نامے داخل کئے ان کا آپ پر وبال ہوا، جس سے توبہ لازم ہے۔ جھوٹی قسم کھانا شدید ترین گناہ ہے، اس کے لئے آپ اللہ تعالیٰ سے گڑگڑا کر توبہ کریں۔[1] جہاں تک آپ کی ڈاکٹری کا تعلق ہے، اگر آپ نے ڈاکٹری کا امتحان پاس کیا ہے اور اس میں کوئی گھپلا نہیں کیا اور آپ میں صحیح طور ڈاکٹر کی استعداد موجود ہے تو آپ کا یہ ڈاکٹری کا پیشہ جائز ہے۔

جھوٹی قسم

سوال:...میرا مسئلہ یہ ہے کہ کچھ عرصے پہلے میری ایک لڑکے سے دوستی ہوگئی تھی، اس لڑکے کے ہم پر بہت اِحسان ہیں، ہمارے ہاں مالی پریشانی کے سبب اس نے ہماری بہت مدد کی ہے۔ لیکن کچھ عرصے بعد میں بدنامی کے ڈر سے اس سے کترانے لگی، اس عرصے میں ہم دُوسری جگہ منتقل ہوگئے، جہاں کا اس کو پتا معلوم نہیں تھا۔ میں ملازمت کرتی ہوں، اور وہ بھی ایک بینک میں ملازمت کرتا ہے۔ ایک دن اس سے میری باہر ملاقات ہوگئی۔ ایک بات بتادوں کہ وہ کسی بھی طرح ہمارا پیچھا نہیں چھوڑ رہا ہے، ہر جگہ پہنچ جاتا ہے، جس کی وجہ سے میں بہت پریشان ہوں، اور اس سے چھپتی پھر رہی ہوں۔ ایک دن اس نے مجھے باہر دیکھا تو راستے میں روک لیا۔ میں لوگوں کی وجہ سے اس کے ساتھ گاڑی میں بیٹھ گئی۔ اب مسئلہ یہ ہے کہ میں نے اس وقت اس سے پیچھا چھڑانے کے لئے کہہ دیا کہ میرا پیچھا چھوڑ دو، میرا نکاح ہوگیا ہے۔ اس کو میری بات کا یقین نہ آیا، ہر تھوڑی دیر بعد مجھ سے اس بارے میں پوچھتا، ہر دفعہ میرا جواب یہی ہوتا، پھر اس نے اپنی بے یقینی کو یقین میں بدلنے کے لئے گاڑی میں لگی ہوئی سورۃ کو اُتارا جس کے آگے کی طرف کوئی اور سورۃ تھی، اور پیچھے کی طرف چاروں قل لکھے ہوئے تھے، پھر اس نے مجھ سے کہا کہ اس پر ہاتھ رکھ کر کہو کہ واقعی میرا نکاح ہوچکا ہے۔ میں چونکہ واقعی اس سے اپنا پیچھا چھڑانا چاہتی تھی، کیونکہ وہ میرے لئے مستقل بدنامی کا سبب بنتا جارہا تھا، اس لئے میں نے ہاتھ رکھ کر کہہ دیا۔ اس کے بعد میں نے فوراً اِستغفار پڑھنا شروع کردیا۔ میرے نزدیک یہ بہت بڑا گناہ ہے کہ اللہ کے مقدس کلام پر ہاتھ رکھ کر جھوٹ بولا جائے، مگر اس وقت میرے پاس اس کے علاوہ اور کوئی چارہ نہیں تھا۔ اب آپ سے درخواست ہے کہ اس مسئلے کا آسان حل تحریر فرمائیں۔

جواب:...آپ نے ٹھیک کیا، آئندہ اس لڑکے سے بات نہ کی جائے، اور چاروں قل کو ہاتھ لگانے سے کچھ نہیں ہوا، اللہ تعالیٰ معاف فرمائے، اِستغفار کرتی رہیں، واللہ اعلم!

کسی حقیقی مجرم کے خلاف بن دیکھے جھوٹی گواہی دینا

سوال:...میں نے اپنے ایک بہت ہی عزیز دوست کے کہنے پر ایک مجرم کے خلاف گواہی دی، حالانکہ میں گواہ نہیں تھا، لیکن اس نے جرم کیا ضرور تھا، اور ثبوت بھی ہے۔ وہ مجرم رنگے ہاتھوں گرفتار ہوا ہے اور میرے دوست نے ہی اسے گرفتار کیا تھا، اس کام کے لئے مجھے عدالت میں خدا کی قسم کھانی پڑی جو کہ جھوٹی تھی، کیا اس رویہ سے میں گناہ کا مرتکب ہوا؟ اور اگر ہوا تو اس کا کیا کفارہ ہے؟

---

(۱) الیمین الغموس فالغموس ھو الحلف علٰی أمر ماضٍ یتعمد الکذب فیه فھٰذہ الیمین یأثم فیھا صاحبھا ولَا کفارۃ فیھا إلّا التوبة والْإستغفار۔ (ھدایة ج:۲ ص:۴۷۸ کتاب الْإیمان)۔

جواب:... وہ شخص اگرچہ مجرم تھا، مگر آپ چونکہ چشم دید گواہ نہیں تھے، اس لئے آپ کو جھوٹی گواہی نہیں دینی چاہئے تھی، یہ گناہِ کبیرہ ہے، اور اس کا کفارہ توبہ و اِستغفار کے سوا کچھ نہیں۔ (۱)

جھوٹی قسم اُٹھانا سخت گناہ ہے، کفارہ اس کا توبہ ہے

سوال:... آج سے تقریباً ۱۷ سال پہلے میں نویں یا دسویں جماعت کا امتحان دے رہا تھا، امتحان کے سلسلے میں مجھے سٹی کورٹ جانا پڑا اور وہاں پر حلف نامہ بھرا تھا امتحان دینے کے سلسلے میں، اور مجھے یاد نہیں کہ اس حلف نامے میں کیا لکھا تھا؟ آیا کہ حلف نامے میں صحیح باتیں لکھوائی تھیں یا غلط؟ یاد نہیں۔

ابھی تقریباً دو ماہ ہوئے میں نے نیا شناختی کارڈ بنوایا ہے، شناختی کارڈ کے فارم میں ایک جگہ حلف نامہ ہے، جس میں لکھا ہے کہ پہلے پاسپورٹ بنوایا ہے یا نہیں؟ میں نے لکھ دیا کہ نہیں بنوایا ہے، حالانکہ پہلے پاسپورٹ بنوایا ہے، اس لحاظ سے حلف نامے میں غلط بیانی سے کام لیا، اس لحاظ سے جو غلطی میں نے کی اس کا بعد میں خیال آیا۔ اب مجھے یہ بتائیے کہ میں اپنی غلطی کس طرح سے دُور کروں؟ چونکہ مجھے حلف نامے کی اہمیت کے بارے میں بعد میں معلوم ہوا۔

جواب:... جھوٹی قسم اُٹھانا بہت سخت گناہ ہے، اس سے خوب ندامت کے ساتھ توبہ کرنا چاہئے، یہی اس کا کفارہ ہے۔ (۲)

جھوٹی قسم کھانا گناہِ کبیرہ ہے

سوال:... اگر کوئی شخص جذباتی ہوکر غصے میں یا جان بوجھ کر قرآن کی قسم کھالے تو اس کے لئے کیا حکم ہے؟ یہ گناہِ کبیرہ ہے یا صغیرہ؟ اس کی صفائی کی کیا صورت ہے؟

جواب:... جھوٹی قسم کھانا کبیرہ گناہ ہے، اس کا کفارہ توبہ و اِستغفار ہے۔ (۳) اور اگر یوں قسم کھائی کہ فلاں کام نہیں کروں گا، اور پھر قسم توڑ دی تو دس مسکینوں کو دو وقت کا کھانا کھلائے، اگر نہیں کھلا سکتا تو تین دن کے روزے رکھے۔ (۴)

---

(۱) الحلف علٰی إثبات شیء أو نفیه فی الماضی أو الحال یتعمد الکذب فیه فهٰذه الیمین یأثم فیها صاحبها وعلیه فیها الإستغفار والتوبة دون الکفارة۔ (هندیة ج:۲ ص:۵۲، کتاب الأیمان، الباب الأوّل)۔

(۲) عن عمران بن حصین رضی الله عنه قال: قال النبی صلی الله علیه وسلم: من حلف علٰی یمین صبورة کاذبًا فلیتبوأ بوجهه مقعده من النّار۔ الحدیث۔ (أبوداوٗد ج:۲ ص:۱۰۶)۔ الحلف علٰی إثبات شیء أو نفیه فی الماضی أو الحال یتعمد الکذب فیه فهٰذه الیمین یأثم فیها صاحبها وعلیه فیها الإستغفار والتوبة دون الکفارة۔ (هندیة ج:۲ ص:۵۲ طبع مکتبه رشیدیه کوئٹه)۔

(۳) ولنا أنّها أی الیمین الغموس کبیرة محضة لقوله علیه الصلاة والسلام: خمس من الکبائر لَا کفارة فیهن وذکر منها الغموس۔ (الکفایة علٰی هامش فتح القدیر ج:۴ ص:۳۴۸ طبع مکتبه رشیدیه، کذا فی السنن الکبریٰ للبیهقی ج:۱۰ ص:۳۵)۔ فالغموس هو الحلف علٰی أمر ماض یتعمد الکذب فیه ولَا کفارة فیها إلّا التوبة والإستغفار۔ (هدایة ج:۲ ص:۴۵۸)۔

(۴) وحکم الیمین بالله تعالٰی عند الحنث وجوب الکفارة۔ (قاضی خان ج:۲ ص:۲۸۶ طبع مکتبه حافظ کتب خانه کوئٹه)۔ "فَکَفَّارَتُهٗ اِطْعَامُ عَشَرَةِ مَسٰکِیْنَ مِنْ اَوْسَطِ مَا تُطْعِمُوْنَ اَهْلِیْکُمْ اَوْ کِسْوَتُهُمْ اَوْ تَحْرِیْرُ رَقَبَةٍ فَمَنْ لَّمْ یَجِدْ فَصِیَامُ ثَلٰثَةِ اَیَّامٍ، ذٰلِکَ کَفَّارَةُ اَیْمٰنِکُمْ اِذَا حَلَفْتُمْ" (المائدة:۸۹)۔ (کذا فی الهدایة ج:۲ ص:۴۶۱)۔

جبراً قرآن اُٹھانے کا کفارہ

سوال:… ڈر یا خوف سے جھوٹا قرآن مجید اُٹھوانے کا کفارہ کیا ادا کرنا پڑے گا؟ اور کیا قرآن مجید اُٹھوانے والے کو بھی گناہ ہوگا؟

جواب:… جھوٹ کو سچ ثابت کرنے کے لئے قرآنِ کریم اُٹھانا بڑا سنگین گناہ ہے، توبہ و اِستغفار سے یہ گناہ معاف کرانا چاہئے، یہی اس کا کفارہ ہے۔[1] اور قرآن اُٹھوانے والا بھی گناہ میں برابر کا شریک ہے۔[2]

مجبوراً اُٹھائی ہوئی جھوٹی قسم کا کفارہ

سوال:… ایک غیرملک میں جہاں کے قوانین اِنتہائی سخت ہیں، شدید خوف کے تحت میں نے قرآن پر ہاتھ رکھ دیا اور کہا: ''میں نے وہ کام نہیں کیا'' جو اَصل میں نے کیا تھا۔ بعد اَزاں توبہ کے لئے روزے رکھے، قرآن پاک خرید کر مسجدوں میں رکھے۔ اِستغفار کا وِرد ہر وقت جاری رکھا، مگر دِل سے بوجھ نہیں اُترتا، اور ایسا محسوس ہوتا ہے کہ اس گناہ کا کوئی کفارہ نہیں ہے۔ میں نے مجبور ہوکر عجلت میں قرآن پر ہاتھ رکھ دیا، اس دن سے میری معاشی، معاشرتی، دِینی، اخلاقی اور جسمانی حالت تنزل پذیر ہے۔ میرے اس گناہ کو دس سال سے زیادہ عرصہ گزر گیا ہے۔ برائے مہربانی مجھے کفارہ ادا کرنے کا کوئی طریقہ تجویز فرمائیں۔

جواب:… جھوٹی قسم کھانا، اس کا کوئی کفارہ نہیں سوائے اس کے کہ اللہ تعالیٰ کے سامنے گڑگڑایا جائے، اور گڑگڑا کر معافی مانگی جائے۔[3] اور قرآنِ کریم اُٹھانا، یہ بہت بڑی جرأت ہے…! بہرحال اس کا کوئی کفارہ نہیں۔ میں دُعا کرتا ہوں اللہ تعالیٰ آپ کی غلطی کو معاف فرمائیں۔ صلوٰۃِ توبہ پڑھ کر اللہ تعالیٰ سے خوب گڑگڑا کر معافی مانگیں، اور جب تک آپ کو یقین نہ ہوجائے، بدستور توبہ کرتے رہیں۔ فرائضِ شرعیہ کو بجالائیں، اور اپنی شکل و صورت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت کے مطابق بنائیں۔

سودا بیچنے کے لئے جھوٹی قسم کھانا

سوال:… یہ جو ہمارے اکثر گھرانوں میں بات بے بات قسم خدا، قسم قرآن کی کھاتے ہیں، چاہے وہ بات سچی ہو یا جھوٹی، لیکن عادت سے مجبور ہوتے ہیں۔ اس کے بارے میں کچھ فرمائیے تو مہربانی ہوگی کہ ان سچی جھوٹی قسموں کی کیا سزا ہے؟ ہمارے اکثر تاجر حضرات جن سے ہمارا روزانہ واسطہ پڑتا ہے، مثلاً: کپڑے کے تاجر وغیرہ وہ بھی اپنا مال بیچنے کے لئے پانچ منٹ میں تقریباً کتنی ہی قسمیں کھاتے اور کہتے ہیں کہ یہ بھاؤ ایمان داری کا بھاؤ ہے۔ چاہے وہ بھاؤ سچا ہو یا جھوٹا۔ اور اکثر اسی بھاؤ میں کمی کرتے ہیں اور کہتے

---

(۱) غموس وهو الحلف على إثبات شيء أو نفيه في الماضي أو الحال يتعمد الكذب فيه فهٰذه اليمين يأثم فيها صاحبها وعليه فيها الإستغفار والتوبة دون الكفارة. (عالمگیری ج:۲ ص:۵۲، كتاب الأيمان، الباب الأوّل).

(۲) "ولَا تعاونوا على الإثم والعدوان" (المائدة:۲).

(۳) فالغموس هو الحلف على أمر ماض يتعمد الكذب فيه فهٰذه اليمين يأثم فيها صاحبها لقوله عليه السلام: من حلف كاذبًا أدخله الله النار، ولَا كفارة فيها إلّا التوبة والإستغفار. (هداية ج:۲ ص:۴۷۸ كتاب الأيمان).

ہیں کہ ہم آپ کی خاطر تھوڑا نقصان اُٹھا رہے ہیں خدا کی قسم ہم اپنا نقصان کر رہے ہیں۔ اور قرآن کی قسم ہم نے آپ سے ایک پائی بھی منافع نہیں لیا۔ حالانکہ کیا ایسا ہوسکتا ہے کہ تاجر حضرات ہمارے لئے نقصان اُٹھائیں اور کاروں میں گھومیں؟ جواب ضرور دیں۔

جواب:... جھوٹی قسم کھانا بہت بڑا گناہ ہے، اگر کسی کو اس کی عادت پڑ گئی ہو تو اس کو توبہ کرنی چاہئے اور اپنی اصلاح کرنی چاہئے۔ سودا بیچنے کے لئے قسم کھانا اور بھی بُرا ہے۔[1] حدیث میں ہے کہ قیامت کے دن تاجر لوگ بدکاروں کی حیثیت میں اُٹھائے جائیں گے سوائے اس تاجر کے جو خدا سے ڈرے اور غلط بیانی سے باز رہے۔[2]

زبردستی قرآن اُٹھوانے والے بھائی سے قطع تعلق کرنا

سوال:... بچوں کی شادی کی بات کے سلسلے میں میرے بڑے بھائی نے مجھ سے زبردستی قرآن شریف اُٹھوایا ہے، جبکہ میں نے انہیں ہر طرح مطمئن کرنے کی کوشش کی کہ یہ بات میں نے نہیں کی ہے، تو وہ اپنی بات پر اَڑے رہے کہ نہیں تم نے ہزار لوگوں کے سامنے یہ کہا ہے کہ میں اپنے بچے کی شادی تمہارے گھر میں یعنی تمہاری بچی سے نہیں کروں گا۔ حالانکہ یہ بات میں نے بخدا کسی سے بھی نہیں کہی ہے، لیکن وہ اپنی بات پر اَڑے رہے۔ پھر میں نے انہیں کہا کہ: اگر مان بھی لیا کہ میں نے یہ بات ہزار لوگوں میں کہی ہے تو کوئی ایک بھی گواہ لے کر آؤ اور اس کے سامنے مجھے جھوٹا کرواؤ۔ لیکن وہ ایک بھی گواہ نہیں لائے اور مجھے کہا کہ: میں گواہ نہیں لاتا، اگر تم قرآن شریف اُٹھا کر قسم نہیں کھاؤ گے تو میں یہ سمجھوں گا کہ تم جھوٹے ہو۔ اور ایسی باتیں کہیں کہ مجھے اس کے سوا کوئی چارہ ہی نہیں رہا کہ قرآن شریف اُٹھا کر اپنی سچائی کو ثابت کرسکوں، لہٰذا مجبوراً قرآن شریف اُٹھا کر اپنی سچائی ثابت کردی۔ پھر میں نے یہ کہا کہ: اب تو میں نے سچائی ثابت کردی، اب رشتہ ہوگا یا نہیں؟ تو وہ اس پر بھی راضی نہیں ہوئے اور کہا کہ: رشتہ نہیں ہوگا۔ اور مجھ سے قطع تعلق کرلیا۔ میں ہر عید پر اور کبھی کبھی ان کے گھر چلا جاتا ہوں لیکن وہ ہم سے ملنا گوارا نہیں کرتے۔ قرآن و حدیث کی رُو سے یہ بتائیں کہ کیا میں نے انتہائی مجبوری میں قرآن شریف اُٹھا کر کوئی غلطی کی ہے جو کہ میں نے صرف اور صرف اپنی سچائی ثابت کرنے کے لئے اُٹھایا تھا؟ اور کیا یہ ان کا اقدام دُرست تھا جبکہ یہ معاملہ گفت و شنید کے ذریعہ بھی حل ہوسکتا تھا؟ لیکن انہوں نے کسی بات کو بھی سننا گوارا نہ کیا، تو اس کے بارے میں بھی لکھیں کہ ذرا ذرا سی بات پر قرآن شریف اُٹھوانا کیسا ہے؟ اور اس کی کیا سزا ہے؟ تاکہ دُوسرے لوگوں کو عبرت ہو۔

---

(۱) عن عبدالله بن عمر رضی الله عنهما قال: جاء أعرابی إلٰی رسول الله صلی الله علیه وسلم فقال: ما الکبائر؟ قال: الإشراک بالله ... إلٰی قوله ... قال: ثم الیمین الغموس۔ قال: فقلت لعامر: ما الیمین الغموس؟ قال: الذی یقتطع مال امرئ مسلم بیمینه وهو فیها کاذب۔ (بیهقی ج:۱۰ ص:۳۵)۔ عن أبی قتادة رضی الله عنه قال: قال رسول الله صلی الله علیه وسلم: إیاکم وکثرة الحلف فی البیع! فإنه ینفّق ثم یمحق۔ (مشکٰوة ص:۲۴۳، باب المساهلة فی المعاملة)۔

(۲) عن عبید بن رفاعة عن أبیه عن النبی صلی الله علیه وسلم قال: التُّجّار یحشرون یوم القیامة فُجَّارًا إلّا من اتقٰی وبر وصدق۔ (ترمذی، کتاب البیوع ج:۱ ص:۱۴۵ طبع میر محمد)۔

جواب:...انہوں نے آپ کو قرآن مجید اُٹھوانے پر جو مجبور کیا، یہ ان کی غلطی تھی، لیکن اگر آپ نے سچائی پر قرآن مجید اُٹھایا ہے تو آپ کے ذمہ کوئی گناہ نہیں۔ ان کا آپ سے قطع تعلق کرلینا بھی ان کی غلطی ہے، کیونکہ رنجش کی وجہ سے اپنے عزیزوں سے قطع تعلق کرلینا بڑا سنگین گناہ ہے، جس کا وبال دُنیا و آخرت دونوں میں بھگتنا ہوگا۔[1] بہرحال اگر وہ آپ سے قطع تعلق رکھیں تب بھی آپ ان سے قطع تعلق نہ کریں اور ان کی بُرائی بھی نہ کریں، وہ خود اپنے کئے کا پھل پائیں گے۔[2]

---

(۱) عن عائشة رضی الله عنها قالت: قال رسول الله صلی الله علیه وسلم: الرحم معلقة بالعرش تقول: من وصلنی وصله الله، ومن قطعنی قطعه الله۔ وأیضًا: عن جبیر بن مطعم رضی الله عنه قال: قال رسول الله صلی الله علیه وسلم: لَا یدخل الجنّة قاطع۔ (مشکٰوة ص:۴۱۹، باب البر والصلة، الفصل الأوّل)۔

(۲) عن حذیفة رضی الله عنه قال: قال رسول الله صلی الله علیه وسلم: لَا تکونوا إمّعة تقولون: إن أحسن الناس أحسنّا، وإن ظلموا ظلمنا، ولٰکن وطّنوا أنفسکم إن أحسن الناس أن تحسنوا وإن أساؤا فلا تظلموا۔ (ترمذی، باب ما جاء فی الإحسان والعفو ج:۲ ص:۲۱ طبع میر محمد کتب خانه کراچی)۔ قال رسول الله صلی الله علیه وسلم: أَلَا أدلکم علٰی اکرام اخلاق الدنیا والآخرة، تعفو عمن ظلمک وتعطی من حرمک وتصل من قطعک۔ (السنن الکبریٰ للبیهقی ج:۱۰ ص:۲۳۵، کتاب الشهادات، باب شهادة أهل العصبیة)۔

قسم توڑنے کا کفارہ

قسم توڑنے کے کفارہ کے روزے لگاتار رکھنا ضروری ہے

سوال:... قسم توڑنے کے کفارہ میں تین روزے مسلسل رکھنا ضروری ہے یا فاصلے سے رکھے جاسکتے ہیں؟

جواب:... بعض روایات میں کفارۂ قسم کے روزوں کو پے در پے مسلسل رکھنے کا حکم آتا ہے، اسی لئے اِمامِ اعظم ابوحنیفہؒ اور بعض دُوسرے ائمہؒ کا بھی ان روزوں میں یہی مذہب ہے کہ ان روزوں کو مسلسل رکھنا ضروری ہے۔ (۱)

قسم کے کفارہ کا کھانا دس مسکینوں کو وقفے وقفے سے دے سکتے ہیں

سوال:... قسم توڑنے کا کفارہ دس مسکینوں کو دو وقتہ کھانا کھلانا ہے، اب مشکل یہ ہے کہ دس مسکین بیک وقت ملتے نہیں، تو کیا ایسا کرسکتے ہیں کہ دو چار دن کے وقفے سے چند مسکین کو آج کھلا دیا اور چند کو کچھ دن بعد؟ اس طرح دس مسکینوں کا دو وقتہ میزان وقفوں کے ساتھ پورا کردیں تو یہ جائز ہوگا کہ نہیں؟

جواب:... اس طرح بھی دُرست ہے، مگر یہ ضروری ہے کہ ایک ہی مسکین کو دو وقتہ کھلائیں، مثلاً: اگر دس محتاجوں کو ایک وقت کا کھلایا، اور دُوسرے دس محتاجوں کو دُوسرے وقت کا کھلایا تو کفارہ ادا نہیں ہوگا (الجوهرة النيرة ج:۲ ص:۲۵۲)۔

قسم کے کفارہ کا کھانا بیس تیس مسکینوں کو اکٹھے کھلا دینا

سوال:... آپ نے قسم توڑنے کا کفارہ بتایا ہے کہ دس مسکینوں کو دو وقت کا کھانا کھلایا جائے۔ کیا یہ نہیں ہوسکتا کہ ایک دیگ پکا کر ایک ہی وقت میں بیس تیس مسکینوں کو کھانا کھلا دیا جائے؟

جواب:... جی نہیں! اس سے کفارہ ادا نہیں ہوگا، کیونکہ دس محتاجوں کو دو وقت کا کھانا کھلانا شرط ہے، اگر بیس آدمیوں کو ایک ہی وقت کھلا دیا یا دس محتاجوں کو ایک وقت اور دُوسرے دس کو دُوسرے وقت کھلایا تو کفارہ ادا نہیں ہوا، بلکہ جن دس محتاجوں کو ایک وقت

---

(۱) عن أبي العالية عن أُبيّ بن كعب رضي الله عنه أنه كان يقرأ فصيام ثلاثة أيام متتابعات. (السنن الكبرىٰ للبيهقي ج:۱۰ ص:۶۰)۔ فعليه الصيام ثلاثة أيام متتابعات فإن صامها متفرّقة لم يجز عنه. بلغنا أنه في قراءة ابن مسعود: "ثلاثة أيام متتابعة". (المبسوط لمحمد بن الحسن الشيباني ج:۲ ص:۲۲۷ طبع إدارة القرآن)۔ فإن لم يقدر علىٰ أحد هٰذه الأشياء الثلاثة، صام ثلاثة أيام متتابعات. (قدوري ص:۲۰۳، وهندية ج:۲ ص:۶۱ وردّ المحتار ج:۳ ص:۶۷ طبع مكتبه رشيديه كوئٹه)۔

کھلایا انہی کو دُوسرے وقت کھلانا لازم ہے۔ ہاں! یہ جائز ہے کہ دس محتاجوں کو دو دن صبح کا یا دو دن شام کا کھانا کھلادے۔ [۱]

قسم کا کفارہ کتنے مسکینوں کو کھانا کھلانا اور کس طرح کھلانا ہے؟

سوال:... اگر کسی شخص پر کسی قسم کا کفارہ ہو، اور اس کو ساٹھ مسکینوں کو کھانا کھلانا پڑے تو کیا اس کو سب کو ایک ہی مرتبہ میں کھلانا ہوگا؟ یا ہر مہینے تھوڑے تھوڑے فقراء کو کھلا سکتا ہے؟

جواب:... قسم توڑنے کا کفارہ دس مسکینوں کو دو وقت کا کھانا کھلانا ہے، لیکن شرط یہ ہے کہ صبح جن مسکینوں کو کھلایا، شام کو بھی انہی کو کھلائے، یا ہر محتاج کو صدقۂ فطر کے برابر نقد رقم دیدے، یعنی فی کس بیس روپے۔ قسم توڑنے کا کفارہ ساٹھ مسکینوں کو کھانا کھلانا نہیں۔ [۲]

نابالغ پر قسم توڑنے کا کفارہ نہیں

سوال:... تقریباً دس بارہ سال کی عمر میں، میں نے قسم توڑی تھی، آیا اس کا کفارہ مجھ پر لازم آتا ہے؟

جواب:... نابالغ پر قسم توڑنے کا کفارہ نہیں، پس اگر تو آپ قسم کھاتے وقت نابالغ تھے تو آپ کے ذمہ کفارہ نہیں، اور اگر بالغ تھے (کیونکہ بارہ سال کا لڑکا بالغ ہوسکتا ہے) تو کفارہ ادا کیجئے۔ [۳]

---

(۱) وإن أطعم مسكينًا واحدًا عشرة أيام غداء وعشاء أجزأه ...... ولو غدى عشرة وعشى عشرة غيرهم لم يجزئ، وكذا إذا غدىٰ مسكينًا وعشىٰ آخر عشرة أيام لم يجزئ. (فتاوىٰ عالمگيرية ج:۲ ص:۶۳ طبع رشيدية).

(۲) "فَكَفَّارَتُهُ إِطْعَامُ عَشَرَةِ مَسٰكِيْنَ مِنْ اَوْسَطِ مَا تُطْعِمُوْنَ اَهْلِيْكُمْ" (المائدة: ۸۹). وإن شاء أطعم ستين مسكينًا كالإطعام في كفارة الظهار. وفي الشرح .... كل مسكين نصف صاع من برّ أو دقيقه أو صاعا من شعير أو تمر أو أكلتين شبعتين. (اللباب في شرح الكتاب، كتاب الأيمان ج:۳ ص:۱۰۸).

(۳) ففي الحالف أن يكون عاقلًا بالغًا فلا يصح يمين المجنون والصبي وإن كان عاقلًا. (هندية ج:۲ ص:۵۱). التكليف بالإسلام والعقل والبلوغ نقلًا عن الحواشي السعدية. (رد المحتار ج:۳ ص:۵۰ طبع مكتبه رشيديه كوئٹه، وفي البدائع ج:۳ ص:۱۰، كتاب الأيمان، فصل وأما شرائط ركن اليمين ...إلخ، طبع ايج ايم سعيد كمپني).

مختلف قسمیں جن سے کفارہ واجب ہوا

قسم خواہ کسی کے مجبور کرنے پر کھائی ہو کفارہ ادا کرنا ہوگا

سوال:... اگر کوئی شخص قصداً یا مجبوراً قرآن شریف اُٹھا کر قسم کھالے کہ میں ایسی غلطی نہیں کروں گا، اور یہ قسم وہ لوگوں کے مجبور کرنے پر کھاتا ہے تو کیا اس قسم کو توڑنے کے لئے کفارہ ادا کرنا پڑے گا یا کوئی اور طریقہ ہے؟

جواب:... قسم خواہ اَز خود کھائی ہو یا کسی کے مجبور کرنے سے، اس کے توڑنے پر کفارہ لازم ہے،[1] اور وہ ہے دس محتاجوں کو دو وقتہ کھانا کھلانا، اگر اتنی ہمت نہ ہو تو تین دن لگاتار روزے رکھے۔[2]

قسم کا کفارہ قسم توڑنے کے بعد ہوتا ہے

سوال:... میں نے قسم کھائی ڈیڑھ سال تک سگریٹ نہیں پیوٴں گا، لیکن کچھ عرصہ بعد میں نے ریڈیو پروگرام میں پوچھا کہ میری یہ قسم کس طرح ختم ہوسکتی ہے؟ تو انہوں نے بتایا کہ آپ ۶۰ غریبوں کی دعوت کریں یا ۳ روزے رکھیں۔ تو میں نے ۳ روزے رکھے اور اس کے بعد سگریٹ پینا شروع کردی، تو کیا یہ میری قسم ٹوٹ گئی یا مجھے پھر ۶۰ غریبوں کی دعوت کرنی ہوگی؟

جواب:... قسم کا کفارہ قسم توڑنے کے بعد لازم آتا ہے، آپ نے جب قسم توڑ دی تب کفارہ لازم آیا، قسم کا کفارہ دس محتاجوں کو کھانا کھلانا اور اگر اس کی طاقت نہ ہو تو تین روزے رکھنا۔[3]

---

(۱) وفعل المحلوف عليه عامدًا أو ناسيًا أو مكرهًا فهو سواء، وحكمها لزوم الكفارة عند الحنث۔ (هندية ج:۲ ص:۵۲، كتاب الأيمان، الباب الأوّل، طبع مكتبه رشيديه كوئٹه)۔

(۲) فَكَفَّارَتُهٗٓ اِطْعَامُ عَشَرَةِ مَسٰكِيْنَ مِنْ اَوْسَطِ مَا تُطْعِمُوْنَ اَهْلِيْكُمْ اَوْ كِسْوَتُهُمْ اَوْ تَحْرِيْرُ رَقَبَةٍ فَمَنْ لَّمْ يَجِدْ فَصِيَامُ ثَلٰثَةِ اَيَّامٍ، ذٰلِكَ كَفَّارَةُ اَيْمٰنِكُمْ اِذَا حَلَفْتُمْ" (المائدة:۸۹)۔ طعام الإباحة أكلتان مشبعتان غداء وعشاء۔ (هندية ج:۲ ص:۶۳ طبع رشيديه)۔ لأن الواجب إشباع العشرة وإن غداهم وعشاهم۔ (هندية ج:۲ ص:۶۳ طبع رشيديه)۔ فإن لم يقدر على أحد هٰذه الأشياء الثلاثة صام ثلاثة أيام متتابعات۔ (قدورى ص:۲۰۳، هندية ج:۲ ص:۶۱ طبع مكتبه رشيديه كوئٹه)۔

(۳) وإذا حلف الرجل على يمين فحنث فيها فعليه أى الكفارات شاء إن شاء أعتق وإن شاء أطعم عشرة مساكين وإن شاء كسى عشرة مساكين وإن لم يجد شيئًا من ذٰلك فعليه الصيام ثلاثة أيام متتابعات۔ (المبسوط لمحمد بن الحسن الشيبانى ج:۳ ص:۱۹۶)۔

ایک مہینے کی قسم کھائی اور مہینہ گزرنے کے بعد وہ کام کرلیا

سوال:... ایک شخص نے قسم کھائی کہ ایک مہینے تک فلاں چیز نہیں کھاؤں گا، کیا ایک مہینے کے بعد اگر کھالے تو قسم کا کفارہ دینا پڑے گا یا نہیں؟ اور اگر وہ چیز کئی دفعہ کھائی تو ایک مرتبہ کفارہ دینا پڑے گا یا جتنی مرتبہ کھائی اتنے کفارے دینے پڑیں گے؟

جواب:... اگر مہینے کے اندر اندر وہ چیز کھائی تب تو کفارہ ادا کرنا پڑے گا، اور اگر مہینہ گزر گیا اور وہ چیز نہیں کھائی تو قسم پوری ہوگئی۔ بعد میں اگر کھائے تو کفارہ لازم نہیں۔(۱) اسی طرح جب ایک بار قسم ٹوٹ گئی تو کفارہ واجب ہوگیا، اس کے بعد اس قسم کی پابندی لازم نہیں، اس لئے کئی بار کھانے سے ایک ہی کفارہ لازم ہوگا۔(۲)

کسی کی گھریلو زندگی بچانے کے لئے قرآن پر ہاتھ رکھ کر غلط بیانی کرنے کا کفارہ

سوال:... اگر کوئی شخص کسی کی گھریلو زندگی کو بچانے کے لئے قرآن پر ہاتھ رکھ کر یہ کہے کہ: ''میں نے پہلے جو کہا تھا، وہ سب جھوٹ تھا'' جبکہ ایسا نہیں، تو اَب اس کا کیا کفارہ ہوگا؟ کیونکہ وہ شخص صرف اس لئے یہ بات کہہ رہا ہے کہ ایک لڑکی کے گھر والوں کی عزّت رہ جائے اور اس لڑکی کی زندگی بچ جائے، اور اس طرح کرنے کو لڑکی اور اس کے گھر والے کہہ رہے ہیں۔

جواب:... اس گناہ کا کفارہ صرف یہی ہے کہ اللہ تعالیٰ سے رورو کر معافی مانگے، یہاں تک کہ یقین ہوجائے کہ اِن شاء اللہ گناہ معاف ہوگیا ہوگا۔(۳)

اپنے ہاتھ میں پنج سورہ لے کر کسی عورت سے کہنا کہ ''کہو تم میرے علاوہ کسی سے شادی نہیں کروگی'' کا کیا کفارہ ہے؟

سوال:... عرصہ چار سال پہلے ایک شخص نے اپنے ہاتھ میں پنج سورہ اُٹھا کر مجھ سے کہا کہ: ''تم وعدہ کرو کہ میرے علاوہ کسی سے شادی نہیں کروگی'' اور مجھ سے زبردستی ایسا عمل کرنے کو کہا، لیکن میں اس سے کہتی رہی کہ جوڑے آسمان پر بنتے ہیں، اس میں میرا یا تمہارا کوئی دخل نہیں۔ اس کے بعد میرے والدین نے میری شادی کہیں اور کردی، اور میری شادی ناکام ہوگئی، کیونکہ میرا شوہر ذہنی اور نفسیاتی مریض تھا۔ مجھے آپ سے پوچھنا یہ ہے کہ کیا مجھے کفارہ ادا کرنا چاہئے تھا یا نہیں؟ جس ناکردہ جرم کی سزا مجھے ملی، اگر کفارہ ادا کرنا چاہئے تو اس کا طریقۂ کار کیا ہوگا؟

جواب:... اگر آپ نے اس شخص کے کہنے پر یہ قسم کھالی تھی کہ آپ اسی سے شادی کریں گی، تو آپ کے ذمے کفارہ لازم

---

(۱) وإذا حلف الرجل علی یمین فحنث فیها فعلیه الکفارات۔ (مبسوط ج:۳ ص:۱۹۶، کتاب الأیمان)۔

(۲) وتنحل الیمین إذا وجد الشرط مرة۔ (الدر المختار ج:۳ ص:۵۴۲، کتاب الأیمان، طبع رشیدیه)۔ ایضاً حوالہ بالا۔

(۳) عن عبدالله بن عمرو رضی الله عنهما قال: قال رسول الله صلی الله علیه وسلم: الکبائر: الإشراک بالله وعقوق الوالدین وقتل النفس والیمین الغموس۔ (مشکوٰة، باب الکبائر وعلامات النفاق ص:۱۷، طبع قدیمی)۔

ہے۔ لیکن آپ کی تحریر سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ نے اس شخص سے شادی کرنے کی قسم نہیں کھائی، لہٰذا آپ کے ذمے کوئی چیز لازم نہیں، واللہ اعلم![1]

قرآن پر ہاتھ رکھ کر شوہر سے کہنا کہ: ”اگر آپ ابھی رات کو گئے تو میں کیڑے مار دوا کھالوں گی“ پھر نہیں کھائی

سوال:... میں ایک شادی شدہ عورت ہوں، شادی کو دو سال سے زیادہ ہونے والے ہیں، ایک رات میرا اور میرے شوہر کا جھگڑا ہوگیا، وہ ناراض ہوکر گھر چھوڑ کر جانے لگے، میں نے انہیں روکنے کے لئے قرآن پر ہاتھ رکھ کر یہ قسم کھائی کہ: ”اگر آپ ابھی رات کو گئے، تو میں کیڑے مارنے کی دوا (جو اس وقت کمرے میں ہی رکھی تھی) کھالوں گی“ مگر میرے شوہر نے میری بات نہ سنی اور چلے گئے، بعد میں ہماری صلح ہوگئی، اور میں نے اس رات وہ دوا بھی نہیں پی۔ پوچھنا یہ ہے کہ میں نے جو قرآن پر ہاتھ رکھ کر قسم کھائی تھی، اب اس کا کفارہ کیسے ادا کروں؟

جواب:... میری بہن! میاں بیوی کے درمیان ایسی باتیں ہوتی رہتی ہیں، لیکن ایسی غلط قسم ہرگز نہیں کھانی چاہئے۔ اس سے توبہ کرو، اور اللہ تعالیٰ سے معافی مانگو۔ چونکہ آپ نے قسم توڑ دی ہے، اس لئے دس محتاجوں کو دو وقت کا کھانا کھلاؤ، یا فی محتاج ۲۵ روپے کسی دینی اِدارے میں بھیج دو، اور ان کو ہدایت کردو کہ یہ طالب علموں کی خوراک پر خرچ کی جائے۔[2]

کسی اہم مسئلے کے لئے قرآن پر ہاتھ رکھ کر قسم کھانا

سوال:... کیا کسی اہم مسئلے کے لئے قرآن مجید پر ہاتھ رکھ کر قسم کھانا جائز ہے؟

جواب:... قسم کی تاکید کے لئے ایسا کیا جاتا ہے، سچی قسم کھانا اس طرح جائز ہے، اور جھوٹی قسم کھانا گناہ در گناہ...![3]

جھوٹی قسم کے لئے قرآن ہاتھ میں لینا

سوال:... اگر کوئی شخص جھوٹی قسم کھالے اس طرح کہ ہاتھ میں قرآن بھی لے لے، تو اس کا کفارہ کیا ہوگا؟

جواب:... صرف قرآن ہاتھ میں لینے سے تو قسم نہیں ہوتی، اگر اس کے ساتھ زبان سے بھی قسم کھائی ہو تو اس قسم کو توڑنے کا

---

(۱) وإذا حلف الرجل علٰی یمین فحنث فیها فعلیه الکفارة۔ (مبسوط ج:۳ ص:۱۹۶، کتاب الأیمان)۔

(۲) ”فَکَفَّارَتُهٗٓ اِطْعَامُ عَشَرَةِ مَسٰکِیْنَ مِنْ اَوْسَطِ مَا تُطْعِمُوْنَ اَهْلِیْکُمْ“ (المائدة: ۸۹)۔

(۳) عن عبدالله بن عمرو رضی الله عنهما قال: قال رسول الله صلی الله علیه وسلم: الکبائر: الإشراک بالله وعقوق الوالدین وقتل النفس والیمین الغموس۔ (مشکٰوة، باب الکبائر وعلامات النفاق ص:۱۷)۔ وقال محمد بن مقاتل الرازی: لو حلف بالقرآن قال یکون یمینا۔ (عالمگیری ج:۲ ص:۵۳، کتاب الأیمان، الباب الثانی)۔

کفارہ یہ ہے کہ دس محتاجوں کو دو دفعہ کھانا کھلائے، یا تین دن کے لگاتار روزے رکھے۔ [۱]

قرآن پاک پر ہاتھ رکھے بغیر زبانی قسم بھی ہو جاتی ہے

سوال:... میرے ایک دوست نے قرآن پاک کی قسم کھائی تھی کہ اگر پاکستان کی کرکٹ ٹیم سیریز ہار گئی تو میں ٹی وی پر کرکٹ دیکھنا چھوڑ دُوں گا۔ پاکستان کی کرکٹ ٹیم سیریز ہار گئی، مگر میرا دوست ٹی وی دیکھتا ہے۔ جب میں نے اپنے دوست کو کہا کہ آپ پہلے کفارہ ادا کریں پھر ٹی وی دیکھیں، مگر میرے دوست نے کہا کہ میں نے قرآن پاک پر ہاتھ رکھ کر قسم نہیں کھائی اور زبانی قسم نہیں ہوتی۔

جواب:... اس کی قسم ٹوٹ گئی، اس پر قسم کا کفارہ لازم ہے۔ [۲]

دُکان داروں کا قرآنِ کریم لے کر عہد کرنا کہ کم قیمت پر چیز نہ بیچیں گے، اس کی شرعی حیثیت

سوال:... ہم کچھ دُکان دار، ہاتھ میں قرآن پاک لے کر یہ عہد کرتے ہیں کہ ہم سب کمپنی کی مقرّر کردہ قیمت سے کوئی سامان کم قیمت پر فروخت نہیں کریں گے۔ کیا یہ حلف اُٹھانا شرعی اِعتبار سے دُرست ہے؟

جواب:... ایسا حلف اُٹھانا دُرست نہیں، اور حلف اُٹھا کر اگر توڑ دیا ہو تو قسم کا کفارہ یعنی دس مسکینوں کو دو وقت کا کھانا کھلانا یا اس کی قیمت ادا کر دینا چاہئے۔ ایک مسکین کو سترہ اَٹھارہ روپے دے دیئے جائیں۔ [۳]

رِشوت نہ لینے اور داڑھی نہ کاٹنے کی قسم توڑ دینا

سوال:... میں نے مسجد میں قرآن شریف پر ہاتھ رکھ کر قسم کھائی کہ آج کے بعد میں رِشوت نہیں لوں گا، مگر کچھ دنوں کے بعد پھر یہ کام شروع کر دیا۔

۲:... میں نے داڑھی کے بارے میں بھی کہا کہ آج کے بعد داڑھی نہیں کاٹوں گا، لیکن کچھ دن کے بعد پھر کاٹ دی۔ ان دونوں صورتوں میں مجھے کیا کفارہ ادا کرنا چاہئے؟

جواب:... آپ نے اچھا نہیں کیا کہ نیک کام کے لئے آپ نے قسم کھائی تھی، یعنی آئندہ رِشوت نہیں لوں گا، مگر اس کے بعد پھر یہ کام شروع کر دیا۔

---

(۱) ورکنها اللفظ المستعمل فيها۔ (الدر المختار على رد المحتار ج:۳ ص:۵۰ طبع مكتبه رشيديه)۔ وإذا حلف الرجل على يمين فحنث فيها فعليه أى الكفارات شاء إن شاء أعتق وإن شاء أطعم عشرة مساكين وإن شاء كسى عشرة مساكين وإن لم يجد شيئًا من ذٰلک فعليه الصيام ثلاثة أيام متتابعات۔ (المبسوط لمحمد بن الحسن الشيباني ج:۳ ص:۱۹۲، كتاب الأيمان)۔

(۲) ايضاً۔

(۳) "فَكَفَّارَتُهٗ اِطْعَامُ عَشَرَةِ مَسٰكِيْنَ مِنْ اَوْسَطِ مَا تُطْعِمُوْنَ اَهْلِيْكُمْ" (المائدة:۸۹)۔

۲:...اسی طرح آپ نے وعدہ کیا تھا کہ داڑھی نہیں کاٹوں گا، اور اسی پر آپ نے قسم بھی کھائی تھی، مگر پھر قسم توڑ دی۔ ان دونوں قسموں کے توڑنے کا کفارہ یہ ہے کہ ہر ایک قسم کے بدلے دس محتاجوں کو دو وقت کا کھانا کھلائیں،[1] یا ہر ایک محتاج کو تقریباً بیس روپے دے دیں۔ دو قسموں کا کفارہ بیس مسکینوں کو بیس بیس روپے دینا ہے۔ اگر اس بیماری کا علاج کرنا چاہتے ہیں تو مجھے خط لکھیں۔

قرآن پر ہاتھ رکھ کر خدا سے کیا ہوا وعدہ توڑ دینا

سوال:...اگر ایک مسلمان آدمی قرآن پاک کو ہاتھ لگا کر اللہ تعالیٰ سے وعدہ کرتا ہے کہ آج کے بعد میں یہ گناہ نہیں کروں گا، لیکن وہ شخص وہی گناہ دوبارہ کر لیتا ہے اور اس طرح وہ قسم یا اللہ تعالیٰ سے وعدہ توڑ دیتا ہے تو اس کا کفارہ کیا ہوگا، کیا ایسے شخص کی نجات ممکن ہے یا نہیں؟

جواب:...اس شخص کو توبہ کرنی چاہئے، اور خوب گڑگڑا کر اللہ تعالیٰ سے معافی مانگنی چاہئے، اور قسم جو اس نے توڑ دی ہے اس کا کفارہ لازم ہے[2] کہ دس محتاجوں کو دو وقت کا کھانا کھلائے یا ہر محتاج کو سات آٹھ روپے نقد دیدے۔[3] سچے دِل سے توبہ کرلے تو اللہ تعالیٰ غفور رحیم ہیں، نجات کی اُمید ضرور رکھنی چاہئے۔

خدا تعالیٰ سے عہد کر کے توڑ دینا بڑی سنگین غلطی ہے

سوال:...آج سے چار سال قبل میں نے کسی بات پر ''قرآن مجید'' اُٹھالیا تھا، یعنی یہ کہ ''قرآن حکیم'' پر ہاتھ رکھ کر عہد کرلیا تھا کہ فلاں بات اب نہیں کروں گا۔ لیکن پھر غفلت میں وہ بات کر بیٹھا اور مسلسل چار سال تک کرتا رہا۔ یہ سچ ہے کہ اللہ تعالیٰ کی لاٹھی بے آواز ہے، اب مجھے اس گناہِ عظیم کی سزا ملنا شروع ہوگئی ہے تو خیال آیا۔ بہرحال میں اللہ ربّ العزّت کی رحمت سے مایوس نہیں ہوں وہ بڑا بخشنے والا رحیم اور کریم ہے، اب میں سخت نادم ہوں اور ہر وقت اللہ تعالیٰ سے توبہ کرتا رہتا ہوں۔ آپ صرف اتنا بتادیں کہ اس قسم کا کفارہ کس طرح ادا کیا جائے؟ میں ان دنوں سخت پریشان ہوں، آپ جلد از جلد اخبار کے ذریعہ جواب سے نوازیں اور مجھ گناہ گار کے لئے دُعا کریں کہ اللہ تعالیٰ میرے اس گناہِ عظیم کو معاف کرے اور مجھ پر رحم کرے۔

جواب:...خدا تعالیٰ سے عہد کر کے توڑ دینا بڑی سنگین بات ہے۔[4] شکر کیجئے کہ آپ کو اس کی سزا نقد مل گئی، اور آپ کو اپنی غلطی کا احساس ہوگیا۔ خدا تعالیٰ سے معافی مانگئے اور قسم توڑنے کا کفارہ ادا کیجئے، اور قسم کا کفارہ ہے دس محتاجوں کو دو وقت کھانا کھلانا،

---

(۱) "فَكَفَّرَتُهُ اِطْعَامُ عَشَرَةِ مَسٰكِيْنَ مِنْ اَوْسَطِ مَا تُطْعِمُوْنَ اَهْلِيْكُمْ" (المائدة: ۸۹).

(۲) ایضاً۔

(۳) ولو دعا عشرة مساكين فغداهم وعشاهم أجزأه ذٰلك ... إلٰى قوله ... ولو أعطاهم قيمة الطعام فأعطى كل مسكين قيمة نصف صاع أجزأه ذٰلك. (كتاب الأصل للإمام محمد الشيباني ج:۳ ص:۲۱۱). وحكم اليمين بالله تعالٰى عند الحنث وجوب الكفارة. (قاضي خان علٰى هامش الهندية ج:۲ ص:۲، كتاب الأيمان، طبع رشيديه).

(۴) "وَلَا تَنْقُضُوا الْاَيْمٰنَ بَعْدَ تَوْكِيْدِهَا" (النحل: ۹۱)، "وَاحْفَظُوْآ اَيْمٰنَكُمْ" (المائدة: ۸۹).

اور اگر اس کی گنجائش نہ ہو تو تین دن کے روزے رکھنا۔ [۱]

کسی کا راز فاش نہ کرنے کا عہد کر کے ایسے شخص کو بتانا جس کو پہلے معلوم ہو

سوال:...اگر کوئی شخص یہ عہد کرے کہ میں کسی کا راز کسی کو نہیں بتاؤں گا، پھر کسی ایسے شخص کو یہ راز بتادے جس کو پہلے سے معلوم ہو، تو یہ عہد کی خلاف ورزی شمار ہوگی؟ اور کیا یہ گناہ میں داخل ہے؟

جواب:...گناہگار بھی ہوگا اور عہد کی خلاف ورزی کی وجہ سے قسم توڑنے کا کفارہ بھی لازم آئے گا۔ [۲]

''تمباکو اِستعمال نہ کروں گی'' کا عہد کر کے توڑ دیا تو کفارہ ہوگا

سوال:...آج سے تقریباً آٹھ سال پہلے میں نے کسی گھریلو جھگڑے کی وجہ سے قرآن شریف ہاتھ میں لے کر عہد کیا کہ تمباکو اِستعمال نہ کروں گی۔ تین سال پہلے عہد توڑ دیا، اب اس کا کفارہ کیا ادا کروں؟

جواب:...قسم توڑنے کا کفارہ ادا کردیجئے، دس محتاجوں کو دو وقت کا کھانا کھلانا... اگر پونے دو کلو غلہ ہر محتاج کو دے دیا جائے تو بھی ٹھیک ہے... اگر اس کی گنجائش نہ ہو تو تین دن کے روزے رکھیں۔ [۳]

گناہ نہ کرنے کی قسم کا توڑنا

سوال:...میں نے قرآن مجید کی قسم کھائی تھی کہ میں کوئی گندا کام زندگی بھر نہیں کروں گا، مگر میں یہ قسم توڑنا چاہتا ہوں، مجھ پر سخت گناہ تو نہ ہوگا؟ اور اس کا کفارہ کیا ادا کرنا پڑے گا؟

جواب:...اگر آپ نے بُرا کام نہ کرنے کی قسم کھائی تھی تو قسم توڑنا بہت بُری بات ہے، اور اگر توڑ دیں گے تو کفارہ لازم ہوگا، یعنی دس مسکینوں کو دو وقت کا کھانا کھلانا، یا تین دن کے روزے رکھنا۔ [۴]

کسی کام کو باوجود نہ کرنے کی قسم کھانے کے عمداً یا سہواً کرلینا

سوال:...اگر کسی نے قسم کھائی ہو کہ فلاں کام نہیں کروں گا مگر عمداً یا سہواً وہ کام کر جائے جس کا نہ کرنے کا عہد کیا ہو یا قسم کھائی ہو، ایسی صورت میں اس کو کیا کرنا چاہئے؟ اگر کفارہ ہو تو کیا کرنا چاہئے؟

---

(۱) گزشتہ صفحے کا حاشیہ نمبر ۱، ۳ ملاحظہ کیجئے۔

(۲) ومنعقدة وهو أن يحلف على أمر في المستقبل .... وحكمها لزوم الكفارة عند الحنث. (عالمگيری ج:۲ ص:۵۲، كتاب الأيمان، الباب الأوّل).

(۳) ''وَلٰكِنْ يُّؤَاخِذُكُمْ بِمَا عَقَّدْتُّمُ الْاَيْمٰنَ فَكَفَّارَتُهٗ اِطْعَامُ عَشَرَةِ مَسٰكِيْنَ مِنْ اَوْسَطِ مَا تُطْعِمُوْنَ اَهْلِيْكُمْ اَوْ كِسْوَتُهُمْ اَوْ تَحْرِيْرُ رَقَبَةٍ فَمَنْ لَّمْ يَجِدْ فَصِيَامُ ثَلٰثَةِ اَيَّامٍ، ذٰلِكَ كَفَّارَةُ اَيْمٰنِكُمْ اِذَا حَلَفْتُمْ'' (المائدة:۸۹). عالمگيری ج:۲ ص:۵۲، كتاب الأيمان، الباب الأوّل.

(۴) أيضًا.

جواب:...اس پر قسم توڑنے کا کفارہ لازم ہے، دس محتاجوں کو دو وقتہ کھانا کھلا دے (یا اس کے بجائے ہر محتاج کو صدقۂ فطر کی مقدار غلہ یا اس کی قیمت دیدے)، اگر اس کی ہمت نہ ہو تو تین دن کے پے در پے روزے رکھے۔ (۱)

کسی کام کے نہ کرنے کا اللہ تعالیٰ سے کیا ہوا عہد توڑنا

سوال:...اللہ تعالیٰ سے کیا ہوا عہد توڑنے کا کفارہ دینا ہوتا ہے یا صرف توبہ کرنے سے عہد توڑنے کا گناہ معاف ہوجاتا ہے؟ کیا ہم کفارے میں کھانا کھلانے کے مساوی رقم کسی مسکین کو دیں تو کفارہ ادا ہوجائے گا؟

جواب:...اللہ تعالیٰ سے عہد کرنا قسم اور نذر کے معنی میں ہوتا ہے، اگر کسی کام کے نہ کرنے کا عہد کیا جائے اور پھر اس عہد کو توڑ دیا جائے تو قسم توڑنے کا کفارہ لازم آتا ہے۔ دس مسکینوں کو دو دفعہ کھانا کھلانے کے بجائے ہر محتاج کو صدقۂ فطر کی مقدار غلہ (یعنی پونے دو کلو گندم یا اس کی قیمت) دینا بھی صحیح ہے۔ (۲) لیکن ایک مسکین کو پورے کفارے کی رقم یک مشت دینا کافی نہیں، بلکہ دس مسکینوں کو دینا ضروری ہے۔ اگر دس دن تک ایک مسکین کو ایک ایک دن کی رقم یا غلہ دیتا رہے تو یہ جائز ہے۔ (۳)

تین دفعہ کوئی کام نہ کرنے کی قسم کھا کر توڑنے کا کیا کفارہ ہے؟

سوال:...قسم کا کفارہ کیا ہوتا ہے؟ اور کس طرح ادا کرنا چاہئے؟ کیونکہ میں نے ایک معاملے پر، یعنی میں نے قسم کھائی کہ میں یہ کام نہیں کروں گا، تین دفعہ قسم کھائی اور پھر توڑ دی۔ کیا اس کا کفارہ تین دفعہ ہوگا یا صرف ایک دفعہ؟

جواب:...قسم کا کفارہ دس مسکینوں کو دو وقت کا کھانا کھلانا ہے، یا ایک صدقۂ فطر کی مقدار ہر ایک فقیر کو دے دیا جائے، یعنی

---

(۱) وإذا حلف الرجل على يمين فحنث فيها فعليه أي الكفارات شاء إن شاء أعتق وإن شاء أطعم عشرة مساكين وإن شاء كسى عشرة مساكين وإن لم يجد شيئًا من ذٰلک فعليه الصيام ثلاثة أيام متتابعات. (كتاب الأصل للإمام محمد بن الحسن الشيباني ج:۳ ص:۱۹۶، كتاب الأيمان). ولو أعطاهم قيمة الطعام فأعطى كل مسكين قيمة نصف صاع أجزأه ذٰلک. (كتاب الأصل للإمام محمد الشيباني ج:۳ ص:۲۱۱، وهندية ج:۲ ص:۶۳، كتاب الأيمان).

(۲) وأما كونه حالفًا بعهد الله وميثاقه فلأن العهد في الأصل هي المواعدة التي تكون بين اثنين لوثوق أحدهما على الآخر وهو الميثاق وقد استعمل في اليمين لقوله تعالىٰ: وأوفوا بعهد الله إذا عاهدتم الآية. فقد جعل العهد في القرآن يمينًا. (بحر الرائق ج:۴ ص:۲۸۴ طبع سعيد كمپني). ولو قال وعهد الله أو قال وذمة الله يكون يمينًا. (هندية ج:۲ ص:۵۳ طبع مكتبه رشيديه كوئٹه). وحكمها لزوم الكفارة عند الحنث. (هندية ج:۲ ص:۵۲). وفيه الكفارة ...إلىٰ قوله... إن حنث. (الدر المختار علىٰ هامش رد المحتار ج:۳ ص:۵۳ طبع مكتبه رشيديه كوئٹه). طعام التمليک أن يعطى عشرة مساكين كل مسكين نصف صاع من حنطة أو دقيق أو سويق أو صاعًا من شعير كما في صدقة الفطر. (هندية ج:۲ ص:۶۳).

(۳) ولو أعطاهم قيمة الطعام فأعطى كل مسكين قيمة نصف صاع أجزأه ذٰلک. (كتاب الأصل للإمام محمد الشيباني ج:۳ ص:۲۱۱). ولو أعطاه في يوم واحد بدفعات في عشر ساعات قيل يجزئ وقيل لا، وهو الصحيح، لأنه انما جاز أعطاه في اليوم الثاني تنزيلًا له منزلة مسكين آخر لتجدد الحاجة. (رد المحتار ج:۳ ص:۶۲ طبع مكتبه رشيديه كوئٹه).

کل دس صدقۂ فطر دے دیئے جائیں۔[1] اگر قسم کھائی اور اس کا کفارہ نہیں ادا کیا کہ پھر وہی قسم کھالی تو ایک ہی کفارہ ہوگا۔[2]

کیا بار بار قسم توڑنے والے کی بخشش نہیں ہوگی؟

سوال:... دراصل میں نے دو سال قبل روہڑی شریف میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے "بال مبارک" کی زیارت کی تھی جو وہاں کی مسجد میں رکھا ہوا ہے۔ وہاں میں نے بال مبارک دیکھ کر قسم اُٹھائی تھی کہ اب میری آنکھیں گناہ نہیں دیکھیں گی، میرے ہاتھ گناہ نہیں کریں گے، میرے پاؤں گناہ کی طرف نہیں جائیں گے۔ لیکن میں نے بہت سارے گناہ کردیئے۔ اس کے بعد ایک دن مسجد میں تنہا نماز پڑھنے کے بعد میں نے قرآن پاک پر ہاتھ رکھ کر قسم اُٹھائی کہ اب میں گناہ کا کام نہیں کروں گا، لیکن گناہ نے میرا پیچھا نہ چھوڑا اور بُرے کام مجھ سے ہوتے رہے۔

اس کے بعد مجھے ایک شخص ملا، جس نے مجھ سے دوستی کرلی، اور مسجد میں قرآن پاک میرے سر پر رکھ کر مجھ سے وعدہ لیا کہ تم مجھ سے خفا نہ ہوگے اور ساتھ نبھاؤ گے۔ میں نے بھی وعدہ کرلیا، مگر وہ شخص غدار ثابت ہوا۔ اب میں نے اس سے سب رشتے ناتے توڑ ڈالے ہیں، لیکن میں پریشان ہوں کہ میں نے کتنی مرتبہ قسمیں اُٹھائی ہیں، میری عمر ۲۰ سال ہے، میں نماز پڑھنا چاہتا ہوں، نیکیوں کے کام کرنا چاہتا ہوں، لیکن پتا نہیں کہ میری نماز بارگاہِ اِلٰہی میں قبول ہوگی یا نہیں؟

جواب:... جب آپ نے گناہ نہ کرنے کی قسم کھائی تھی تو ہمتِ مردانہ سے کام لے کر گناہ سے بچنا چاہئے تھا۔ لیکن اب جبکہ آپ گناہ سے نہیں بچ سکے اور آپ کی قسم بھی ٹوٹ گئی، تو اس کے تدارک کے لئے توبہ کرنی چاہئے۔ آپ قسم توڑنے کا کفارہ[3] ادا کردیں ...اور وہ دس محتاجوں کو دو وقت کھانا کھلانا، اور اگر ہر محتاج کو صدقۂ فطر کی مقدار غلہ یا اس کی نقد قیمت دے دی جائے تب بھی کافی ہے... اور اللہ تعالیٰ کے سامنے اتنا روئیں اور گڑگڑائیں کہ دِل سے گناہ کی ساری غلاظت اور سیاہی دُھل جائے۔ اور سچی اور پکی توبہ کرنے کے بعد اللہ تعالیٰ کی شانِ کریمی پر کامل و مکمل اِعتماد رکھتے ہوئے یہ یقین کریں کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کے گناہ معاف کردیئے۔[4] آئندہ گناہ نہ کرنے کا عزم کریں... لیکن قسم نہ کھائیں... اِن شاء اللہ اس تدبیر سے دِل کا سارا بوجھ ہلکا ہوجائے گا، پریشانی جاتی رہے گی اور تعلق مع اللہ میں اِضافہ ہوجائے گا۔ یہ شیطان کا زبردست مکر ہے کہ وہ پہلے تو آدمی سے گناہ کراتا ہے، اور گناہ ہوجانے کے بعد آدمی کو اللہ تعالیٰ کی رحمت سے مایوس کردیتا ہے اور کہتا ہے کہ: "تو اتنا بڑا گناہگار، تیری بخشش کیسے ہوسکتی ہے؟ اور تیری توبہ کیسے قبول ہوسکتی ہے...؟" اس طرح وہ آدمی کو اللہ تعالیٰ کی طرف رُجوع کرنے، توبہ کرنے اور اپنے گناہوں کی معافی مانگنے سے روک

---

(۱) "فَكَفَّارَتُهُ اِطْعَامُ عَشَرَةِ مَسٰكِيْنَ مِنْ اَوْسَطِ مَا تُطْعِمُوْنَ اَهْلِيْكُمْ" (المائدة: ۸۹).

(۲) إذا حلف رجل على أمر لَا يفعله أبدًا ثم حلف في ذٰلك المجلس أو مجلس آخر لَا أفعله أبدًا، ثم فعله كانت عليه كفارة يمينين. (عالمگیری ج:۲ ص:۵۲، كتاب الأيمان، الباب الثاني).

(۳) "فَكَفَّارَتُهُ اِطْعَامُ عَشَرَةِ مَسٰكِيْنَ مِنْ اَوْسَطِ مَا تُطْعِمُوْنَ اَهْلِيْكُمْ" (المائدة: ۸۹).

(۴) "يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا تُوْبُوْٓا اِلَى اللهِ تَوْبَةً نَّصُوْحًا عَسٰى رَبُّكُمْ اَنْ يُّكَفِّرَ عَنْكُمْ سَيِّاٰتِكُمْ وَيُدْخِلَكُمْ جَنّٰتٍ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ" الآية. (التحريم: ۸).

دیتا ہے۔ آپ نے اس شخص سے تعلق توڑ دیا، اچھا کیا، آپ کو پریشان نہ ہونا چاہئے۔ قسم کا کفارہ دے دیجئے اور اطمینان سے نماز پڑھئے، اللہ تعالیٰ قبول فرمانے والے ہیں۔

تین قسمیں توڑنے کا کفارہ کیا ہوگا؟

سوال:... میں نے تین مختلف مواقع پر قسمیں اُٹھائیں تھیں کہ یہ کام نہیں کروں گا، تیسری قسم تو ایک غلط کام سے توبہ کرنے کی اُٹھائی تھی کہ نہیں کروں گا، لیکن پھر سرزد ہوگیا۔ یہ مستقل مزاجی کی کمی کہئے، بہرحال اب بتائیے کہ:

۱:... میں ان قسموں کا کفارہ کتنا ادا کروں؟

۲:... اگر قسم توڑنے کا کفارہ ساٹھ آدمیوں کو ایک وقت کا کھانا کھلانا ہے تو کیا میں کھانا کھلانے کے بجائے روپے دے دُوں؟

۳:... اگر روپے دُوں تو تین قسموں کے کتنے بنیں گے؟ اور یہ کہ کسی ایک نادار کو دے دُوں یا مختلف ناداروں کو دینا ضروری ہے؟

جواب:... آپ نے تین بار قسم کھاکر توڑ دی، اس لئے تین قسموں کا کفارہ آپ کے ذمہ ہے۔[۱] ہر قسم کا کفارہ دس محتاجوں کو دو وقت کا کھانا کھلانا ہے، پس آپ کے ذمہ تیس محتاجوں کا کھانا ہوا۔ اگر آپ چاہیں تو ہر فقیر کو صدقۂ فطر کی مقدار غلہ یعنی پونے دو سیر گیہوں یا اس کی قیمت بھی دے سکتے ہیں، اور اگر آپ کو کوئی مستحق نہ ملے تو کسی دینی مدرسے میں اتنی رقم جمع کرادیجئے۔[۲]

بیٹے کو گھر سے نکالنے کی قسم توڑنا شرعاً واجب ہے

سوال:... زاہد کو اس کا والد گھر سے نکل جانے کا حکم دیتا ہے، مگر زاہد کہتا ہے کہ میں اپنی ماں اور بہن بھائیوں کو نہیں چھوڑ سکتا۔ زاہد کے والد کو یہ بات ناگوار گزرتی ہے اور وہ صرف قرآن مجید اُٹھاکر کہتے ہیں کہ اگر میرا بیٹا میرے گھر کے کسی فرد سے کوئی تعلق رکھے گا تو میں گھر کو چھوڑ جاؤں گا۔ اب مجبوراً زاہد کو گھر چھوڑنا پڑا، اب جس سلسلے میں زاہد کو گھر سے نکالا گیا اس میں سراسر قصور زاہد کے والد ہی کا تھا، وہ کچھ جذباتی اور جلد غصّے میں آنے والے شخص ہیں۔ برادری کے باقی لوگ بھی یہی کہتے ہیں کہ قصور زاہد کے والد کا ہی ہے، جبکہ زاہد معصوم ہے اور زاہد کے والد وہمی ہیں۔ اب زاہد چاہتا ہے کہ وہ اپنی والدہ سے مل لیا کرے، مگر اس طرح اس کے والد کی قسم جھوٹی ہوتی ہے۔ آپ قرآن وسنت کی روشنی میں بتائیں کہ اس کا کیا حل ہوسکتا ہے؟ آیا زاہد اپنے گھر پھر واپس جاسکے گا یا کم از کم اپنی والدہ سے ملاقات کرلے گا؟

جواب:... زاہد کے والد کی قسم غلط ہے، اور ایسی قسم کا توڑ دینا اَزرُوئے حدیث واجب ہے، اس لئے زاہد کو چاہئے کہ وہ اپنی

---

(۱) یتعدد الیمین بتعدد الإسم ...إلٰی قوله... وفی تجرید عن أبی حنیفة إذا حلف بأیمان فعلیه لکل یمین کفارة والمجلس والمجالس سواء۔ (بحر الرائق ج:۴ ص:۲۹۱، کتاب الأیمان، طبع سعید کمپنی)۔

(۲) طعام التملیک أن یعطی عشرة مساکین کل مسکین نصف صاع من حنطة أو دقیق أو سویق أو صاعًا من شعیر کما فی صدقة الفطر۔ (هندیة، الباب الثانی فیما یکون یمینا وما لَا یکون ...إلخ الفصل الثانی، الکفارة ج:۲ ص:۶۳)۔ ولو أعطاهم قیمة الطعام فأعطی کل مسکین قیمة نصف صاع أجزاه ذٰلک۔ (کتاب الأصل للإمام محمد الشیبانی ج:۳ ص:۲۱۱)۔

ماں اور بہن بھائیوں سے ملے اور زاہد کا باپ اپنی قسم کا کفارہ ادا کرے۔ (۱)

بھائی سے بات نہ کرنے کی قسم کھائی تو اَب کیا کرے؟

سوال:… میں نے اپنے بھائی سے لڑتے ہوئے قسم کھائی، جس کے الفاظ یہ ہیں، میں نے اپنے بھائی سے کہا: ''اگر میں تم سے آج کے بعد بات کروں تو مجھ پر میری بیوی طلاق ہوگی۔'' یہ میرے منہ کے الفاظ ہیں، جس پر میں آج شرمندہ ہوں اور میں اپنے بھائی سے بات کرنا چاہتا ہوں۔

جواب:… بھائی سے بات کرنے پر بیوی کو ایک رجعی طلاق ہوجائے گی، (۲) جس کا مطلب یہ ہے کہ عدّت پوری ہونے تک وہ اس کی بیوی ہے، عدّت کے اندر جب جی چاہے اس سے میاں بیوی کا تعلق قائم کرسکتا ہے، یا زبان سے کہہ دے کہ میں اپنی بیوی کو واپس لیتا ہوں، اس کو ''رُجوع'' کرنا کہتے ہیں۔ (۳) اگر اس نے عدّت ختم ہونے تک رُجوع نہ کیا تو اَب نکاح ختم ہوگیا، اب اگر دونوں پھر مل بیٹھنا چاہیں تو دوبارہ باقاعدہ نکاح کرنا ہوگا، مگر حلالہ کی ضرورت نہ ہوگی۔ (۴)

شادی نہ کرنے کی قسم کھائی تو شادی کرکے کفارہ ادا کرے

سوال:… مسئلہ یہ ہے کہ زید نے قرآن شریف پر غصّے کی حالت میں ہاتھ رکھ کر بلکہ قرآن شریف اُٹھاکر قسم کھائی کہ میں اس لڑکی سے شادی نہیں کروں گا، مگر بعد میں اس غلطی پر پشیمانی ہوئی، کیا اس کا کفارہ ہے؟

جواب:… نکاح کرلے اور قسم کا کفارہ ادا کردے، یعنی دس مسکینوں کو دو وقت کھانا کھلائے، اس کی طاقت نہ ہو تو تین دن کے روزے رکھے۔ (۵)

قرآن مجید سر پر اُٹھاکر قسم کھائی کہ میں شادی کروں گا، پھر نہیں کی

سوال:… میں نے ایک دن قرآن مجید کو سر پر اُٹھاکر قسم کھائی کہ میں شادی کروں گا، لیکن بعد میں کئی قسم کی سوچیں ذہن میں آئیں، کیونکہ میں پہلے سے شادی شدہ ہوں، جب بات پکی ہوگئی تو میں نے انکار کردیا، اب اس غلطی پر بہت ہی پشیمان ہوں کہ قرآن

---

(۱) عن أبی هریرة رضی الله عنه قال: قال رسول الله صلی الله علیه وسلم: من حلف علیٰ یمین فرأی غیرها خیرًا منها فلیأت الذی هو خیر ولیکفّر عن یمینه۔ (مسلم ج:۲ ص:۴۸، باب ندب من حلف یمینا ...إلخ)۔ وحاصلها أن المحلوف علیه أنواع فعل معصیة أو ترک فرض فالحنث واجب۔ (بحر الرائق ج:۴ ص:۲۹۱، کتاب الأیمان۔ طبع ایچ ایم سعید کمپنی)۔

(۲) وإذا أضافه إلی الشرط وقع عقیب الشرط إتفاقًا ...إلخ۔ (فتاویٰ عالمگیری ج:۱ ص:۴۲۰)۔

(۳) وإذا طلق الرجل إمرأته تطلیقة رجعیة أو تطلیقتین فله أن یراجعها فی عدّتها۔ (فتاویٰ عالمگیری ج:۱ ص:۴۷۰)۔

(۴) إذا کان الطلاق بائنًا دون الثلاث فله أن یتزوجها فی العدة وبعد إنقضائها۔ (عالمگیری ج:۱ ص:۴۷۲)۔

(۵) عن أبی هریرة رضی الله عنه قال: قال رسول الله صلی الله علیه وسلم: من حلف علیٰ یمین فرأی غیرها خیرًا منها فلیأت الذی هو خیر ولیکفّر عن یمینه۔ (مسلم ج:۲ ص:۴۸)۔ "فَکَفَّارَتُهٗٓ اِطْعَامُ عَشَرَةِ مَسٰکِیْنَ مِنْ اَوْسَطِ مَا تُطْعِمُوْنَ اَهْلِیْکُمْ اَوْ کِسْوَتُهُمْ اَوْ تَحْرِیْرُ رَقَبَةٍ فَمَنْ لَّمْ یَجِدْ فَصِیَامُ ثَلٰثَةِ اَیَّامٍ، ذٰلِکَ کَفَّارَةُ اَیْمٰنِکُمْ اِذَا حَلَفْتُمْ" (المائدة: ۸۹)۔

مجید کی قسم اُٹھا کر کیوں وعدہ کیا؟ آپ جناب کوئی معافی کی صورت بتادیں۔

جواب:... آپ اپنی قسم کا کفارہ ادا کردیں۔ [1]

قرآن پر ہاتھ رکھ کر کھائی ہوئی محبت کرنے کی قسم کا کفارہ

سوال:... ایک لڑکی نے مجھ سے محبت کی تھی، میں بھی اسے بے انتہا چاہتا تھا، لیکن وہ یہ نہیں سمجھتی تھی کہ میں اس کو چاہتا ہوں، لہٰذا ایک مرتبہ وہ مجھ سے کہنے لگی کہ تم قرآن پر ہاتھ رکھ کر قسم کھاؤ کہ تم مجھ سے ہمیشہ محبت کرتے رہوگے۔ بہرحال میں نے قرآن پر ہاتھ رکھ کر قسم کھائی اور پھر اس نے بھی مجھے اپنی محبت کا یقین دِلانے کے لئے قرآن پر ہاتھ رکھ کر قسم کھائی کہ میں مرتے دَم تک تم سے محبت کرتی رہوں گی۔ لیکن کچھ عرصے کے بعد اس لڑکی کی شادی کسی اور جگہ ہوگئی اور پھر لڑکی نے شادی کے بعد مجھ سے نفرت کا اظہار کیا، جس سے میرا دِل بھی اس کی طرف سے ہٹ گیا۔ لہٰذا اب آپ یہ تحریر کردیں کہ میں قسم کے کفارہ کو کس طرح ادا کروں؟ جبکہ میں پانچ وقت کی نماز کا پابند بھی ہوں اور خدا سے معافی کا طلب گار بھی ہوں۔

جواب:... یہ تو اچھا ہوا کہ ''ناجائز محبت'' نفرت سے بدل گئی، دونوں اپنی قسم کا کفارہ ادا کریں، یعنی دس محتاجوں کو دو وقت کا کھانا کھلائیں، یا صدقۂ فطر کی مقدار غلہ (یعنی پونے دو کلو گیہوں) یا نقد قیمت ہر مسکین کو دے دیں، اگر اتنی گنجائش نہ ہو تو تین دن کے روزے رکھیں، اور خدا تعالیٰ سے استغفار بھی کریں۔ [2]

ماموں زاد بھائی سے بہن رہنے کی قسم کھائی تو اَب اس سے شادی کیسے کریں؟

سوال:... میرا مسئلہ یہ ہے کہ میں نے نہایت مجبوری کے تحت اپنے ماموں زاد بھائی کے سامنے یہ قسم کھائی تھی کہ: ''میں خدا کی قسم کھا کر کہتی ہوں کہ میں تمہاری بہن ہوں اور بہن بن کر رہوں گی اور بہن کے تمام حقوق پورے کروں گی۔'' یہ بات کئی سال پہلے کی ہے، اب میں ڈاکٹر بن چکی ہوں اور وہ بھی ڈاکٹر ہے۔ میرے ماں باپ میری شادی اس سے کرنا چاہتے ہیں، میں سخت پریشان ہوں، کیونکہ میں قسم توڑنا چاہتی ہوں۔ آپ یہ بتائیں کہ قسم توڑنے کی صورت میں مجھے کیا کفارہ ادا کرنا پڑے گا؟ اور آپ یہ بھی بتادیں کہ قسم توڑنے کی صورت میں مجھے کیا بہت سخت گناہ ہوگا؟ مجھ پر قیامت کے دن عذاب ہوگا؟

جواب:... آپ پر قسم توڑنے کا کوئی گناہ نہیں۔ آپ ماموں زاد سے شادی کرکے قسم توڑ دیں، اس کے بعد کفارہ ادا کردیں۔ [3]

---

(۱) وقال محمد بن مقاتل الرازی: لو حلف بالقرآن قال یکون یمینًا۔ (عالمگیری ج:۲ ص:۵۳)۔

(۲) "فَكَفَّارَتُهٗ اِطْعَامُ عَشَرَةِ مَسٰكِيْنَ مِنْ اَوْسَطِ مَا تُطْعِمُوْنَ اَهْلِيْكُمْ اَوْ كِسْوَتُهُمْ اَوْ تَحْرِيْرُ رَقَبَةٍ فَمَنْ لَّمْ يَجِدْ فَصِيَامُ ثَلٰثَةِ اَيَّامٍ، ذٰلِكَ كَفَّارَةُ اَيْمٰنِكُمْ اِذَا حَلَفْتُمْ" (المائدة: ۸۹)۔

(۳) عن عبدالرحمٰن بن سمرة قال: قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم: یا عبدالرحمٰن بن سمرة! اذا حلفت علٰی یمین فرأیت غیرها خیرًا منها فأت الذی هو خیر وکفر یمینک ...الخ۔ (سنن أبی داوٗد ج:۲ ص:۱۰۹، کتاب الأیمان والنذور، طبع سعید کمپنی، أیضًا صحیح مسلم ج:۲ ص:۴۸، باب ندب من حلف یمینًا)۔

غلط قسم توڑ دیں اور کفارہ ادا کریں

سوال:... ہماری بینک کی یونین کے صدر نے ہمیں ایک میٹنگ میں بلایا اور ادھر ہماری یونین کے ہی کچھ لوگوں پر تنقید کرنے لگا کہ وہ یہ یہ کرتے ہیں، پھر اچانک ہی وہ اُٹھے اور قرآن شریف لے کر آئے اور ہم سب سے حلف اُٹھوایا کہ ہم سب اس کو ہی ووٹ دیں گے، اب جبکہ ہمیں پتہ لگ گیا ہے کہ ہماری یونین کا صدر جھوٹا ہے اور انتظامیہ سے ملا ہوا ہے، اور دُوسرا گروپ صحیح ہے، اور جلد ہی الیکشن بھی ہونے والے ہیں، اب میں اور میرے کچھ ساتھی پریشان ہیں، کیونکہ ہم سے اس نے دغا سے قرآن پر حلف لیا ہے، اب اگر ہم اس کو ووٹ دیتے ہیں تو ہمارا ضمیر مطمئن نہیں ہوتا، دُوسری طرف قرآن شریف کا مسئلہ ہے۔ برائے مہربانی ہمیں اس کا شرعی حل بتائیں اور یہ بھی بتائیں کہ حلف توڑنے کی صورت میں کیا کفارہ ادا کرنا ہوگا؟

جواب:... ایک حدیث شریف کا مفہوم یہ ہے کہ: ''جب تم کسی بات کی قسم کھالو، پھر دیکھو کہ دُوسری صورت بہتر ہے (یعنی اس کام کا نہ کرنا بہتر ہے) تو جو کام بہتر ہو کرلو اور اپنی قسم (کے توڑنے) کا کفارہ ادا کردو'' (مشکوٰۃ ص:۲۹۶)۔ [۱]

یہ حدیث شریف آپ کے سوال کا جواب ہے، آپ لوگ اپنی قسم توڑ دیں اور قسم کے کفارے ادا کریں۔ قسم کا کفارہ ہے دس محتاجوں کو دو وقت کا کھانا کھلانا، یا ان کو لباس دینا اور اگر اس کی اِستطاعت نہ ہو تو تین روزے رکھ لئے جائیں۔ [۲]

صحیح قسم پر قائم رہنا چاہئے

سوال:... ہم ۲۰ ساتھی ایک فیکٹری میں کام کرتے ہیں، ہم سب نے قرآنِ کریم پر ہاتھ رکھ کر قسم کھائی تھی کہ ہم اپنی فیکٹری کے حکام سے اپنے حق کے لئے لڑیں گے اور کوئی بھی ساتھی پیچھے نہیں ہٹے گا، میں اپنے ساتھیوں کا کسی وجہ سے ساتھ نہ دے سکا، اب میں ہر وقت ذہنی طور پر پریشان رہتا ہوں۔

جواب:... فیکٹری والوں سے صحیح بات کا مطالبہ جائز ہے، اور غلط بات کا مطالبہ دُرست نہیں۔ اگر کسی صحیح بات کے کرنے کی آدمی قسم کھالے تو اس کو کرنا چاہئے، اگر نہ کرے تو قسم توڑنے کا کفارہ واجب ہے، یعنی دس محتاجوں کو دو وقت کا کھانا کھلانا، اور اگر اس کی اِستطاعت نہ ہو تو تین دن کے روزے رکھنا۔ اور اگر کسی غلط بات پر قسم کھائی ہو تو قسم کو توڑ کر کفارہ ادا کرنا واجب ہے۔ [۳]

کمپنی میں ٹھیکے پر کام نہ کرنے کی قسم توڑنے کا کیا کفارہ ہے؟

سوال:... میں جس کمپنی میں کام کرتا ہوں اس کمپنی والوں نے ہم سے ٹھیکے پر کام کرنا چاہا، ہم سب ورکروں نے قرآن

---

(۱) عن أبی هريرة رضی الله عنه أن رسول الله صلی الله عليه وسلم قال: من حلف علىٰ يمين فرأی خيرًا منها فليكفر عن يمينه وليفعل. رواه مسلم. (مشكوٰة، باب الأيمان والنذور ص:۲۹۶، أيضًا: مسلم ج:۲ ص:۴).

(۲) ''فَكَفَّارَتُهٗٓ اِطْعَامُ عَشَرَةِ مَسٰكِيْنَ مِنْ اَوْسَطِ مَا تُطْعِمُوْنَ اَهْلِيْكُمْ اَوْ كِسْوَتُهُمْ اَوْ تَحْرِيْرُ رَقَبَةٍ فَمَنْ لَّمْ يَجِدْ فَصِيَامُ ثَلٰثَةِ اَيَّامٍ، ذٰلِكَ كَفَّارَةُ اَيْمٰنِكُمْ اِذَا حَلَفْتُمْ'' (المائدة:۸۹).

(۳) ص:۵۴۲ کا حاشیہ نمبر۱ ملاحظہ فرمائیں۔

کریم پر ہاتھ رکھ کر یہ عہد کیا تھا کہ ہم میں سے کوئی بھی ٹھیکے پر کام نہیں کرے گا۔ مگر بعد میں ہم سب کو ٹھیکے (کنٹریکٹ) پر کام کرنا پڑا۔ ہم نے اللہ تعالیٰ سے معافی مانگی اور یہ وعدہ کیا کہ ہم پاکستان جاکر اس کا کفارہ ادا کریں گے۔ لہٰذا آپ سے درخواست ہے کہ آپ یہ بتائیں کہ میں اس کفارہ کو کس طرح ادا کروں؟ میں چاہتا ہوں کہ اس کفارہ کے پیسے کسی مستحق کو دُوں، مگر مجھے یہ نہیں معلوم کہ میں کفارہ کے کتنے روپے ادا کروں؟

جواب:... جتنے لوگوں نے عہد کر کے توڑا، ان سب کے ذمہ لازم ہے کہ دس دس مسکینوں کو دو وقت کا کھانا کھلائیں، یا ہر مسکین کو صدقۂ فطر کی مقدار غلہ یا اس کی قیمت ادا کریں۔ ۱۹۹۱ء میں اس کی قیمت کے تقریباً آٹھ روپے فی مسکین بنتے ہیں، اگر ایک محتاج کو دس دن کھانا کھلا دیں یا ہر دِن صدقۂ فطر کی رقم اس کو دے دیں تو کفارہ ادا ہوجائے گا۔[1] لیکن اگر اس کو دس دن کے کھانے کی رقم یک مشت دے دی تو صرف ایک دن کا کھانا شمار ہوگا، نو دِن کا ذمہ رہے گا۔

''تمہاری چیز کھاؤں تو خنزیر کا گوشت کھاؤں'' کہنے سے قسم

سوال:... میں ایک کارپوریشن میں کام کرتا ہوں، جہاں میں کام کرتا ہوں وہاں ایک سیکشن میں دو کمرے ہیں، ہم لوگ دو کمروں میں بیٹھے ہوئے کام کرتے ہیں، ہم لوگوں میں کسی کے ہاں کوئی خوشی ہو تو مٹھائیاں وغیرہ تقسیم کرتے ہیں۔ ایک دفعہ ایسا ہوا کہ دُوسرے کمرے والوں نے روپے جمع کر کے مٹھائی تقسیم کی، انہوں نے اپنے لئے چم چم مٹھائی منگوائی اور ہمارے لئے گلاب جامن کے ڈبے بھیجے۔ جب ہمیں پتہ چلا کہ انہوں نے ایسا کیا ہے تو میں نے اس سے جو کہ بڑا بنا ہوا تھا کہا: مسلمان تو وہ ہوتا ہے جو چیز اپنے لئے پسند کرے، دُوسرے مسلمان بھائی کے لئے بھی وہی چیز ہونی چاہئے۔ اس میں بات بڑھ گئی تو میں نے غصے میں اس کی قسم کھالی کہ تمہارے کمرے کے کسی بھی آدمی کی تقسیم کردہ کوئی چیز کھاؤں تو خنزیر کا گوشت کھاؤں۔ اس بات کو تقریباً تین سال گزر چکے ہیں، اس دن سے وہ لوگ کوئی چیز ہمیں کھانے کے لئے دیتے ہیں تو میں نہیں کھاتا۔ اس بات پر وہ لوگ سب ناراض ہوتے ہیں اور مجھے بھی افسوس ہوتا ہے کہ اس وقت یہ قسم نہ کھاتا۔ برائے مہربانی اس قسم کا شرعی طور پر حل بتائیں، اس کا توڑ ہے کہ نہیں؟ اگر ہے تو پھر کس طرح سے ٹوٹ سکتی ہے؟ کفارہ کیا ہے؟

جواب:... آپ نے بڑی غلط قسم کھائی، اس قسم کو توڑ دیجئے، اور قسم توڑنے کا کفارہ ادا کر دیجئے، قسم کا کفارہ ہے دس محتاجوں کو دو وقت کھانا کھلانا اور اگر اس کی طاقت نہ ہو تو تین دن کے روزے رکھنا۔[2]

---

(۱) "فَكَفَّارَتُهٗ اِطْعَامُ عَشَرَةِ مَسٰكِيْنَ مِنْ اَوْسَطِ مَا تُطْعِمُوْنَ اَهْلِيْكُمْ اَوْ كِسْوَتُهُمْ اَوْ تَحْرِيْرُ رَقَبَةٍ فَمَنْ لَّمْ يَجِدْ فَصِيَامُ ثَلٰثَةِ اَيَّامٍ، ذٰلِكَ كَفَّارَةُ اَيْمٰنِكُمْ اِذَا حَلَفْتُمْ" (المائدة: ۸۹)۔ ويدفع عن كل صلاة نصف صاع حنطة ولو دفع جملة إلىٰ فقير واحد جاز بخلاف كفارة اليمين۔ (فتاوىٰ هندية ج:۱ ص:۱۲۵، كتاب الصلاة، الباب الحادى عشر)۔

(۲) ایضاً۔

کیا یونین کے غلط حلف کو توڑنا جائز ہے؟

سوال:... ہمارے ادارے کے لیبر یونین کے دو رہنماؤں نے گزشتہ چند ماہ قبل ہمارے چند ساتھیوں سے فرداً فرداً وفاداری کا حلف قرآن پاک پر ہاتھ رکھوا کر اُٹھوایا، لیکن اب مذکورہ یونین اور اس کے متعلقہ دونوں رہنما حلف اُٹھانے والوں کے حقوق واختیارات کو سلب کر رہے ہیں، ادارے کے مزدوروں کے مفادات کے خلاف کام کر رہے ہیں اور ذاتی مفادات حاصل کر رہے ہیں، حتیٰ کہ اگر کوئی مزدوران کے خلاف آواز اُٹھاتا ہے تو اسے انتقامی کاروائی کا نشانہ بنایا جاتا ہے، اس صورتِ حال میں ہمارا مذکورہ یونین و متعلقہ دونوں رہنماؤں کے ساتھ چلنا مشکل ہے۔

حلف کا متن

''میں فلاں بن فلاں حلفیہ بیان کرتا ہوں کہ میں یونین کا وفادار رہوں گا، اگر میں غداری کروں گا تو مجھ پر خدا کی مار پڑے گی، اگر میں اس حلف کو توڑنے اور کفارہ ادا کرنے کی غرض سے مولوی یا عالم سے رُجوع کروں گا تو بھی مجھ پر خدا کی مار پڑے گی۔''

اس حلفِ وفاداری کی شرعی حیثیت کیا ہے؟ اس حلف کو توڑا جاسکتا ہے تو اس کا کفارہ کیا ہے؟

جواب:... کسی فرد یا ادارے یا تنظیم کے ساتھ وفاداری کا ایسا عہد کرنا کہ خواہ وہ جائز کام کرے یا ناجائز، ہر حال میں اس کا وفادار رہے گا، یہ شرعاً جائز نہیں۔ ہاں! یہ عہد کرنا صحیح ہے کہ اچھے اور نیک کام میں وفاداری کروں گا، غلط اور بُرے کام میں وفاداری نہیں کروں گا۔

آپ نے ''حلف نامہ'' کا جو ''متن'' نقل کیا ہے، یہ غیر مشروط وفاداری کا ہے، اور یہ شرعاً ناجائز ہے، خصوصاً اس میں جو کہا گیا ہے کہ: ''کسی مولوی سے بھی رُجوع کروں تو مجھ پر خدا کی مار پڑے'' کے الفاظ بھی ناجائز ہیں۔

۲:... اگر آدمی غلط اور ناجائز قسم کھالے تو اس کا توڑ دینا واجب ہے اور ایسی قسم کھانے پر اللہ تعالیٰ سے معافی مانگے اور توبہ کرے۔[۱]

۳:... اس حلف کو توڑنے کا کفارہ یہ ہے کہ اس ناجائز حلف کو توڑ کر قسم توڑنے کا کفارہ ادا کرے، اور قسم توڑنے کا کفارہ قرآنِ کریم میں یہ بیان فرمایا کہ دس محتاجوں کو دو وقت کا کھانا کھلائے (اور اگر کھانا کھلانے کی بجائے ہر محتاج کو صدقۂ فطر کی مقدار غلہ یا اس کی نقد قیمت دیدے تب بھی صحیح ہے)، یا دس محتاجوں کو لباس پہنائے (ہر محتاج کو اتنا لباس دینا کافی ہے جس میں نماز جائز ہو، یعنی ایک لنگی جس سے ناف سے گھٹنوں تک ستر چھپ جائے)، اور یہ نہ کرسکتا ہو تو تین دن کے روزے رکھے۔[۲]

---

(۱) ومن حلف علىٰ معصية كعدم الكلام مع أبويه أو قتل فلان اليوم وجب الحنث والتكفير۔ (ردالمحتار ج:۳ ص:۷۲۸)۔

(۲) كفارة اليمين .... إن شاء كسا عشرة مساكين كل واحد ثوبًا فما زاد وادناه ما يجوز فيه الصلوٰة، وإن شاء أطعم عشرة مساكين كالإطعام فى كفارة الظهار والأصل فيه قوله تعالىٰ: "فكفٰرته إطعام عشرة مسٰكين" الآية .... فإن لم يقدر علىٰ أحد الأشياء الثلاثة صام ثلاثة أيام متتابعات ...إلخ۔ (هداية ج:۲ ص:۴۸۱، كتاب الأيمان، باب ما يكون يمينًا وما لا يكون يمينًا، طبع مكتبه شركت علميه ملتان)۔

درزی سے کپڑے نہ سلوانے کی قسم کا کیا کروں؟

سوال:... ایک دن میں نے ایک جوڑا کپڑا اور ایک واسکٹ درزی کو سلائی کے لئے دیا، وہ ہمارا رشتہ دار ہے، اس نے کپڑے اور واسکٹ دونوں اتنے خراب سی کر دیئے کہ میں نے سخت غصے میں قسم کھائی کہ اس درزی سے عمر بھر میں کوئی چیز نہیں سلواؤں گا۔ وہ درزی ہماری دُکان میں ہے، اس لئے اس سے سلوانے پر مجبور ہوں۔

جواب:... درزی سے کپڑے سلوا لیجئے، اس طرح قسم ٹوٹ جائے گی، پھر کفارہ ادا کر دیجئے۔ [1]

---

(۱) عن أبی هریرة رضی الله عنه قال: قال رسول الله صلی الله علیه وسلم: من حلف علٰی یمین فرأی غیرها خیرًا منها فلیأت الذی هو خیر ولیکفّر عن یمینه۔ (مسلم ج:۲ ص:۴۸)۔ "فَکَفَّارَتُهٗ اِطْعَامُ عَشَرَةِ مَسٰکِیْنَ مِنْ اَوْسَطِ مَا تُطْعِمُوْنَ اَهْلِیْکُمْ اَوْ کِسْوَتُهُمْ اَوْ تَحْرِیْرُ رَقَبَةٍ فَمَنْ لَّمْ یَجِدْ فَصِیَامُ ثَلٰثَةِ اَیَّامٍ، ذٰلِکَ کَفَّارَةُ اَیْمَانِکُمْ اِذَا حَلَفْتُمْ" (المائدة: ۸۹)۔ وحکمها لزوم الکفارة عند الحنث۔ (هندیة ج:۲ ص:۵۲، کتاب الأیمان، الباب الأوّل)۔

کن الفاظ سے قسم نہیں ہوتی؟

غیر اللہ کی قسم کھانا سخت گناہ ہے

سوال:... میں نے دیکھا ہے کہ لوگ خدا کے سوا اور بہت سی قسمیں بھی اُٹھا لیتے ہیں، مثلاً: تم کو میرے سر کی قسم، تم کو میری قسم، یا تم کو اپنی سب سے زیادہ عزیز چیز کی قسم وغیرہ، کیا اس قسم کی قسم جائز ہے؟

جواب:... خدا تعالیٰ کے سوا کسی اور کی قسم کھانا سخت گناہ ہے۔[1] مثلاً یوں کہا کہ: باپ کی قسم، رسول کی قسم، کعبہ کی قسم، اولاد کی قسم، بھائی کی قسم، یا اگر کسی اور کی قسم کھائی تو شرعاً یہ قسم نہیں ہوتی۔ البتہ قرآنِ کریم کلامِ الٰہی ہے، اس لئے قرآن کی قسم کھانے سے قسم ہوجاتی ہے،[2] اور اس کے توڑنے پر کفارہ لازم ہے۔[3]

دِل ہی دِل میں قسم کھانے سے قسم نہیں ہوتی

سوال:... میں نے دِل میں قسم کھائی تھی اور دِل میں وعدہ کیا تھا کہ ایسا نہیں کروں گا، مگر کرلیا تو اب اس پر کفارہ کیا ہے؟

جواب:... دِل میں عہد کرنے سے نہ قسم ہوئی، نہ کوئی کفارہ لازم آتا ہے، نہ آپ نے کسی گناہ کا ارتکاب کیا ہے، جب تک کہ قسم کے الفاظ زبان سے ادا نہ کرے۔ اس لئے اس معاملے میں پریشان ہونے کی ضرورت نہیں، صرف یہ ہوا کہ آپ نے دِل میں

---

(۱) عن سعد بن عبيدة قال كنت عند عبدالله بن عمر رضى الله عنهما فقمت وتركت رجلًا عنده من كندة فأتيت سعد بن المسيب قال: فجاء الكندى فزعًا فقال: جاء ابن عمر رجل فقال: أحلف بالكعبة؟ قال: لَا ولٰكن إحلف بربّ الكعبة، فإن عمر كان يحلف بأبيه فقال رسول الله صلى الله عليه وسلم: لَا تحلف بأبيك فإنه من حلف بغير الله فقد أشرك. (بيهقى ج:۱۰ ص:۲۹). عن عمر بن الخطاب رضى الله عنه ان رسول الله صلى الله عليه وسلم أدركه وهو ركب وهو يحلف بأبيه فقال: إن الله ينهاكم أن تحلفوا بآبائكم، فمن كان حالفًا فليحلف بالله أو يسكت. (أبوداوٗد ج:۲ ص:۱۰۷، بيهقى ج:۱۰ ص:۲۸). من حلف بغير الله لم يكن حالفًا كالنبى عليه السلام والكعبة. (هندية ج:۲ ص:۵۳).

(۲) أما اليمين بغير الله فنوعان، أحدهما اليمين بالآباء والأنبيآء والملائكة والصوم والصلاة وسائر الشرائع والكعبة والحرم وزمزم ونحو ذٰلك ولَا يجوز الحلف بشيء من ذٰلك. (عالمگيرى، كتاب الأيمان ج:۲ ص:۵۱).

(۳) وقال محمد رحمه الله فى الأصل: لو قال: والقرآن، لَا يكون يمينا ذكره مطلقا .... وقد قيل هٰذا فى زمانهم وأما فى زماننا فيكون يمينا وبه نأخذ ونأمر ونعتقد ونعتمد ..... وبه أخذ جمهور مشائخنا ...إلخ. (هندية، باب فيما يكون يمينا وما لَا يكون ج:۲ ص:۵۳ طبع بلوچستان بک ڈپو). أيضًا: أما فى زماننا فيمين وبه نأخذ ونأمر ونتعقد وقال محمد بن مقاتل الرازى انه يمين وبه أخذ جمهور مشائخنا اهـ. فهٰذا مؤيد لكونه صفة تعورف الحلف بها كعزّة الله وجلاله. (رد المحتار المشهور بالشامى ج:۳ ص:۵۶ طبع مكتبه رشيديه).

ایک ارادہ کیا تھا جو پورا نہیں ہوسکا۔ (۱)

''تمہیں خدا کی قسم'' کہنے سے قسم لازم نہیں ہوتی

سوال:...ایک شخص نے مجھ سے اپنا کام کرانے کے لئے بہت زور ڈالا، اور اللہ کی قسم دی کہ تمہیں یہ کام ضرور کرنا ہے، لیکن میں نے اس شخص کا کام نہیں کیا۔ اب میں پریشان ہوں کہ میں نے باوجود اس کے قسم دِلانے کے اس کا کام نہیں کیا۔ کیا مجھے اس شخص نے جو اللہ کی قسم دِلائی تھی اس کا کفارہ ادا کرنا ہوگا، جبکہ میں نے اپنے زبان سے اللہ کی قسم نہیں کھائی؟

جواب:...صرف دُوسرے کے کہنے سے کہ: ''تمہیں اللہ کی قسم ہے'' قسم لازم نہیں ہوتی، جب تک اس کے کہنے پر خود قسم نہ کھائے، پس اگر آپ نے خود قسم نہیں کھائی تھی تو آپ کے ذمہ کفارہ نہیں، اور اگر آپ نے قسم کھائی تھی تو کفارہ لازم ہے۔ (۲)

ماں، باپ یا بچوں کی قسم کھانا حرام ہے

سوال:...اگر کوئی شخص اپنے یا غیر کے ماں باپ یا بچوں کی قسم کھائے، یعنی یوں کہے کہ تیرے یا میرے ماں باپ اور بچوں کی قسم کہ اگر تو نے یہ کام کیا۔ آیا اس طرح کی قسم کھانا دُرست ہے یا نہیں؟ اور اس کا کفارہ کیا ہوگا؟ نیز یہ بھی واضح فرمائیں کہ غیراللہ کی قسم کھانا دُرست ہے یا نہیں؟ اور اس پر کفارہ کیا ہوگا؟

جواب:...اللہ تعالیٰ کے سوا کسی کی قسم کھانا حرام ہے، اس سے توبہ کرنی چاہئے۔ اور یہ قسم نہیں ہوتی، اس لئے اس کا کفارہ لازم نہیں آتا۔ ہاں گناہ ہے، اس سے توبہ کرنا ضروری ہے۔ (۳)

کسی دُوسرے کا خدا کا واسطہ دینے سے قسم نہیں ہوتی

سوال:...میں سگریٹ نوشی کرتا ہوں، ہوا یوں کہ میری بیوی نے پابندی عائد کردی، ایک روز خدا کی قسم کا واسطہ دے کر ایک سگریٹ دیا، میں نے دوبارہ مانگا تو انکار کردیا کہ خدا سے بھی نہیں ڈرتے؟ میں نے کہا: وہ تو میں نے یوں ہی کہہ دیا تھا۔ اب میں نے سگریٹ نوشی شروع کردی ہے، اس لئے کہ اگر نہ پیؤں تو دُوسری بیماریاں عود کرآنے کا خدشہ ہے۔ مہربانی فرماکر آپ فتویٰ دیجئے کہ اس قسم کی لغو قسم کا کفارہ ہوتا ہے یا نہیں؟

---

(۱) ورکنها اللفظ المستعمل فيها. (الدر المختار علی هامش رد المحتار ج:۳ ص:۵۰ طبع مکتبه رشیدیه کوئٹه). عن أبي هريرة رضي الله عنه قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: إن الله تجاوز عن أمتي ما وسوست به صدورها ما لم تعمل به أو تتكلم. (مشکوٰة، باب الوسوسة، فصل الأوّل ص:۱۸).

(۲) ولو قال والله لتفعلن كذا وكذا ولم ينو شيئًا فهو الحالف وإن أراد الإستحلاف فهو إستحلاف ولا شيء على واحد منهما ...إلخ. رجل قال لآخر: عليك عهد الله إن فعلت كذا، فقال الآخر: نعم، فلا شيء على القائل وإن نوى به اليمين ويكون هذا على إستحلاف المجيب. (هندية ج:۲ ص:۲۰ طبع مکتبه رشیدیه کوئٹه).

(۳) لا يقسم بغير الله تعالى كالنبي والقرآن والكعبة. (رد المحتار ج:۳ ص:۷۱۲، طبع رشیدیه کوئٹه).

جواب:... کسی کے یہ کہنے سے کہ ''تم کو خدا کی قسم'' اس پر قسم لازم نہیں ہوتی، جب تک خود قسم نہ کھائے، پس اگر آپ کی بیوی کے قسم دِلانے پر آپ نے قسم نہیں کھائی تھی تو آپ پر کوئی کفارہ نہیں۔ اور اگر آپ نے قسم کھائی تھی اور وہ توڑ ڈالی تو قسم توڑنے کا کفارہ ادا کردیجئے۔ یعنی دس مسکینوں کو دو وقت کھانا کھلانا، اور جس کو اتنی مقدور نہ ہو وہ تین دن کے روزے رکھے۔ [۱]

کسی کو قسم دینا

سوال:... ایک شخص نے مجھے کہا کہ اگر تو نے فلاں کام کیا تو تم کافر ہو۔ اور میں نے ہامی بھرلی۔ اب اگر وہ شخص اپنے کہے ہوئے الفاظ واپس لے لے، اور میں وہ کام کرلوں، تو شریعت کی روشنی میں اِرشاد فرمائیں کہ میرے اِیمان پر کوئی اثر پڑے گا؟ اگر بھولے سے میں وہ کام کرلوں تو کیا اثر پڑے گا؟ اگر کوئی شخص زبردستی قسم دے، تو کیا اس سے قسم واجب ہوجاتی ہے؟

جواب:... اس قسم کی کسی کو قسم دینا گناہ ہے، اور کسی کے قسم دِلانے سے قسم بھی نہیں ہوتی، اگر ایسی قسم کھالی ہو تو آدمی کافر نہیں ہوگا، البتہ قسم کا کفارہ اس کے ذمے لازم ہوگا، واللہ اعلم! [۲]

بچوں کی قسم کھانا گناہ ہے، اس سے توبہ کرنی چاہئے

سوال:... میری بیوی اور سالی میں ایک بہت ہی معمولی بات پر جھگڑا ہوگیا، اس دوران غصّے کی حالت میں میری بیوی نے میرے بچوں کی قسم کھائی کہ آئندہ میں اپنے میکے نہیں آؤں گی (جبکہ میرے دو ہی بچے ہیں)، اب وہ اپنی قسم پر پشیمان ہے اور میکے جانا چاہتی ہے۔ آپ بتائیں اس قسم کا کتاب وسنت کی رُو سے کیا کفارہ ہوگا؟ اور وہ کس طرح ادا کیا جائے تاکہ یہ قسم ختم ہوجائے اور وہ دوبارہ اپنے میکے جانا شروع ہوجائے؟

جواب:... بچوں کی قسم کھانا گناہ ہے، اس سے توبہ کرنی چاہئے، اور یہ قسم لازم نہیں ہوتی، نہ اس کے کفارے کی ضرورت ہے، اس لئے میکے جاسکتی ہے۔ [۳]

بچوں کی جان کی قسم کھانا جائز نہیں

سوال:... میرے بھائی نے انتہائی غصّے کی کیفیت میں اپنے پانچ بچوں کی قسم کھائی تھی، لیکن اب وہ قسم توڑ دی ہے۔ برائے

---

(۱) ''فَكَفَّارَتُهٗ اِطْعَامُ عَشَرَةِ مَسٰكِيْنَ مِنْ اَوْسَطِ مَا تُطْعِمُوْنَ اَهْلِيْكُمْ اَوْ كِسْوَتُهُمْ اَوْ تَحْرِيْرُ رَقَبَةٍ فَمَنْ لَّمْ يَجِدْ فَصِيَامُ ثَلٰثَةِ اَيَّامٍ، ذٰلِكَ كَفَّارَةُ اَيْمٰنِكُمْ اِذَا حَلَفْتُمْ'' (المائدة: ۸۹)۔

(۲) ولو إن فعل كذا فهو يهودى .... أو كافر .... حتّٰى لو فعل ذٰلك الفعل يلزمه الكفارة .... وإن كان عنده أنه إذا أتى بهٰذا الشرط لَا يصير كافرًا لَا يكفر۔ (عالمگیری ج:۲ ص:۵۴، كتاب الأيمان، الباب الثانى)۔

(۳) عن أبى هريرة رضى الله عنه قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: لَا تحلفوا بآبائكم ولَا بأمّهاتكم ولَا بالأنداد ولَا تحلفوا إلّا بالله۔ (أبوداؤد ج:۲ ص:۱۰۷، بيهقى ج:۱۰ ص:۲۹)۔ من حلف بغير الله لم يكن حالفًا كالنبى عليه السلام والكعبة۔ (هندية ج:۲ ص:۵۳، كتاب الأيمان، الباب الثانى)۔

مہربانی یہ فرمایئے کہ ان کو کیا کرنا چاہئے؟ نیز جو کچھ بھی کرنا ہے وہ خود ہی کریں یا ان کی جانب سے کوئی دُوسرا فرد بھی کرسکتا ہے؟

جواب:... قسم صرف اللہ تعالیٰ کی کھائی جاتی ہے، بچوں کی جان کی قسم کھانا جائز نہیں، نہ اس سے قسم ہوتی ہے، مگر غیراللہ کی قسم کھانے پر اس کو توبہ واِستغفار کرنا چاہئے۔ [1]

بیٹے کی قسم کھانا جائز نہیں

سوال:... الف نے اپنی ماں کے جبراً کہنے پر اپنے بیٹے ب کی قسم کھائی کہ وہ (الف) اپنے چچا سے کبھی نہیں ملے گا۔ حالانکہ الف کا اپنے چچا اور ان کے اہل وعیال سے کوئی تنازع نہیں بلکہ محبت ہے۔ کیا الف کی اپنے چچا سے میل جول کرنے پر قسم ٹوٹ گئی؟ اگر ایسا ہے تو اس کا کیا کفارہ ہوگا؟ مزید برآں اللہ تعالیٰ کی طرف سے ب (الف کے بیٹے) کی صحت، زندگی اور عافیت پر کوئی زک آنے کا اندیشہ تو نہیں؟ کیونکہ الف نے بیٹے کی قسم کھائی اور پھر توڑ دی ہے جس کی وجہ سے اللہ کے غیظ وغضب سے خوفزدہ ہے۔

جواب:... بیٹے کی قسم کھانا ہی جائز نہیں، بلکہ حرام ہے۔[2] اور چچا سے قطع تعلق بھی حرام ہے۔[3] الف والدہ کے کہنے سے دو ناجائز باتوں کا مرتکب ہوا، اسے چاہئے کہ اللہ تعالیٰ سے معافی مانگے اور چچا کے ساتھ قطع تعلق ختم کردے۔ الف کے بیٹے پر اِن شاء اللہ کوئی زد نہیں آئے گی۔

''تمہیں میری قسم'' یا ''دُودھ نہیں بخشوں گی'' کہنے سے قسم نہیں ہوتی

سوال:... محترم! میں آپ سے یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ اگر ماں اپنے بیٹے کو یہ کہے کہ: ''تمہیں میری قسم ہے، اگر تم فلاں کام کرو'' یا یہ کہے کہ: ''اگر تم نے یہ کام کیا تو میں تمہیں اپنا دُودھ نہیں بخشوں گی'' اور بیٹا اس قسم کو توڑ دیتا ہے تو اسے کیا کرنا چاہئے؟

جواب:... ''تمہیں میری قسم'' کہنے سے قسم نہیں ہوتی، اسی طرح ''دُودھ نہیں بخشوں گی'' کے لفظ سے بھی قسم نہیں ہوتی، اس لئے اگر اس شخص نے اپنی والدہ کے حکم کے خلاف کیا تو قسم نہیں ٹوٹی، نہ اس پر کوئی کفارہ لازم ہے، البتہ اس کو اپنی والدہ کی نافرمانی کا گناہ ہوگا، بشرطیکہ والدہ نے جائز بات کہی ہو۔ [4]

قرآن مجید کی طرف اشارہ کرنے سے قسم نہیں ہوتی

سوال:... میں اپنی بیوی کو کچھ رقم دیتا ہوں، رقم دینے میں کچھ تأخیر ہوگئی، میری بیوی نے غصّے میں آکر کہا: ''آئندہ میں آپ سے پیسے نہیں مانگوں گی، سامنے قرآن پڑا ہے (اشارہ کرکے)'' اور قرآن شریف سامنے موجود تھا۔ آیا یہ قسم ہوگئی؟ اور اگر اس قسم کو میری بیوی توڑ دے تو کیا کفارہ ادا کرنا پڑے گا؟

(۱، ۲) گزشتہ صفحے کا حاشیہ نمبر ۳ دیکھیں۔

(۳) عن جبیر بن مطعم رضی اللہ عنہ قال: قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم: لَا یدخل الجنّة قاطع۔ متفق علیہ۔ (مشکوٰۃ ص: ۴۱۹، باب البر والصلة، الفصل الأوّل)۔

(۴) ایضاً۔

جواب:...قرآنِ کریم کی طرف اشارہ کرنے سے قسم نہیں ہوتی۔[1]

''اگر فلاں کام کروں تو اپنی ماں سے زنا کروں'' کے بیہودہ الفاظ سے قسم نہیں ہوتی

سوال:...میں عرصہ دراز سے ایک گناہ میں مبتلا تھا، بلکہ اب بھی شاذ و نادر مرتکب ہو جاتا ہوں۔ اس گناہ سے بچنے کے لئے متعدّد بار توبہ کی، لیکن وقتی طور پر سہی کوئی کارگر ثابت نہ ہوئی۔ آخر ایک دن قسم اُٹھائی کہ: ''اگر میں نے یہ گناہ دوبارہ کیا تو یوں سمجھوں گا کہ میں نے اپنی ماں کے ساتھ زنا کیا ہے۔'' کچھ عرصہ یہ قسم بحال رہی، بدقسمتی سے پھر اس گناہ کا مرتکب ٹھہرا اور اس طرح پھر اپنی پُرانی روش پر اُتر آیا۔ عجیب بات ہے کہ ہر گناہ کرنے کے بعد نادم ہوا اور آئندہ نہ کرنے کا عہد کیا، بلکہ اپنی طرف سے سچی توبہ کی لیکن بار آور ثابت نہ ہوئی۔ لہٰذا ایک تو دُعا فرمائیں اللہ تعالیٰ گناہ کو معاف فرمائے، دُوسرے نہ کرنے کی توفیق بخشے۔ مزید قسم توڑنے کا کیا کفارہ ادا کرنا پڑے گا؟ سنا ہے آسان کفارہ ۶۰ مسکینوں کو کھانا کھلانا ہوتا ہے، وضاحت فرمائیں۔ ظاہر ہے ساٹھ مسکین تو اکٹھے نہیں کئے جاسکتے، اس کی کوئی آسان صورت ہے؟ کیا کسی دینی مدرسہ میں اس کھانے کے عوض رقم ادا کی جاسکتی ہے؟ رقم کتنی ہونی چاہئے؟ یہ رقم وقفے وقفے سے جمع کراسکتا ہوں؟ کیونکہ ملازم پیشہ آدمی ایک ہی وقت میں ادائیگی نہیں کرسکتا۔ بہرحال میری اس اُلجھن کو حل فرمائیں۔

جواب:...''اگر فلاں کام کروں تو اپنی ماں سے زنا کروں'' ان بیہودہ الفاظ سے قسم نہیں ہوتی، نہ اس پر کوئی کفارہ لازم ہے، ان گندے الفاظ سے توبہ کرنی چاہئے۔ البتہ اس سے پہلے آپ نے جتنی مرتبہ قسمیں کھا کر توڑیں، ان کا ہر ایک کا الگ الگ کفارہ ادا کیجئے۔[2]

غیر مسلم کے ذمہ قرآن پاک کی قسم پوری نہ کرنے کا کفارہ کچھ نہیں

سوال:...میں ایک غیر مسلم ہونے کے ناتے سے ایک سوال کرنا چاہتا ہوں، اَزراہِ کرم جواب اخبار میں یا براہِ راست مجھے بھیجئے۔

سوال یہ ہے میں نے ایک آدمی سے ۵۰ روپے لئے تھے، اس نے مجھے مقرّرہ تاریخ تک لوٹا دینے کو کہا، لیکن میں کسی ناگزیر وجوہات کی بنا پر یہ پیسے نہیں لوٹا سکا، آپ مجھے یہ بتائیں کہ میں ان کو یہ پیسے کسی کفارہ کے ساتھ واپس کردُوں؟ واضح رہے کہ میں نے ان کو مقرّرہ تاریخ تک پیسے لوٹا دینے کی قرآن شریف کی قسم کھائی تھی۔ آپ اسلام کی رُو سے اس سوال کا جواب دیں۔

جواب:...آپ اصل رقم واپس کردیں، تاریخِ مقرّرہ پر ادا نہ کرنے کی وجہ سے آپ کے ذمہ کوئی کفارہ نہیں۔ آپ نے جو قسم کھائی تھی اور وہ قسم آپ پوری نہیں کرسکے، اس کا کفارہ آپ کے مذہب میں کوئی ہے تو ادا کردیجئے۔ دینِ اسلام کی رُو سے آپ کے ذمہ اس کا بھی کوئی کفارہ نہیں۔ اگر کوئی مسلمان قسم توڑتا تو اس کے ذمہ قسم توڑنے کا کفارہ لازم آتا۔[3]

---

(۱) ورکنها اللفظ المستعمل فیها۔ (الدر المختار ج:۳ ص:۵۰، کتاب الأیمان، طبع رشیدیه)۔

(۲) یتعدد الیمین بتعدد الإسم ...إلٰی قوله... وفی تجرید عن أبی حنیفة إذا حلف بأیمان فعلیه لکل یمین کفارة والمجلس والمجالس سواء۔ (بحر الرائق ج:۴ ص:۲۹۱، کتاب الأیمان، طبع سعید کمپنی)۔ وتتعدد الکفارة لتعدد الیمین المجلس والمجالس سواء۔ (درمختار ج:۳ ص:۷۱۴، کتاب الأیمان)۔

(۳) (ولا کفارة بیمین کافر وإن حنث مسلمًا) بآیة: إنهم لا أیمان لهم۔ (تنویر الأبصار ج:۳ ص:۷۲۸، کتاب الأیمان)۔